UNIVERSAL
LIBRARY
OU_224196
UNIVERSAL
LIBRARY

Checked 1965 Checked 1969

Checked 1978

سلسلہ اوّل

فسانہ لندن

جلد سیزدہم

پہلا باب • دوست مگر اجنبی

کھانا کھانے کے کمرہ میں پہنچکر لیڈی ریونسورتھ نے اپنے شوہر کے ذاتی نوکر کونٹین کو بلوایا۔ اور اُسے حکم دیا۔ کہ لارڈ ریونسورتھ کو اطلاع دے آؤ۔ صبح کی حاضری تیار ہے اور دسترخوان بچھا دیا گیا ہے۔

کونٹین نے جھک کر سلام کیا اور چلا گیا۔ مگر حقیقت میں لیڈی ریونسورتھ اور وہ نوکر دونوں اس بات کو سمجھتے تھے۔ کہ یہ اطلاع محض رسمی ہے۔ کیونکہ چھ دن سے یا یوں کہنا چاہئے جس روز سے لڈیا ہچنسن اس مکان میں آئی۔ لارڈ موصوف کبھی دسترخوان پر نہ آئے تھے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ نوکر کو اس بات کا شبہ تک نہ تھا کہ نئی خادمہ کی آمد کو لارڈ ریونسورتھ کے مرض اور لیڈی ریونسورتھ کے غم کی زیادتی میں کس حد تک دخل ہے

چند منٹ کے عرصہ میں کونٹین نے واپس آکر عرض کیا "حضور اپنی عدم تشریف آوری کے لئے معافی چاہتے ہیں" یہی فقرہ تھا جو وہ ہر روز واپس آکر جواباً کہا کرتا تھا۔

ایڈلین نے ایک گہری آہ کھینچی اور پوچھنے لگی "آج اُن کی طبیعت کیسی ہے؟"

نوکر نے کہا "بانو اُن کی حالت مجھے کچھ رو بہ اصلاح نظر نہیں آتی"

ایڈیتھ نے پھر آہ سرد کھینچی اور خاموش ہو رہی۔ نوکر چلا گیا اور بدنصیب عورت نے چند لقمے کھانے کی کوشش کی۔ مگر بھوک بالکل نہ تھی۔ ہر چیز سے نفرت سی محسوس ہو رہی تھی۔ اس لئے کچھ کھائے بغیر پلیٹ کو پرے سرکا دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک دو گھنٹہ تازہ ترین ناول یا اخبار کے اخبارات دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر جلدی ہی محسوس ہو گیا کہ خیالات از خود ان سے زیادہ دردناک اور تکلیف دہ معاملات کی طرف جا رہے ہیں۔

دوپہر کا وقت تھا اور وہ بمحل کی حالت میں ایک آرام چوکی پر اس کھڑکی کے قریب بیٹھی تھی۔ جس سے پائین باغ کا نظارہ دکھائی دیتا تھا کہ اسے ایک گاڑی تیزی سے محل کی طرف آتی دکھائی دی۔ نوکروں نے اس قسم کی وردی پہنی ہوئی تھی جس سے وہ بیشتر واقف نہ تھی۔ چنانچہ اس نے فوراً ہی ایک نوکر کو بلا کر ہدایت کر دی کہ اگر کوئی مجھ سے ملنے والا ہو۔ تو اسے ٹال دینا میں کسی سے ملنا نہیں چاہتی۔

گاڑی صدر دروازہ کے باہر آ کر رک گئی۔ اور نوکر نے وہ حکم جو کہ مالکہ نے دیا تھا۔ آنے والے شخص کو پہنچا دیا۔ مگر باوجود اس کے گاڑی واپس نہ گئی۔ کچھ دیر تک لیڈی ریونسورتھ کو نوکر اور اس شخص میں جو گاڑی پر سوار تھا۔ گفتگو کی آواز آتی رہی مگر وہ اس کا مطلب بالکل نہ سمجھ سکی۔ آخر چند منٹ کے عرصہ میں نوکر نے واپس آ کر عرض کیا۔ "حضور گاڑی میں ایک صاحب سوار ہیں۔ جنہیں ڈوئل میں خطرناک زخم آیا ہے۔ ان کے ساتھی اس بات کی درخواست کرتے ہیں۔۔۔"

لیڈی ریونسورتھ نے قطع کلام کر کے کہا "خیر یہ معاملہ کچھ اور ہے تم انہیں ٹھہرنے کی اجازت دے دو۔"

نوکر واپس چلا گیا۔ اور اس کے ذرا دیر بعد ایڈیتھ نے کھڑکی کے راستہ دیکھا کہ دو شریف آدمی گاڑی سے اترے۔ اور انہوں نے ایک تیسرے کو جو بظاہر بے ہوشی کی حالت میں تھا نیچے اتارا۔ مگر ان میں سے کسی کا چہرہ لیڈی ریونسورتھ کو نظر نہ آیا۔

اب وہ اس فکر میں تھی کہ میرا طرز عمل اس معاملہ میں کیا ہونا چاہیئے۔ وہ جانتی تھی کہ میرا شوہر اپنے کمرہ سے نکل کر میزبانوں کی مدارات نہ کرے گا۔ اور یہ بات نہایت نامناسب تھی کہ وہ خود ان شخصوں سے ملنے جاتی۔ جو ایسے عجیب حالات میں آئے تھے

اور جن کی نسبت یہ بھی معلوم نہ تھا کہ وہ کوئی پرانے واقف ہیں یا بالکل اجنبی۔

ذرا دیر تامل کے بعد اس نے گھنٹی بجائی۔ اور کونسٹین کو بلا کر کہا "تم نے لارڈ ریونسورتھ کی طرف سے موزوں لفظوں میں معذرت پیش کرنا۔ اور زخمی جوان کو کسی آرام دہ کمرہ میں پہنچا دینا۔ اس کے ساتھ جو دو آدمی ہیں ان سے کہنا جس چیز کی ضرورت ہو طلب کریں نصف گھنٹہ بعد میں ان سے گول کمرہ میں ملوں گی"

کونسٹین اس حکم کی تعمیل کے لئے چلا گیا۔ اس نے زخمی شخص کو ایک خوابگاہ میں بھجوا دیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں ابھی ایک آدمی کو گھوڑے پر بھیجکر قریب ترین گاؤں سے ڈاکٹر کو بلاتا ہوں لیکن معلوم ہوا کہ زخمی شخص کے ساتھ جو دو آدمی تھے ان میں سے ایک ڈاکٹری جانتا تھا جس کی خدمات ڈریل کے موقعہ پر حاصل کی گئی تھیں۔ اس اثنا میں لیڈی ریونسورتھ پوشاک بدلنے کے لئے اپنے خاص کمرہ میں گئی۔ اور اس کے ذرا دیر بعد لڈیا ہنچمن بھی وہیں پہنچ گئی۔

ایڈلین نے اسے دروازہ بند کرتے دیکھ کر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "مجھے سردست تمہاری خدمات کی ضرورت نہیں"

لڈیا بولی "تمہاری ضرورت یا عدم ضرورت کی کسے پروا ہے میں تو محض ظاہرداری کے لئے تمہارے پیچھے پیچھے چلی آئی ہوں۔ اور اس کے علاوہ تمہارے لئے ایک بہت ضروری خبر بھی لائی ہوں۔ جو سچ پوچھو تو خوشی کی خبر ہے"

خادمہ نے یہ الفاظ کچھ ایسے تلخ لہجہ میں کہے تھے۔ کہ انہیں سنکر لیڈی ریونسورتھ خوفزدہ ہو گئی اور کہنے لگی "اے خوفناک عورت اب میرے لئے اذیت کا کونسا نیا سامان تیار کر کے لائی ہے"

لڈیا نے کہا "تمہیں معلوم ہے اس وقت کون شخص تمہارا مہمان بن کر آیا ہے"

ایڈلین بولی "کوئی زخمی نوجوان ہے اور اس کے ساتھ اس کے دو دوست ہیں۔ کیا تم اس واقعہ میں بھی میرے لئے عذاب کا کوئی ذریعہ تلاش کر رہی ہو"

لڈیا نے جواب دیا "وہ زخمی شخص اور اس کے دوستوں میں سے ایک دونوں تمہارے پرانے واقف ہیں"

"میرے واقف" ایڈلین نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے

یقین ہوگیا۔ کہ لڈیا کی پُراسرار گفتگو کی تہ میں ضرور کوئی اذیت دہ راز پوشیدہ ہے۔

لڈیا نے اس طرح کانپ کر گویا وہ اپنے انتہائی غصہ کو قابو میں نہ رکھ سکی تھی جواب دیا "ہاں وہ نہ صرف تمہارے بلکہ میرے بھی واقف ہیں اور ہماری واقفیت محض سرسری نہیں بلکہ نہایت گہری ہے۔"

ایڈلین کے دل ایک خوفناک شبہ پیدا ہوگیا تھا۔ اس نے مضطرب ہوکر کہا "الٰہی کیا سچ مچ مجھے دیوانہ بنانے کی کوشش کی جارہی ہے!"

لڈیا نے اپنی آنکھیں کینہ ور خوشی کے ساتھ لیڈی ریونسورتھ کے چہرہ پر گڑو کر جواب دیا "اب تم چاہے دیوانی بنو یا سیانی۔ بہرحال اس واقعہ میں فرق نہیں آسکتا کہ لارڈ ڈنسٹیبل اور کرنیل چولمونڈلے دونوں اسوقت تمہارے محل میں اقامت گزین ہیں۔"

"خدایا تیرا رحم!" ایڈلین نے گلوگیر آواز سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ نیم بیہوشی کی سی حالت میں صوفہ پر گر پڑی۔

مگر بے رحم لڈیا نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "بیگم صاحب وہ دو شخص اس وقت تمہارے مہمان بن کر آئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو تم نے اپنی عصمت اس طرح حوالہ کر دی تھی۔ جیسے ایک بچہ دوسرے کو اپنا کھلونا دے دیتا ہے۔ اور دوسرا وہ جس نے میرے ناموس کو اس طرح چھینا تھا۔ جیسے شاہراہ پر کوئی بدمعاش ڈاکو بے یار و مددگار مسافر پر وار کرکے اس کے متاع پر قبضہ کر لیتا ہے۔ وہ بدمعاش جس نے مجھے تباہ اور برباد کیا۔۔۔ جو میرے والد کی قبل از وقت موت کا موجب بنا۔ اور جس نے اپنے ہاتھوں سے میرے بھائی کو قتل کیا۔ وہ اب بے بسی کی حالت میں بستر پر پڑا ہے۔ جس سے شاید اسے اٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ سوائے اسوقت کے کہ انکی بیجان لاش کو تابوت میں بند کرنے کے لئے اٹھایا جائے۔ اس کا نائب وہ خوش باش عیاش تھا جس نے کسی زمانہ میں تمہارے گلشن حسن کی بہار لوٹی اور اس کے بعد تمہیں۔۔۔ ہاں تم کو جو انگلستان کے [illegible] دور ترین امیر کی بیٹی ہو۔ اس بے دردی سے پرے پھینک دیا۔ جیسے کوئی اس پھول کو [illegible] دیتا ہے۔ جسے اس نے گھنٹہ بھر کے لئے اپنے کوٹ میں سجایا [illegible] اس سے اکتا گیا ہو۔ بیگم صاحب یہ دو شخص اسوقت تمہارے ہاں مہمان کی حیثیت میں آئے ہوئے ہیں۔"

ایڈلین نے غم و غصہ کے انتہائی تلخ لہجہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا "افسوس اگر مجھ سے اپنی زندگی میں عظیم غلطیاں سرزد ہوئیں۔ تو یقیناً مجھے ان کی سزا اور بھی زیادہ خوفناک مل رہی ہے ..."

اس پر لڈیا جو ہر وقت اس بدنصیب عورت کے سینہ میں نیا خنجر گھونپنے کو تیار رہتی تھی۔ بولی "ابھی تو اس سزا کی ابتدا ہے"

ایڈلین نے انداز تاسف سے دونوں ہاتھ جوڑ لئے اور کہنے لگی "تم سچ کہتی ہو کاش کہ میں اپنی ابتدائی زندگی کو از سر نو بسر کر سکوں ... کاش کہ وہ زمانہ جو گذر چکا ہے پھر واپس آ سکے ..."

لڈیا بولی "بیگم صاحب یوں ہاتھ ملنے سے کیا فائدہ۔ وقت جو گذر گیا اس کا واپس آنا غیر ممکن ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ تمہارے لئے ایک خوفناک مستقبل تیار کر گیا ہے" پھر اس نے حقارت کے لہجہ میں کہا "اب جلدی کرو۔ اس مرتبہ میں خود تمہارا لباس بدلنے میں مدد دونگی۔ کیونکہ میں دیکھنا چاہتی ہوں۔ تم کرنیل چولمونڈلے سے کس شان سے ملتی ہو ..."

لیڈی ریونسورتھ نے عالم اضطراب میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا "کیا تم ہماری ملاقات کو دیکھو گی؟"

لڈیا نے بدستور پرسکون انداز سے جواب دیا "ہاں میں اس کا ذریعہ تلاش کر لونگی"

اس کا ایڈلین نے کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اسے چاہے کچھ بھی کہا جائے لڈیا کے ماننے پر ہرگز آمادہ نہ ہوگی۔ اس لئے اس نے پوشاک بدلنی شروع کی۔ اور اس کام میں لڈیا نے اول مرتبہ اسے مدد دی۔ اس کے ساتھ ہی وہ کہنے لگی "میں نے اس موقعہ پر تمہارے لئے بہترین پوشاک اس لئے نکالی ہے۔ اور تمہارے بالوں کو نہایت دلفریب طریقہ پر اس غرض سے آراستہ کیا ہے کہ میں چاہتی ہوں۔ تم اس کے روبرو خوب بن ٹھن کر نکلو جس نے تمہیں جب تک چاہا اپنی داشتہ بنائے رکھا ..."

لڈیا کا یہ تلخ طعنہ ایڈلین کے سینہ میں زہر آلود برچھی کی طرح لگا۔ اور اس نے اس کی طرف مڑ کر بڑے جوش سے کہا "بدبخت اب چپ بھی رہتی ہے کہ نہیں"

لڈیا نے اسی سکون کے ساتھ جواب دیا "اگر میں بدبخت ہوں تو یاد رکھو کہ تمہیں

نے ایسا بنایا ہے۔"

غصہ کی اس لہر کو جو اس کے سینہ میں موجزن تھی دبانے کے لئے ایڈلین نے اپنے ہونٹ کو اس زور سے کاٹا کہ اس میں سے خون نکل آیا۔ پھر وہ جلد جلد قدم اٹھاتی اپنے کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اور لڈیا ہچنسن تھوڑے فاصلہ پر اس کے پیچھے پیچھے چلتی گئی۔ لیڈی ریونسورتھ جانتی تھی کہ یہ بدبخت سایہ کی طرح ساتھ ہے۔ لیکن خاموش تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ منت یا دھمکی دونوں باتیں اس پر اثر نہ کر سکیں گی۔

گول کمرہ کی طرف جاتے ہوئے بدنصیب عورت نے اپنے چہرہ اور ذہن کو حتی الامکان پرسکون بنانے کی کوشش کی۔ لیکن وہ محسوس کرتی تھی کہ کبھی میرے چہرہ پر زردی نمودار ہوتی ہے اور کبھی شرمساری کی سرخی کبھی اسے اپنی آنکھیں کوئلوں کی طرح دہکتی محسوس ہوتی تھیں۔ اور کبھی دل برف کی طرح سرد۔

بلیو ڈیر ہوس کے سکول سے نکلکر آج تک کرنل چولمونڈلے سے اس کی دو بار ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ کچھ عرصہ تو وہ سیر و سیاحت میں مصروف رہا۔ پھر جن دنوں وہ لندن میں مقیم تھا۔ واقعات اس قسم کے پیش آتے رہے۔ کہ دونوں کے ملنے کا اتفاق نہ ہوا۔ لیکن اتفاقات حسنہ کا اثر دائمی نہیں ہوتا۔ آخر کار اب وہ وقت آگیا۔ جب اسے اس شخص کی موجودگی میں جانا پڑا۔ جس کے سامنے آنے سے اسے سب سے زیادہ شرم محسوس ہوتی تھی۔ مگر اخلاق اور سوسائٹی کے آداب اس ملاقات کے متقاضی تھے۔ اگر وہ خود بھی اپنے شوہر کی طرح کمرہ میں بند رہتی اور مہمانوں کے سامنے نہ آتی۔ تو نوکر کیا خیال کرتے۔ ڈاکٹر جو ان کے ساتھ تھا کیا وہ یہ نہ سمجھتا کہ اس محل کے رہنے والے آداب انسانیت سے محروم ہیں۔ اول تو لارڈ ریونسورتھ کا سامنے نہ آنا ہی طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے کو کافی تھا مگر اس کی پراسرار اور عجیب و غریب بیماری کی کیفیت فیشن ایبل حلقوں میں عام طور سے مشہور تھی لیکن اگر لیڈی ریونسورتھ بھی اسی کا رویہ اختیار کرتی۔ تو ظاہر ہے کہ لوگوں کو طرح طرح کی باتوں کا موقع مل جاتا۔ ان حالات میں اسے مجبور ہو کر سامنے آنا پڑا۔

اور دیکھو۔ اب وہ رکتے ہوئے قدم سے گول کمرہ کے دروازہ کے پاس

پہنچتی ہے۔ یہاں پر اُس کا قدم ایک منٹ کے لئے پھر رُک جاتا ہے اور دل بڑے زور سے دھڑکنے لگتا ہے۔ مگر وہ حوصلہ کر کے کہتی ہے "یہ بیوقوفی ہے امتحان جو پیش آیا۔ اُس میں سے گذرنا ضروری ہے۔ اس لئے تامل بے سود ہے"

یہ سوچکر وہ جی کڑا کر کے کمرہ کے اندر داخل ہو گئی۔ وہاں اس وقت صرف ایک ہی مہمان موجود تھا۔ اور وہ بھی دروازہ کیطرف پیٹھ کئے بیٹھا تھا۔ لیکن طویل قد اور اُس کی بانکی سجیلی صورت کو دیکھ کر اُس نے فوراً ہی اُسے پہچان لیا۔ موٹے گدیلوں پر اُس کے پاؤں کی چاپ ہر چند کہ بالکل ہلکی تھی۔ مگر اُس کی آواز اُس شخص کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اُس نے جلدی سے پیچھے کیطرف دیکھا۔ اور ایک سکینڈ کے عرصہ میں ایڈلین اور اُس کا آشنائے قدیم دونوں رُو در رُو ہو گئے۔

کرنیل نے جو اس ملاقات کی نزاکت کو اچھی طرح محسوس کرتا تھا۔ اپنی نگاہیں ایک طرف کو ہٹا کر کہا "لیڈی ریونسورتھ مجھے کسی خوشی سے نہیں بلکہ انتہائی مجبوری کیوجہ سے آپکی مہمانی سے بہرہ اندوز ہونا پڑا ہے۔ میرے دوست لارڈ ڈنسٹیبل کا کل شام اپنی رجمنٹ کے ایک افسر سے جھگڑا ہو گیا تھا۔ اور اُس کا فیصلہ ڈویل کے سوا کسی اور طریق سے نہ ہو سکتا تھا۔ آداب تہذیب کا تقاضا تھا۔ کہ مقام اور وقت کا انتخاب لارڈ ڈنسٹیبل کا مخالف کرے۔ اتفاق سے اُس نے ایک مقام جو آپ کے اس محل کے قریب ہی ہے اس مطلب کے لئے پسند کیا۔ میرے دوست لارڈ ڈنسٹیبل کو پہلی گولی سے ہی ایک خوفناک زخم آ گیا اور میرے لئے سوائے اس کے چارہ نہ تھا کہ اُسے کسی قریب ترین مکان میں پہنچاؤں۔ ان حالات میں آپ سمجھ سکتی ہیں کہ کن مجبوریوں کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا"

ایڈلین کے چہرہ پر شرمیلے پن سے سرخی چھا گئی تھی۔ اُس نے اپنی نگاہیں فرش زمین پر ڈالکر کہا "مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے کہ لارڈ ریونسورتھ کی طبیعت اس قدر ناساز ہے کہ وہ بذات خود فرائض میزبانی ادا نہ کر سکے۔ کیا آپ کے اُن دوست کا زخم کچھ زیادہ خطرناک ہے؟"

کرنیل نے جواب دیا "مسٹر گراہم جو ایک مشہور ڈاکٹر ہیں۔ اُس کا علاج کر رہے ہیں اور انہیں پختہ امید ہے کہ گولی جو دائیں پہلو میں لگی ہے نکالی جا سکے گی۔

معمولی کوشش سے کام لیکر جس کی وہ کچھ عرصہ سے عادی ہو چکی تھی۔ اپنی طبیعت کو سکون پذیر کیا اور چرلمونڈلے نے جو ایک فیشن ایبل ضٹلین کی حیثیت میں ظاہرداری کے آداب سے پوری طرح واقف تھا۔ فوراً ہی ایسی صورت اختیار کر لی کہ کسی کے دل میں اس کے اضطراب کی نسبت ذرا بھی شبہ پیدا نہ ہو سکتا تھا۔

تعارف کے مراسم ادا ہونے کے بعد مسٹر گراہم نے کہا "میں آپ کو خوشی سے مطلع کرتا ہوں کہ لارڈ ڈنسٹیبل کی حالت نسبتاً اچھی ہے۔ میں نے گولی نکال لی ہے اور اب وہ آرام سے سو رہے ہیں"

چرلمونڈلے نے کسی حقیقی خوشی سے نہیں بلکہ محض ظاہرداری کی خاطر اظہار اطمینان کرتے ہوئے کہا "خدا کا شکر ہے"

ڈاکٹر نے ایڈلین کیطرف مخاطب ہو کر کہا "آپ کو تکلیف تو ہوگی لیکن ارجنسی ہے۔ مریض کو چند دن تک ضرور آپکی مہمانی سے بہرہ یاب ہونا پڑیگا"

ایڈلین بولی "اطمینان فرمائیے کہ لارڈ ڈنسٹیبل کی حتی الامکان پوری خاطر داری کی جائے گی میرے لئے یہ کہنا غالباً بے سود ہے کہ آپ لوگوں کی تشریف آوری سے ریونسورتھ ہال کی عزت دوبالا ہو گئی ہے۔ آپ کو اختیار ہے جب تک چاہیں یہاں رہیں"

ڈاکٹر نے اخلاق کے ساتھ جھک کر سلام کیا۔ اور کرنیل چرلمونڈلے بولا "اپنے متعلق مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ میں اب زیادہ عرصہ یہاں نہ ٹھہروں گا۔ کیونکہ معلوم ہو گیا ہے۔ میرا دوست اب خطرہ میں نہیں اور مجھے چونکہ بعض اور ضروری کام درپیش ہیں۔ اس لئے مجھے روانہ ہونے کی اجازت دیجئے"

ایڈلین نے کرنیل پر اظہار شکر گزاری کی نظر ڈالی کیونکہ اس کے چلے جانے سے اس کی اپنی پریشانیوں میں تخفیف ہونا یقین تھا۔ چنانچہ لنچ کھانے کے بعد چرلمونڈلے وہاں سے رخصت ہو گیا۔

لیکن اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جس گاڑی میں وہ رخصت ہوا۔ اس کی نشست پر لڈیا ہچنسن نے خفیہ طور سے ایک لفافہ جس میں ایک کنجی بند تھی رکھدیا تھا۔ اس لفافہ اور کنجی کا مطلب کیا تھا۔ اس کی کیفیت آگے چلکر واضح ہو گی۔

دوسرا باب — کھنڈروں کی آواز

کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ اس وقت دنیا میں ایڈلین ریونسورتھ سے زیادہ بدنصیب ہستی روئے زمین پر موجود نہ تھی۔ ہر چند کہ وہ مالدار اور صاحب منزلت تھی دنیا بھر کی آسائشیں اور راحتیں اسے حاصل تھیں، بے انداز قیمت کے زیورات اور جواہرات اس کے قدرتی حسن کو دوبالا کرنے کے لئے موجود تھے لیکن اس ذہنی تکلیف کا کوئی درمان نہ تھا جس کا وہ ہر وقت شکار بنی رہتی تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کی ساری دولت ... سلاطین مشرق کے محلات کی تمام راحتیں اور آسائشیں ... بہترین الماس جو کبھی حوران جہاں کی زینت دوبالا کرنے کا موجب بنے ہیں۔ یہ سب یا ان میں سے کوئی بھی چیز روح کو سکون یا ضمیر کو اطمینان دینے کا ذریعہ ثابت نہیں ہو سکتی۔ یہی حقیقت تسلیم کرنے پر اب ایڈلین کو مجبور ہونا پڑا۔

کرنیل چرچل منڈلے سے پہر کو چار بجے کے قریب رخصت ہوا تھا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد لیڈی ریونسورتھ کی طبیعت اضطراب اور انتشار پیدا کرنے والے واقعات کے گذشتہ سلسلہ سے اس قدر گھبرائی کہ اسے تازہ ہوا میں نکلنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ طبیعت کو سکون پذیر کرنے کی غرض سے اس نے ارادہ کیا کہ تھوڑی دیر باہر کھیتوں کی سیر کروں۔ یہ سوچکر ایک سادی تنکوں کی بنی ہوئی ٹوپی سر پر رکھ کر اور ایک گرم شال اوڑھ کر وہ اپنی مذاب وہ خادمہ لڑکی جینسن سے نظر بچا مکان سے باہر نکل گئی۔

وسیع پائین باغ سے گذر کر وہ کھلے کھیتوں میں جا پہنچی۔ جہاں شام کی سرد ہوا نے اس کی افسردگی کو کسی حد تک دور کر دیا۔ اپنے اردگرد ایک حسرت آمیز نظر ڈالکر وہ اپنے دل سے کہنے لگی "مذاکرے وہ بچہ جو پیدا ہونیوالا ہے لڑکا ثابت ہو تو یہ سب وسیع زمین اور یہ اراضی جس پر میں اب کھڑی ہوں ضرور میرے اختیار سے نکل جائے گی۔ بلاشبہ یہ سب کچھ اس کے قبضہ میں چلا جائے گا۔ جس کی صورت میں نے تک نہیں دیکھی اور جس کا صرف نام سن رکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اسے میرے لئے کچھ ہمدردی نہ ہوگی لیکن اگر لڑکا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا۔ تو پھر اس

کی تمام خواہشوں اور امیدوں پر ضرور پانی پھر جائیگا"

ان خیالات کے سلسلہ میں بعض اور خیالات اس کے دل میں پیدا ہونے لگے گو یہ سب اس کی اپنی خوشی اور غم ہی کے متعلق تھے۔ وہ اپنے خیالات میں اس قدر محو تھی اور تازہ ہوا نے اس کی طبیعت پر ایسا خوشگوار اثر ڈالا کہ لاعلمی کی حالت میں وہ بہت دور آگے نکل گئی۔ یہانتک کہ ہر طرف شام کی تاریکی چھانے لگی۔

وہ اس چوکیدار کی شکستہ حال جھونپڑی کے قریب پہنچ گئی تھی۔ جو اس سمت میں لارڈ ریونسورتھ کی حد کے طور پر قائم تھی۔ کہ اسے یکایک تکان محسوس ہوئی۔ اور وہ اس جھونپڑی کے شکستہ دروازہ کے قریب ایک پنج پر دم لینے کے لئے بیٹھ گئی بیٹھتے ہی اسے دیوار کے کھنڈروں کے دوسری طرف کسی کی آواز نے چوکنا کر دیا۔ مگر الفاظ جو اس کے کانوں میں پہنچے۔ انہوں نے فوراً ہی خطرہ کے احساس کو دور کر کے تعجب کا مادہ پیدا کر دیا۔ اس لئے وہ گفتگو سننے کی غرض سے اسی جگہ بیٹھی رہی اور چونکہ ہر طرف تاریکی پھیلتی جا رہی تھی۔ اس لئے اسے اس بات کا بھی اندیشہ نہ رہا کہ کوئی مجھے دیکھ لیگا۔

ٹوٹی ہوئی دیوار کے دوسری جانب کسی نے بے صبری کے لہجہ میں کہا "میں سچ کہتا ہوں کہ روپیہ کی خاطر مجھے کوئی کام کرنے سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر تم یہ سمجھو۔ کہ میں بزدل ہوں یا کسی کام میں ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ تو یہ تمہاری غلطی ہے۔ جس کام کا میں نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اسے میں وقت مقررہ پر پورا کر دوں گا۔ یعنی اس حالت میں کہ اس کی ضرورت باقی نہ رہ گئی ہو۔ میرے نزدیک انسانی ہستی کسی کتے کی جان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ اگر کوئی شخص آکر یہ بات کہے کہ یہ میرا دشمن ہے۔ اور یہ اس کی جان لینے کا معاوضہ اب تم اسے ٹھکانے لگا دو۔ تو میں سب سے پہلے روپیہ کو احتیاط سے گن لونگا اور اس کے بعد اطمینان رکھو کہ وہ کام فوراً ہی ہو جائیگا"

اس کے جواب میں کسی اور شخص نے جس کی آواز شام کی تاریکی اور خاموشی میں کھوکھلی اور خوفناک معلوم ہوتی تھی کہا "میں تمہاری بات کو صحیح تسلیم کرتا ہوں۔ جو کچھ تم نے کہا مجھے منظور ہے اور اب منظوری کے سوا چارہ نہیں۔ مگر اب وقت ہے کہ ہم ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں"

جو شخص پہلے بولا تھا۔ اس نے دوبارہ پوچھا "تو اب میں پھر تم سے کب

ملوں ؟ کیونکہ جو تازہ واقفیت تم نے اب مہیا کی ہے۔ اس کی بنا پر میں ہمیشہ ٹوہ میں لگا رہوں گا۔ اور اس کے نتائج سے تمہیں وقتاً فوقتاً مطلع کرتا رہوں گا۔ اس مطلب کے لئے تم سے کئی بار ملنے کی ضرورت ہوگی۔ کیونکہ اہم معاملات میں چٹھیاں لکھنے کی عادت مجھے ناپسند ہے۔"

اسی کھوکھلی آواز والے شخص نے کہا "بہتر یہ ہوگا۔ کہ تم مجھے اپنے مکان کا پتہ دے دو۔ میں ہر تیسرے دن شام کو وہاں آکر حالات معلوم کر لیا کرونگا۔"

پہلے شخص نے کہا "بہتر ہے یوں ہی سہی" اس کے بعد تھوڑی دیر وقفہ رہا جس میں ایڈنبرا کو کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ صاف طور سے سنائی دی۔ پھر شخص مذکور نے پوچھا "تمہارے پاس پنسل ہے اگر ہے تو لاؤ۔ میں تاریکی میں بھی چند لفظ آسانی سے لکھ سکتا ہوں۔"

دوسرے شخص نے کہا "ہاں یہ لو پنسل موجود ہے۔"

اس کے بعد تھوڑی دیر پھر وقفہ رہا جس کے خاتمہ پر پہلے شخص نے کہا "اس پرزہ کاغذ پر اس شخص کا نام اور پتہ درج ہے۔ جس سے زیادہ دلیر اور جری آدمی لندن میں آج تک پیدا نہیں ہوا۔ پھر اس نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہا "تم ہسپانیہ یا اٹلی کے دلیر مردوں کا ذکر کیا کرتے ہو۔ بندۂ خدا میرے سامنے ان کی کیا ہستی ہے اور کیا یہ بات عجیب نہیں ہے کہ لندن بھر میں جس بڑے یا مالدار شخص کو کوئی اہم خدمت لینا ہو وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے مجھی تک پہنچتا ہے۔"

کھوکھلی آواز والے شخص نے کسی قدر بے صبری سے نخوت آمیز لہجہ میں کہا "مجھے معلوم ہے کہ تمہاری سرپرستی کرنے والے بہت لوگ ہیں۔ لیکن جاؤ اب ہمیں ایک دوسرے سے جدا ہو جانا چاہیئے۔ پرسوں شام کو میں تم سے ضرور ملونگا۔"

دوسرے شخص نے جواب دیا "اچھی بات ہے میں تمہارا انتظار کروں گا۔"

اس کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ایک سمت مخالف میں اور دوسرا شکستہ دیوار کی ٹکڑے گھوم کر ایڈنبرا کے بالکل پاس ہو کر گذرا۔ اس وجہ سے وہ زیادہ سکڑ کر دیوار کے ساتھ لگ گئی۔ کیونکہ وہ ڈرتی تھی کہ کسی کو موجودگی کا پتہ نہ لگ جائے۔ اس لئے کہ گفتگو پراسرار تھی۔ مگر اس سے ایک

بات ضرور ظاہر ہو گئی ہی۔ یعنی کہ دونوں نہایت بد خصلت اور ہر قسم کے جرم کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔

اب چاروں طرف رات کی سیاہی چھا چکی ہی۔ اس لئے اس شخص نے جو ایڈلین کے پاس ہو کر گذرا اسے بالکل نہیں دیکھا۔ خصوصاً اس لئے کہ جہاں وہ بیٹھی ہی۔ اس جگہ اور بھی زیادہ تاریکی ہی اور نہ اس نے کسی قسم کی حرکت کی۔

خود ایڈلین بھی اس شخص کا چہرہ نہ دیکھ سکی۔ اسے صرف اتنا دکھائی دیا۔ کہ وہ ایک لمبے قد کا اور کسی قدر مضبوط آدمی ہے۔ اس کے چند منٹ بعد پھر خاموشی چھا گئی اور اب ان شخصوں کے قدموں کی چاپ بھی اسے سنائی نہ دیتی ہی۔

وہ کچھ عرصہ اور اسی جگہ بیٹھی رہی۔ کیونکہ اس عجیب اور پر اسرار گفتگو نے اس کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا کر دیئے تھے۔ لیکن باوجود بہت کچھ غور و فکر کے وہ کوئی خاص نتیجہ اخذ نہ کر سکی۔ سوائے اس کے کہ دونوں میں سے ایک کوئی انتہا درجہ کا بدمعاش مجرم ہے۔ جو معقول معاوضہ حاصل کر کے ہر قسم کے جرم کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور دوسرا اس کا ساتھی۔ یا اس خوفناک کام میں جس کا دونوں میں ذکر ہوا مدد لینے والا ہے۔

بدمعاش مذکور کے منہ سے ایک فقرہ خصوصیت سے اس قسم کا نکلا تھا جس پر لیڈی ریونسورتھ بہت دیر تک غور کرتی رہی اور وہ فقرہ یہ تھا "جو تازہ واقفیت اب تم نے مہیا کی ہے اس کی بنا پر میں ہمیشہ ٹوہ میں لگا رہونگا۔ اور اس کے نتائج سے تمہیں وقتاً فوقتاً مطلع کرتا رہوں گا"

سوال یہ تھا۔ کہ اس تازہ واقفیت کا تعلق کہیں ان نزاعات سے تو نہیں ہے؟ کیا اس شخص کا اشارہ لارڈ ریونسورتھ کی جائداد کی طرف تھا۔ یا یہ دونوں شخص کسی اور ہی مقام یا شخص کے معاملات پنہاں کھنڈروں میں بحث کر رہے تھے۔ دیر تک سوچنے کے بعد ایڈلین اپنے دل سے کہنے لگی۔ غالباً یہ آخری خیال ہی صحیح ہوگا۔ کیونکہ ان نزاعات کے متعلق دلچسپی لینے والا شخص صرف ایک یعنی گلبرٹ ورنن ہے۔ اور وہ اس وقت ٹرکی میں ہے۔ اگر وہ انگلستان میں ہو تو بھی اسے یوں تاریکی میں پہرے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کے اپنی بھائی کے ساتھ دوستانہ تعلقات ہیں۔ اس لئے

وہ جب چاہے یہاں آ سکتا ہے۔ اس طرح پر اُن مبہم اور عارضی اندیشوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتی ہوئی جو اس گفتگو سے اس کے اندر پیدا ہو گئے تھے۔ ایڈلین اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور محل کیطرف روانہ ہوئی۔ عین اس وقت چاند بھی بادلوں کے پیچھے سے نکل آیا۔ اور اس کی روشنی میں اُسے کوئی سپید چیز راستہ پر پڑی نظر آئی۔ اُس نے اُسے اٹھا لیا۔ دیکھا تو کاغذ کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا۔ چاند کی روشنی میں اُسے یہ بھی نظر آیا کہ اس پر چند الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ مگر ان لفظوں کو وہ اس وقت پڑھ نہ سکی۔ گو طرز تحریر سے اُسے یہ ضرور معلوم ہو گیا کہ اس کاغذ پر کسی کا پتہ لکھا ہوا ہے۔ اور اُس گفتگو کی بنا پر جسے وہ تھوڑی دیر پہلے سن چکی تھی۔ یہ خیال اس کے دل میں پختہ ہو گیا۔ کہ یہ اُسی بدمعاش کا پتہ ہے جس نے اپنے ہمراہی سے تاریکی میں اپنے کارناموں کا ذکر کرنے کے بعد کاغذ پر اپنا پتہ لکھ کر دیا تھا۔ جو شاید اُس کے ساتھی کے ہاتھ سے اتفاقیہ طور پر یہاں گر پڑا۔

اُسے اپنی جیب میں ڈالکر وہ تیزی سے قدم اٹھاتی محل کی طرف روانہ ہوئی۔ وہاں پہنچکر سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔ اور شمع روشن کر کے ٹوپی اتارنے سے بھی پہلے اُس نے اُس کاغذ کو دیکھا۔

بے شک اس پر کسی کا پتہ لکھا ہوا تھا۔ اور لفظوں کی ہیئت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ تاریکی میں لکھے گئے ہیں۔ اس سے اُسے یقین ہو گیا کہ یہ وہی پتہ ہے جو نامعلوم شخص نے جھونپڑی کے کھنڈروں میں لکھ کر اپنے ساتھی کو دیا تھا۔

اس پرزہ کاغذ کو اپنے جواہرات کے ڈبہ میں بڑی احتیاط سے چھپاتے ہوئے لیڈی ایڈلین دل سے کہنے لگی "یہ واقعیت بہت فائدہ مند ہے کہ ایسے بدمعاش کی خدمات روپیہ کے عوض حاصل کی جا سکتی ہیں۔ اس نے اپنے ساتھی سے کہا تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے آکر یہ بات کہے۔ یہ میرا دشمن ہے اور یہ اُس کی جان لینے کا معاوضہ تم اُسے ٹھکانے لگا دو۔ تو میں روپیہ گن کر اُس کام کو فوراً ہی کر دونگا۔ اس کے علاوہ اُس نے فخریہ انداز سے یہ بھی کہا تھا کہ بڑے بڑے مالدار اور ذی اثر لوگ میری سرپرستی کرتے ہیں۔ ظاہر ہے ایسے شخصوں کو اس کی خدمات کسی اچھے کام کے لئے درکار نہ ہوتی ہونگی" پھر اپنی بھوؤں کو سکیڑ کر جبکہ اُس کے چہرہ

پر غصہ کا تاریک بادل چھایا ہوا تھا۔ اس نے کہا "اب اطمینان رکھو۔ تم میرے قابو میں آچکی ہو"

لیکن یہ خوفناک خیال لفظوں کی صورت میں اس کی زبان سے نکلا ہی تھا۔ کہ ذرا خوف زدہ ہو کر وہ پیچھے کو ہٹ گئی۔ اور اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک کر چیخ کر کہنے لگی "نہیں نہیں یہ کام مجھ سے نہ ہو سکیگا!"

"میری جان وہ کونسا کام ہے جس سے تم اتنا ڈرتی ہو" کسی نے اس کے بالکل قریب پہنچکر کہا۔ اور جب اس نے چہرہ سے اپنے ہاتھ اٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ کرنیل چولمونڈلے نے اسے چھاتی سے لگا لیا ہے!

اس کے قابو سے نکلنے کی جدوجہد کرتے ہوئے ایڈلین نے چلا کر کہا "یہ کیا غضب ہے! مجھے چھوڑ دو... مجھے جانے دو..."

"اس وقت تک نہیں کہ میں ان شیریں لبوں کا ایک اور بوسہ نہ لے لوں" کرنیل نے جواب دیا۔ "اور اس وقت تک کہ میں زمانہ گذشتہ کے متعلق پورے طور سے مصالحت کر لوں کیونکہ اسی کام کی خاطر میں یہاں آیا ہوں"

یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے ہونٹ اس کے لب لعلین سے لگا دیئے۔ اور گو وہ اس کی گرفت سے نکلنے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارتی رہی۔ مگر آخر بے بس ہو کر کچھ نہ کر سکی۔

دبی زبان سے اس کے منہ سے فقط یہ لفظ نکلے "اے خدا کیا میرے لئے یہ بے عزتی باقی تھی!"

چولمونڈلے سہارا دیکر اسے صوفہ کیطرف لے گیا۔ اور خود اس کے قدموں میں دوزانو ہو کر اور اس کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر پُرجوش انداز سے کہنے لگا "ایڈلین... میری جان سے پیاری ایڈلین کیا بات ہے کہ تم اس قدر سرد مہری سے پیش آتی ہو؟ کیا وہ خوشگوار جذبات محبت تمہیں بالکل ہی بھول گئے۔ جو صرف چند سال پہلے ہم دونوں کے سینوں میں موجزن تھے؟ شاید میری ناشکر گذاری اور میری خود غرضی نے ان کو مٹا کر ان کے بدلے نفرت اور حقارت کا احساس پیدا کر دیا ہے۔ میری جان میں اپنی غلطی کو تسلیم کرتا ہوں۔ بیشک جو

کچھ مجھ سے ہوا وہ نہایت خود غرضانہ تھا۔ میں نے اس وقت تمہارا ساتھ چھوڑ دیا جب تمہیں سب سے زیادہ میرے مشورہ اور امداد کی ضرورت تھی لیکن کیا میرا قصور بالکل ہی ناقابل معافی ہے؟ جب اتفاق یا یوں کہنا چاہیئے کہ ایک خاص ضرورت آج صبح مجھے اس محل میں لے آئی۔ تو میں نے اپنے دل میں سوچا تھا۔ اب میں ایک بار پھر اپنی پیاری ایڈلین کو دیکھونگا۔ لیکن افسوس ایک دوسرے کے لئے ہم دونوں کو اجنبیت کا اظہار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ رسمی آداب ان دنوں میں جو کبھی محبت کے رشتہ میں منسلک ہو کر ایک ہو چکے تھے تفرقہ پردازی کر چکے ہیں۔ پیاری ایڈلین تم اچھی طرح جانتی ہو میں نے تم سے کس مودبانہ طریق پر سلوک کیا۔ لیکن جب میں نے تمہیں اس قدر حسین اور اس کے ساتھ ہی اس قدر مغموم دیکھا ... جب مجھے معلوم ہوا کہ تم دوشیزگی کے حسن سے نکل کر بلوغ کی پوری دلفریبی حاصل کر چکی ہو۔ تو بے اختیار جی چاہتا تھا۔ کہ ان سرد رسمی فقروں کو ترک کر کے تمہیں فوراً چھاتی سے لگا لوں ... ایڈلین میں تم سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مگر ہائے! اتنی بات تمہاری زبانی سننا چاہتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے نفرت نہیں ہے۔ اگرچہ اب تم مجھے اپنا عاشق یا دوست نہیں سمجھتی ہو لیکن میری نسبت محبت ... کم از کم ہمدردی کا پاس اپنے دل میں ضرور رکھتی ہو"

ایڈلین سر جھکائے بیٹھی تھی۔ آنسوؤں کے گرم قطرے اس کی لمبی ریشمی پلکوں پر شبنم کی طرح چمک رہے تھے۔ اور اس کے ہاتھ بدستور کرنیل چولمونڈلے کے ہاتھوں میں تھے۔ اس حالت میں جب اس نے اپنے سابق آشنا کی یہ موثر اپیل سنی ... جب اس کی زبان سے دوست کا لفظ نکلا۔ تو اس کا اس کے دل پر خاص اثر ہوا اور وہ بولی "بے شک مجھے ایک دوست ... ایک مشیر کی اب بھی ضرورت ہے۔ جو مجھے دے ... جو مجھے تسلی دے سکے کیونکہ میری حالت بہت زار ہے"

چولمونڈلے نے جو ایک جالباز مرد دنیا دار تھا سمجھ لیا کہ میری اپیل رائیگاں نہیں گئی اور اب کسی دم میں فتح حاصل ہوتی ہے۔ وہ فرش سے اٹھ کر ایڈلین کے پہلو میں جا بیٹھا۔ اور اسے اپنی طرف کھینچ کر کہنے لگا "میری دل و جان سے پیاری ایڈلین اگر دنیا میں کوئی تمہارا دوست نہیں۔ تو میں ہوں۔ میں تمہیں ہر کام میں مشورہ اور مدد

دونگا۔ میں تمہارے غم والم کو دور کرنے کی کوشش کرونگا۔ تم مجھے بھائی سمجھکر اپنے دلی راز سے آگاہ کردو۔ تمہاری سابقہ محبت کی قسم جہاں تک مجھ سے ہوسکے گا تمہاری امداد میں کوتاہی نہ کرونگا اور اس بات کا اطمینان رکھو کہ آیندہ میرے اور تمہارے تعلقات بھائی اور بہن کی طرح ہوں گے۔"

"کاش یہ سچ ہو... کاش میں تمہارے لفظوں کا اعتبار کرسکوں" ایڈلین نے خوش ہوکر کہا۔

چولمونڈلے نے جواب دیا "میں دنیا کی مقدس ترین چیزوں کا حوالہ دے کر کہتا ہوں کہ میرے اس وعدہ میں کبھی خلل نہ آئے گا۔"

اس کے بعد اپنے نیک ارادوں کے اظہار کی ابتدا کے طور پر اس نے اپنا بازو جو اب تک ایڈلین کی کمر میں لپٹا ہوا تھا۔ پرے ہٹالیا۔ گو اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں بدستور پکڑے رکھا اور اس کے بعد یہ جاننے کے لئے اس کے چہرہ کیطرف دیکھنے لگا کہ میرے الفاظ اور طریق عمل کا اس پر کیا اثر ہوا ہے۔

ایڈلین کہنے لگی "میں پھر کہتی ہوں کہ اگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ سچ ہے۔ تو یقیناً تمہاری دوستی میرے لئے خوشی اور برکت کا موجب ہوسکتی ہے۔ کیونکہ میں اس قدر مصیبت زدہ اور بدنصیب ہوں کہ اب بارہستی بھی میرے لئے ناقابل برداشت نظر آتا ہے۔ ہمارے درمیان جو تعلقات رہ چکے ہیں۔ ان کا تقاضا یہ ہے کہ کسی اور شخص کی نسبت میں تمہیں کو اپنا دوست بناؤں۔ کچھ عرصہ سے مجھے ایک ایسی شیطان صفت عورت سے واسطہ پڑگیا ہے کہ تمام عورتوں سے جن میں میں خود بھی شامل ہوں۔ مجھے دلی نفرت ہوگئی ہے۔ تم سے تو میں ان اسباب کا بھی کھلے طور سے ذکر کرسکتی ہوں جو میری اس مصیبت کا باعث ہوئے..."

چولمونڈلے نے نرمی کے لہجہ میں آواز دبا کر کہا "پیاری ایڈلین تمہیں جو کچھ کہنا ہو۔ بلا تکلف کہہ ڈالو۔ میرے لئے شائد یہ جتلانا غیر ضروری نہ ہوگا۔ کہ اس وقت کے بعد جب میں نے اور لارڈ ڈنسٹیبل نے نہائت شرمناک طریقہ پر تمہیں اور لڈیا کو لکھا تھا کہ ہم کہیں باہر جارہے ہیں۔ تم دونوں کے آپس میں جو تعلقات رہے ہیں ان کا کسی حد تک مجھے بھی علم ہوچکا ہے۔ یعنی میں یہ سن چکا ہوں کہ میری بدولت تم جس مصیبت میں پڑگئی تھیں

اس سے تم نے کس طرح نجات حاصل کی۔ اور اس بچہ کو جو ہمارے تعلقات سے پیدا ہوا تھا کس طرح لڈیا کی وساطت سے ٹھکانے لگا کر تمہاری عزت اور آبرو کو بچایا گیا۔"

لیڈی ریونسورتھ نے ان باتوں سے نہایت متعجب ہو کر کہا "تو کیا تم ان تمام خوفناک تفصیلات سے واقف ہو؟"

"ہاں میری جان۔ کیونکہ سکول سے نکلنے سے تھوڑی دیر بعد لڈیا میری دوست ڈلنٹیبل کی وارشتہ بنکر رہی تھی۔ اور اس زمانہ میں اس نے اسے تمام حالات سے باخبر کر دیا تھا۔ اس نے یہ واقعات مجھ سے بیان کر دیئے اور ایسا ہونا قدرتی تھا کیونکہ ہمارے باہمی تعلقات محبت ایک دوسرے پر پہلے ہی سے ظاہر ہو چکے تھے۔ اس لئے میری جان سے پیاری ایڈلین" کرنیل نے سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میں اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں کہ وہ قابل نفرت عورت تم پر کتنی سختی کرتی ہے؟"

"اور تم یہ بھی اچھی طرح محسوس کر سکتے ہو کہ مجھے ایک دوست کی کتنی بڑی ضرورت ہے" لیڈی ریونسورتھ نے کہا "کیونکہ دن رات اپنے غم و الم ہی میں کڑھتے رہنا اپنی مصیبتوں کو چھپانے کی کوشش کرنا اور اپنے دلی حالات کسی پر بھی ظاہر کرنے کے قابل نہ ہونا نہایت تکلیف دہ ہے۔"

چرلمونڈلے بولا "ایڈلین بے شک تمہیں ایک رفیق کی ضرورت ہے اور وہ رفیق میں بنتا ہوں؟"

"لیکن اوہ! اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی محسوس کرتی ہوں۔ کہ تم سے ملنے . . . تمہارے یہاں آنے میں میرے لئے کس قدر خطرات کا سامنا ہے" ایڈلین ہراساں انداز سے کہنے لگی "اور ہاں یہ تو میں پوچھنا ہی بھول گئی۔ کہ تم نے اس کمرہ تک آج رسائی کیونکر حاصل کی؟"

چرلمونڈلے نے محبت آمیز لہجہ میں کہا "میری دل و جان سے پیاری ایڈلین اب تم خود ہی میرے حوصلہ کو بلند کر کے اسے گھٹانے کی کوشش نہ کرو۔ تم ان حالات سے باخبر نہیں ہو۔ جن کی بدولت میں دوبارہ یہاں تک پہنچا۔ کیا تم یہ چاہتی ہو۔ کہ میں تمہیں اس حوصلہ افزائی کی تفصیل بیان کروں جو تمہاری عنایت سے مجھے حاصل ہوئی؟"

"حوصلہ افزائی!" لیڈی ریونسورتھ نے انتہا درجہ کے تعجب آمیز لہجہ میں کہا "میں

تمہارا مطلب بالکل نہیں سمجھی!"

"میری جان وہ کنجی جو ایک رقعہ کے ساتھ لفافہ میں بند کر کے گاڑی میں میری نشست پر رکھوائی گئی تھی کیا تمہیں نے...؟"

"اے خدا یہ کیا اسرار ہے؟" ایڈلین نے خوف زدہ ہو کر کہا "ضرور اس معاملہ میں کوئی بھیانک غلط فہمی ہوئی ہے۔ اے صاحب اس معاملہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیجئے میں منت کرتی ہوں..."

اب چولمونڈلے کے حیرت زدہ ہونے کی باری تھی۔ اس نے جلدی سے ایک کاغذ کا پرزہ اپنی جیب سے نکال کر لیڈی ریونسورتھ کے آگے پیش کیا اور کہنے لگا "اس رقعہ کے ساتھ ایک کنجی بھی بندھی تھی۔ تم اسے دیکھ سکتی ہو۔"

ایڈلین نے حالت اضطراب میں اس رقعہ کا مضمون پڑھا۔ لکھا تھا:-

"کنجی جو اس کے ساتھ ملفوف ہے اس دروازہ کی ہے جو ریونسورتھ ہال کے جنوب کی طرف کھلتا ہے۔ اس دروازہ سے ایک پرائیویٹ زینہ تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ جو میرے کمرہ تک جاتا ہے۔ میں تم سے تخلیہ میں کچھ گفتگو کیا چاہتی ہوں۔ خواہ ایک ہی منٹ کے لئے ہو میں کہتی ہوں۔ کہ میرا یہ فعل دور اندیشی سے بعید اور ناقابل معافی ہے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ تم میرے جذبات کو ضرر نہ پہنچانے کے خیال سے میری مرجودگی میں اس واقعہ کا اشارۃً بھی ذکر نہ کرو گے کہ کنجی کیونکر تمہارے ہاتھوں تک پہنچی۔"

"خداوندا میری پناہ!" ایڈلین نے رقعہ کو پڑھ کر حسرت آمیز لہجہ میں کہا "اے فلک یہ کیا ستم گاری ہے۔ میں تباہ ہو گئی! میں برباد ہو گئی! ضرور یہ اس شیطان صفت لڈیا کی کارروائی ہے۔ جس نے مجھے بالکل تباہ کرنے کے لئے یہ نیا حیلہ سوچا ہے۔"

لیڈی ریونسورتھ کے لہجہ میں یاسانہ وحشت کی جھلک پائی جاتی تھی اور چولمونڈلے کو ایک لمحہ بھر کے لئے بھی اس بات کا خیال نہ ہو سکتا تھا کہ وہ کسی بناوٹ یا ظاہر داری سے کام لے رہی ہے۔

"ایڈلین تم کیا کہہ رہی ہو؟" اس نے متعجب ہو کر پوچھا "کیا تم نے خود وہ کنجی میرے پاس نہیں بھیجی؟ کیا تم نے اپنے ہاتھ سے یہ رقعہ نہیں لکھا؟ بلاشبہ تحریر تمہاری اپنی ہے۔"

اس نے زور دار لہجہ میں کہا "چولمونڈلے خدا شاہد ہے۔ نہ میں نے تمہارے

پاس کبھی بھی رہا اور نہ یہ سطور قلمبند کیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ ساری شرارت اس لڑکی کی ہے وہ میرے طرز تحریر سے اچھی طرح واقف ہے اور اس نے اس جعلسازی میں پوری کامیابی حاصل کی ہے۔ چولمونڈلے جاؤ تم رخصت ہو جاؤ۔ کہیں دور نکل جاؤ۔ میرے لئے تباہی اور بربادی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم ناحق خطرہ میں نہ پڑو۔"

کرنیل اس کے جواب میں ایک لفظ بھی زبان سے نہ کہہ سکا۔ کیونکہ ایڈلین کے وحشیانہ انداز سے اسے اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے بالکل سچ ہے اور حقیقت میں اس نے مجھے یہاں نہیں بلایا۔

اپنی جگہ سے اٹھکر اس نے جلدی سے بدنصیب حسینہ کی پیشانی پر ایک بوسہ دیا۔ اور اس کے بعد کہنے لگا "کم از کم مجھے اس بات کی تو امید دلاؤ۔ کہ ہم پھر تھوڑے عرصہ میں ایک دوسرے سے مل سکیں گے؟"

ذہنی اذیت کے عالم میں وہ چیلا کر کہنے لگی "ہاں ہاں تم جو چاہو گے اسی طرح ہوگا لیکن خدا کے لئے اس وقت جاؤ . . . رخصت ہو جاؤ . . ."

چولمونڈلے گھبرا کر دروازہ کیطرف لپکا۔ ایڈلین شمع ہاتھ میں لئے اس کے پیچھے پیچھے برامدہ تک آئی۔ ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ جب شمع کی روشنی میں چاروں طرف دیکھنے پر اسے اپنی اذیت دہ خادمہ کہیں نظر نہ آئی۔ تو اسے کس قدر اطمینان حاصل ہوا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا کہ کم از کم اس معاملے میں اسے مجھ پر خالب آنے یا مجھے ذلیل کرنے کا موقعہ نہ ملیگا۔

زینہ سے نیچے اترتے ہوئے چولمونڈلے نے دبی زبان سے کہا "الوداع"

ایڈلین اسوقت تک زینہ کے بالائی سرے پر کھڑی رہی جب تک کہ اس نے پچھلے دروازہ کو آہستگی سے کھلتے اور پھر اسی آہستگی سے بند ہوتے سنا اس کے بعد وہ زیادہ سکون پذیر ہو کر اپنے کمرہ کی طرف واپس گئی۔ وہاں پہنچکر وہ ذہنی اور جسمانی تکان کی حالت میں ایک صوفہ پر بیٹھ گئی اور اپنے دل سے کہنے لگی "لڑکا بدبخت نے یہ کیا چال کیا سوچی ہے؟ وہ میرے اضطراب کو دیکھنے کے لئے خود نہیں آئی اور نہ نوکروں کو ساتھ لے کر ہم دونوں کو تنہائی میں یک جا دیکھنے والی ہے جس سے اس کو مجھے اپنے شوہر سے بے وفا ظاہر کرنیکا موقعہ ملتا۔ آخر اس شرارت میں اس کا منشا کیا ہے . . ."

وہ اسی سوچ میں تھی کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور لڑکا ایگنس اندر داخل ہوئی۔

تیسرا باب — سلسلہ انتقام کی لڑیاں

ایڈلین نے اسکی طرف بڑھتے ہوئے قدرتی طور پر سب سے پہلے وہی سوال پوچھا۔ جو اُسکے ذہن میں تھا۔ چنانچہ وہ کہنے لگی "اے خوفناک عورت تیری یہ نئی حرکت کیا معنی رکھتی ہے؟"

لڈیا نے فاتحانہ انداز سے مسکرا کر جواب دیا "کیا تم نے جان لیا کہ تمہارے لئے ایک نیا ذریعہ عذاب تلاش کرنیوالی میں ہی ہوں؟"

ایڈلین بولی "مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ تو نے میرے خط کی نقل اُتار کر ایک جعلی رقعہ لکھا..."

"اور اس کا اثر وہی ہوا جس کی اُمید تھی" لڈیا نے سرد مہری سے قطع کلام کر کے کہا "کیونکہ بمشکل پانچ منٹ گذرے ہیں کرنیل چرلمونڈلے خیمہ دروازہ سے نکلکر باغ کیطرف جاتا دکھائی دیا تھا"

"کیا تم اپنی اس قابل نفرت سازش کے نتائج کو دیکھتی رہی ہو؟" لیڈی ریونسورتھ نے غصہ کے انتہائی تلخ لہجہ میں پوچھا۔

لڈیا بولی نہ صرف میں بلکہ اس نظارہ کو دیکھنے والے گھر کے نصف درجن نوکر اور بھی تھے"

"خدایا رحم" بدنصیب لیڈی ریونسورتھ نے چلا کر کہا "اے بدذات عورت کیا تیری سفاکیاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں؟ نہیں نہیں یقیناً تم ایسی شریر نہیں ہو سکتی ہو..."

لڈیا نے حسب معمول پُر سکون انداز سے جواب دیا "میں مانتی ہوں۔ یہ سب کچھ میں نے ہی کیا ہے"

ایڈلین نے جذبات کے اس طوفان کو جو اُس کے سینہ میں موجزن تھا۔ قابو میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے ایک صوفہ پر گر کر جبکہ اس کے خیالات اس پرزہ کاغذ کیطرف لگے ہوئے تھے جس پر کسی شخص کا پتہ درج تھا اور جسے وہ اپنے زیورات کے ڈبہ میں بند کر آئی تھی کہا "خیر تو اب آخرکار مجھے بھی انتقام کا کوئی ذریعہ سوچنا ہی پڑا"

"تم اور انتقام!" لڈیا نے حقارت کے ساتھ کہا "میں تو چاہتی ہوں تم مقابلہ میں آؤ تاکہ میں اُس سزا کو جو تم کو اس وقت دے رہی ہوں بڑھانے اور مکمل کرنے کا ذریعہ اور

بہانہ تلاش کر سکوں۔ مگر پہلے تم اس تجویز کی تفصیلات تو سن لو۔ جس میں آج شام مجھے اس درجہ کامیابی حاصل ہوئی ہے۔"

"بدبخت"! ایڈلین نے دانت پیس کر گلوگیر آواز سے کہا۔

لڈیا کہنے لگی "بیگم صاحب اطمینان رکھو۔ گالیاں دینے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا لیکن ذرا اس معاملہ کے تفصیلی حالات تو سنو۔ میں تمہارے طرز تحریر سے پورے طور پر واقف تھی۔ اس لئے میرے واسطے اس کی نقل اتارنا مشکل نہ تھا۔ میں نے ہی وہ چٹھی لکھی تھی جو کرنیل نے تمہیں دکھائی۔ اور میں نے ہی اس کے ساتھ کنجی بند کر دی تھی۔ میں نے عمداً اس خط میں لکھوایا تھا۔ کہ اس چٹھی کا ملاقات میں ذکر نہ کیا جائے۔ کیونکہ میں چاہتی تھی ملاقات طویل ہو۔ اور مجھے خیال تھا کہ کرنیل کے یکایک کمرہ میں نمودار ہونے سے بہت دیر تک گفتگو ہوتے رہنے کے بعد یہ سوال پوچھا جا سکے گا۔ کہ تم یہاں تک کس طرح پہنچے۔ دیکھ لو میرا یہ خیال غلط ثابت نہ ہوا۔"

"تم ہماری گفتگو ... ہماری تمام باتوں کو بھی سنتی رہی ہو؟" ایڈلین نے پوچھا۔

"کم و بیش ہر ایک لفظ" لڈیا نے جواب دیا "کیونکہ میں کمرہ کے دروازہ سے اسی وقت ہٹ کر گئی تھی۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ جانے لگا ہے۔"

"پھر اس بارہ میں تو تمہارا اطمینان ہو چکا ہوگا۔ کہ میں نے ہرگز اس کی مجرمانہ حوصلہ افزائی نہیں کی ہے؟"

لڈیا طنز آمیز لہجہ میں کہنے لگی "بہت خوب! کیا کسی عورت کے لئے یہ بات گناہ میں داخل نہیں کہ وہ اس شخص کو جو کسی زمانہ میں اسے منزل عصمت سے گرا چکا ہو ... جو اس کا سابق عاشق اور اس کے بچہ کا باپ ہو۔ اپنا دوست تسلیم کرے اور پھر دوست بھی کیسا! جیسا چرلٹوڈ ہے!" لڈیا نے اور بھی زیادہ طنز آمیز انداز سے کہا "بخدا! کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ شخص جس نے شروع سے آخر تک پوری خود غرضی سے کام لیا ... جس نے اپنی اور اپنے خواہشات کو پورا کرنے کے لئے کسی چال کو نامناسب نہ سمجھا۔ وہ دوستی کے مختصر حقوق پر اکتفا کرے گا؟ نہیں! نہیں! تم اطمینان رکھو کہ اگر وہ تمہارے پاس آنے لگا تو تیسری ہی ملاقات میں تم پھر گنہگار ہو جاؤ گی!"

"کیا مجھے گنہگار کرنے ہی کی غرض سے تم نے یہ خوفناک جعلسازی کی؟" ایڈلین نے

چلا کر پوچھا۔

لڈیا بولی "میرا منشا ہرگز یہ نہ تھا۔ گو یقین جانو کہ تمہاری پاکبازی کی حفاظت میرے لئے کچھ دلچسپی نہیں رکھتی۔ بھلا ایڈلین انفیلڈ یا لیڈی ریونسورتھ سے بڑھکر کس کی پاکبازی زیادہ محفوظ سمجھی جا سکتی ہے!"

ان تلخ الفاظ کو سنکر ایڈلین کو پھر ایک بار اسی پرزہ کاغذ کا خیال آیا۔ جسے اس نے زیورات کے ڈبہ میں بند کر رکھا تھا۔ اور وہ کہنے لگی "لڈیا دیکھ میرے اندر نیکی اور تحمل کا جو حصہ موجود ہے۔ اسے بھی تلف کرنے کی کوشش نہ کر۔"

لڈیا کہنے لگی "اگر تم مجھے جان سے مار سکو تو یقیناً اس سے دریغ نہ کرو۔ کیونکہ جتنی مجھے تم سے نفرت ہے اس سے زیادہ تمہیں مجھ سے ہے۔ لیکن میں پہلے ہی تم سے کہہ چکی ہوں کہ میں تم سے زیادہ مضبوط ہوں اور تم مجھ پر غالب نہ آسکو گی۔"

ایڈلین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن اب جو اس نے اس بارہ میں غور کیا کہ اس پتہ سے جو زیورات کے ڈبہ میں محفوظ ہے۔ لڈیا کے خلاف کیا کام لیا جا سکتا ہے تو اس کے دل میں خوف کا نسبتاً کم احساس پیدا ہوا۔ اسے خاموش دیکھ کر لڈیا بولی "سوچو ... غور سے سوچو۔ کہ تم مجھ سے کیونکر انتقام لے سکتی ہو۔ مگر یاد رکھو۔ مجھے تمہاری کسی چالبازی کی پروا نہیں۔ تمہارے چہرہ پر غصہ کا بادل چھایا ہوا ہے اور اس میں کینہ کی خوفناک جھلک نظر آتی ہے۔ مگر وہ ہرگز مجھے خوفزدہ نہیں کر سکتی۔ ہاں پہلے میری ساری داستان تو سن لو۔ میں نے تمہاری اور چولمونڈلے کی ملاقات کو اس غرض سے طول دینے کا انتظام کیا تھا۔ کہ نوکروں کو جنہیں میں پہلے ہی تمہارے بے وفا ہونے کا شبہ دلا چکی تھی سب کچھ دیکھنے سننے کا موقع مل جائے۔"

ایڈلین گھبرا کر کچھ کہنے کو تھی۔ مگر اس نے ضبط سے کام لے کر اپنے لفظوں کو روک لیا اور لڈیا نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میں گھر کی بڑی خادمہ کو ساتھ لیکر باغ میں کھڑی رہی۔ کیونکہ مجھے یقین تھا کرنیل اس اجازت سے جو اس رقعہ کے ذریعہ اسے دی گئی تھی۔ فائدہ اٹھانے میں تامل نہ کرے گا۔ چنانچہ رات کی تاریکی میں ہم نے اسے دیکھا کہ وہ دبے پاؤں خفیہ دروازہ تک پہنچکر اندر داخل ہوا۔ میں تمہاری گفتگو سننے کے لئے پیچھے پیچھے چلی آئی اور وہ دوسری خادمہ کو نیٹن کو بلانے چلی گئی۔"

"کونٹین!" ایڈلین نے کانپ کر پوچھا۔

لڈیا بولی "ہاں کونٹین جو تمہارے شوہر کا خاص نوکر ہے۔ اس نے اور چار اور نوکروں نے اپنی آنکھوں سے تمہارے عاشق کو رخصت ہوتے دیکھا۔ مگر اطمینان رکھو۔ اس واقعہ کی خبر تمہارے شوہر کے کانوں تک نہ پہنچے گی۔ کیونکہ اپنے انتقام میں میں اسے کوئی تکلیف پہنچانا نہیں چاہتی۔ اگر وہ میرے نزدیک قابل رحم ہے۔ میں تو صرف نوکروں کی نظروں میں تمہیں ذلیل کرنا چاہتی تھی۔ کیونکہ میری دلی خواہش ہے۔ تمہیں بھی اسی نوبت تک پہنچاؤں جس تک میں پہنچی تھی۔ تاکہ تمہیں بھی معلوم ہو۔ میں نے کیا کیا تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ اور یہ کہ میرے انتقام کے اسباب کس قدر زبردست ہیں۔"

لیڈی ریولسورتھ نے یہ دیکھ کر کہ میں تباہی اور ذلت کی خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑی ہوں۔ کانپتے ہوئے کہا "لیکن اے قابل نفرت عورت۔ اس کا تمہیں کیونکر یقین ہے۔ کہ نوکر اس واقعہ کو چھپائے رکھیں گے۔ تم کونٹین کو کس طرح خاموش کر سکتی ہو۔ جس کی بدولت اس واقعہ کی خبر میرے شوہر تک پہنچنے کا اندیشہ ہے؟"

لڈیا کہنے لگی "میں نے بہت سی وجوہ کی بنا پر انہیں خاموش کر لیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں نے انہیں جتلا دیا ہے۔ کہ تمہارے گناہ کا زیادہ مکمل ثبوت حاصل کرنا ضروری ہے۔ میں نے ان سے یہ بھی کہا ہے۔ کہ تم چونکہ عنقریب ایک بچہ کی ماں بننے والی ہو۔ اس لئے موجودہ حالات میں کوئی کارروائی ایسی نہ کی جائے۔ جس سے تمہیں صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ تیسری دلیل میں نے یہ پیش کی ہے۔ کہ لارڈ ریولسورتھ کی خاطر جس سے ان سب کو دلی محبت ہے خاموشی اختیار کی جائے۔۔۔"

ایڈلین تلخی کے لہجہ میں بولی "یہ بھی تمہاری بڑی عنایت ہے۔ اگرچہ میں جانتی ہوں کہ میں اگر اب تک اس بچہ کی ماں بن چکی ہوتی۔ تو تم اس بے گناہ غریب کو بھی اپنے شیطانی انتقام کی لپیٹ میں لانے سے درگذر نہ کرتیں۔۔۔"

"خدا نہ کرے"۔ لڈیا نے زوردار لہجہ میں کہا "یاد رکھو میں صرف تمہیں کو سزا دینا کافی سمجھتی ہوں۔"

لیڈی ریولسورتھ نے تشنجی انداز سے دونوں ہاتھ اپنے دل پر رکھ کر کہا "باوجود اس کے تم جانتی ہو۔ کہ ہر ایک طعنہ جو تم مجھے دے رہی ہو۔۔۔ ہر ایک ذلت جو تم مجھ سے برداشت

کرانی ہو۔۔۔ ہر ایک اذیت جو تم مجھے پہنچا رہی ہو۔ اس کا اثر اس معصوم بچہ کے لئے جو میرے بطن میں ہے۔ نہایت خوفناک ثابت ہو رہا ہے۔"

لڈیا نے سرد مہری سے کہا۔" میں اس بات کو جانتی ہوں۔ اور مجھے اس کا افسوس بھی ہے مگر کیا کروں۔ اس کی وجہ سے میں ذرا سی اذیت سے بھی جو میں تمہیں بطور سزا پہنچا رہی ہوں۔ دست بردار نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تمہارے جیسی بری اور سنگدل عورت کسی بھی رعایت کی مستحق نہیں۔ اب میں جاتی ہوں۔ کیونکہ مجھے ایک ضروری کام درپیش ہے۔ پہلی نصف شب میں نے زخم خوردہ لارڈ نٹیل کے کمرہ میں نگرانی کی خاطر بیٹھنا ہے۔ باقی نصف شب بڑی خادمہ بیٹھے گی۔"

"اف! اف!" ایڈلین نے چلا کر کہا۔" کیا تم نے اس غریب سے بھی انتقام لینے کا کوئی ذریعہ سوچا ہے؟ خدا اس بدنصیب پر رحم کرے۔"

"ہاں ایڈلین تم اس کے لئے دعا کرو۔ بیشک وہ تمہاری ہمدردی کا محتاج ہے۔"

یہ الفاظ کہکر لڈیا ہمپسن باہر چلی گئی۔

اب رات کے نو بج چکے تھے۔ مسٹر گراہم نے تنہا ہی کھانا کھایا تھا۔ مگر ایڈلین کو قہوہ میں شریک ہونے کی غرض سے صدر گول کمرہ میں اس کے پاس جانا پڑا۔ وہاں جا کر اس نے کھانے کے وقت موجود نہ ہونے کے متعلق علالت کا بہانہ پیش کیا۔ اور اس کے بعد مریض کے متعلق مختلف سوالات پوچھے جن کا مسٹر گراہم نے اطمینان بخش جواب دیا۔

بہت دیر تک یونہی وقت گذر گیا۔ ایڈلین کی طبیعت اس قدر افسردہ تھی کہ وہ مسٹر گراہم کے لئے دل خوش کن رفیق ثابت نہ ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی محسوس کرتی تھی۔ کہ جس وقت نوکر قہوہ کی پیالیاں رکھنے آئے۔ تو ان کے چہروں پر گستاخانہ تضحیک کے آثار نمودار تھے۔ اور گویا یہ امر محض اس کے واہمہ سے تعلق رکھتا تھا۔ تاہم اس کی بدولت اس کا اضطراب بڑھ گیا تھا۔ اور گفتگو کی طاقت بالکل ہی سلب ہو گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر اس وقت اسے خیال کا آسرا نہ ہوتا کہ میں عنقریب ان تمام اذیتوں کا بدلہ لینے والی ہوں۔۔۔ اگر اسوقت اسے اس بات کی امید نہ ہوتی۔ کہ میں بہت جلد اس اذیت دہ خادمہ سے جو محض اتفاقات زمانہ کی بدولت اس پر نازل ہوئی۔

تہی نجات حاصل کر لونگی۔ ہاں اگر یہ امیدیں اس کے لئے باعث تسکین نہ ہوتیں۔ تو یقیناً وہ اس تازہ بے عزتی اور ذلت کو ایک لمحہ کے لئے برداشت نہ کر سکتی۔

ہم کہتے ہیں۔ کہ جب سے اسے یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ عام نوکر بھی میرے متعلق طرح طرح کی چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ اور مجھے گستاخی کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اس نے اپنی حالت کو اس قدر ذلیل محسوس کرنا شروع کر دیا تھا۔ کہ اگر اس وقت اسے یہ امید افزا خیال تقویت نہ دیتا۔ کہ میں اس عورت سے جس نے مجھے یوں برباد اور ذلیل کیا ہے۔ بہت جلد خوفناک بدلہ لینے والی ہوں۔ تو بلاشبہ وہ خودکشی پر آمادہ ہو جاتی۔

قاعدہ کی بات ہے کہ جرم کو رات کی تاریکی میں دیکھا جائے۔ تو وہ اپنی دہندلی صورت میں نہایت خوفناک نظر آتا ہے۔ دور سے یہ چیز اس قدر مبہم طور پر خوفناک ... ناقابل بیان طریق پر ہیبت بخش ہوتی ہے کہ اس کا خیال آتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر جوں جوں آنکھیں اسے قریب ہو کر دیکھتی ہیں ... جوں جوں انسان اس کے نظارہ کا عادی ہوتا ہے اور اس کے قریب تر پہنچتا ہے۔ توں توں اس کی ہیبت کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ آخر کار اس کے بالکل قریب پہنچ جاتا ہے ... جب وہ اس سے مس کرتا ہے۔ تو اسے خود اس بات پر حیرت ہوتی ہے۔ کہ میں ناحق اس سے اتنا خائف تھا۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ ابتدا میں جب لیڈی ریولسورتھ کو اس شخص کو ذریعہ انتقام بنانے کا خیال پیدا ہوا۔ جس نے اپنی دلیری کی بہت سی ڈینگیں ماری تھیں۔ اور جس کا پتہ حسن اتفاق سے اس کے ہاتھ آگیا تھا۔ تو اس سے کام لینے کا خیال بھی اسے اتنا بھیانک معلوم ہوا کہ وہ کانپ کر رہ گئی۔ لیکن دوبارہ جب اس نے اس معاملہ پر نظر ڈالی۔ تو خوف کا احساس نسبتاً گھٹ چکا تھا۔ اور اب اس کے چند گھنٹے بعد ہی معاملہ تھا۔ جس پر وہ بلا اضطراب بڑے سکون کے ساتھ غور کر رہی تھی۔

الٰہی آخر اس غیر معمولی تبدیلی کا باعث کیا ہے۔ کیا ہیچ مچ انسان کے قلب میں سیاہ ترین جرائم کے متعلق کوئی قدرتی رجحان موجود ہے۔ جو خاص حالات کے زیر اثر نہایت بھیانک اور خوفناک انتہا تک پہنچنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے؟

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان مقاصد کا ذکر بھی کسی قدر تفصیل کے ساتھ کر دیں جنہیں پیش نظر رکھ کر کرنیل چولمنڈلے کو ایڈیلین کے ساتھ اپنے تعلقات تازہ کرنے کی

جرأت ہوئی۔

محبت کا جذبہ اول تو یوں ہی اس شخص میں ابتدا سے موجود نہ تھا۔ اور اگر کبھی تھا بھی تو اب تلف ہو چکا تھا۔ لیکن اس کے دل میں خیال یہ پیدا ہوا۔ کہ اگر میں اپنی سابقہ معشوقہ پر پھر ایک بار رسوخ حاصل کر لوں۔ تو کسی اور طریقہ سے اس سے فائدہ اٹھا سکوں گا۔

یہ بیان کرنا تحصیل حاصل ہے کہ وہ ایک تباہ حال شخص تھا اور اپنی بہت بڑی جائداد عیاشی اور اوباشی کی زندگی کی نذر کر چکا تھا۔ ہر چند کہ اس وقت بھی وہ ظاہرداری کو قائم رکھے چلا جاتا تھا۔ لیکن اس کے لئے سخت جد و جہد کرنی پڑتی تھی۔ اور خیال ہر وقت اس بات کا لگا رہتا تھا۔ کہ کہیں سے کوئی مالدار عورت پھنسے چڑھ جائے تو خوب ہو۔

ان حالات میں جب اسے گاڑی میں وہ رقعہ اور کنجی لفافہ کے اندر بند ملی۔ تو قدرتی طور پر یہ سوچ کر کہ خود ایڈیلین نے سابقہ آشنائی کو تازہ کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ اس نے یہ خیال کرنا شروع کیا۔ کہ لارڈ ریونسورتھ قریب المرگ ہے۔ لیڈی ریونسورتھ کے اگر بیٹا ہوا۔ تو یقیناً وہ تھوڑے عرصہ میں ہی ایک مالدار بیوہ بن جائے گی۔ یا اگر بیٹا نہ ہی پیدا ہوا۔ تو اسے اپنے متوفی شوہر کی جائداد کا بڑا حصہ ضرور مل جائے گا۔ اس صورت میں اگر پھر سے باہمی تعلقات پھر خوشگوار ہو جائیں۔ اور میں اس پر سابقہ اثر حاصل کر سکوں تو اس میں سراسر فائدہ ہی ہے۔ یہی باعث تھا کہ اس خط اور کنجی کو دیکھکر جسے وہ ایڈیلین کا بھیجا ہوا سمجھتا تھا۔ وہ اس قدر جلد اس کے پاس پہنچنے پر آمادہ ہو گیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اثنائے ملاقات میں اپنی دانستہ کو خوش کرنے کی غرض سے اس نے اپنے آپ کو عاشق کی حیثیت میں نہیں بلکہ دوست کی حیثیت میں پیش کیا۔ اس کے بعد جب رقعہ اور کنجی کے متعلق تفصیلی حالات ظاہر ہوئے۔ تو اسے جو اضطراب پیدا ہوا اسے ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ آخر وہ کس پریشانی اور پشیمانی کی حالت میں ایڈیلین کے محل سے نکلا

رات کے گیارہ بج چکے ہیں کہ مسٹر گراہم نے دیکھا۔ مریض بے خبر سو رہا ہے۔ اس لئے وہ اپنی خوابگاہ کو چلا گیا۔ اور جانے سے پہلے زخمی امیر کی نگرانی کا فرض لڈیا ہیمپٹن کے سپرد کر گیا۔

اس پلنگ کے گرد جس پر لارڈ ڈنسٹیبل سویا ہوا تھا۔ چاروں طرف پردے تنے ہوئے تھے۔ انگیٹھی پر شمع جل رہی تھی۔ اور کمرہ میں ہر طرف خاموشی تھی۔ ڈاکٹر کے

چلے جانے پر لڈیا ہچنسن ایک آرام کرسی پر بیٹھ گئی اور اپنے دل سے یوں باتیں کرنے لگی "اس حد تک مجھے اپنے انتقام میں پوری کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن ابھی اس کی تکمیل نہیں ہوئی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عورت کی طرح جس نے مجھے گناہ اور بدی کے راستہ پر ڈالا۔ اس مرد سے بھی جس نے سخت دغابازی سے کام لیکر میرے دامن عصمت کو چاک کیا۔ بدلہ لوں کسے خیال ہو سکتا تھا۔ کہ میں جو اس قدر نرم طبیعت رکھتی تھی۔۔ جس کا دل رحم آمیز جذبات سے پر تھا اور جو کسی زمانہ میں ایک سہیلی کی عزت بچانے کی خاطر اپنے آپ کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو گئی۔ کسے خیال ہو سکتا تھا۔ کہ وہی عورت ایسے خوفناک طریق پر بدلہ لینے پر آمادہ ہو سکتی ہے۔ مگر حقیقت میں میرا دل اب بھی پتھر نہیں ہوا۔ مجبوراً مجھے ان لوگوں کی طرف سختی سے کام لینا پڑتا ہے۔ جن کی بدسلوکیوں نے میرے مادہ ہمدردی کو بالکل تلف کر دیا۔ اس قابل نفرت ایڈلین کے متعلق بھی بارہا میرے دل میں رحم کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان موقعوں پر میں اپنی سابقہ خستہ حالیوں اور اس کی بدسلوکیوں پر اچھی طرح غور کرتی ہوں۔ تو پھر کہیں طبیعت میں رحم پر انتقام کا جذبہ غالب آتا ہے۔ آج شام کو جب اس نے اپنے پیدا ہونے والے بچہ کا ذکر کیا تو سچ کہتی ہوں۔ میرے دل میں ایک برچھی سی لگی۔ جی چاہتا تھا کہ زار زار رووں۔ آنسو آنکھوں تک پہنچ چکے تھے۔ لیکن مجھے اپنے جذبات کو اس پرسکون انداز میں چھپانا پڑا جسے میں اس کے متعلق برتنے کی عادی ہو چکی ہوں۔ اے خدا تو بہتر جانتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کس قدر تکلیفیں اٹھائی ہیں۔ میرے والد کی قبل از وقت موت جو میری گمراہیوں کی وجہ سے ہوئی۔ انتقام پر آمادہ کرتی ہے۔ میرے بھائی کی روح خون میں غلطاں مجھے انتقام کی طرف قدم بڑھانے پر اکسا رہی ہے۔ ہاں انتقام! انتقام! اس بدبخت ایڈلین پر۔ اور اس عیاش امیر پر جو اس وقت بے خبر سو رہا ہے۔۔"

اس کے خیالات کا سلسلہ یہیں تک پہنچا تھا۔ کہ لارڈ ڈنسٹیبل نے ذرا سی حرکت کی۔ اور وہ کسی قدر کسمسا بھی۔ پھر وہ بیدار ہو گیا۔ اس نے آنکھیں کھولیں۔ اور بڑی مدھم آواز سے کہنے لگا "گراہم خدا کے لئے مجھے تھوڑا پانی دو۔ میرا گلا خشک ہے۔"

لڈیا بولی "مسٹر گراہم یہاں نہیں ہیں۔ اتفاق سے آج میں تمہاری خدمت کے لئے آئی ہوں۔"

یہ کہکر اس نے پردوں کو ایک طرف ہٹایا۔ لارڈ ڈنسٹیبل نے اس چہرہ پر نظر ڈالی۔ جو جذبات انتقام سے سیاہ معلوم ہوتا تھا اور کہنے لگا "لڈیا سچ سچ تم ہو یا میرا واہمہ مجھے دھوکا دے رہا ہے!"

اس نے پرسکون لہجہ میں جواب دیا "یہ نہیں یہ تمہارا واہمہ نہیں۔ بلکہ وہی بدنصیب لڈیا ہیچنسن ہے۔ جس کا دامن عصمت تمہارے ہاتھوں چاک ہوا۔ جس کا باپ تمہاری شرمناک حرکات کا ذکر سنکر مرا۔ اور جس کا بھائی تمہارے ہاتھوں قتل ہوا... وہی لڈیا ہیچنسن اب تم سے اس شرمناک سلوک کی کیفیت طلب کرنے آئی ہے"۔

"کیا ہم دونوں اس کمرہ میں تنہا ہیں؟" ڈنسٹیبل نے کسی قدر خوف زدہ ہوکر پوچھا "کیا کوئی تیسرا شخص موجود نہیں ہے؟"

لڈیا نے پردے اس قدر پرے ہٹا دئے کہ زخمی امیر کو سارے کمرہ میں اچھی طرح نظر ڈالنے کا موقعہ مل گیا۔ پھر کہنے لگی "اس وقت ہم دونوں ہی موجود ہیں۔ اور تم میرے بس میں ہو"۔

"پھر اب تم کیا کرنا چاہتی ہو؟" اس نے اضطراب کے لہجہ میں پوچھا "کیا تم ایسی شریر ہو کہ تمہارا ارادہ..."

"یوں تو میں اس قدر شریر اور سنگ دل ہوں۔ کہ تمہارے متعلق کوئی بڑی سے بڑی کارروائی کرنے میں بھی نہیں ہچکچاؤں گی" مستقم عورت نے کہا "لیکن نہیں۔ تم یہ نہ سمجھو میں تمہاری جان لینے آئی ہوں۔ ہر چند کہ تمہارے ہاتھ میرے بھائی کے بے گناہ خون سے آلودہ ہیں... ہر چند کہ تم قابل ہو۔ مگر میں قاتل بننا نہیں چاہتی"۔

ڈنسٹیبل نے لڈیا کے چہرہ پر وحشیانہ اور غضبناک نظر ڈال کر کہا "یہی لفظ کوئی مرد مجھ سے کہتا تو جلد یا بدیر سے اپنی اس گستاخی پر پشیمان ہونا پڑتا۔ لیکن تم عورت ذات ہو..."

"پھر کیا؟" لڈیا نے طنز آمیز لہجہ میں پوچھا "میں سوال کرتی ہوں۔ کیا تم قاتل اور ایک بھولی لڑکی کو منزل عصمت سے گرانے والے نہیں ہو؟ کیا تم نے نہایت بزدلانہ... نہایت قابل نفرت... نہایت ذلت آمیز اور ناقابل بیان طریقہ پر میری عصمت کا پھول نہیں توڑا؟ پھر جب میرا غریب بھائی اپنی بہن کے ضائع شدہ ناموس کا بدلہ لینے

کو کھڑا ہوا۔ تو کیا تم اس کے خلاف جسے مجھ سے بدسلوکی کر کے تم بالواسطہ اپنی بدسلوکیوں کا نشانہ بنا چکے تھے۔ اپنے قاتلانہ ہتھیار لے کر کھڑے نہیں ہو گئے؟ اے عصمت دری کرنے والے تو ذلیل بدمعاش ہے!... اے ڈوئیل لڑنے والے تو قابل نفرت قاتل ہے!..."

"لڈیا بالڈیا! آخر تم کون ہو؟" لارڈ ڈنسٹیبل نے پوچھا۔ "کیا شیطان تمہاری صورت میں ایک زخم خوردہ شخص سے جو بے بس پڑا ہے۔ اس قسم کی بدسلوکی کرنے کے لئے آیا ہے؟..."

لڈیا نے کہا۔ "اس وقت کو بھی یاد کرو۔ جب میں اسی طرح تمہارے عیاش دوست چولمونڈلے کے مکان میں بے بس پڑی تھی۔ کیا تم نے ایک خاص مطلب کے لئے مجھے بیہوش کرنیوالی شراب نہیں پلائی تھی؟ اگر بفرض محال یہ سمجھ لیا جائے کہ وہ بیہوشی کثرت شراب نوشی کے باعث تھی۔ گو میں ایمان سے کہتی ہوں کہ اس دن سے پہلے میں نے کبھی شراب نہیں پی تاہم ان سب باتوں کو مانتے ہوئے بھی کیا اس بے بسی کی حالت میں مجھ سے جوہر عصمت چھیننا تمہارے لئے داخل عزت تھا! ہر چند کہ میں غریب تھی۔ مگر پاکباز تھی۔ اس پاکبازی کو جو میری عزت اور نیک نامی کا موجب تھی۔ تم نے مجھ سے بڑی بے دردی کے ساتھ چھینا۔ کسی نقب زن بدمعاش... کسی نقاب پوش چور نے بھی رات کی تاریکی میں ایسا شیطانی فعل نہ کیا ہوگا۔ جیسا تم نے اس وقت کیا۔"

لارڈ ڈنسٹیبل نے نقاہت کی وجہ سے مشکل سے بولنے کی کوشش کر کے حقارت آمیز لہجہ میں کہا۔ "اوہ! اتنی مدت گذرنے پر تم اس حقیر سے واقعہ کو کتنی اہمیت دے رہی ہو! جسے تم جوہر قرار دیتی ہو۔ اور جسے بلاشبہ میں نے موقعہ پاکر تم سے حاصل کیا تھا۔ کیا وہ ایسی ہی چیز نہ تھی۔ جسے اگر میں انتظار کرتا تو چند دن بعد تم خود ہی میرے حوالہ نہ کر دیتیں۔"

"غلط ہے! بالکل غلط ہے! سراسر غلط ہے!" لڈیا نے انتہائی غصہ کی وجہ سے جو زخمی امیر کے لفظوں سے اس کے اندر پیدا ہو گیا تھا۔ گلوگیر آواز میں کہا۔ "میں اپنے جوہر ناموس کو ہرگز ہرگز تمہارے حوالہ کرنے پر آمادہ نہ تھی۔ لیکن جب ایک بار میں منزل عصمت سے گر پڑی۔ تو ان تمام عورتوں کی طرح جو اس حالت سے گذر کر بگڑ جاتی ہیں میں بھی نتائج سے لاپروا اور بے خبر ہو گئی۔ اے شریر النفس امیر کیا تمہیں اپنی خطاؤں پر پردہ پوشی کرتے شرم نہیں آتی؟ لیکن قصور تمہارا نہیں اس سوسائٹی میں جسے تم لوگ فیشن ایبل کہتے ہو

اغوا اور قسمت دری کو بالکل معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ اور اس مطلب کے لئے ان حالات کی بھی پروا نہیں کی جاتی۔ جن میں کسی غریب کو برباد کیا جائے۔ بہتیرے ایسے اوباش لفنگے جب دوستوں میں مل کر شراب پینے بیٹھتے ہیں۔ یا جب لیڈیوں کی نظروں میں اپنے آپ کو مقبول بنانے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ ان واقعات کو اپنی فتوحات کے نام سے ظاہر کیا کرتے ہیں۔ مگر کیسی شرمناک فتوحات! کیا سچ مچ تم اپنے آپ کو اس وقت ایک فاتح سمجھتے ہو۔ جب تم نے ایک بے بس کمزور اور بیہوش لڑکی سے اس کا واحد جوہر جو اس کے لئے موجب زینت بنا دہوئے اور عداری سے چھین لیا! اور اس فتح کی خوشی کس طرح منائی گئی؟ بہ میرے آنسوؤں کے ذریعہ ... اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ میری ذلت اور بربادی! اے قابل نفرت آدمی۔ شرم کر کہ تو ان باتوں پر فخر کرتا ہے۔ ایک غریب اور بے یار و مددگار عورت کو تباہی کی دلدل میں پھنسانا ... اس کے بدنصیب باپ کو دل شکست کر کے قبرستان میں پہنچانا ... اس کے بھائی کو اپنے ہاتھوں سے قتل کرنا اے شیطان سیرت انسان کیا اسی کا نام فتوحات ہے؟"

لارڈ ڈنسٹیبل کچھ تو پہلے ہی کمزور تھا۔ اس ذہنی اور جسمانی تکلیف سے جواب اسے ان طعن آمیز کلمات سے ہوئی۔ اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا۔ کیونکہ الفاظ وحشیانہ اور پرجوش انداز سے کہے گئے تھے۔ اور ان کے کہنے والی اس وقت نصف شب کی خاموشی میں جبکہ سارے مکین سو رہے تھے۔ تنہا اور ذی اختیار تھی۔

وہ جوش جو فطرتاً لارڈ ڈنسٹیبل میں موجود تھا۔ اور جس کی ہلکی سی جھلک اس بیماری میں بھی باقی رہ گئی تھی۔ اب ان طنزیہ کلمات سے بالکل دور ہو گیا۔ ذہنی اور بدنی کمزوری کی حالت میں اب وہ اپنے آپکو مبہم اور خوفناک خطرات میں گھرا ہوا محسوس کرنے لگا۔ اور اسکے اندر رفتہ رفتہ یہ خیال پیدا ہو چلا۔ کہ میں سچ مچ ویسا ہی بدمعاش ہوں۔ جیسا لڈیا ظاہر کر رہی ہے۔

اتنے میں سلسلہ تقریر جاری رکھ کر لڈیا نے کہا "پھر جب تمہارے جیسے بدمعاش فیشن ایبل دنیا میں اپنے نزدیک کوئی فتح حاصل کر کے نمودار ہوتے ہیں۔ اور جب ان کا وہ کارنامہ سوسائٹی میں مشہور ہوتا ہے۔ تو وہ کیسے مغرور اور فتحمند نظر آتے ہیں۔ ہر جگہ اسی کا ذکر ہوتا ہے۔ اسی پر خیال آرائیاں کی جاتی ہیں۔ لیکن میں پوچھتی ہوں۔ سوسائٹی کے خلاف جو یہ جرم سرزد ہوتا ہے۔ اسکی ان بدمعاشوں

کو سزا کیا ملتی ہے؟ یہ کہ حسین لڑکیاں اپنے خوشنما لبوں سے انہیں چوم کر شوخی سے کہتی ہیں۔ اوہ! تم کیسے شریر ہو۔ شریر مرد خوشی سے مسکرا کر اپنے سفید دانت دکھاتا ہے اور سب لوگ اسے پارٹی کا سپرد سمجھنے لگتے ہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہے۔ دوسری طرف اس فتح کا اثر کیا پڑتا ہے؟ کس قدر تلخ آنسو بہائے جاتے ہیں؟ کتنے دل اس جرم کی بدولت ٹوٹ جاتے ہیں؟ لارڈ ڈنسٹیبل یہ سزائیں ہیں۔ جن سے تمہاری بدولت مجھے گذرنا پڑا۔ اس وقت تمہارے دل میں جو خیالات گذر رہے ہیں۔ وہ یقیناً قابل رشک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اگر تمہارا یہ زخم مہلک ثابت ہوا... اگر موت نے عنقریب تمہیں آگھیرا مختصر یہ کہ اگر یہ تمہارے لئے بستر مرگ ثابت ہوا۔ تو تم اس قادر مطلق... اس گناہ اور ثواب کے دیکھنے والے سب سے بڑے منصف کے روبرو جو تمام نیکیوں کی جزا اور تمام بدیوں کی سزا دینے کی توفیق رکھتا ہے۔ اور جس کے دربار میں امیر و غریب نیکیاں سلوک کے مستحق سمجھے جاتے ہیں۔ کیا جواب دو گے؟"

"پانی لڈیا پانی" لارڈ ڈنسٹیبل نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ "ہائے میرا گلا خشک ہے۔ مجھے تھوڑا سا پانی دو"

"نہیں مائی لارڈ تم نے مجھے شراب پلانی تھی۔ کیا میں ایسی ہی احسان فراموش ہوں۔ کہ تمہیں شراب کے بدلے پانی دوں؟"

"خدا کے لئے ان طنز آمیز باتوں کو جانے دو۔ میں پیاس سے مرا جاتا ہوں"

"لیکن میری پیاس راحت بخش ہے۔ کیونکہ وہ انتقام کی پیاس ہے"

"پانی! پانی! ہائے میری جان نکلی جاتی ہے"

"عظیم گناہوں کے لئے عظیم تر استغفار کی ضرورت ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تم کس کے محل میں اقامت گزین ہو؟ حضرت یہ ریولسورتھ ہال ہے۔ اور لیڈی ریولسورتھ وہی ایڈلین ہے۔ جو تمہارے دوست چولمنڈلے کی واشتہ تھی..."

"مجھے سب کچھ معلوم ہے" ڈنسٹیبل نے کمزور لہجہ میں کہا۔ "لیکن تم یہاں کیسے آئیں..."

"یہ داستان بہت لمبی ہے"

"پانی لڈیا۔ پہلے مجھے تھوڑا پانی دو"

"نہیں۔ پہلے یہ تسلیم کرو۔ کہ میں ایک بدمعاش شخص اور نیکیوں کی عصمت دری کرنیوالا

ہوں۔ اور اب مجھے اپنے گناہوں سے پشیمانی ہے۔"

"خدا کے لئے مجھے پانی دو۔ پھر جو کچھ تم کہو گی کروں گا۔"

"نہیں۔ پہلے ان لفظوں کو اپنی زبان سے کہو۔ جو میں نے تمہیں بتائے ہیں۔" لڈیا نے حکمانہ انداز سے کہا۔

"میں عصمت دری کرنیوالا ہوں۔"

"نہیں یوں کہو میں ایک بدمعاش اور عصمت دری کرنیوالا ہوں۔۔۔"

"میں ایک بدمعاش اور عصمت دری کرنیوالا ہوں۔ اور اب مجھے گناہوں سے پشیمانی ہے۔ لاؤ اب تو پانی دو۔"

"ابھی نہیں۔ کہو میں بے رحم قاتل ہوں۔ اور مجھے اپنے فعل سے توبہ ہے۔"

"نہیں ہرگز نہیں۔" ڈونیبل نے پیاس کی ناقابل برداشت تکلیف سے کراہتے ہوئے کہا۔ "پانی لے آؤ پانی!"

"تمہاری سب التجائیں بے سود ہیں۔ پہلے جس طرح میں کہتی ہوں کرو۔"

"اچھا میں مانتا ہوں۔" بدنصیب امیر نے کہا۔ "میں مانتا ہوں کہ۔۔۔ افسوس میں کہہ نہیں سکتا۔"

"تو پھر پیاسے تڑپا کرو۔" لڈیا نے تندی سے جواب دیا۔

"نہیں خدا کے لئے مجھے اس حال میں چھوڑ کر نہ جاؤ پانی! ہائے پانی کا ایک قطرہ! میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ میں نے ایک ڈویل میں تمہارے بھائی کو قتل کیا۔ اور اب مجھے اس فعل سے بھی پشیمانی ہے۔ لاؤ خدا کے لئے اب تو پانی دو۔"

لڈیا نے لیمونیڈ کا ایک گلاس بھر کر اس کے منہ سے تھوڑے فاصلہ پر پکڑے رکھا اور کہنے لگی۔ "پہلے اس بات کی قسم لو۔ کہ میں کسی شخص سے اس بات کی شکایت نہ کروں گا۔ کہ لڈیا نے آج رات مجھ سے کسی طرح بدسلوکی کی۔"

تشنگی کی شدت سے ناقابل برداشت تکلیف اٹھاتے ہوئے لارڈ ڈونیبل نے جواب دیدانہ ہوا جاتا تھا۔ کہا۔ "ہر بات میں تمہارا کہا ماننے کی قسم کھاتا ہوں۔"

"یوں نہیں۔" لڈیا نے گلاس کو اور بھی آگے اس کے منہ کے قریب لیجا کر کہا۔ "اس طرح کہو کہ میں اس خدا کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھاتا ہوں۔ جس کے روبرو مجھے

بہت جلد پیش ہونا ہے ۔ ۔ ۔"

"ہاں ہاں میں قسم کھاتا ہوں ۔ ۔ ۔ میں دوبارہ قسم کھاتا ہوں ۔ لاؤ خدا کے لئے پانی دو۔"

تب لڈیا نے گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔ اور اس نے خوب پیٹ بھر کر پانی پیا۔

عین اس وقت ٹائم پیس نے ایک بجایا۔ اور اس کے ساتھ ہی کسی نے باہر دروازہ پر ہلکی سی دستک دی۔ اس آواز کو سنکر لڈیا نے زخمی امیر کے اوپر جھک کر آہستگی سے اس کے کان میں کہا" اب میں جاتی ہوں۔ رات کے باقی حصہ کے لئے دوسرا شخص تمہاری نگرانی پر مقرر ہوا ہے۔ لیکن کل پہلی رات کو میں پھر آؤنگی۔ خبردار تم نے جو حلف لیا ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ ورنہ یاد رکھو۔ کہ تم نے حلف دروغی کر کے ڈاکٹر سے اگر کوئی بھی شکایت کی۔ جس کی بدولت میں دوبارہ تمہاری نگرانی کے لئے نہ آسکی ۔ تو میں تمہیں سزا دینے کا کوئی اور ذریعہ تلاش کرلوں گی۔ اور اس صورت میں سزا انتقام بہت خوفناک ہوگا"

لارڈ ڈنسٹبل نے ذہنی اذیت کے عالم میں کراہتے ہوئے اس طرح آنکھیں بند کرلیں گویا وہ کسی خوفناک وجود کو اپنی نظروں سے دور کرنا چاہتا ہے۔ لڈیا کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ کے آثار تھے۔ اس نے فوراً دروازہ کھولا۔ اور بڑی خادمہ اندر داخل ہوئی مریض کو اس کے حوالہ کرتے ہوئے لڈیا نے اس سے کہا" اس کی طبیعت میں انتشار پایا جاتا ہے۔ اور بہکی باتیں کرتا ہے۔ کئی بار اس نے اس قسم کے خیالات ظاہر کئے۔ گویا میں اسے تکلیف پہنچانا چاہتی ہوں"

خادمہ نے بدستور دبی زبان میں کہا" سرسام کی حالت میں یہ ایک معمولی بات ہوتی ہے۔ اور مریض بارہا ہذیان کرنے لگتا ہے۔ میں اس کا خیال رکھوں گی۔ شب بخیر"

لڈیا نے بھی کہا" شب بخیر" اور وہ اپنے دل میں یہ اطمینان لئے وہاں سے رخصت ہوئی۔ کہ اگر زخم خوردہ شخص نے میرے متعلق کسی قسم کی شکایت کی بھی۔ تو اس کیفیت کی وجہ سے جو میں نے بیان کی ہے۔ اس پر توجہ نہ دی جائے گی۔

اس کے بعد جب وہ اپنے کمرہ میں پہنچی۔ تو اس بات سے غیر معمولی طور پر خوش

تھی۔ کہ جس شخص نے مجھے تباہ اور برباد کیا۔ اس کے خلاف میرے انتقام کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اور میں اس اذیت کو اور بڑے پیمانہ پر کل رات پھر شروع کروں گی۔

اس باب کو ختم کرنے سے پیشتر ہمیں ایک واقعہ اور بھی بیان کرنا ہے۔ جس کا ان معاملات سے جن کا ذکر آگے چل کر آئیگا گہرا تعلق ہے۔

اس خوفناک رات کے دوسرے دن ایڈلین علی الصباح بیدار ہوئی۔ اور لڈیا کے اٹھنے سے پیشتر ہی اس نے لباس پہن لیا۔ پھر نچلے کمرہ میں آکر اس نے حکم دیا۔ کہ حاضری فوراً ہی میز پر لائی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی گاڑی تیار رہے۔ پھر جب وہ سفری لباس پہننے کی غرض سے دوبارہ اپنے کمرہ میں گئی۔ تو لڈیا وہاں موجود تھی وہ کہنے لگی "میڈم کیا بات ہے۔ آج تم جلدی ہی بیدار ہو گئی ہو۔ اگر تم یہ سمجھو کہ اس طرح پر روزمرہ کی سزا سے بچ جاؤ گی۔ تو تمہاری غلطی ہے"

ایڈلین کہنے لگی "لڈیا میں ایک نہایت ضروری کام پر جس کا تعلق لارڈ ریڈسورتھ کی ذات سے ہے۔ لندن جا رہی ہوں۔ چونکہ تم بارہا دیکھ چکی ہو۔ کہ تمہارے انتقام کا اثر صرف مجھی [illegible]

بس میڈم اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مجھ سے کوئی حرکت ایسی [illegible] ہے ذرہ بھر شبہ کہ اغراض و مقاصد کو ضرر پہنچنے کا احتمال ہو۔ کیونکہ [illegible] ہے مجھ پر رحم آتا ہے" پھر اس نے تحکمانہ انداز سے پوچھا "ہاں مگر تم واپس کب تک آؤ گی؟"

"آج رات تک۔ یا زیادہ سے زیادہ کل" ایڈلین نے بڑی حلیمی سے جواب دیا کیونکہ اس موقعہ پر وہ اس خوفناک عورت کو ناراض کرنا حتی الوسع کوئی موقعہ نہ دینا چاہتی تھی۔

لڈیا کہنے لگی "ایڈلین تم جاؤ۔ میرا ساتھ جانا ضروری نہیں کیونکہ تم ہر وقت میرے [illegible] ہو۔ اور لارڈ ریڈسورتھ کی نسبت احتمال ہے۔ کہ وہ بہت جلد میرے حلقہ انتقام سے نکل جائے گا۔ اس لئے میں آج کی رات اس کی نگرانی میں بسر کرنے کا موقعہ ہاتھ سے دینا نہیں چاہتی"

اس عرصہ میں ایڈلین جانے کے لئے تیار ہو چکی تھی۔ لڈیا ظاہرداری کی خاطر

اسے گاڑی تک چھوڑنے گئی۔ گاڑی کا دروازہ بند ہونے سے پہلے لیڈی ریولسٹوک نے لڈیا سے کہا "حسب معمول رات کو سیر الکمرہ تیار رکھنا۔ اور گیارہ بجے کے قریب آگ بھی جلا دینا۔ کیونکہ غالباً میں آج ہی رات واپس آجاؤنگی"

لڈیا نے اپنی مالکہ پر ایک قہر آلود نظر ڈالی۔ جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ کہنا چاہتی ہے۔ تمہیں بہت جلد اس تحکمانہ انداز کے لیے پشیمان ہونا پڑے گا۔ لیکن ادب کے مصنوعی لہجہ میں اس نے کسی قدر بلند آواز سے کہا۔ "بہت اچھا بانو"

اس کے بعد نوکر نے کھڑکی بند کر دی۔ اور گاڑی تیزی سے لارڈ ریولسٹوک کے اس عالیشان محل کی طرف جو لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ میں واقع تھا روانہ ہوئی

راستہ طے کرتے ہوئے ایڈلین نے اپنے دل سے اس طرح باتیں کرنے لگی "لڈیا آخر کار تجھ سے بدلہ لینے کا وقت آگیا۔ تو نے مجھے انتہائی صورت اختیار کرنے پر مجبور کیا۔ بہر حال اب وہ وقت آپہنچا ہے۔ کہ ہم میں سے ایک کی ہستی مٹ جائے۔ تو دیکھ لیگی کہ میں ہی تجھ پر غالب آئی۔ کمبخت تو اس خیال میں ہے کہ میں اپنے شوہر کے کسی کام پر جا رہی ہوں۔ حالانکہ اس کام کا تعلق خود تیری ذات سے ہے۔ میرا یہ اندازہ غلط نہ تھا کہ تو مد نصیب زخمی امیر کے خلاف اپنی انتقام آمیز کارروائی جاری رکھنے کے لیے ضرور لندن میں ٹھہر گئی۔ اور میرے ساتھ چلنے پر تیار نہ ہوگی۔ لڈیا اب تو میرے بس میں ہے"

ان خیالات نے ایڈلین کے خوشنما چہرہ پر انتقام کی خوفناک جھلک پیدا کر دی۔ اور اس کی تلخ مسکراہٹ میں شیطانی قہقہے کے آثار نظر آنے لگے۔ پھر اس نے جیب سے نکال کر اس پتہ کو غور سے پڑھا۔ جو ایک پرزہ کاغذ پر لکھا ہوا اسے چوکیدار کی جیب پڑی کے قریب ملا تھا۔

شہر والے محل میں حفاظت کی غرض سے صرف ایک بوڑھی خادمہ رہتی تھی اور اس لئے ایڈلین کو اس بارہ میں کچھ اندیشہ نہ تھا کہ کوئی میری نقل و حرکت کو دیکھیگا

گیارہ بجے کے قریب گاڑی شہر والے محل کے سامنے ٹھہری۔ ایڈلین سیدھی ایک کمرہ میں گئی۔ اور خادمہ سے کہنے لگی "مجھے بہت سی چٹھیاں لکھنی ہیں اس لئے تنہائی میں بیٹھنا چاہتی ہوں"

خادمہ آداب بجا لاکر باہر چلی گئی۔ اور اس کے جاتے ہی ایڈلین نے اپنے گرد ایک

بڑا سا لبادہ لپیٹ لیا۔ سر پر ایک معمولی نکوں کی ٹوپی رکھ لی۔ اور موٹی سیاہ نقاب لگا کر اس مکان کے عقبی دروازہ کے راستہ جس کی کنجی اس کے پاس موجود تھی۔ باہر نکل گئی۔

چوتھا باب مردہ فروش کا نیا قیدی

جس روز ایڈلین لندن میں پہنچی۔ اس کی صبح کو انتھنی ٹرکنز اپنے مکان سے باہر نکل کر جلد جلد قدم اٹھاتا اس تاریک گلی کی طرف جو اس کے پہلو میں واقع تھی۔ گیا اور دروازہ کھول کر نچلی منزل میں داخل ہوا۔

لیکن اس موقعہ پر وہ تنہا نہ تھا۔ کیونکہ مسٹر بنیکس کفنیا جو اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا تھا۔ اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ جب یہ دونوں مکان کے عقبی کمرہ میں پہنچ گئے۔ تو مردہ فروش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کہا۔ "لو تم ذرا اندھی لالٹین جلاؤ میں اتنے میں چور دروازہ کھولتا ہوں۔ آج جس طرح بھی بن پڑے۔ اس معاملہ کا تصفیہ ہو جانا چاہئے۔"

بنیکس کہنے لگا۔ "مجھے امید ہے کہ آج یہ قضیہ ضرور طے ہو رہے گا۔ اب اس بڑھیا میں یقیناً زیادہ تاب مقابلہ نہیں ہوگی۔ دس دن تو اسے یہاں سڑتے ہوئے ہو گئے۔"

مردہ فروش بولا۔ "تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن جب تک وہ مجھے مطلوبہ واقفیت مہیا نہ کرے گی۔ میں اسے ہرگز باہر نہ نکلنے دوں گا۔ بیشک یہ ایک نفع بخش سودا ثابت ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ لڑکی اپنے والدین کی نسبت سارے حالات جاننے کے لئے بے چین تھی۔ اور جب وہ اس کمبخت بڑھیا سے ملی۔ تو اس نے کہا تھا۔ میں اپنے دوستوں سے روپیہ حاصل کر سکتی ہوں۔"

کفنیے نے کہا۔ "خیر ہمیں امید کرنی چاہئے۔ کہ بوڑھی عورت نے خود اپنے فائدہ کیلئے ضد چھوڑ دی ہوگی۔ کیونکہ اگر ہمیں اس کا سر ہی پھوڑنا پڑا۔ تو یہ ایک نہایت افسوسناک اور بالکل بے سود فعل ثابت ہوگا۔ کیونکہ ڈاکٹر سے تو اس کی لاش کا بھی کچھ نہیں مل سکتا

ڈنکن بولا "تم اس کی فکر نہ کرو۔ امید نہیں کہ معاملہ اس حد تک پہنچنے پائے کل رات میں جب حسب معمول اس کے کمرہ میں گیا۔ تو وہ سارے حالات ظاہر کرنے پر نیم آمادہ تھی۔ آؤ دیکھیں۔ آج اس کی کیا کیفیت ہے"

مردہ فروش پتھر کے زینہ سے نیچے اترتا گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے بنکیس کنفیسا لالٹین ہاتھ میں لئے قدم اٹھاتا گیا۔ چند منٹ کے عرصہ میں دونوں اس تہ خانہ میں پہنچ گئے جہاں ان کا نیا قیدی محبوس تھا۔ اور یہ قیدی کون تھا۔ وہی گولڈن لین کی بوڑھی دلالہ۔

تہ خانہ کے اندر ایک میز پر مدھم سا لمپ جل رہا تھا۔ جب یہ دونوں وہاں پہنچے۔ تو وہ کپڑے پہن چکی تھی اور کرسی پر بیٹھی۔ اپنی حالت اور ان شرطوں پر غور کر رہی تھی جن کی بدولت وہ رہائی حاصل کر سکتی تھی۔ افسردگی کے ساتھ ادھر ادھر دیکھتی۔ اور گاہ بہ گاہ دردناک آواز میں کراہنے لگتی تھی۔

مردہ فروش اور بنکیس کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس نے ان کی طرف تیز نگاہ سے نظر ڈالی۔ اور اس کے بعد بدستور اسی طرح حرکت کرنے لگی۔ یہ دونوں اس کی چارپائی پر بیٹھ گئے۔ پھر مردہ فروش نے کہا "کیوں بڑھیا تم نے کیا ارادہ کیا ہے۔ ہمیں اور میرا دوست بنکیس اب اس تاخیر سے بالکل اکتا گئے ہیں۔ اور اگر تمہیں راہ راست پر لانے میں قید تنہائی کارگر ثابت نہ ہوئی ہو۔ تو پھر فاقہ کا طریق اختیار کیا جائے یا کوئی اور تجویز سوچی جائے"

دلالہ نے مضطرب ہو کر کہا "میری توبہ ہے۔ میں تو اپنے آپکو ہی سب سے بڑا سمجھتی تھی۔ لیکن معلوم ہوا کہ تم حقیقی شیطان ہو"

مردہ فروش دلیرانہ انداز سے بولا "اور اگر تمہاری یہی حالت رہی۔ تو بہت جلد تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ تمہارے لئے اس دنیا میں دوزخ بھی پیدا کیا جا سکتا ہے جس مصیبت میں تم مبتلا ہو۔ وہ تمہاری اپنی حرکات ہی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اگر تم سیدھی طرح چلی جاتیں۔ تو ہرگز یہاں تک نوبت نہ آتی۔ اس کی تصدیق میرا دوست بنکیس بھی کر سکتا ہے۔ اگر تم نے مجھ پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کی۔۔۔"

"نہیں! نہیں!" بڑھیا نے بدستور کرسی میں ہلتے ہوئے کہا

"میں غلط بیانی کہتا ہوں؟" مردہ فروش نے جھلا کر کہا "سب سے پہلے تو تم کیتھرائن ولمٹ کی ولدیت کو مجھ سے چھپاتی رہیں۔ اور گو میں نے تم سے اس بارہ میں کئی سوالات پوچھے

مگر تم نے کسی کا جواب نہ دیا۔ میں نے تمہیں صاف لفظوں میں بتا دیا تھا کہ اگر تم نے مجھ سے چالبازی کی۔ تو میں تمہاری گردن میں پھندا ڈال کر دیسی ہی بیدردی سے تمہاری چارپائی کے ساتھ لٹکا دوں گا۔ جیسے تمہاری بوڑھی ماں کو اور سچ جانو اگر تم اب بھی راست پر نہ آؤ گے تو میں اپنا قول پورا کر رہوں گا۔"

"ہائے میرا کیا ہوگا!... میرا کیا ہوگا!" بوڑھی دلالہ نے درد سے کراہتے ہوئے کہا۔ "افسوس! افسوس!"

"ڈکنز بولا" جو کچھ ہوگا۔ اسے تم بہت جلد دیکھ لوگی۔ لیکن میں تمہیں بتلا دینا چاہتا ہوں کہ تمہارے متعلق جو کارروائی میری طرف سے ہو رہی ہے۔ اس میں ہر طرح راستی پر ہوں۔ سب سے پہلے تم نے اس بات پر ضد کی۔ کہ میں تنہا کیتھرائن سے گفتگو کروں۔ یہی بات کچھ کم مشتبہ نہ تھی پھر تم نے یہ کہا کہ تم فاصلہ پر کھڑے ہو کر دیکھتے رہنا۔ اور جب روپیہ ادا ہو تو بھی فاصلہ پر رہنا۔ یہ سب تمہاری شرارتیں تھیں۔ میں نے ابتدا میں تمہیں اپنی مرضی کے مطابق چلنے دیا۔ کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ لڑکی تم سے کیا برتاؤ کرتی ہے۔ میرے دوست ہنکیس نے ہمیں اپنی گاڑی پر سوار کر کے ہولنسلو میں پہنچایا۔ اور وہاں سے ہم دونوں کاشتکار کی جھونپڑی کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں ہمیں کیتھرائن اور ایک نوجوان عورت ملیں۔ اور اس کمبخت مس مندو نے سارے معاملہ پر پانی پھیر دیا۔ باوجود اس کے تم نے ہمارے سامنے گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ ہم دونوں ہولنسلو کی سرائے میں واپس آ گئے اور وہاں کمیٹ کے نام رقعہ لکھا۔ چونکہ ہنکیس اس لڑکی سے کسی حد تک واقف تھا اس لیے اس نے رقعہ پہنچانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ اس نے اپنا فرض اچھی طرح سے ادا کر دیا۔ اور تم سات بجے کیتھرائن سے ملنے کے لئے گئیں۔ اب کیا تم یہ سمجھتی ہو۔ کہ میں ایسا احمق تھا کہ اس موقعہ سے فائدہ نہ اٹھاتا۔ ہرگز نہیں۔ میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے جا کر جھاڑیوں کے پاس جہاں تم کیتھرائن سے ملی تھیں۔ چھپ گیا۔ اور تمہاری گفتگو کا ایک ایک لفظ سنتا رہا۔"

"افسوس! افسوس!" بوڑھی عورت نے تاسف کے لہجہ میں کہا۔

"مردہ فروش نے سلسلہ تقریر جاری رکھکر کہا" ہاں میں نے تمہاری گفتگو کا ہر ایک لفظ سن لیا تھا۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ وہ لڑکی اپنے والدین کی نسبت تفصیل حالات جاننے کے لیے اپنی نصف دولت دینے کو آمادہ ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اس

معاملہ میں مارکہم کا نام آیا ہے۔ اور میں یہ دیکھکر بہت متعجب ہوا۔ کہ جب اس نے تمہیں بتایا کہ رچرڈ مارکہم جس سے مجھے دلی نفرت ہے۔ لارڈ بن گیا ہے۔ تو تم نے اس بات پر زور دیا۔ کہ وہ معقول معاوضہ دے کر تم سے اپنا راز معلوم کرے۔ اس بارہ میں تم نے جو شرطیں پیش کیں۔ وہ میرے لئے چنداں حیرت خیز نہ تھیں مجھے تمہاری راستی پر شبہ تو پہلے ہی سے تھا۔ ان باتوں سے یقین ہو گیا۔ کہ تم مجھے سراسر احمق بنانا چاہتی ہو۔ حالانکہ سب سے پہلے میری ہی معرفت تم نے کیتھرائن کا پتہ دریافت کیا۔ اور پھر جب چڑیا جال میں پھنسنے کو تیار ہوئی۔ تو تم خود اس کی مالک بننے کے لئے آمادہ ہو گئیں۔ تم نے اس سے کہا۔ وہ شخص جو صبح میرے ساتھ آیا تھا۔ بڑا بدطینت ہے۔ وہ حریص ہے اور اس واقفیت سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ اور بڑھیا قہر کی پڑیا بیشک میں اس راز سے فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اور اب بھی چاہتا ہوں۔ پھر تم نے اس سے یہ بھی کہا۔ وہ بڑا موذی ہے۔ اور میں اسے ناراضگی کا موقعہ نہیں دے سکتی۔ یقیناً اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ تمہارے یہ الفاظ کس قدر راستی پر مبنی تھے۔ اور جو شخص مجھے ناراض کرے۔ اس کا حشر کیا ہوتا ہے تم نے کہا۔ اسے روپیہ کی خواہش ہے۔ اور وہ روپیہ لئے بغیر نہیں چھوڑے گا۔ یہ بھی سچ ہے۔ اور اب کیا میں روپیہ لئے بغیر تمہیں چھوڑ دوں گا! لڑکی نے تم سے کہا کہ میں مالدار ہوں۔ اور اس راز کے عوض معقول معاوضہ دے سکتی ہوں۔ اس نے تم سے پوچھا۔ کہ معاوضہ کیا ہو۔ تم نے کہا۔ ایک سو پونڈ۔ کیوں ایک سو شیطان کیوں نہیں! پھر تم نے اپنے معمولی ذلت آمیز لہجہ میں اپنی بقیہ زندگی کے گذارہ کے لئے روپیہ مانگنا شروع کیا۔"

کریہ المنظر بڑھیا نے افسوسناک انداز سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ "افسوس میں ایک غریب عورت ہوں۔ بہت غریب عورت ہوں۔ تم مجھ سے جو کچھ کرنا چاہتے ہو ایک ہی بار کر ڈالو۔ اگر میری جان ہی لینا درکار ہے۔ تو لو مار ڈالو کہ اس عذاب کا خاتمہ ہو۔ لیکن تمہاری اس پژمردہ لاش سے بھی تو ہمیں کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا۔" مردہ فروش نے کہا۔

"ایک تابوت اس پر ناحق ضائع کرنا پڑے گا۔" بنیکس کفنیا کہنے لگا۔

"ڈکنز نے سلسلہ تقریر جاری رکھکر کہا۔" اس میں شک ہی کیا ہے۔ لیکن ٹھیرو میں اس کمبخت کو سارے معاملات جتلا کر پھر اصل مطلب پوچھتا ہوں۔" پھر وہ دلالہ کی مخاطب

ہو کر کہنے لگا "میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہ اس وقت جب میں نے تمہیں ایسی ادنیٰ چالبازیاں کرتے دیکھا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ تم میرے اغراض و مقاصد کو نظر انداز کر کے خود اپنا فائدہ سوچ رہی ہو (۔ مجھے کس قدر غصہ اور نفرت پیدا ہوئی۔ جی میں آتا تھا۔ کہ باہر نکل کر تمہیں گلے سے پکڑ کر تمام حالات بتانے پر مجبور کر دوں اور اس کے بعد کیتھرائن ولمٹ کی فیاضی سے جو کچھ حاصل ہوئے ہوں۔ رات کی تاریکی میں میں اپنی جگہ سے ہٹ کر تمہاری طرف کو آنے ہی لگا تھا۔ کہ تم نے میرے کپڑوں کی سرسراہٹ سن لی۔ پھر مجھے خیال آیا۔ کہ اس سے بہتر یہ ہوگا۔ تمہیں اس تہ خانہ میں لا کر بند کر دوں۔ اور یہاں پر تم سے سارا راز معلوم کروں۔ اس لئے پھر اپنی جگہ پر جا کر چھپ گیا۔ اس کے بعد تم کچھ اور بکواس کرتی رہیں۔ جس کا ہر ایک لفظ میرے کانوں تک پہنچتا تھا۔ بہر حال ان باتوں نے میرے دل میں تم سے بدلہ لینے کے ارادہ کو پختہ کر دیا۔ چنانچہ سرائے میں واپس جا کر میں نے اپنے دوست مینکس سے اس معاملہ کی نسبت گفتگو کی۔ اور اسی رات تمہیں لندن لا کر اس راحت بخش مقام میں ٹھیرایا گیا۔ اب تم بتاؤ۔ کہ اپنے افعال کی بدولت تم اس سزا کی مستحق ہو یا نہیں؟"

"ہائے افسوس! ہائے افسوس!" بوڑھی عورت نے دردناک لہجہ میں کہا۔

"بیشک یہ اس کی مستحق ہے" مینکس نے سنجیدگی سے سر کو ہلا کر کہا۔ "یہ بڑی ہی چالباز بڑھیا ہے۔ اور اس کی لاش اس قابل ہے کہ میرا دوست جونز قبر کن اسے اپنے بڑی خانہ میں جلائے"

مردہ فروش حالت اضطراب میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اپنا ایک ہاتھ بڑھیا کے شانہ پر رکھ کر اسے ہلنے سے روک کر بولا "قسم ہے شیطان کی اگر تم نے اس کراہنے اور آہ و زاری کرنے کے دھونگ کو نہ چھوڑا۔ تو کوئی ایسا عذاب تلاش کروں گا۔ کہ منٹوں میں سیدھی ہو جاؤ" پھر اس نے اپنا منہ اس کے کان کے قریب لے جا کر باواز بلند چلا کر کہا "بول کمبخت تو کیتھرائن ولمٹ کا راز ظاہر کرتی ہے یا نہیں؟"

"ابھی نہیں! ابھی نہیں!" بوڑھی دلالہ نے کہا "میں پھر کسی وقت بتاؤں گی"

"لیکن میں اب ایک منٹ بھی زیادہ انتظار نہیں کر سکتا" مردہ فروش نے چلا کر کہا "خدا کی قسم میں تمہیں کوئی ایسی اذیت دوں گا۔ کہ تم سب کچھ بتا دینے پر آمادہ ہو جاؤ گی

کیوں بنیکس ہمیں اس کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے تھا؟"
کفنیا بولا "میری رائے میں اسے گھنٹہ دو گھنٹے کسی تابوت میں بند کر دیا جائے۔ تو خوب ہو"
"نہیں اس سے کام نہ چلیگا" مردہ فروش نے جواب دیا۔
بنیکس کہنے لگا "میں ہمیشہ اپنے بچوں کو اسی طرح سزا دیتا ہوں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ اس کا اثر بہت ہی اچھا ہوتا ہے"
"ٹھیرو مجھے ایک اور تجویز سوجھی ہے" ڈکنز بولا "سنا ہے ڈک ٹرپن کا یہ طریقہ تھا۔ کہ بوڑھی عورتوں سے ان کا اندوختہ معلوم کرنے کے لئے انہیں آگ پر لٹکا دیا کرتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہ ہو کہ اس کمبخت کیساتھ بھی یہی سلوک کیا جائے؟"
"مجھے اس پر کچھ اعتراض نہیں" بنیکس نے اس انداز سے کہا۔ گویا اس سے کسی خوشی کے معاملہ میں رائے لی گئی ہو۔ "بھلا تمہارے پاس کوئی انگیٹھی ہے؟"
ڈکنز کہنے لگا "ہاں نچلی منزل کے سامنے والے کمرہ میں جہاں لاش اکھاڑنے کے سب اوزار پڑے ہیں۔ رکھی ہے۔ جاؤ ذرا اسے اٹھا لاؤ۔ بہت سے کوئلے اور لکڑیاں بھی لانا۔ دھونکنی بھی موجود ہے ہم اس بڑھیا کو منٹوں میں سیدھا کر لیں گے"
کفنیا انگیٹھی لینے چلا گیا۔ اور مردہ فروش نے اس کی عدم موجودگی میں دوبارہ بوڑھی دلال سے دلیل بازی شروع کی۔ مگر اس نے سوائے گاہ بگاہ کراہنے کے اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب اس نے اس کے ماتھے سے اپنا ہاتھ اٹھا لیا۔ تو بڑھیا نے سابق کی طرح پیر آگے پیچھے ہلانا شروع کر دیا۔
یکایک مردہ فروش کو خیال آیا۔ کہیں قید تنہائی کی سختی سے بڑھیا کے حواس حقیقت میں تو نہیں جاتے رہے ہیں۔ چنانچہ اسے اندیشہ پیدا ہونے لگا۔ اس بات کا نہیں کہ وہ دیوانی ہو جائے گی۔ یا مر جائے گی۔ بلکہ اس خیال سے کہ اس صورت میں اس کا راز ظاہر نہ ہو سکے گا۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے بوڑھی عورت کے چہرہ پر نظر ڈالی اور دیکھا۔ کہ جبکہ وہ ظاہر داری کے لئے دیوانوں کی سی حرکات کر رہی ہے۔ حقیقت میں اس کی نظریں میرے چہرہ پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ حالت دیکھکر ڈکنز بولا "بخدا یہ تمہاری کوئی نئی چال ہے لیکن کیا تم مجھے ایسا ہی احمق سمجھتی ہو۔ کہ میں تمہارے قریب

میں آجاؤں گا؟ بالکل نہیں۔ تم چاہے دیوانی بنو چاہے پگلی۔ مجھے اس کی پروا نہیں۔ ... اور سچ جانو کہ اگر اس حراست کے اثر سے تم سچ مچ دیوانی ہو گئیں۔ تو میں تمہیں رہا کرنے کی بجائے جان سے مار دوں گا۔ کیونکہ ممکن ہے۔ اس دیوانگی کی حالت میں تم اوروں سے کیٹ ولمٹ کے متعلق میرے منصوبوں کا ذکر کرتی پھرو۔ لیکن اگر تم ایک سمجھدار عورت کی طرح میرے سوالوں کا جواب دیدو۔ تو میں بارہ گھنٹے کے اندر اندر تمہیں رہا کر دونگا۔ مجھے اچھی طرح یقین ہے۔ کہ اپنے ہوش و حواس میں رہ کر تم میری نسبت کسی سے ذکر کرنے کی جرأت نہ کروگی۔ کیونکہ اس صورت میں لوگوں کو تمہارے اپنے طریق زندگی کا بھی علم ہو جائے گا۔ اور اس کے لئے تم بھی آمادہ نہیں ہو سکتی ہو۔"

بڑھیا نے یہ دیکھکر کہ اس نئی چال کا بھی کچھ اثر نہ ہوا۔ اور اب اس کو جاری رکھنا بے سود ہے کہا "اگر میں تمہیں سارے حالات سے واقف کر دوں۔ تو پھر بارہ گھنٹے کی مہلت کا کیا سوال ہے۔ تم مجھے فوراً ہی کیوں رہا نہیں کر دیتے؟"

مردہ فروش نے سختی سے کہا "اس لئے کہ تم یہاں رات کو آئی تھیں۔ اور میں رات ہی کو تمہیں باہر نکالوں گا۔ میں تمہاری آنکھوں پر پٹی باندھ کر لایا تھا۔ اور پٹی باندھ کر ہی باہر لے جاؤں گا۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو۔ کہ میں تمہارے ایسی دغاباز بوڑھی کٹنی کو اپنے مکان کا پتہ معلوم ہونے کا موقعہ دے سکتا ہوں؟ ہرگز نہیں۔ اس وقت تمہیں بالکل معلوم نہیں ہے۔ کہ تم سینٹ گائیلز کے کسی مکان میں بند ہو یا منٹ کے۔ کلرکن ویل میں ہو۔ یا شورڈچ میں یا یہ مکان ہائڈ سٹریٹ میں واقع ہے۔ یا روز مری لین میں۔ اور یاد رکھو میں تمہیں اس کے متعلق کبھی واقف نہ ہونے دوں گا۔ ... ایلو بینکس انگیٹھی لیکر بھی آپہنچا۔"

سچ مچ کفنیا ان چیزوں کو اٹھائے سامنے سے چلا آتا تھا۔ جنہیں لینے کی خاطر اسے بھیجا گیا تھا۔ مردہ فروش نے انگیٹھی پر لکڑی اور کوئلے رکھکر دیا سلائی سے آگ سلگائی اور چند منٹ کے عرصہ میں وہ پھونکنی کی مدد سے اسے تیز کیا۔ اسے دیکھ کر بینکس کہنے لگا۔ "اس کے شعلے ابھی سے اتنے تیز ہوتے جا رہے ہیں۔ جس طرح جونز کے ہڈی خانے میں جہاں وہ ناکارہ لاشوں کو جلایا کرتا ہے۔"

یہ حالت دیکھکر بڑھیا سہم گئی اور عالم اضطراب میں بولی "مسٹر ڈکنز تم ناحق اس

اگر کو تیز کرتے ہو۔ میں تمہارے سامنے شرطیں طے کرنے کو آمادہ ہوں"

"شرطیں! مردہ فروش نے عزا کر کہا" بتاؤ تم کیا شرطیں پیش کرتی ہو؟"

بوڑھی عورت کہنے لگی" اگر میں تمہیں سارے حالات سے واقف کردوں تو تم کیتھرائن سے من مانا روپیہ حاصل کرلوگے۔ اور مجھے ایک کوڑی بھی نہ ملے گی"

"ہونا بھی تو ایسا ہی چاہئے۔ کیونکہ تم نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی"

دلالہ نے کہا" دیکھو مجھ پر اتنی سختی نہ کرو۔ میری مدد کے بغیر تم کامیاب نہیں ہوسکتے کیونکہ جب تم کیتھرائن ولمٹ کے پاس جاکر اس کے سامنے دھڑام راز ظاہر کروگے۔ جو میں تمہیں عنقریب بتانیوالی ہوں۔ تو وہ تم سے اس کا ثبوت مانگے گی۔۔۔ ہاں ثبوت"

مکار عورت نے اس لفظ پر زور دیکر کہا" اور تمہارے پاس کوئی ثبوت موجود نہیں"

مردہ فروش کہنے لگا" میں وہ ثبوت تم سے جو حاصل کرلوں گا۔ تم اپنے ہاتھ سے سارے حالات لکھو۔ اور اس پر دستخط کردو۔ میرا دوست مینکس اس پر اپنی گواہی کردیگا"

"ہاں ہاں" کھنے نے اپنے شکستہ حال کالر کے سروں کو ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ اس پر میری گواہی کردو۔ لکھو ایڈورڈ مینکس سکنہ گلوب ٹون نے اور باکمال اصولوں پر کفن دفن کا انتظام کرنے والا عمدہ دیار کا تابوت آٹھ شلنگ میں دیتا ہے اور۔۔"

"یار اس بک بک کو چھوڑو" ٹڈکنز نے گھبرا کر کہا۔ پھر وہ بوڑھی عورت سے مخاطب ہوکر کہنے لگا" بتاؤ یہ تجویز ٹھیک ہے یا نہیں؟"

"اغلب ہے ٹھیک ہو" بڑھیا نے جواب دیا" لیکن ثبوت۔۔ حقیقی ثبوت جو اس بیان کے ہمراہ ہو۔ وہ اور بھی زیادہ موثر ثابت ہوگا"

"تو کیا وہ تحریری ثبوت تمہارے پاس موجود ہے؟" ٹڈکنز نے شوق سے پوچھا

"ہاں موجود تو ہے"

"کہاں؟"

"جہاں تم اسے معلوم نہیں کرسکتے۔ میرے اپنے مکان میں بڑی احتیاط سے چھپایا ہوا۔ تم تو کیا کوئی ہوشیار سے ہوشیار آدمی بھی اس سارے مکان کو مسمار کردے۔ تو میرے بغیر اس کو حاصل نہ کرسکیگا" یہ کہتے ہوئے بوڑھی دلالہ کے چہرہ پر فتحمندی کے آثار نمودار ہوگئے

مردہ فروش ایک طرف اپنا غیر معمولی حرص اور دوسری جانب ایسی اہم شہادت کو حاصل کرنے کی اہمیت کے درمیان کچھ دیر شش و پنج کی حالت میں رہ کر بولا "اس سے تو معاملہ اور بھی زیادہ پیچیدگی حاصل کر چکا ہے۔ خیر تمہارے اپنے لفظوں میں میں تم سے شرطیں طے کرنے کو آمادہ ہوں۔ دیکھو یوں کرو۔ کہ پہلے اس سارے معاملہ کی تفصیل لکھ ڈالو۔ مگر خبردار اس میں کوئی بات رہ نہ جائے۔ اس کا معاوضہ میں دس پونڈ تمہیں نقد دوں گا۔ رات کو میں اور میرا دوست مینکس دونوں تمہیں تمہارے مکان پر لے چلیں گے وہاں جب وہ تحریر کی ثبوتہ جس کا تم ذکر کرتی ہو ہمارے حوالہ کر دو گی۔ تو میں تمہیں دس پونڈ اور دوں گا۔ بتاؤ منظور ہے؟"

مجبوری ہے منظور کرنا ہی پڑیگا" بڑھیا نے پریشانی کے لہجہ میں کہا "لیکن کیوں نہیں مجھے گھر جا کر ساری سرگذشت لکھنے کا موقعہ دیتے؟"

مردہ فروش بولا "واہ! میں ایسا اُلو کا پٹھا نہیں ہوں کہ تمہاری باتوں میں آجاؤں۔ اس دیکھو میں تمہیں پھر خبردار کرتا ہوں۔ کہ جو لکھو سچ سچ لکھنا۔ کیونکہ میں آسانی سے یہ بات معلوم کر لوں گا۔ کہ تمہاری تحریر اس بیان سے ملتی ہے یا نہیں۔ جو میں نے اس رات جب تم کنجر ائن سے ملی تھیں۔ تمہاری زبانی سنی تھی۔ اس کے علاوہ تمہارے پیش کردہ تحریری ثبوت سے بھی تمہارے بیان کی صحت یا عدم صحت کا پتہ چل جائے گا۔ اور کہو تم نے ان میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کی۔ تو شیطان کی قسم۔ میں ایک کان سے لیکر دوسرے کان تک تمہارا یہ مرجھایا ہوا گلا کاٹ لوں گا۔ بولو منظور ہے؟"

بڑھیا کہنے لگی "منظور ہے لاؤ مجھے قلم دوات اور کاغذ دے دو؟"

اب ٹڈ کنز سامان تحریر تھوڑا کہانا۔ کچھ شراب اور لمپ لانے کے لئے باہر چلا گیا۔ پانچ منٹ کے عرصہ میں واپس آکر اس نے یہ سب چیزیں میز پر رکھ دیں۔ اور پوچھا "یہ کام تم کتنے عرصہ میں ختم کر لو گی؟"

بدنصیب عورت نے جواب دیا "ظاہر ہے کہ چند گھنٹے ضرور صرف ہو جائیں گے کیونکہ مجھے بہت سی باتیں سوچنی اور بہت کچھ لکھنا ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک گہری آہ کھینچی۔

مردہ فروش بولا "میں شام کو پھر آؤں گا"

اس کے بعد وہ اپنے ساتھی پینکس کے ہمراہ دروازہ بند کر کے تہ خانہ سے نکل آیا۔ گلی میں پہنچکر کفنیا تو اس سے رخصت ہو کر اپنے مکان کی طرف چلا گیا۔ اور مردہ فروش زینہ کے راستہ اپنے بالاخانہ کی طرف چلا۔

پانچواں باب — ایڈلین میدان عمل میں

کمرہ میں پہنچکر سٹرنڈ کنز بڑے اطمینان کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور اپنے پائپ کو اس انداز سکون سے پینے لگا۔ گویا تنہائی میں اسے ان خیالات کا ذرا بھی خوف نہ تھا۔ جو اس کے خوفناک پیشہ کی رو سے اس کے اندر پیدا ہونے یقینی تھے

بالعموم جب کوئی شخص تمباکو پینے لگتا ہے تو سارے خیالات جو اس کے دماغ میں جمع ہوں یکے بعد دیگرے سامنے آنے شروع ہوتے ہیں۔ اور خواہ وہ ایسا کرنا چاہے یا نہ چاہے۔ اسے ان پر ضرور غور کرنا پڑتا ہے۔ مگر سٹرنڈ کنز کو اپنے خیالات کی طرف سے ذرا بھی خوف نہ تھا۔ کیونکہ وہ ان عیاشوں میں سے نہ تھا۔ جو تاریکی میں ڈرتے اور تنہائی سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ اپنے ہر ایک فعل کو بڑی باقاعدگی سے سرانجام دیتا اور اس پر پوری توجہ سے غور کرتا تھا۔ وہ تمباکو اس لئے نہ پیتا تھا۔ کہ اس سے اپنی طبیعت کو سکون دے۔ کیونکہ جب تک روپیہ حاصل ہوتا رہے۔ اسے کامل سکون حاصل تھا۔ اسی طرح شراب بھی وہ کسی احساس تاسف کو مٹانے کے لئے استعمال نہ کرتا تھا۔ کیونکہ تاسف یا پشیمانی کا اس کی ذات سے تعلق ہی نہ تھا۔

کرسی پر بیٹھ کر محض شوق کی خاطر تمباکو پیتے ہوئے وہ اپنے دل سے کہنے لگا۔ "اب اس ملک میں صرف چند مہینے اور رہنا ضروری ہے۔ اس کے بعد میں امریکہ چلا جاؤں گا۔ اور مغربی ساحل پر کسی دور دراز مقام پر جا کر نام بدل کر کہیں زمین خرید لوں گا۔ میری زندگی کے باقی ایام بڑے آرام سے بسر ہوں گے کیتھرائن ولمٹ کے معاملہ میں مجھے معقول معاوضہ حاصل ہونے کی امید ہے۔ اور اس گلبرٹ ورنن سے بھی ضرور کچھ نہ کچھ مل رہے گا اس اثنا میں اگر کوئی نفع بخش کام ہاتھ آ گیا۔ تو اور بھی اچھا ہے۔ افسوس صرف اس بدذات ٹالمنس کے معاملہ کا ہے۔ جس نے بڑی ہوشیاری سے دھوکا دیا۔ اور اس بڑھاپے

کمبخت کو بھی ساتھ لے اڑا۔ حیرت تو اس بات کی ہے۔ کہ یہی کام اس نے بہت عرصہ پہلے کیوں نہ کیا۔ بہر حال امید رکھنی چاہئے۔ میں کسی روز ان سے امریکہ میں ہی جا ملوں گا کیونکہ وہ بھی ضرور وہیں گئے ہیں۔ سبھی لوگ فرار ہو کر امریکہ کو جاتے ہیں۔ کیونکہ وہاں کوئی کسی سے پوچھنے والا نہیں۔ اور روپیہ والا ہو تو کسی جان پہچان کی بھی حاجت نہیں۔ میرے پاس جس قدر روپیہ اب موجود ہے۔ اور جو عنقریب ملنے والا ہے۔ اس کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ چند ہزار پونڈ ضرور ساتھ لے چلوں گا۔ لیکن جانے سے پہلے ابھی دو تین شخصوں سے نپٹنا ضروری ہے۔ ایک تو وہ قابل نفرت مارکھم ہے۔ جو شاید کچھ عرصہ تک یہاں واپس آ جائیگا۔ پھر وہ رئیل سنیک کا معاملہ ہے۔ اور اس ملعون کرنیکی جم کا بھی خیال لگا ہوا ہے جس کی نسبت اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ اس احمق ڈلفورڈ کا مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اس کو معافی دے دی جائے گی۔ خیر انگلستان سے روانہ ہونے سے پیشتر میرے لئے کافی مصروفیتیں ہیں۔ اور روپے کی وصولی اور دشمنوں کو سزا دہی کے معاملہ میں میں کبھی غفلت سے کام نہیں لیتا۔۔۔ لیکن ہائیں! یہ کیا آواز تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس وقت مجھ سے کون ملنے کے لئے آیا ہے۔۔۔"

مردہ فروش نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تمباکو پینے اور خیالات میں پڑے رہنے سے وقت بہت گذر گیا ہے۔ کیونکہ اب تقریباً ایک بجا تھا۔ اتنے میں پھر کسی نے آہستگی سے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھٹکھٹایا۔ ڈنکنز کہنے لگا۔ ضرور کوئی شخص ملنے والا ہے۔ چنانچہ وہ زینے سے اتر کر دروازہ کی طرف گیا۔ جب اس نے اسے کھول کر دیکھا تو باہر ایک عورت نظر آئی۔ جس نے ایک بڑا سا لبادہ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے چہرہ پر سیاہ نقاب کی ہوئی تھی اس طریق سے اوڑھی ہوئی تھی۔ کہ نیچے چھپے ہوئے چہرہ کی ہلکی سی جھلک بھی نظر نہ آتی تھی

لیکن ڈنکنز کی عقابی آنکھ نے فوراً پہچان لیا۔ کہ یہ ضرور کوئی اونچے طبقہ کی عورت ہے۔ کیونکہ چھوٹے چھوٹے نازک ہاتھوں پر نہایت نفیس چرمی دستانے پہنے ہوئے تھے ایک پاؤں جو دہلیز پر رکھا ہوا تھا۔ بہت ہی چھوٹا سا اور نہایت خوشنما تھا۔ اور باوجود اس طرح بھیس بدلنے کے اس عورت میں انداز تحکم اور بلند پایہ ہونے کی جھلک پائی جاتی تھی!

دروازہ کھلنے پر اس نے کسیقدر خوف زدہ اور کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا "کیا یہی مسٹر ٹڈکنز کا مکان ہے؟"

مردہ فروش نے اس قدر شستہ انداز سے جتنا وہ اختیار کر سکتا تھا جواب دیا "میڈم میرا ہی نام ٹڈکنز ہے۔ فرمایئے کیا حکم ہے؟"

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نووارد لیڈی کچھ دیر تک موٹے نقاب کے اندر سے اس کے چہرہ کو غور سے دیکھتی رہی۔ اور اس مختصر جائزہ نے ہی اس کے بدن میں کپکپی پیدا کر دی۔

سچ پوچھو تو ایسا ہونا تعجب خیز نہ تھا۔ کیونکہ اس قدر بھیانک اور خوفناک چہرہ اس سے پیشتر اس نے کاہے کو دیکھا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس نے آواز بھی پہچانی جو وہی تھی جسے وہ ایک بار پہلے سن چکی تھی۔

مردہ فروش یہ دیکھکر کہ وہ مکان میں داخل ہونے سے تامل کرتی ہے۔ بولا "آپ بے تکلف تشریف لایئے۔ مکان میں میرے سوا کوئی دوسرا نہیں۔ اور اگر آپ کسی خاص کام کے لئے تشریف لائے ہیں۔ جیسا کہ یقیناً ہوگا۔ تو اطمینان رکھئے۔ کوئی شخص ہماری گفتگو سننے والا نہیں ہے۔"

ایڈلین ... یہ بات چھپانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ ایڈلین ہی تھی ... ایک منٹ اور متامل رہی۔ پھر اسے یکایک لڈیا کی اذیت دہ حرکات کا خیال آیا۔ اور وہ جی کڑا کرکے اندر داخل ہو گئی۔

لیکن اس کے بعد جب ٹڈکنز نے دروازہ بند کر دیا۔ اور وہ زینہ پر چڑھنے لگی... جب اسے خیال آیا کہ میں اس مکان میں ایک نہایت خوفناک شخص کے ساتھ بالکل تنہا ہوں۔ تو اس کی ٹانگیں لڑکھڑانے لگیں۔ اس مرتبہ اس نے ان ذلتوں اور تکلیفوں کا تصور پھر اپنی آنکھوں کے روبرو پھیرا۔ جو اسے لڈیا ہچنسن کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑتی تھیں اس سے اس کی طاقت بحال ہو گئی۔ اور آخر زینہ پر چڑھ کر وہ اس عقبی کمرہ میں داخل ہوئی جس کیطرف مردہ فروش نے حتی الامکان شائستگی کا لہجہ اختیار کرکے اسے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ اپنے نامعلوم ملاقاتی کے لئے آگ کے قریب ایک کرسی بچھا کر وہ خود بڑے ادب کے ساتھ فاصلہ پر ہو بیٹھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا ایک عزت دار خاتون کے ساتھ اگر

ذرا بھی نامناسب سلوک ہوا تو وہ ضرور خوف زدہ اور مضطرب ہو جائے گی۔

ایک طویل وقفہ کے بعد ایڈلین نے جواب دیا۔ وہ نہایت پریشان تھی کہا "یقیناً تمہیں یہ دیکھ کر تعجب ہوا ہوگا کہ ایک عورت تن تنہا تمہارے مکان پر اس طرح سے آئی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر بولا "مادام اس دنیا کی کوئی بات مجھے حیرت زدہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں نے بڑی بڑی حیرت خیز کارروائیاں دیکھی ہیں۔ اس کے علاوہ اونچے طبقہ کے ساتھ اور خواتین سے مجھے اس سے پہلے بارہا سابقہ پڑ چکا ہے۔ مگر اطمینان فرمائیے۔ نہ میں کسی سے کوئی گستاخانہ سوال پوچھتا ہوں۔ اور نہ کوئی نازیبا کلمہ زبان سے نکالتا ہوں۔ البتہ میرا یہ سوال دخل گستاخی نہ سمجھا جائے۔ وہ یہ اتنا ضرور پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں جو آپ کو درپیش ہے۔ میری خدمات حاصل کرنے کا خیال آپکو کس طرح آیا؟"

ایڈلین بولی "میں سردست اس بارہ میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔" پھر ایک لمحہ بعد اس نے کہا "کیا یہ بتانا کافی نہ ہوگا۔ کہ تمہارا پتہ مجھے اونچے طبقہ کے ان اشخاص میں سے ایک کے ذریعہ معلوم ہوا تھا۔ جن کا تم نے ابھی ذکر کیا ہے؟"

ڈاکٹر کہنے لگا "بس مادام اسی قدر کافی ہے۔ اب یہ فرمائیے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

لیڈی ایڈلین رقت سے کہا "مجھے حیرت ہے کہ اپنا مطلب تم سے کس طرح بیان کروں میں تم سے ایک بڑی خدمت ۔۔۔ نہایت خوفناک خدمت لینا چاہتی ہوں۔ گو اس کا معاوضہ بھی نہایت معقول ہوگا۔"

ڈاکٹر کے خوفناک چہرہ پر یہ جان کر کہ اس نئے گاہک کی بدولت غیر معمولی رقم حاصل ہو سکے گی خوشی کی چمک پیدا ہو گئی اور وہ کہنے لگا "آپ بلا تامل فرمائیے۔ یقیناً آپ کوئی ایسی ہی خدمت لینا چاہتی ہیں جس میں آپکو کسی قانون دان سے مدد نہیں مل سکتی۔ کیونکہ اگر معاملہ اندیشۂ قانون طلب ہو سکتا۔ تو آپ ضرور کسی وکیل کے ہاں تشریف لے جاتیں اس سے ثابت ہوا کہ آپ جو کچھ چاہتی ہیں۔ وہ خلاف قانون ہے اور ہر ایک کام جو خلاف قانون ہو اس میں مدد دینے کو میں حاضر ہوں۔"

"لیکن کیا تم ایک ایسے فعل پر آمادہ ہو جس کا اگر سراغ چل گیا۔۔۔ نہیں نہیں

میں اسے بیان نہیں کر سکتی ۔ ۔ ۔ میں جاتی ہوں مجھے یہاں آنا ہی نہ چاہئے تھا ۔ ۔ ۔"

ایڈلین کے دل میں یکایک خوف اور پشیمانی کا انتہائی احساس پیدا ہو گیا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر ٹڈ کنز بولا "میڈم اس اضطراب کو رفع کیجئے ۔ اگر آپ تشریف لے جانا ہی چاہتی ہیں تو میں ہرگز آپ کو روک نہیں سکتا۔ لیکن اگر آپ کو کسی بھی طریقہ پر کسی بھی معاملہ میں میری خدمت کی ضرورت ہو تو بلا تکلف کہہ ڈالئے میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ میں سچ عرض کرتا ہوں کہ میں ہر ممکن کام میں مدد دینے کو تیار رہتا ہوں۔ میں آپ کو ناراض کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ اپنے متعلق اعتماد پیدا کرنے کی خاطر اور یہ جتلانے کی غرض سے کہ اور لوگ ۔ ۔ مرد اور عورتیں ۔ ۔ ۔ امیر و غریب مجھ سے کیسی کیسی خدمات لیتے ہیں۔ میں اپنے کاموں کی کچھ تفصیل عرض کئے دیتا ہوں۔ فرض کیجئے کسی خاتون نے روپیہ جوئے میں ہار کر اس کا قرض ادا کرنے کے لئے اپنے جواہرات گرو رکھے یا فروخت کر دیئے ہیں اور اس معاملہ کو چھپانے کے لئے وہ مکان میں نقب زنی کی بناوٹی واردات کرانا چاہتی ہے۔ اس صورت میں میں وہ شخص ہوں کہ رات کو اس کمرہ کا دروازہ توڑ کر جہاں پر جواہرات ہونے چاہئیں۔ چند ایک چیزیں اٹھا لے جاؤں گا اور گھر والے سمجھیں گے۔ کہ چور جواہرات کا ڈبہ اٹھا لے گئے۔ پھر اگر کسی تاجر کا دیوالہ نکلنے کو ہو اور وہ اپنا مال کسی محفوظ مکان پر رکھوانا چاہے۔ جہاں وہ کچھ عرصہ بعد اس پر قبضہ کر سکے۔ تو میں راتوں رات اس کام کو سرانجام دے کر ایسی صورت پیدا کر دیتا ہوں کہ لوگ سمجھیں۔ چور مال کو لوٹ کر لے گئے ہیں۔ یا فرض کرو کسی شخص نے اپنے مکان اور اسباب کا بیمہ کرایا ہو۔ اور اسے روپیہ کی ضرورت ہو تو میں اسے دیہات میں بھیجکر اس کی عدم موجودگی میں مکان اور اسباب کو خاک سیاہ کرا دیتا ہوں۔ کسی کو خواب میں بھی اس کا خیال نہیں ہو سکتا کہ شخص مذکور کا اس معاملہ میں کچھ دخل تھا۔ میرا طریق عمل ایسا مکمل ہے کہ سب لوگ اسے حادثہ ہی سمجھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی خاتون کو اپنے بدمزاج شوہر سے نجات حاصل کرنا مطلوب ہو۔ ۔ ۔ یا وہ کسی ناجائز بچہ کو ٹھکانے لگانا چاہے ۔ ۔ ۔ یا اس کا عاشق جابر ہو ۔ ۔ ۔ یا رقیب کامیاب ہو یا وہ ۔ ۔ ۔"

"یا وہ کسی دشمن سے نجات حاصل کرنا چاہے" لیڈی ریونسورتھ نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اس عرصہ میں جبکہ ٹڈ کنز اپنے کارناموں کی تفصیل بیان کر رہا تھا۔ اس

نے اپنے خیالات کو زیادہ مجتمع کر لیا تھا۔

"ہاں میڈم یا وہ کسی دشمن سے نجات حاصل کرنا چاہے" اس نے اس جملہ کو دہرا کر کہا "میرے لیے بات ایک ہی ہے۔ کیونکہ" اس نے آواز ہلکر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "میرے پاس اس قسم کا انتظام موجود ہے کہ میں اس شخص کو اس وقت تک قید رکھوں کہ وہ دیوانہ ہو جائے اور اس کے بعد اسے کسی پاگل خانے میں بھجوا دیا جائے یا اگر ضرورت ہو تو اس کا فیصلہ اس سے بھی مختصر طریق پر کیا جا سکتا ہے" یہ آخری الفاظ اس نے پر معنی انداز سے کہے۔

ایڈلین نے اس فقرہ سے حوصلہ پا کر کہا "اچھا تو تمہارے پاس لوگوں کو قید میں رکھنے یا رفتہ رفتہ ہلاک کرنے کا طریقہ بھی ہے۔ گویا اس طرح انتہائی صورت اختیار کرنے پر مجبور نہیں ہونا پڑتا"

اس نے پرسکون انداز سے جواب دیا "جی ہاں یہ بھی ہے"

اس موقعہ پر ایڈلین کے دل میں یکایک اس بارہ میں کچھ شبہ سا پیدا ہو گیا کہ یہ شخص غالباً مجھے پہچانتا ہے اور اس لئے یوں آزادی سے گفتگو کر رہا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اس نے اضطراب کی حالت میں پوچھا "کیا بات ہے کہ تم مجھ سے یوں بے روک گفتگو کر رہے ہو اور مجھ پر راز کی ساری باتیں ظاہر کرنے میں تمہیں تامل نہیں ہوتا۔ حالانکہ میں تمہارے لئے بالکل اجنبی ہوں . . . ."

"میڈم آپ بجا فرماتی ہیں اور اگر آپ چاہیں تو ہماری اس اجنبیت کا سلسلہ اسی طرح آئندہ بھی قائم رہ سکتا ہے" ڈاکٹر نے اس کے الفاظ کا حقیقی مطلب سمجھ کر کہا "آپ فرمائیے۔ مجھ سے کیا خدمت لینا چاہتی ہیں۔ میرا حق الخدمت ادا کر دیجئے۔ اور اس کے بعد میں آپ سے کوئی سوال نہ پوچھوں گا۔ اگر آپ کو یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ میں بڑا ہی غیر محتاط آدمی ہوں کہ آپ کو یہ سارے حالات بتا رہا ہوں۔ تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا آپ کو ہرگز خیال نہیں کرنا چاہیے۔ آپ پولیس کی طرف سے جاسوسی کرنے آئی ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ پولیس آپ جیسی عالی مرتبہ خاتون کو مجھ ایسے شخص کی گرفتاری کے لئے کبھی نہیں بھیجا کرتی۔ میں اطمینان فرمائیے کہ مجھے پورا یقین ہے۔ آپ کسی خاص کام ہی کے لئے تشریف لائی ہیں۔ آپ کے لفظوں اور آپ کے اطوار سے یہ بات ثابت

ہو رہی ہے۔ اس لئے اب مجھے ویسے ہی صاف لفظوں میں جن سے میں نے کام لیا ہے یہ بتلایئے کیا آپ کا کوئی خاص دشمن ہے۔ جسے آپ راستہ سے ہٹوانا چاہتی ہیں۔ یا۔۔۔؟"

مردہ فروش کی گفتگو سے ایڈلین کا بڑی حد تک اطمینان ہو گیا تھا وہ بولی "ہاں ہے اور وہ دشمن ایک عورت ہے"

ٹڈکنز کہنے لگا "حضور کی ذات کو مستثنیٰ قرار دیکر میں کہہ سکتا ہوں کہ عورت کی دشمنی مرد سے بھی بُری ہے۔ بلاشبہ آپ یہ چاہتی ہیں آپ کے اس دشمن کو کسی طریقہ پر آپ کے راستہ سے ہٹا دیا جائے"

"بس میرا یہی مطلب ہے" ایڈلین نے دبی ہوئی اور گلوگیر آواز میں جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ الفاظ اس کی زبان سے بدقت ادا ہوئے۔

مردہ فروش نے پرمعنی انداز سے کہا "میڈم اس کام کو کرنے کے دو ہی طریقے ہیں۔ یا تو یہ کہ آپ کے دشمن کو زیر حراست رکھا جائے۔ یا یہ۔۔۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھتی ہوں" لیڈی ربوسنورتھ نے جلدی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "مگر حیران ہوں۔ ان میں سے کونسا طریقہ اختیار کیا جائے۔ میں خود اس معاملہ کی نسبت کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ میں انتہائی طریقہ اختیار کرنے سے ڈرتی ہوں۔ مگر اس کے ساتھ ہی۔۔۔"

"اس کے ساتھ ہی جو شخص مرجائے وہ کسی واقعہ کو ظاہر نہیں کر سکتا" مردہ فروش نے دبی زبان سے اطمینان دہ لہجہ میں کہا۔

ایڈلین ان لفظوں کو سنکر کانپ اٹھی۔ مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ کرسی پر پیچھے کی طرف جھک گئی اور موجودہ حالت کے تمام خطرات پر اپنے دل میں غور کرنا شروع کیا۔

وہ لڈیا ہچنسن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ یہ بھی اس کی خواہش تھی کہ کام ایسے پراسرار طریقہ پر ہو کہ بعد ازاں میری اپنی ہستی اس شخص کے رحم پر نہ ہو جائے جس سے مجھے اس کام میں مدد لینا ہے۔ درحقیقت ٹڈکنز کے پاس آنے سے پیشتر اس نے اس بارہ میں ایک خاص تجویز سوچ بھی لی تھی اور رات بھر اس خوفناک سکیم پر غور کرتی رہی اور اس نے اسے ایسی خوش اسلوبی سے پختہ کر لیا کہ اس پر عمل کر کے لڈیا کو آسانی ٹھکانے لگا یا یعنی قتل کرایا جا سکتا تھا اور اس کے باوجود وہ ٹڈکنز کو اس بارہ میں

لاعلمی کی حالت میں رکھ سکتی تھی۔ کہ اس نے کیسے قتل کیا ... کہاں اس فعل کا ارتکاب ہوا اور کون اس قتل کا ذریعہ بنا۔ چنانچہ وہ اچھی طرح سمجھتی تھی۔ کہ اس طریق پر جرم کا سراغ بالکل مٹ جائے گا۔ اور میرے متعلق کسی کو مطلق شبہ نہ ہو سکے گا۔ ان حالات میں جب مردہ فرنسس نے قید کی تجویز پیش کی۔ تو اسے اپنی سکیم میں بہت کچھ خلل آنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ لڈیا کو زیر حراست رکھوایا جاتا۔ تو ڈنکنز کو دونوں باتیں معلوم ہو جاتیں یعنی یہ کہ قید میں رہنے والی اور اسے رکھوانے والی کون ہے۔ اس طرح ممکن تھا۔ کبھی کہ کی مرتبہ اس راز کے افشا یا لڈیا کے فرار کا پیش آ جاتا۔ پھر یہ بھی اندیشہ لگا ہوا تھا کہ ایسا کرنے سے میری ذات اس خوفناک شخص کے رحم پر ہو گی جو ممکن ہے اپنے مطالبات سے ہر وقت بلیک میل زدہ کرتا رہے۔ اس کے ساتھ ہی اس بات کا کھٹکا لگا رہے گا کہ نہ جانے کب لڈیا رشوت یا کسی اتفاق حادثہ کی بدولت رہا ہو جائے اور اس سے پہلے ہی لڈیا کی رازداری نے اسے جو تکلیفیں پہنچائی تھیں۔ انہیں پیش نظر رکھا وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب میں ایک اور اس سے بھی زیادہ خوفناک شخص کو راز دار بنا کر اپنے آپ کو اس کے رحم پر چھوڑ دوں۔

اس نے ان تمام باتوں پر اس سے بہت کم عرصہ میں غور کر لیا۔ جتنا میں ان کی تحریر میں صرف ہوا ہے لیکن جبکہ وہ ان خوفناک خیالات کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی ڈنکنز جو کسی صدمہ سمجھتا تھا۔ اس کے ذہن میں کیا کیا خیالات گذر رہے ہیں چپ چاپ اس بات کا منتظر رہا کہ بحالت یا موت ان دو میں سے کس کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر کسی طرح اس کی نگاہ اس سیاہ نقاب کی تہ کے اندر داخل ہو سکتی۔ تو وہ دیکھتا کہ اس حسینہ کے چہرہ پر اُن خوفناک خیالات کی وجہ سے جو اس کے ذہن میں گذر رہے تھے۔ کیسی بھیانک زردی چھائی ہوئی ہے لیکن ملاقات کے دوران میں اسے اس کا چہرہ دیکھنے کا موقعہ بالکل ہی نہ ملا۔

بہت دیر سوچنے کے بعد آخر ایڈلین نے دبی زبان میں کپکپاتے ہوئے کہا "مسٹر ڈنکنز معاملہ اس قدر صاف تہا تک پہنچ چکا ہے کہ آخری علاج کے سوا کوئی چارہ نہیں اگر تم ساری تفصیلات سے واقف ہو۔ تو یقیناً تم بھی اسی نتیجہ تک پہنچو۔ وہ میں سے ایک بات ہونی ضروری ہے۔ یا تو میرے دشمن کی زندگی کا خاتمہ ہو۔ یا میں خود کشی کر لوں ..."

تو پھر آپ کے دشمن ہی کی زندگی کا خاتمہ کیوں نہ ہو" مردہ فروش نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا۔

رحم کے آخری احساسات روندنے کی کوشش کرتے ہوئے ایڈلین نے کہا "بس تو یہی ہے" پھر اس نے اپنے لبادہ کے اندر سے ایک بھاری تھیلی نکال کر میز پر ڈال دی جس کے اندر بھری ہوئی طلائی مہروں کی چھنکار مردہ فروش کے کان کو نہایت خوشگوار معلوم ہوئی۔ تھیلے پر ہاتھ رکھ کر وہ بولی "اس تھیلی میں ایک سو پونڈ ہیں۔ یہ اس کام کا بیعانہ ہے۔ تمہارا باقی حق خدمت اس وقت ادا کیا جائے گا۔ جب تم میری اپنی مرضی کے مطابق اس سارے کام کو سرانجام دے چکو گے"۔

مردہ فروش کی تیز آنکھیں گچھے دار بھوؤں کے نیچے خوشی سے چمکنے لگیں اور وہ بولا "اتنا تو بہت اچھی ہے مگر اب آپ ساری کیفیت بیان فرمائیے۔ میں ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہوں"۔

ایڈلین نے اپنے دل پر جبر سے کام لے کر سکون کے ساتھ بیان کیا "میری تجویز یہ ہے کہ رات کو وقت اور جائے معینہ پر جس کا ذکر میں عنقریب تم سے کرونگی۔ تم مجھ سے ملو میرے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر تمہیں چند میل کے فاصلہ پر جانا ہوگا۔ جب تک میں چاہوں تمہیں اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے رکھنی پڑے گی۔ پھر جب تم اس فعل کو سرانجام دے چکو تو ان سو پونڈ کے علاوہ جو اب تمہارے سامنے رکھے ہوئے ہیں۔ دو سو پونڈ اور دیئے جائیں گے اور تمہیں دوبارہ پٹی بندھوا کر میرے ساتھ اس مقام تک جہاں میں تمہیں چھوڑنا چاہوں واپس آنا پڑے گا۔ بتاؤ یہ شرطیں منظور ہیں؟"

"مجھے ان کے ماننے میں ذرا بھی عذر نہیں" ٹاڈ کنز نے اس آسانی کے ساتھ اپنی ناپاک دولت کی مقدار بڑھانے کا موقع پیش آتا دیکھ کر خوشی سے کہا "فرمائیے میں آپ سے کس جگہ مل سکتا ہوں؟"

ایڈلین بولی "آج رات نو بجے ایجویر روڈ اور آکسفورڈ سٹریٹ کی نکڑ پر"۔

مردہ فروش نے کہا "میں ضرور وہاں حاضر ہو جاؤں گا"۔

اس کے بعد لیڈی ریونسورتھ رخصت ہو گئی۔

غروب آفتاب کے بعد جب تاریکی پھیلنی شروع ہوئی تو ٹاڈ کنز نے کچھ سامان خوراک

ایک ٹوکرے میں رکہا اور اُسے اٹھا کر اُس تہ خانہ میں داخل ہوا جہاں بدنصیب بوڑھی و لالہ قید تہی اسے میز پر رکھتے ہوئے اُس نے پوچھا "کہو کس حال میں ہو۔ تمہارا کام ابھی کس منزل میں ہے؟"

بڑھیا نے جواب دیا "افسوس مجھ سے تو ابھی یہ کام نصف بہی ختم نہیں ہوا۔ خیالات منتشر ہیں۔ ہاتھ کانپتا ہے اور نظر بھی کمزور ہے۔"

مردہ فروش بولا "اس صورت میں تمہیں ابھی چند گھنٹے اور اس تہ خانہ میں رہنا ہوگا لیکن خیر اس ٹوکرے میں تمہارے لئے سامان خوراک رکہا ہے۔ اب میں تم سے کل صبح یا کل رات ہی کو ملونگا۔ تم کھا پی کر اطمینان کے ساتھ اپنا کام کئے جاؤ۔ اور اگر تم نے کیتھرائن کی ولدیت کے تحریری ثبوتوں اور تمام حالات کو صحت کے ساتھ قلم بند کرنے کے متعلق اپنے وعدہ کو ایفا کیا۔ تو میں بہی مقررہ انعام دینے میں کوتاہی نہ کرونگا۔"

بڑھیا نے جواب دیا "نہیں میں تمہیں ہرگز دہوکا نہ دونگی۔ میں خود جس قدر جلد ممکن ہو اس خوفناک مکان سے نکلنا چاہتی ہوں۔"

ٹڈکنز کہنے لگا "یقین ہے کہ تم یہاں سے کل رات جا سکو گی۔ مگر اس کا سارا دارومدار تمہیں پر ہے۔"

اس کے بعد مردہ فروش نے باہر نکل کر دروازہ بند کر دیا اور اسے مقفل کر کے اپنے کمرہ میں پہنچ گیا۔ پہر جب کہ وہ نقاب پوش لیڈی سے ملنے کے لئے مقام مقررہ تک جانے سے پہلے اپنے لباس میں چند مختصر تبدیلیاں کر رہا تھا۔ وہ اپنے دل میں سوچنے لگا "جی میں آتی ہے بفر کو اس کام پر لگاؤں کہ میرے اور اس لیڈی کے پیچھے جا کر معلوم کرے۔ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ مگر دقت یہ ہے کہ ہم چونکہ گاڑی پر سوار ہوں گے۔ اس لئے بفر پیدل ہمارے پیچھے نہ جا سکے گا۔ اور اگر وہ بھی گاڑی پر سوار ہو کر گیا۔ تو ضرور ہے کہ اس لیڈی کو وہ گاڑی نظر آ جائے۔ اور اس کے دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو۔ اس صورت میں اندیشہ ہے وہ اس کام ہی سے دست بردار نہ ہو جائے اور میرے ہاتھ سے دو سو پونڈ نکل جائیں۔ نہیں یہ تجویز ٹھیک نہیں۔ مجھے اس بارہ میں سراغ حاصل کرنے کے لئے حالات ہی کا منتظر رہنا چاہئے۔ گو میں یہ جاننے کے لئے سخت بے چین ہوں کہ وہ کون ہے اور مجھے کہاں لے جانا چاہتی ہے۔"

ان معاملات پر غور کرتے ہوئے لباس کی تبدیلیوں سے فارغ ہو کر مردہ فروش نے اپنے آپ کو ایک خنجر اور ایک جوڑی پستول سے مسلح کیا۔ لبادہ اوڑھا۔ اور اپنی ٹوپی پیشانی پر اس قدر جھکا کر جس سے اس کی خوفناک صورت کسی حد تک چھپ گئی۔ وہ مکان سے باہر نکلا۔

نو بجنے میں پانچ منٹ باقی تھے۔ کہ انتھنی ٹڈکنز آکسفورڈ سٹریٹ اور ایجویر روڈ کی نکڑ پر پہنچا۔ آخر الذکر سڑک پر چند گز کے فاصلہ سے ایک گاڑی منتظر کھڑی تھی۔ اور چونکہ کوچبان بظاہر کوئی سواری حاصل کرنے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ اس لئے مردہ فروش کو خیال پیدا ہوا۔ کہ غالباً وہی خاتون اس میں سوار ہے۔ اور میرا انتظار کر رہی ہے۔ چنانچہ وہ اس کی کھڑکی کے قریب پہنچا۔ اور ایک دوکان میں جلتے ہوئے گیس لمپ کی روشنی میں اس نے دیکھا۔ کہ اس کے اندر وہی نقاب پوش لیڈی بیٹھی ہے۔ مردہ فروش کو دیکھکر اس کے کسی قدر چھپے ہوئے چہرہ کو نہ پہچاننے کے باعث اس نے پوچھا۔ "کہئیے ہو؟"

"ہاں میڈم" کہکر اس نے پائدان پر پاؤں رکھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے ہوئے گاڑیبان سے کہنے لگا۔ "چلاؤ"

گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔ بظاہر گاڑی بان کو پہلے سے اس بارہ میں ہدایات دی جا چکی تھیں۔ کہ اسے کس طرف کو چلنا چاہئے۔ تھوڑی دور چل کر لیڈی نے کہا۔ "کھڑکی کی جھلمل بند کر دو"۔ ٹڈکنز نے ایسا ہی کیا۔ اور اس کے بعد ایڈیلین کہنے لگی "کہئیں وہ وعدہ یاد ہوگا۔ جو تم نے آنکھوں پر پٹی بندھوانے کے متعلق کیا تھا؟"

"میڈم مجھے ہر ایک لفظ جو ہمارے درمیان گذرا۔ پورے طور سے یاد ہے"

گاڑی میں داخل ہوتے وقت مردہ فروش نے ٹوپی اتار لی تھی ایڈیلین نے ایک بہت بڑا بھورے رنگ کا ریشمی رومال جو ٹوپی کی طرح بنا ہوا تھا۔ اور جس کے ساتھ دو لمبے بندھے ہوئے تھے۔ اس کے سر پر پہنا دیا۔ اور دونوں کو اس کی گردن میں کس دیا۔ مگر اتنے نہ کسے کہ اسے سانس لینے میں تکلیف ہو۔ پھر کہنے لگی "مجھے افسوس ہے۔ کہ میری خاطر سے تمہیں یہ تکلیف پہنچ رہی ہے" گو یہ الفاظ کہتے ہوئے اسے اس بات کا سخت رنج ہوا۔ کہ مجھے ایک ایسے شخص کے ساتھ جو پیشہ ور

قاتل ہے۔ یوں مصالحانہ گفتگو کرنے پر مجبور ہونا پڑا ہے۔

تیسڈم اس کا ذکر نہ کیجئے۔ کاروبار میں ایسا ہوا ہی کرتا ہے۔"

اس کے بعد دونوں میں خاموشی رہی۔ مردہ فروش چولندن کی پیچ گلیوں اور بازاروں سے پورے طور پر واقف تھا۔ اپنے ذہن میں یہ تحقیق کرنے کی بہت کوشش کرتا رہا۔ کہ گاڑی کس طرف کو چل رہی ہے۔ اور کچھ عرصہ تک وہ اس کوشش میں کامیاب بھی ہوا۔ لیکن گاڑی نے اتنے چکر کاٹے۔ کہ تھوڑی دیر بعد ساری تفصیل اس کے ذہن سے نکل گئی۔ ناچار وہ اس سعی لاحاصل سے دست بردار ہو گیا۔ اور جی میں کہنے لگا۔ "لیکن ہے کوئی آئندہ واقعہ مجھے اس بارہ میں صحیح واقفیت بہم کر سکے۔ سر دست تو سارا معاملہ کسی گہرے راز میں مخفی معلوم ہوتا ہے"۔

اس کے سامنے بیٹھی ہوئی ایڈلین طرح طرح کے جذبات کا شکار بنی ہوئی تھی۔ اب جبکہ اس کی تجویز عملی صورت میں اس حد تک پہنچ چکی۔ تو اس کا ذہنی اضطراب دم بدم بڑھنے لگا۔ اس نے اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرنے کی غرض سے بارہا یہ دلیل سوچی کہ قاتل بہر حال میں نہیں ہوں۔ کیونکہ مجھے قتل میں حصہ نہیں لینا ہے۔ اس نے یہ بھی سوچا کہ اگر میرا ضمیر مجھے قاتل قرار دے۔ تو بھی میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتی ہوں۔ کیونکہ ایک سنگدل دشمن سے رہائی پانے کے لئے ہر قسم کی کوشش جائز ہے۔ لیکن باوجود ان دلیلوں کے اس جرم کی اہمیت جس کا ارتکاب عنقریب ہونے والا تھا۔ لحظہ بہ لحظہ اس کی نظروں میں بڑھتی ہی گئی۔ اس طویل سفر کے دوران میں بارہا اس کے جی میں آئی۔ کہ اپنے ساتھی سے کہہ دوں۔ میں اس معاملہ سے دست بردار ہوتی ہوں۔ لیکن پھر جب لڈیا کے مظالم اور انتقام کی زبردست خواہش کا خیال آتا۔ تو وہ اس ارادہ کو فوراً ہی ترک کر دیتی۔

اس طرح قریباً پون گھنٹہ چل کر گاڑی یکایک ٹھہر گئی۔ ایڈلین نے یہ دیکھکر بے تکلفی میں اپنے ساتھی سے کہا "اب تم ٹوپی پہن لو۔ کالر کو اونچا اٹھا لو۔ اور سر جھکا کر نیچے اترو"

مردہ فروش اس کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا۔ کچھ ان احتیاطوں سے اور کچھ رات کی تاریکی کے باعث اس کام میں یہاں تک مدد ملی۔ کہ جب گاڑی بان نے دروازہ کھولا

تو اسے بالکل معلوم نہ ہو سکا۔ کہ ٹڈ کنز کے چہرہ پر پورے رنگ کی ریشمی نقاب چڑھی ہوئی ہے۔

چلتے وقت گاڑی بان سے مخاطب ہو کر ایڈلین نے کہا "تم نے ہمارا واپسی کا منتظر رہنا۔ شاید ہمیں دو تین گھنٹے لگ جائیں۔ لیکن بہر حال تم ہمیں نہ چھوڑنا" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سونے کا سکہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور اس کے بعد ٹڈ کنز کو بازو سے پکڑ کر وہ جلد جلد چلنے لگی۔ مردہ فروش کی آنکھیں بند تھیں۔ مگر پاؤں جس زمین پر اٹھ رہے تھے۔ اس کی نرمی سے اس نے معلوم کر لیا۔ کہ ہم شاہراہ کو چھوڑ کر چل رہے ہیں۔ اس طرح نصف گھنٹہ چلنے کے بعد دونوں اس باغ تک پہنچے جو یوسورتھ ہال کے باغ کے گرد بنی ہوئی تھی۔ ایڈلین نے ایک کنجی نکال کر پھاٹک کھولا۔ اور اپنے ساتھی کو لیکر ایک چور دروازہ کے راستے جو محل کے اصطبل کے جنوب میں واقع تھا۔ اندر داخل ہوئی دروازہ کو اندر سے بند کر کے وہ مردہ فروش کو ساتھ لئے زینہ پر چڑھنے لگی۔ اور آخر اسکے ساتھ اپنے کمرہ میں پہنچ گئی۔ یہاں پر اس نے اسے ایک کرسی پر بٹھا دیا اور نقاب اس کی آنکھوں سے اتار لی۔ لیکن کمرہ میں چونکہ تاریکی تھی۔ اس لئے مردہ فروش کو کچھ نظر نہ آیا

ایڈلین آواز دبا کر کہنے لگی "میرا دشمن تھوڑی دیر میں یہاں آئے گا ممکن ہے وہ فوراً ہی آ جائے۔ یا گھنٹہ بھر بعد آئے۔ بہر حال اس کا آنا یقینی ہے۔ میں تمہیں ایک پردہ کے پیچھے چھپائے دیتی ہوں۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ کوئی اور شخص کمرہ میں داخل ہو کر غلطی کا شکار بنے۔ یاد رکھو کہ جب وہ عورت جو میری دشمن ہے۔ کمرہ میں داخل ہو اور تم میرے دروازہ بند کرنے کی آہٹ سنو۔ پھر جب میری زبان سے "بدبخت" کا لفظ تمہیں سنائی دے۔ تو لپک کر فوراً ہی اسے گردن سے پکڑ لینا۔ اور گلا گھونٹ کر اسے جان سے مار دینا۔ بتاؤ تم اس کے لئے تیار ہو؟ خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرنا چاہئے"

ٹڈ کنز بولا "میڈم اطمینان رکھو۔ وہ عورت خواہ کوئی ہو۔ جب ایک بار میری آہنی انگلیوں نے اس کی گردن کو پکڑ لیا۔ پھر اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکلے گی"

اس پختہ وعدہ کے بعد ایڈلین نے اسے اپنے بستر کے نیچے چھپا لیا۔ اور خود دروازہ کے قریب کھڑی ہو گئی۔ کم و بیش بیس منٹ تک شدید انتظار کا عالم رہا۔ بیس منٹ کا یہ خفیف وقفہ ایڈلین کے لئے نہایت خوفناک اور بیس سال کے برابر طویل ثابت ہو رہا تھا

اگرچہ مردہ فروش کو اس کی ذرا بھی پروا نہ تھی۔ کیونکہ اس کا ضمیر اس قدر سخت ہو چکا تھا کہ اسے اس تازہ واقعہ کی نسبت جو عنقریب پیش آنے والا تھا۔ ذرا بھی تشویش نہ تھی۔ اسے محض اس رقم کا خیال تھا۔ جو اس فعل کی بدولت حاصل کی جانی تھی

مگر ایڈیلین کی کچھ نہ پوچھو۔ اس کے خیالات انتہا درجہ خوفناک تھے۔ اسے اس بارہ میں کوئی اندیشہ نہ تھا۔ کہ کہیں یہ خوفناک سازش ناکام رہے اور لوگوں پر سارا راز فاش ہو جائے۔ کیونکہ اس نے اپنی منصوبہ کو ایسی پختگی سے تیار کیا تھا کہ اس قسم کا واقعہ پیش آ ہی نہ سکتا تھا۔ خوف صرف اس کی انتہائی اہمیت کے متعلق لگا ہوا تھا جس کی اس نے اس قدر غور و خوض سے تیاری کی تھی۔ اور جس کا پایہ تکمیل کو پہنچنا اب تھوڑی دیر کی بات تھا۔

ہم نے بیان کیا ہے۔ کہ اس طرح پر بیس منٹ کا عرصہ گذر گیا۔ لیکن نہیں یہ عرصہ ایڈیلین کو اس وقت اپنی ذہنی اذیت کی وجہ سے بیس سال ... بیس ہزار سال سے بھی زیادہ طویل معلوم ہوا۔

آخر کار برآمدہ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ اور اس کے بعد رفتہ رفتہ یہ آواز قریب تر آتی گئی۔

اوہ! اس وقت لیڈی ریولسٹوک کے دل پر کیا حالت گذر رہی تھی۔ ہر چند کہ معاملہ اب انتہائی صورت تک پہنچ چکا تھا۔ تاہم اس وقت بھی کئی بار اس کے جی میں آئی۔ کہ آگے بڑھ کر اپنے ساتھی سے کہہ دوں۔ جانے دو اس کی جان لینا ٹھیک نہیں ہے

لیکن فوراً ہی کوئی شیطانی ہستی اس کے کان میں کہہ دیتی تھی۔ یہی تو انتقام کا وقت ہے اور اس آواز سے مسحور ہو کر وہ اپنی جگہ پر رک جاتی۔ اس کے اندر بارہا نیک خیالات نے اپنی آواز بلند کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ ہر بار اسے دبا دیتی رہی۔ آخر جی کڑا کر کے اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا۔ کہ میں اپنے انتقام میں پورے طور سے بے رحم اور سنگدل ثابت ہونگی۔

جس شخص کے قدموں کی چاپ اسے قریب تر آتی سنائی دے رہی تھی۔ اس کے متعلق اسے یقین تھا۔ کہ یہ لڈیا ہی ہے کیونکہ وہ کسی دوسری خادمہ کو بس چلتے اپنی مالکہ

کے کمرہ میں داخل نہ ہونے دیتی تھی۔ اس کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ لڈیا محض ظاہرداری کی خاطر اپنی مالکہ کے پاس جاتی تھی۔ ورنہ اپنے جی سے وہ کام جسے سرانجام دینا اس کا فرض تھا۔ ہرگز نہ کرتی تھی۔ کیونکہ یہ سب اس نے ایڈلین کے ذمہ ڈال رکھا تھا۔

اتنے میں کسی نے دروازہ پر ہاتھ رکھا۔ کواڑ کھلے۔ اور لڈیا شمع ہاتھ میں لئے کمرہ کے اندر داخل ہوئی۔ ایڈلین نے جو اس موقعہ کی تاک میں تھی۔ جھٹ دروازہ بند کر دیا۔ اور چلا کر کہنے لگی "بدبخت لے تیرا آخری وقت آگیا" یہ الفاظ سنکر لڈیا چونکی۔ اور گھبراہٹ کی حالت میں شمع اس کے ہاتھ سے فرش زمین پر گر پڑی۔ اس کے ساتھ ہی مردہ فروش پردہ کے پیچھے اپنی کمین گاہ سے شیر کی طرح جست کر کے نکلا۔ اور طرفۃ العین میں اس نے بدنصیب عورت کی گردن اپنی زبردست گرفت میں لے لی۔ اور اسے اس آسانی کیساتھ گویا وہ چھوٹا سا بچہ ہو۔ فرش زمین پر گرا لیا۔

شمع گل ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ خوفناک فعل تاریکی میں تکمیل کو پہنچا۔ ایڈلین کو جو اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اس خوفناک عمل کو دیکھ رہی تھی صحیح لفظوں میں محسوس کر رہی تھی صرف ایک ہلکی سی غرغراہٹ کی آواز سنائی دی۔ ایسی جو کسی شخص کے دم بند ہونے کے وقت نکلا کرتی ہے۔ اور اس کے بعد بدنصیب عورت کے بدن کی تشنجی حرکات نے اس پر واضح کر دیا۔ کہ کام تمام ہو چکا

نہایت کمزور اور افسردہ دل اور اس حالت میں کہ دماغ کو چکر آ رہے تھے۔ اور آنکھوں کے سامنے چھوٹی چھوٹی روشن چنگاریاں اڑتی دکھائی دیتی تھیں۔ لیڈی ریولسٹوک سہارے کے لئے دروازہ کے ساتھ پشت لگا کر کھڑی رہی۔ اسی طرح دو منٹ کا عرصہ گذر گیا۔ آواز لمحہ بہ لمحہ مدھم ہوتی گئی۔ خاموشی میں ایڈلین کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرے اپنے حواس بھی جواب دے جا رہے ہیں۔ اور میں دیوانی ہو چلی ہوں۔ اس نیم بیداری کی حالت سے مردہ فروش کی گلوگیر آواز نے اسے چونکا دیا۔ جو کہہ رہا تھا "لیجئے کام تمام ہو گیا"

اب لیڈی ریولسٹوک کو اپنی خطرناک حالت کا احساس ہوا۔ اور ان تیاریوں کو عمل میں لانے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ جو اس نے ساری تجویز کو مکمل کرنے کے متعلق پہلے سے سوچ رکھی تھیں۔ چنانچہ وہ جلد سے آواز دبا کر کہنے لگی "اب کسی

طرح اس لاش کو ٹھکانے لگانا چاہیے۔ تم اسے اپنی پیٹھ پر اٹھا لو۔ اور میرے ساتھ ساتھ تھوڑی دور جہاں میں تمہیں لے چلتا ہوں چلو۔ لیکن یہ لو اس تھیلی میں ڈھائی سو پونڈ ہیں۔ یعنی جس قدر میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ اس سے بھی پچاس زیادہ۔ اسے سنبھال لو۔"

مردہ فروش نے حریصانہ انداز سے تھیلی لے لی۔ اس کا وزن یہ واضح کرنے کو کافی تھا۔ کہ مجھے کسی قسم کا دھوکہ نہیں دیا گیا۔ جبکہ وہ اپنی اس ناپاک کمائی کو کوٹ کے اندر جیب میں چھپا رہا تھا۔ ایڈلین تاریکی میں راستہ ٹٹولتی اپنے سنگدل ران کی دراز تک پہنچی۔ اور اسے کھول کر جواہرات کا ڈبہ نکال لیا۔ کنجی کو قفل ہی میں لگا ہوا اور دروازہ کو کھلا چھوڑ کر وہ دوبارہ مردہ فروش کے پاس آئی۔ پھر جب اس نے اس کے منہ پر وہی ریشمی ٹوپی پہنانی چاہی۔ تو مردہ فروش نے کسی قسم کا اعتراض نہ کیا۔ کیونکہ جس شخص سے اسے اس قدر وافر روپیہ ملا تھا۔ اس کے لیے وہ ہر قسم کے کام پر بلا حیل و حجت آمادہ ہو سکتا تھا۔ پھر لاش کو اپنی پیٹھ پر اٹھا کر وہ ایڈلین کا ہاتھ پکڑے کمرہ سے باہر نکلا۔ دونوں دبے پاؤں سیڑھیوں سے اترتے ہوئے چور دروازہ کے راستہ عالیشان محل سے باہر نکل گئے۔ ایڈلین جب اصل مرتبہ اپنے رفیق کی معیت میں اس راستہ سے داخل ہوئی۔ تو وہ اس دروازہ کو بند کر کے کنجی قفل ہی میں لگی چھوڑ گئی تھی۔

مکان سے باہر نکل کر وہ مردہ فروش کو لیے دوبارہ کھیتوں کے اوپر سے گذرنے لگی باڑ کا پھاٹک کھلا ہی رہنے دیا۔ اور آخر اس کا ہاتھ پکڑے ایک ایسے مقام پر پہنچی۔ جہاں ایک بہت بڑا اور گہرا تالاب واقع تھا۔ تالاب کے کنارے پتھروں کا ڈھیر تھا یہاں پہنچ کر ایڈلین نے کہا۔ "لاش کو فرش پر ڈال دو۔" مردہ فروش نے ایسا ہی کیا۔ اور خود بھی چپ چاپ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

رات کی تاریکی میں آسمان پر چھائے ہوئے بادلوں میں سے چاند کی ایک ہلکی سی شعاع شب دیدہ کی سیاہی کو چیرتی ہوئی بدنصیب مقتول لڑکی کے زرد چہرہ پر پڑی۔ مگر ایڈلین نے جیٹ اپنی نگاہ دوسری طرف کو پھیر لی۔ اور منہ دوسری طرف کیے جلد جلد اپنے جواہرات کا ڈبہ اور بہت سے بھاری پتھر لاش کے ساتھ باندھ دیے۔ اس مطلب کے لیے وہ اپنے ساتھ ایک مضبوط رسی مکان سے لیتی آئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ

ایڈلین نے اپنی بھیانک سکیم کی ہر ایک تفصیل کو پہلے سے بابت مکمل طریق پر سوچ لیا تھا اور اس موقعہ پر اپنی سلامتی کی خاطر اس نے اپنے قیمتی جواہرات سے دستبردار ہونے میں بھی تامل نہ کیا۔

یہ کام تھوڑی سی دیر میں ہوگیا۔ جس کے بعد ایڈلین نے لاش کو خود دھکا دے کر تالاب میں پھینک دیا۔ لاش کے گرنے سے پانی کی ہموار سطح پر ایک بھنور سا پیدا ہوا۔ پھر اس کے غرق ہونے کی آواز سنائی دی۔ اس کے بعد جب پانی نے اس بدنصیب پر پھر اپنی چادر پھیلا دی۔ تو بالکل خاموشی ہوگئی۔

مردہ فروش تالاب کے کنارے بیٹھا اپنے دل سے کہہ رہا تھا "میں نے بھی دنیا کے بہت رنگ دیکھے ہیں۔ مگر خدا کی قسم اپنی زندگی میں ایسی ہوشیار عورت سے بہت کم واسطہ پڑا تھا۔ اس کی ہوشیاری کی جتنی تعریف کروں کم ہے۔"

یہ الفاظ ہر چند کہ اس نے کسی قدر بلند لہجہ میں کہے تھے۔ مگر وہ ایڈلین کے کانوں تک نہ پہنچے۔ ورنہ ان تعریفی کلمات سے بھی جو ایک مسلمہ بدمعاش ... ایک مردہ فروش ... ایک قاتل نے اس کی نسبت کہے تھے۔ ضرور اس کے دل میں الٹا نفرت کا احساس پیدا ہوتا۔

آخر جب یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا۔ تو ایڈلین زیادہ آزادی سے سانس لیتے ہوئے اپنے ساتھی سے کہنے لگی "اب یہ کام ہو چکا آؤ واپس چلیں۔"

وہ بدستور مردہ فروش کا بازو پکڑے پھر کھیتوں سے گذرنے لگی۔ اس کے نازک پاؤں رات کی شبنم سے بھیگ کر ٹھٹھر گئے تھے۔ تکان کا یہ عالم تھا۔ کہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد گر پڑنے کو جی چاہتا تھا۔ لیکن اس وقت اس عورت میں جو صرف چند منٹوں میں ایک بچہ کی ماں بننے والی تھی۔ کوئی فوق الفطرت طاقت کام کر رہی تھی۔ وہ ان ساری صعوبتوں کو خوشی خوشی برداشت کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ اب مجھے اپنے جانی دشمن سے ہمیشہ کے لئے نجات حاصل ہو چکی۔ اور جو کچھ ہوتا تھا۔ وہ بڑی ہی خوش اسلوبی اور ذمہ داری کے ساتھ پورا ہو گیا۔

جب یہ دونوں گاڑی کے پاس پہنچے۔ تو گاڑی بان خارجی نشست پر لیٹا ہوا سو رہا تھا۔ اس کے اچھی طرح بیدار ہونے سے پیشتر مردہ فروش اس میں سو

اس کے بعد ایڈلین بھی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ اور کہنے لگی "اب تم اسی مقام کو واپس چلو۔ جہاں تم نے میرے رفیق کو سوار کیا تھا"

اب وہ اس شخص کے پہلو بہ پہلو پھر ایک بار اس طویل سفر کو طے کرنے لگی جس کے ہاتھوں ایک خوفناک قتل کی تازہ واردات ہو چکی تھی۔ لیکن سچ پوچھو تو دونوں میں فرق بھی تھوڑا ہی تھا۔ کیونکہ وہ قاتل تھا۔ اور یہ اسے قتل پر اکسانے والی۔ قانون بھی تو دونوں میں بہت کم امتیاز روا رکھتا ہے۔

پون گھنٹہ کے سفر کے بعد پھر گاڑی ایجویر روڈ کی نکڑ پر رکی۔ یہاں پہنچنے سے تھوڑی دیر پہلے ایڈلین نے مردہ فروش کے چہرہ سے ریشمی نقاب ہٹا لی تھی۔ ایڈلین اور اس کا ساتھی دونوں گاڑی سے اترے۔ اور اول الذکر نے گاڑی بان کو کوئی معقول رقم دے کر جس کے بعد اس کے لئے حیل و حجت کا امکان ہی نہ رہا۔ اسے رخصت کر دیا۔ ٹھکرنے گاڑی کا نمبر معلوم کرنے کی بہت کوشش کی لیکن اسے کوئی نظر نہ آیا۔ کیونکہ ہوشیار ایڈلین نے گاڑیان کو کچھ دیر پہلے ہی اکھڑوا دیا تھا۔

رخصت ہوتے وقت ٹھکرنے بولا "میڈم اگر پھر کبھی میری خدمات کی ضرورت ہو یا آپ کسی دوست سے میری سفارش کر سکیں۔۔!"

"ہاں ہاں ضرور" ایڈلین نے دلی نفرت سے قطع کلام کر کے کہا۔

"شب بخیر"

مگر اس کا جواب دئے بغیر ہی وہ تیز تیز قدم سے قدم اٹھاتی ایک طرف کو ہو لی۔

مردہ فروش دل میں سوچنے لگا "اب اس کے پیچھے جانا ہی بے سود ہوگا۔ کیونکہ عورت بڑی ہی چالاک ہے۔ وہ کسی طرح اپنا سراغ نہ چھوڑے گی" چار ان خیالات میں محو رات کے کام سے ہر طرح مطمئن وہ مکان کی طرف لوٹا۔

ادھر ایڈلین اپنے شبستانی محل میں بدستور خفیہ دروازہ کے راستہ اپنے کمرہ تک پہنچ گئی۔ اس نے سارا اہتمام ایسے طریق پر مکمل کیا تھا کہ خادمہ کو جو اس مکان کی نگرانی کیا کرتی تھی۔ ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کا خیال نہ آیا کہ لیڈی رالسٹن تھ دن کو یارات کے وقت تھوڑی دیر کے لئے بھی کہیں باہر نکلی ہے۔

رات کو تین اور چار بجے کے درمیان زور کا پانی برسنے لگا۔ اور آٹھ بجے تک

لگاتار برستا رہا۔ اس سے لیڈی ریونسورتھ کو اطمینان ہو گیا۔ کہ ہال کے نواحی میدان اور کھیتوں سے جن پر سے گذر کر اس نے مقتولہ کی لاش کو تالاب میں ڈلوایا تھا۔ میرے اور انتھنی ٹڈکنز کے قدموں کا نشان بھی مٹ گیا ہوگا۔

کیا تماشا ہے کہ بعض اوقات قدرت بہی نہایت خوفناک جرائم کا سراغ مٹانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے!

چھٹا باب لارڈ ریونسورتھ کا انتقال، دلالہ اور مردہ فروش

دوسرے دن صبح کو لیڈی ریونسورتھ حاضری کی میز سے کچھ کھائے پیئے بغیر اٹھی ہی تہی۔ کہ خادمہ نے کمرہ میں داخل ہو کر عرض کیا "حضور کونٹین گھوڑے پر سوار ہو کر ابھی ابھی ہال سے آیا ہے۔ اور آپ سے فوراً ہی ملنا چاہتا ہے"۔ ایڈلین اس قسم کے واقعہ کے لئے تاتیار نہ تہی لیکن اس نے ظاہر یہ کیا کہ گویا اس کے خیال میں کونٹین لارڈ ریونسورتھ کی بیماری کی کوئی خبر لے کر آیا ہے۔ چنانچہ جب وہ کمرہ میں داخل ہوا۔ تو اس نے آگے بڑھ کر مصنوعی فکر کے لہجہ میں پوچھا "کونٹین تمہارے آقا کی طبیعت تو اچھی ہے؟ کہو تم کس طرح اتنے سویرے آئے ہو؟"

نوکر نے عرض کیا "حضور یوں تو ان کی طبیعت بہی آج زیادہ ناساز ہے لیکن . . ."

"لیکن خطرناک تو نہیں؟" ایڈلین نے اس انداز سے پوچھا گویا وہ گہرے اضطراب کی حالت میں ہے۔

کونٹین بولا "بانو مائی لارڈ کی طبیعت یقیناً آج بہت زیادہ ناساز ہے۔ لیکن اس وقت میں علی الصباح خاص طور پر ان کی بیماری کی خبر ہی لیکر نہیں آیا۔ بلکہ یہ اطلاع دینے کو حاضر ہوا ہوں۔ کہ حضور کی خادمہ لڈیا ہچنسن فرار ہو گئی ہے . . ."

"کیا کہتے ہو! لڈیا فرار ہو گئی!" لیڈی ریونسورتھ نے بناوٹی گھبراہٹ سے پوچھا

"جی ہاں۔ لیکن پہلے میں حضور سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل جب آپ تشریف لائے تو جواہرات کا ڈبہ ساتھ لیتے آئے تھے؟"

"نہیں کونٹین بالکل نہیں۔ میں تو صرف چند گھنٹوں کے لئے . . . زیادہ سے زیادہ

آج صبح تک کے لئے یہاں آئی تھی۔"

نوکر نے کہا "اس صورت میں ہمارے بدترین اندیشے صحیح ثابت ہوئے۔ لڈیا حضور کے جواہرات کا ڈبہ لیکر فرار ہو گئی ہے۔"

"بدبخت ناشکری!" ایڈلین نے سخت غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا "کیا میرے ہاں اس کے ساتھ اچھی طرح سلوک نہ ہوتا تھا؟ کیا میں اس پر کسی طرح کی سختی کرتی تھی؟"

کونٹین بولا "حضور نے تو اسے اتنا سر نہ لگا رکھا تھا کہ باقی نوکروں سے اس کی بن نہ آتی تھی۔"

"لیکن یہ واقعہ کب پیش آیا؟ تمہیں اس کے فرار ہونے کا علم کس طرح ہوا؟" لیڈی ریڈمنسورتھ نے پوچھا۔

خادم نے عرض کیا "حضور اس کے گم ہونے کا آج صبح تک کسی کو علم نہ تھا۔ گو خیال یہ ہے کہ وہ کل شام ہی کو کہیں چلی گئی ہو گی۔ کہتی تھی کہ پہلی نصف شب میں لارڈ ڈفٹیبل کی نگرانی کروں گی۔ لیکن جب وہ وقت مقررہ پر نہ آئی۔ تو یہ سمجھ کر کہ وہ سو گئی ہے۔ یہ کام ایک اور خادمہ کے سپرد کر دیا گیا۔ صبح کو باغبان نے دیکھا۔ تو جنوبی حصہ میں باڑ کا پھاٹک کھلا ہوا اور کنجی قفل میں موجود تھی۔ اس لئے قدرتی طور پر اس کے دل میں شک پیدا ہو گیا اور جب مزید جستجو کی گئی۔ تو محل کے اس حصہ میں جو خفیہ دروازہ ہے۔ اس کی کنجی بھی قفل کے اندر موجود پائی گئی۔ ساس نے اس کی اطلاع اوروں کو دی۔ تحقیقات شروع کی گئی۔ اور کچھ دیر بعد جب ہم چند آدمی حضور کے کمرہ میں پہنچے۔ تو معلوم ہوا۔ میز کی ایک دراز کھلی ہے اور اس میں جواہرات کا ڈبہ موجود نہیں۔ سب نوکروں کو اکٹھا کیا گیا۔ مگر ان میں لڈیا نظر نہ آتی تھی اور بعد ازاں معلوم ہوا کہ وہ رات کے وقت اپنے کمرہ میں سوئی بھی نہیں۔ وہ شمع بھی جسے لیکر لڈیا حضور کے کمرہ میں جایا کرتی تھی۔ آپ ہی کے کمرہ کے وسط میں اس طرح پڑی ہوئی ملی آئی۔ گویا کسی نے اضطراب کی حالت میں اسے جلدی سے گرا دیا ہو۔۔۔"

ایڈلین جی میں خوش تھی۔ کہ میں نے جو جو تفصیلات سوچی تھیں۔ وہ صرف بحرف میری مرضی کے مطابق پوری ہوئیں۔ مگر بظاہر داری کے لئے اس نے کہا "میرے جواہرات کے سوا کوئی اور چیز بھی گم ہوئی ہے؟"

کونٹین نے جواب دیا "جب میں اس طرف کو آنے لگا ہوں۔ اس وقت تک تو اور

کوئی چیز گم معلوم نہ ہوتی تھی۔ زیادہ حیرت اس بات کی ہے کہ لڈیا چلتے وقت اپنا سامان بھی نہیں لے گئی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضور کے کمرہ میں گئی۔ وہاں اُسے دراز کی کنجی مل گئی۔ اور جواہرات کا ڈبہ موجود دیکھکر یکایک اُسے چوری کا خیال پیدا ہوا۔ چونکہ جاتے وقت وہ اپنا شال یا لبادہ یا ٹوپی بھی پہن کر نہیں گئی۔ اس لئے قیاس چاہتا ہے کہ وہ ڈبہ اٹھا کر فوراً ہی کسی طرف کو چلی گئی۔ گو اس لحاظ سے کہ اُسے حضور کی خدمت میں آئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا۔ نوکروں کو بھی اس بات کا صحیح طور سے علم نہیں کہ اس کے پاس کیا کیا کپڑے تھے"

ایڈلین نے پوچھا "لیکن اُسے خفیہ دروازے اور باہر کے پھاٹک کی کنجیاں کہاں سے ملیں؟"

کونٹین نے کسی قدر مضطرب ہو کر کہا "ممکن ہے وہ کسی طرح اتفاقیہ طور سے حضور کے کمرہ میں پہنچ گئی ہوں..."

"ہاں مجھے یاد آیا وہ وہیں تھیں" ایڈلین نے کسی قدر شرماتے ہوئے کہا کیونکہ نوکر کے تامل سے اُسے خیال پیدا ہو گیا تھا کہ وہ جانتا ہے میں نے یہ کنجیاں کرنیل جرلمونڈلے کو خفیہ طور سے اپنے کمرہ تک پہنچانے کے لئے حاصل کی تھیں۔ لیکن اس نے لڈیا ہچنسن کے فرار کی شہادت زیادہ مضبوط کرنے کی غرض سے اس شبہ کو بھی اپنے اوپر لینا گوارا کیا۔

قدرے کے بعد ایڈلین نے کہا "اس وقت تک لارڈ ریڈسورتھ کو بھی اس واقعہ کا علم ہوا ہے یا نہیں؟"

کونٹین بولا "میں نے اس کی اطلاع اُن کو دی تھی۔ مگر انہوں نے کچھ ایسی لاپروائی ظاہر کی کہ میں نے تفصیلات میں پڑنا ضروری نہ سمجھا۔ اب میں حضور کی اجازت سے بوسٹریٹ کے تھانہ میں جا کر اس چوری کی رپٹ لکھوا آتا ہوں؟"

یہ کہکر وہ دروازہ کیطرف بڑھا لیڈی ریڈسورتھ دل سے چاہتی تھی کہ معاملہ کسی طرح لوگوں کی نظروں میں نہ آئے۔ کیونکہ ایسا ہونے سے انتقامی ڈٹکٹو کو اس راز کا پورے طور سے علم ہو جاتا جس میں اس نے نہایت اہم حصہ لیا تھا۔ مگر ظاہر داری کی غرض سے وہ اس وقت تک خاموش رہی۔ کہ نوکر دروازہ تک پہنچ گیا۔ پھر اس انداز سے گویا اسے کوئی نیا خیال پیدا ہوا ہے وہ کہنے لگی "کونٹین ٹھیر جاؤ... میرے خیال

میں یہ کارروائی نہ ہونی چاہئے . . ."

نوکر نے متعجب ہو کر کہا "حضور کیا فرماتے ہیں!"

وہ بولی "وہ لاکھ نافرمان ہو۔ میں پھر بھی اس سے نرمی کا سلوک کرنا چاہتی ہوں"

نوکر نے اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کہا "حضور خیال تو فرمائیے معاملہ کس قدر اہم ہے میرے نزدیک اُن جواہرات کی قیمت دو ہزار پونڈ سے کم نہ ہوگی۔ پھر بھلا جس عورت نے ایسے قیمتی جواہرات چرائے۔ اس سے نرمی کا سلوک کس طرح مناسب ہو سکتا ہے؟"

وہ کہنے لگی "اب جو میں اس معاملہ پر غور کرتی ہوں۔ تو یہی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے رفت گذشت کر دیا جائے۔ مجھے معلوم نہیں کیا بات ہے لیکن میری بہن لیڈی بولنس کو اس عورت سے کچھ خاص اُنس ہے۔ اور میں خیال کرتی ہوں۔ کہ وہ لڈیا ہچنسن کو کسی مصیبت میں گرفتار دیکھنے کی بجائے اس بات کو زیادہ پسند کرے گی۔ کہ اس چوری کا نقصان اپنے شوہر سر جیری سے پورا کرا دے۔ لڈیا نے جو کچھ کیا بہت بُرا ہے۔ اور اس کی احسان فراموشی کا مجھے مدتوں افسوس رہیگا۔ مگر باوجود اس کے اپنی عزیز بہن لیڈی بولنس کی خاطر سے میں چاہتی ہوں۔ کہ تم اس معاملہ کو نظر انداز کر دو۔ کم از کم اُسوقت تک کہ میں اس کے متعلق لیڈی بولنس سے اس کی رائے دریافت کروں"

فرمانبردار نوکر نے مودبانہ طریق پر جواب دیا "مجھے حضور کے احکام کی تعمیل میں سرمو انکار نہیں ہو سکتا۔ تو گویا اب مجھے پارک ہی کو واپس چلے جانا چاہیئے؟"

اڈیلین کہنے لگی "تم گاڑی تیار کراؤ۔ میں بھی چلتی ہوں۔ کیونکہ تم کہتے ہو۔ اُن کی طبیعت بہت ناساز ہے"

کونٹین واپس چلا گیا۔ اس کے دل میں اس بات کا پورے طور سے یقین تھا۔ کہ بیگم صاحب کا یہ رحم آمیز سلوک اس وجہ سے ہے کہ انہیں اندیشہ ہے خفیہ دروازہ اور بھاٹک کی کنجیاں اُن کے اپنے کمرہ میں پائے جانے کے واقعہ کے سلسلہ میں جو تحقیقات ہوگی۔ کہیں اس کی بدولت ان کے وہ تعلقات ظاہر نہ ہو جائیں۔ جو کرنیل چولمونڈلے کے ساتھ ہیں۔ اس طرح پر گویا وہ بات جو لڈیا نے لیڈی ریولسورتھ سے انتقام لینے کی غرض سے سوچی تھی۔ یعنی خود ہی کرنیل کو اس کے کمرے میں بھجوا دیا۔ اور خود ہی باقی نوکروں کو اس واقعہ کا گواہ بنایا۔ وہ اُٹھا اس وقت

اڈلین کے حق میں مفید اور معقول عذر ثابت ہوئی۔

پاؤ گھنٹہ میں گاڑی تیار ہو گئی۔ اور لیڈی ریونسورتھ اس پر سوار ہو کر ہال کو واپس روانہ ہوئی۔ وہاں پہنچی تو معلوم ہوا کہ لوگوں کی زبان پر لڈیا ہچنسن کی گمشدگی کی بجائے ایک اور زیادہ اہم معاملہ کا چرچا ہے اور وہ یہ کہ لارڈ ریونسورتھ قریب المرگ ہیں یہ حالت دیکھکر وہ سیدھی اُن کے کمرہ میں پہنچی۔ دیکھا کہ بالکل بیہوش بستر پر پڑے ہیں۔ اور مسٹر گراہم جنہوں نے شہر سے قابل ڈاکٹر بلانے کے لئے نوکروں کو اُس شاہراہ کی بجائے جس سے اڈلین واپس آئی۔ ایک زیادہ مختصر راستہ سے بھیجا تھا۔ اس اثنا میں خود تیمارداری کر رہے ہیں۔ حالات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک گھنٹہ پیشتر لارڈ موصوف کے کمرہ کی گھنٹی بڑے زور سے بجتی سنائی دی۔ اور جب نوکر کمرہ میں پہنچے تو دیکھا کہ بے ہوش پڑے ہیں۔ نوکروں نے فوراً مسٹر گراہم کو اُن کی تیمارداری کے لئے بلوایا۔ اور انہی کے زیر ہدایت لارڈ ریونسورتھ کو بستر پر لٹا دیا گیا۔ گو باوجود تمام کوششوں کے وہ بدستور بیہوشی کی حالت میں پڑے رہے۔ آنکھیں بند تھیں اور زندگی کی واحد علامت سانس کا آہستگی سے چلنا تھی۔ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ مسٹر گراہم نے انہیں ہوش میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اڈلین نے جب اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھا۔ تو اُس نے بڑے رنج اور کرب کا اظہار کیا۔ اُسے سب سے زیادہ فکر اس بات کی تھی۔ کہ اگر پیدا ہونے والا بچہ لڑکی ثابت ہوا۔ تو مجھے عنقریب اس وسیع جائداد سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ یہ غم سب سے زیادہ اُس کی جان کو کھا رہا تھا۔

کچھ عرصہ بعد لندن سے دو قابل ڈاکٹر بھی آ پہنچے۔ مگر انہوں نے لارڈ ریونسورتھ کی حالت سے مایوسی ظاہر کی۔ بیہوشی اس قدر غالب تھی۔ کہ اُسے کسی طرح رفع نہ کیا جا سکتا تھا۔ آخر کار اسی حالت میں انہوں نے شام کے قریب دم توڑا۔ اور سچ پوچھو تو اپنے ہاتھوں اپنے بھائی گلبرٹ ورنن کی سازش کا ذریعہ بنکر جان عزیز ضائع کی۔

یکم فروری کو ریونسورتھ ہال میں شادی کی دھوم دھام تھی۔ آج صرف دو ہفتہ بعد ۱۶ تاریخ کو وہاں جنازہ اٹھتا ہے۔ افسوس اس دنیا میں خوشی اور ماتم کا تعلق کس قدر نزدیک ہے!

جس رات کو لارڈ ریونسورتھ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اسی کے ذیل کا واقعہ لندن میں وقوع پذیر ہوا۔

گیارہ بجے کا وقت تھا کہ مودہ فروش اور مسٹر بلنکس دونوں اس تہ خانہ میں اترے جس میں بدنصیب بوڑھی دلالہ قید تھی۔ اندر داخل ہو کر مڈکنز نے تلخ لہجہ میں گویا اسے کسی مزید تاخیر کا اندیشہ ہو پوچھا "تمہارا کام ابھی تک ختم ہوا یا نہیں؟"

گنہگار بڑھیا نے جواب دیا "خدا کا شکر ہے کہ پورا ہو گیا" یہ کہتے ہوئے اس نے کاغذ کے چند تختوں کی طرف اشارہ کیا جو میز پر ایک طرف کو رکھے ہوئے تھے۔ جن کی تحریر کو دیکھکر ہر شخص کہہ سکتا تھا کہ جوانی کے دنوں میں اس عورت کی تحریر کچھ کم قابل تعریف نہ ہوگی۔

مودہ فروش نے جھپٹ کر اس مسودہ پر ہاتھ ڈالا۔ اور اس کے ہر صفحہ کو غور کی نظر سے دیکھنے لگا۔ جوں جوں وہ اسے پڑھتا جاتا تھا۔ اس کے خوفناک چہرہ پر اطمینان کے آثار نمودار ہوتے جا رہے تھے۔ آخر ایک گھنٹہ کے عرصہ میں ان تمام کاغذات کو پڑھ کر انہیں جیب میں ڈالتے ہوئے اس نے کہا "بیشک تم نے باہمی معاہدہ کی پورے طور سے پابندی کی ہے"

بلنکس کفنیا بھی اپنے سر کو بڑی سنجیدگی سے ہلا کر کہنے لگا "ہاں ہاں معلوم ہوتا ہے اس نے اپنا فرض اچھی طرح ادا کیا ہے اور اب اس کے لئے یہ جاننا کس قدر موجب اطمینان ہے کہ دو خاص شخص اس کے دوست ہیں۔ ایک تم جو اسے زندگی بھر دشمنوں سے بچا سکتے ہو۔ ایک میں جو اسے مرنے پر جدید ترین اور باکفایت اصولوں پر دفن کروں گا"

"بیشک یہ بہت بڑا اطمینان ہے" مڈکنز بولا۔ اور پھر میز پر دس پونڈ رکھتے ہوئے اس نے کہا "یہ لو وہ رقم ہے جس کا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا۔ پہلی شرط پوری ہو گئی۔ اس کا معاوضہ موجود ہے۔ اب دوسری شرط پوری ہونے پر باقی دس پونڈ بھی پیش کر دوں گا۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ میں اور بلنکس تمہیں گھر لے چلتے ہیں۔ وہاں تم نے وہ تحریری ثبوت بھی جن کا تم ذکر کرتی ہو۔ ہمارے حوالہ کر دینا"

بڑھیا نے ان مسودوں کو کاغذ کے ایک ٹکڑے میں لپیٹ کر اپنے کپڑوں میں

چھپا لیا اور کہنے لگی "اوہ میں نے یہ رقم کتنی محنت سے کمائی ہے!"

اب مردہ فروش نے بڑی احتیاط سے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھی۔ اور ایسا کرتے ہوئے اسے وہ عمل یاد آیا۔ جو شب گذشتہ کو نقاب پوش عورت نے خود اس کے متعلق کیا تھا۔ پھر اس نے بڑھیا کو لبادہ اوڑھنے اور ٹوپی اس انداز سے پہننے میں مدد دی۔ کہ اس کا چہرہ کسی حد تک چھپا رہے۔ آخر مبنکس اس کا ہاتھ پکڑ کر تہ خانہ سے باہر لایا اور ڈنڈ کنز دروازے بند کرنے کے لئے چند منٹ کو پیچھے رہ گیا۔

مکان سے باہر آکر یہ تینوں غیر آباد راستوں پر چلتے ہوئے گلوب ٹرن سے بتھنل گرین کی طرف ہو لئے۔ راستہ بھر دلالہ کی آنکھوں پر پٹی بندھی رہی۔ اور اسے آخر کار شورڈچ پہنچکر مردہ فروش نے اتار دیا۔

بڑھیا نے جلد جلد ادھر ادھر نظر ڈالی۔ تاکہ معلوم کرے میں اس وقت کہاں ہوں لیکن مردہ فروش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا "تم لاکھ کوشش کرو۔ یہ نہ جان سکو گی کہ پچھلے دس بارہ دن تم نے کہاں بسر کئے"

"ہرگز نہیں" مبنکس نے تائید کے لہجہ میں کہا۔ "اور اس سیاہ کار بڑھیا کو یہ جاننے کی ضرورت بھی کیا ہے"

اب ان تینوں کی جماعت گولڈن لین کیطرف ہو لی۔ اس احاطہ میں پہنچکر جہاں دلالہ رہا کرتی تھی۔ بڑھیا نے اپنے سکونتی مکان کو دیکھ کر غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا مگر یہ خوشی فوراً ہی افسوس میں بدل گئی۔ کیونکہ کچھ سوچکر وہ کہنے لگی "معلوم نہیں ان غریب لڑکیوں کا کیا ہوا۔ جو میری بدولت روزی کماتی تھیں"

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہے کہ اس کا اشارہ ان نوعمر لڑکیوں کیطرف تھا جنہیں وہ خود گناہ کا سبق سکھایا کرتی تھی۔

ایک گہری آہ بھر کر اس نے جیب سے کنجی نکالی اور باہر کا دروازہ کھولا۔ روشنی حاصل کرنے میں تھوڑی دیر لگ گئی لیکن آخر ڈیوڑھی کے سرے پر ایک الماری میں شمع اور دیا سلائیاں پڑی مل گئیں۔

مسٹر مبنکس نے آگے بڑھکر بڑھیا کی نشست گاہ کا دروازہ کھولا لیکن معاً زور

کی سرسراہٹ سی سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی کفنیا چیخ مار کر بے تحاشا پیچھے ہٹ گیا۔

بڑھیا کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی۔ اور شمع اس کے ہاتھ سے گرنے کو تھی کیونکہ اس نے دیکھا کہ میری بڑی سیاہ بلی ہنکس کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھکر اس پر حملہ آور ہوئی ہے بات یہ تھی کہ جب بڑھیا مردہ فروش اور کفنئے کے ساتھ ہونسلو کی طرف روانہ ہوئی۔ تو اسے کمرہ ہی میں بند چھوڑ گئی تھی۔ کیونکہ اسے دوسرے دن تک واپس آ جانے کی امید تھی لیکن اس کے زنانہ حراست میں بلی اندر ہی بند رہی۔ اور مارے بھوک کے دیوانی ہوگئی۔

"ڈکنز اپنے دوست کو چیخ مار کر پیچھے ہٹتے دیکھکر آگے کو لپکا۔ اور اس نے بلی کو گردن اور پچھلی ٹانگوں سے مضبوط پکڑ کر جبکہ وہ بڑے غصہ سے کفنئے کی چھاتی سے چمٹی ہوئی تھی۔ اور اس کے ناخنوں سے اس کی میلی قمیض بالکل پھٹ گئی تھی۔ زور سے کھینچ کر پرے ہٹایا۔

دلالہ نے فکر کے لہجہ میں چلا کر کہا" دیکھنا اس کا گلا نہ گھٹ جائے" بات یہ تھی کہ اس دنیا میں اسے اگر کسی چیز سے محبت تھی۔ تو وہ اس کی بڑی سیاہ بلی ہی تھی۔

"ڈکنز بولا" چل ہٹ۔ یہ وحشی بلی تو تجھے بھی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گی"

ہر چند کہ اس نے اپنی انگلیوں سے بلی کا گلا مضبوط دبایا ہوا تھا۔ مگر وہ خوفناک جانور برابر جد وجہد کرتی رہی۔

ہنکس اپنی پھٹی ہوئی قمیض اور اپنی چھاتی پر بلی کے پنجوں کے زخم دیکھ کر درد سے کراہتے ہوئے کہنے لگا" لوگ کہتے ہیں۔ اس کمبخت کی نو جانیں ہوتی ہیں"

بڑھیا نے پھر ایک بار چلا کر کہا" دیکھو اسے جان سے نہ مار دینا۔ یہ مجھے کچھ نہ کہے گی" لیکن مردہ فروش نے بڑی بے رحمی سے بلی کی گردن مروڑ کر اسے سیڑھیوں پر پھینک دیا اور بولا" اب تمہاری سفارش بے سود ہے"

"افسوس! افسوس!" بوڑھی عورت نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا" تم نے بڑا ظلم کیا خیر اب میں اسے بڑے اہتمام کے ساتھ دفن کرونگی" یہ کہتے ہوئے اس نے آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ پونچھا۔۔۔ ہاں اس عورت نے جسے کسی انسانی ہستی سے مطلق

ہمدردی نہ تھی۔ اور جو رحم کے احساس سے بالکل عاری تھی

اتنے میں پنکس اپنی قمیص کو صاف کرتے ہوئے کہنے لگا "تم اسے دفن کرنا چاہتی ہو تو مجھ سے مشورہ لیکر بالکفایت اصولوں پر کرنا"

اب یہ تینوں نشست گاہ میں داخل ہوئے۔ لیکن معاملہ کی طرف آنے سے پیشتر بڑھیا کو اپنی طبیعت سکون پذیر کرنے کی غرض سے تھوڑی سی شراب پینی پڑی۔ جس کی کچھ مقدار حسن اتفاق سے بوتل میں پڑی تھی۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی اسی طریق پر اپنے آپ کو تازہ دم کیا۔ اور اس کے بعد مڈکنز بولا "لاؤ اب وہ ثبوت میرے حوالہ کرو۔ جس کا تم نے اس تحریر میں ذکر کیا ہے"

بڑھیا کہنے لگی "سب نہیں سب نہیں۔ میں نے یہ کب کہا تھا۔ کہ سارے ثبوت تمہارے حوالہ کردونگی۔ تھوڑے سے دینے کا وعدہ ہے اور اس وعدہ پر میں اب بھی قائم ہوں۔ اگر تم دس پونڈ میز پر رکھ دو۔ تو میں وہ ثبوت تمہارے حوالہ کر دیتی ہوں"

بڑھیا اب زیادہ اطمینان کے لہجہ میں گفتگو کر رہی تھی۔ کیونکہ وہ جانتی تھی۔ یہاں میرے اپنے مکان پر ان دونوں کا مجھ پر آنا زور نہیں۔ جتنا تہ خانہ میں تھا۔ مردہ فروش بھی اس کا مطلب سمجھ گیا۔ اور اس نے تلخی سے مسکراتے ہوئے پونڈ گن کر میز پر رکھ دئے بڑھیا نے قینچی لے کر اپنے توشک میں ایک جگہ چھوٹا سا سوراخ کیا۔ اور ایک پاکٹ بک نکال کر مڈکنز کے حوالہ کر دی۔ اس کے گرد فیتے کا ایک ٹکڑا بندھا ہوا تھا۔ جو شاید کبھی ارغوانی رنگ کا ہوگا۔ مگر اب مرور زمانہ سے بھجا سا سفید ہو گیا تھا۔ اس کے اندر کئی خطوط تھے۔ مردہ فروش نے جلد جلد ان کے پتوں پر نظر ڈالی۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔ بہرحال تم نے مجھے دھوکا نہیں دیا۔ میں جانتا تھا۔ کہ تم جلد سیدھی ہو جاؤ گی۔ اور ایسا ہی ہوا اچھا یہ چٹھی کس کے نام ہے۔ مسٹر مارکہم مارکہم پلیس لوئر ہالووے یہ دوسری بھی اسی کے نام ہے۔ تیسری بھی۔ لیکن یہ ان سے مختلف ہے۔ اس پر لکھا ہے۔ مارکوس آف ہالفورڈ ہالفورڈ ہاؤس اچھا میں سمجھ گیا۔ وہی بوڑھا عیاش جس کی نسبت مشہور ہے کہ اس نے باقاعدہ حرم سرائے رکھی ہوئی ہے۔ یہ ایک اور اسی کے نام ہے۔ پھر یہ تین چٹھیاں مسز ولسٹ کے نام ہیں۔ مگر ان پر پتہ کچھ نہیں شاید دستی پہنچائی گئی ہونگی۔ اچھا"

یہ کہکر مردہ فروش نے جس قدر ممکن تھا۔ پرسکون انداز اختیار کرکے مسکراتے ہوئے پاکٹ بک کو معہ ان کاغذات کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اور اپنے دوست جنکنس کے ساتھ دلالہ سے رخصت ہوا۔

ساتواں باب
واپسی

ماہ مارچ کے پہلے ہفتہ میں ایک نہایت خوشگوار صبح کو ایک بہت بڑا جنگی جہاز گرینوچ کے پاس سے گذر کر تیزی سے چلتا ہوا ڈوور کی طرف جاتا دکھائی دیا۔ یہ نہایت شاندار جہاز تھا۔ اور اس پر بارہ توپیں سجی ہوئی تھیں۔ سوائے سامنے حصہ اور کھڑکیوں کے اس کی رنگت سیاہ تھی۔ اور اندرونی حصہ کو بڑے اہتمام کے ساتھ سجایا گیا تھا۔ چنانچہ اس میں جو سب سے بڑا کمرہ تھا۔ اس کے اندر لگے ہوئے قدآدم آئینے نہایت خوشنما قالین اور گدے دار کوچیں ظاہر کرتی تھیں کہ یہ کسی امیر کبیر کی نشستگاہ ہے۔

سطح جہاز پر ہر طرف ضبط انتظام اور سلیقہ کے آثار نظر آتے تھے۔ ملاح اپنے فرائض کو اس تیزی اور قابلیت کے ساتھ انجام دے رہے تھے۔ جو تجربہ کار افسروں کے ماتحت کام کرنے والے تمام ملاحوں کا خاصہ ہے۔ دو ملاح توڈے دار بندوقیں شانوں پر رکھے سطح جہاز پر گشت کر رہے تھے۔ جہاز کے سفید بادبان عمدگی کے ساتھ لپٹے ہوئے تھے۔ اور وہ اس عظیم الشان طاقت یعنی دخان کی مدد سے چل رہا تھا۔ جس نے روئے زمین پر حیرت خیز تبدیلیاں پیدا کردی ہیں۔ اس کی بلند چمنی سے کثیف دھوئیں کے بادل اٹھ رہے تھے۔ اور اس کی جنبش سے عالیشان دریا کی فراخ سطح پر جھاگ اور لہریں پیدا ہو رہی تھیں۔

جہاز کی چوٹی پر مستول سے بندھا ہوا کیسل سیکالا کا شاہی جھنڈا لہراتا تھا۔ اور سطح پر ایک جانب جرنیل کی وردی پہنے چھاتی پر ستارہ نمائندہ سجائے رچرڈ مارکہم مارکوئس آف اسٹیلا کھڑا اپنے نائبوں سے گفتگو کر رہا تھا اور اس سے تھوڑے فاصلہ پر اس کا وفادار رفیق مورلز سادہ لباس پہنے موجود تھا۔

لیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ اس جہاز پر سوار ہوکر رچرڈ پھر ایک بار اپنے

وطن کو واپس آرہا تھا! لیکن اس شان سے کہ جس کا صحیح اندازہ اس وقت اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ جب وہ انگلستان سے رخصت ہوا۔ روانگی کے وقت اسکی حیثیت ایک معمولی آدمی کے برابر تھی۔ وہ ایک ادھوری سی مہم میں اوروں کا ماتحت تھا لیکن آج کہ وہ واپس آرہا ہے۔ اس کے سینہ پر افسری کا ستارہ چمکتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنے کارناموں کی بدولت عصر حال کے مشہور جرنیلوں میں درجہ حاصل کرلیا ہے جب پیشتر جب اس نے انگلستان کے سفید کناروں کو الوداع کہی۔ تو وہ ایک بے خطاب ... غیر معروف آدمی تھا۔ مگر آج واپسی کے وقت وہ ایک ایسے ملک کا جسے خود اس نے آزاد کرایا۔ ریجنٹ اور اپنے عظیم الشان کارناموں کی بدولت خطاب حاصل کرکے مارکوئس بنا ہوا ہے! اوہ۔ زمانہ کا انقلاب انسان میں کیسی عظیم تبدیلیاں پیدا کردیتا ہے! انگلستان کے قریب پہنچنے پر جب وہ حالت جس میں رخصت ہوا تھا۔ اور یہ صورت جس میں وہ واپس آیا۔ اس کی نظروں کے سامنے آئی۔ تو بے اختیار اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو بھر آئے۔ اور سینہ میں ناقابل بیان راحت کی امنگیں اٹھنے لگیں۔

لیکن یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ کہ ان جذبات کا موجب کسی بے جا غرور کا احساس تھا ہرگز نہیں۔ گو یہ کہنا بھی صداقت سے بعید ہوگا۔ کہ جس عظمت کو اس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا۔ اس پر اسے جائز فخر نہ تھا۔ کیونکہ یہی جذبہ اگر جائز خواہشات کے سلسلہ میں ہو۔ تو ہر طرح قابل تعریف ہے۔ سچ پوچھو تو فخر اور غرور میں اختلاف عظیم حائل ہے۔ کیونکہ غرور ایک کمزوری ہے۔ قابل نفرت اور فخر ایک اخلاقی طاقت کا ثبوت ہے باعث ناز۔

بے شک رچرڈ کو ان اعزاز پر جو اس کے نام سے منسوب تھے۔ جائز فخر تھا۔ اور اس بات پر بھی کہ اب وہ رکاوٹیں جو میرے اور شہزادی اسابیلا کے درمیان حائل تھیں۔ بالکل رفع ہوگئی ہیں۔

چنانچہ اب اس خیال سے اس کے دل میں ناقابل بیان خوشی پیدا ہورہی تھی۔ کہ میں دو دن میں جہاز سے اتروں گا۔ تو کنارہ پر میرے استقبال کے لئے حسین اور پاکباز اسابیلا۔ جو میری راحت جان ہے ضرور میری منتظر ہوگی۔

شاندار جہاز تیزی سے اپنا راستہ طے کرتا رہا۔ اور آخر ایر تھ سے گزر کر ووچ کے قریب پہنچ گیا۔ اتنے میں قلعہ سے توپوں کی گھنگرج آواز سنائی دینے لگی اور دھوئیں کے سفید بادل دریائے ٹیمز کی فراخ چھاتی پر اڑتے نظر آئے۔ کیونکہ برطانیہ کا توپ خانہ کیپٹن سکالا کے شاہی جھنڈے کی سلامی اتار رہا تھا۔ بارکوں کے سامنے فوجیں اپنے اس شجاع ہموطن کے اعزاز میں صف بستہ تھیں۔ جسے اس وقت تک شاہی رتبہ حاصل تھا۔ کہ وہ اس عزت کو اس کے جائز حقدار پرنس البرٹو کے حوالہ کردے۔ جس کو تاج پہنانے کی غرض سے وہ اس وقت انگلستان آیا تھا۔ دریا کا پانی جذر کی حالت میں تھا۔ آخر کیپٹن سکالا کے جہاز نے گھاٹ سے تھوڑے فاصلہ پر لنگر ڈال دیا۔ اور اس کے بعد جبکہ اس کی توپیں سلامی اتارنے میں مصروف تھیں۔ مارکوئیس آف اسٹیلیا اس بجرے پر سوار ہوکر کنارہ کی جانب چلا۔ جو ساحلی قلعہ کی طرف سے اسے لانے کو بھیجا گیا تھا۔

لیکن ابھی ساحل سے دور ہی تھا۔ کہ اس کی تیز آنکھ نے چند معروف صورتوں کو اس مقام کے قریب کھڑے ہوئے پہچان لیا۔ جہاں اسے پر لب ساحل اترنا تھا۔ اس نے دیکھا۔ کہ گرینڈ ڈیوک البرٹو اور گرینڈ ڈچس ووچ کے کمان افسر اور اس کے سٹاف کی معیت میں اس کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور گرینڈ ڈیوک کے بازو میں شہزادی اسابیلا بھی موجود ہے۔

اس وقت گرینڈ ڈیوک سادہ لباس میں تھا۔ بظاہر وہ اس حالت میں وہاں اپنے اس دوست کے استقبال کے لیے جس کی بدولت اس نے تخت حاصل کیا۔ اس لئے آیا تھا کہ ہر قسم کا اعزاز جو اس موقعہ پر مجھے حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی شخص کو حاصل ہو جو کیپٹن سکالا کا کارکیٹ ہے۔

آخر کار کشتی گھاٹ کے قریب پہنچ گئی۔ اور چڑھ کر ساحل پر اترا۔ گھاٹ کی سیڑھیوں پر چڑھ کر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا گرینڈ ڈیوک کی طرف گیا۔ اور جبکہ گورہ سپاہیوں کی پلٹن اس کی سلامی اتار رہی تھی۔ گرینڈ ڈیوک اس سے بڑی محبت کے ساتھ بغل گیر ہوا اور اسے اس طرح اپنی چھاتی سے لگا کر گویا وہ اس کا اپنا عزیز بیٹا ہو۔ کہنے لگا خوش آمدی! اے قابل عزت جوان خوش آمدی!

مارکہم کا دل مختلف جذبات سے بھرا ہوا تھا۔ الفاظ مشکل منہ سے نکل سکتے تھے۔ آخر بڑی کوشش سے اس نے صرف اتنا کہا "خدا کا شکر ہے۔ کہ میرے آقائے نامدار میری ادنیٰ کوششوں سے ہر طرح مطمئن ہیں۔ جو میری طرف سے کمیل سکالا کو آزادی دلانے کے لئے کی گئیں"

گرینڈ ڈیوک کہنے لگا "تم انہیں ادنیٰ نہ کہو۔ میرے نزدیک وہ ایسی اہم خدمات ہیں۔ کہ میرے اختیار میں جو بڑے سے بڑا انعام ہے۔ وہ تمہیں دینے کے لئے تیار ہوں"

یہ کہتے ہوئے البرٹو نے ہمارے ہیرو کا ہاتھ حسین اسابیلا کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور گرینڈ ڈیوک راحت آمیز جذبات کے زیر اثر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی "ہاں پیارے رچرڈ آج سے تم ہمارے فرزند ہو"

مارکہم نے اپنی معشوقہ کے والدین کا ایک تیز لیکن موثر نگاہ سے شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے بعد اس میں اور اسابیلا میں آنکھوں ہی آنکھوں میں پیار اور محبت کی باتیں ہوئیں دونوں کے ہاتھ ملے ہوئے مگر لب بند تھے۔ کیونکہ دلوں کے ارمان الفاظ کی صورت میں ظاہر نہ ہو سکتے تھے۔

لیکن وہ نگاہیں! کیا وہ بجائے خود کافی طور سے فصیح نہ تھیں۔ کیا ان میں ان امیدوں کی جھلک نہ پائی جاتی تھی۔ جو دونوں کے دلوں میں عرصہ سے موجود تھیں۔ جو کئی بار دم بدلی اور غبار آلود ہو گئیں۔ مگر کسی نے انہیں ترک نہیں کیا۔ حتیٰ کہ آخر کار اب ان کے حصول کا وقت آ گیا۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس دنیا میں زندگی کی نعمتوں سے وہی شخص پورے طور پر بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ جس نے اس کی تلخیوں میں بھی حصہ لیا ہو۔ کیونکہ دونوں کا اختلاف ہی ہمیں ان کے امتیاز کا موقعہ دیتا ہے۔ اور اسی کی بدولت ہم راحت کے اثر کو مصیبت کے قہر سے عزیز تر سمجھنے لگتے ہیں۔ جنہیں اپنے عشق میں کسی وقت کا سامنا نہیں ہوا۔ جنہیں اپنے معشوق کے والدین سے کوئی اعتراض سننے کا موقعہ نہیں ملا۔ جنہیں مشکلات کے خلاف جدوجہد کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ وہ اس ناقابل بیان راحت کو کیونکر محسوس کر سکتے ہیں۔ جو اس وقت رچرڈ اور اسابیلا کو حاصل ہوئی۔ کیونکہ یہ ان تمام امیدوں کا جنہیں انہوں نے اپنے دل میں جگہ دی۔ ان تمام سرد آہوں کا جو انہوں نے

کھینچیں۔ ان تمام آلنودں کا جو انہوں نے ہمارے ایک معقول معاوضہ تھا۔

ناظرین ان سطور کو قلمبند کرتے ہوئے ہمارے اپنے دل میں بھی حقیقی راحت کا احساس پیدا ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس افسانہ کے دوران میں بارہا ایسے موقعے پیش آئے ہیں۔ جب ہمیں محسوس ہوا ہے کہ ہمارا ہیرو اور اس کی معشوقہ دونوں حقیقی وجود رکھنے والی جاندار ہستیاں ہیں۔ جنہیں ہم کئی بار دیکھ چکے ہیں۔ اور جن سے ہم پورے طور پر واقف ہیں۔ یہ موقعہ بھی اسی قسم کا ہے۔ اور اگر اس بات کو ہماری خوش پسندی پر محمول نہ کیا جائے تو ہم امید کرنے کی جرأت کرتے ہیں کہ یہی خیال ہمارے بعض ناظرین کے دلوں میں بھی پیدا ہوا ہوگا۔ بیشک ہم اپنے ذہن میں اس تصویر کو دیکھ سکتے ہیں۔ جب اس شکیل نوجوان نے جو اپنے بلند رتبہ کی وردی میں اور بھی زیادہ ذی شان نظر آتا تھا حسین اطالوی دوشیزہ کے ساتھ ناقابل بیان پیار اور محبت کی نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اس وقت اس پاکباز دوشیزہ کا حسن راحت کی ان امنگوں کی بدولت جو اس کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہی تھیں اور جن کی بدولت اس کے رخساروں پر اس قسم کی سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ جو طبقات جنوب کے باشندوں میں ان کی رنگت کی سفیدی کو ضرر پہنچائے بغیر پائی جاتی ہے۔ کیسا دلفریب نظارہ تھا۔

آخر جب اس ملاقات کا ابتدائی جوش کسی حد تک فرو ہوا۔ تو رچرڈ نے اپنے ایڈی کانگ افسروں کو یکے بعد دیگرے اس ذی منزلت خاندان کے روبرو پیش کرنا شروع کیا۔ مورکر کو اپنی طرف اشارہ سے بلا کر اس نے کہا "اپنے اس وفادار دوست کی مدد سے ہی اس شان و عظمت کی زندگی میں جس کی بدولت مونٹونی کی آخری فتح کے بعد کیسل سکالا کو آزاد کیا گیا۔ میں پہلا قدم اٹھا سکا تھا"

گرینڈ ڈیوک نے جیسی نوجوان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر دلی جوش کے ساتھ ہلایا۔ اور کہنے لگا "میرے نوجوان دوست تم دیکھو گے۔ کہ میں کیسل سکالا کے بادشاہ کی حیثیت میں تمہاری ان خدمات کا پورے طور سے معاوضہ ادا کر سکتا ہوں"

مورکر نے استقلال لیکن ادب کے لہجہ میں کہا "میں حضور سے ان کلمات کی معافی چاہتا ہوں۔ لیکن اگر ان کامیابیوں میں جن کا ہز لارڈشپ نے ابھی حوالہ دیا ہے۔ مجھ سے کچھ بھی امداد حاصل ہوئی۔ تو میں اس کے لئے ہرگز کسی معاوضہ کا طلبگار نہیں ...

نہیں غریب زنگاری کا صرف اتنا فرض ہے کہ وہ اس آقا کی بے غرضانہ خدمت سرانجام دے۔ جس سے اسے دلی محبت ہو۔" یہ کہتے ہوئے مورکرنے رچرڈ کی طرف دیکھا۔ اور ساتھ ہی اپنی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ بڑی تیزی سے پونچھ ڈالا پھر کہنے لگا "اے حضور اب میرے لئے فقط یہ باقی ہے۔ کہ دوبارہ اپنے کنبے کے لوگوں سے جا ملوں۔ اور بدستور آوارہ گردی کی زندگی اختیار کروں جس کے ہم لوگ عادی ہیں۔ آپ سردد اضطراب سے مجھے اگر کسی رعایت کی خواہش ہے۔ تو وہ اسی قدر ہے کہ جب آپ کسی شخص کو جیسی قوم کو بدنام کرتا دیکھیں۔ جیسا کہ بارہا ہوتا ہے۔ تو اس وقت یہ فرمادیا کریں کہ نہیں یہ قوم کلیتاً بری نہیں۔ اس میں بعض مستثنیات بھی ہیں۔"

ڈیوک زنگاری نوجوان کے ان لفظوں کو سنکر حیرت زدہ ہوگیا۔ اور بولا "لیکن کیا اس کے سوا اور کوئی خدمت نہیں۔ جو تمہارے لئے کی جائے؟ کیا تمہاری حالت کو بہتر بنانے کا مجھے کچھ بھی اختیار حاصل نہیں؟"

مورکرنے بدستور مودبانہ اور پر استقلال لہجہ میں عرض کیا "حضور ہر طرح مختار ہیں۔ لیکن یہ ناچیز اس کے سوا کسی معاوضہ کا طلبگار نہیں۔ فی الحقیقت اس سے زیادہ معاوضہ میرے لئے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کہ ان کی خصلت سے یہ کہتے ہوئے اس نے پھر ایک بار محبت کی نظر سے مارکہم کی طرف دیکھا۔ جو ویسی ہی بلند ہے جیسے کہ وہ شرافت جو ان میں پائی جاتی ہے۔ نیز ان کی صحبت اور نظیر سے میں نے اپنے لئے بہت سے اخلاقی سبق حاصل کرلئے ہیں۔ اور اب میں ایک نیا اور بہتر آدمی بنکر اپنے قبیلہ میں واپس جاتا ہوں۔"

یہ کہکر مورکرنے ہمارے ہیرو کا ہاتھ برادرانہ گرمجوشی کے ساتھ دبایا۔ اور سامعین کو اپنے الفاظ سے متاثر چھوڑ کر یکایک وہاں سے رخصت ہونے کو تھا۔ کہ اسابیلا نے آگے بڑھکر آہستگی سے اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور اپنی دلفریب رو پہلی آواز میں جو نہایت صاف تھی کہنے لگی "مورکرنے معلوم ہے۔ کہ تمہاری شادی ہوچکی ہے۔ جب تم اپنی بیوی کے پاس واپس جاؤ۔ تو اس سے کہنا۔ تمہاری ایک سہیلی شہزادی اسابیلا بھی ہے۔ یہ لو میں اس کے لئے تمہارے ہاتھ ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ دیکھو تم نے اسے لے جانے سے انکار نہ کرنا۔" یہ کہتے ہوئے شہزادی نے ایک بیش قیمت طلائی زنجیر اپنی گردن سے نکال کر مورکر کے حوالہ کردی۔

جیسی نوجوان نے کہا "معزز خاتون۔ ابو آپ کے اس تحفہ کو قدر کی نظر سے دیکھے گی اور شب و روز آپ کی خوشی کے لئے دعا کرتی رہے گی۔ نہ صرف یہ بلکہ" اس نے اپنی آواز کو دبا کر کہا "وہ اپنے بیٹے کے سامنے اس شخص کی زندگی کو نظیر کے طور پر پیش کرے گی جس نے اپنی کوششوں سے آپ کو روئے زمین پر سب سے زیادہ خوش و خورم بنایا ہے"

یہ الفاظ کہکر مور کر جلد جلد قدم اٹھاتا گھاٹ سے اترنے لگا۔ اور وہاں ایک کشتی پر سوار ہو کر اس نے اس کے ملاحوں کو اسے چلانے کا اشارہ کیا۔ چند گز کے فاصلہ پر جا کر اس نے ان اشخاص پر جو کنارہ پر جمع تھے ایک آخری نظر ڈالی۔ اور اشارہ سے الوداع کہی۔ اس کے اس سلام کا جواب سارے حاضرین نے دلی جوش اور مسرت کے ساتھ اسی طرح اشارہ میں دیا۔ اور اس کے بعد وہ کشتی فاصلہ پر نظروں سے غائب ہو گئی۔

مور کر کے چلے جانے پر یہ لوگ بندرگاہ کی قلعہ نشین فوج کے کمان افسر کے مکان کی طرف گئے۔ جہاں ان کے لئے پہلے سے دعوت کا سامان تیار تھا۔ رچرڈ اسابیلا کے پہلو میں بیٹھا۔ اس روز وہ خوشی کی انتہائی رفعت پر پہنچا ہوا تھا۔ اثنائے گفتگو میں اس نے اپنی معشوقہ سے کہا "میں بیان نہیں کر سکتا۔ اس وقت مجھے کس قدر خوشی ہوگی۔ جب ہم ان رسمی آداب سے جو شہرت اور رتبہ کا لازمہ ہیں نجات حاصل کر کے بے تکلف اس محبت کا جس کے جذبات ہمارے دلوں کو عزیز ہیں۔ ذکر کر سکیں گے۔ میری جان میں نے تم سے بہت سی باتیں بیان کرنی ہیں۔ اور اب کہ جنگ و جدل کے تمام خطرات کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ میں ان واقعات کی بھی پورے طور سے کیفیت بیان کر سکوں گا۔ جن کی وجہ سے میں تمہیں اس قدر مختصر چٹھیاں بھیج سکا۔ اسابیلا یقین جانو۔ میری دلی خواہش یہ تھی کہ اس نمود و نمائش کے بغیر انگلستان واپس آتا۔ لیکن کچھ تو اس رتبہ کی وجہ سے جو مجھے دیا گیا ہے۔ اور کچھ اس عزت کی بدولت جس کے آپ کے والد مستحق ہیں مجھے ان تمام رسمی طریقوں کو مستدرک کرنا ہی پڑا۔ کیونکہ اس شخص کی حیثیت میں جو اس بات کی اطلاع دینے آیا۔ کہ تمہارے جد محترم کے لئے سخت و تاج منتظر ہے۔ مجھے بھی کسی قدر عزت کا مستحق سمجھ لیا گیا۔ مگر یہ نہ خیال کرنا کہ اس عروج نے جو مجھے حاصل ہوا ہے۔ میرے اندر کسی طرح کی سخوت یا خود پسندی کے جذبات پیدا کر دئے ہیں"

اسابیلا کہنے لگی "نہیں رچرڈ تمہاری نسبت میرے خیالات اس سے بہت بلند ہیں۔ ان میں ایسی رائے کو مطلق دخل نہیں۔ میں جانتی ہوں۔ تمہیں اس عزو جاہ پر بالکل غرور نہیں ہے۔ لیکن ہاں رچرڈ خود مجھ کو تمہاری ذات پر غرور ناز اور فخر بھی کچھ ہے"

رچرڈ نے آواز دبا کر کہا "میری جان حقیقت یہ ہے۔ کہ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ اس میں ہر وقت تمہاری تصویر میری حوصلہ افزائی کا موجب ہوتی رہی اس کی اطلاع میں نے تمہیں اس چٹھی میں بھی دی تھی۔ جو میں نے اس خوفناک معرکے کے بعد لکھی۔ جس کی بدولت کیبل سکالا کی قسمت کا فیصلہ ہوا"

شہزادی کہنے لگی "رچرڈ تم نہیں جانتے۔ تمہاری عدم موجودگی میں ہم کتنے فکرمند اور پریشان رہے۔ بارہا جب تمہاری چٹھی آنے میں دیر ہو جاتی۔ تو ہمارے دلوں میں ناقابل بیان خطرہ محسوس ہونے لگتا تھا۔ مگر خیر اب وہ خطرہ کا زمانہ گذر گیا۔ اور ہم انتہائی خوشی سے بہرہ اندوز ہو رہے ہیں۔ جب میں زمانہ ماضی پر نظر ڈالتی ہوں۔ تو میرے دل میں اس بات سے بھی خوشی پیدا ہوتی ہے۔ کہ ان واقعات نے ہمیں زمانہ آئندہ کی راحت کے لئے پورے طور سے تیار کر دیا۔ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ بارہا مایوسی کی حالت میں میں تم سے امید کو ہاتھ سے نہ دینے کی درخواست کیا کرتی تھی۔ خدا نے ان سارے تفکرات اور مصیبتوں کا یہ معاوضہ دیا ہے۔ کہ اب تم قابل عزت رتبہ حاصل کر چکے ہو"

رچرڈ بولا "میری جان عزت اور رتبہ میرے نزدیک کچھ بھی وقعت نہ رکھتا۔ اگر اس کی بدولت وہ رکاوٹیں جو ہم دونوں میں حائل تھیں۔ دور نہ ہو جاتیں"

عین اس وقت ایک نوکر نے کمرہ میں داخل ہو کر اطلاع دی کہ گارڈ میان تیار ہیں چنانچہ اس پارٹی کے لوگ کمان افسر اور باقی فوجی افسروں سے رخصت ہو کر رچمنڈ کی طرف جہاں گرینڈ ڈیوک البرٹو کا مکان تھا۔ روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچکر البرٹو اور رچرڈ کمرہ میں کچھ دیر تنہائی میں گفتگو ہوتی رہی۔ رچرڈ نے وہ تمام سرکاری دستاویز پیش کیں۔ جو کیبل سکالا کے وزیروں نے اس کے ہاتھ بھیجی تھیں۔ اور جن میں البرٹو کے گرینڈ ڈیوک مشتہر ہونے کی خبر اور کیبل سکالا میں آکر تخت پر بیٹھنے کی درخواست موجود تھی۔

یہ دستاویز پڑھی جا چکیں۔ تو رچرڈ نے کہا "مجھے یقین ہے۔ معرکہ مونٹونی کے بعد اس ملک کے انتظامی معاملات کو میرا عارضی طور پر اپنے ہاتھ میں لینا غلطی میں داخل

نہ تھا۔ دراصل میرا مدعا یہ تھا۔ کہ ملک کے اندر امن وسکون قائم ہو۔ اور حکومت کے اس آزاد طریق کی ابتدا قائم ہو جائے جسے حضور اس قدر پسند کرتے ہیں میں نے ان لوگوں کو وزیر مقرر کر دیا ہے۔ جو حامی آئین ثابت ہوئے تھے۔ اور جنہیں ہر طرح قابل اعتماد سمجھا جا سکتا تھا۔ ساتھ بادشاہ اسٹیلو سوم کے متعلق مجھے روانہ ہونے سے چند گھنٹے پیشتر اطلاع ملی۔ کہ وہ آسٹریا میں پناہ گزین ہے۔ لیکن گرینڈ ڈچس الزا کی نسبت اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کہاں ہے۔"

گرینڈ ڈیوک نے کہا "رچرڈ جو کچھ تم نے کیا وہ نہایت مناسب تھا۔ تمہارا طرز عمل ہر قسم کی تعریف سے بالاتر ہے۔ اور میں تمہاری ہر بات کو تہ دل سے پسند کرتا ہوں۔ یہی بات میں نے تمہیں اپنے اس خط میں لکھی تھی۔ جسمیں میں تمہیں اطلاع دی تھی کہ میں اس وقت تک انگلستان میں رہوں گا۔ حتیٰ کہ تم خود آکر مجھے اس کی اطلاع دو کہ کیسل سکالا کے باشندے میری حکمرانی کو پسند کرتے ہیں۔ میں نے اس خط میں تمہیں یہ بھی اطلاع دی تھی۔ کہ گو میں ایک شدید بیماری سے حال میں صحت یاب ہوا ہوں۔ لیکن ملکی خدمت کا تقاضا ہے۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ میں کیسل سکالا چلا جاؤں۔ اس لئے اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ چار دن کے عرصہ میں اسی جہاز پر سوار ہو کر جسمیں تم انگلستان آئے ہو۔ یہاں سے رخصت ہو جاؤں گا۔"

مارکہم نے کسی قدر مضطرب ہو کر پوچھا "حضور اس قدر جلد رخصت ہونا چاہتے ہیں؟"

گرینڈ ڈیوک نے مسکرا کر کہا "میں کل ہی یہاں سے چلا جاتا۔ اگر ایک خاص کام جو میرے لئے بدرجہ غائت راحت بخش ہے۔ درپیش نہ ہوتا۔ رچرڈ اطمینان رکھو کہ اب تمہاری خوشی کا زمانہ بھی دور نہیں۔ کیونکہ اگر تم اس معاملہ میں کسی جلد بازی کو ناپسند نہ کرو۔ تو میرا ارادہ ہے۔ پرسوں اسابیلا کی شادی تم سے کر دوں۔"

"حضور۔۔۔ مجھ غریب پر یہ نوازش!۔۔۔ میں اس احسان کا شکریہ کس منہ سے ادا کر سکتا ہوں۔" رچرڈ نے دوزانو ہو کر شاہ ذی جاہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگاتے ہوئے کہا "اٹھو چرڈ اٹھو۔" گرینڈ ڈیوک نے کہا "حقیقت میں تم میرے شکر گذار نہیں۔ بلکہ میں خود تمہارا احسان مند ہوں۔ تم نے میرے وطن کو ناگوار مظالم سے نجات دلائی۔ گو وہ شخص جس نے مجھے ظلم کا کلمہ منسوب کرنا پڑتا ہے۔ میرا ہی

اپنا وارث مقرر کیا۔ اس کے علاوہ تمہیں نے مجھے اس ملک کا تخت دیا۔ اس کے عوض اگر میں اپنی عزیز ترین چیز یعنی اپنی بیٹی اسابیلا کو تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ تو یہ کچھ بڑی بات نہیں"

رچرڈ نے خوشی سے پھولے نہ سما کر کہا" حضور اطمینان رکھیں۔ میری بقیہ زندگی کا واحد مقصد اس کی خوشی کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ لیکن ابھی مجھے آپ سے ایک اور رعایت طلب کرنی ہے۔ میں اسے زبان پر لاتا ڈرتا ہوں۔ مبادا آپ سرد مہری سے جواب دیں۔ یا۔۔۔"

گرینڈ ڈیوک بولا" رچرڈ وہ کونسی چیز ہے۔ جسے طلب کرنے میں تمہیں تامل یا پس و پیش کا موقعہ ہو سکتا ہے۔ تم بے تکلف کہہ ڈالو۔ وہ رعایت اگر حقیقت میں میرے اختیار میں ہے۔ تو تمہارے مانگنے سے پہلے ہی میں اسے منظور کئے لیتا ہوں"

اس طرح حوصلہ پا کر رچرڈ نے کہا" مجھے یہ عرض کرنا ہے۔ کہ بعض اہم معاملات کے متعلق کچھ عرصہ تک میرا انگلستان ٹھیرنا ضروری ہوگا۔ ایک قدیم دوست اور اس کی بیٹی میرے مکان میں رہتے ہیں۔ اور میری ہی آمدنی پر ان کی گذر اوقات ہے۔ میں چاہتا ہوں انہیں کسی ایسے طریق پر آباد کر دوں کہ وہ ہمیشہ کے لئے فارغ البال ہو جائیں ایک اور نوجوان لڑکی کیتھرائن ولمٹ میری نگرانی میں ہے۔ جس کی زندگی کے واقعات میں کبھی فرصت کے وقت عرض کروں گا۔ کیسل سیکالا سے رخصت ہونے سے چند دن پیشتر جو خطوط مجھے موصول ہوئے۔ ان سے معلوم ہوا۔ کہ وہ اب میرے قدیم دوست اور اس کی بیٹی کے پاس رہتی ہے۔ اس کی بہبودی کا خیال بھی پیش نظر ہے۔ اور اس کے معاملہ کو میں اسابیلا کی مدد سے طے کروں گا۔ اس کے علاوہ مجھے اپنے بھائی سے بشرطیکہ وہ" رچرڈ نے ایک گہری آہ بھر کر کہا" بشرطیکہ وہ اب تک زندہ ہو۔ ملنے کی امید ہے۔ حضور کو معلوم ہے کہ ہماری ملاقات کی تاریخ ۱۰ جولائی ۱۸۴۳ء مقرر ہے۔ ان حالات میں میں شادی کے بعد حضور کے ساتھ خود ہی کیسل سیکالا کو نہ جا سکوں گا"

گرینڈ ڈیوک تھوڑی دیر ان تمام باتوں پر غور کرتا رہا۔ اور رچرڈ بڑے اضطراب کی حالت میں اس کے جواب کا منتظر رہا۔ آخر کار البرٹو نے کہا" اے نیک نہاد جوان میں

تمہاری اس درخواست کو بھی منظور کرتا ہوں مجھے اس کے منظور کرنے میں تامل نہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن معاف کرنا۔ میں اس بات پر غور کر رہا تھا کہ اس کی منظوری سے مجھے اپنی عزیز بیٹی سے عرصہ تک جدا رہنا پڑے گا۔"

رچرڈ نے کہا۔ "اطمینان فرمایئے۔ جس تاریخ کو مجھے اپنے بھائی سے ملنا ہے۔ اس کے گذرنے پر میں فوراً ہی اسابیلا کو ساتھ لیکر مونٹونی پہنچ جاؤں گا۔ اور خدا نے چاہا تو ہم اپنی باقی عمر آپ ہی کے قدموں میں بسر کرینگے۔"

البرٹو مسکرا کر کہنے لگا۔ "میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جن شخصوں کا تم پر انحصار ہے۔ ان کا انتظام کر کے تم اس وقت تک کہ تمہارے بھائی کی ملاقات کا زمانہ قریب آئے۔ میرے پاس مونٹونی میں رہو۔ اور تاریخ معینہ سے پہلے لندن واپس آجاؤ۔"

رچرڈ نے کہا۔ "مجھے آپ کا ارشاد منظور کرنے میں ہرگز عذر نہ ہوتا۔ مگر بات یہ ہے۔ کہ مجھے اپنے بھائی سے وقت مقررہ سے پیشتر ملنے کی ہر وقت امید لگی رہتی ہے اور اگر اتفاق سے وہ اس تاریخ سے پیشتر ہی مجھ سے ملنے کو آئے۔ یا بالفرض وہ غریب یا مصیبت زدہ ہو۔ یا اسے میری امداد یا تسلی کی ضرورت ہو۔ اس صورت میں اگر میں لندن میں نہ ہوا۔۔۔"

گرینڈ ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ اچھا اگر اسابیلا نے بھی اس انتظام کو منظور کیا۔ تو میری طرف سے تمہیں ۱۸۴۳ء کے موسم خزاں تک انگلستان میں ٹھیرنے کی اجازت ہے۔"

رچرڈ بولا۔ "ہر چند کہ شہزادی کو آپ سے جدا ہونا شاق گذریگا۔ تاہم۔۔۔"

ڈیوک نے پھر ہنستے ہوئے کہا۔ "میں جان گیا۔ غالباً تم یہ کہنا چاہتے ہو۔ کہ وہ تمہاری صحبت میں رہ کر خوش رہے گی۔ میرا خیال ہے کہ تم نے پہلے ہی سے ساری تجاویز تیار کر رکھی ہیں۔ لیکن خیر میں گرینڈ ڈچس دونوں تم سے اس قدر خوش ہیں اور اپنی احسان مندی کو ظاہر کرنے۔ اور زمانہ گذشتہ کی غلطیوں کی تلافی پر اس درجہ آمادہ ہیں۔" یہ آخری فقرہ گرینڈ ڈیوک نے پر معنی انداز سے کہا۔ "کہ ہم تمہاری تجاویز میں ذرا بھی تغافل انداز نہ ہونا نہیں چاہتے۔ اس لیے جس طرح تم چاہتے ہو۔ اسی طرح ہوگا۔"

رچرڈ نے ڈیوک کا ہاتھ پھر اپنے لبوں سے لگایا۔ اور کہنے لگا "یہ حضور کی انتہائی عنایت ہوگی"

اب البرٹو نے گھنٹی بجائی۔ معاً ایک نوکر حاضر ہوا۔ جسے اس نے حکم دیا۔ کہ گرینڈ نجس اور شہزادی سے کہدو۔ اس کمرہ میں چلی آئیں"

دونوں خواتین ذرا دیر بعد کمرہ میں داخل ہوئیں۔ اسابیلا سمجھتی تھی کہ اس طویل ملاقات میں جو میرے والد اور عاشق کے درمیان ہوئی ہے۔ ضرور میرے ہی متعلق کچھ معاملہ زیر بحث ہوگا۔ اس لئے وہ ایک خوشگوار انتظار کی حالت میں تھی۔ ان دونوں کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھکر گرینڈ ڈیوک اور مدچرڈ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد البرٹو نے اپنی بیٹی کا ہاتھ رچرڈ کے ہاتھ میں دیکھکر کہا۔ "اسابیلا فرض کا تقاضا ہے کہ میں تمہاری والدہ سمیت بلا تاخیر کسیل سکالا کو واپس چلا جاؤں۔ لیکن جانے سے پیشتر میں تمہیں اور اس نوجوان کو جو ہر طرح تمہاری محبت کے قابل ہے۔ خوش دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس لئے فوری ضرورت کے باعث میرا فیصلہ یہ ہے۔ کہ تمہاری شادی کی رسم جلد تر ادا ہو جائے۔ میں نے پرسوں کا دن اس مطلب کے لئے مقرر کیا ہے۔ لیکن اسابیل تم شادی کے بعد اپنے معزز شوہر کے ساتھ انگلستان ہی میں ٹھیرو گی۔ اس کی وجہ اگر اس نے پہلے تم پر ظاہر نہیں کی۔ تو اب کردے گا۔ میرے عزیز بچو۔ خدا تمہیں برکت دے" پھر گرینڈ ڈیوک نے سیدھا کھڑا ہو کر جبکہ اس کے چہرہ پر فخر کے آثار نمودار تھے۔ کہا "مجھے اس وقت اگر کسی بات سے اپنے شاہی رتبہ حاصل کرنے کی زیادہ خوشی ہے تو وہ یہ ہے۔ کہ اس طریق پر میں اعلیٰ نسب نوجوان کو ایک ایسی بلندی ... ایسے عروج پر پہنچا رہا ہوں۔ کہ کوئی شخص جو اس کے سابقہ حالات سے واقف نہ ہو بھولے سے بھی خیال نہیں کر سکتا۔ کہ وہ کبھی مصیبتوں کے زمانہ سے گذرا ہے۔ اس غرض سے کہ وہ اپنی دلہن کو اپنا خطاب دے سکے۔ اور اس آزادی کے ساتھ جو کسی شوہر کا جائز حق ہے۔ رسم شادی میں شریک ہو۔ میں اس وقت اسے شہزادہ مونٹونی کا خطاب دیتا ہوں۔ اس کی دستاویز میرے پاس پہلے سے تیار ہے۔ اور اس پر میری شاہی مہر بھی لگی ہوئی ہے"

اتنا کہکر گرینڈ ڈیوک نے جیب سے ایک کاغذ نکالا۔ اور ہمارے ہیرو کے

حوالہ کر دیا۔ اس نے ایک زانو جھکا کر اسے حاصل کیا، پھر وہ کھڑا ہوا۔ تو البرٹ نے اسابیلا کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور عاشق و معشوق بڑی گرمجوشی کے ساتھ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے۔

اپنی حسین بیٹی۔ اور اس نوجوان کو جس سے اُسے گہری محبت تھی۔ اس قدر خوش دیکھ کر والدین بھی خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اتنے میں کھانا کھانے کا وقت ہو گیا اس تقریب پر سینر کے گرد جس قدر آدمی جمع ہوئے۔ ان میں سے ہر ایک کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمودار تھے۔

رات کو نو بجے رچرڈ گرینڈ ڈیوک کی گاڑی میں اپنے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ جس قدر اٹیڈی کانگ اس کے ہمراہ تھے۔ ان سب کی خدمات اس نے بادشاہ کو منتقل کر دی تھیں۔ اس مرتبہ جب وہ اسابیلا سے رخصت ہوا۔ تو دونوں کے دلوں میں اس بات کا یقین اطمینان پیدا کر رہا تھا۔ کہ ہم عنقریب ہی پھر ایک دوسرے سے ملیں گے۔ وہ مطمئن تھے۔ کہ اب ہماری ملاقاتیں عارضی نہیں۔ اور ہماری محبت کو اسابیلا کے والدین کی منظوری کی سند حاصل ہو چکی ہے۔

آٹھواں باب رچرڈ مارکھم اپنے مکان پر

جس دن کے واقعات سطور بالا میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس کی شام کو مارکھم پیلس کی نشستگاہ میں مسٹر منرو۔ ایلن اور کیتھرائن بیٹھے ہوئے تھے۔ کمرہ میں ایک طرف لمپ روشن تھا۔ میز پر چند کتابیں پڑی تھیں۔ لیکن کسی میں ان کو پڑھنے کا شوق نہ تھا کیونکہ بظاہر وہ کسی اہم واقعہ کے انتظار میں تھے۔ اثنائے گفتگو میں ایک طویل وقفہ کے بعد مسٹر منرو نے کہا "وہ ضرور آج رات واپس آجائے گا۔ آخری خط جو اس کی طرف سے موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا۔ میں آج کے دن انگلستان میں پہنچ جاؤں گا"

ایلن بولی "اس خط میں یہ بھی لکھا تھا۔ کہ میں کیپل سکالا کے ایک سرکاری جہاز پر واپس آؤں گا۔ اس لئے نہیں کہا جا سکتا۔ کہ تاخیر خرابی موسم کی وجہ سے ہوئی ہے

یا کسی اور سبب سے"۔

مسٹر سنرد نے کہا" تم صحیح کہتی ہو" اور اپنی جگہ سے اٹھکر وہ کھڑکی کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اور بھیگی ہوئی رات کو دیکھنے لگا۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ جب کسی شخص کو کسی عزیز کی آمد کا انتظار ہو۔ تو وہ عموماً کھڑکی کے پاس کھڑا ہو جاتا۔ اور دیر تک عصبی اضطراب کی حالت میں باہر کی طرف دیکھتا رہتا ہے۔ گویا ایسا کرنے سے آنیوالا جلد پہنچ جائے گا۔

ایلین اور کیتھرائن صوفہ پر ایک دوسرے کے پاس بیٹھی ہوئی دبی زبان سے گفتگو کر رہی تھیں۔ ایلین نے کہا" پیاری کیٹ کیا بات ہے کہ تم کچھ افسردہ خاطر نظر آتی ہو۔ حالانکہ آج ہمارے محسن کی واپسی کا دن ہے۔ غالباً تمہاری اس پژمردگی کا باعث تمہارے اس شکیل اجنبی کا نظر نہ آنا ہے"!

کیٹ شرمیلے انداز سے کہنے لگی" ہیں اس میں شک نہیں۔ کہ اس کا خیال بھی کبھی کبھی دل میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت میرے اضطراب کی وجہ کچھ اور ہے کیا تم خیال کرتی ہو۔ کہ وہ ملاقات جو اس قابل نفرت شخص مسٹر بنکس کیساتھ ہوئی تھی"۔۔!

ایلین نے قطع کلام کر کے کہا" کیٹ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں کہ اسکی باتیں ضرور تمہارے دل میں اضطراب پیدا کرنے والی ہیں۔ لیکن اس کی واپسی کا انتظار بہرحال مناسب ہے۔ جو ہمیں بہترین مشورہ دے سکتا ہے۔ اب چونکہ اس کے واپس آنے کا وقت قریب ہے۔ اس لئے تم صبر سے کام لو۔ رچرڈ کے آنے پر تم نے سارے حالات اس کے روبرو بیان کر دینا"۔

کیتھرائن اس کا کچھ جواب دینے کو تھی کہ مسٹر سنرد جو اب تک کھڑکی کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا یکایک چلا کر کہنے لگا" سنتا! کوئی گاڑی آ رہی ہے"!

اس پر یہ دونوں بھی اٹھ کر کھڑکی کے قریب پہنچیں۔ بلاشبہ فاصلہ پر کسی گاڑی کے لمپ دکھائی دے رہے تھے۔ اور اس کے پہیوں کی گڑگڑاہٹ بھی سنائی دیتی تھی۔ یہ دونوں آگے اور مسٹر سنرد ان کے پیچھے صدر دروازہ کی طرف بڑھے کہ مالکہ کا گاڑی سے اترتے ہی استقبال کیا جائے۔ ہیں وٹنگھم اور میرین بھی ان سے آملے چنانچہ جب گاڑی دروازہ پر رکی۔ تو پانچوں بحالت انتظار صف بستہ کھڑے تھے ایک

لمحہ بعد رچرڈ گاڑی سے اترا۔ اور اس کے بعد مبارک سلامت کا ایسا غل مچا۔ اس گرمجوشی سے ہاتھ ملائے گئے۔ اور حقیقی محبت کے ایسے ثبوت دیکھنے میں آئے۔ کہ اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔

بوڑھے خانساماں ڈنگہم کی کچھ نہ پوچھو۔ وہ تو مارے جوش کے دیوانہ سا ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے نوجوان آقا کو اس دلی محبت کے ساتھ چھاتی سے لگایا۔ گویا دونوں میں باپ بیٹے کا تعلق ہو۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہمارے ہیرو کی درد کا پر کئی جگہ شکن پڑ گئے۔ اس کے بعد وہ میرین کو ساتھ لیکر دیوانہ وار کمرہ کے اندر دوڑنے لگا۔ غریب میرین نے بمشکل اس سے اپنا ہاتھ چھڑایا۔ اور ذرا دیر بعد وہ خود بھی تھک کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور بچوں کی طرح رو رو کر کہنے لگا "خدا کے لئے میری حرکتوں سے درگذر کرنا۔ میرے بس کی بات نہیں ہے۔ میرے اندر اس جگہ بے اختیار ولولے اٹھ رہے ہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے سینہ پر ہاتھ مارا "آہ آج ماسٹر رچرڈ ایک بہت بڑا آدمی بنکر اپنے آبائی مکان پر واپس آیا ہے۔ حالانکہ ان بدمعاشوں مارلبرو (ہارلبرو) اور ایکسیمنٹر (چچیسٹر) نے اسے تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا تھا!"

نوجوان شہزادہ نے کہا "میرے نیک دل دوست تم سکون اختیار کرو" یہ کہتے ہوئے اس نے ڈنگہم کا ہاتھ دبایا "میں اب عرصہ دراز تک رہنے کے لئے واپس آیا ہوں"

اتنے میں وہ نوکر جو گاڑی کے ساتھ آیا تھا۔ ننگے سر رچرڈ کے پاس پہنچا اور ادب سے کہنے لگا "حضور یہ چاہتے ہیں۔ کہ گاڑی ٹھیرے یا رچمنڈ کو واپس چلی جائے؟"

رچرڈ بولا "نہیں تم لوگ کل تک یہیں ٹھیرو۔ میں کل پھر بادشاہ سلامت سے ملنا چاہتا ہوں"

اس پر نوکر نے واپس جاکر بلند آواز سے کوچبان کو کہا "حضور شہزادہ صاحب کا حکم ہے۔ کہ گاڑی یہیں رہے"

شہزادہ کا لفظ سنکر ڈنگہم اور باقیوں کے کان کھڑے ہوگئے۔ سب سے پہلے ڈنگہم بھی بولا "ایں! یہ کیا! میں نے تو سنا تھا۔ ماسٹر رچرڈ مارکوئس بن گیا ہے مگر اب ... اب ..."

رچرڈ نے اپنے وفادار نوکر کو مضطرب دیکھکر ہنستے ہوئے کہا۔ میرے آقائے نامدار نے ازراہ عنایت مجھے پرنس کے خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ لیکن تم سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم مجھے بچپن سے مخاطب کرتے رہے۔ اسی طرح آئندہ بھی کیا کرنا"

خانساماں کچھ دیر تک غور کرتا رہا۔ اس کی آنکھیں سنگ مرمر کے فرش پر لگی ہوئی تھیں۔ پھر وہ یکایک سر اٹھا کر بولا" نہیں ماسٹر رچرڈ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تمہیں اب آئندہ کے لئے بچہ سمجھنا تہک میں داخل ہوگا۔ آخر ادب بھی تو کوئی چیز ہے۔ اس کے علاوہ کسی شہزادے کا خانساماں ہونا بڑی عزت ہے۔ اور شکر ہے۔ کہ مجھے یہ عزت اب حاصل ہوئی ہے۔ اس لئے میں آئندہ آپ کو ماسٹر رچرڈ نہ کہوں گا۔ چل میرین کہا نا تیار کر اور خیال رکھنا کہ گاڑی والوں کی اچھی طرح خاطر داری ہو میں حضور کو نشستگاہ میں چھوڑ کر آتا ہوں"

یہ احکام ایک خاص شان سے صادر کر کے بوڑھے خادم نے شمع ہاتھ میں لی۔ اور بڑے وقار کے ساتھ نشستگاہ کی طرف چلا۔

رچرڈ نے اپنے دونوں بازو ایلن اور کیتھرائن کے بازوؤں میں دیئے ہوئے تھے ان دونوں کے درمیان سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس نے ہنس کر دبی زبان میں کہا۔ "غریب ڈنگہم کو اسوقت سر پیر کا ہوش نہیں۔ لیکن خیر میں چاہتا ہوں جسطرح اسکی خوشی ہو کرے۔ اس کی خاطر سے ہم نشستگاہ کیطرف رسمی آداب کیساتھ ہی چلیں گے"

ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔ کہ نشستگاہ میں پہنچکر ان تینوں میں کیا گفتگو ہوئی۔ مارکہم نے انہیں اس قدر باتیں بتائی اور انہوں نے اس کی زبانی اس قدر حالات سنے تھے۔ کہ وقت بجلی کی رفتار کیساتھ گذرتا گیا۔ ہمارے ہیرو نے نہ صرف وہ تمام واقعات جو اٹلی میں پیش آئے تھے بیان کئے۔ بلکہ اسابیلا کے ساتھ اپنی محبت کے وہ تذکرات بھی شروع کئے۔ جو اس سے پہلے اس نے کبھی بیان نہ کئے تھے۔ اس نے ڈنگہم سے بھی بیٹھنے کی درخواست کی۔ اور وہ ان تمام حالات کو بڑی دلچسپی سے سنتا رہا۔ خاتمہ پر اس نے اس بات کا ذکر کیا۔ کہ میں عنقریب اسابیلا سے شادی کرنے والا ہوں۔ سلسلہ تقریر ختم کرتے ہوئے وہ کہنے لگا" یہ یاد رہے کہ اس واقعہ سے ان تعلقات میں جو میرے اور تم لوگوں کے درمیان قائم چلے آتے ہیں۔ کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔ مسٹر مزد اور ایلن تم دونوں نے بدستور میرے مکان پر رہا کرنا۔ اور آئندہ کے لئے کیتھرائن تم بھی اس

مکان ہی کو اپنا گھر سمجھو۔ مکان اس قدر فراخ ہے۔ کہ اس میں ہم سب آسانی کے ساتھ رہ سکتے ہیں۔ اور ان نوکروں کے لئے بھی کافی جگہ نکل آئے گی۔ جنہیں رکھنا اب ضروری ہوگا جن کے افسر اعلےٰ آئندہ کے لئے"۔ اس نے ڈنگبم کی طرف مخاطب ہو کر کہا" تم ہو گے"

بوڑھے خانساماں نے اہمیت کا لہجہ اختیار کر کے کہا" میں ان سب کو اچھی طرح یہ بات سکھا دونگا۔ کہ بڑے گھروں میں نوکروں کے آداب اور فرائض کیا ہوتے ہیں"

جس وقت ایلین نے یہ بات سنی۔ کہ رچرڈ کی عنقریب شادی ہونے والی ہے۔ تو اس کے چہرہ پر یکایک فکر کے آثار پیدا ہو گئے۔ اس نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر دبے لفظوں میں کہا" ذرا ڈنگبم کو باہر بھیجدو۔ میں تم سے اور والد سے ایک خاص معاملہ پر گفتگو کرنا چاہتی ہوں"

اس پر مارکیم نے اپنے عمر رسیدہ خادم سے کہا" تم جا کر اس بات کی دیکھ بھال کرو کہ گرینڈ ڈیوک کے نوکروں کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اور ان کی ہر طرح مہمان نوازی کیجائے" یہ حکم پا کر ڈنگبم چلا گیا۔ اس کے بعد رچرڈ نے استفہامیہ نظر سے ایلین کی طرف دیکھا۔ اس نے اٹھ کر کیتھرائن سے کہا" پیاری بہن چند منٹ کے لئے تم بھی دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ۔ میں ایک ضروری معاملہ کی نسبت رچرڈ اور اپنے والد سے گفتگو کرنا چاہتی ہوں"

کیٹ نے یہ درخواست خوشی سے منظور کی۔ اور اٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلی گئی۔ اس کے جانے پر رچرڈ نے فکرمندی کے لہجہ میں پوچھا" ایلین ان سب باتوں کا کیا مطلب ہے؟ خدا کرے۔ اس خوشی میں جو مجھے اس موقعہ پر حاصل ہوئی ہے کوئی بری خبر خلل انداز نہ ہو"

ایلین نے کہا" نہیں اس بارہ میں اطمینان رکھئے۔ لیکن میرے عزیز محسن اور میرے پیارے آبا ذرا میری باتوں کو غور سے سنئے۔ رچرڈ تم چند دن کے عرصہ میں اپنے ساتھ ایک دلہن لانے والے ہو۔ جس سے تمہیں محبت ہے۔ جس کا تم ادب کرتے ہو۔ اور جو یقینا قابل احترام ہے۔ کیونکہ وہ ایک ہم صفت موصوف خاتون ہے۔ نیک پاکباز اور برف کی طرح بے داغ اس لئے رچرڈ میرے نزدیک مناسب نہیں۔ کہ اسے مجھ ایسی عورت کی صحبت میں رکھا جائے۔ جسے سوسائٹی میں ایک قابل اعتراض درجہ حاصل ہے۔۔"

ان لفظوں کا رچرڈ کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ کیونکہ ان کی بدولت وہ ناخوشگوار واقعات اس کی یاد میں پھر تازہ ہو گئے۔ جن کا تعلق مسٹر سنرو کی دختر سے تھا۔ آخر وہ کہنے لگا "ایلن میری اسابیلا بڑی فیاض منش اور نیک دل خاتون ہے۔ اس لئے ..."

ایلن نے انداز شکر گذاری کے ساتھ مسکراتے ہوئے قطع کلام کر کے کہا "نہیں مجھے اپنا بیان ختم تو کر لینے دو۔ میں دراصل اب تمہیں زیادہ عرصہ شش و پنج کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتی۔ رچرڈ تم کہنا چاہتے ہو۔ کہ میں اسابیلا کی صحبت میں رہوں۔ مجھے یہ بات منظور ہے اور اطمینان رکھو۔ کہ میں اس کی صحبت کے ناقابل ثابت نہ ہونگی۔ لیکن میں اسوقت آپ لوگوں کو ایک راز سے واقف کرنا ضروری سمجھتی ہوں۔ جسے معمولی حالات میں میں اسوقت تک چھپائے رکھتی۔ کہ اسے ظاہر کرنیکا موقعہ آجاتا۔ لیکن حالات پیش آمدہ کا تقاضا یہ ہے کہ میں سہر خاموشی کو توڑ دوں۔ مگر اس راز کو ظاہر کرتے ہوئے بھائی میں آپ کی فیاضی اور بردباری سے اس بات کی امید رکھتی ہوں کہ آپ لوگ سردست مجھ سے اس سے زیادہ سوالات نہ پوچھیں گے۔ جس قدر کہ میں ظاہر کرنے کی جرأت کر سکتی ہوں۔ مختصر لفظوں میں اباجان ... رچرڈ وہ راز یہ ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے!"

"شادی"! مارکہم نے حیرت زدہ ہو کر خوشی کے انداز سے کہا۔

مسٹر سنرو نے کہا "میری پیاری بیٹی ایلن آؤ مجھ سے بغلگیر ہو جاؤ۔ کیونکہ اب مجھے تمہاری طرف سے شرسار ہونے کی کوئی وجہ نہیں" یہ کہتے ہوئے اس نے اسے پدرانہ جوش کے ساتھ چھاتی سے لگا لیا

ذرا توقف کے بعد ایلن بولی "ہاں میری شادی ہو چکی ہے۔ اور وہ بھی اس شخص سے جو میرے بچہ کا باپ ہے۔ لیکن اس سے زیادہ سردست میں کچھ اور بیان نہیں کر سکتی میں آپ سردو احباب سے درخواست کرتی ہوں۔ کہ مجھ سے اس بارہ میں کوئی مزید سوال نہ پوچھئے۔ کیونکہ اگر میں ان کا جواب دیتی ہوں۔ تو اپنے شوہر سے وعدہ خلاف ثابت ہونگی یہ بھی یاد رہے۔ کہ اس رازداری کی وجوہ قطعاً نامناسب نہیں۔ اور نہ ان کا میری ذات سے تعلق ہے۔ آئندہ دو تین سال کے عرصہ میں اس راز کو سربستہ رکھنے کی ضرورت باقی نہ رہیگی۔ اتنا بیان کرنے کے بعد اباجان ... اور رچرڈ میں آپ لوگوں سے پوچھتی ہوں کیا آپ کو مجھ پر اس قدر بھروسہ ہے کہ زیادہ سوالات پوچھے بغیر ان باتوں کو قابل اعتماد سمجھ لیں؟

مارکہم نے کہا "میرے نزدیک شبہ کی کوئی وجہ نہیں۔ تم نے اپنی شادی کا خوشگوار واقعہ ظاہر کرنے میں جس مقصد کو پیش نظر رکہا ہے وہ ایسا پاک اور فیاضانہ ہے کہ تمہارے حق میں صدہا دلیلوں سے بہی زبردست سمجہا جا سکتا ہے۔ ایلن میں سچ کہتا ہوں۔ کہ مجہے تم سے ویسی ہی محبت ہے۔ جیسی کسی بہائی کو بہن سے ہو سکتی ہے"

ایلن بہی خوشی اور جوش کے ساتہ کہنے لگی "میں بہی تم سے ویسی ہی محبت رکہتی ہوں جو بہن کو بھائی سے ہوتی ہے۔ اور تم نہیں جان سکتے۔ کہ تمہارے اطمینان بخش الفاظ سے مجہے کس قدر خوشی حاصل ہوئی ہے۔ لیکن جو کچہہ میں نے بیان کیا۔ اس میں کسی طرح کی غلط فہمی واقع نہ ہونی چاہئے۔ میں نہیں چاہتی۔ کہ آپ لوگ سمجہیں۔ میری شادی ہوئے عرصہ ہو گیا ہے اور نہ یہ کہ ماں بننے سے پیشتر میں بیوی کا درجہ حاصل کر چکی تہی" یہ کہتے ہوئے ایلن نے حیاداری سے آنکہیں جہکا لیں "نہیں بلکہ میری شادی اس شخص سے جس نے اپنا نام میرے بچہ کو دینا ہے۔ اس سال جنوری مہینہ کی تیسری تاریخ کو ہوئی تہی"

مسٹر سنرو نے کہا "ایلن میں اس سے زیادہ جاننے کی ضرورت نہیں سمجہتا۔ بہرحال اب تم شادی شدہ ہو۔ اور جب تمہارا بچہ بڑا ہو گا۔ تو اسے یہ جتلانے کی ضرورت نہ ہو گی۔ کہ اس کے والدین کی شادی کس تاریخ کو ہوئی۔ اور اگر اسے اس معمولی غلط فہمی میں رکہا جائے تو کچہہ عیب نہیں ہے"

رچرڈ بولا "پیاری ایلن تمہاری باتوں سے تمہارے والد کا اور خود میرا بہی اطمینان ہو چکا ہے۔ اس لئے ہم دونوں کے لئے نامناسب ہو گا۔ کہ اس راز کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ جسے تمہارے جیسی سمجہدار عورت پوشیدہ رکہنا ضروری سمجہتی ہے۔ میں بیان نہیں کر سکتا۔ کہ یہ خبر سنکر مجہے کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ اور یقین جانو۔ کہ اب تمہارے لئے میری اسابیلا کے سامنے شرمسار ہونے کی کوئی وجہ نہ ہو گی"

ایلن نے دونوں کے ہاتہوں کو محبت سے اپنے ہاتہوں میں لے کر کہا "ابا جان... رچرڈ میں شکر گذار ہوں۔ کہ آپ نے میری بات پر اعتبار کر لیا"

اوہ! اس وقت جب اس کی بڑی بڑی نیلگوں آنکہوں میں خوشی کے آنسو بہرے ہوئے تہے۔ اس کے چہرہ اور گردن پر حیا کی سرخی چہائی ہوئی تہی۔ تو وہ... پیاری ایلن! کیسی حسین... کیسی خوبصورت نظر آتی تہی۔

ذرا وقفہ کے بعد ارکہم نے کہا "تم نے اپنی سہیلی کو کمرہ سے باہر بھیجدیا تھا"
ایلن بولی "میں اسے ابھی بلائے لیتی ہوں۔ کیونکہ خود اس نے بھی آپ کے روبرو بعض اہم واقعات بیان کرنے ہیں"
رچرڈ نے کہا "غالباً وہی داستان جس کا تعلق اس شیطان بصورت انسان مرد اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی قابل نفرت بوڑھی عورت سے ہے۔ جس کی نسبت تم نے کچھ تفصیلات چند ہفتے پہلے مجھے لکھ کر بھیجی تھیں"
ایلن نے کہا "ہاں وہی۔ مگر کچھ واقعات اور بھی ہیں۔ جو آپ لوگوں کے لئے عجیب ثابت ہونگے" یہ کہکر وہ کمرہ سے باہر نکلی۔ اور ذرا دیر بعد کیتھرائن کو ساتھ لئے واپس آگئی۔ صوفہ پر پہلو بہ پہلو بیٹھ جانے کے بعد اس نے کیتھرائن سے کہا "پیاری کیٹ اب تم اپنی داستان کا باقی حصہ رچرڈ کے روبرو اپنے لفظوں میں بیان کردو"
کیتھرائن نے کہا "کم و بیش ایک ہفتہ کا عرصہ گذرا۔ میں تھوڑی دور تنہا سیر کرنے کو نکلی تھی۔ ایلن کی طبیعت ناساز تھی۔ اس لئے وہ میرے ساتھ نہ جاسکی۔ اور مسٹر مرڈسی کام پر شہر میں گئے ہوئے تھے۔ میں پہاڑی پر چڑھ گئی۔ اور تھوڑی دیر اس جگہ کا خوشنما نظارہ دیکھنے کے بعد سامنے کی طرف اتر کر کھیتوں میں چلنے لگی۔ میں مختلف معاملات پر غور کر رہی تھی۔ خصوصاً اس مایوسی پر جو مجھے اپنے والدین کا سراغ حاصل کرنے کے معاملہ میں ہوئی۔ کہ یکایک مجھے ایک شخص اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ اور مجھے یہ دیکھکر کسی قدر تشویش پیدا ہوئی۔ کہ یہ مسٹر بنیکس کفنیا نہ ہے جس کا ذکر ایلن نے اس خط میں کیا تھا جس میں تمام سابقہ واقعات بیان کئے گئے تھے۔ میں واپس لوٹنے لگی۔ تو مسٹر بنیکس نے مجھے آواز دیکر کہا۔ تم مجھ سے ڈرتی کیوں ہو۔ میں تمہارے لئے ایک ضروری خبر لایا ہوں میری امیدیں پھر تازہ ہوگئیں۔ اور مجھے یقین ہوگیا۔ کہ وہ اس سمجھوتہ کو تازہ کرنا چاہتا ہے۔ جو یکایک میرے اور بوڑھی عورت کے درمیان ہوتا ہوتا رک گیا تھا۔ اس کا بھی خوف کا احساس دل سے دور ہوگیا۔ اس نے پاس آکر بیان کیا۔ کہ میرے دوست کے پاس چند کاغذات ہیں۔ جن سے تمہاری ولدیت کا راز پورے طور منکشف ہوجائے گا۔ آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ خبر سنکر میرے دل میں کتنی خوشی محسوس ہوئی۔ میں اس کی بات پر پورے طور پر اعتبار کرتی بھی ڈرتی تھی۔ کہ کہیں پھر

مایوسی نہ ہو یا دہوکا نہ دیا جائے۔ لیکن امید کا سہارا چھوڑنے کو بھی جی نہ چاہتا تہا۔ بینکس کی باتیں راستی پر مبنی نظر آتی تھیں۔ گو وہ اپنے طریق پر انہیں ناحق پیچیدہ بنا رہا تہا۔ آخر وہ کہنے لگا۔ میرے دوست نے سارے کاغذات بہت بڑی رقم خرچ کر اس بوڑہی عورت سے خرید لئے ہیں۔ اور اب اگر تم کچہہ نفع دیکہکر انہیں حاصل کرنا چاہو تو لے سکتی ہو مختصر یہ کہ اس نے مجہسے ان کاغذات کے پانسو پونڈ مانگے۔ اور کہنے لگا۔ کہ یہ سودا تمہارے لئے مہنگا نہیں۔ کیونکہ ان کاغذات میں تمہاری ماں کے اپنے ہاتہہ کے لکہے ہوئے خطوط موجود ہیں۔"

یہاں پہنچکر کیٹ کی آنکہوں میں آنسو بھر آئے۔ لیکن اس نے انہیں جلدی ہی پونچھ کر کہا۔ "میں نے مسٹر بینکس سے کہا تہا۔ اتنا روپیہ میرے پاس جمع نہیں ہے۔ اس لئے یا تو مجہے اپنے وکیل سے حاصل کرنا پڑے گا۔ یا اپنے محسن رچرڈ کے اٹلی سے واپس آنے تک انتظار کرنا ہوگا۔ میں نے اس سے یہ بہی کہا۔ کہ نہ تو میرا وکیل مسٹر وہارٹن اور نہ خود رچرڈ یہ تحقیق کئے بغیر کہ ان کاغذات کی قدر و قیمت کیا ہے۔ روپیہ دینا منظور کریں گے وہ اس اعتراض کے لئے بہی تیار تہا اور کہنے لگا۔ کہ تم جس روز چاہو۔ اپنے متعلقین میں سے کسی مرد یا عورت کو ساتہہ لے کر میرے ہاں ان کاغذات کو دیکہہ سکتی ہو۔ پھر تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کی قیمت کیا ہے۔"

رچرڈ بولا۔ "آدمی تو پورا بدمعاش ہے۔ لیکن مجہے اس کی تجویز معقول معلوم ہوتی ہے میں خیال کرتا ہوں۔ معاملہ ضرور کچہہ اہمیت رکہتا ہے۔ پھر تم نے اسے کچہہ جواب بہی دیا یا نہیں؟"

"میں نے اسے فقط اتنا کہا تہا۔ کہ دوستوں سے مشورہ کرکے دو ایک دن تک جواب لکہوں گی۔ وہ کہنے لگا۔ بہر حال وقت ضائع نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ میرا دوست مع اوقات کو ناپسند کرتا ہے۔"

رچرڈ مارکہم کہنے لگا۔ "وہ دوست بلاشبہ وہی بدمعاش انتھنی ٹڈ کنز ہے بظاہر وہ خود اس معاملہ میں اس لئے حصہ نہیں لیتا۔ کہ میں اس کا کہوج لگا لوں گا۔ اس لئے اس نے بینکس کو اپنا کارکن بنایا ہے۔ اب میں اس سارے معاملہ کو اچہی طرح سمجہ گیا۔"

کیتھرائن نے کہا کہ "گھنٹے سے جدا ہونے سے پیشتر میں نے اس سے کہدیا تہا کہ

میں تمہارے مکان پر نہیں آسکتی۔ البتہ اگر میرے دوستوں نے منظور کیا۔ تو تم نے خود وہ کاغذات لے کر مسٹر وہارٹن کے دفتر یا مارکیم پلیس میں آجاتا۔ مگر اس سے اس نے انکار کیا۔ اور کہنے لگا کہ ان کاغذات کو میرے ہی مکان پر دیکھا اور خریدا جا سکتا ہے اور وہ بھی چوبیس گھنٹے پیشتر اطلاع دیکر"

رچرڈ بولا۔ "میں سارے حالات سمجھ گیا۔ ٹڈ کنز کو اپنے ساتھی پر اعتبار نہیں۔ اور وہ نہیں چاہتا۔ کہ وہ ان کاغذات یا ان کی قیمت کو اپنے پاس رکھے۔ اس لئے وہ وقت مقررہ پر بینکس کے مکان پر چھپا رہے گا۔ اسی لئے وقت کی قید لگائی گئی ہے۔"

کیتھرائن نے کہا۔ "میں نے واپس آکر یہ سارے حالات ایلن اور مسٹر منرو سے بیان کر دئے تھے۔ اور چونکہ اس اثنا میں آپ کے انگلستان واپس آنے کی اطلاع مل چکی تھی۔ اس لئے یہی فیصلہ کیا گیا۔ کہ آپ کے مشورہ اور منظوری کے بغیر کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ میں نے یہی بات مسٹر بینکس کو لکھدی۔ اور اسے اطلاع دی کہ میں ہفتہ عشرہ میں تمہیں پورا جواب دے سکونگی۔"

رچرڈ کہنے لگا۔ "پیاری کیٹ تم نے بڑی دور اندیشی سے کام لیا۔ مجھے حیرت ہے کہ مردہ فروش نے کہیں اپنی حرص کو دور اندیشی پر غالب آنے کا موقعہ تو نہیں دیدیا لیکن خیر اس کا ذکر پھر ہوگا۔ اب میں اس بات کا انتظام کر دوں گا۔ کہ تم مسٹر وہارٹن کو تکلیف دئے بغیر کاغذات خرید سکو۔ گورنمنٹ کیسل سکالا کی فیاضی سے میری آمدنی اب معقول ہے۔ اور یقیناً آئندہ مجھے مالی مشکلات سے تکلیف نہ ہوگی۔ تم اطمینان رکھو کہ ہم ان بدمعاشوں کو جو مقدس ترین انسانی رشتوں کے معاملہ میں بھی یوں بے دردی سے تجارت کرتے ہیں۔ روپیہ دے کر وہ کاغذات خرید لیں گے۔ لیکن میری مصروفیتیں اس قدر بڑھی ہوئی ہیں۔ کہ میں چند دن تک اس اہم معاملہ کی طرف توجہ نہ دے سکوں گا۔ البتہ کل اسے خط لکھدیا جائے گا۔ کہ میں تم سے ایک ہفتہ بعد رات کے آٹھ بجے تمہارے مکان پر ملوں گا۔ اسوقت تاریکی ہو جاتی ہے۔ اور اس بات کا بھی اندیشہ نہ ہوگا کہ کوئی مجھے ان نواحات میں دیکھ نہ لے۔"

کیتھرائن نے ہمارے ہیرو کا اس تازہ عنایت کے لئے شکریہ ادا کیا۔ رات کو بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ جس کی دلچسپی میں وقت گذرتا بالکل معلوم نہ ہوا۔ یہاں تک

کر اسی طرح رات کے دو بج گئے۔ اور آخر اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے کمروں میں جا کر سو
اس سے دوسرے دن سارے آدمی علی الصباح ہی بیدار ہو گئے۔ کیونکہ انہیں
بہت سے ضروری کام انجام دینے تھے۔ چنانچہ ایلن اور مسٹر مسز صبح کی حاضری سے
فارغ ہو کر اس قسم کا سامان خریدنے کے لئے شہر کو روانہ ہو گئے۔ جو مکان کو دلہن
کی آمد کے حسب حال بنانے کے واسطے ضروری تھا۔ روپیہ میں کچھ ایسی برقی طاقت
ہے۔ کہ کاہل ترین دوکاندار بھی پھرتیلے ہو جاتے ہیں۔ ہر چند کہ وقت تنگ تھا لیکن
مسٹر مسز نے اپنے سابقہ تاجرانہ تجربہ کی مدد اور اس کی دختر نے اپنے مذاق سلیم کی بدولت
سارا سامان اس قسم کا خریدا۔ جو نہایت پسندیدہ تھا۔ چنانچہ سہ پہر کو فت نئے اور قیمتی
سامان سے لدی ہوئی کئی گاڑیاں چینی اور شیشے کے بے شمار ظروف۔ پردے۔ قالینیں
غالیچے اور اسی قسم کا بہت سا سامان مارکیم پلیس میں پہنچ گیا۔ ادھر اس مکان میں بھی کچھ
کم چہل پہل نہ تھی۔ رچرڈ علی الصباح ہی گرینڈ ڈیوک کی گاڑی پر سوار ہو کر رچمنڈ کو چلا
گیا۔ اور کیتھرائن گھر کے انتظامات میں مصروف رہی۔ میرین نے دو تین عورتیں اپنی مدد کو
رکھ لی تھیں۔ اور ڈنگہم نے اپنی ذمہ داری پر تین معتبر نوکروں کا اضافہ کر لیا۔ اس
طرح پر جب نوجوان پرنس یعنی ہمارا رچرڈ مارکیم شام کے پانچ بجے واپس آیا۔ تو پرانے
مکان میں کچھ ایسی رونق اور ایسی آرائش نظر آتی تھی۔ کہ وہ حیرت زدہ ہو گیا۔ اور اس
نے ان لوگوں کا جن کے اہتمام سے سارا کام پایۂ تکمیل کو پہنچا تھا۔ تہ دل سے شکریہ
ادا کیا۔

نواں باب شادی۔ گرین وچ کی پیشمانی

آخر کار وہ مبارک صبح نمودار ہوئی جس کو رچرڈ مارکیم اور شہزادی اسابیلا کی شادی
ہونے والی تھی۔ موسم نہایت خوشگوار اور فرحت بخش تھا۔ آسمان پر بادلوں کا نشان بھی
نظر نہ آتا تھا۔ اور قدرت ابتدائے بہار کی خوشی سے مسکراتی تھی۔

مارکیم سات بجے کے قریب بیدار ہوا۔ اور اس نے اپنا سادہ لباس پہنا۔
لیکن اس کی چھاتی پر وہی ستارہ نما تمغہ چمک رہا تھا۔ جو اس کے اعلیٰ رتبہ کا نشان تھا

آج وہ جیسا خوبصورت اور شکیل نظر آیا۔ ویسا اس سے پہلے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ حتیٰ کہ اس وقت بھی نہیں۔ جب اپنی پہلی کامیابی کی غیر معمولی خوشی میں سرشار۔ وہ قصبۂ اسٹیلا میں داخل ہوا۔ اور وہاں کے باشندوں نے اسے پرجوش مبارکباد دی تھی۔

صبح کا ناشتہ کرنے کے لئے وہ اپنے کمرہ سے اترا تو اس نے دیکھا۔ کہ مسٹر مسز و ایلن اور کیتھرائن پہلے سے میز پر جمع ہیں۔ ان میں سے ہر ایک نے اس قسم کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جو شادی کی تقریب کے لئے موزوں سمجھا جا سکتا ہے۔ آٹھ بجے گرینڈ ڈیوک کی گاڑی دروازہ پر آئی۔ اور ہمارا ہیرو اپنے متعلقین سمیت رچمنڈ کی طرف روانہ ہوا۔

گاڑی میں بیٹھ کر ایلن اپنے دل سے کہنے لگی "کیسا عجیب اتفاق ہے۔ کہ میں نے بھی اپنے شوہر کے ساتھ اپنا چوبیس گھنٹہ کا زمانہ ہنی مون انہی نواحات میں بسر کیا تھا جہاں رچرڈ اپنی دلہن کو لانے جا رہا ہے"

گاڑی تیزی کے ساتھ چلتی گئی۔ اور ٹھیک ۱۰ بجے اس عالیشان محل کے سامنے ٹھیری۔ جو اب قصر شاہی کا درجہ حاصل کر چکا تھا۔ رچرڈ اور اس کے ساتھیوں کو نشستگاہ میں پہنچایا گیا۔ جہاں گرینڈ ڈیوک اور ڈچس۔ ان کے ایڈیکانگ اور چند سربرآوردہ مہمان منتظر تھے۔ مسٹر مسز۔ ایلن اور کیتھرائن کا گرینڈ ڈیوک اور ڈچس نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہمارے ہیرو نے ان کا ذکر موزوں تعریفی لفظوں میں کیا ہے۔ اس کے ذرا دیر بعد اسابیلا بھی وہاں آ گئی۔ انگلستان کے ایک امیر کبیر کی دو بیٹیاں سہیلیوں کے طور پر اس کے ساتھ تھیں۔ رچرڈ نے اپنے دوستوں کا شہزادی سے معانقہ کرایا۔ اور وہ ان سب سے بڑے تپاک سے ملی۔ لیکن اگر اس کی طرف سے کسی کے ساتھ زیادہ اخلاق کا برتاؤ کیا گیا۔ تو وہ ایلن تھی خود ایلن نے بھی اس بات کو محسوس کیا۔ کیونکہ اس نے رچرڈ پر فوراً ہی انتہائی شکر گذاری کی نظر ڈالی گویا وہ زبان حال سے یہ کہنا چاہتی تھی۔ کہ یہ سب آپ ہی کی عنایت ہے

اس وقت اسابیلا بالکل بے داغ سفید لباس میں جبکہ اس کے رخساروں پر حیا کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔ کیسی خوبصورت معلوم ہوتی تھی اسکے چہرہ پر ایک ایسی ناقابل بیان شرمیلی معصومیت کا ایک ایسا ہالہ نظر آتا تھا۔ جس کا دیکھنے والے پر اسکے دلفریب حسن سے بھی زیادہ اثر پڑتا تھا آنکھیں نیچے کی طرف جھکی ہوئی سیاہ ریشمی پلکیں بند کئے ہوئے

اس کے رخساروں کو چھوتی تھیں۔ چہرہ پر انتہائی پاکبازی کی وہ جھلک نمودار تھی۔ جسے عام طور پر فرشتوں سے منسوب کیا جاتا ہے۔ حسن ایسا دلفریب اور ایسا شاندار تھا۔ کہ دیکھنے والے کے دل میں تعریف سے بھی بڑھ کر پرستش کا جذبہ پیدا ہوتا تھا۔ شاعر آنکھوں کی تشبیہ ستاروں سے۔ دانتوں کی عاج سے۔ لبوں کی مونگے سے۔ چھاتی کی برف سے بدن کی موزونیت کی زنان دریائی اور آہستہ خرامی کی پریوں سے دیا کرتے ہیں۔ لیکن یہ ساری تشبیہات بھی اس حسن کی پوری کیفیت ظاہر کرنے سے قاصر ہیں۔ جو قدرت کی طرف سے اس پاکباز اطالوی دوشیزہ کو ملا تھا۔ جو اس وقت شادی کے لباس میں ملبوس تھی۔

اس تقریب پر دوگونہ مراسم ادا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ رچرڈ مذہباً پراٹسٹنٹ اور اسابیلا رومن کیتھولک تھی۔ اس لئے پہلے کلیسائے انگلستان کے ایک پادری نے ان کا عقد مناکحت گرینڈ ڈیوک کے محل میں خاص لائسنس کے ذریعہ کیا۔ اس کے بعد ساری جماعت گاڑیوں پر سوار ہو کر میمر سمتھ کے رومن کیتھولک گرجا میں پہنچی اور وہاں اس مذہب کے طریق پر از سر نو رسم شادی ادا کی گئی۔

آج رچرڈ کی بہترین دنیاوی امیدیں پوری ہو گئیں۔ اور وہ بات ظہور میں آئی۔ جس کی بدولت اسے دائمی خوشی حاصل ہو سکتی تھی۔ آج زمانہ ماضی کے تمام رنج والم پر پردہ پڑ گیا۔ اس موقعہ پر جب اسے وہ زمانہ یاد آیا۔ جب اول مرتبہ اسکی اسابیلا سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور اس نے سوچا کہ اس وقت میری محبت کا انجام کس قدر مایوسی بخش نظر آ رہا تھا۔ پھر اس کے بعد جب اس نے ان تمام واقعات پر غور کیا۔ جو رفتہ رفتہ ان مشکلات کو رفع کرتے گئے۔ تو خوشی کے اس انتہائی لمحہ میں جبکہ وہ اپنی معشوقہ کے پہلو میں دوزانو بیٹھا تھا۔ اسے یہ سوچ کر انتہائی حیرت ہوئی۔ کہ اس قادر مطلق کے طریقے کس قدر ناقابل فہم ہیں۔ جو اگر چاہے۔ تو ان باتوں کو جو ابتدا میں محض ایک خواب و خیال کا درجہ رکھتی ہیں۔ بڑی آسانی سے عملی صورت دے سکتا ہے۔

شادی کی رسمیں ادا ہو چکیں۔ تو یہ جماعت پھر قصر رچمنڈ میں پہنچی۔ جہاں ایک نہایت شاندار دعوت تیار تھی۔ اس خوشی میں رنج اور افسردگی کی کوئی خفیف جھلک پیدا ہوئی۔ تو وہ صرف اس لئے تھی کہ اسابیلا عنقریب اپنے والدین سے جدا ہونیکو تھی۔

آخر جب دعوت ختم ہوئی۔ تو اسابیلا اپنی ماں اور سہیلیوں سے رخصت کی تیاری کرنے کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اس موقعہ پر گرینڈ ڈیوک نے ایک سربمہر پیکٹ رچرڈ کے حوالہ کر دیا۔ اس کے چند منٹ بعد اسابیلا واپس آئی۔ اور اپنے والدین سے رخصت ہونے لگی۔ ذرا دیر بعد رچرڈ اپنی حسین دلہن کو لیکر گاڑی میں سوار ہو گیا۔ اور مسٹر مسز ایلن۔ کیتھرائن دوسری گاڑی میں پیچھے پیچھے روانہ ہوئے۔ شام کے چار بجے دولہا دلہن مارکیم پلیس کے دروازہ پر اترے۔ اور یہی مقام آئندہ کے لئے پرنس اور پرنسس آف مونٹونی کی جائے سکونت قرار پایا۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ بوڑھے خانساماں ڈنگھم کو اس وقت کس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ جب اس نے اپنے نوجوان آقا کو دلہن سمیت گاڑی سے اترتے دیکھا! کچھ عرصہ بعد موقعہ پاکر وہ مسٹر مسز سے کہنے لگا۔ "میں بڑے ہی ضبط سے کام لے کر خوشی کے اس غیر معمولی اظہار سے باز رہا جو میں نے اس موقعہ پر سنائی تھی۔ جب میرے آقا کو کیپل سکالا میں فتوحات حاصل ہوئیں۔ یا وہ اول مرتبہ مکان پر واپس آیا۔ اب بھی جی چاہتا ہے۔ کہ اسی طرح الٹی سیدھی زقند لگاؤں۔ لیکن ماتحت نوکروں کا خیال مانع ہے۔ میں کوشش کروں گا۔ کہ اس ضبط کو قائم رکھوں۔ مگر اس کا وعدہ نہیں کر سکتا۔" پھر اس نے پراسرار لہجہ میں کہا۔ "مسٹر مسز آج رات میں شامپین شراب کے جام کے جام لنڈھا دونگا۔"

اسی رات کو گیارہ بجے کا وقت تھا۔ کہ ایلن بڑی احتیاط سے مکان کا عقبی دروازہ کھول کر باہر نکلی۔ باغیں باغ سے تیزی کے ساتھ گذرتی ہوئی پھاٹک سے نکل کر وہ جلد جلد قدم اٹھاتی اس پہاڑی پر چڑھ گئی۔ جس کی چوٹی پر دو درخت اگے ہوئے تھے نیچے پر ایک مرد بیٹھا تھا۔ ایلن نے قریب جا کر اپنی باہیں اس کے گلے میں ڈال دیں۔ اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ اس سے پیار و محبت کرنے لگی۔ پھر اس کے پہلو میں بیٹھ گئی اس نے اسے اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور محبت کے ساتھ اسے بوسے دینے لگا۔

یکایک ایلن فکرمند لہجہ میں بولی "کیا بات ہے۔ کہ آج تم خوش نہیں ہو! تمہاری ناخوشی کا علم مجھے اس رقعہ کے مضمون سے بھی ہوا تھا۔ جو ابھی میرین نے مجھے پہنچایا۔ اب تمہارے برتاؤ سے اس خیال کی تصدیق ہو رہی ہے۔"

گرین وڈ نے ... کیونکہ یہ شخص ایلن کا شوہر مسٹر گرین وڈ ہی تھا ... اس سوال

کا براہ راست جواب نہ دیتے ہوئے کہا "ایلن میں بیان نہیں کر سکتا۔ کیا بات ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ تم مجھے اس سے پہلے اس قدر پیاری کبھی معلوم نہ ہوئی تھیں۔ جتنی آج معلوم ہوئی ہو"

"کیا میں سچ مچ تمہیں عزیز ہوں"؟ اس نے خوشی سے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"بے شک ہو" گرین وڈ نے جواب دیا۔ گو اس کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ محسوس کرتا ہے۔ مجھ سے ایک ایسی کمزوری کا اظہار ہو رہا ہے۔ جس پر میں غالب نہیں آ سکتا۔ اور اس کے لئے وہ بظاہر شرمساری بھی محسوس کرتا تھا" ایلن تم سچ مچ مجھے عزیز ہو۔ میرا دل اب کسی سے محبت کرنے ... کسی سے محبت کرانے کا بہت خواہشمند ہے"

ایلن نے اپنے ہونٹ اس کے لبوں سے لگا کر کہا" کیا میں تم سے محبت نہیں کرتی؟ بیشک ایک وقت ایسا تھا۔ جب میں خیال کرتی تھی تم سے مجھے کبھی محبت نہیں ہو سکتی۔ اس وقت جب کہ میں نے تم سے محض اپنے بچہ کی خاطر شادی کی تھی۔ لیکن رسم شادی ادا ہونے کے بعد میرے اندر خود بخود تمہارے لئے محبت پیدا ہو گئی ہے۔ سچ جانو میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ ... دلی محبت کرتی ہوں۔ اور ان واقعات کو بھی نظر انداز کر چکی ہوں۔ جو زمانہ گذشتہ میں ہمارے درمیان پیش آئے"

گرین وڈ کی پلکوں پر آنسو کا ایک قطرہ نمودار ہوا۔ مگر اس نے اسے جلدی سے پونچھ کر کہا" ایلن تم بہت ہی پیاری لڑکی ہو۔ لیکن مجھے حیرت ہے۔ کہ میرے سینہ میں وہ جذبات جن سے میں اب تک ناواقف تھا۔ کیوں پیدا ہو رہے ہیں؟ کیا اس لئے کہ مجھے اس کی خوشی پر رشک ہے۔ یا اس لئے کہ میں اس راحت خانگی کو ترستا ہوں۔ جس سے وہ بہرہ اندوز ہے۔ یا اس لئے کہ میں اس چھوٹی اور فریبی دنیا سے تنگ آ چکا ہوں ..."

ایلن کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے تھے۔ وہ بولی" افسوس! کیا سچ مچ یہ دنیا ایسی ہی چھوٹی اور ریاکار ہے؟ یا اس کا وہ طبقہ ہی ایسا ہے جسے تم نے اپنے لئے تلاش کیا؟ ذرا اس طرف دیکھو" اس نے محل کی طرف اشارہ کر کے کہا" کیا وہاں کسی چھوٹ ... کسی فریب ... کسی بناوٹ کو دخل ہے؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے

کہ جس کی اس گھر میں حکومت ہے۔ وہ ہمیشہ ایسی ہمدردی کا حامی رہا ہے۔ جو دوسروں کی زندگی کو خوشگوار بنانے والی ہو۔ اس کی طرف سے ہر ایسی رعایت کا اظہار ہو رہا ہے جس کی بدولت اکٹھا رہنے والوں میں اعتماد اور محبت پیدا ہو۔ جس طبقہ کو اس نے اپنے لئے پسند کیا۔ وہ اس کی اپنی نیکیوں کی بدولت مزید پاکیزگی حاصل کر چکا ہے اسکی ذاتی خوبیوں کی روشنی ان تمام دلوں کو منور کرتی ہے۔ جو اس کے گرد موجود ہیں۔ اس حلقہ میں رہنے والے سبھی نیک ہیں یا نیک بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خود نیک ہے۔ لیکن افسوس جس حلقہ کو تم نے اپنے لئے پسند کیا۔ وہاں ہر فرقت طوفانی سمندر کی طرح خود غرض ہجوم کے اندر تلاطم اور بے چینی ہی پائی جاتی ہے وہاں نیکی عنقا ہے۔ کیونکہ کوئی اس کی نظیر قائم کرنے والا نہیں۔ تمہارے حلقہ میں خودی کا راج ہے۔ مگر چرڈ کی دنیا میں خودی کو دوسروں کی بہتری پر نثار کر دیا گیا ہے اسی لئے وہ اقبال مند ہے... اسی لئے وہ خوش ہے..."

"اسی لئے میں مصیبت زدہ ہوں... اسی لئے میں غیر مطمئن ہوں" گرین وڈ نے بڑی بے صبری کے ساتھ کہا۔ "مگر نہیں ایلن اس گفتگو کو جانے دو۔ ورنہ بخدا میں دیوانہ ہو جاؤں گا۔"

ایلن نے گھبرا کر کہا۔ "میرے عزیز شوہر کیا بات ہے۔ کہ آج تم اس قدر پریشان نظر آتے ہو؟ آجتک تمہارے مزاج میں سکون غالب رہتا تھا۔ بلکہ مجھے معاف کرنا۔ تمہاری طبیعت میں سرد مہری اور دنیا داری کا عنصر اتنا غالب تھا۔ کہ نازک ترین جذبات اس پر بالکل اثر نہ ڈال سکتے تھے۔ مگر کیا بات ہے کہ آج تمہارے اندر ایسی غیر معمولی تبدیلی نظر آتی ہے؟ خدا کرے اس کی مثال کا تمہارے دل پر بھی اثر ہو۔ تم بھی خودی کی ان راہوں کو ترک کر دو۔ جنہیں اختیار کر کے تم نے یہ تلخ تجربہ حاصل کیا۔ کہ ان پر چل کر انسان دائمی خوشحالی کی منزل تک ہرگز نہیں پہنچتا۔ خدا کے لئے میری باتوں سے ناراض نہ ہونا کیونکہ میں کسی حال میں تمہیں آزردہ کرنا نہیں چاہتی۔ بلکہ آج جب کہ تم اس قدر تبدیل ہو چکے ہو یا تمہارے اندر تبدیلی کی جھلک نظر آتی ہے۔ میں تم سے پہلے کی نسبت دس ہزار گنا زیادہ محبت کرتی ہو۔ میری التجا منظور کرو۔ اور آج ہی اپنے مصنوعی نام کو ترک کر کے... اس بناوٹ کو چھوڑ کر جو تم نے اختیار کر رکھی ہے۔ اس مکان کو

چلو۔ جہاں تمہارا استقبال دلی محبت کیا تہ ہوگا۔ جہاں ۔۔"

"نہیں ایلن ہنس کر گرین وڈ نے کسی قدر جھلا کر کہا۔ میرا غرور اس کی اجازت نہیں دیتا۔ میری نکبت اس راہ میں حائل ہے۔ خدا کے لئے مجھ سے اس طرح پر گفتگو نہ کرو۔ ورنہ میں فوراً ہی اٹھ کر چلا جاؤں گا۔ تم مجھے اسی طرف جانے دو۔ جدھر میرا مقدر لئے جاتا ہے۔ وقت مقررہ سے ایک دن ۔۔۔ ایک گھنٹہ پہلے بھی میں اس سے نہیں مل سکتا۔ میں جانتا ہوں میری قسمت نے پلٹا کھا لیا ہے۔ لیکن میں پھر سنبھلنے کی کوشش کروں گا اگر وہ بدذات ٹالمنس مجھے دھوکا نہ دیتا۔ تو میں آخر کب کا سنبھل گیا ہوتا۔ لیکن مایوسی میرے عقیدہ میں داخل نہیں ہے۔ میری ساکھ بنی ہوئی ہے۔ مالی معاملات میں اپنی قابلیت سے فائدہ اٹھا کر میں پھر بہت جلد اعلیٰ حالت پر آ جاؤں گا۔"

"لیکن اس بات کا تو وعدہ کرو کہ تم پھر کوئی ایسا خوفناک کام اختیار نہ کرو گے۔"

"ایلن شاید تمہارا اشارہ ان جعلی ہنڈیوں کی طرف ہے۔" گرین وڈ نے جلدی سے کہا "مگر اطمینان رکھو۔ جس نام کو اس نے عظمت دی ہے میں ہرگز اسے بدنام کرنے کی کوشش نہ کروں گا۔"

ایلن کے دل میں یکایک کچھ خیال آیا۔ اور وہ کہنے لگی "تمہیں یاد ہے۔ جس روز تمہاری شادی ہوئی۔ تو تم نے کہا تھا۔ کہ جس نام میں میں تمہیں شریک کرتا ہوں وہ نسلوں تک جائے گا۔۔"

گرین وڈ نے جلدی سے کہا "بے شک جائے گا۔ ایلن میری پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ ہاں نام وہی ہے گو کوشش کسی اور کی ہے۔" پھر اس نے افسردگی کے لہجہ میں کہا "بے شک وہ نام نسلوں تک جائے گا۔ لیکن میری کوشش سے نہیں میں حیران ہوں۔ آج طبیعت اس قدر افسردہ کیوں ہے۔ گو تمہاری موجودگی مجھے بہت کچھ اطمینان دے رہی ہے۔ ایلن ذرا غور کرو۔ کہ اس وقت جبکہ رچرڈ اپنی خوبصورت دلہن کے پاس اس عالیشان محل میں آرام کی نیند سوتا ہے۔ ہم یوں ایک دوسرے سے خفیہ طور پر ملتے ہیں۔ گویا ہمارے تعلقات ناجائز ہوں۔۔ گویا۔۔"

"آخر اس میں قصور کس کا ہے؟" ایلن نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا۔ "کیا اگر تم چاہو تو فوراً ہی اس تمام رازداری کا خاتمہ نہیں کر سکتے؟"

"نہیں مجھ سے یہ نہ ہوگا میں ایسا نہیں کر سکتا" گرین وڈ نے از سر نو جوش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ایلن اس ذکر کو جانے دو۔ کیونکہ اس معاملہ میں میرا ارادہ اٹل ہے۔ اگر تم کو مجھ سے محبت ہے۔ تو میری خودداری کو صدمہ پہنچانے کی کوشش نہ کرو۔ میری افسردگی جلدی ہی دور ہو جائے گی۔ اس کی وجہ شاید رشک ... غالباً حسد ہے۔ لیکن نہیں ایلن حسد اس کے لئے صحیح لفظ نہیں۔ کیونکہ میرے اندر لاکھ عیب ہوں اس سے مجھے بہر حال محبت ہے۔ البتہ یہ مایوسی ... یہ افسردگی اس لئے ہے کہ میری ساری محنتوں کا انجام کچھ بھی نہیں۔ جب میں اپنی حالت کا اس کی حالت سے مقابلہ کرتا ہوں۔ تو مایوسی کے جذبات از خود دل پر طاری ہو جاتے ہیں۔ باوجود اس کے ایلن مجھے اس کی ذات پر فخر ہے۔ اور ایسا ہونا قدرتی ہے ..."

ایلن نے پھر اپنے شوہر سے بغل گیر ہو کر کہا "تمہارا یہ احساس فیاضی پر مبنی ہے اور ان لفظوں کو تمہاری زبان سے سنکر میرا جی خوش ہوتا ہے"

گرین وڈ کہنے لگا "میں نہیں جانتا میرے منہ سے اس وقت کیا نکل رہا ہے۔ خیالات پریشان ہیں ... دماغ الجھا ہوا ہے۔ آؤ اب ہم ایک ہم دوسرے سے جدا ہوں۔ ہم پھر تھوڑے عرصہ بعد ملیں گے۔ اور اس وقت میں تمہیں بتاؤں گا۔ کہ خوش نصیبی کی منزل تک پہنچنے میں جس کا میں نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے۔ مجھے کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے"

ایلن نے کہا "ہمیں ضرور جلدی ہی ایک دوسرے سے ملنا چاہیئے۔ مگر یہاں نہیں" اس نے درختوں کی طرف اشارہ کر کے کہا "اس جگہ تمہاری طبیعت رنجیدہ ہوتی ہے"

"اچھا میں کوئی اور جگہ تلاش کر لوں گا۔ الوداع ایلن الوداع پیاری ایلن ..."

"الوداع میرے جان سے عزیز شوہر"

اس کے بعد دونوں پھر بغل گیر ہوئے۔ اور ایک دوسرے سے رخصت ہو گئے ایلن مکان کی طرف واپس چلی۔ لیکن گرین وڈ کچھ دیر تک پہاڑی پر ہی کھڑا رہا۔

دوسرے روز صبح کو حاضری سے فارغ ہو کر چرچ اپنی دلہن کو ساتھ لئے باغ کی سیر کو نکلا۔ راستہ چلتے ہوئے اس نے کہا "پیاری اسابیلا آؤ میں تمہیں اس پہاڑی کی چوٹی پر لے چلوں۔ جہاں میں تمہیں اس محبت کی یادگار دکھانا چاہتا ہوں جو میرے اور میرے بھائی کے درمیان قائم ہے۔ یہ یادگار اس مقام کی علامت ہے

جہاں ہمیں ایک دوسرے سے ملنا ہے"

یہ دونوں پہاڑی پر چڑھ کر ان دو درختوں کے قریب پہنچ گئے۔ مگر جونہی رچرڈ کی نظر اس درخت پر پڑی۔ جسے یوجین نے اپنے ہاتھ سے بویا تھا۔ اس نے حیرت زدہ ہو کر اسابیلا کا ہاتھ اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ وہ گھبرا کر اپنے شوہر کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ مگر اس کا اندیشہ فوراً ہی خوشی میں بدل گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ خود رچرڈ کے بشرہ سے ناقابل بیان خوشی ظاہر ہو رہی ہے۔

یکایک وہ بولا "شکر ہے کہ یوجین زندہ ہے! معلوم ہوتا ہے وہ پھر یہاں آیا۔ اور اس مقام پر ہو کر گیا ہے۔ دیکھو اسابیلا یہ اس کے اس جگہ آنے کی علامت ہے"

شہزادی نے درخت پر نظر ڈالی۔ تو دیکھا۔ کہ اس پر ذیل کے الفاظ کندہ تھے:-

یوجین

۲۵ دسمبر ۱۸۳۶ء

یوجین

۱۷ مئی ۱۸۳۸ء

یوجین

۶ مارچ ۱۸۴۱ء

رچرڈ کہنے لگا "اس سے ظاہر ہے کہ یوجین کل یہاں آیا تھا۔ شکر ہے کہ وہ ابھی تک مجھے نہیں بھولا۔ اور اپنے بھائی کی یاد اس کے دل میں تازہ ہے۔ یقیناً اسے میری خوشی ... میری اقبال مندی کی خبر پہنچ گئی ہوگی۔ اور شاید اس نے یہ بھی سن لیا ہو۔ کہ کل میری راحت کا پیمانہ پیاری اسابیلا کی شادی سے پر ہو گیا۔ میرے نزدیک یہ کتبہ اس مبارکباد کی علامت ہے۔ جو وہ ہم دونوں کو دینا چاہتا ہے"

اب اسابیلا بھی اپنے شوہر کی خوشی میں شریک ہو گئی۔ اور کچھ عرصہ وہاں ٹھہرنے کے بعد یہ دونوں مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ گاڑی دروازہ پر منتظر تھی۔ اس پر سوار ہو کر رچرڈ نے گاڑیبان کو وولچ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ جب گاڑی وہاں اس گھاٹ پر پہنچی جس پر رچرڈ دو دن پیشتر جہاز سے اترا تھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایک کشتی پہلے سے انہیں کیسل سکالا کے جہاز تک لے جانے کے لئے منتظر ہے۔ اس پر سوار ہو کر وہ جہاز

کے قریب پہنچے۔ تو گرینڈ ڈیوک اور گرینڈ ڈچس نے صحن جہاز پر ان کا پرتپاک استقبال کیا۔ اسابیلا کے اپنے والدین سے جدا ہونے کا وقت آپہنچا تھا۔ کیونکہ البرٹو اور اس کی ملکہ دونوں تخت نشین ہونے اپنے ملک کو واپس جا رہے تھے۔ گرینڈ ڈیوک نے رچرڈ کو علیحدگی میں لے جاکر کہا۔ "بیٹا تمہیں وہ وعدہ یاد ہوگا۔ کہ اپنے بہائی سے ملنے یا ملاقات کا وقت گذرنے کے بعد تم فوراً ہی مونٹونی میں چلے آؤ گے۔"

مارکیم نے جواب دیا۔ "میں اپنی پیاری اسابیلا کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہوا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ میرا بہائی ضرور وقت مقررہ پر مجھ سے ملیگا کیونکہ میں نے معلوم کیا ہے۔ کل وہ اس مقام پر جہاں ہماری ملاقات وقت مقررہ پر ہونے والی ہے۔ آیا تھا۔ اور جس درخت کو اس نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہوا ہے۔ اس پر اپنا نام کندہ کر گیا۔"

گرینڈ ڈیوک بولا۔ "رچرڈ۔ اور بھی خوشی کی بات یہ ہے۔ اور سچ پوچھو تو تم ایسے نیک لڑکے ہو۔ کہ میرے نزدیک تم دنیا کی تمام نعمتوں اور خوشیوں کے پورے طور سے حق دار ہو۔"

مارکیم نے کہا۔ "میں حضور کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں۔ کہ آپ نے بہترین خوشی جو انسان کے بس میں ہے۔ مجھے عطا کی۔ آپ نے مجھے اتنا بلند رتبہ دیا۔ جو آپ کے رتبہ سے تھوڑا ہی کم ہے۔ اور اپنی دختر نیک اختر کی ذات میں ایک ناقابل بیان عطیہ بخشا۔ اس کے علاوہ کل آپ وہ فرمان میرے حوالہ کر چکے ہیں۔ جس کی رو سے میں شاہی خزانہ سے بیس ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی کا حقدار سمجھا جاؤں گا۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھ ناچیز کے متعلق آپ نے انتہائی فراخ حوصلگی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ اگر مجھے اس سے ایک چوتھائی بھی ملتا تو میری ضرورتوں کو کافی تھا۔ اس کے علاوہ جن دنوں میں نیپالا میں سینیر ودیانی کے مکان میں رہتا تھا اور اس کے بعد جب اس نیک نہاد شخص نے وزیر مال کا وہ عہدہ حاصل کیا۔ جو میں نے حضور کی مرضی سے اسے دیا تھا۔ تو اس کی باتوں سے مجھے کسی حد تک معلوم ہو گیا۔ کہ غالباً جولائی ۱۸۴۳ء میں مجھے اپنے متوفی محسن طامس آرم سٹرانگ سے بہت بڑی دولت ورثہ میں ملنے والی ہے۔"

گرینڈ ڈیوک کہنے لگا۔ "رچرڈ مجھے اطمینان ہے۔ کہ جس قدر زیادہ وسیع تمہارے مالی

وسائل ہونگے۔ اسی قدر تمہاری پیاصیاں بڑھتی جائیں گی۔" پھر اس کے بعد اس خیال سے کہ رچرڈ کچھ اور حجت نہ پیش کرے۔ شاہ کیسل سکالا نے کہا "وقت کم رہ گیا ہے۔ اس لئے اب ہمیں ایک دوسرے کو الوداع کہنی چاہیئے۔"

اس الوداعی نظارہ کی کیفیت قلمبند کرنا غالباً لاحاصل ہوگا۔ کیونکہ ناظرین خود اس کا بہتر اندازہ کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ اسابیلا کو اپنے والدین سے جدا ہونے کا جو رنج تھا۔ وہ بڑی حد تک اس خیال سے کم ہوگیا تھا۔ کہ میرا شوہر مجھ سے پیار اور محبت کرتا ہے اور والدین کے غم میں اس خیال سے تخفیف ہوگئی۔ کہ ہم اپنی عزیز بیٹی کو اس کے حوالہ کر چکے ہیں۔ جو ہر طرح اسے خوش و خرم رکھے گا۔

اتنے میں ملاحوں نے جہاز کا لنگر اٹھایا۔ اور زائد بادبان خارج کرنے والے سوراخوں سے بڑے زور کی آواز آنے لگی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ عظیم الشان سمندری دیو اس غیر معمولی تاخیر سے بے چین ہے۔ یہ حالت دیکھ کر رچرڈ اور اسابیلا جہاز سے کشتی پر آئے ادھر ان کی کشتی گہاٹ کی طرف چلی۔ دوسری طرف جہاز پانی کو چیرتا اٹھاتا سمندر کو عبور کرنے لگا۔ اس موقعہ پر جبکہ کیسل سکالا کا ذی شان بادشاہ اور اس کی ملکہ سرزمین انگلستان سے جہاں وہ مدت تک جلاوطن رہے تھے۔ واپس جانے لگے۔ تو قلعہ کی توپوں نے شاہی الوداعی سلامی اتاری۔ جس کے جواب میں جہاز کے توپ خانہ کی باڑہ سر ہوئی۔ اور پھر جہاز اور بھی زیادہ تیزی سے چلنے لگا۔

پھر جب ہوا کے جھونکوں نے دھوئیں کے اس کثیف بادل کو جو توپوں کے دہانوں سے نکلا تھا منتشر کیا۔ تو گرینڈ ڈچس کے رومال ہلانے اور گرینڈ ڈیوک کے الوداعی سلام کی حرکت اسابیلا اور رچرڈ کو نظر آئی۔ جن کا انہوں نے اسی طریق پر جواب دیا۔ تھوڑی دیر میں کشتی گہاٹ پر پہنچ گئی۔ اور پرنس اور پرنسس آف مونٹونی گاڑی پر سوار ہوکر واپس مارکیم پلیس کو روانہ ہوئے۔

دسواں باب کفنئے کی دوکان

جو دن کیتھرائن نے اپنی ولادت کے کاغذات کی حزید کے لئے سٹر بنیکس

کفنیوں کے ساتھ مقرر کیا تھا۔ اس کی رات کو آٹھ بجے کے قریب کفنیا اپنی دوکان کا دروازہ کھولے کام میں مصروف تھا اور بہت سے آوارہ گرد لونڈے باہر کھڑے اسے ایک نیا تابوت تیار کرتے دیکھ رہے تھے۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ کہ لوگ راستہ چلتے کفنیوں کی دوکان کے سامنے ضرور ٹھیر جاتے ہیں۔ غالباً اس صورت میں ان کے اندر وہی جذبہ کام کرتا ہے۔ جس کے زیر اثر لوگ کھڑکیاں کھول کر کسی گذرنے والے جنازہ کو دیکھا کرتے ہیں۔ حالانکہ جنازہ کے افسوسناک اور افسردگی پیدا کرنے والے جلوس میں کوئی بات قابل دید نہیں ہوتی۔

مسٹر بنکس نے اپنا کوٹ اتار کر الگ رکھ دیا تھا۔ اور ایک میلی سی قمیص پہنے سر پر کاغذ کی ٹوپی لئے پتلون کے اوپر لمبا سا تہ بند باندھے جو اس کی واسکٹ کی جیبوں تک پہنچتا تھا۔ بڑی توجہ سے کام میں مصروف تھا۔ چونکہ دوکان میں گیس کی روشنی کا انتظام نہ تھا۔ اس لئے اس نے دو موم بتیاں جلا رکھی تھیں۔ جن کی لو کھلے دروازہ کی تیز ہوا سے متحرک ہو کر اس کام کو جس میں وہ مصروف تھا۔ اور بھی زیادہ بھیانک بنا رہی تھی۔ ہر لحہ بنکس کو کام سے توجہ ہٹا کر موم بتیوں کی طرف دیکھنا پڑتا تھا۔ گویا وہ اس فکر میں تھا کہیں ہوا کی تیز رو انہیں گل نہ کر دے۔ باوجود اس کے دوکان کا دروازہ بند کرنے کی معمولی احتیاط اسے منظور نہ تھی۔ کیونکہ اس کے نزدیک دوکان کے سامنے چند آوارہ گردوں کا جمع رہنا کاروبار کی شان بڑھانے کا موجب تھا

فی الواقعہ مسٹر بنکس کی دوکان میں کاروباری عنصر ہر طرف غالب تھا۔ ایک جانب کھڑکی کے شیشے کے پیچھے تابوتوں پر لگانے کی چمکدار سفید پلیٹوں کی ایک قطار اور پاس ہی کالے رنگ کی روغنی پلیٹوں کی دوسری قطار سجی ہوئی تھی۔ ایک وسطی شیشے کے پیچھے تابوت کا چھوٹا سا ڈھکنا لٹک رہا تھا۔ سیاہ کپڑے سے منڈھا ہوا اور اس پر حسب معمول میخیں لگی ہوئی تھیں۔ دوکان کے اندر جا بجا بہت سے تابوت بعض تیار بعض نامکمل پڑے تھے۔ اور فرش پر لکڑی کے چھلکے۔ برادہ اور بڑھیوں کے مختلف قسم کے اوزار بکھرے ہوئے نظر آتے تھے۔ لیکن ان میں سب سے نمایاں ایک شیشہ کی الماری کے اندر رکھا ہوا تابوت کا وہ چھوٹا سا نمونہ تھا۔ جو اس نے ہولنو کے قریب کاشتکار نبٹ کے مکان میں ایک موقعہ پر دکھایا تھا

خود مسٹر بنکس اس وقت ایک تابوت کو دوکان کے وسط میں سٹول پر رکھے اس کا ڈھکنا کسنے میں مصروف تھا۔ اور اس کے دو بڑے بیٹے جن میں سے ایک کی عمر پندرہ اور دوسرے کی تیرہ سال کی تھی۔ اس کے نائبوں کی حیثیت میں کام کر رہے تھے۔ بڑا ایک تختہ کو صاف کر رہا تھا۔ اور چھوٹا لکڑی چیرنے میں مصروف تھا۔

اپنے کام کو پوری توجہ سے سرانجام دیتے ہوئے مسٹر بنکس نے اپنے دل ہی دل میں کہا "مجھے امید ہے۔ مس کیٹ ضرور وقت مقررہ پر آئیگی۔ کیونکہ ڈاکٹر نے اس بارہ میں تختہ یقین ظاہر کیا ہے۔ مگر حیرت ہے کہ کل جو شخص اس مکان کی پہلی منزل کو جو کرایہ کے لئے خالی ہے۔ دیکھنے آیا تھا۔ وہ اب تک واپس نہیں آیا۔ گو بظاہر اس نے اس جگہ کو اچھی طرح پسند کیا تھا۔ معلوم نہیں کیا بات ہے۔ اس نے مجھ سے بیسیوں سوالات پوچھے اور مکان کی ہر ایک کھڑکی کو غور سے دیکھتا رہا۔ اس نے اس بارہ میں بھی اپنا اطمینان کرنا چاہا تھا۔ کہ مکان کے پیچھے کوئی کھلا صحن موجود ہے یا نہیں۔ جہاں اس کی بیوی کپڑے دھو کر سکھا سکے۔ کام اس کی بیوی کے متعلق تھا۔ اور اگر وہ چاہتی۔ تو خود آکر اپنا اطمینان کر سکتی تھی۔ لیکن جانے وہ کیوں نہیں آئی۔ پھر اس نے احاطہ کی دیوار کو بھی دیکھا کہ اس کے دوسری طرف کوئی اور صحن یا گلی ہے یا نہیں۔ میرا خیال تو یہ تھا کہ وہ ضرور مکان کرایہ پر لیگا۔ مگر شاید اس نے تابوتوں کو پسند نہیں کیا۔ یا شاید اس کا یہ خیال ہے کہ اس کی بیوی ہتھوڑے کی آواز کو جب سے یہاں دن بھر کام رہتا ہے۔ پسند نہ کریگی۔ اُف! کیسی گنہگار دنیا ہے۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی افسردگی سے سر کو ہلایا۔ اور اس کے بعد پھر اپنے خیالات اور کام میں مصروف ہو گیا۔ ذرا دیر بعد اس نے اپنے بڑے بیٹے کو (واضح رہے کہ اس کے پانچ چھ اور بھی چھوٹے بیٹے تھے) مخاطب کر کے اور اس کی طرف سختی سے دیکھ کر کہا "اب تم اس تختہ کو بے فائدہ نہ رگڑتے جاؤ۔ وہ کافی پتلا ہو چکا ہے۔ دیکھو میں کئی بار تم سے کہہ چکا ہوں۔ ہمیشہ کفایت کے اصولوں کو پیش نظر رکھا کرو۔"

لڑکے نے کہا "اس میں کفایت کی کیا بات ہے۔ کہ تابوت کی لکڑی کو اچھی طرح صاف بھی نہ کیا جائے۔ اس صورت میں تو لوگ تابوت خریدنا ہی پسند نہ کریں گے۔"

مسٹر بنکس نے جواب دیا "تمہارا خیال غلط ہے بھلا مجھ سے عزت دار شخص کا مال

کبھی رک سکتا ہے؟ کئی گھرانوں سے میرے تعلقات گذشتہ نصف صدی سے چلے آتے ہیں۔ اگر ہم کفایت کے اصول کو پیش نظر رکھیں۔ تو نہ لکڑی ضائع ہوتی ہے نہ وقت۔"

لڑکے نے جھلا کر کہا۔" اب ذرا اس تختے کو دیکھئے۔ کتنا کھردرا ہے۔ ہاتھ پھیریں تو انگلیاں زخمی ہو جائیں۔ واہ اچھی کفایت ہے۔ یہ تختہ تو ایسا ہے۔ گویا اس پر بے شمار سیہ کے تکلے لگے ہوئے ہوں۔"

بنیکس کا پدر بھی اطمینان نہ ہوا۔ اور اس نے تختہ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا کافی طور پر صاف ہو چکا ہے۔ میرے نزدیک تو ایسا ہے کہ جس مردے کو اس پر رکھا جائیگا خوش ہوگا۔ اس کے علاوہ اس میں کفایت بھی مدنظر ہے۔۔"

لڑکے سے اب برداشت نہ ہو سکا۔ اور اس نے باپ کی طرف گھور کر کہا۔" اگر اسی کا نام کفایت ہے تو میری رائے میں وہ بالکل لغو اور لچر چیز ہے زیادہ کیا کہوں۔"

بنیکس نے خوفناک صورت بنا کر کہا۔" یہ بات ہے۔"

لڑکے نے کہا۔" ہاں جھوٹے تھوڑی ہے۔"

اس پر مسٹر بنیکس نے غصہ سے بے قابو ہو کر لڑکے کے کان پر زور کا مکہ رسید کیا جس سے وہ لڑکھڑا کر اس تختے پر جس کی نسبت جھگڑا ہو رہا تھا۔ گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔" دیکھ میرے سچ جھوٹ کا مزا دکھاتا ہوں۔" ایک مکے سے شاید لڑکے کا کس بل پورے طور پر نہ نکلا تھا۔ کیونکہ کفنئے نے اسے زور کا ایک ٹھڈا بھی لگایا۔ اور اس کے بعد پھر ایک تھپڑ مارا جس سے وہ غریب بے سدھ ہو کر گر پڑا۔ یہ حالت دیکھکر ان آوارہ گرد لڑکوں نے جو دوکان کے سامنے کھڑے تھے۔ زور کا قہقہہ لگایا۔ اور چلا کر بولے۔" واہ وا!"

بنیکس کا بیٹا اس زدوکوب کے بعد چپکے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور کپڑے جھاڑتا دوکان کے دوسرے حصہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں پہنچکر وہ باپ کو کچھ سخت سست کہنا چاہتا تھا۔ کہ اتنے میں ایک مرد اور ایک نوجوان لڑکی دوکان میں داخل ہوئے۔ انہیں دیکھکر کفنئے نے کہا۔" اوہ! مسس دلسٹ آپ وقت مقررہ پر تشریف لے آئی ہیں۔" پھر کیٹ کے ساتھی کی طرف متوجہ ہو کر جسے وہ پہچانتا تھا۔ لیکن جو حقیقت میں چرڈ ہارکیم تھا۔ اس نے مودبانہ طریق پر کہا۔" میں آپ کا بھی ادنیٰ خادم ہوں۔ آیئے اندر تشریف لے آیئے۔"

ان کے اندر داخل ہونے پر کفنیئے نے دوکان کا دروازہ زور سے بند کر دیا اور اس کے بعد ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "اس طرف کو تشریف لائیے۔ مس وزا اس لکڑی کے ڈھکنے سے بچکر چلیئے گا۔ یہ بہت جلد اس شخص کی لاش پر رکھا جائے گا جسے اسکی بیوہ اور سات بچے رو رہے ہیں۔ میں نے ان کے لئے سستے میں ہی کام کر دیا ہے۔ یعنی مقررہ نرخ سے اٹھارہ پنس کم لئے ہیں۔ کیونکہ انہیں اپنا بستر فروخت کر کے تابوت خریدنا پڑا۔ آپ بھی" رچرڈ مارکہم سے مخاطب ہو کر اس نے کہا۔ "لکڑی کے ان ٹکڑوں سے بچکر آئیے گا۔ یہ ان تابوتوں کے چیلکے ہیں۔ جنہیں میں نئے اور باکفائت طریق پر تیار کرتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ جو کفنیا اپنا مال ارزاں فروخت کرے۔ وہ سوسائٹی کے لئے برکت اور غرور اور تکلیف سے بھری ہوئی دنیا کے لئے موجب راحت ہے۔ اگر میں نہ ہوں تو معلوم نہیں اس علاقہ کے غریبوں کا کیا حال ہو۔۔۔"

اس قسم کی باتیں کرتا اور اپنے سر کو بڑی سنجیدگی سے ہلاتا مسٹر بینکس ان دونوں کو مکان کے عقبی حصہ میں لے گیا اور وہاں پہنچکر اس نے اس کمرہ کا دروازہ بند کر لیا۔ تاکہ دونوں لڑکوں میں سے کوئی اندر داخل ہو کر گفتگو میں مخل نہ ہو۔ پھر بڑی شائستگی کا لہجہ اختیار کر کے وہ کہنے لگا۔ "تشریف رکھیئے۔ مس میں آپکی صورت دیکھکر بہت ہی خوش ہوا۔ یہ دنیا گناہوں سے بھری ہوئی ہے۔ اور یہاں کسی پاک صورت کو دیکھنا بہت ہی کم نصیب ہوتا ہے۔۔۔ اور ہاں یہ صاحب جو آپ کے ساتھ ہیں مسٹر۔۔۔ مسٹر۔۔۔ افسوس مجھے آپ کا نام معلوم نہیں"

رچرڈ نے کہا۔ "کیا مضائقہ ہے۔ میرے نام سے تمہیں سروکار نہیں۔ تمہارے اور مس ولمٹ کے درمیان سمجھوتہ ہوا تھا۔ کہ وہ ایک دوست کی معیت میں تمہارے ہاں آئے۔ بس میں وہ دوست ہوں۔ اس لئے آؤ ہم معاملہ پر توجہ دیں"۔ یہ کہتے ہوئے ہمارے ہیرو نے پستولوں کی ایک جوڑی جیب سے نکال کر میز پر رکھ دی۔ انہیں دیکھکر کفنیا عالم اضطراب میں زرد ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ اور لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ "جناب۔۔۔ مس کیسٹ۔۔۔ میں۔۔۔ میں امید کرتا ہوں۔۔۔"

مارکہم کہنے لگا۔ "اس میں خوف زدہ ہونے کی بات نہیں۔ محض ایک ضروری احتیاط ہے۔ میں اور یہ نوجوان لیڈی ہم دونوں ایک اجنبی علاقہ میں آئے ہیں

اور میں ان کاغذات کی خرید کے لئے جن کی نسبت تم کہتے ہو۔ وہ میرے پاس ہیں بہت سا روپیہ ساتھ لایا ہوں۔ اس لئے تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ میرے واسطے کسی طرح کی دغابازی سے بچنے کی خاطر ہر ممکن احتیاط اختیار کرنا ضروری تھا۔"

کفنیا بولا۔ لیکن جناب اس پیاری لڑکی مس کیتھرائن نے جس کا چہرہ فرشتوں جیسا ہے یقیناً آپ کو بتا دیا ہوگا۔ کہ میں ایک عزت دار آدمی ہوں۔ مسٹر سمدرس سے ہی میری قفوات تھی۔ میں کسی سے بددیانتی کرنا بہت ہی برا سمجھتا ہوں۔"

رچرڈ نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔" اب اس سوال پر بحث کرنا عبث ہے جو کچھ میں نے کہا اس کے لئے میرے پاس معقول وجوہ ہیں۔ اگر تم کسی قسم کا ضرر پہنچانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ تو اطمینان رکھو۔ تمہیں بھی کوئی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ بتاؤ وہ کاغذات کہاں ہیں؟"

"کاغذات ... جناب وہ کاغذات تو ... حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں۔" مسٹر بینکس نے پھر بھی لکنت آمیز لہجہ میں ہی جواب دیا۔ لیکن یہ پستول ..."

"اس وقت تک یہیں رہیں گے جب تک کہ معاملہ طے نہ ہو جائے۔" مارکیم نے فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔" میں پھر کہتا ہوں کہ میں پوری صفائی سے کام لینا چاہتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس نے جیب سے پاکٹ بک نکالی۔ اور اسے کھول کر کفنیا کی پرشوق نگاہوں کے سامنے نوٹوں کی بڑی تعداد پیش کی۔

بینکس بڑبڑا کر کہنے لگا۔" بے شک معاملہ کاروباری صورت رکھتا ہے۔ مگر یہ کمبخت پستول ... یہ اب بھی مجھے ڈرا رہے ہیں۔ مس کیتھ اور آپ۔" اس نے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔" اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ جس شخص کی زندگی ایسے حالات میں بسر ہوتی ہو۔ جن میں میں رہتا ہوں۔ وہ دنیا کے عزو تکبر کے اس قدر نظارے دیکھتا ہے کہ ..."

مارکیم نے سختی کے ساتھ قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔" ان غیر ضروری باتوں کو جانے دو۔ ورنہ مجھے یہ خیال کرنا پڑے گا۔ کہ تم موقعہ حاصل کرنے کے لئے وقت ضائع کرتے ہو۔ اور اس میں یقیناً کوئی نیک منشا دریش نہیں ہو سکتا۔ مختصر طور پر تم میرے اس سوال کا جواب دو۔ کہ تمہارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں۔ جن میں اس نوجوان لیڈی کی ولدیت کا ذکر ہے؟"

کفنے نے کہا "جی ہاں موجود ہیں"۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے ایک سالخوردہ چوبی ڈسک کا ڈھکنا آہستگی سے کھول کر اندر سے بھورے رنگ کے کاغذوں کا پلندا نکالا جس پر موٹی سی رسی بندھی ہوئی تھی۔ اور کئی جگہ مہریں لگی ہوئی تھیں

پھر ویسی ہی آہستگی کے ساتھ میز کی طرف بڑھتے ہوئے اس نے کہا "یہ دستاویز اسی حالت میں مجھے ملی تھی"۔ ایک کرسی پر بیٹھ کر اس نے کاغذوں کا پلندا مارکہم کے حوالے کر دیا۔ اور کہنے لگا "آپ اگر اطمینان کرنا چاہیں۔ تو اسے کھول کر دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے لئے میں آپکو دو منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ جو میرے دوست نے جو ان کاغذات کا مالک ہے۔ مقرر کی ہے۔ خود میں نے ان کی ایک سطر بھی نہیں پڑھی۔ اور نہ مجھے اس کا علم ہے کہ ان میں لکھا کیا ہے۔ لیکن میرے دوست کا جو بڑا ہوشیار آدمی ہے۔ یہ خیال ہے کہ کاغذات بہت قیمتی ہیں۔ اور اس قیمت پر آپ کو مفت کے بھاؤ ملتے ہیں۔ جس طرح میں بھی اپنے تابوتوں کو قریباً مفت ہی بیچتا ہوں۔۔"

بنکس اس قسم کی لغو باتوں میں مصروف تھا۔ کہ مارکہم نے قینچی لے کر کاغذوں کے اس بنڈل کو کھولا۔ سب سے پہلا خط جو اس کے ہاتھ آیا۔ اس پر یہ پتہ لکھا تھا۔ "بنام مسٹر مارکہم مارکہم پلیس"

کیتھرائن رچرڈ کے چہرہ کو پوری توجہ سے دیکھ رہی تھی۔ معاً اس نے معلوم کیا کہ اس خط کو ہاتھ میں لیتے ہی رچرڈ نے اس قسم کی حرکت کی۔ جیسے کوئی شخص غیر معمولی تعجب کی حالت میں کیا کرتا ہے۔ اتنے میں رچرڈ نے لفافہ کو چاک کر کے خط کو غیر معمولی تیزی سے دیکھنا شروع کیا۔ جوں جوں وہ اسے پڑھتا تھا۔ اس کے چہرہ پر غیر معمولی خوشی اور انتہائی حیرت کے مشترکہ آثار نمودار ہو رہے تھے۔ خط کو پورے طور سے پڑھے بغیر اس نے اسے میز پر ڈال دیا۔ اور چلا کر کہنے لگا "اے فلک تیری نیرنگیاں عجیب اور حیرت خیز ہیں۔ عزیز لڑکی آؤ۔ مجھ سے بغلگیر ہو جاؤ۔ کیونکہ تم تو میری بہن ... میری حقیقی بہن ہو"

"رچرڈ تمہاری بہن؟" نوجوان دوشیزہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اور اس کے بعد بے اختیار بھائی کے سینہ سے لپٹ گئی۔ اس سے برادرانہ محبت سے بغلگیر ہوتے ہوئے رچرڈ نے کہا "ہاں میری بہن۔ کیٹ تم سچ مچ میری بہن ہو۔ لیکن تم اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرو۔ ساری کیفیت اس جگہ بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ تم میری اپنی

بہن ثابت ہوئی ہو۔ اب تمہارا محافظ بننے کے لئے مجھے قدرتی حق حاصل ہے۔ اور میں آئندہ نہ صرف تمہارا محافظ بلکہ شفیق بھائی رہوں گا۔"

کیتھرائن کی آنکھوں سے اس ناقابل بیان خوشی کے موقعہ پر بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ اور وہ کہنے لگی "رچرڈ یہ فوری ... یہ غیر متوقع خوشی بہت بڑی ہے۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ جسے میں آجتک اپنا محسن سمجھتی رہی۔ وہ حقیقت میں میرا بھائی ہے ..."

مارکہم نے جواب دیا "اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ اور نہ میں اس معاملہ میں شبہ کو دخل کرنا چاہتا ہوں۔ میں خوش ہوں کہ جس سے میں آجتک برادرانہ محبت کرتا رہا۔ وہ سچ مچ میری بہن ثابت ہوئی ہے" یہ کہتے ہوئے اس نے پھر بڑی محبت کے ساتھ کیتھرائن کو اپنی چھاتی سے لگایا۔

کیتھرائن بولی "آج کا دن مبارک ہے۔ کہ سب سے شریف آدمی میرا بھائی ثابت ہوا۔ اوہ! میں ان جذبات راحت کو کس طرح اپنے قابو میں رکھ سکتی ہوں۔ یہ تو ایک نہایت خوشگوار اور راحت بخش خواب معلوم ہوتا ہے"

"نہیں یہ ایک حقیقت ہے"۔ رچرڈ نے کہا "اور اب ہم پہلے سے بھی زیادہ خوش ہونگے اوہ! ہمارے متعلقین ہمارے گھر پر ہمارے منتظر ہیں۔ اس خبر کو سنکر کس قدر خوش اور حیرت زدہ ہونگے"

سر بنیکس نے آنکھوں کو گلوبند سے اس انداز سے پونچھتے ہوئے گویا وہ ان واقعات سے بہت متاثر ہوا ہو کہا "مائی لارڈ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ یہ کاغذات آپ کے لئے بہت فائدہ مند ثابت ہونگے۔ مجھے یقین ہے۔ وہ ضرور مفید ثابت ہونگے۔ میرے خیال میں اب مجھے حضور کا نام بھی معلوم ہو گیا ہے۔ میرے لئے اس سے بڑی عزت کیا ہو سکتی ہے۔ کہ آپ جیسا ذی جاہ شہزادہ میرے غریب خانہ میں جہاں ہر طرف تابوت بکھرے ہوئے ہیں۔ قدم رکھے"۔

رچرڈ اس نئے رشتہ کی عجیب و غریب دریافت پر اپنے خیالات میں اتنا محو تھا کہ اس نے کفنئے کے لفظوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اور کہنے لگا "لاؤ اس معاملہ کو ختم کیا جائے کاغذات میرے ہو چکے۔ تم اس پاکٹ بک کو سنبھالو۔ چاہو تو دیکھ سکتے ہو۔ کہ اس میں پوری رقم موجود ہے"۔

بینکس نے اس قیمتی خزانے کو حیرت انگیز اطمینان سے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا "نہیں حضور دیکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ بلاشبہ رقم پوری ہوگی۔ لیکن چونکہ آپ فرماتے ہیں۔ اس لئے میں محض کاروباری طریقہ پر اسے دیکھ لیتا ہوں۔ بے شک نوٹ بالکل نئے ہیں" یہ کہتے اس نے ہر ایک کو جدا جدا کر کے بڑے غور سے دیکھا۔ پھر کہنے لگا "حضور اس گناہ آلود دنیا میں روپے کے بغیر ہماری حالت کیسی بری ثابت ہو سکتی ہے۔ ذرا غور فرمائیے ہمارے مرنے پر اگر ہمارے دوستوں اور رشتہ داروں کے پاس عمدہ تابوت خریدنے کو روپیہ نہ ہو۔ تو ہماری کیا گت بنے۔ اوہ! اوہ! یہ خیال بڑا ہیبت ناک ہے۔ اچھا اس میں چار نوٹ پچاس پچاس کے دو سو سو کے اور ۱۰ دس دس کے ہیں۔ گویا کل پانسو کے ہوگئے" یہ کہکر بینکس نے اس بیش قیمت خزانہ کو اپنے ڈسک میں بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی رچرڈ اور کیتھرائن اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ گویا چلنے کو تیار ہیں۔

مسٹر بینکس نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "حضور اجازت دیں۔ تو میں تھوڑی شراب لاؤں۔ میں حضور کی کچھ بھی خدمت نہیں کر سکا"

"اچھا لائیے اور" یہ کہتے ہوئے مارکیم نے ایک پونڈ میز پر رکھ دیا۔ کیتھرائن اپنے بھائی کے اس طریق عمل سے بہت متعجب ہوئی۔ لیکن رچرڈ نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ بینکس اس عزت افزائی پر بہت خوش ہوا۔ اور پونڈ اٹھا کر جس کی باقی وہ پہلے ہی اپنا مال سمجھتا تھا۔ شراب لانے چلا۔ مگر جانے سے پیشتر اس نے اس بات کا اطمینان کر لیا۔ کہ ڈسک کا ڈکبنا اسی طرح بند ہے۔ دکان میں سے گذرا۔ تو دیکھا کہ بالکل خالی ہے۔ دونوں صاحبزادے غائب تھے۔ بڑبڑا کر کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے۔ بدذات کام ختم کئے بغیر ہی کھیلنے چلے گئے ہیں" مگر اس نے غصہ کو ضبط کئے رکھا۔ اور باہر کا دروازہ کھول کر بازار میں نکلا۔

اس کے چلے جانے پر رچرڈ نے پستول اٹھا لئے۔ اور دبی زبان سے کیتھرائن کو کہنے لگا "بہن ذرا یہیں ٹھیرو۔ میں ابھی واپس آتا ہوں" یہ کہکر وہ اس دروازہ سے جو مکان کے اندرونی حصہ کی طرف کھلتا تھا۔ عقبی صحن کی طرف چلا۔ ایک لمبے سے برآمدہ میں سے گذر کر وہ صحن میں داخل ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس مکان کے ہر حصہ سے پورے طور پر واقف ہے۔ صحن میں داخل ہو کر اس نے ایک خاص طریق پر سیٹی بجائی

ورنن بولا "اس کا تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ مال کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیگی۔ وہ تو اب تمہارے پیچھے مجبور ہے کہ اپنی بیوگی کے ابتدائی چند ماہ یہیں تنہائی میں بسر کرے۔ اور لارڈ اور لیڈی راسولی یعنی اس کے والدین اس لئے لندن میں رہنے پر مجبور ہیں کہ ان دنوں پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اور لارڈ موصوف کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے۔"

ڈاکٹر کا دقفہ دیکھ کر ڈاکٹر کنز نے کہا "مجھے ایک بات سوجھی ہے جس سے آسے اپنے غم کی تنہائی سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔"

"کیا؟" ورنن نے ذرا گھبرا کر اپنے ہمعاش ساتھی کو حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا

"کہئے" مردہ فروش نے بڑے سکون کے لہجہ میں جواب دیا۔ "اگر چند منٹ کیلئے میری تمہاری تنہائی میں دو دو باتیں ہو جائیں تو میں جو کچھ کہتا ہوں۔ آسے کر کے دکھا دوں گا۔"

"نہیں نہیں . . . غیر ممکن باتیں نہ کرو۔ یہ تو بالکل ہی فضول دعویٰ ہے۔" ورنن کہنے لگا

ڈاکٹر کنز نے جھلا کر جواب دیا "میں کہتا ہوں اس میں کوئی بات غیر ممکن یا فضول نہیں۔"

ورنن نے اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ مردہ فروش عموماً کسی ایسی بات کی ڈینگ مارنیکا عادی نہیں جسے وہ کر کے نہ دکھا سکتا ہو۔ کہا "آخر تم اس بارہ میں کونسا طریقہ اختیار کرو گے؟"

ڈاکٹر کنز کہنے لگا "یہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ اور وہ بجائے خود اتنا اہم ہے کہ اس وقت سے لیکر آئندہ مہینے کے اخیر تک بھی تم سوالات کئے جاؤ۔ تو میں اس راز کو ظاہر نہ ہونے دوں گا۔ یہ میرا ہمیشہ کا قاعدہ ہے۔ اور میں اب بھی اس پر عمل کروں گا۔ جو کچھ میں اب کہنا چاہتا ہوں۔ وہ صرف یہ ہے کہ ایک بار مجھے تنہائی میں اس سے ملوا دو۔ پھر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ کہ سوائے اس حالت کے کہ وہ صحت بیمار ہو۔ آج ہی کھانا کھانے کی میز پر تمہارے پاس آبیٹھے گی۔"

"بڑا عجیب معاملہ ہے۔" ورنن نے کہا "یا تو تم کسی طرح اسے مرعوب کرنا چاہتے ہو . . . لیکن میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ وہ ایسی عورت نہیں ہے جسے خالی خولی باتوں سے ڈرایا جا سکے"

مردہ فروش سر ہلا کر کہنے لگا "مسٹر ورنن ان باتوں سے کیا حاصل ہے۔ آزمانا چاہو تو کام میرے ذمہ ڈال دو۔ مرضی نہ ہو تو نہ سہی۔ ناحق غیر ضروری سوالات سے مجھے پریشان نہ کرو۔"

ورنن کچھ دیر . . . سوچ میں پڑا رہا۔ پھر آہستگی سے کہنے لگا "ڈاکٹر کنز واللہ تم کوئی عجیب ہی آدمی ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم بے مطلب بات منہ سے نہیں نکالتے۔ خیر اگر تمہیں اس

بات کا یقین ہے لہٰذا اس کام میں ضرور کامیابی حاصل کر لوگے۔۔۔ اگر اس کارروائی سے معاملہ کے بگڑنے کا احتمال نہ ہو تو۔۔۔"

"میں ایسا ہی احمق نہیں ہوں" مردہ فروش نے جواب دیا

ورنن بولا "اچھی بات ہے میں تم دونوں کی ملاقات کرا دیتا ہوں"

چنانچہ ظاہر بلا تامل مگر باطن میں کسی قدر اندیشہ کے ساتھ اس نے میز پر بیٹھکر اپنے بھائی کے نام ایک رقعہ اس مطلب کا لکھا کہ میں فرصت کے وقت آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

اس کے گھنٹہ بھر بعد لیڈی ریورنسورتھ تنہا ایک نشستگاہ کی طرف روانہ ہوئی جو اس نے اس ملاقات پر جس کا مسٹر ورنن نے تقاضا کیا تھا۔ اس خیال سے کسی قسم کی دیر نہ کیا کہ ایسا نہ ہو انکار سے ورنن کے دل میں اس کا شبہ پیدا ہو جائے۔ کہ فریق ثانی چوکنا ہو چکا ہے۔ خود ایڈیلین بھی اس درخواست سے ناراض یا مضطرب نہ تھی جو مسٹر ورنن کے نوکر کو دیکھ کر معلوم کیا۔ کہ یہ مردہ فروش ہے۔ وہ خفیہ پیشی کی حالت میں تھی اور چاہتی تھی کسی طرح مسٹر ورنن سے مل کر اس بارہ میں مزید حالات معلوم کرے چونکہ اس کا ضمیر گنہگار تھا۔ اس لئے دل میں یہ خیال جاگزین ہو گیا کہ ڈاکٹر کو ضرور معلوم ہو گیا۔ ریورنسورتھ دل میں ہی اس کے ہاتھوں قتل کی وہ واردات ہوئی تھی جس کا میں خود ذریعہ بنی کبھی یہ خیال اس کے دل میں زور پیدا ہوتا۔ اور کبھی وہ یہ سوچکر اپنے دل کو تسلی دیتی کہ میں نے اس قسم کی احتیاطیں کی تھیں۔ کہ بیراز کسی طرح پر اس پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔

اس وقت نشستگاہ کی طرف جاتے ہوئے وہ اپنے دل میں سوچنے لگی۔ اگر وہ خوفناک شخص اس حقیقت سے واقف ہو جائے۔ تو میں بالکل ہی اس کے بس میں ہو جاؤں اور بالکل ممکن ہے وہ اس کا ذکر ورنن سے بھی کر دے جس کا نتیجہ۔۔۔ اُف میں اس خیال کو اپنے دل میں لاتی ہوئی کانپتی ہوں۔۔۔ الٰہی میری زندگی کس عذاب میں بسر ہوتی ہے لڈیا ہچنسن تیرا انتقام دوسری دنیا سے بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور اب میں پھر اپنے دیور کے سامنے آنے والی ہوں۔۔۔ مگر چاہے کہ یہ ملاقات ہو جائے اس سے میرے بہت سے تکلیف دہ شبہات رفع ہو جائیں گے۔ اگر ڈاکٹر اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہے تو اس کا بھی مجھے علم ہو جائے گا۔ اور اگر اب تک اسے علم نہیں ہوا تو مجھے اطمینان ہو جائے گا۔ کہ

آئندہ بھی وہ اس آواز کو معلوم نہ کر سکے گا۔ اس لئے اب لازم یہی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے پورے استقلال سے کام لوں۔ بس اب چند ہی منٹوں میں میری قسمت کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ مجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں ورنن اور اس خوفناک شخص کے اختیار میں ہوں یا میرا راز اب تک ان سے محفوظ ہے۔ اور اگر وہ واقعہ میں اب تک محفوظ ہوا۔ تو پھر وہ آئندہ بھی محفوظ رہیگا۔ کیونکہ وہ یہ معاش مجھے صرف آواز سے پہچان سکتا ہے۔ اور اس کا میں ہمیشہ خیال رکھوں گی۔ کہ اس کے سامنے بات کرنے کی نوبت نہ آئے۔ میں اپنے راز کو محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے کمرہ ہی میں رہا کروں گی۔ یا اس مکان کو چھوڑ کر جہاں رہتے ہوئے صدہا خوفناک باتوں کی یاد دل میں تازہ ہوتی ہے۔ کسی طرف کو چلی جاؤں گی"

اس طرح کی باتیں سوچتی ہوئی لیڈی ریونسورتھ نشستگاہ میں داخل ہوئی۔ اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح سپید تھا۔ اور یہ سفیدی اس سیاہ ماتمی لباس کی وجہ سے اور بھی نمایاں صورت اختیار کر چکی تھی۔ جو اس نے پہنا ہوا تھا۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح اکثر امرا کے مکانات میں عموماً سجے ہوئے کمروں کے اندر دیکھنے میں آتا ہے۔ ریونسورتھ ہال کی نشستگاہ کے ایک حصہ میں پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اور اس پردہ کے پیچھے ایک اور دروازہ تھا۔ جس میں از خود بند ہونے والے کواڑ لگے ہوئے تھے۔ یہ دروازہ ایک کمرہ کے ساتھ ملتا تھا۔ جس کے آگے برآمدہ تھا۔ اور یہیں سے ان شاندار کمروں کی طرف جانے کا راستہ تھا۔ جنہیں خاص خاص تقریبوں پر کھولا جاتا تھا۔

جب ایڈلین کمرہ کے اندر داخل ہوئی۔ تو گیرٹ ورنن جو پہلے سے موجود تھا صوفہ سے اٹھکر ملاقات کے لئے آگے بڑھا۔ اور گہری دوستی کے انداز سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا "مجھے کل یہ سنکر بہت فکر ہوئی۔ کہ آپ کا مزاج ناساز ہے۔ اور اس لئے آپ کرہ سے باہر نہ آسکے۔ فرمائیے اب طبیعت کا کیا حال ہے؟"

ایڈلین نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے کیونکہ اگرچہ وہ اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھی۔ تاہم اس شخص سے چھونے سے بھی سخت نفرت تھی۔ جسے وہ اپنے شوہر کا قاتل اور اپنے شیر خوار بچے کا جانی دشمن سمجھتی تھی۔ کہا "مسٹر ورنن میری طبیعت اب بھی اچھی نہیں"

گلبرٹ نے اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھیں متجسسانہ طریق سے اُس کے چہرہ پر گڑو کر گو وہ اُس کی نگاہوں سے بچنے کی کوشش کرتی رہی۔ کہا "ایڈلین کیا بات ہے تم مجھ سے یوں سرد مہری سے پیش آتی ہو؟ کیا میں نے تمہیں ناراضگی کا موقعہ دیا ہے؟ یا میرا یہاں رہنا ہی تمہیں ناگوار معلوم ہوتا ہے؟"

لیڈی ریونسورتھ نے جواب دیا "میں تسلیم کرتی ہوں کہ اپنے عزیز شوہر کے انتقال کے بعد میں اس ہال میں محض اس لئے ٹھیری تھی۔ کہ کچھ عرصہ تنہائی میں رہنا اور سوسائٹی سے بچنا مطلوب تھا۔ ورنہ آداب تہذیب اس بات کی اجازت دیتے ہیں۔ اور نہ طبیعت ہی اس بات کو چاہتی ہے کہ میں لوگوں سے خوشی کے ساتھ ملوں"

ورنن نے اپنا ہونٹ کاٹ کر کہا "کیا آپ مجھے جو آپکے مرحوم شوہر کا حقیقی بھائی ہوں ایک معمولی مہمان . . . ایک اجنبی سمجھتی ہیں۔ حالانکہ آپ کا کوئی رشتہ دار آپ کی خدمت کیلئے اس قدر آمادہ اور آپ کا رفیق بننے کا خواہشمند نہ ہوگا۔ جتنا میں ہوں"

ایڈلین نے یہ دیکھکر کہ ورنن دھمکی آمیز طریقہ اختیار کرنے کی بجائے مصالحت کی کوشش کر رہا ہے کہا "میرے مرحوم شوہر نے اپنے سارے معاملات کا انتظام ایسے طریق پر کر دیا تھا کہ سوائے ٹرسٹیوں کے کسی اور کی مداخلت غیر ضروری ہے"

گلبرٹ کہنے لگا "پھر اگر آپ میری مداخلت کو بھی بے جا سمجھتی ہیں۔ تو بہتر ہے۔ میں آئندہ اپنی موجودگی سے آپ کو تکلیف دینے کا موجب نہ بنوں گا" یہ کہکر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا کمرہ سے اسی راستے باہر چلا گیا۔ جس سے لیڈی ریونسورتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

"خدا کا شکر میرا راز محفوظ ہے" ایڈلین نے ورنن کے باہر جانے کے فوراً ہی بعد خوشی سے دونوں ہاتھ ملا کر کہا۔ اور وہ خود بھی اٹھ کر باہر جانے کو تھی۔ کہ وہ پردہ جو کمرہ کے ایک طرف لگا ہوا تھا۔ یکایک ہلا۔ اور ہٹتا نظر آیا۔ اس نے خوف زدہ ہو کر ادھر کو نظر ڈالی اور اس کے ساتھ ہی ہیبت اور اضطراب کا کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے وہی شیطان بصورت انسان مردہ فروش کھڑا تھا +

جلد چہاردہم ختم ہوئی

منزل مقصود

ولیم لکیو کے بینظیر پُراسرار ناول "ہنڈاپ" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

یہ اس مصنف کا بہترین ناول ہے جسے پڑھکر ولایت اور ہندوستان کے اخبارات عش عش کر گئے۔ ذرا ان کی رائیں ملاحظہ کیجئے۔

ولایت کے اخبارات

ڈیلی اکسپرس ۔ اتنا حیرت خیز کہ شروع سے آخر تک منہ کھلا رہ گیا۔

ایوننگ ٹائمز ۔ اسرار، عجائبات اور لرزہ خیز واقعات کا مجموعہ ۔ ۔ ۔ یہ ناول بہترین تصنیف ہے

سکاٹسمین ۔ ایک اور پُراسرار فسانہ جس سے مصنف کی حیرت خیز قوت اختراعی کا ثبوت ملتا ہے

ڈیلی کرانیکل (نیوکیسل) اتنا دلچسپ جتنا کوئی ناول ہو سکتا ہے۔

سنڈے ٹائمز ۔ مسٹر لکیو صیغہ جرم میں معلومات کے قاموس ہیں۔ یہ ناول ان کی تحریر کا استادانہ نمونہ سمجھا جائے گا۔

ہندوستان کے اخبارات

بندے ماترم لاہور ۔ ولیم لکیو یورپ اور امریکہ میں پُراسرار فسانہ نویسوں کے بادشاہ کے لقب سے مشہور ہے۔ اس کے فسانے جن کے کئی کئی ایڈیشن لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں صرف چند ماہ میں ہاتھوں ہاتھ بک جاتے ہیں۔ منزل مقصود ایک پُراسرار فسانہ کی حیثیت سے اس کا بہترین ناول ہے جس میں ہر باب کے خاتمہ پر بجائے انکشاف کے اسرار کی پیچیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ اس فسانہ میں بدمعاشوں نے ہیرو کو اذیت دینے کا جو طریقہ اختراع کیا ہے اس کا خیال ولیم لکیو جیسے قابل فسانہ نویس ہی کو آ سکتا تھا۔ ترجمہ کی صحت سلامت اور دلآویزی کے لئے منشی تیرتھ رام صاحب ایڈیٹر رسالہ ترجمان کا نام معتبر ضمانت ہے جو یورپ کے مشہور فسانہ نگاروں کی ڈیڑھ درجن سے زیادہ تصانیف کے ترجمے کر کے پبلک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

سیاست لاہور "ہشنڈاپ" ولیم لکیو کا ایک مقبول ناول ہے مسٹر تیرتھ رام فیروزپوری نے اس ناول کا اردو ترجمہ کرکے اردو علم ادب میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ ولیم لکیو انگلستان کا ایک زبردست افسانہ نگار ہے اور پراسرار افسانہ نگاری کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے اس کا ناول اس قدر دلچسپ ہوتا ہے کہ اگر شروع کر دیا جائے تو بغیر ختم کئے سے چھوڑنے کو طبیعت نہیں چاہتی۔ وہ ایک زبردست سیاح ہے اور متواتر سفر کرتا رہتا ہے۔ تمام دنیا کے ملک کی سیر کی۔ چوروں، ڈاکوؤں اور پولیس کے حالات سے خاص طور پر واقفیت رکھتا ہے اس کے لئے تصنیف کا کوئی وقت مقرر نہیں جب اور جہاں طبیعت چاہی کتاب لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ اگر وہ آج اپنی تیز رفتار موٹر میں بیٹھ کر بلاد یورپ کی سیر کرتا ہے۔ تو کل کسی افسانے کے لئے مضمون حاصل کرنے کی غرض سے بلغاری چوروں میں مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ناول نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ جس واقعہ کو لکھتا ہے۔ ہو بہو اس کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ مقامی خصوصیات تمدن و معاشرت۔ وضع قطع گفتگو۔ ہر بات حقیقی ہوتی ہے۔ اس کے ناولوں کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے متعلق بیش بہا تجارب حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ مترجم کی سعی ہر طرح قابل داد ہے۔ زبان طرز ادا۔ کاغذ۔ کتابت طباعت سب باتیں اچھی ہیں۔

ان مبصروں کی رائے کے بعد یہ کتاب ہمارے ہاتھوں کسی مزید تعریف کی محتاج نہیں آپ اسے سراغرسانی کے عام اصولوں کی داستان یا حسن و عشق کی سرگذشت خیال کریں۔ یہ اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے جس کی نظیر پیشتر کبھی آپ نے اردو میں نہیں دیکھی۔ عاشق و معشوق کے درمیان لحد فاصل ہے۔ دیکھئے کس طرح وہ ایک دوسرے کو چاہتے ہوئے آپس میں نہیں مل سکتے۔

پراسرار ناولوں میں لاجواب — خوفناک جرائم کی تاریخ میں بے نظیر

ولایت کے رسالہ میڈم نے اس کے مصنف کو پراسرار ناولوں کا بادشاہ مانا ہے

۲۵۰ صفحات سے زیادہ میں مکمل قیمت عہ خرچ ڈاک ۵

ساڑھے سات روپیہ سالانہ چندہ ادا کر کے ایسی کتابوں کو ارزاں قیمت پر خریدنے کا گر سیکھئے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

وطن پرست

الگزینڈر ڈوماس کے دردناک پولیٹیکل ناول "سیچنٹس ڈاٹ" کا ترجمہ

جناب منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

خدمت وطن کی کرنا ایمان جانتے ہیں — حب وطن میں مرنا ایمان جانتے ہیں
آئیں بروئے کار اب وہ عاشقان صادق — جو عاشقی میں مرنا ایمان جانتے ہیں
سچ پوچھئے تو زندہ وہ لوگ ہیں جہاں میں — جو زیست سے گذرنا ایمان جانتے ہیں

دنیا بھر کے پولیٹیکل ناولوں میں یہ اپنی نظیر آپ ہے۔ پلاٹ اور انداز بیان میں بے نظیر ہے ناول نگار میں بالکل میلوڈراما کا لطف دیتا ہے۔ فی الحقیقت اگر آپ اس کا مطالعہ کرتے وقت تخیل میں سٹیج قائم کر سکیں تو اس کے سارے کیرکٹر زندہ ایکٹروں کی طرح نقل و حرکت کرتے نظر آتے ہیں۔ گویا مصنف نے اپنے زور تحریر سے ایک بیجان قصہ کو جاندار ڈرامہ کی حیثیت دیدی ہے

وطن پرست
وطن پرست
وطن پرست

عشق صادق مردوں اور عورتوں کی زندگی کو پاک کرتا ہے لیکن وطن کا عشق قوموں کو نئے سانچے میں ڈھالتا ہے۔

حب وطن کے وجد آور نظارے — عشق صادق کی فرحت خیز تصویر

عشق اور حب وطن کا تقابلہ

یہ وہ ناول ہے جس کی یاد آپ کے لئے سرمایۂ راحت ہوگی۔
یہ وہ ناول ہے کہ اسے پڑھکر آپ رینالڈس کے ناولوں کو بھول جائیں گے۔

۳۵۰ صفحے مجلد قیمت تین روپے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ لوئر مال لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اُردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۶۴ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت مدیہ ۸ ۱۲ محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک ہے۔

لال برادرس ۷ر پارسنز روڈ نولکھا لاہور

فرانس کے مشہور عالم ناولسٹ ماریس لیبلانک کی بہترین تصانیف کے اردو ترجمے

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

سراغرسانی — حب وطن — پالیٹکس

ان تینوں کا شاندار مجموعہ اپنی ناولوں میں آپ کو نظر آئے گا

انقلاب یورپ

اس مصنف کے بہترین ناول ۸۱۳ کا ترجمہ اتنا پراسرار ناول ہے کہ یقیناً اس سے پہلے آپ نے کبھی نہ دیکھا ہوگا۔ اس کے ترجمے اس سے پیشتر یورپ کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ اگر آپ پہلا باب پڑھ لیں۔ تو ختم کئے بغیر کھانا پینا اور سونا بھی حرام ہو جائے۔ غضب کا دلفریب فسانہ۔ سکتہ میں لانے والے نظارے۔ ایسا دلکش کہ برسوں یاد رہے۔ ایسا پراسرار کہ نیند حرام کر دے۔ قیمت ۴ع

شریف بدمعاش

اسی مصنف کے ایک اور لاجواب ناول کنفشنز آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ جس میں آرسین لوپن کی حیرت خیز عیاریوں کا ذکر نہایت دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ جس طریق پر اس شخص نے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکی۔ فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ کارکنوں کو الو بنایا۔ عظیم خطرات کا مقابلہ کیا۔ اور ہر بار بال بال بچتا رہا۔ اس کا نہایت دلچسپ حال۔ ۵۰۰ صفحہ قیمت ۱۲ار

خونی ہیرا

اسی مصنف کے دلفریب ناول دی ایرسٹ آف آرسین لوپن کا اردو ترجمہ۔ اس ناول کو اس مصنف کے سابق دو افسانوں پر یہ خاص فوقیت حاصل ہے کہ اس میں شہرہ آفاق سراغ رسان شرلاک ہالمز کا مشہور عالم نیک نہاد چور آرسین لوپن سے مقابلہ ہوتا ہے۔ کس طرح ایک کی ہشیاری دوسرے کی عیاریوں کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہے نہایت دلچسپ ۲ حصوں پر قیمت ۸ار

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ انارکلی لاہور

سلسلہ اول

جلد چہاردھم

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

پبلشرز

لال برادرس

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

۷ پارسنز روڈ نولکھا - لاہور

طباعت ثانی

قیمت ۱۲/

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمّل اُردو ترجمہ ۱۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے۔ اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و تمول کے بے شمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے۔ مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ر علاوہ محصولڈاک کے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سلسلہ اول

فسانہ لندن

جلد چہاردہم

پہلا باب — دلالہ کی سرگذشت

ان واقعات کو قلمبند کرنے کے لئے مجھے اپنے حافظہ کو آج سے سترہ اٹھارہ سال پہلے کے زمانہ کی طرف لے جانا پڑتا ہے۔ نہ اس لئے کہ اس افسوسناک سرگذشت کے واقعات خاص کی یاد تازہ کرنے کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ وہ تو میرے حافظہ پر کندہ ہو چکے ہیں۔ البتہ اس داستان کی بعض تفصیلات کا اس بات سے تعلق ہے کہ اُس زمانہ میں میری اپنی حالت کیا تھی۔ اور اس حالت کا ذکر یہ ظاہر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مجھ ایسی عورت اور ہیریٹ ولسٹ کے درمیان تعلقات باہمی کس طرح پیدا ہوئے۔

جس زمانہ کا یہ ذکر ہے۔ ان دنوں میں لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کے ایک فیشن ایبل علاقہ میں ایک بورڈنگ ہوس کی مالک تھی۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس زمانہ میں میری صورت یوں بدنما اور مرجھائی ہوئی نہ تھی۔ کیونکہ ایک شاندار حسن کا بقیہ اس وقت تک میرے قبضہ میں تھا۔ . . اس غیر معمولی حسن کا جو عہد شباب میں میرے حصہ میں آیا تھا کبھی میرے اطوار بھی نہایت خوشگوار اور دل لبھانے والے تھے۔ اور دسترخوان کی میز پر بیٹھ کر اپنے انداز تکلم سے میں بہتوں کا دل لبھاتی تھی۔ ان حالات میں میرے اس بیان پر غالباً اظہار تعجب نہ کیا جائے گا۔ کہ جو لوگ میرے بورڈنگ ہوس میں رہتے یا جو دن کے وقت وہاں

کھانا کھانے آتے تھے۔ میں ان سب میں بہت ہر دلعزیز تھی۔ یہ سچ ہے کہ میرا مکان بظاہر ایک بورڈنگ ہوس کی حیثیت رکھتا تھا۔ اور کوئی سطحی نظر رکھنے والا اُسے دیکھ کر یہی سمجھ سکتا تھا کہ اسے نہایت عزت دار پیمانے پر چلایا جاتا ہے۔ مگر صدر مقام کے اور بے شمار مکانات کی طرح اس کے بھی بہت سے اسرار تھے حقیقت یہ ہے کہ میں امرا اور شرفا کے ایک وسیع حلقہ میں جس کے اراکین اپنا وقت فرصت ناجائز عشق و محبت میں صرف کرتے تھے۔ ایک خاص شہرت رکھتی تھی۔ خود پندرہ سے چالیس سال کی عمر تک تمام منازل ہستی کو عیش پسندی میں بسر کرنے کے باعث مجھے وہ سب طریقے خوب یاد تھے جن کی بدولت عزت دار طبقہ کی جوان عورتوں اور لیڈیوں کو طعمہ پر لگا کر حسن پرستوں کی خاطر بچھائے ہوئے دام تزویر میں پھنسایا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنا نام بدل کر اور زمانہ ماضی پر پردہ ڈال کر اس روپیہ کی مدد سے جو مجھے اپنے مربیوں سے حاصل ہوتا تھا۔ ایک بورڈنگ ہوس قائم کر لیا تھا۔ اور اس میں مجھے خاطر خواہ کامیابی ہونے لگی۔ میں چونکہ ان تاجروں کا روپیہ جن سے میرا لین دین تھا۔ پابندی وقت کے ساتھ ادا کر دیتی تھی۔ اس لئے نواحات میں میرا نام ایک شریف اور دیانت دار عورت کی حیثیت میں جلدی ہی مشہور ہو گیا۔ بات یہ ہے کہ کسی شخص کو مشہور یا بدنام کرنے کا کام ان تاجروں ہی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ کیونکہ انہیں کی دوکانیں مختلف گاہکوں کے متعلق اچھی یا بُری خبروں کا مرکز ہوتی ہیں۔ اور چونکہ ان کے نزدیک عزت داری کا پیمانہ روپے کی بروقت ادائیگی ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اس بارہ میں باقاعدگی اختیار کرنا حصول نیک نامی کا ایک آسان ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے [illegible] ایک بار میں نے اپنے بورڈنگ ہوس کو یوں نیک نام کر لیا۔ تو اس کے بعد میری [illegible] بہت ہی کم مشکلات باقی رہ گئیں۔ میں نے اپنے مربیوں سے مل کر جو تجویز سوچی۔ وہ یہ تھی کہ بورڈنگ ہوسوں میں اکثر ایسی لیڈیاں رہتی ہیں۔ جن کی آمدنی کے ذریعے لاکھ یقینی ہوں۔ بہرحال ان کی آمدنی اس قدر کم ہوتی ہے۔ کہ اس کی بدولت وہ علیحدہ مکان میں نہیں رہ سکتیں۔ بوڑھی بیوائیں جن کی جوان لڑکیاں ہوں۔ جوان بیوائیں جو دیہات یا غیر ملکوں سے چلکر دوسری شادی کے ارادہ سے لندن میں آئیں۔ اور وہاں کے لوگوں میں اجنبی ہونے کی وجہ سے اس سوسائٹی کی تلاش میں ہوں جس میں آسانی سے دخل پا سکیں۔ بے یار و مددگار یتیم لڑکیاں جن کی نہایت قلیل آمدنی ہو۔ چھپیاں

اور اُن کی بھتیجیاں۔ سالخوردہ عورتیں اور اُن کی پوتیاں یہ سب عورتیں اکثر بورڈنگ ہوسوں میں ہی رہتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے مکانات میں جوان لڑکیوں کی ہمیشہ افراط رہتی ہے۔ اور دس بارہ میں تین چار کا قبول صورت ہونا بھی یقینی ہے۔ اس کیفیت کے بعد یہ سمجھنا مشکل نہ ہوگا۔ کہ میرے مربیوں نے کس لئے مجھ سے ایک بورڈنگ ہوس کہلوایا۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد میں اپنے طریق عمل کی کیفیت بیان کرتی ہوں۔ سارے بورڈنگ ہوسوں میں جوان عورتوں کی تعداد مردوں سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ میرے اپنے بورڈنگ ہوس میں بدرجہ اوسط بیس عورتیں اور صرف چار پانچ مرد رہتے تھے۔ ہر ہفتے تین بار ہم شام کے وقت رقص و سرود کی مجالس منعقد کرتے۔ اور چونکہ ایسے موقعوں پر مردوں کی کمی ہوتی تھی۔ اس لئے اس کمی کو پورا کرنے کی خاطر میں چند شرفا کو جن سے میری واقفیت تھی۔ ان موقعوں پر بلا لیتی تھی۔ یہ بیان کرنا تحصیل حاصل ہے۔ کہ حقیقت میں یہ لوگ میرے مربی ہوتے تھے۔ مگر جتنا عرصہ وہ میرے مکان پر ٹھیرتے۔ میرے ساتھ بڑے اخلاق اور شائستگی سے پیش آتے۔ گویا وہ مجھے ایک نہایت عزت دار اور شریف عورت سمجھتے ہیں اس طریق پر یہ لوگ وقتاً فوقتاً بورڈنگ ہوس میں آکر اُن جوان لیڈیوں کے ساتھ اپنی واقفیت بڑھا سکتے تھے۔ جو اُن کی منظور نظر ہوں۔ اور چونکہ وہ عمر رسیدہ عورتوں سے بھی مساوی اخلاق کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اور ایسے موقعوں پر اُن کی فرمائش سے عمدہ شرابیں اور نفیس کھانے بے دریغ مہیا کئے جاتے تھے۔ اس لئے لڑکیوں کی مائیں چچیاں اور محافظ عورتیں ان دعوتوں میں شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ اور اُن شخصوں کو جنہیں میں مدعو کرتی۔ بہت ملنسار اور با اخلاق سمجھتی تھیں کبھی کبھی وہ تاش یا گنجفہ کھیلا کرتے [illegible] میرے سبھی مربی مالدار تھے۔ اور ایک خاص مقصد کو پیش نظر رکھکر میرے ہاں آتے تھے اس لئے وہ نہایت معقول رقمیں بڑے شوق سے ان بوڑھی عورتوں کے ہاتھ عمداً ہار دیتے اس طرح پر ان کا ہر دلعزیز ہونا قدرتی تھا۔ اور اس ہر دلعزیزی سے وہ جوان لڑکیوں کو اپنے دام میں لانے میں خوب ہی فائدہ اٹھاتے تھے۔

یہ بیان کرنا غالباً ضروری نہ ہوگا کہ بورڈنگ ہوسوں کے رہنے والے اکثر ادنےٰ خیالات کے حریص لوگ ہوتے ہیں۔ چونکہ اُن کی آمدنی قلیل ہوتی ہے۔ اس لئے عمدہ لباس پہننے کا شوق پورا نہیں ہوتا۔ باوجود اس کے دیکھا جاتا ہے کہ بورڈنگ ہوسوں کی

رہنے والی لڑکیاں ہی سب سے زیادہ عمدہ لباس پہننے کی شائق ہوتی ہیں۔ ان حالات میں انہیں بڑی آسانی سے فضول تحائف پر آمادہ کیا جا سکتا ہے۔ اور میں کہہ سکتی ہوں کہ اس بارہ میں میرے مربی کبھی کفایت کے اصول سے کام نہ لیتے تھے۔ طلائی زنجیر پیش کرنا کسی جوان عورت کا منظور نظر بننے کا یقینی ذریعہ تھا۔ اور ریشمی لباس پیش کر کے کسی چچی یا دوسری بڑی بوڑھی عورت کی نظروں میں آسانی سے ہر دلعزیزی حاصل ہو سکتی تھی۔ اس کے علاوہ میرے مربیوں سے کوئی کسی جوان عورت کے ساتھ زیادہ توجہ کے ساتھ پیش آتا۔ تو یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اس کا ارادہ نیک اور باعزت ہے۔ اس طریق پر کسی جوان لڑکی کا میرے کسی مربی کے دام میں پھنس جانا بالکل سہل تھا۔ مختصر یہ کہ گو میرا بورڈنگ ہوس بظاہر عزت داروں کے رہنے کی جگہ تھا۔ مگر حقیقت میں وہ ایک کوٹھی خانہ سے کم نہ تھا۔ جسے ظاہری نفاست کے ساتھ قائم رکھا جاتا ہو۔ اگر کبھی اس کی نسبت کوئی بدگوئی شروع ہوتی۔ تو اسے فوراً ہی دبانے کا انتظام ہم لوگ خود کر لیتے تھے۔

ان جزوی تفصیلات کے بعد میں اپنی سرگذشت کے سب سے قابل ذکر حصہ کی طرف آتی ہوں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا۔ آج اس زمانہ کو سترہ اٹھارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ ان دنوں مارکوئیس آف ہالمسفورڈ جو میرے بہترین مربیوں میں سے ایک تھا۔ ایک دن مجھے کہنے لگا۔ کہ میں نے ایک نہایت حسین اور جوان عورت کو اپنے مکان سے تھوڑے فاصلہ پر ایک نہایت ادنیٰ قسم کے گھر میں رہتے دیکھا ہے۔ تم اس کی نسبت تحقیقات کرو کہ وہ کون ہے۔ اور اس پر کہاں تک ہمارا بس چل سکتا ہے۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور تھوڑے عرصہ میں مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اس کا نام ہیریٹ ڈنٹ ہے۔ اور وہ اس مکان میں اپنے باپ کے پاس رہ کر نہایت سقم کی حالت میں زندگی بسر کرتی ہے۔ کسی طرح اس تک رسائی حاصل کر کے میں اس سے ملی۔ اس کا باپ کاروبار میں عظیم خسارہ برداشت کر کے شکستہ دل اور قریب المرگ تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ لوگ تھوڑا ہی عرصہ پیشتر لندن میں آئے تھے۔ اور ہیریٹ کے باپ کے روپیہ کی قلیل مقدار جو اس کے پاس باقی تھی۔ کاروبار میں لگا کر کھو دی ہے۔ گویا جب میں ان سے ملی تو ان کی حالت انتہا درجہ ابتر تھی۔ میں اس بات کو اچھی طرح جانتی تھی۔ کہ کسی حاجتمند کو روپیہ دینے کا وہ کونسا طریقہ ہوتا ہے جس میں وہ برا نہ مانے۔ چنانچہ میں ان کے

ساتھ ایسے طریق پر پیش آئی۔ کہ وہ نیک نہاد جوان عورت مجھے فرشتہ رحمت سمجھنے لگی اور کہتی تھی۔ خدا نے آپ کو میرے قریب المرگ باپ کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ اس طرح مارکوئیس مجھے کھلے دل سے روپیہ دیتا رہا۔ اور میں روزانہ باقاعدگی کے ساتھ اُن کے مکان پر جاتی رہی۔

میں نے جو تجویز سوچی۔ وہ یہ تھی کہ ہیریٹ کے دل میں کسی طرح یہ بات ذہن نشین کر دوں کہ اپنے حسن خداداد کی بدولت تم کتنا بلند رتبہ حاصل کر سکتی ہو۔ چنانچہ میں اُسے اُن امرا کے بہت سے قصے سنائے۔ جن کی محبت غریب عورتوں کے ساتھ پیدا ہوئی۔ اور پھر انہوں نے ان سے شادیاں کیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ہیریٹ کو اس قسم کے کپڑے بہم پہنچاتی رہی۔ جن کی بدولت اس میں شان و نمود کی خوبیاں پیدا ہو سکے۔ مگر باوجود ان ساری کوششوں کے میں مس ولٹ کے نیک اور بد دل کو نہ بگاڑ سکی۔ وہ میری گفتگو کو ادب کے ساتھ سنتی۔ مگر اُس میں مطلق کوئی دلچسپی نہ کرتی تھی۔ وہ میرے مہیا کردہ کپڑے پہن لیتی۔ مگر صرف اس لئے کہ اُن کے سوا ایک کے پاس کوئی اور پوشاک موجود نہ تھی۔ ان حرکتوں سے میں نے جان لیا کہ مارکوئیس فوراً ہی اُس کے سامنے لانا نامناسب ہوگا۔ لیکن ادھر مارکوئیس کی جان پر بنی ہوئی اور وہ ایک لمحہ کی تاخیر بھی منظور نہ کرتا تھا۔

باپ بیٹی سے میری واقفیت پیدا ہوئے تین ہفتوں کا عرصہ گذرا تھا کہ ہیریٹ کے والد نے انتقال کیا۔ مارکوئیس نے میری وساطت سے اس کے قدر معقول روپیہ اُسے بھیج دیا جس سے اُس کے کفن دفن کا اچھی طرح انتظام ہو گیا۔ آخری ماتم کا پہلا ہفتہ گذرنے پر میں نے موزوں الفاظ میں ہیریٹ کے سامنے اُس کی موجودہ بے کسی اور بے بسی کا ذکر کیا۔ وہ غریب میری چھاتی سے لپٹ گئی اور کہنے لگی۔ تم ہی میری محسنہ اور رفیق ہو۔ اُس نے میری ان مہربانیوں کا جو میں اُس سے اور اس کے باپ سے کرتی رہی تھی۔ ایسے صدق دل اور راستبازی سے شکریہ ادا کیا۔ کہ اپنی زندگی میں اول مرتبہ مجھے یہ بات محسوس ہوئی۔ کہ ایسی نیک لڑکی کو دغا دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ ہیریٹ کہنے لگی۔ میں نہیں چاہتی۔ میرا وجود تم پر ثابت ہو۔ اس لئے تم مہربانی سے مجھے کہیں کوئی ادنےٰ درجہ کی نوکری ہی دلوا دو۔ میں ہر قسم کا کام کرنے کو آمادہ ہوں۔ میں نے اس کا وعدہ

کیا۔ کہ میں تمہاری خاطر کوشش کروں گی۔ اور سچ یہ ہے کہ جب اُس روز میں اُس سے جدا ہوئی۔ تو میرے دل میں اس بات کا مصمم ارادہ تھا کہ جن دوکانداروں سے میرا تعلق ہے کی معرفت اُسے کوئی ملازمت دلوا کر مارکوئیس کی رسائی سے دور پہنچا دوں لیکن مکان ئی۔ تو حضرت مارکوئیس پہلے سے موجود تھے۔ انہوں نے اس فیاضی کے ساتھ میرے روبرو یہ پیش کیا۔ کہ مجھے اس کو جو میرا بہترین مربی تھا۔ ناراض کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اس لئے نے سابقہ خیالات کو دبا کر اس کے روبرو سارے حالات بیان کر دیئے۔ وہ کہنے لگا س طرح بھی ہو تم ہیریٹ کو میرے ہاں نوکر رکھوا دو۔ پھر میں خود اس سے نپٹ لونگا۔ میں نے اسکی ی بھر لی۔ اور دوسرے دن ہیریٹ سے ملکر کہا۔ میں کل دن بھر تمہارے معاملہ پر غور کرتی رہی۔ س نتیجہ پر پہنچی ہوں کہ اگر چاہو۔ تو میرے ہاں چلکر بڑی خادمہ کی طرح رہو۔ میں تمہیں علیحدہ ے دوں گی۔ اس میں تم نے بڑی آسائش کے ساتھ رہنا۔ اُس نے جس طریق پر محبت کر گذاری کے آنسو بہائے۔ اُس سے میرا پتھر دل بھی موم ہو گیا۔ اور بے اختیار میری سے آنسو بہ نکلے۔ . . . ہاں میری آنکھوں سے جو زندگی بھر گناہ کا نظارہ دیکھنے کی ہو چکی تھیں۔ افسوس اس بعید زمانہ کی یاد اب بھی میرے دل میں تازہ ہے۔ اور ن لفظوں کو قلمبند کرتی ہوئی میں اب بھی آنسو بہا رہی ہوں۔

خیر اُس دن سے ہیریٹ ولمٹ میری ملازمت میں داخل ہو گئی۔ لیکن جس روز وہ میرے مکان پر آئی۔ اسی دن میں یکایک بخار کے ایک زوردار حملہ سے بیمار ہو کر بیہوش ہو گئی دس روز تک مجھے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں رہی۔ پھر جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ ہیریٹ ولمٹ میرے سرہانے بیٹھی تیمارداری کر رہی ہے۔ معلوم ہوا کہ دس دن اور دس راتیں وہ غریب لگاتار میری نگران رہی۔ بمشکل چند منٹ کے لئے آرام کیا ہوگا۔ اور وہ بھی آرام کرسی پر بیٹھے بیٹھے اس طویل شب بیداری اور فکر کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اس کی رنگت بالکل زرد پڑ گئی۔ لیکن جب ڈاکٹر نے اُسے بتایا۔ کہ اب اس کی جان بچ جائے گی۔ تو اُس کے پژمردہ چہرہ پر خوشی کے غیر معمولی آثار پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور موقعہ پر اسی ڈاکٹر نے مجھے یہ بھی بتایا۔ کہ تمہاری زندگی میری قابلیت سے نہیں۔ بلکہ وفادار ہیریٹ کی کوشش سے بچی۔ ہیریٹ کی طرف سے اس قدر اظہار شکر گذاری دیکھ کر میرے دل پر بڑا اثر ہوا۔ اور میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ صحت یاب ہوتے ہی پہلا کام

یہ کروں گی کہ اسے کسی ایسے مقام پر پہنچا دوں۔ جہاں یہ ہر قسم کے خطرات سے محفوظ رہ سکے کیونکہ میرے ہاں اس کا ٹھیرنا بہرحال خطرہ سے خالی نہ تھا۔

لیکن جب میں صحت یاب ہوئی۔ اور پھر اپنے کاروبار میں حصہ لینے لگی۔ یعنی ان سازشوں میں جن کی بدولت میں پاک روحوں کو گناہ کی دلدل میں پھنسایا کرتی تھی۔ تو میرے نیک ارادے پھر کافور ہو گئے۔ مارکوئیس آف ہالسفورڈ کی مالی امداد اور سرپرستی دونوں باتیں میرے کامیابی کے لئے ضروری تھیں۔ مارکوئیس بارہا میرے مکان پر آتا۔ اور ان موقعوں پر چونکہ اسے ہیریٹ سے ملنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ اس لئے دونوں میں روز بروز بے تکلفی ہوتی گئی۔ لیکن وہ غریب دم آخر تک مارکوئیس کے ناپاک اشاروں کو سمجھنے سے قاصر رہی۔ آخر جب وہ زیادہ دلیر ہوا تو یہ اس کی صحبت سے گھبرانے لگی۔ لیکن جیسا کہ مجھے بعد ازاں خود مارکوئیس کی زبانی معلوم ہوا۔ وہ میری اتنی عزت کرتی تھی۔ کہ اس نے اس معاملہ میں کسی قسم کی شکایت میرے کانوں تک محض اس خیال سے نہ پہنچائی۔ کہ میں آزردہ نہ ہو جاؤں۔ البتہ خود جہاں تک بس چلتا۔ وہ مارکوئیس سے پرے پرے رہتی تھی۔ آخر کار ایک رات مارکوئیس شراب میں بدمست ہو کر اس کے کمرہ میں گھس گیا۔ اور وہاں اس نے اپنے ارادے اس کے روبرو صاف لفظوں میں بیان کر دیئے۔ اس نے بہت ناراض ہو کر تحکمانہ لہجہ میں مارکوئیس سے کہا کہ تمہاری گستاخیوں کی حد ہو چکی۔ بہتر یہ ہے تم اسی وقت میرے کمرہ سے باہر ہو جاؤ۔ مگر اس نے ان لفظوں پر مطلق توجہ نہ دی۔ اور زیادہ دلیر ہو کر جبراً کام لینا چاہا۔ وہ اس سے بچکر کمرہ سے نکلی۔ اور میرے مکان سے کسی طرف کو بھاگ گئی۔ بعد ازاں ایک کرایہ کے مکان سے جس میں اس نے سکونت اختیار کر لی تھی۔ مجھے ایک خط لکھا جس میں مارکوئیس کی ساری گستاخیوں کا ذکر مفصل طور پر درج تھا۔ ساتھ ہی میری عنایتوں کا بھی شکریہ ادا کیا ہوا تھا۔ اور لکھا تھا کہ مجھے خواب میں بھی اس کا خیال نہیں آ سکتا۔ کہ آپ کا اس معاملہ سے کچھ تعلق ہے۔ البتہ آپ کے مکان پر مارکوئیس کا چونکہ اکثر جانا آنا رہتا ہے۔ اس لئے میں ادب لیکن استقلال کے ساتھ آپ کی ملازمت سے سبکدوش ہوتی ہوں۔ میں اس کے نئے مکان پر پہنچی۔ اور میں نے اس بات پر زیادہ زور نہ دیا۔ کہ تم میرے ہاں پھر واپس چلو۔ کیونکہ بیماری کے موقعہ پر اس نے میری جو خدمت کی تھی اس کا اثر میرے دل پر قائم تھا۔ اور میرا قلب اس کے متعلق بہت نرم ہو چکا تھا۔ اس کے چند دن بعد

اُس نے ایک دوکاندار کی وساطت سے جس سے میرا لین دین تھا۔ ایک کمرہ میں جو لوئر ہالبورن میں رہتا تھا۔ خادمہ کی جگہ حاصل کر لی۔ لیکن اس بات کو میں نے ارکوہیرٹ ہالمسفورڈ سے چھپائے رکھا۔ اور اس سے بھی کہتی رہی کہ مجھے معلوم نہیں وہ کہاں چلی گئی ہے۔ چونکہ اس نے اپنی ہی بیجا کارروائی سے اسے فرار ہونے کا موقعہ دیا تھا۔ اس لئے مجھے وہ کسی طرح قصوروار قرار نہ دے سکا۔

اس جگہ میں یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتی ہوں کہ یہ سارے واقعات اُس وقت سے شروع ہو کر جب ہیریٹ سے میری اول مرتبہ ملاقات ہوئی۔ اُس کے فرار کے زمانہ تک تین ماہ کے عرصہ میں ظہور پذیر ہو چکے تھے۔ ہیریٹ کو ملازمت تو فوراً ہی مل گئی مگر افسوس کہ یہ جگہ اس کے پسند کی نہ تھی۔ مالکہ نہایت بدمزاج اور اُس کا شوہر بڑا جابر اور سخت گیر آدمی تھا۔ مگر انہی دنوں ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس نے معاملات کی صورت بدل دی۔ اور وہ کسی دوسری جگہ ملازمت کی تلاش کئے بغیر اُس گھر سے ہی رخصت ہو گئی جیسا کہ بعد ازاں خود اس کی زبانی معلوم ہوا۔ ایک دن وہ اپنے آقا کے بچوں کو سیر کرانے کے لئے جا رہی تھی کہ راستہ میں اُسے اوجیئر عمر کا ایک شخص ملا جو بظاہر شکیل اور نہایت با اخلاق تھا۔ کسی خاص واقعہ سے جس کی یاد اب میرے دل سے محو ہو چکی ہے۔ ان دونوں میں واقفیت پیدا ہو گئی۔ اُس دن کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے ملتے رہے۔ اور رفتہ رفتہ اس شخص کی اُس سے گہری محبت ہو گئی۔ گو اُس نے ایک مرتبہ بھی کوئی ناواجب بات اس کے روبرو نہیں کی۔ ایک دن اثنائے گفتگو میں ہیریٹ نے اُس سے بیان کیا کہ میں ایک غریب اور بے یار و مددگار لڑکی ہوں۔ اُسے اُس پر رحم آیا۔ اس کی پاکبازی کو دیکھ کر ہیریٹ سے اُس کی دلی محبت اور بھی مضبوط ہو گئی۔ ایک دن موقعہ پا کر اُس نے اُس سے شادی کی درخواست کی۔ اگرچہ ایک شرط اس کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ یہ شخص ایک مالدار رنڈوا تھا۔ اور پہلی بیوی سے اس کے دو بیٹے تھے۔ غالباً وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس عورت کو جو خادمہ رہ چکی تھی۔ دنیا کے روبرو اپنی بیوی کی حیثیت میں پیش کرے۔ وہ ہیریٹ جہاں رہتی تھی اُس جگہ سے تنگ آ چکی تھی۔ نہ کوئی اُس کا دوست تھا نہ رفیق۔ اس لئے اُس نے اُس شخص کی یہ درخواست منظور کر لی کہ شادی خفیہ طور پر ہو جائے۔ چنانچہ یہ رسم شادی ہو گئی۔ اُس جگہ کا رجسٹر اس واقعہ کی تصدیق کر سکتا ہے۔

اس شخص کا نام مسٹر مارکہم تھا اور وہ مارکہم پیلس میں رہا کرتا تھا۔ مجھے اس مقام پر جہاں یہ جگہ واقع ہے۔ اول مرتبہ پچھلے سال جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اس وقت جب مجھے ہیریٹ ولمٹ کا خیال آیا۔ تو بے اختیار دل سے ایک آہ سرد نکلی کیونکہ اگر قسمت اس کی یاوری کرتی۔ تو وہ اس شاندار عمارت کی مالکہ بنتی۔ افسوس کہ میری اپنی غداری نے اس کی ساری امیدوں اور آرزوؤں پر پانی پھیر دیا لیکن میں سلسلہ داستان میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ مجھے واقعات کا سلسلہ اسی طرح بیان کرنا چاہیئے جس طرح وہ پیش آئے۔

مسٹر مارکہم نے اپنی جوان دلہن کو برنسوک سکوئر کے قریب کسی بازار میں ایک پُر آسائش مکان کرایہ پر لے دیا۔ اور اس شادی کے ٹھیک دس ماہ بعد کیتھرائن پیدا ہوئی۔ انہی دنوں مسٹر مارکہم کو خیال آیا کہ میں اپنی بیوی اور بچہ کو علانیہ طور پر اپنا ظاہر کر دوں۔ شادی کے وقت سے لے کر اب تک ہیریٹ کا نام مسز ولمٹ مشہور تھا۔ اور مسٹر مارکہم کو اس بات کا افسوس ہوا کہ میں نے فوراً ہی اس دوسری شادی کو علی الاعلان ظاہر نہ کر دیا۔ ناحق اسے چھپائے رکھا۔ یہ تمام واقعات بعد ازاں مجھے خود ہیریٹ کی زبانی معلوم ہوئے تھے۔

خیر کیتھرائن کو پیدا ہوئے تین ماہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ ایک روز ہیریٹ مجھے بازار میں مل گئی۔ اس کا حسن پہلے سے دوچند نظر آتا تھا۔ اس نے اپنی شادی کی اطلاع مجھے بذریعہ خط دی تھی۔ مگر یہ نہیں لکھا تھا۔ کہ شادی کس سے ہوئی۔ اور نہ یہ کہ اب میں کہاں رہتی ہوں جب وہ یوں مجھے راستہ میں اپنی شیرخوار بیٹی کو اٹھائے ہوئے ملی۔ تو مجھ سے مکان پر چلنے کی درخواست کی۔ اور کہنے لگی۔ یقیناً میرا شوہر اس سے ناراض نہ ہوگا۔ کہ میں نے اپنی خفیہ شادی کی اطلاع آپ کو دی۔ کیونکہ جب میں مفلسی کے زمانہ میں بالکل بے یار و مددگار تھی۔ اور میرا غریب باپ بستر مرگ پر پڑا تھا۔ تو آپ ہی نے مجھے مدد دی تھی۔ پھر وہ بڑے اطمینان کے ساتھ مسکرا کر کہنے لگی۔ اس کے علاوہ میرا شوہر عنقریب مجھے اپنی بیوی تسلیم کر کے اپنے مکان پر لے جائے گا۔ ہم آپس میں گفتگو کر رہی تھیں کہ مارکوئیس آف ہالسفورڈ گھوڑے پر سوار پاس سے گذرا۔ اور اس نے فوراً ہی ہیریٹ کو میرے پاس کھڑا دیکھ کر پہچان لیا۔ اس نے بھی اسے دیکھا۔ اور مضطرب ہو کر جلد جلد قدم اٹھاتی اپنے مکان کی طرف جو پاس ہی تھا روانہ ہوئی۔ میں بھی اس کے پیچھے پیچھے گئی۔ اور اس کے بعد یہ واقعہ جس کی بدولت ہیریٹ کو اس قدر اضطراب ہوا تھا جلدی ہی بھول گیا۔

زبانی معلوم ہوا۔ کہ مسٹر مارکھم انہیں لوئر ہالووے کے ایک شراب خانہ کے قاصد کے ہاتھ بھجواتا تھا۔ اپنے مکان سے یا اپنے کسی نوکر کے ہاتھ وہ کبھی یہ خط نہ بھیجتا تھا اور چونکہ اُن پر پتہ بھی درج نہ تھا۔ اس لئے کسی خط کے کھوئے جانے کی صورت میں اندیشہ نہ تھا کہ کسی دوسرے شخص کو کسی قسم کا سراغ مل سکے گا۔

لیکن میں اُس تجویز کا ذکر کر رہی تھی۔ جو میں نے غریب ہیریٹ کی بربادی کیلئے سوچی پانچ دن تک اُس کے ساتھ رہتے ہوئے میں ہر موقعہ پر اسے اپنی سچی دوستی کا یقین دلاتی رہی۔ اور وہ کہنے لگی۔ یہ میری اُس سچی شکر گذاری کا اثر ہے جو آپ کی عنایات کے متعلق میرے دل میں موجود ہے۔ واقعہ میں وہ میری بیحد ممنون احسان تھی۔ یہ بات اس کی فطرت میں داخل تھی۔ کہ جو اس سے بھلائی کرے۔ اور بظاہر نیک معلوم ہو وہ اُس کی شکر گذار رہے۔ لیکن اتنا میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ اگر اُسے معلوم ہوتا۔ فلاں شخص میرا دشمن ہے تو وہ اُس سے بھی نفرت کا اظہار نہ کرتی۔ کیونکہ وہ بڑی ہی نیک پاک ملنسار اور شریف عورت تھی۔ لیکن میرے لئے اس کی صفات حسنہ پر بحث کرنا عبث ہے۔ کیونکہ جتنی زیادہ وہ پاکباز تھی۔ اُسی قدر زیادہ میرا قصور ناقابل معافی تھا۔ آخر پانچویں دن شام کو میں اُس سے رخصت ہوئی۔ تو وہ کہنے لگی کل مسٹر مارکھم دن بھر نہ آئیں گے۔ اس لئے مہربانی سے آپ رات کا کھانا یہیں کھائیے گا۔ یہ دعوت میری منشا کے عین مطابق تھی اور میں نے اسے جھٹ منظور کر لیا۔ لیکن اُس روز ہیریٹ کے مکان پر وعدہ کے مطابق چار بجے جانے کی بجائے میں سیدھی ہالسفورڈ ہوس میں پہنچی۔ جہاں میرے ایک دن پیشتر کے رقعہ کے بموجب مارکوئیس منتظر تھا۔

ہالسفورڈ ہاؤس مدت سے اپنے مالک کی عیاشیوں اور بدکاریوں کے لئے بدنام ہے مارکوئیس ایک بڑا مالدار اور صاحب جائداد شخص ہے۔ جب سے وہ اپنی بیوی سے جدا ہوا۔ اُس کی زندگی ایسے طریق پر بسر ہوتی رہی ہے۔ کہ اگر وہ ایک معمولی درجہ کا شخص ہوتا۔ تو سوسائٹی ضرور اسے اپنے حلقہ سے خارج کر دیتی۔ لیکن ذی رتبہ ہونے کی وجہ سے کسی کو اُس پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہیں ملا۔ اُس کے مکان میں ہر قسم کا سامان عیش پرستی اور اس قسم کی چیزیں موجود ہیں جن کی بدولت اُن پاکباز لڑکیوں پر غلبہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جن پر منت سماجت کا اثر نہیں ہوتا۔ اور ان پر جبر کی ضرورت پیش آتی ہے

یاد رہے کہ اس انتہائی طریقہ سے کام لینے میں مارکوئیس کو کبھی تامل نہیں ہوا کیونکہ اگر کوئی بدنصیب اس کے جبر کا شکار ہونے کے بعد اس کے خلاف آواز اٹھائے بھی تو ایسے ذی اثر ایسے مالدار اور ایسے بے اصول شخص کے خلاف جیسا کہ مارکوئیس فلامسفورڈ ہے اسے داد انصاف ملنے کی کیا امید ہو سکتی ہے؟

ہالمسفورڈ ہوس میں ایک کمرہ اس قسم کا تھا جس کا ذکر اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے یہ کمرہ خوابگاہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ نہایت مختصر لیکن ہر قسم کے سامان نادرہ سے سجا ہوا اس کے پہلوؤں میں کوئی کھڑکی نہ تھی۔ البتہ چھت پر روشن دان موجود تھا اور اس روشندان میں دوہرے شیشے جڑے ہوئے تھے۔ جن کے اندر سے چیخ کی آواز باہر جا سکتی تھی۔ گویا وہ کمرہ اس قسم کا بنا ہوا تھا کہ اس کے اندر خواہ کسی قسم کی آواز پیدا ہو باہر نکل سکتی تھی۔ کمرہ کے دروازے بھی دوہرے تھے۔ اور ان کے پیچھے نہایت موٹے پردے لٹکائے گئے تھے۔ دیواریں بھی دوہری بنی ہوئی تھیں۔ جن میں تھوڑا سا پردہ حائل تھا اور اسی طرح فرش بھی دوہرا تھا جس کے اوپر اتنے موٹے گدے بچھائے گئے تھے کہ چاپ کی آواز بھی سنائی نہ دے سکتی تھی۔

اس تفصیل کے بعد میں اس تجویز کا ذکر کرتی ہوں جو میں نے غریب ہیریٹ کے متعلق سوچی۔ ہالمسفورڈ ہوس میں پہنچکر میں نے ایک رقعہ اس کے نام لکھا جس کے الفاظ یہ تھے۔ پیاری ہیریٹ جس قدر جلد ممکن ہو اس رقعہ کو پاتے ہی مجھ سے ملو۔ میں ایک دوست کے مکان پر سخت مصیبت کی حالت میں ہوں۔ اور بیان نہیں کر سکتی وہ فوری مصیبت کتنی خوفناک ہے۔ اگر کبھی تمہارے دل میں میرے متعلق جذبہ محبت پیدا ہوا ہو اگر میری عنایات کا تم پر ذرا سا بھی حق ہو۔ تو میں پھر تاکید کرتی ہوں۔ کہ بلا تاخیر میرے پاس پہنچو۔ جو شخص یہ رقعہ لے کر تمہارے پاس آیا ہے وہ تمہیں اس مکان پر پہنچا دیگا۔ جہاں میں ٹھیری ہوئی ہوں۔ غریب ہیریٹ! اس نے یہ سوچا ضرور کوئی خوفناک واقعہ ظہور میں آیا ہے کہ میں حسب وعدہ اس مکان پر نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے وہ بلا تامل اس خادمہ کے ساتھ جس کے ہاتھ رقعہ بھیجا گیا تھا چلی آئی۔ اس نے بیٹی کو ساتھ لیا۔ اور گو مارکوئیس کی خادمہ کہتی رہی۔ تم اسے تھوڑی دیر کے لئے گھر والی کے حوالہ کر جاؤ۔ مگر ہیریٹ نے جواب دیا۔ میں اپنی عزیز بچی سے ایک لمحہ کے لئے بھی جدا نہیں ہو سکتی۔ خادمہ نے حیل وحجت نہ کی۔ اور ہیریٹ

اُس گاڑی پر سوار ہو گئی۔ جو اُسے تباہی کی منزل کو لے جانے والی تھی۔

یہ واقعہ ۱۸ نومبر کا ہے۔ جب موسم سرما زوروں پر تھا۔ اس نے جب ہیریٹ دالسفورڈ ہوس میں پہنچی۔ تو ہر طرف گہری تاریکی چھا چکی تھی۔ باہر صدر دروازہ پر عموماً لیمپ جلائے گئے تھے۔ اس لئے وہ بیچاری معلوم نہ کر سکی۔ یہ کس کا مکان ہے۔ لیکن اس کے بعد جب وہ مکان کے اندر داخل ہوئی۔ اور باہر کا دروازہ بند کر دیا گیا۔ تو اُس نے ہال میں پہنچکر کسی قدر خطرہ کا اظہار شروع کیا۔ کیونکہ اُس جگہ بھی اگرچہ صرف ایک ہی مدھم سا لیمپ جل رہا تھا۔ تاہم اسکی روشنی میں اُس نے جلدی ہی معلوم کر لیا۔ کہ یہ کوئی معمولی مکان نہیں۔ خادمہ نے جو پہلے سے مجرم راز تھی۔ جب یہ حالت دیکھی۔ تو اُس کو اطمینان کرانے کی کوشش شروع کی۔ اور اُس کے بعد چند ہی منٹ۔ کے عرصہ میں ہیریٹ کو دھوکے سے اُس کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ جس کا ذکر میں پہلے کر چکی ہوں۔ اُسے اس کمرہ میں پہنچانے سے پیشتر خادمہ نے کہا۔ میڈم کی سہیلی اندر بیمار پڑی ہے۔ بچہ کو میرے پاس چھوڑ جائیے۔ ہیریٹ اس تمام کارروائی سے اس قدر حیرت زدہ تھی۔ کہ اُس نے بغیر کچھ سوچے بچہ خادمہ کے حوالہ کر دیا۔ اور خود بھی اُسکے لئے کی سیدھی پر لپک کی طرف بڑھی جس کے گرد پردے لٹکے ہوئے تھے۔ معاً اسے دروازہ کے بند ہونے کی آواز سنائی دی۔ مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ خادمہ بچے سمیت غائب ہے اب اس خوفناک کمرہ میں یا تو غریب ہیریٹ تھی یا۔۔۔ خوفناک مارکوئس آف دالسفورڈ

دو گھنٹے کا عرصہ گذر گیا۔ دو گھنٹے جو اس وقت میرے لئے جو اس خوفناک سازش کا نتیجہ معلوم کرنے کے لئے محل کے ایک اور حصہ میں منتظر تھی۔ دو سال۔۔۔ دو صدیوں کے برابر طویل ثابت ہوئے ہیں۔ کمرہ میں ہیریٹ اعلےٰ قسم کی شراب اور بہت سا سامان اکل موجود تھا۔ جس سے اپنے اعصاب کو خیالات کے اثر کو دور کرنے کے لئے بار بار شراب پی رہی تھی۔ لیکن وہ اُن زرد کے غم غلط کرنے والے اثرات کے اندر سے بھی سیدھے دل میں طرح طرح کے خیالات اٹھ رہے تھے۔ آخر تک ہیریٹ کے ساتھ میرے جو تعلقات رہے۔ اُن کا نظارہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا۔ میں نے اپنے تخیل میں وہ وقت دیکھا۔ جب وہ اپنے والد کے مرنے پر بیٹھی تھی سے حالت نزع میں دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ نظارہ بھی مجھے دکھائی دیا۔ جب میں بخار سے بے سدھ پڑی تھی۔ اور وہ میری اپنی عزیز بیٹی کی طرح تیمارداری کر رہی تھی۔ اس کے بعد جب وہ ایک خوش و خرم بیوی کا درجہ حاصل کر چکی۔ جبکہ وہ اپنی تنہائی اور علیحدگی میں بھی محض اس

خیال سے خوش تھی کہ میرا شوہر مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور کسی وقت مجھے دنیا کے روبرو اپنی جائز بیوی تسلیم کرے گا۔ یہ سب نظارے اور ان کے ساتھ ہی اس کے ایک بالجبت ان کی طرح اپنی معصوم بیٹی کے ساتھ پیار کرنے کے واقعات میری نظروں کے سامنے گذرے جب میں ان حالات کو اپنی ذہنی نظر سے دیکھتی۔ اور اس کے بعد اپنی شیطانی غداری پر غور کرتی۔ تو اف! میں بیان نہیں کر سکتی۔ میرے دل میں کیسے کیسے ہیبت بخش خیالات پیدا ہوتے۔ اور میرا ضمیر۔۔۔ ہاں میرا ضمیر جو ہر قسم کی نازیبا حرکات کا عادی ہو چکا تھا مجھے کس زور سے ملامت کرتا۔ اس خوفناک رات کو آج برسوں گذر چکے ہیں۔ خود میرا شوہر بھی اب اس عالم فانی سے رخصت ہو چکا ہے۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی۔۔۔ حسین اور پاکباز لڑکیاں میری سازش سے عیاش شخصوں کا شکار بن کر منزل عصمت سے گر چکی ہیں لیکن ان میں سے کسی کے متعلق۔۔۔ ہاں کسی ایک کے متعلق بھی مجھے اتنا افسوس نہیں ہوا۔ جتنا ہیریٹ مارکھم کی نسبت ہو رہا ہے۔ ہائے افسوس اس کی یاد اب بھی مجھے پریشان کرتی ہے!

میں بیان کر چکی ہوں۔ کہ اس طرح پر دو گھنٹے کا عرصہ گذر گیا۔ آخر اس عرصہ کے بعد مارکوئس آف ہالمسفورڈ میرے کمرہ میں داخل ہوا۔ وہ بظاہر خوف زدہ تھا۔ اور اس کے انداز میں وحشت کی جھلک پائی جاتی تھی۔ میں اس کی صورت سے باوجود بہت بڑی کوشش کے یہ معلوم نہ کر سکی۔ کہ ایک پاکباز مگر بے کس عورت پر غالب آنے میں اسے کامیابی حاصل ہوئی یا ناکام رہا۔ سوال نوک زبان پر آکر رک گیا۔ اور میں نے اضطراب کی حالت میں اشارہ سے پوچھا اور وہ چلا کر کہنے لگا۔ اے ملعون عورت تیرے جیسی مخلوق اگر دنیا سے ناپید ہو جائے۔ تو مجھ ایسے مردوں کے لئے گناہ کا دائرہ بہت تنگ رہ جائے جا میری نظروں سے دور ہو جا۔ میرے اندر یہ نظارہ دیکھنے کی تاب نہیں۔ نہیں۔ خواہ مجھے اس کے عوض ایک تاج شاہانہ ملنے کی بھی امید کیوں نہ ہو۔ میں نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر اس نے تلخی کے ساتھ مجھے روک دیا۔ اور مجھے فوراً مکان سے نکل جانے کا حکم دیا۔ اس کے اطوار اتنے بھیانک تھے کہ میں عذرداری کے طور پر بھی کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کی صورت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے کوئی روح فرسا دیکھی ہے۔ یا اس سے کوئی بھیانک جرم سرزد ہوا ہے۔ میں حالت اضطراب میں نتیجہ سے بے خبر اپنے مکان پر واپس آئی۔ اور وہ رات میں نے جس بے چینی

بیچارہ بیسرکی۔ خدا دشمن کو بھی نہ بیمار کرے۔

بیگم۔ وزیر ان بھر مجھ سے ملکر کہیں کی غرض سے کسی پیغام کا انتظار رہا لیکن نہ تو تار کو میں خود آیا۔ نہ اس کا نوکر کوئی پیغام لایا۔ شام کے وقت میں اس مکان پر گئی۔ جس میں ہیریٹ رہا کرتی تھی۔ میری دریافت پر مالکہ مکان نے کہا۔ مسز ولسٹ کل رات بہت بیمار ہو گئی ہیں کہنا چاہیے کہ آج صبح کہیں باہر جا رہی تھیں کہ ایک دم بیچ کا حل نہ ہوا۔ جب وہ اپنے بچے کو اسکول سے لے کر واپس آئی۔ اس کی حالت میں وحشت ناک اضطراب پایا جاتا تھا۔ اور وہ ایسی بے چین تھی کہ میں کسی طرح اس کو سمجھا نہ سکی۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے گھر والوں کو اطلاع کرا دیں میں تمہاری خبر گیری کے لئے اس رہنی ہوں۔ اس نے کہا اپنے گھر میں کوئی نہیں ہے۔ اس وقت وہ اضطراب کی حالت میں ہیریٹ کی تصویر کو دیکھ رہی تھی۔ جانے کس بات سے اس کا اضطراب بڑھ گیا۔ مجھے اس کے گھر میں اور اس کو مجھ سے کچھ چھپانے کی چاپ سی معلوم ہوتی رہی۔ اور اس کے بعد بالکل خاموشی ہو گئی۔ میں نے سمجھا سو گئی ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے قریب بیمار ہو لی۔ نوکر کی زبانی معلوم ہوا کہ نصف گھنٹہ پیشتر اپنے بچہ کو ساتھ لیکر کسی طرف کو چلی گئی۔ اس کے بعد وہ اب تک واپس نہیں آئی مجھکو اس کے متعلق خطرہ سا لگا ہوا ہے۔ یہ خبر سنکر میرا اضطراب اور بھی بڑھ گیا۔ اور میں نے کہا۔ ضرور اسے کوئی ناگہانی صدمہ پیش آیا ہے۔ جب وہ واپس آئے تو مہربانی سے اس کی اطلاع اپنی خادمہ کے ہاتھ مجھے بھجوا دینا۔ مگر اس کی خبر اسے نہ ہونے دینا کیونکہ اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ مالکہ مکان مجھے ہیریٹ کی گہری سہیلی جانتی تھی۔ اس نے ایسا کرنے کا اقرار کیا۔ میں وہاں سے چلنے کو تھی۔ کہ یکایک اسے کچھ یاد آیا۔ اور وہ بولی میں تمہیں یہ بتانا بھول گئی۔ کہ قریباً ایک گھنٹہ گذرا۔ وہ قاصد جو اس شخص کی طرف سے آتا ہے۔ جو مسز ولسٹ کے پاس آیا کرتا ہے۔ اور جسے وہ اپنا شوہر بتاتی ہے۔ میں نے بے صبری سے کہا۔ ہاں ہاں تم بیان کرو۔ وہ بولی۔ وہ قاصد آیا تھا۔ اور اس کے لئے یہ چھوٹا سا پیکٹ چھوڑ گیا ہے۔ میں نے اس خیال سے کہ شاید ہیریٹ کی گمشدگی کے معاملہ پر اس سے کچھ روشنی پڑ سکے۔ کہا لاؤ۔ مجھے دکھا دو۔ تم جانتے ہو وہ میری گہری سہیلی ہے۔ اور میں اس کے سارے معاملات سے واقف ہوں۔ مالکہ مکان نے بلا تامل وہ پیکٹ مجھے دکھا دیا۔ اور میں نے پہچانا۔ کہ اس پر مسٹر مارکھم کے ہاتھ سے پتہ لکھا ہوا ہے

جی چاہتا تھا۔ کہ کھول کر دیکھوں اس میں کیا ہے۔ مگر مالکہ مکان کے خیال سے رُک جاتی تھی۔ ناچار اسے واپس دے کر اور دوبارہ یہ تاکید کر کے کہ ہیریٹ کی واپسی کی اطلاع مجھے ضرور دینا۔ وہاں سے چلی آئی۔

دوسرے دن شام ہونے کو آئی لیکن نہ مجھے ہیریٹ کی مالکہ مکان کی طرف سے کسی قسم کی اطلاع موصول ہوئی۔ اور نہ مارکوئس ہی ملنے کو آیا۔ بحالت پریشانی میں نے آخر الذکر کے نام ایک خط بھیجا لیکن معلوم ہوا۔ وہ ایک دن پیشتر کسی طرف کو چلا گیا ہے خیال آیا کہیں اُس نے ہیریٹ کو اپنے ساتھ فرار ہونے پر تو آمادہ نہیں کر لیا۔ کیا اُس کی چالبازی اس کی پُرکاری پر اس نے رغالب آسکتی ہے؟ پھر مجھے مسٹر بارکھم کے بھیجے ہوئے پیکٹ کا خیال آیا۔ اور اس کا مضمون جاننے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بار بار یہ خیال آتا تھا۔ کہ ضرور اس پیکٹ کا بھی اس معاملہ سے کچھ تعلق ہے۔ ایک ہفتہ اس انتظار میں گذر گیا۔ جب پھر بھی مجھے ہیریٹ کی نسبت کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ تو میں پھر ایک بار اُس کے مکان پر گئی۔ اور مالکہ سے مل کر کہنے لگی۔ مسز ولمٹ کی گمشدگی اس قدر عجیب ہے کہ اپنے قانونی مشیر سے صلاح کرنے کے بعد ایک گہری سہیلی کی حیثیت میں میں نے اُس پیکٹ کو کھولنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے جو اس کے نام موصول ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت مجھے امید ہے کہ اس کی گمشدگی پر ضرور کچھ روشنی ڈال سکے گا۔ مالکہ مکان نے وہ پیکٹ میرے حوالہ کر دیا اور کہنے لگی اگر اس کی ذمہ داری آپ اپنے اوپر لیتی ہیں تو بہتر ہے جس طرح جی میں آئے کیجئے۔ بہرحال میں ہر قسم کی ذمہ داری سے سبکدوش ہوتی ہوں۔ میں نے اسے اور بھی مفید مطلب سمجھا۔ اور اس پیکٹ کو ساتھ لیکر مکان پر واپس آئی۔

آتے ہی میں نے سب سے پہلے جو کام کیا وہ اُس پیکٹ کو کھولنا تھا۔ اس کے اندر چار خط نکلے جن میں سے ایک کا مضمون باقی تین کی نوعیت پر روشنی ڈال سکتا ہے۔ وہ ایک خط مسٹر بارکھم کی طرف سے تھا۔ اور اُس میں لکھا تھا کل رات جو واقعہ مجھے معلوم ہوا اُسے پیش نظر رکھ کر میں اب تم سے آئندہ نہ ملوں گا۔ افسوس ہے کہ تم نے اُس شخص کے اعتماد اور محبت کی بالکل قدر نہ کی جس نے اپنی بلند منزل سے اُتر کر تمہارے جیسی عورت کے ساتھ رشتہ الفت جوڑا لیکن خیر وہ اخلاقی رشتہ جو ہم دونوں کو ایک دوسرے سے ملانے والا تھا ٹوٹ چکا ہے۔ اور اگر تم نے اپنے آپ کو علانیہ طور سے میری بیوی ظاہر کرنے کی جرأت کی تو قانونی رشتہ بھی توڑ دیا جائے گا۔ میرے دل میں اب یہ

خوفناک خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ تمہارا بچہ شاید میرا بچہ نہیں۔ اس لئے وہ بھی تمہیں سیارک ہو۔ اگر تمہارے گنہگار دل میں اس کی گنجائش ہو۔ تو اس سے محبت کرنا اس خیال سے کہ جس اوباش امیر سے تم نے تعلق پیدا کیا ہے۔ اس سے جدا ہو کر تم اور بھی زیادہ قعر ضلالت میں نہ گرتی جاؤ۔ میں نے اپنے ساہوکار کو ہدایت کر دی ہے۔ کہ وہ تمہیں مسز ولسٹ کے نام سے دس پونڈ ماہوار خرچ کے طور پر دیتا رہے میں نے تمہارے سارے خطوط سوائے ان تین کے جو واپس کرتا ہوں تلف کر دیئے ہیں۔ ان کی واپسی سے مطلب یہ ہے کہ انہیں پڑھکر تم دیکھو گی تمہارے قول و فعل میں کتنا عظیم اختلاف ہے!

اس خوفناک تحریر کے نیچے کسی کے دستخط نہ تھے لیکن طرز تحریر اور اس کی نوعیت دونوں باتیں یہ ثابت کر رہی تھیں۔ کہ راقم مسٹر مارکھم کے سوا دوسرا نہیں۔ تینوں خط جس کے ساتھ ملفوف تھے۔ اور جن میں مسٹر مارکھم سے گہری محبت اور شکر گذاری کا اظہار کیا گیا تھا۔ دونوں کے باہمی تعلقات کے تین مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے والے تھے۔ ایک اس پر کہ ہیریٹ نے اس سے شادی کرنا منظور کیا۔ دوسرا اس پر کہ وہ عنقریب ماں بننے والی ہے۔ اور تیسرے میں وضع حمل کا زمانہ قریب آنے کی اطلاع درج تھی۔ ان خطوں کو پڑھکر بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ میں سوچتی تھی کہ میں نے ہی غریب ہیریٹ کو تباہ و برباد کیا اور رونی تھی۔

اس دن کے بعد مارکو میں پھر کبھی میرے مکان پر نہیں آیا۔ اخباروں سے معلوم ہوا کہ اس افسوسناک واقعہ کے چند ہفتے بعد وہ لندن میں واپس آگیا ہے۔ میں نے اس سے ملنے کی کوشش کی۔ مگر اس نے ملاقات اور خط و کتابت دونوں باتوں سے انکار کر دیا۔ اب میرے باقی دوستوں نے بھی آنکھیں پھیرنی شروع کر دیں۔ کیونکہ کم و بیش وہ سبھی باتیں مارکو میں کی وساطت سے مجھ تک پہنچے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ وہی مجھ سے قطع تعلق کر رہا ہے تو وہ بھی پرے ہٹنے لگے۔ میرا بورڈنگ ہوس ٹوٹ گیا۔ مالی حالت تباہ ہو گئی۔ اسی طرح جیسے میری دولت بہت سی جوان لڑکیوں کی عصمت تباہ ہوئی تھی۔ لیکن میں سے کسی ایک کا بھی مجھے اتنا افسوس نہیں جتنا ہیریٹ مارکھم کا ہے۔

روز بروز میری حالت ابتر ہوتی چلی گئی۔ پھر بھی میں مختلف طریقوں پر جن کا اس

داستان سے تعلق نہیں روزی کماتی رہی۔ آخر واقعات مذکورہ کے قریباً ایک سال بعد محض اتفاقیہ طور پر میری ملاقات نواحات بلومسبری میں ہیریٹ ولمٹ سے ہوئی۔ وہ بہت ادنے قسم کے کپڑے پہنے ہوئے اور صورت سے بیمار نظر آتی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا بہت مایوسی کی حالت میں ہے۔ ایک خط اس کے ہاتھ میں تھا۔ لڑکی گود میں تھی۔ غالباً اس خط کو ڈاک میں ڈالنے جا رہی تھی۔ اس نے مجھے نہیں دیکھا لیکن میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ ہیریٹ! وہ چونکی۔ پھر جب اس کی نظریں میرے چہرہ پر پڑیں تو کانپ اٹھی اور چلا کر کہنے لگی۔ کون تم! وہ اس قدر خوف زدہ ہوئی۔ کہ خط بے اختیار اس کے ہاتھ سے فرش زمین پر گر پڑا۔ اور خود ایک طرف کو بھاگ نکلی۔ میں اس کی یہ حالت دیکھ کر عمداً اسی جگہ کھڑی رہی۔ پھر جب میری نظر اس خط پر پڑی۔ تو میں نے اسے اٹھا لیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔ بنام مارکوئس آف ہالمسفورڈ۔ ہالمسفورڈ ہوس۔ خط کو ہاتھ میں لیکر میں نے سوچا۔ اب میں ان دونوں کے تعلقات کو آسانی سے معلوم کروں گی۔ لیکن اس امید میں مجھے بہت مایوس ہونا پڑا۔ کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے خط میں صرف اتنا لکھا تھا۔ جن افسوسناک حالات نے ہمیں ایک دوسرے سے واقف کیا۔ انہیں پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے آپ کے نام خط تو نہ لکھنا چاہیئے تھا لیکن ضرورت اس کے لئے مجبور کرتی ہے۔ اپنی خاطر نہیں بلکہ اپنی بیٹی کی خاطر جو فاقوں مر رہی ہے میں آپ سے مدد کی خواستگار ہوتی ہوں۔ مائی لارڈ اگر آپ کو کسی طرح ان جذبات کا علم ہو سکے۔ جو ایک ماں کے سینے میں اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے بچہ کو بھوک کے مارے بلکتا دیکھتی ہے ماں جب وہ دیکھتی ہے کہ وہ جن نگاہوں سے میری طرف نظر ڈالتا ہے۔ ان میں زبان سے ادا کئے ہوئے لفظوں کی نسبت بہت زیادہ اس کی تکلیف فاقہ کشی کا اظہار موجود ہے۔ صاحب اگر آپ ان جذبات کو محسوس کر سکیں۔ تو شاید میرے امداد کا خواستگار ہونے کو کسی بڑے خیال سے منسوب نہ کریں گے۔ اس کے آگے بلومسبری کے کسی گنجان حصہ میں اپنا پتہ درج کر کے نیچے ہیریٹ ولمٹ کے دستخط تھے۔

خط کو پڑھکر میرے دل میں اس بدنصیب عورت کے متعلق انتہائی رحم کا جذبہ پیدا ہوا۔ جو اپنی سوا سال کی بچی سمیت اس احتیاج کی حالت کو پہنچ چکی تھی۔ جو لوگ داستان کو پڑھیں گے۔ ان کی نظروں میں اپنے آپ کو کم ذلیل اور رذائل فطرت نہ

کی غرض سے نہیں۔ بلکہ امر واقعہ کے طور پر میں یہ بیان کرنا فرض سمجھتی ہوں۔ کہ میرے پاس جو چند شلنگ اس وقت موجود تھے۔ انہیں لے کر میں اس پتہ پر جو خط میں درج تھا گئی۔ لیکن جب میں نے مالکہ مکان سے دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ مسز ولسٹ نصف گھنٹہ پیشتر یکا یک کسی طرف کو چلی گئی ہے۔ اُس نے یہ بھی کہا۔ کہ وہ بہت غریب مگر دیانت دار تھی۔ اُس نے سینے پرونے کا کام کر کے گذارہ کرنے کی بہت کوشش کی اور اپنی بیٹی کی پرورش کے لئے خود فاقے کاٹتی رہی۔ جب اُسے پانچ شلنگ ہفتہ وار کی آمدنی بھی ہوتی تو وہ اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتی تھی۔ دن رات میں اُسے محنت کرتا دیکھتی تھی اور آخر اب جو وہ یہاں سے یکا یک جانے لگی۔ تو اُس کے ذمہ جو کرایہ نکلتا تھا۔ اُس کے عوض اُس نے اپنا شال پیش کیا۔ ہائے مجھے توفیق ہو۔ تو اپنی ساری دولت اُسے دیدوں۔ اُس کے بیچے ہوئے شال کو لینے کا تو کیا ذکر ہے۔ پھر اُس نے اپنی آنکھوں سے آنسو کا ایک قطرہ پونچھتے ہوئے کہا۔ یقیناً اُس ملک میں کسی بہت بڑی اصلاح کی ضرورت ہے جہاں ایسی نیک ماؤں کو محض فاقہ کشی کی بدولت رفتہ رفتہ مرنے دیا جاتا ہے۔

میں نہایت مایوس و مغموم وہاں سے اپنے مکان کو لوٹی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ ہیریٹ محض اس وجہ سے بھاگ گئی ہے کہ اُسے خیال پیدا ہوا۔ میں اُس خط کا پتہ دیکھ کر اُس کی جائے سکونت معلوم کر سکوں گی۔ اور یہ ظاہر تھا کہ وہ مجھ سے بچنے ہی کی خاطر اس قدر جلد وہاں سے رخصت ہو گئی باقی خطوں کے ساتھ جن کا میں نے اپنی سرگذشت میں ذکر کیا ہے میں نے اس خط کو بھی اپنے پاس سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

اس کے بعد پونے تین سال کا عرصہ گذر گیا۔ پھر دوبارہ جب ہیریٹ سے میری ملاقات ہوئی۔ تو جنوری کا مہینہ اور دوپہر کا وقت تھا۔ میں لانگ ایکر میں گذر رہی تھی۔ کہ وہ مجھے ایک ایسے مکان میں داخل ہوتے دکھائی دی جس کی کوٹھریوں میں غریب طبقہ کے لوگ کرایہ پر رہتے تھے۔ اُس نے مجھے نہیں دیکھا۔ لیکن میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میری بدولت اُسے جو ضرر پہنچا ہے۔ اُس کی تلافی کے طور پر ضرور اُس سے مل کر معافی مانگوں۔ دروازہ کھلا تھا۔ میں اندر داخل ہو کر سیڑھیوں پر چڑھنے لگی۔ میرے آگے آگے کسی کے اوپر چڑھنے کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔ بالائی منزل پر پہنچکر میں نے ہیریٹ کو ایک عقبی کمرہ میں داخل ہوتے دیکھا۔ میں نے آگے بڑھ کر

دروازہ پر ہلکی سی دستک دی۔ اور اس نے فوراً ہی اسے کھول دیا۔ لیکن جب اس نے میری صورت دیکھی تو اس کے پہلے ہی مرجھائے ہوئے چہرہ پر اور بھی زیادہ مردنی چھا گئی۔ اور وہ گھبرا کر پیچھے کو ہٹی۔ میں نے سنبھل کر اس سے کہا۔ میری عزیز سیلی خدا کے لئے میری بات تو سن لو۔ لیکن اس نے اسی چیختے ہوئے لہجہ میں جو اس نے پہلی ملاقات کے موقعہ پر میرے مشاہدہ میں آیا تھا۔ پھر کہا کون تم! تمہاری باتیں سن لوں! نہیں ہرگز نہیں! اور اتنا کہہ کر اس نے زور سے دروازہ بند کر لیا میں حیران تھی کہ کیا کروں۔ اس کا مجھے یقین ہو چکا تھا۔ کہ اس وقت کے بعد مسٹر مارکھم سے اس کی کوئی خط و کتابت نہیں ہوئی۔ جب سے مسٹر مارکھم کو وہ افسوسناک معاملہ معلوم ہوا جس کا اس خط میں ذکر تھا جو میرے ہاتھ آ چکا تھا۔ میں چاہتی تھی کسی طرح اس سے اس خط کے مضمون سے واقف کر دوں۔ کیونکہ اس کی بدولت اسے اس قسم کی زبردستی حاصل ہو جائے گی۔ جو اسے انتہائی احتیاج سے بالاتر رکھ سکتی ہے۔ اس لئے میں سیڑھیوں پر بیٹھ کر سوچنے لگی۔ کس طرح اسے اس معاملہ سے واقف کروں۔ ابھی بیٹھی ہی تھی۔ کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور ہیریٹ بیٹی کو ساتھ لئے جس کی عمر اب چار سال کی تھی۔ ایک ہاتھ میں چھوٹی سی گٹھڑی اٹھائے باہر نکلی۔ جب اس نے مجھے بیٹھے دیکھا۔ تو گھبرا کر پیچھے کو ہٹ گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سمجھ کر باہر نکلی ہے۔ کہ میں چلی گئی ہوں۔ مگر جلدی ہی سنبھل کر اس نے کہا۔ بدبخت کیوں نحوست کی طرح میرے پیچھے لگی پھرتی ہے؟ کیا تیری بدولت مجھے پہلے کافی ضرر نہیں پہنچا؟ کیا اب تو مجھے آرام سے مرنے بھی نہ دے گی؟ میں نے اٹھکر اس کا آنچل پکڑ لیا۔ اور التجا کے لہجہ میں کہا۔ خدا کے لئے میری بات سنتی جاؤ تمہیں معلوم نہیں کس قدر اہم معاملہ . . . لیکن قبل اس کے کہ میری زبان سے فقرہ مکمل ہوتا وہ ایک گھبرائے ہوئے وحشی جانور کی طرح تیزی سے آنچل چھڑا میرے پاس سے گذر گئی۔ اور سیڑھیوں سے دوڑتی ہوئی اتر کر نہ جانے کس طرف کو چلی گئی۔ بہرحال اس کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ میری موجودگی سے وہ کس قدر پریشان ہوتی ہے اور مجھ سے اسے کس درجہ نفرت ہے!

یہ دوسرا موقعہ تھا۔ کہ میں نے باوجود اس بات کی خواہش نہ رکھتے ہوئے اسے اس کے جائے سکونت سے باہر نکال دیا۔ میرے دل میں بے حد اضطراب تھا

جس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ دونوں موقعوں پر میں نے اُس کی بھلائی کی کوشش کی۔ مگر الٹا برائی ظہور میں آئی۔ عالم یاس میں میں وہاں سے اٹھ کر واپس جانے کو تھی۔ کہ یونہی دل میں خیال آیا۔ اُس کمرہ کے اندر تو نظر ڈالوں جس میں وہ رہتی تھی۔ کم از کم اس سے معلوم ہو جائے گا اُس کی زندگی کن حالات میں بسر ہوتی ہے۔ کیونکہ میری دلی خواہش اُن حالات کو اصلاح پذیر کرنے کی تھی۔ کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو دیکھا۔ کہ وہ ایک مختصر سی کوٹھڑی ہے جس میں سامان کی چند ضروری چیزیں مالک مکان کی طرف سے ہی رکھوائی ہوئی ہیں۔ کمرہ کی حالت سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ بدنصیب ہیریٹ کی مالی حالت بہت ہی خراب ہے۔ انگیٹھی میں مجھے چند کاغذات جلتے نظر آئے۔ غالباً وہ انہیں جلتے وقت آگ میں ڈالی گئی تھی۔ میں نے آگ بجھا کر ان کو نکالنے کی کوشش کی۔ مگر صرف ایک ہی کام کی چیز ہاتھ آئی۔ اس میں چٹھی کا ابتدائی حصہ درج تھا۔ اور اُس کی تاریخ سے معلوم ہوا کہ وہ آج ہی صبح کو لکھی گئی تھی۔ حیرت کی بات یہ تھی۔ کہ یہ چٹھی بھی ارکوئیس آف ہالمسفورڈ ہالمسفورڈ ہوس کے نام ہی لکھی گئی تھی۔ اس میں ذکر تھا۔ میں آپ سے معافی چاہتی ہوں۔ کہ پھر ایک بار موجب تکلیف بنی۔ لیکن اپنی بیٹی کے متعلق اپنے فرض کا خیال اور اُس معصوم کو اجنبیوں کے رحم پر چھوڑ جانے کا اندیشہ مجھے اس تحریر پر مجبور کرتا ہے۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ فرشتہ اجل نے مجھ پر اپنا ہاتھ ڈال دیا ہے۔ معلوم نہیں۔ وہ کس وقت مجھے اس دار محن سے لے جائے۔ میرا یک عذر اس بات کا ہے کہ میں آپ کو یہ خط پڑھنے کی تکلیف دیتی ہوں۔ مجھے یقین ہے جب آپ اس سوال پر غور کریں گے۔ کہ گذشتہ چار سال کے عرصہ میں میں نے جو جو خوفناک مصیبتیں برداشت کیں۔ وہ آپ ہی کی بدولت تھیں۔ اور آپ ہی کی وجہ سے میں اپنے شوہر کے اعتماد اور محبت سے محروم ہوئی۔ تو آپ میری اپیل پر ضرور توجہ دینگے اب تک آپ کو معلوم نہیں۔ میرے شوہر کا نام کیا ہے۔ لیکن اب میرا فرض ہے کہ میں ظاہر کر دوں۔ تاکہ آپ اُن سے مل کر۔۔۔

خط کا باقی حصہ اس قدر جلس چکا تھا۔ کہ مضمون پڑھا نہ جا سکتا تھا۔ اس حالت میں یہ معلوم کرنا سخت مشکل تھا۔ کہ آخری فقرہ کس طرح ختم ہوا۔ اُس وقت اور اُس کے بعد بارہا میں اس معاملہ پر غور کرتی رہی ہوں۔ کہ غریب ہیریٹ کا اس تحریر سے

کیا منشا تھا۔ اور وہ کس لئے اس بات کی خواہشمند تھی۔ کہ مارکوئیس آف ہالمسفورڈ اس کے شوہر سے ملے۔ لے کاش آگ کے شعلے اس افسوسناک چٹھی کے آخری حصہ کو نہ جلاتے۔ کہ میں اس کے مضمون سے بے خبر رہ کر یوں مضطرب نہ ہوتی۔ بہرحال اس چٹھی سے اتنا ظاہر ہو گیا۔ کہ غریب عورت اپنے آپ کو موت کے قریب سمجھتی ہے۔ ہائے افسوس مجھ بدبخت نے اسے آرام سے مرنے بھی نہ دیا! اس کے بعد کئی بار اس فعل کے لئے میں اپنے آپ کو ملامت کرتی رہی ہوں لیکن میری پشیمانی کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی۔

اس دن کے بعد میں نے اس غریب کو نہیں دیکھا۔ ہیریٹ مارکھم کی نسبت میری واقفیت بس اسی قدر تھی۔ جو میں نے بیان کر دی ہے۔ اس داستان کا صرف ایک حصہ ادھورا ہے۔ اور وہ یہ کہ مسٹر مارکھم کو کیونکر معلوم ہوا۔ اس کی بیوی کا مارکوئیس آف ہالمسفورڈ سے کچھ تعلق ہے۔ باوجود بہت بڑی کوشش کے میں اس عقدہ کو حل نہیں کر سکی۔ شاید کسی آئندہ موقعہ پر خود مارکوئیس اس معاملہ پر روشنی ڈال سکے۔

میرا کام ختم ہو گیا۔ یہ داستان میں نے انتہائی مجبوری کی حالت میں قلمبند کی ہے ورنہ اس سے طبیعت اتنی پریشان ہوتی ہے کہ دنیا بھر کی دولت بھی اس کا معاوضہ قرار دی جائے۔ تو میں اس کا اعادہ نہیں کر سکتی۔ ان سطور کو لکھتے ہوئے میرے اندر فراموش شدہ جذبات تازہ ہو گئے۔ اور بار بار دل پر برچھیاں سی چبھتی محسوس ہوئیں۔ جس مقام پر میں نے اس داستان کو لکھا ہے۔ اسے میں ظاہر نہیں کر سکتی۔ نہ اس شخص کا نام لے سکتی ہوں جس نے مجھے اس کے لکھنے پر مجبور کیا۔ مختصر یہ کہ مجھے یہ سرگذشت اس خوفناک تاریکی میں لکھنی پڑی ہے۔ جو میرے بھیانک خیالات کو اور بھی زیادہ ڈراؤنا بنا دیتی تھی۔ ممکن ہے اگر میں یہی واقعات زیادہ خوشگوار حالات میں قلمبند کرتی۔ تو میرے دل میں زمانہ ماضی کے متعلق اتنا افسوس پیدا نہ ہوتا۔ شاید اس صورت میں وہ بھیانک تصویریں جو یہاں ہر وقت پیش نظر رہتی ہیں اور وہ ملامتیں جو میرے اپنے لکھے ہوئے الفاظ مجھے کر رہے ہیں۔ وہاں محسوس نہ ہوتیں۔ گو اس میں شک نہیں کہ اگر میں اس کام کو خوشگوار اثرات میں یا سورج کی فرحت

بخش روشنی میں سرانجام دیتی۔ تو بھی کچھ نہ کچھ افسوس ضرور پیدا ہوتا۔ کیونکہ اپنی زندگی میں میں نے جتنی برائیاں کیں۔ جس قدر کارہائے بد مجھ سے ظہور میں آئے۔ ان میں وہ غداری جو ہیریٹ کے متعلق مجھ سے سرزد ہوئی۔ بدرجہ انتہا قابل نفرین اور سیاہ ترین ہے۔

خدا کرے اس کی خوبصورت بیٹی کیتھرائن اپنی زندگی میں زیادہ خوش و خورم اور زیادہ خوش نصیب ثابت ہو۔

دوسرا باب اوباش نواب اور نیکدل شہزادہ

دن کے گیارہ بجے تھے۔ کہ مارکوئیس آف ہالمسفورڈ اپنی حورانِ ارض میں سے ایک کی صحبت سے اُٹھکر بہشت برین سے باہر نکلا۔

اس کے پاؤں میں سُرخ مراکش سلیپر اور بدن پر خوش رنگ ریشم کی شاندار گون زیب دے رہی تھی۔ اپنی داشتہ کے کمرہ سے نکل کر وہ نشستگاہ میں پہنچا اور وہاں ذرا دیر آرام چوکی پر بیٹھنے کے بعد غسل خانہ میں داخل ہوا۔ جہاں نہانے کے لئے شیر گرم دودھ کی ناند پہلے سے موجود تھی۔ اس ناند میں بیٹھے بیٹھے اُس نے بیش قیمت فرانسیسی شوربہ کونسومی کا ایک پیالہ نوش کیا۔ جو اُس کا خادم خاص ایک بہت بڑے نقرئی قاب پر رکھ کر لایا تھا۔ اس کے پینے سے اس کے سالخوردہ اور اثرات عیش پرستی سے نحیف بدن میں قدرے توانائی پیدا ہوئی۔ اور اترے ہوئے چہرہ پر فرحت کے آثار نمودار ہو گئے۔

دودھ کے غسل سے فارغ ہو کر بوڑھے اوباش نے اپنے بدن کو گرم پانی سے صاف کیا۔ پھر ایک پہیہ دار آرام چوکی پر بیٹھ کر اُسے چلاتا پاس کے کمرہ میں داخل ہوا۔ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں۔ کہ ہر روز صبح کو اسی طرح مارکوئیس آف ہالمسفورڈ کے استعمال کیلئے کئی گیلن تازہ دودھ منگایا جاتا تھا۔ اور جب وہ اس میں ایک بار غسل لے چکتا۔ تو یہ دودھ خادم خاص کی ملکیت سمجھا جاتا تھا۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ نوکر اس دودھ کو لے کر کیا کرتا تھا؟ ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر اس کے پاس بہت سے پالتو سؤر موجود ہوتے۔ تو وہ ان ناپاک جانوروں کو بھی یہ

دودھ پلانا منظور نہ کرتا۔ جس میں اُس کے عیاش اور اوباش آقا کی بدنی کثافتیں شامل تھیں اس لئے اس نے یہ انتظام کر رکھا تھا۔ کہ یہ ناپاک دودھ ایک گوالے کے ہاتھ جو پاس کی غریب بستیوں میں دودھ بیچنے جاتا تھا۔ ایک مقررہ رقم پر روزانہ فروخت کر دیتا تھا۔ اور گوالا اسے تازہ دودھ کہکر غریب لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیتا۔ ذرا اس دودھ کی تازگی ملاحظہ ہو جو غریبوں کو میسر ہوتا ہے!

لیکن خیر یہ جملہ معترضہ تھا۔ ہم مارکوئیس کا ذکر کر رہے تھے۔ غسل خانہ سے نکلکر اُس نے تبدیل لباس کی منزلیں طے کیں۔ اور اپنے بدن کو جو مرور زمانہ اور عیاشی کے اثرات سے خستہ حال ہو چکا تھا کئی طرح کے بیش قیمت روغنوں اور غازوں سے خوشنما بنانے کی کوشش کی۔ اس نے اپنے مصنوعی دانتوں کا سٹ نکالکر ایک گلاس میں جو لونڈر کے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ رکھ دیا۔ پھر چاندی کی بنی ہوئی کوئی چیز نکال کر اس سے اپنی زبان کو کھرچتے ہوئے وہ سفید رطوبت دور کی جو شب گذشتہ کی کثرت شراب نوشی کی بدولت جم چکی تھی۔ چاندی کا موگیر نکال کر ناک کے بال توڑے۔ اس عرصہ میں اُس کا خادم لباس کی آراستگی میں مدد دیتا رہا۔

دوپہر ہو چکی تھی۔ جب لارڈ ہالمسفورڈ اپنے کمرہ سے باہر نکلا مصنوعی طریقوں پر جسقدر امداد ایک خستہ حال بدن کی تصحیح میں حاصل کی جا سکتی ہے۔ لی گئی۔ اور آخر جب تازہ ترین تراش کے کپڑے اور بیش بہا انگوٹھیاں پہنکر یہ حضرت اپنے کمرہ سے باہر نکلے تو پونسٹھ برس کے سالخوردہ جوان نظر آتے تھے۔

مارکوئیس زینہ سے نیچے اُتر رہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک نوکر ملا۔ جس نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا "مسٹر گرین وڈ نچلے کمرہ میں حضور کے منتظر ہیں"

مارکوئیس نے سر ہلایا۔ جس سے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ میں نے تمہاری بات سمجھ لی اس کے بعد وہ اُس کمرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں حلقہ راٹن برو کا ممبر پارلیمنٹ اُسکی آمد کا منتظر تھا۔ کمرہ میں داخل ہو کر مارکوئیس نے جوانوں کی سی خوش طبعی کے اظہار کی کوشش کرتے ہوئے کہا "سناؤ یار گرین وڈ کیا حال ہے؟ مجھ سے پوچھو تو کہہ سکتا ہوں کہ میں روز بروز بوڑھا ہونے کی بجائے جوان ہوتا جا رہا ہوں"

گرین وڈ کسی خاص مطلب کو مدنظر رکھکر مارکوئیس کی خوشامد کرنا چاہتا تھا بولا "بے شک

آپ کی صحت قابل رشک ہے۔ کیا ایسے شخص کے لئے جس کی عمر ۵۰ سال کی ہو۔۔۔"

"گرین وڈ تم حساب میں غلطی کرتے ہو۔" مارکوئیس نے قطع کلام کر کے کہا۔ "میری عمر ابھی صرف ۵۱ سال کی ہے۔"

گرین وڈ جانتا تھا۔ کہ بوڑھے اوباش کی عمر ۵۰ سال سے کم نہیں۔ مگر اس نے ظاہرداری کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے کہا۔ "جی ہاں میرا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ بدلوں سال میں قدم رکھیں گے تو پچاس پر پہنچے تو زیادہ بھی زیادہ نوجوان قدر بارہ۔ ہے کہ اس عمر میں پہنچنے کے اندر شباب کے سارے جوہر موجود ہیں۔ بے شک معاف ہو لیکن اگر میری شادی ہو جائے تو میں ضرور آپ سے استدعا کروں گا کہ میرے مکان پر میری عدم موجودگی میں کبھی تشریف نہ لائیے گا۔"

یہ کہتے ہوئے گرین وڈ نے مارکوئیس کی طرف شوخ چشمی سے دیکھا۔

"ہا ہا ہا! بدمعاش گرین وڈ!" مارکوئیس نے ان لفظوں سے جو اس کے نزدیک اپنے اندر تعریف کا پہلو رکھتے تھے۔ خوش ہو کر کہا۔ "ناظرین یہ واقعہ ہے کہ فیشن ایبل حلقے کے عیاش لوگ جتنے زیادہ عمر رسیدہ ہوتے جاتے ہیں۔ اتنا ہی اس قسم کی ذلیل باتوں کو داخل تعریف سمجھتے ہیں۔ ہا ہا ہا!" مارکوئیس نے زور سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "گرین وڈ میں ایسا برا بھی تو نہیں ہوں۔ میرے نزدیک دولت ہر بات میں مقدم ہے۔"

گرین وڈ نے اس تعریف کا سلسلہ جاری رکھنے کی غرض سے جو اس کے پہلے فقرہ میں موجود تھی۔ اور جس کا مارکوئیس پر خاصہ اچھا اثر ہوا تھا۔ کہا۔ "نہیں مائی لارڈ سب سے مقدم عشق ہے۔ جانے آپ عورتوں پر کیا ستم کرتے ہیں۔ کہ وہ کسی طرح آپ کی موہنی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ بھلا اس مقدمہ کا کیا ہوا۔ جو ڈولبیل نے آپ کے خلاف دائر کیا تھا۔"

مارکوئیس نے کہا۔ "کون وہی ڈولبیل جو ہے مارکٹ تھیٹر میں ایکٹر ہے؟ اور اس مقدمہ کا فیصلہ تو میرے حق میں ہو گیا تھا۔ میرے وکیل نے ڈولبیل کی تقریباً ۵۰ پونڈ کی ایک پرانی ہنڈی جس کا روپیہ بہت پہلے ادا ہونا چاہیئے تھا۔ ہو گئی تھی۔ دراصل ساتھ پونڈ میں خرید لیا۔ پھر اس ہنڈی کی بنا پر اس کے خلاف مقدمہ دائر کر کے اسے شہر کے کسی مقام میں شاید سے پکڑوا دیتے ہیں۔۔۔"

گرین وڈ نے اس کے خیال میں اس کا نام لیا کہ اس سے "گرین وڈ نے شبہ کے انداز سے کہا۔ حالانکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ مارکوئیس کا اشارہ کس مقام کی طرف ہے

ا کوئیس ہولا یہ نہیں یہ بھی ٹھیک نہیں ۔۔۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ اس کا نام وائٹ کراس سٹریٹ ہے۔"

"بے شک بے شک" گرین وڈ نے جواب دیا "آپ کا حافظہ بلا کا تیز ہے" ا کوئیس کہنے لگا "تمہیں یہ سنکر حیرت ہوگی۔ کہ وہ روز بروز زیادہ مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ میرا حافظہ اب اس زمانہ سے بھی تیز ہے۔ جب میں جوان تھا۔ اگر اس جیسا میں بیان کرتا تھا میکسیکن نے ڈلیل کو وائٹ کراس سٹریٹ کے جیلخانہ میں بھجوایا۔ اور وہاں پہنچکر اُسے معالجت پر مجبور ہونا پڑا۔ آخر فیصلہ اسی طرح پر ہوا کہ میں نے اُس کو قرضہ معاف کر دیا۔ اور معاوضہ کے دس پونڈ بھی دے دیئے۔ اور وہ اپنے قید سے دست بردار ہو گیا۔ اس میں شک نہیں اُس کی بیوی بڑی ہی خوبصورت تھی"

"آپ بجا فرماتے ہیں" گرین وڈ نے کہا "اگر اس معاملہ سے عہدہ برآ ہونا کسی آپ ہی کا کام تھا۔ ہاں ایک اور معاملہ اور میکسیکن کا بھی تو تھا۔۔۔"

ا کوئیس سیدان عشق میں اپنے معرکوں کا ذکر سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "تمہارا اشارہ غالباً اس چائے دان کی طرف ہے۔ جو بانڈ سٹریٹ میں دوکان کرتا ہے۔ یا وہ معاملہ اتنی آسانی سے طے نہ ہو سکا مقدمہ کی پیشی میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تھا۔ کہ میں نے ایک چال اختیار کی میکسیکن اس شرط پر مقدمہ سے دست بردار ہونے کو آمادہ تھا کہ میں اس کی بیوی کو دو ہزار پونڈ معاوضہ کے طور پر دے دوں میکسیکن نے جو بڑا ہوشیار آدمی ہے خط و کتابت سے اس کو اس بات پر رضامند کر لیا۔ کہ وہ اپنی بیوی کو گھر آنے کی اجازت دیدے وہ اپنے ساتھ دو ہزار پونڈ لیتی آئیگی وہ رضامند ہو گیا۔ چنانچہ اس کی بیوی جسکا نام پیٹی تھا میکسیکن کے بڑے تپاک سے ملا۔ اور چند گواہوں کے روبرو اس بات کا اقرار بھی کر لیا۔ کہ اب مجھے اس کی بیگناہی کا پورا یقین ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ بات اصلیت سے کوسوں دور تھی تاہم اس نے اپنی آبرو بچانے کی خاطر کہدی۔ اگلے دن صبح کو اس نے چپکے سے اپنی بیوی سے طے کردہ دو ہزار پونڈ مانگے۔ کہنے لگا لاؤ انہیں بنک میں داخل کر آؤں۔ وہ نیک بخت زور کا قہقہہ لگا کر ہنسی۔ اب میکسیکن کی آنکھیں کھلیں۔ کہ مجھ سے دھوکا ہوا کیونکر کیا سکتا تھا معاملہ ایسی صورت اختیار کر چکا تھا کہ مقدمہ چلنا غیر ممکن تھا۔ ناچار خاموش ہو رہا کہو کیسی مستری ہوئی؟"

گرین وڈ نے زور کا قہقہہ لگایا اور کہنے لگا "کمال ہے جناب میں اس صفائی کی داد دیتا ہوں۔"

مارکوئیس بیوقوف نے یہ نہ سمجھا کہ یہ ہنسی محض بناوٹی ہے۔ چنانچہ وہ بھی اطمینان سے دونوں ہاتھ ملتے ہوئے ہنسنے لگا۔ مگر بدقسمتی سے اسی وقت کھانسی شروع ہوگئی۔ اور اُسے اپنے مصنوعی دانتوں کو سنبھالنے کے لئے ایک طرف کو منہ پھیرنا پڑا۔

اس پر گرین وڈ بولا "معلوم ہوتا ہے آپ کو سردی لگ گئی ہے۔ لیکن مضائقہ نہیں خود مجھے بارہا ایسی کھانسی کی شکایت ہو جاتی ہے۔ میں نے آپ سے بہت زیادہ جوان شخصوں کو اس سے زیادہ کھانسی میں مبتلا دیکھا ہے۔"

مارکوئیس کا گلا ابھی تک رُکا ہوا تھا۔ مگر اُس نے بولنے کی کوشش کرتے ہوئے مکنت آمیز لہجہ میں کہا "ہاں... ہاں... بالکل معمولی بات ہے..."

گرین وڈ نے اب یہ دیکھ کر کہ میں نے اپنی خوشامدانہ باتوں سے بڈھے نواب کو کافی طور سے اڑے لگا لیا ہے۔ اور اب بآسانی مطلب کی طرف آسکتا ہوں کہا "ہاں خوب یاد آیا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا تھا۔ کہ شروع سال میں میں نے آپ سے دس ہزار پونڈ کی جو رقم دست گردں حاصل کی تھی۔ اُس کی فوری واپسی کا تو آپ کو تقاضا نہیں ہے؟"

"نہیں نہیں ایسی کیا جلدی ہے"۔ مارکوئیس نے جواب دیا "مگر یہ بتاؤ تمہاری اُس گرجستانی حسینہ... اُس نیلی آنکھوں والی ماہ خاتون کا کیا ہوا؟"

گرین وڈ نے معاملہ کو ٹالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "اُسے تو کچھ عرصہ ہوا میں نے ٹیچر کے حوالے کر دیا تھا... لیکن ہاں ذکر ان دس ہزار پونڈ کا تھا۔"

"ایک بے حقیقت سی رقم ہے"۔ امیر موصوف نے کہا "تم ناحق اس کا بار بار ذکر کرتے ہو۔"

گرین وڈ نے آداب بجا لا کر کہا "مجھے آپ کی فیاضی سے اسی بات کی امید تھی۔ بلکہ اگر یہ بار خاطر نہ ہو تو میں تھوڑے سے روپیہ کے لئے پھر ایک مرتبہ آپ کو تکلیف دینا چاہتا ہوں..."

مارکوئیس جلدی سے قطع کلام کر کے بولا "دوست گرین وڈ تمہارے لئے یہ غیر ممکن ہے۔" مارکوئیس کو کچھ عرصہ سے اپنے دوست کی خوشحالی پر شبہ ہو چکا تھا۔ اس نئی درخواست سے اُس کو مزید تقویت حاصل ہوگئی۔ اور وہ بولا "آجکل خود مجھے اتنی مالی ضرورتیں پیش ہیں..."

فقرہ ابھی نامکمل ہی تھا۔ کہ ایک نوکر نے اندر آکر عرض کیا "پرنس آف مونٹونی حضور کے در دولت پر تشریف لائے ہیں۔ اور ملاقات کے خواہشمند ہیں"

گرین وڈ نے گھبرا کر کہا "کون! پرنس رچرڈ اس جگہ!۔۔۔"

مارکوئیس کو بھی پرنس کی آمد پر تعجب ہوا۔ مگر وہ کہنے لگا "انہیں یہیں بھیجدو"

گرین وڈ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور اضطراب کے لہجہ میں جلدی سے کہنے لگا۔ "مائی لارڈ بعض خاص وجوہ سے میں پرنس آف مونٹونی سے ملنا نہیں چاہتا۔۔۔ مجھے یہ بھی منظور نہیں کہ وہ مجھے یہاں بیٹھا دیکھے۔۔۔ اس لئے میں آپ سے التجا کرتا ہوں۔۔۔ اس سے میرا ذکر نہ کیجئے۔۔۔ یہ بھی نہ کہئے وہ یہاں موجود تھا۔۔۔"

اتنا کہکر گرین وڈ جلدی سے اس عقبی کمرہ میں چھپ گیا۔ جو اس نشستگاہ سے ملحق تھا۔ اور جس میں از خود بند ہونے والے کواڑ لگے ہوئے تھے۔ اس جگہ چھپ کر وہ ہر ایک لفظ اس گفتگو کا جو نشستگاہ میں کی جائے۔ بہ آسانی سن سکتا تھا۔

گرین وڈ نشستگاہ سے نکلا ہی تھا کہ پرنس اندر داخل ہوا۔ اس کی مارکوئیس آف المسنوڈ سے آجتک ملاقات نہ ہوئی تھی۔ اور نہ مارکوئیس کو ہی اس سے پہلے اسے کبھی دیکھنے کا موقعہ ملا تھا۔ چنانچہ جب یہ دونوں ایک دوسرے کے سامنے ہوئے۔ تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کو بڑے غور سے دیکھنے لگا۔ ایک طرف رچرڈ مارکہم قدرتی طور پر اس شخص کی صورت دیکھنے کا شایق تھا۔ جسے اگر شیطان بصورت انسان کہا جائے تو بیجا نہیں۔ کیونکہ اسکا سب سے بڑا کام اس دنیا میں نیکی اور پاکبازی کو اس کی منزل سے گرانا تھا۔ یہی وہ شخص تھا۔ جو کیتھرائن کی بدنصیبی اور اس کی ساری مصیبتوں کا بانی ثابت ہوا۔ دوسری طرف خود مارکوئیس اس شکیل نوجوان کی صورت کو تعجب کی نظر سے دیکھ رہا تھا جس نے اپنی ذاتی کوششوں سے اوسط طبقہ سے نکل کر قابل فخر اعزاز حاصل کیا تھا۔ جو نہایت خوفناک معرکوں میں فتحمند فوجوں کا سپہ سالار رہ چکا تھا۔ اور جس کی ذات میں سیاسی آزادی کی وہ فیض بخش روح موجود تھی جس کا اثر دریائے ٹیمز کے کنارہ سے لیکر دریائے والگا کے ساحل تک سارے عالم کی تہذیب پر حاوی ہے۔

اس کمرہ میں اس وقت ان دو شخصوں کی موجودگی نہایت مختلف اور متباین خصوصیتیں پیش کرتی تھی۔ دونوں میں ظاہری طور پر کچھ زیادہ اختلاف نہ تھا کیونکہ ایک نہایت اعلیٰ امیر اور دوسرا ذی رتبہ شہزادہ تھا۔ لیکن جبکہ ایک طرف آخر الذکر کے دل میں وہ تمام فیاضانہ حسیات

موجود تھے۔ جو کہ دربار قوت انسان کو جاہ و دولت اور قدر و منزلت میں گرنے سے بچا سکتے ہیں۔ دوسرا جاہ پسند اور اولوالعزم کے مزاج میں وہ باتیں نہ تھیں۔ جو انسان کی دائمی خوشی اور راحتی لذات پر دنیا کی ہر چیز کی قربانی پر اکساتی ہیں۔ ایک میں وہ جوہر مردانگی یا مردمی جو عزت اور امارت کی شان ہے۔ دوسرا اس سالی اور عیاشی کے بارے سے دبا جاتا تھا۔ ایک کی بنا بنائی اس کے نام اور کام دونوں سے وابستہ تھی۔ دوسرے کی صرف نام سے ایک فخر سے اپنے سر کو سیدھا اٹھا کر چلتا تھا۔ اور اس تیز سے تیز نگاہ کا مقابلہ کرنے کو آمادہ تھا۔ جو انسانی روح کی تہ کو پہنچنا چاہتی ہو۔ مگر دوسرا چونکہ گناہ اور جرم کی تمام منزلوں سے گذر چکا تھا۔ اس لئے ہر نوواردہ کی نظروں سے اس وقت تک گرا ہوا رہتا تھا جبتک کہ اس کی آواز کا منشا معلوم نہ ہو جائے۔ مختصر یہ کہ ان میں سے ایک کے اندر تو کی شجاعت اور عظمت کی ساری صفات موجود تھیں۔ اور دوسرے میں ان تمام عیوب۔ گناہ اور جرائم کا وجود نظر آتا تھا۔ جسے بیسا اوقات مورونی امارت کا جزو لازم سمجھا جاتا ہے۔

مارکوئیس نے ہاتھ سے اپنے سر سے ایک کرسی پر بیٹھنے کی درخواست کی۔ اور اس کے بعد اس کی آمد کا منشا معلوم کرنے کی فکر میں ہوا۔ مگر رچرڈ نے اسے اس بارہ میں زیادہ عرصہ متشکل پریشانی کی حالت میں نہ رکھا۔ اور بولا "مارکوئیس ایک نہایت اہم معاملہ پر جس کا تعلق میری ذات اور ایک نیک ہمدرد کی راحت سے ہے جس کی نسبت مجھے کل معلوم ہوا۔ کہ وہ میری بہن ہے۔ آپ سے نصف گھنٹہ سنجیدگی کے ساتھ گفتگو کرنے کو حاضر ہوا ہوں شاید میرے نام سے آپ بے خبر نہ ہوں گے۔۔۔"

امیر کبیر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "یورا مکس کا ذکر بارہا میرے سننے میں آیا ہے اور میں ان کامیابیوں سے بھی واقف ہوں۔ جن کی بدولت آپ نے شان و عظمت حاصل کی"

رچرڈ نے ان تعریفی کلمات کو سنکر سرد مہری کے ساتھ اپنے سر کو انداز تسلیم سے خم کیا۔ اور کہنے لگا "معاف فرمایئے گا۔ کہ یہ کہتے ہوئے آپ میرے نام سے بیخبر نہ ہوں گے۔ میرا اشارہ اس خطاب کی طرف نہ تھا۔ جو مجھے حاصل ہے۔ اور جسے میں ہمیشہ طور پر استعمال کرنے پر مجبور ہوں۔ البتہ میں یہ جتلانا چاہتا تھا۔ کہ مارکھم کا نام گو آپکے حافظہ میں ایک ناگوار معاملت وابستہ ہو۔ تاہم وہ بالکل محو نہ ہوا ہوگا"

مارکوئیس نے حیرت کی علامات ظاہر کرکے کہا "میرے احساسات کا از خود جواب

[illegible] کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو آپ حدود اخلاق سے باہر جا رہے ہیں۔ آپ جتلانا چاہتے ہیں کہ اس کام میں میرے سوا کوئی دلچسپی کا باعث موجود نہیں۔ حالانکہ دو اجنبی شخصوں میں۔۔۔"

ہمارے بیرونی بڑے سکون اور استقلال کے ساتھ تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا "میں اس قطع کلام کے لئے معذرت چاہتا ہوں لیکن کچھ ہم ذاتی امور پر اتنا ایک دوسرے سے اجنبی ہیں۔ تاہم آپ میرے والد اور آپ کے نام سے واقف نہیں ہو سکتے اور نہ میں اس کے متعلق آپ کے طرز عمل سے بے خبر ہوں۔ میرے والد کو اس قدر عزیز تھی ذاتی امور میں اس معاملہ کو صاف کر دینا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں اس وقت خدانخواستہ آپ کو ملامت کرنے یا کسی اور معاندانہ نیت سے نہیں آیا ہوں۔ فی الحقیقت مجھ ایسے جوان شخص کے لئے آپ جیسے کہر سال آدمی کے متعلق دشمنی کا کچھ اختیار کرنا ہی غلط ہے۔ میں دراصل اس وقت ایک ناخوش معاملہ میں جواب تک شبہ اور راز میں مخفی ہے آپ سے کچھ تشریح طلب کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں۔ گو اس کے ساتھ ہی مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بدترین شبہات غالباً صحیح ثابت ہوں گے۔ میں ایک شریف آدمی کی حیثیت میں اس تلافی کی تلاش میں آیا ہوں جو اس برائی کے متعلق جو برسوں گذرے میرے والد سے کی گئی تھی اس وقت ممکن ہے میرے نزدیک اس تلافی کی واحد صورت آپ کے لئے زمانہ گذشتہ کے چند واقعات کو صحیح طور پر بیان کرنا ہے تاکہ میرے دل میں اس معاملہ کے متعلق جو اس وقت سب سے زیادہ اضطراب پیدا کر رہا ہے۔ اور جس کا میں نے پیشتر حوالہ دیا۔ [illegible] شکوک و شبہات باقی نہ رہ جائیں۔"

مارکوئس آف ہالمسفورڈ نے کرسی [illegible] ہوا [illegible] ہاتھ [illegible] سنتا ہوں۔ میں سچ کہتا ہوں [illegible] بچہ [illegible] سے بالکل [illegible] حقیقت یہ ہے کہ [illegible] کا علم ہی اسی وقت ہوا [illegible] آپ ان معاملوں کا ذکر [illegible] ہوں۔"

ہمارے لئے ممکن ہے بگڑ چکے تھے کہا اور اس کے بعد کچھ سوچ کر دلیرانہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "شاید ایسا ہی ہو۔ کیونکہ اپنی آخری چٹھی میں جو غریب ہیریٹ نے مارکوئیس آف ہالمسفورڈ کے نام لکھی وہ یہ تھا کہ آپ سے شوہر کے نام سے ناواقف ہیں۔ اور وہ چٹھی بھی مارکوئیس تک نہ پہنچی تھی۔"

ہر چند کہ پرنس نے یہ الفاظ دبی زبان میں اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہے تھے تاہم مارکوئیس نے ہیریٹ کا نام سن لیا جس سے وہ بہت مضطرب ہوا اور بڑبڑا کر کہنے لگا۔

"مائی لارڈ کیا آپ نے ہیریٹ کا نام لیا؟"

رچرڈ بولا "جی ہاں۔ رسمی گفتگو میں اب تک میں نے معاملہ کو پورے طور سے واضح نہیں کیا۔ لیکن اب میں ساری کیفیت بیان کرتا ہوں۔ درحقیقت میں اس ہیریٹ ولٹ ہی کے متعلق آپ سے کچھ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔"

"ہیریٹ ولٹ۔ ہاں اسے میں جانتا تھا" مارکوئیس نے دبے لفظوں میں کہا "میری بدولت اُسے بہت نقصان پہنچا۔ گو باوجود اس کے۔۔۔"

مارکھم نے قطع کلام کر کے کہا "یہ سنکر کہ اس ہیریٹ ولٹ کی شادی خفیہ طور پر میرے والد سے ہو چکی تھی۔ آپ اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ اُس کے معاملات سے مجھے کیوں اس قدر دلچسپی ہے۔ درحقیقت وہ اسی کی بیٹی ہے۔ جس کی نسبت مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری بہن ہے"

مارکوئیس آف ہالسفورڈ نے زوردار لہجہ میں کہا "خدا شاہد ہے مجھے ابتک ہیریٹ کے شوہر کا نام معلوم نہ تھا۔ اور میں اس وقت ویسی ہی سچائی کے ساتھ جیسے کوئی قریب المرگ شخص بیان کر سکتا ہے۔ یہ کہتا ہوں کہ وہ بالکل پاکباز تھی"

"کاش میں اس بیان کو قابل تسلیم سمجھوں! کاش مجھے اس کا یقین ہو جائے!۔۔۔"

رچرڈ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔ اُس نے اپنا ہاتھ اس طرح پیشانی پر رکھا۔ گویا اپنے منتشر خیالات کو جمع کرنا چاہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی سیاہ پلکوں پر آنسوؤں کے چند قطرے نمودار ہوئے۔

مارکوئیس نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ایسی صداقت اور سنجیدگی کے لہجہ میں جو برسوں سے اُس کے ہاں دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ کہا "پرنس آف مونٹونی میں تسلیم کرتا ہوں کہ میں ایک عیش پسند اور خوش مزاج آدمی ہوں۔ لیکن اطمینان رکھئے کہ موجودہ حالت میں میرے لئے جھوٹ بولنا سراسر بے سود اور اس لئے غیر ضروری ہے۔ میں پھر ایک بار خدا کو حاضر و ناظر جانکر کہتا ہوں کہ ہیریٹ میرے مکان سے پاکباز نکلی۔ میں یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ وہ اوروں سے بھی ہمیشہ پاکباز رہی۔ وہ اپنے شوہر کی پورے طور سے وفادار تھی۔۔۔"

"مائی لارڈ" رچرڈ نے خوشی اور شبہ کے مشترکہ احساس سے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا

اور یہ کہتے ہوئے وہ بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اس نے مارکوئس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبایا۔ "مائی لارڈ جو کچھ آپ کہتے ہیں۔ اُس کا کچھ ثبوت مہیا کیجئے۔ اُس رات کو جو غریب ہیریٹ کی خوشی کے لئے اس قدر مہلک ثابت ہوئی جس قدر واقعات پیش آئے انہیں صاف طور سے بیان کیجئے۔ اور ثابت کر دکھایئے کہ وہ پاکیزہ رہی۔ میں ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ اُن سازشوں کے علم سے جو آپ نے اسے نیکی کی منزل سے گرانے کے متعلق کیں میرے دل کو جو رنج پہنچا ہے میں اُسے دور کر دوں گا۔"

مارکوئس بولا "مجھے آپ کو اس بارہ میں اطمینان دلانے میں ذرا بھی تامل نہیں تشریف رکھئے۔ میں اُن حالات کو بڑے سکون اور وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہوں۔ جو اُس رات ظہور میں آئے۔ جب اُسے دھوکے سے میرے مکان پر پہنچایا گیا۔ میں خیال کرتا ہوں آپ اُس عورت کے متعلق بہت سے حالات سے باخبر ہیں۔۔۔"

رچرڈ کہنے لگا "میں آپ کو یہ بتانا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ اس بوڑھی دلالہ نے جو اُس غریب عورت کے متعلق جسے میں اپنی سوتیلی ماں سمجھتا ہوں۔ آپ کو مختلف مضمونوں میں مدد دیتی رہی۔ نصیب ہیریٹ کے سارے حالات ایک کاغذ پر قلمبند کر دیئے ہیں لیکن تفصیلات میں ایک کمی ہے جسے آپ ہی پورا کر سکتے ہیں۔۔۔ ایک راز ہے جو اب تک سنکشف نہیں ہوا۔ میرا مطلب اُس خوفناک رات کے واقعات سے ہے۔ جب اگرچہ ہیریٹ آپ کے مکان سے معصوم نکلی۔ تاہم بعض غیر معمولی حالات کے مجموعہ سے سب والدین اُس کے شوہر کا اس سے اعتماد اُٹھ گیا۔ اور وہ اُس کی نظروں میں قصوروار ٹھیر گئی۔"

"حالانکہ وہ بالکل پاکباز اور بے خطا تھی" مارکوئس نے بڑے زور کے ساتھ کہا "میں جو کچھ عرض کرتا ہوں اُسے غور سے سنیئے جس بوڑھی عورت کا آپ حوالہ دیتے ہیں۔ اس نے ہیریٹ کو دھوکے سے میرے مکان پر پہنچایا تھا۔ گو میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ میرے ہی زیر ہدایت ہوا۔ مجھے معلوم تھا کہ وہ شادی شدہ ہے۔ لیکن اس بڑھیا نے مجھے یہ نہیں بتایا۔ کہ اس کی شادی کس سے ہوئی ہے۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ خود اس معاملہ سے آگاہ تھی یا نہیں۔"

ہمارے ہیرو نے کہا "وہ آگاہ تھی۔ لیکن جیسا میں کہہ چکا ہوں شادی خفیہ رکھی گئی تھی۔۔۔"

مارکوئیس نے قطع کلام کر کے کہا "میں نے اس کمبخت دلال سے اس بارے میں تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ مجھے صرف ہیریٹ کی خواہش تھی۔ اس کے حالات یا تعلقات کی بالکل پروا نہ تھی۔ جب وہ اپنی شیر خوار لڑکی کو ساتھ لیکر یہاں آئی۔ تو میری خادماؤں میں سے ایک نے بچہ اس کی گود سے لیلیا۔ اور مجھ سے اس کمرہ میں پہنچا گیا۔ جہاں مجھ سے اس عورت سے ملنے کی امید تھی۔ جسے وہ اپنی سہیلی کہتی تھی۔ میری مراد اس لڑکی والدہ سے ہے۔ کمرہ کے اندر اس نے اپنی سہیلی کی بجائے خود مجھے موجود پایا۔ وہ مجھے فوراً پہچان گئی۔ اور جونہی ہماری آنکھیں چار ہوئیں۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ مجھے دغا دی گئی ہے وہ دفعتہً ہو کر مجھ سے رحم کی خواستگار ہوئی۔ لیکن میں نشہ شراب میں چور اور شہوانی جذبات سے مخمور تھا۔ میں نے اس کی التجاؤں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اور اسے سمجھانے کی بہت کوشش کی لیکن بڑے سے بڑے انعام و اکرام کا وعدہ بھی جو میں نے اس سے کیا اسے اپنے ارادہ سے نہ ہٹا سکا۔ میں نے ہزاروں وعدے کئے۔ سیکڑوں ترغیبیں پیش کیں لیکن وہ میری بات پر رضامند نہ ہوئی پر نہ ہوئی۔ میں اُن دنوں رنڈوا تھا۔ میں نے یہاں تک قسم کھائی کہ اگر تو میرا کہا مانو۔ تو میں بہت جلد تجھے اپنے سابق خاوند سے طلاق دلا کر خود تجھ سے شادی کر لونگا۔ لیکن میری باتوں کا اس پر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ وہ کبھی روتی تھی۔ کبھی چیختی تھی۔ کبھی منت کرتی تھی۔ کبھی دھمکیاں دیتی تھی۔ کبھی غصے میں آتی اور کبھی التجا کرنے لگتی تھی۔ میں نے کہا آپ سے سارے حالات بیان کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اس لئے میں ندامت کے ساتھ تسلیم کرتا ہوں۔ کہ آخر میں میں نے اپنے جذبات سے بے بس ہو کر جبر سے کام لینا چاہا۔ لیکن اس کی طرف سے ایسی غیر معمولی طاقت و مزاحمت پیش آئی کہ میں حیرت زدہ ہو گیا۔ ناچار بالآخر مجبوری میں نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا۔ یہاں کی بات ہے کہ وہ بالکل پاکباز رہی۔"

"خدا کا شکر ہے۔ خدا کا شکر ہے!" مارکھم نے دونوں ہاتھ جوڑ کر دعائیہ لہجہ میں کہا۔

سلسلہ گفتگو جاری رکھتے ہوئے مارکوئیس کہنے لگا "میں آپ سے بالکل سچ کہتا ہوں کہ وہ میرے مکان پر آکر بھی پاکباز رہی۔ آخر جب میرا جوش سرد ہوا۔ تو خود مجھے اس عورت کے سامنے ندامت اور ذلت محسوس ہونے لگی۔ جس نے میرے جبر سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھا تھا۔ وہ پہلی عورت تھی جو اس کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور مجھ پر

غالب ہو گئی۔ میرے دل میں قدرتی طور پر اُس کے متعلق احساس تعریف پیدا ہو گیا۔ اس کی نسبت میرے اندر ایسے خیالات پیدا ہوئے۔ جو کبھی کسی عورت کے متعلق پیدا نہ ہوئے تھے۔ میں نے اس سے معافی کی درخواست کی اور جو کچھ پیش آیا تھا۔ اُس کے لئے اظہار تاسف کرتے ہوئے دوزانو ہو کر اُس سے عفو کا خواستگار ہوا۔ اُس نے میری بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن یکایک اس طرح چونک کر گویا کسی گہرے خواب سے بیدار ہوئی ہو۔ کہنے لگی میرا بچہ! ہائے میرا بچہ کہاں ہے؟ میں نے گھنٹی بجائی اور خادمہ کو اس کا بچہ لانے کا حکم دیا۔ پھر میں خود اس معصوم کو اُٹھا کر اُس کے پاس لے گیا۔ وہ دیر تک اُسے چومتی رہی۔ معلوم ہوتا ہے میری پشیمانی کا اس پر گہرا اثر ہوا کیونکہ وہ کہنے لگی اگر تم مجھے آئندہ نہ ستاؤ گے تو اس فعل کیلئے میں تمہیں معاف کرتی ہوں۔ میں نے خدا کو حاضر و ناظر جان کر قسم کھائی اور وعدہ کیا کہ خواہ کچھ ہو جائے میں اس حلف کا پابند رہوں گا۔ اس طرح دو گھنٹے کا عرصہ گذر گیا۔ آخر جب اُس کی طبیعت سکون پذیر ہوئی۔ تو میں نے پھر گھنٹی بجا کر نوکر کو ایک کرایہ کی گاڑی لانے کا حکم دیا۔ اور جب گاڑی آئی۔ تو خود اُسے اُس میں سوار کرنے کو باہر نکلا۔ لیکن جب کہ وہ میرے ساتھ ساتھ صدر دروازہ کی سیڑھیوں سے نیچے اُتر رہی تھی۔ ایک شخص نے جو عین اس وقت بازار سے گذر رہا تھا اُسے پہچان لیا۔ اور حیرت۔ غصہ اور مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگا ہاں! ہیریٹ! اُس نے ایک وحشیانہ چیخ ماری اور بولی۔ ہائے میرا شوہر! وہ یقیناً فرش پر گر جاتی۔ اگر میں اُسے فوراً ہی نہ تھام لیتا۔ اُس اجنبی سے مخاطب ہو کر میں نے کہا اے صاحب عورت بالکل پاکباز ہے۔ اگرچہ ممکن ہے۔ حالات اس کے خلاف نظر آتے ہوں۔ اُس نے تلخی اور غصہ کے لہجہ میں کہا پاکباز! اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ چپکے سے مارکوئیس آف ہالمسفورڈ کے مکان سے باہر نکلتی۔ اور اُس کے بازوؤں میں گری جاتی ہے! نہیں میں اس معاملہ میں دھوکا نہیں کھا سکتا۔ اے شریر النفس ہیریٹ جا۔ میں آج سے تیرے ساتھ قطع تعلق کرتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ تیزی سے قدم اُٹھاتا ایک طرف کو چلا گیا۔"

مارکھم کے رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے۔ وہ بولا "افسوس وہی میرا باپ تھا۔ صد حیف سے بڑی بھاری غلطی لگی!"

ذرا وقفہ کے بعد امیر کبیر نے سلسلہ داستان جاری رکھتے ہوئے کہا "آپ کے والد بجلی کی تیزی کے ساتھ کسی طرف کو غائب ہو گئے۔ اور اس لئے میں انہیں سارے حالات

سے آگاہ نہ کر سکا۔ اُن کے جاتے ہی ہیریٹ بھی سنبھل کر اُن کے پیچھے دوڑی۔ میں ان تمام واقعات سے اس قدر متعجب ہوا کہ اپنی جگہ سے ہل نہ سکا۔ تھوڑی دیر بعد میں بھی ہیریٹ کے پیچھے دوڑا لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ نہایت پریشان حال میں مکان پر واپس آیا۔ اور اپنا غصہ اُس بوڑھی دلالہ پر نکالا۔ میں اسی کو ان تمام افسوسناک واقعات کا موجب سمجھ کر اُس سے نفرت کرنے لگا۔ اور اُسے گھر سے باہر نکال دیا۔ اس کے بعد اُس نے مجھے ایک دو خط بھی لکھے اور چند مرتبہ مجھ سے ملنے کی خواہش کی لیکن میں نے پھر اس کی صورت دیکھنا گوارا نہ کیا۔"

رچرڈ نے پوچھا "اُس دن کے بعد پھر آپ کو ہیریٹ سے ملنے کا کبھی اتفاق ہوا؟"

وہ بولا "کبھی نہیں ہاں ایک مرتبہ اُس کا خط موصول ہوا تھا۔ غالباً واقعات مذکورہ کے ایک سال بعد۔ اُس میں لکھا تھا۔ اپنی نیم گرسنہ لڑکی کی تکلیف کو ناقابل برداشت دیکھ کر میں یہ لکھنے پر مجبور ہوئی ہوں۔ اس خط میں مجھ سے کچھ مالی امداد طلب کی گئی تھی۔ میں نے اُس کے جواب میں سو پونڈ کا ایک نوٹ بھیج دیا۔ اور ساتھ ہی لکھا۔ جب کبھی ضرورت ہو بے تکلف مجھ سے روپیہ منگا لینا۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اُس نے ۸۰ پونڈ واپس کر دیئے اور لکھا کہ ان بیس کو بھی میں بڑی مجبوری کی حالت میں رکھتی ہوں۔ گو مجھے انہیں لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ پھر معلوم نہیں اُس کا کیا ہوا۔ اب آپ کی باتوں سے معلوم ہوا کہ وہ زندہ نہیں ہے۔"

رچرڈ کہنے لگا "ہاں وہ بدنصیب نہایت افسوسناک حالت میں بڑی مصیبت کے ساتھ تیرہ سال گذرے مر گئی۔ بعض عجیب و غریب حالات نے مجھے اُس کی بیٹی سے ملا دیا۔ یعنی اسی یتیم لڑکی سے جسے وہ چھوڑ مری تھی۔ اس بات کو قریباً سوا سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اور کل رات اول مرتبہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ جس کا نام کیتھرائن ولمٹ مشہور ہے حقیقت میں میری بہن ہے۔"

"کیتھرائن ولمٹ!" مارکوئیس نے حیرت زدہ ہو کر کہا "یہ نام تو میں نے سنا ہوا ہے"

"بات یہ ہے۔ اُس غریب پر ایک مرتبہ اس قتل کا الزام عاید کیا گیا تھا جس کا مرتکب حقیقت میں ایک شخص پادری ریجینالڈ ٹریسی ہوا تھا اور . . ."

"ہاں مجھے یاد آ گیا!" مارکوئیس نے قطع کلام کر کے کہا "بے شک جب سینٹ ڈیوڈ کے پادری کا معاملہ عدالت میں پیش ہوا۔ تو اُس کے متعلق ولمٹ کا نام آنے سے مجھے

تعجب ہوا تھا لیکن اس کا مجھے کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ کیتھرائن ولٹ جس کا اس معاملہ سے تعلق تھا۔ اور جو بعد ازاں بے قصور ثابت ہوئی۔ وہ غریب ہیریٹ ہی کی بیٹی تھی۔"

رچرڈ کہنے لگا "بلاشبہ کیتھرائن مارکہم ... کیونکہ اس کا صحیح نام یہی ہے ... کچھ مدت تک قرائنی شہادت کا شکار بنی رہی۔ یعنی کم و بیش ویسے ہی افسوسناک حالات کا جیسے اس کی غریب ماں کو پیش آچکے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ غریب ہیریٹ کو بھی قرائنی شہادت نے ہی میرے والد کی نظروں سے گرایا لیکن اب میں یور لارڈشپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ البتہ اس قدر عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ آپ کی صاف بیانی نے آپ کی عزت میری نظروں میں دوچند کر دی ہے۔ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ مجھے یہ جانکر کس قدر خوشی حاصل ہوئی ہے کہ میری نو دریافت بہن کی ماں حقیقت میں پاکباز تھی۔ خود اس غریب لڑکی کو اپنی ماں کی معصومیت کا واقعہ کتنی بڑی خوشی دینے کا موجب بنے گا۔ خیر اب سارے اسرار حل ہو چکے اور کیتھرائن کی ماں کا معاملہ صاف ہو گیا۔ زیادہ تصدیق ان خطوط سے ہوتی ہے جو میرے والد کے لکھے ہوئے میرے ہاتھ آچکے ہیں۔ اور ہیریٹ کے لکھے ہوئے خطوط کی تحریر اس پرزہ کاغذ کی تحریر سے ملتی ہے۔ جو اس بیچاری نے مرتے وقت لکھنا شروع کیا تھا۔ اور جسے اس کی بیٹی نے قیمتی ورثہ کی طرح سنبھالے رکھا۔ ساری داستان کو مکمل کرنے کے لئے اس رات کے واقعات معلوم کرنے باقی تھے جو آپ کی بدولت ظاہر ہو گئے۔ اس کے لئے میں آپ کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔" اتنا کہکر پرنس مارکوئیس سے رخصت ہوا۔

اس کے باہر جاتے ہی گرین وڈ بھی عقبی کمرہ سے نکلا۔ اس کے چہرہ کی رنگت زرد تھی اور اس کے اطوار میں اضطراب کی جھلک پائی جاتی تھی۔ مارکوئیس اس کی یہ تبدیلی حالت دیکھ کر کہنے لگا "کیوں کیا معاملہ ہے؟"

گرین وڈ نے صرف اتنا کہا "آپ کو معلوم نہیں۔ ان واقعات کا جو ابھی میں کھول دی میں آئے۔ میری اپنی ذات سے کتنا گہرا تعلق ہے۔" اور اس کے بعد وہ بھی رخصت ہو گیا۔

اس بات کا اندازہ ہم اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ جب رچرڈ یہ خوشخبری لیکر کیتھرائن کے پاس مارکہم پلیس میں پہنچا اور اس نے اسکی مرحوم ماں کی پاکبازی کی خبر دی تھی۔ تو سارے گھر میں کتنی خوشی منائی گئی۔ اور غریب کیتھرائن نے مس طرح خوشی کے آنسو بہائے

تیسرا باب مردہ فروش حوالات میں

اب ہم پھر ایک بار مردہ فروش کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔۔۔ اس مجسم شیطان کی طرف جس کے جرائم کی فہرست بے حد طویل اور بے حد انتہا خوفناک ہے۔

جب سپاہیوں نے تو بہ مضبوطی سے اسکی ہتھکڑیں کس لیں۔ اور تین آدمی بھاری ڈنڈے ہاتھ میں لے کر ساتھ ہوئے۔ تو اس نے جان لیا کہ اب مقابلہ کی کوشش سراسر بیہودہ ہے اسلئے وہ چپکے سے اس گاڑی میں سوار ہو گیا۔ جو اسے قید خانہ کو لیجانے والی تھی۔ اس وقت بیٹھکر اس نے سوچا۔ اگر مجھے اس کا ذرا بھی علم ہوتا۔ کہ کیتھرائن کے ساتھ چڑیل قسم آدمی ہے۔ تو میں اس کمبخت کو ٹھکانے لگانیکا ضرور ہی انتظام کر لیتا۔ لیکن میرا خیال یہ تھا کہ اس کی شادی ہوتے ہی ایک ہفتہ گذرا ہے۔ اور یہ ممکن نہیں کہ وہ اتنے عرصہ میں اپنی حسین بیوی کو چھوڑ کر کشمنے کے مکان پر مہینوں کو لدا کرے۔ مجھ سے کتنی بڑی غلطی ہوئی۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ خود زیر حراست ہوں اور اسکے قبضہ میں میری ساری رقم جو گیٹ دلمٹ کے معاملہ میں حاصل ہوئی۔ اس کمبخت لفنے کے ہاتھ میں ہے۔ خدا اس چڑیل کا ستیاناس کرے اگر اب میں نے پوری احتیاط سے کام لیا۔ تو ضرور میرا روپیہ مجھے مل جائیگا۔ کیونکہ وہ عدالت میں یہ بیان دے گا۔ کہ میں نے دوبارہ اس پر حملہ کیا۔ ایک مرتبہ بروکیج راک کے قریب پرانے مکان میں دوبارہ ٹوگ فالی کے پاس۔ اوہ! میں کتنا احمق اور نا عاقبت اندیش نکلا۔ کہ یوں آسانی سے اس کے جال میں پھنس گیا۔ اب میرا جمع کیا ہوا روپیہ کسی اور کے ہاتھ آجائے گا۔ اور جبکہ میں جیلخانہ نیو گیٹ سے باہر نظر آؤں گا۔ اور لوگ میری دولت پر مزے اڑائیں گے۔۔۔

ہرگز ایسا نہ ہونے دوں گا۔ ابھی مجھے دنیا میں بہت سے کام کرنے ہیں۔ ہو مجھے فرار ہونا چاہیئے۔۔۔ میں ضرور فرار ہونے کی کوشش کروں گا۔ چاہے میں فرار ہو جاؤں گا لیکن کس طرح؟۔۔۔ یہی سب سے مشکل سوال ہے۔ خیر اسے بھی سوچ لونگا۔ سر دست مجھے حوصلہ رکھنا چاہیئے۔"

اسی قسم کے صدہا خیالات رہ رہ کر نیتھنی ڈاکٹر کے دل میں بے چینی پیدا کر رہے تھے۔ کبھی فکرمند اور مایوس اور کبھی پر امید اور خوش ہو جاتا تھا۔ اس اثنا میں گاڑی تیزی سے ہوئی تھنل گرین اور شورڈچ سے ہو کر اولڈ شریٹ کے راستہ گاسول روڈ اور

اور مجسٹریٹ سکور سے گذر کر اسکیمو کو مجسٹریٹ کو لے کر کے کوارٹر فیلڈ سن کے جیل خانہ کی طرف ہولی۔ یہاں پہنچکر گاڑی اس مختصر سی سڑک پر مڑی جو گورنر جیل خانہ کے مکان کے سامنے سے بہت بڑے پھاٹک تک جاتی ہے۔ جس کے اوپر بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوا ہے "مڈل سیکس کا دارالاصلاح"

انسپکٹر ہڈکنز ہر چند کہ بہت ذی حوصلہ اور مستقل مزاج شخص تھا۔ مگر رات کی تاریکی میں جب اس نے بھی اس دروازہ کی بھاری محراب اور آہنی پھاٹک کو سامنے داخل دیکھا تو اس کے بدن میں کپکپی پیدا ہوگئی۔ اس وقت یہ چیزیں اسے ایک مستقل زیادتی کی طرح خوفناک نظر آرہی تھیں!

گاڑی رکتے ہی نبسٹ نیچے اترا۔ اور اس نے پھاٹک پر زور سے مشکہ دی۔ گونجتی ہوئی جیل خانہ کے صحن میں ہر طرف پھیل گئی۔ اور اس خاموشی میں نہایت ہیبت ناک محسوس ہوئی۔ چند منٹ کے عرصہ میں پھاٹک کی آہنی زنجیریں کھلنے کی آواز سنائی دی اور ایک شخص نے جس کے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کو کھولا نبسٹ نے اس شخص سے دبے لفظوں میں کچھ گفتگو کی۔ اور اس کے بعد ہڈکنز کو گاڑی سے اتار کر اندر کی طرف والے برآمدہ میں پہنچایا گیا جس شخص نے کھڑکی کھولی تھی۔ وہ گورنر جیل خانہ کے مکان کی طرف گیا۔ اور بیس منٹ کے عرصہ میں جواب لے کر واپس آیا۔ کہ قیدی کو اس وقت تک زیر حراست رکھا جاسکتا ہے۔ کہ اس کا مقدمہ کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہو۔ اس کے بعد پہرہ دار آگے آگے پھاٹک کے اندر داخل ہوا۔ اور مرد فروش ہتھکڑی کے ذریعہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ پانچوں ایک وسیع صحن میں سے گذرے۔ جہاں ایک سنتری ٹہلتا ہوا پہرہ دے رہا تھا۔ صحن کو عبور کرکے تنگ پتھر کے زینہ پر چڑھکر یہ ایک کوٹھڑی کی طرف گئے جس میں داخل کرکے مرد فروش کی ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔ اور اسے رات بھر کے لئے وہیں رکھا گیا۔

مرد فروش بستر پر لیٹتے ہی بے فکری کی نیند سو گیا۔ وہ شخص نہ تھا۔ کسی خطرہ جسے کہ موت کا خیال بھی اسے پریشان نہ کرسکتا تھا۔ تاریکی تنہائی۔ سناٹا یہ سب چیزیں اس کے دل پر اثر کرنے سے عاجز تھیں۔ ہر چند کہ گرفتاری کے بعد وہ مضطرب نظر آتا تھا۔ مگر تکان کے باعث اب لیٹتے ہی بے خبر سو گیا۔

اس سے دوسرے دن صبح کو اس کے لئے روٹی کا ایک ٹکڑا اور شوربہ کی پیالی مہیا کی گئی۔ اس نے اس گڑھے میں جہاں اس حصہ کے سارے قیدی نہاتے تھے غسل لیا دس بجے کے قریب بنسٹڈ اور اس کے دونوں ساتھی کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور ہتھکڑی لگا کر گاڑی پر سوار کر کے خود ساتھ ہو۔ دفتر پولیس کی طرف چلے۔

نصف گھنٹہ کے عرصہ میں مردہ فروش کو لیمتھ سٹریٹ کی عدالت پولیس میں پہنچا دیا گیا۔ پرنس آف مونٹونی اپنے وکیل مسٹر ڈاسن کے ساتھ چند منٹ پیشتر وہاں آچکا تھا۔ صاحب مجسٹریٹ کو جب پرنس کا نام اور رتبہ معلوم ہوا۔ تو انہوں نے فوراً ہی اخبار ہاتھ سے رکھدیا اور کہنے لگے یہ پورا تفتیش کے لئے گواہوں کے کٹہرے میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ یہاں میرے پاس تشریف لائیے۔ سررشتہ دار خود آپ کی شہادت لکھ لے گا۔ چپراسی ہر ہائنس کے لئے یہاں ایک چوکی رکھو۔ اور آپ کو بڑے ادب کے ساتھ یہاں لے آؤ"

مجسٹریٹ کے اس خوشامدانہ طرز عمل پر پرنس نے اپنی نفرت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن میں کسی ایسی رعایت کا طلبگار نہیں جس میں غریب اور امیر کا امتیاز قائم ہو"

صاحب مجسٹریٹ کا چہرہ لال پیلا ہو گیا۔ مگر انہوں نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ اور اپنے اضطراب کو چھپانے کے لئے مقدمہ کی مسل ہاتھ میں لی۔ اس کے بعد پرنس نے اس واقعہ کی تفصیلات بیان کیں جو اسے مردہ فروش کے مکان واقع برڈکیج واک میں پیش آیا تھا جس سے ہمارے ناظرین اچھی طرح واقف ہیں۔ اور انہیں معلوم ہے کہ اس میں بہت سی جانوں کا نقصان ہوا تھا۔ یہ بیان ہو چکا۔ تو پرنس نے دوسرے واقعہ کی تفصیلات شروع کیں جس کا تعلق اس حملہ سے تھا۔ جو مردہ فروش نے اس پر ٹوگ خالی کے قریب کیا تھا۔ لیکن صاحب مجسٹریٹ نے خیال ظاہر کیا۔ کہ ایک مقدمہ کی پورے طور سے تحقیقات ہونے کے بعد دوسرے معاملہ کو زیر بحث لایا جائے گا۔ اس خیال سے انہوں نے مردہ فروش کو تین دن کے لئے حوالات میں رکھنے کا حکم صادر کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ اس عرصہ میں ان افسران پولیس کی شہادت جمع کی جائے۔ جو حادثہ برڈکیج واک کے موقعہ پر حاضر تھے۔ اور جنہوں نے ان سپاہیوں کا ہولناک انجام دیکھا تھا۔ جو مردہ فروش کی گرفتاری کے لئے مکان میں داخل ہوئے۔ اور مردہ فروش کے مکان

کو اڑا دینے کی وجہ سے مارے گئے۔

اس پر ڈمکنز کو دوبارہ کولڈ باتھ فیلڈس کی حوالات میں بھیج دیا گیا اور پرنس آف ویلز کی عدالت سے رخصت ہو کر ہالمسفورڈ ہوس کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں مارکوئیس کے ساتھ اس کی ملاقات کی کیفیت پچھلے باب میں بیان کی جا چکی ہے۔

کولڈ باتھ فیلڈس کے جیل خانہ کے مفصل حالات بیان کرنے کے لئے ہمارے پاس گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ اس جیل خانہ میں قیدیوں سے کئی طرح کی مشقتیں لیجاتی ہیں۔ خوراک کافی نہیں ملتی۔ اور اس کی عام حالت میں بہت کچھ اصلاح کی گنجائش ہے۔

جس وقت مُردہ فروش کو دوبارہ جیل خانہ میں پہنچایا گیا۔ تو وہ بظاہر بڑی لاپروائی کے ساتھ صحن میں سے گذرا لیکن حقیقت میں اس کی تیز آنکھیں ہر ایک چیز کو اور جیل خانہ کی حد بندی کرنے والی دیوار کو بڑے غور سے دیکھ رہی تھیں۔ چنانچہ اس مختصر عرصہ میں ہی اُس نے اس ساری عمارت کا پورے طور سے جائزہ لے لیا۔ اُس کا حافظہ اتنا تیز تھا کہ جس حصہ میں سے وہ گذرا۔ اس کا پورا نقشہ اچھی طرح اُس کے ذہن نشین ہو گیا۔

اُسے اُس کوٹھڑی میں جو اُس کے لئے مخصوص تھی پہنچا کر سبزی کے شوربے کا ایک پیالہ اور روٹی کا ایک ٹکڑا اسے مہیا کیا گیا۔ پھر جب رات ہوئی۔ تو اسی طرح روٹی کا ایک اور ٹکڑا اور تھوڑا شوربہ پھر دیا گیا۔ اور پہرہ دار نے رات بھر کے لئے کوٹھڑی کا دروازہ باہر سے مقفل کر دیا۔

چوتھا باب — جانبازی

شاید ناظرین پر یہ واضح کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ کہ واقعات مذکورہ ماہ مارچ کے وسط میں ظہور پذیر ہوئے تھے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ان دنوں میں سورج چھ بجے کے قریب ہی غروب ہو جاتا ہے۔ اور سات بجے کامل تاریکی چھا جاتی ہے۔

مردہ فروش نے فرار کی تجویز پہلے سے سوچ رکھی تھی۔ جس وقت پہرہ دار اسے کوٹھڑی میں بند کر کے چلا گیا۔ تو وہ اس فکر میں ہوا۔ کہ اُس تجویز کو عمل میں لایا جائے۔ اپنا کوٹ اُتار کر اُس نے کالر کا اندرونی کپڑا ادھیڑا۔ اور اس کے اندر سے دو چھوٹی چھوٹی ریتیاں نکالیں

جو گھڑی کی کمانیوں سے بڑی نہ تھیں۔ انہیں ہاتھ میں لیکر وہ کہنے لگا "خدا کا شکر ہے کہ میں اس قسم کے اوزار ہر وقت اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ ورنہ جانے میرا کیا حال ہو" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک ریتی کو اپنے ناخن پر چلا کر دیکھا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ یہ تیز بھی نہیں یا نہیں۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ ان عدالتوں کے مجسٹریٹ جو خاص شہر لندن کی حدود سے باہر واقع ہیں۔ ان شخصوں کو جو خوفناک الزامات میں گرفتار ہوں۔ کولڈ باتھ فیلڈرس کے جیلخانہ میں رکھوا دیتے ہیں۔ اور چونکہ قانوناً یہ لوگ اس وقت تک مجرم نہیں سمجھے جا سکتے جب تک جیوری انہیں ایسا قرار نہ دے۔ اس لئے انہیں سزایاب مجرموں کی کوٹھڑیوں میں نہیں رکھتے بلکہ ان کے لئے خاص کمرے موجود ہیں۔ جن میں چار پانچ آدمی سماتے ہیں۔ اس قسم کے کمروں کی دیوار میں دو کھڑکیاں لگی ہوتی ہیں۔ جو جیل خانہ کے صحن کی طرف کھلتی ہیں۔ ان کھڑکیوں میں مضبوط آہنی سلاخیں موجود ہیں اور دن کے وقت ان کھڑکیوں کو ہوا کی آمد و رفت کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔

ڈکنز نے بڑے غور سے یہ بات دیکھ لی تھی۔ کہ سلاخیں کتنی مضبوط ہیں۔ اور ان میں سے دو کو کاٹنے میں کتنا عرصہ صرف ہوگا۔ ٹھیک سات بجے اس نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اور کلرکن ویل گرین کے گرجانے گیارہ بجائے تھے۔ جب وہ ختم ہوا۔ گھڑیال کی آواز سنکر مردہ فروش فتحمندی کے لہجہ میں دبی زبان سے کہنے لگا "میرا خیال ٹھیک نکلا میں نے بھی چار ہی گھنٹے کا اندازہ کیا تھا"

اس عمل سے اس کی انگلیاں زخمی ہو گئی تھیں۔ ان کی تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اس نے اس پیالے کی چکنائی ان پر لگائی۔ جس میں پہرہ دار اس کے لئے شوربہ لایا تھا اس کام سے فارغ ہو کر اس نے اپنے بستر کے کپڑوں کو پھاڑ کر ایک رسی سی بنالی جس میں اس کا نصف گھنٹہ صرف ہوا۔ کھڑکی زمین سے اونچی نہ تھی۔ اور اسے نیچے اترنے میں کسی طرح کا خطرہ نہ تھا۔ لیکن مصیبت یہ پیش آئی۔ کہ چاند اس وقت بڑی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ اور اسے معلوم تھا کہ اسلحہ بند پہرہ دار جیل خانہ کے صحن میں ہر وقت موجود رہتے ہیں اس نے قہر آلود نظروں سے چاند کی طرف دیکھا۔ وہ چاند جس کی روشنی خشکی اور تری پر سفر کرنیوالے بے شمار مسافروں کے لئے موجب آسائش تھی۔ اس کے لئے باعث تکلیف

ثابت ہو رہا تھا غصہ کی حالت میں اس نے چاند کو ایک غلیظ گالی دی۔ مگر ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ ایک ایک لمحہ قیمتی اور تاخیر خطرناک ہے۔ اس نے زیادہ عرصہ تامل مناسب نہ سمجھا اور بستر کے کپڑوں سے تیار کی ہوئی رسی کو اس کھڑکی کے ساتھ باندھ دیا جس کی دو سلاخیں وہ ریتی سے کاٹ چکا تھا۔ پھر اپنے دل سے کہنے لگا "مہینہ ڈیڑھ مہینہ زبردست رہ کر پھانسی پانے سے تو فوراً ہی سیسہ کی گولی کھا کر مر جانا بہتر ہوگا۔ کوشش بہرحال فرض ہے۔ خواہ اس میں کامیابی ہو یا نہ ہو"

اس نے اپنی ٹانگوں کو باہر لٹکایا۔ اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی مدد سے رسی کو مضبوط پکڑے ہوئے آہستگی اور احتیاط کے ساتھ نیچے اترنے لگا۔ ذرا دیر میں وہ فصیل کے صحن کے میدان پر پہنچ گیا۔ لیکن چاروں طرف جو بلند دیوار حائل نظر آتی تھی۔ وہ اس کے فرار میں مانع تھی۔ جیل خانہ کی عمارت کے سایہ میں وہ بڑی احتیاط کے ساتھ دبے پاؤں قدم اٹھاتا اس حصہ کی طرف چلا۔ جہاں قیدیوں سے مشقت لینے کا کولہو بنا ہوا تھا یکایک اسے کسی کے قدموں کی چاپ اور آواز سنائی دی۔ اسے سنکر مردہ فروش دبک کر دیوار کے سایہ میں ہو گیا اور کہنے لگا "لعنت بکار شیطان ایک آدمی ہوتا تو میں اس سے خوف نہ کھاتا۔ بلکہ لپک کر اسے گلے سے پکڑ لیتا۔ اور فوراً ہی جان سے مار دیتا لیکن دو۔۔۔ دو۔۔۔"

یہ کہتے ہوئے اس نے غصہ سے اپنے دانتوں کو کٹکٹایا۔ اتنے میں ایک پہرہ دار کے دوسرے سے مخاطب ہو کر یہ کہنے کی آواز سنائی دی "اچھا تو آج تم اولڈ بیلی کی عدالت میں موجود تھے؟" معلوم ہوتا تھا۔ دونوں شخص آہستہ آہستہ مردہ فروش کی سمت میں ہی آ رہے ہیں دوسرے نے اس کے جواب میں کہا "ہاں آج مجھے نصف دن کی چھٹی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ چل کر اس نوجوان ہالفورڈ کے مقدمہ کی کارروائی سنوں۔ جس نے باغ میں ایک ذی مرتبہ خاتون اور اس کے شوہر پر فیر کیا تھا۔ جیوری بہت دیر تک کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکی۔ اور آخر دیوانگی کی بنا پر ملزم کو رہا کر دیا گیا"

"اچھا تو کیا اب وہ رہا ہو گیا ہے؟" پہلے شخص نے پوچھا۔

دوسرے نے جواب دیا "ہاں مقدمہ سے تو رہا ہو گیا۔ لیکن حکم دیا گیا ہے کہ اسے باقی زندگی کے لئے بیتھلم کے پاگل خانہ میں رکھا جائے"

"اوہ! تو کیا وہ سچ مچ پاگل تھا؟ بظاہر تو ایسا نظر نہ آتا تھا۔"

"نہیں پاگل تو نہیں۔ البتہ افسردہ خاطر سا نظر آتا تھا۔ وہ مقدمہ کی کارروائی کو بڑی لاپروائی سے سنتا رہا۔ اور اُس نے اس معاملہ میں کچھ دلچسپی صرف اس وقت ظاہر کی۔ جب ایک گواہ جم کفن کا بیان لیا گیا۔ اس سے جہاں تک ہو سکا۔ اُس نے ملزم کی حمایت میں شہادت دی۔ گو واقعہ کی حقیقت سے وہ بھی انکار نہ کر سکا۔ البتہ اُس کے بیان سے یہ واضح ہو گیا۔ کہ پستول بھرے ہوئے نہ تھے۔ گو ہالفورڈ نے فیر کیا تو وہ اس بات سے ناواقف تھا۔ خیر اب نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہالفورڈ عمر بھر کے لئے پاگل خانہ میں رہیگا اور جم کفن کو جو ایک مفرور سزایاب تھا۔ سرکاری طور پر معافی دے دی گئی ہے۔ کیونکہ اُس کے بغیر اُس کی شہادت نہ ہو سکتی تھی۔"

پہلے بولنے والے نے کہا "یقیناً کارروائی نہایت دلچسپ رہی ہوگی۔"

اُس کا ساتھی بولا "بے شک بہت دلچسپ تھی۔ لیکن اس سے بھی زیادہ دلچسپ مقدمہ تو فی ڈکنز کا ہوگا جس کی سماعت چند دن میں شروع ہونے والی ہے۔ اس شخص نے اپنی زندگی میں بڑے معرکے کئے ہیں۔ لوگوں سے جیک شیپرڈ ڈک ٹرپن وغیرہ نامی مجرموں کی داستانیں سنا کرتے تھے۔ مگر واللہ ڈکنز کے سامنے اُن کی ہستی کچھ نہیں۔ جب اُس کا مقدمہ عدالت اولڈ بیلی میں پیش ہوگا۔ تو بہت سے دلچسپ واقعات سننے میں آئیں گے۔"

دونوں آدمی گفتگو کرتے ہوئے اُس مقام سے جہاں مردہ فروش سایہ میں دبکا بیٹھا تھا۔ تقریباً چھ گز کے فاصلہ پر یکایک کھڑے ہو گئے تھے۔ اور اس لئے ان کی ہر ایک بات مردہ فروش کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔ اس شیطان کو اس وقت گو اس بات کا اندیشہ لگا ہوا تھا کہ یہ لوگ مجھے چھپا ہوا دیکھ نہ لیں۔ مگر اس خطرہ کی حالت میں بھی جب اس نے اُن کی زبانی اپنا ذکر تعریفی لفظوں میں سُنا۔ تو غیر معمولی خوشی اور کسی حد تک غرور محسوس کئے بغیر نہ رہ سکا۔

ذرا وقفہ کے بعد ایک پہرہ دار نے دوسرے سے کہا "میں اب دوسری سمت میں جاتا ہوں۔ کیونکہ اگر کسی نے ہمیں قواعد جیل خانہ کے خلاف یکجا دیکھ لیا تو مصیبت کھڑی ہو جائے گی۔ تم جانتے ہو۔ یہاں ہر قسم کی گفتگو کی سختی سے ممانعت کی جاتی ہے۔"

یہ سُنکر ڈکنز کے دل میں اور بھی زیادہ خوشی پیدا ہوئی کیونکہ اسے معلوم ہو گیا

اب یہ دونوں ضرور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے اور میرے پاس سے صرف ایک ہی شخص گذرے گا۔ اس صورت میں بھی وہ اپنی حالت کو خطرناک محسوس کرتا تھا لیکن ظاہر ہے۔ کہ دو شخصوں کے علیحدہ ہو جانے سے وہ خطرہ جو ذرا دیر پہلے عظیم نظر آتا تھا۔ اب نسبتاً کم رہ گیا تھا۔

اتنے میں کارکن ویل کے گرجا نے آدھی رات کا گجر بجایا۔ اور دونوں پہرہ دار ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ ایک اُس طرف کو لوٹ گیا۔ جدھر سے یہ دونوں آئے تھے اور دوسرا اس طرف کو آہستگی سے بڑھا۔ جہاں ڈرکنر چھپا ہوا تھا۔ گو وہ اُس کی موجودگی سے بالکل بیخبر تھا۔

مردہ فروش نے اپنی مٹھی کو اس طرح کستے ہوئے گویا وہ بیخبر پہرہ دار کی گردن کو آہنی گرفت میں لے چکا ہو۔ دل سے کہنے لگا "اب مجھے چاہیئے کہ ایک لمحہ میں اس پر آور ہو کر کم بخت کا گلا گھونٹ دوں"

لیکن معلوم نہیں قدرت کو غریب پہرہ دار کی جان بچانا منظور تھا۔ یا وہ مردہ فروش کے جرائم کی طویل فہرست کو بڑھانا پسند نہ کرتی تھی۔ بہرحال پہرہ دار بجائے اس کے قریب آنے کی بجائے ایک اور سمت کو چل دیا۔ اور اُس فصیل کی طرف ہو لیا۔ جو جیل خانہ کے گرد بنی ہوئی تھی۔

اس طریق پر ڈرکنر کی طرف اُس کی پیٹھ ہو گئی۔ اور اُس نے اُس خطرہ سے جو اب تک اُسے درپیش تھا۔ یہ عارضی آسائش غنیمت سمجھی۔ فی الحقیقت دو پہرہ داروں کے ایک دوسرے کے ساتھ اُس کے قریب پہنچ جانے کا واقعہ جو پہلے زحمت نظر آتا تھا۔ اور جس کی بدولت اُسے اپنی گرفتاری کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ اب الٹا مفید ثابت ہونے لگا کیونکہ دونوں کے دو طرف روانہ ہو جانے سے اس کی طرف ان کی پیٹھ ہو گئی۔ اور اس کا اور ان دونوں کا درمیانی فاصلہ لمحہ بہ لمحہ بڑھنے لگا۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر مردہ فروش تیزی سے کولہو گھر کی طرف بڑھا۔ جسے وہ دن کے وقت جب اُس سے مشقت لیگئی۔ غور سے دیکھ چکا تھا۔ اور اس کا کونا کونا اُسے اچھی طرح یاد تھا۔

یہاں پہنچکر اُس نے ان تجاویز کو جو اس نے پہلے سے سوچ رکھی تھیں تیزی سے عمل میں لانا شروع کیا۔ دن کے وقت اُس نے ایک کونے میں مالی کا ٹوکرا پڑا دیکھا تھا۔

جس میں بظاہر وہ جیل خانہ کی زمین سے آلو کھود کر لے جایا کرتا تھا۔ اسے اُس نے کولھو گھر کے ایک آگے بڑھے ہوئے حصہ پر اوندھا رکھ کر اُس کی چھت پر چڑھنے کی کوشش کی ۔ ۔ ۔ ۔ اس مطلب کے لئے اُسے بعض آہنی نوکدار سلاخوں کے اندر سے گھسٹ کر چڑھنا پڑا۔ لیکن ایسا کرنے میں گو اُس کے بدن پر کچھ زخم آ گئے۔ مگر ان کی پروا نہ کر کے وہ دیوار کے اوپر چڑھ ہی گیا۔

یہی وہ دیوار تھی جو جیل خانہ اور باہر کے بازار میں حائل تھی۔ دیوار بجائے خود اتنی بلند تھی۔ کہ اُس سے کودنا خطرناک تھا۔ اور اگر وہ یہاں سے بازار کی طرف کودتا۔ تو ضرور اُس کا کوئی عضو ٹوٹ جاتا۔ مگر اس خطرہ کو اُس نے پہلے سے سوچ رکھا تھا۔ اور اسی لئے اب اُس نے اُس دیوار کے اوپر چلنے کا خطرناک عمل شروع کیا۔ آسمان پر چاند بڑی آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ اور مردہ فروش کو اُس کی روشنی میں کسی پہرہ دار کی نظروں میں آنے کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ اس خطرہ کو بڑھانے والی ایک اور بات یہ بھی تھی۔ کہ دیوار جا بجا نشیب و فراز اور ناہموار تھی۔ کیونکہ جس حصہ زمین پر بنی ہوئی ہے۔ وہ بجائے خود نہایت ناہموار ہے۔ دیوار پر چلنے کا عمل بھی مختصر نہ تھا۔ کیونکہ مردہ فروش اس کے اوپر ہی اوپر گذر کر گلڈ فورڈ پلیس کے مکانات تک پہنچنا چاہتا تھا۔ جو جیل خانہ کی فصیل کے مشرق میں واقع ہیں۔ حالانکہ جہاں وہ دیوار پر چڑھا۔ وہ جنوبی حصہ کا وسط تھا۔ اور چونکہ جنوب مشرقی زاویہ کے درمیان جیل خانہ کا پھاٹک اور گورنر کا مکان واقع ہے۔ اس لئے اُسے ایک لمبا چکر کاٹ کر نصف جنوبی ساری مغربی ساری شمالی اور کچھ حصہ مشرقی دیوار کا طے کرنا تھا۔ ان دیواروں کی لمبائی بھی کچھ کم نہ تھی۔ کیونکہ یہ جیل خانہ انگلستان بھر میں سب سے بڑا ہے۔ مگر اتنے خطرات کی موجودگی میں مردہ فروش یہاں سے بھاگنے کی کوشش پر آمادہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ خطرات بھی اس کے لئے کچھ کم ہیبت ناک نہ تھے۔ جن کا جیل خانہ میں اپنے سزایاب ہونے کی صورت میں پیش آنا یقینی تھا۔

یہ ایک عجیب بات ہے کہ بسا اوقات قسمت سخت نالائق شخصوں کی بھی یاوری کرتی ہے۔ چنانچہ اس موقعہ پر بھی یہی ہوا۔ مردہ فروش فصیل پر بمشکل بیس گز چلا ہوگا کہ چاند جو اب تک پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ یکایک ایک سیاہ بادل کے پیچھے چھپ گیا۔ ٹڈ کنز نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ اور یہ دیکھ کر اُس کے دل میں خوشی کا غیر معمولی

احساس پیدا ہوا کہ بادل کا یہ ٹکڑا بہت بڑا تھا۔ کہنے لگا "خدا نے چاہا تو میرے مطلب کے لئے کافی عرصہ تاریکی رہے گی"

وہ سیدھا کھڑا ہو کر غیر معمولی تیزی کے ساتھ آگے کو چلنے لگا۔ ہر چند کہ دیوار اتنی بلند تھی کہ نیچے نظر ڈالی جائے تو سر میں چکر آنے لگتا تھا۔ لیکن اپنے وزن کو مساوی کرنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے بھی وہ برابر تیزی سے چلتا گیا۔ صرف اُن مقامات پر ذرا دیر کے لئے رکتا تھا۔ جہاں پر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ دیوار کے نشیب و فراز حصے تھے۔

اسی طرح وہ سلامتی کے ساتھ جیل خانہ کے شمال مغربی زاویہ پر پہنچ گیا۔ اور پھر اس دیوار پر چلنے لگا۔ جس کے دوسری جانب کیلتھارپ سٹریٹ واقع ہے۔ اس نے سوچ لیا تھا۔ کہ اگر جیل خانہ میں کسی شخص نے مجھے دیکھ کر شور و غل شروع کیا۔ تو چاہے جان چلی جائے۔ میں بازار کی طرف کود جاؤں گا۔ لیکن تاریکی میں اُسے نہ کسی پہرہ دار نے دیکھا کیونکہ وہ اس حصہ میں بہت کم گشت لگانے آتے تھے اور نہ بازار میں کوئی اسے دیکھنے والا موجود تھا۔ کیونکہ آدھی رات کے وقت وہاں ہر طرف سناٹا تھا۔

کہیں کہیں مکانوں کی بالائی کھڑکیوں میں اُسے اندر جلتے ہوئے لیمپوں کی روشنی نظر آتی تھی۔ اور شیشوں کے اندر اُن کمروں کا اندرونی حصہ بھی دکھائی دیتا تھا۔ کیونکہ دیوار اُن کمروں سے اونچی تھی۔ دائیں طرف کو اُسے جیل خانہ کی عمارت کا دھندلا سا سایہ نظر آتا تھا جس کے اور اُس شمالی فصیل کے درمیان جس پر وہ اس وقت چل رہا تھا۔ بہت فاصلہ حائل ہے اور بیچ میں جیلخانہ کا باغ واقع ہے۔ شمالی مشرقی کونے پر پہنچ کر اُس کا دل فاتحانہ خوشی سے زور زور سے دھڑکنے لگا۔ اُس نے بائیں طرف کو نظر ڈالی تو بیکنگ ویلز کی روشنی دکھائی دی۔ سامنے ولنگٹن سکوئر واقع تھا۔ اور دائیں طرف گلڈ فورڈ پلیس اب اُس نے محسوس کیا کہ میں خطرہ سے نکل چکا ہوں۔ اس خیال کے آتے ہی اُس کے دل میں خوشی کی ایک غیر معمولی لہر پیدا ہوئی۔ جس نے اُس کے دماغ میں کچھ ایسی چکا چوند پیدا کر دی کہ وہ مشکل گرتے گرتے سنبھلا۔ لیکن پھر ایک بار غیر معمولی کوشش سے اس بلند دیوار پر اپنے پاؤں جما کر آگے کو چلنے لگا۔ اب اُسے پھر ایک بار پہرہ داروں کی نظروں میں آنے کا اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ اب وہ مشرقی دیوار کی اُس حصہ تک پہنچ گیا تھا۔ جہاں زنانہ وارڈ کی عمارتیں اور زنانہ کولہو گھر واقع ہے۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس جگہ کوئی نہ کوئی پہرہ دار ضرور موجود ہوگا۔ لیکن گلڈ فورڈ پلیس کی

عمارتیں بھی اب قریب ہی تھیں۔ اور اُن کے عقبی حصے آگے کو نکلے ہوئے اُس دیوار کے بالکل قریب تھے جس پر وہ اس وقت چل رہا تھا۔

آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اُس نے کہا "اگر ایک منٹ اور یہ تاریک بادل چاند چھپا رہے۔ تو پھر مجھے کسی بات کا خطرہ نہیں" لیکن عین اُس وقت بادل تیزی کے ساتھ گزر گیا اور اُس کے پیچھے سے روشن چاند اور بھی زیادہ آب و تاب کے ساتھ نمودار ہوا۔ اس کے ساتھ ہی کسی نے جیل خانہ کے اندر سے "پکڑو۔ پکڑو" کی آواز بلند کی۔ اور ایک پہرہ دار کی توڑے دار بندوق کی گولی زنانہ وارڈ کی طرف سے آکر مردہ فروش کے پاس سنسناتی ہوئی گذر گئی۔

پہرہ دار کی آواز پر جیل خانہ کے اندر اضطراب سا پیدا ہو گیا۔ اور بہت سی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ادھر ڈنکن گھبراہٹ کی حالت میں قسمت کو غلیظ گالیاں دیتا بڑی تیزی سے آگے کو بڑھا۔ لیکن اس خطرہ میں بھی سخت جان نے ہمت نہ ہاری۔ کیونکہ اُس نے اپنی جان کو جتنا ممکن ہو سکا بچانے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ پہرہ دار کی آواز کے بعد ایک منٹ کے عرصہ میں مردہ فروش گمنڈ فورڈ پلیس کے مکانات کے عقبی حصوں تک پہنچ گیا۔ اور اب وہ تیز روشنی جو اس وقت تک اس کے لئے خطرہ کا باعث تھی۔ الٹا مفید ثابت ہونے لگی۔ کیونکہ اس کی مدد سے وہ ہر ایک قدم پوری احتیاط کے ساتھ اٹھا سکتا تھا جیلخانہ کی دیوار سے باہر کی طرف لٹک کر وہ ایک مکان کی چھت پر اُترا۔ اور پھر اس کے صحن میں کود گیا۔ مکان کا عقبی دروازہ اندر سے بند تھا۔ لیکن اس شخص کے لئے جو ڈل سیکس کے جیلخانہ سے فرار ہونے کی جرأت رکھتا تھا۔ اس دروازہ کو توڑ لینا بڑی بات نہ تھی چنانچہ اس نے دروازہ کو بڑے زور کی ٹکر ماری۔ جس سے وہ ٹوٹ گیا۔ مگر اس سے جو آواز پیدا ہوئی۔ اُس نے گھر والوں کو بیدار کر دیا۔ اُسے اُن کے قدموں کی چاپ سنائی دینے لگی۔ آس پاس کھڑکیاں کھل گئیں۔ اور ہر طرف "چور۔ چور" کی آواز بلند ہوئی۔ لیکن ڈنکن نے اپنے خطرہ یا ان آوازوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ وہ دوڑتا ہوا صدر دروازہ تک پہنچا۔ اور ایک لمحہ میں اُس کی زنجیر کھولی۔ دروازہ گو مقفل تھا۔ تاہم کنجی قفل کے اندر ہی موجود تھی۔ اس لئے اُسے آسانی سے کھولکر مردہ فروش باہر نکل آیا۔ اتنے میں گھر والے بھی زینے سے تیزی کے ساتھ اُترتے ہوئے دروازہ تک پہنچ

گئے لیکن مردہ فروش ہر قسم کے خطرات میں اوسان بحال رکھنے کا عادی تھا اس نے بجائے گھبرانے کے باہر نکل کر زور سے دروازہ بند کر لیا۔ اور باہر سے زنجیر چڑھا دی۔ گھر والے اندر ہی شور وغل مچاتے رہے۔ اور مردہ فروش بحفاظت بازار میں نکل آیا۔ وہ جانتا تھا کہ میں جیلخانہ کے پہرہ داروں سے بہت آگے نکل چکا ہوں۔ کیونکہ انہیں زنانہ وارڈ سے گھوم کر پھاٹک تک اور پھاٹک سے نکلکر جنوب مشرقی کونے تک پہنچنے کی ضرورت تھی تبھی وہ اس جگہ تک پہنچ سکتے تھے۔ ایک منٹ کے عرصہ میں سارے حالات ناجائز لیکر مردہ فروش تیز قدمی سے طرف گلڈفورڈ پلیس کی جانب دوڑنے لگا۔ آخر ولنگٹن سکوئر میں پہنچکر اس نے اپنے قدم کی۔ وہاں سے گذر کر سٹی روڈ پر پہنچ گیا۔ اور اس کے بعد مزے مزے قصبہ کی طرف چلنے لگا۔ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ پہرہ دار مجھے جیلخانہ کے نواحات میں تنگ گلیوں اور تاریک کوچوں میں تلاش کرتے پھریں گے۔ ایک کشادہ شاہراہ میں میری تلاش کا کسی کو خیال نہیں آسکتا۔ اس کا مقصد اب کوب ٹون میں اپنے مکان پر پہنچنا تھا کیونکہ پیمبتھ سٹریٹ کی حالت میں کوئی بات اس قسم کی نہ ہوئی تھی جس سے اس کی جائے سکونت پر روشنی پڑتی۔ اور اس کا اسے یقین تھا۔ کہ بینکس نے میری جائے رہائش ظاہر نہیں کی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ میری بہت سی سازشوں میں شریک ہے۔ اور اس لئے کوئی بات ظاہر کرکے ناحق اپنے خطرہ میں نہ پڑیگا۔ یہ سوچکر وہ سٹی روڈ کو طے کرکے اولڈ سٹریٹ کی طرف ہولیا۔ اور اس کے بعد تیزی سے شورڈچ کی جانب چلنے لگا۔

جس وقت ان خوفناک گلیوں میں سے ایک کے اندر گذر رہا تھا۔ اسے ایک شرابخانہ کا دروازہ کھلا نظر آیا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اس میں ہر قماش کے لوگ آتے جاتے ہیں لیکن چونکہ شراب خانے کا مالک اس سے ناآشنا تھا۔ اس لئے جرأت کرکے اندر داخل ہوگیا۔ اس نے ایک گلاس کسی شراب کا طلب کیا۔ اور پوچھا شام کا تازہ اخبار موجود ہے؟ شراب خانہ کے مالک نے اخبار اس کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ اس قسم کے تمام شراب خانوں میں آنے والے لوگوں کی خاطر صبح و شام کے اخبارات ضرور منگائے جاتے ہیں۔ مردہ فروش کو امید تھی کہ اس کو بعد پولیس یا اولڈ بیلی کی کارروائی جلد سے جلد معلوم ہوسکے جس سے ان لوگوں کو جو ان شرابخانوں میں جاتے ہیں۔ عموماً دلچسپی ہوتی ہے۔

مڈکنز نے اخبار ہاتھ میں لے کر عدالت پولیس کی تازہ ترین کارروائی پر نظر ڈالی۔

اور اُس نے دیکھا کہ اُس میں میرے مقدمہ کی کیفیت بھی درج ہے۔ لیکن اخبار کے اُس یا کسی اور حصہ میں اُسے یہ بات نظر نہ آئی کہ پولیس کو میرے گلوب ٹون والے مکان یا میرے ساتھیوں میں سے کسی کا پتہ مل سکا ہے۔ اس طرح مطمئن ہو کر اُس نے شراب کا گلاس پیا۔ لیکن خالی گلاس کو میز پر رکھتے ہوئے اُسے خیال آیا۔ کہ ادا کرنے کے لئے میری جیب میں ایک پائی بھی نہیں۔ کیونکہ جو کچھ نقدی اُس کے پاس تھی۔ وہ سب رواج کے مطابق اس وقت اس سے لے لی گئی تھی۔ جب اسے کولڈ باتھ فیلڈس کے جیل خانہ میں پہنچایا گیا۔ وہ اس ادھیڑ بن میں تھا۔ کہ اس نئے مخمصہ سے کیونکر نجات ہوگی۔ کہ شراب خانہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک شخص اندر داخل ہوا۔ ٹڈکنز نے گھبرا کر اُس کی طرف نظر ڈالی۔ لیکن ناظرین اس کی خوشی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ نووارد بفر ہے۔ وہ اپنے دوست ٹڈکنز کو اس طرح آزاد دیکھ کر چونکا۔ مگر فوراً ہی مردہ فروش نے اپنی انگلی لبوں پر رکھی جس سے اس کی مراد یہ تھی کہ خبردار کوئی کلمہ تعجب منہ سے نہ نکلے۔ بفر نے اس کا مطلب سمجھ لیا۔ اور خاموش ہو رہا۔ شراب کی رقم بفر نے اپنی گرہ سے ادا کر دی۔ اور اُس کے بعد دونوں دوست اکٹھے شراب خانہ سے رخصت ہوئے۔

گلوب ٹون کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں انیتھنی ٹڈکنز نے اُن حالات کی کیفیت بیان کی جن میں وہ جیل خانہ سے فرار ہوا تھا۔ اسے سُن کر بفر بہت خوش ہوا۔ اور پھر مردہ فروش کے سوال پر کہنے لگا "میں کل سہ پہر کو بنکس کفنے سے ملا تھا۔ اُس کی زبانی معلوم ہوا کہ اس سے کوئی شبہ پیدا کرنے والی بات نہیں پوچھی گئی۔" تھوڑے عرصہ میں یہ دونوں گلوب ٹون میں مردہ فروش کے مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ اور بفر یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ میں کل دن کو کسی وقت حاضر ہوں گا۔ اور صبح کے اخبارات بھی ساتھ لیتا آؤں گا۔ ٹڈکنز کی خوشی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جب اُس نے پھر ایک بار اپنے مکان کے عقبی کمرہ میں جہاں وہ رہا کرتا تھا۔ قدم رکھا۔ حسن اتفاق سے اُسے کباٹ میں تھوڑی سی جن شراب مل گئی۔ اور اپنے فرار کی خوشی اُس نے اس شراب کو پی کر منائی۔

ہر چند کہ تھکا ماندہ اور کئی مقامات پر زخمی تھا لیکن وہ فوراً ہی بستر پر نہیں لیٹا بلکہ پہلے کنجیوں کا گچھا الماری سے نکال کر نچلی منزل کے تہ خانے کا معائنہ کرنے گیا۔ مگر جب اس دروازہ کے قفل میں جو گلی کی طرف واقع تھا کنجی داخل کی۔ تو اس کے منہ سے تعجب

کا کلمہ نکلا۔ اور وہ کہنے لگا "ضرور کسی شخص نے اس قفل کو توڑنے کی کوشش کی ہے یا اس میں کوئی چیز داخل کی گئی ہے۔ کنجی اس میں اچھی طرح نہیں گھومتی۔ اس سے میں اندازہ کر سکتا ہوں۔ کہ میرا خیال غلط نہیں ہو سکتا۔"

اس خیال کے آتے ہی اس کی پیشانی پر پسینہ بہ نکلا۔ اس نے سوچا۔ میری عدم موجودگی میں کسی نے میری دولت پر ہاتھ نہ صاف کیا ہو۔ سخت اضطراب کی حالت میں اس نے دروازہ کھولا۔ اور اس عجیب و غریب ساخت کے مکان میں داخل ہوا۔ روشنی کی تو اور بھی زیادہ خوف زدہ ہوا کیونکہ اُس نے دیکھا۔ کہ پچھلے کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے یہ دیکھ کر وہ بہ آواز بلند کہنے لگا "میں قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں اسے بحفاظت بند کر کے گیا تھا۔ ضرور کوئی شخص میری عدم موجودگی میں یہاں آیا ہے۔ اور وہ شخص بینکس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ بدمعاش! حرام زادہ! میں ضرور اس سے اس کا بدلہ لوں گا۔"

شمالی امریکہ کے اصلی باشندوں کی طرح جو ماہر کھوجی سمجھے جاتے ہیں۔ مردہ فروش نے کمرہ کے فرش کا معائنہ کیا۔ اور اس کے شبہات کی مزید تصدیق اس بات سے ہو گئی کہ فرش پر نمدار مٹی اور کیچڑ کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھرے پڑے تھے۔ جن سے صاف ظاہر تھا۔ کہ کوئی شخص حال میں وہاں ہو کر گیا ہے۔ مردہ فروش دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "حالت بد سے بدتر ہو [illegible] ہے۔ اور . . . شیطان کی قسم! مجھے تو یہ چور دروازہ بھی کھلا ہوا نظر آتا ہے!"

مردہ فروش کا یہ خیال غلط نہ تھا۔ کیونکہ آتشدان کے اندر جس اینٹ کا تعلق تہ خانہ کو بند کرنے والے آہنی حلقہ سے تھا وہ اپنی جگہ سے ہلی ہوئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کسی نے اُسے نکالا ہے۔ مگر پھر داخل نہیں کیا۔ کسی قدر بلند آواز سے وہ کہنے لگا "میں ایسا احمق نہیں ہوں۔ کہ اسے یوں چھوڑ جاتا۔ نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ ضرور کوئی شخص میرے پیچھے یہاں آیا ہے۔"

دیوانہ وار بے صبری کے ساتھ اُس نے چور دروازہ کا ڈھکنا اٹھایا۔ اور بے تحاشا تہ خانہ کے اندر داخل ہوا۔ ایک کوٹھڑی کے دروازہ کو کھول کر جو وہ نہ تھی جس سے ریٹیل سینک اس کا خزانہ چرا کر لے گئی تھی۔ کیونکہ اس واقعہ کے بعد اس نے اپنے دفینہ کا مقام بدل لیا تھا۔ اُس نے فرش کا ایک پتھر اٹھایا۔ اور لمحہ بھر گڑھے کے اندر نظر ڈالنے کی جرأت نہ کر سکا

س ایک لمحہ کے عرصہ میں خوف . . . ناقابل بیان خوف کا احساس اُس پر طاری رہا لیکن آخر اپنے اندیشوں پر غالب آکر . . . اُن اندیشوں پر جن کا تعلق کسی جرم یا ذاتی خطرہ کی نسبت زیادہ تر حرص و آز کے ساتھ تھا۔ اُس نے لالٹین کو گڑھے کے اوپر کیا اور غور سے اس کے اندر دیکھنے لگا۔

لالٹین کی روشنی میں اس نے دیکھا کہ زر و مال سے بھرے ہوئے سب تھیلے بدستور اور بحفاظت اسی جگہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس پر وہ چلا کر کہنے لگا "خدا کا شکر ہے کہ کسی نے میری دولت لوٹنے کی کوشش نہیں کی" اس اطمینان کے لئے کہ تھیلوں میں سچ مچ روپیہ ہی بند ہے۔ اُس نے ایک کو نکال کر کھولا۔ اور اُس کے چمکدار سکوں کو دیکھ کر دیر تک خوش ہوتا رہا۔ اسی طرح اُس نے سب تھیلوں کو یکے بعد دیگرے کھول کر اپنا اطمینان کیا۔ اس عمل کے بعد اس نے ان کو پھر اُسی گڑھے میں رکھ دیا۔ اور اُس کے اوپر وہی بھاری پتھر رکھ کر کہنے لگا "جہاں تک میرا خیال ہے بینکس اس جگہ نہیں آیا۔ ورنہ وہ کمبخت ضرور اس روپیہ کا سراغ لگا لیتا۔ اس کی تلاش میں اگر اُسے سارا فرش بھی کھودنا پڑتا۔ تو اس سے تامل نہ کرتا۔ اس کے علاوہ وہ ایسا انجان نہیں ہے۔ کہ اینٹ کو یوں کھلا چھوڑ جاتا جس سے ظاہر ہو جاتا کہ کوئی شخص یہاں آیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسٹر بینکس ایسا آدمی ہے۔ کہ اگر اُسے اس بات کا شبہ ہو جاتا کہ یہاں کوئی چیز دفن ہے۔ تو وہ ایک بار نہیں کئی مرتبہ یہاں آتا۔ اور ہر بار واپس جاتے وقت ہر چیز کو ٹھیک کر کے جاتا" پھر ذرا سوچ کر کہنے لگا "ممکن ہے مجھی سے ایسی غلطی ہوئی ہو۔ اور میں نے ہی اینٹ کو اس کے صحیح مقام پر نہ رکھا ہو۔ لیکن نہیں مجھ سے ایسی غلطی نہیں ہو سکتی" یہ سوچتے ہوئے ٹڈکنز کا اضطراب اس قدر بڑھ گیا۔ جتنا رابنسن کرو سو کا اُس وقت بڑھا تھا۔ جب اس نے اپنے جزیرہ کی زمین پر کسی آدمی کے نقش پا دیکھے تھے پھر کہنے لگا "اس کے علاوہ زمین پر یہ کیچڑ کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں . . . ایک دروازہ بھی کھلا تھا . . . اور باہر کا قفل بھی بگڑا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اچھا فرض کرو وہ کیچڑ میرے ہی پاؤں سے آخری مرتبہ جب میں یہاں آیا رہ گیا ہو۔ ممکن ہے وہ اس لئے خشک نہ ہوا ہو۔ کہ زمین بہت نمدار ہے . . . ممکن ہے کہ دروازہ بھی مجھی سے کھلا رہ گیا ہو . . . رہا قفل سو وہ بہت پرانا ہے اس لئے شاید بگڑ چلا ہو . . . اور ہاں مجھے یہ یاد بھی ہے کہ آخری مرتبہ جب میں یہاں آیا

تو بڑی جلدی کی حالت میں واپس گیا تھا۔ کیونکہ یہ وہی موقعہ تھا۔ جب میں کیٹ ولک کے ساتھ ملے کرنے کے لئے بنیکس کے ہاں گیا۔ اور حالانکہ یہ بھی ممکن ہے۔ میرے اندیشے غلط اور فضول ہی ہوں۔ بہرحال کل جب بلفرآتا ہے۔ تو میں بنیکس کو بلواؤں گا اور اس کمبخت کے چہرہ سے بڑی آسانی کے ساتھ معلوم کرلوں گا کہ میری عدم موجودگی میں وہ یہاں آیا یا نہیں"

اس طرح سے اپنے اندیشوں پر غالب آنے کی کوشش کرتے ہوئے جس طرح لوگ اکثر شبہ اور غیر یقینی کی حالت میں اس وقت کیا کرتے ہیں۔ جب وہ اپنی نظروں میں کسی خطرہ کی اہمیت کو گھٹا رہے ہوں۔ ڈاکٹر عجیب انتشار کی حالت میں تہ خانہ سے نکل کر اپنے کمرہ میں پہنچا۔ اور فوراً ہی لیٹ کر سو گیا۔

لیکن گو اس نے اس طرح پر اپنے دل کو مطمئن کرنے کی کوشش کی۔ ہم اپنے ناظرین کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ کوئی شخص حقیقت میں اس وقت جبکہ مردہ فروش کو لڈ ہاتہ فیلڈس کے جیلخانہ سے فرار کی کوشش کر رہا تھا۔ یہاں آیا تھا۔ لیکن وہ شخص نہ تو بنیکس اور نہ مردہ فروش کے ساتھیوں میں سے کوئی اور تھا۔ آخر وہ تھا کون؟ اس کا جواب ہم سردست کچھ نہیں دے سکتے۔ اس معاملہ پر آئندہ واقعات ہی روشنی ڈال سکیں گے۔

پانچواں باب الزاسٹنی اور رچرڈ مارکھم

اب ہم پھر ایک بار اس خوشنما بنگلہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ جو نواحات اپر کلیپٹن میں واقع ہے۔ جس کا ذکر اس فسانہ کے ابتدائی حصہ میں آیا تھا۔ اور جہاں ہم نے الزاسٹنی کو اول مرتبہ مردانہ لباس میں دیکھا تھا۔

باوجود اس کے کہ سابقہ واقعات کو عرصہ دراز گذر چکا تھا۔ تاہم اس خوشنما کوٹھی کی ظاہری یا باطنی صورت میں کسی طرح کی تبدیلی واقع نہ ہوئی تھی۔ سوائے اس کے کہ اب نہ وہاں کتے اور نہ اصطبل میں گھوڑے نظر آتے تھے۔ اور نہ اس کے خوشنما کمروں میں مردانہ لباس کی چیزیں دکھائی دیتی تھیں۔

لیکن آس پاس اگے ہوئے درخت بدستور موسم بہار کے زیر اثر سرسبز تھے۔ اور دور تک پھیلے ہوئے کھیت خوشگوار اور ہریالے دکھائی دیتے تھے۔ باغ کے گرد

اُگے ہوئے پیڑوں کی قطاریں اب بھی ویسی ہی دلفریب تھیں جیسی ہم نے زمانہ ابتدا میں دیکھی تھیں۔ نچلی منزل کی نشستگاہ میں بدستور الزا اور اُس کے متوفی بھائی کی چھوٹی تصویریں لٹک رہی تھیں۔ اسی بھائی کی جس کا روپ اختیار کر کے الزا کو نہایت خوفناک نتائج دیکھنے پڑے۔ اور اسی نشستگاہ کی ایک صوفہ پر اس وقت الزا سٹانی سیاہ ماتمی لباس پہنے بیٹھی تھی۔

اُس کی رنگت زرد تھی لیکن وہ زردی بھی اُس کی خوبصورتی کو دوبالا کرنے والی تھی برف کی ایسی سفید ٹوپی جو اس کی بیوگی کی علامت تھی۔ اُس کے چمکدار بھورے بالوں کو بس میں کئے ہوئے تھی۔ اور اُس کے نیچے سے اُس کی چمکدار شفاف اور بلند پیشانی پر بالوں کی دلفریب مانگ نظر آتی تھی۔ اُس کی سیاہ پوشاک اور سادہ کالر اس کی سفید گردن کی برف کی ایسی سفیدی کو چھپائے ہوئے تھا۔ لیکن اُس کے سینہ کا اُبھار اُس ماتمی لباس میں بھی نظر آتا تھا۔ چہرہ پر افسردگی اور استغنا کی علامات نمودار تھیں۔ اور اُس کی بڑی بڑی دلفریب آنکھوں کے اندر اس کے اوصاف حمیدہ کی جھلک پائی جاتی تھی۔ ان واقعات کو جن کا ذکر باب گذشتہ میں ہو چکا ہے۔ کم و بیش ایک ہفتہ کا عرصہ گذر چکا تھا۔ کہ دوپہر کے وقت جب انگیٹھی پر رکھی ہوئی گھڑی نے بارہ بجائے۔ ایک گاڑی اُس بنگلہ کے سامنے آکر رُکی۔ اور اس کے چند منٹ کے بعد تین شخص اُس نشستگاہ میں جہاں الزا بیٹھی تھی۔ داخل ہوئے۔ یہ تینوں پرنس اور پرنسس آف مونٹونی اور کیتھرائن ارکھم تھے۔ الزا نے بڑے اخلاق کے ساتھ اپنا ہاتھ رچرڈ کی طرف بڑھایا۔ اور کہنے لگی "پرنس ذاتی اغراض کا کوئی احساس مجھے آپ کو اُس بلند رتبہ کے حصول پر مبارکباد دینے سے نہیں روک سکتا۔ جسے آپ نے اپنی کوشش اور نیکی کی بدولت حاصل کیا ہے" پھر اپنا ہاتھ اسابیلا کی طرف بڑھا کر اس نے کہا "آپ سے بھی مجھے کسی باقاعدہ تعارف کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ گو میں نے آپ کو اول مرتبہ دیکھا ہے تاہم آپ کی نیکیوں کا ذکر مدتوں پہلے میرے کانوں تک پہنچ چکا تھا۔ اور اگر آپ کو اس کو اس میں انکار نہ ہو تو میرے لئے آپ سے دوستانہ تعلقات قائم کرنا موجب فخر ہوگا"

کیسل سیکالا کی جلاوطن گرینڈ ڈچس الزا کے طریق گفتگو میں صداقت اور صاف بیانی کی ایسی خوشگوار جھلک پائی جاتی تھی۔ کہ اسابیلا کو فوراً ہی اُس سے محبت پیدا ہو گئی۔ اس

کے علاوہ شہزادی اُن حالات سے اچھی طرح واقف تھی جن کی بدولت لزا اور اس کا شوہر تخت و تاج سے محروم ہوئے۔ اور وہ خود اور اس کا شوہر نیز اس کے والدین مفلسی کی آخری حد کو پہنچے۔ ان حالات میں غیر ممکن تھا کہ نیک دل اسابیلا کا سلوک لزا سٹرنی کے ساتھ دوستانہ نہ ہوتا۔

یہ بیان کرنا حاصل ہے کہ دونوں حسین عورتوں میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی محبت پیدا ہوگئی۔ اور اسابیلا کا ہاتھ جو اس نے دوستی کی علامت کے طور پر آگے بڑھایا تھا۔ اپنے ہاتھ میں لینے کی بجائے اس سے بڑے شوق کے ساتھ لپٹ گیا۔ ہوئی۔

اوہ! یہ بھی کیا دلکش نظارہ تھا۔ کہ ایک خوبصورت دلبر ایک حسین بیوہ کے ساتھ جھولوں کی طرح لپٹ گیا ہوا ہے! اس باہمی اظہار گرمجوشی کے بعد لزا نے اپنی بہن کا جلاوطن گرینڈ ڈچس سے تعارف کرایا۔ اور وہ اس کے ساتھ بھی بڑے تپاک کے ساتھ ملی۔ غرض جب ان ملاقاتوں کا ابتدائی جوش فرو ہوا۔ اور یہ سب بیٹھ گئے۔ تو لزا نے عارضی خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا "پرنس آخری مرتبہ جب ہماری ملاقات ہوئی۔ تو کسے اس بات کا خیال ہو سکتا تھا۔ کہ عنقریب ایسے اہم واقعات ظہور میں آنے والے ہیں۔ جو آپ کی قسمت کو اس انتہائی عروج تک پہنچا دیں گے"

رچرڈ کہنے لگا "یہ بات ان واقعات کے متعلق اگر کبھی مجھے افسوس کا احساس ہوا ہے تو محض اس خیال سے کہ اُن کی بدولت ایک نہایت شریف اور حلیم الطبع خاتون اس تخت سے محروم ہوگئی۔ جسے اُس کی نیکیوں نے چار چاند لگا رکھے تھے لیکن کیسل میڈیا کی آزادی کا سوال اور سب معاملات پر غالب تھا۔ جن لوگوں نے مجھے اپنا افسر اعلیٰ بنایا ان کا انتظام کرنا فرض اہمیت رکھتا تھا۔۔۔"

لزا نے کہا "آپ ناحق اپنے آپ کو ملامت کرتے ہیں۔ خدا کے لئے میری خاطر کسی رنج کو طبیعت میں جگہ نہ دیجئے۔ جو کچھ ہوا وہ لازمی تھا۔ اور بہتری کے لئے ہی ہوا۔ کیسل میڈیا آزادی کے لئے بے چین تھا۔ اور یہ آزادی اس کا حق تھا۔ انصاف کا تقاضا ہے میں اس امر واقعہ کو تسلیم کروں۔ کیونکہ اس سے میرے شوہر کی یاد پر حرف نہیں آسکتا۔ درحقیقت اگر کیسل میڈیا کے باشندے یوں بیتاب اصلاح نہ ہوتے۔۔۔ اگر وہاں انقلاب طبع نہ آتا۔ مختصر یہ کہ اگر انجلوزیا وہ دور اندیش اور کرمخت ہوتا۔ پھر بھی اس وقت پرنس البرٹ کا وہاں

حکمران ہونا قدرتی تھا۔ کیونکہ میرا شوہر عرصہ دراز سے قلب کے ایک مہلک مرض میں مبتلا تھا۔ جسے لاعلاج قرار دیا جا چکا تھا۔ جیسا کہ میں نے کل اپنی چٹھی میں لکھا تھا۔ جس وقت میرا شوہر وائٹا میں پہنچا۔ تو وہاں اس کا ویسا ہی استقبال کیا گیا۔ جو اُس کے لئے شایان شان تھا۔ اور اس کے بعد اُسے ایک شاہی محل میں ٹھیرایا گیا۔ لیکن وہ اس جگہ یکایک بیمار ہو کر چند ہی گھنٹوں میں انتقال کر گیا۔ اطبا پہلے سے کہہ چکے تھے۔ کہ اس کی زندگی کا خاتمہ عنقریب ہونے والا ہے۔ اور میرا اپنا خیال یہ ہے کہ اُس کی مصیبتوں نے اس موت کو جلد تر ظہور میں لانے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ ہاں میں یہ بھی ظاہر کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ خود مجھے اس مہلک مرض کا انجام اتنا قریب ہونے سے لاعلمی میں رکھا گیا تھا۔ بہرحال جو کچھ ہوا۔ وہ تقدیر میں لکھا تھا۔ اس کے لئے آپ کو کسی طرح کبیدہ خاطر نہ ہونا چاہیئے۔"

رچرڈ بولا "آپ کی گفتگو اُس طبعی فیاضی پر مبنی ہے جو آپ کی ذات والا صفات کا جوہر ہے۔" اسابیلا نے بھی جس پر الزا کے فیاضانہ طریق گفتگو کا بہت اچھا اثر ہوا تھا۔ اس کی تصدیق کی۔ مگر الزا نے سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "صرف ایک ہفتہ گذرا۔ مجھے اپنے شوہر کی انتقال کی خبر موصول ہوئی۔ مجھے رنج صرف اس بات کا ہے۔ کہ ایک دوسرے سے جدا ہوتے وقت ہمارے اندر غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اُسے مجھ پر کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور اس لئے ہم دونوں غصہ کی حالت میں ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ میں اُس کے غصہ سے بچنے کے لئے ہی وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔"

رچرڈ نے پوچھا "اس غلط فہمی کا موجب کیا میں آپ کا وہ فیاضانہ عمل تو نہ تھا جو آپ نے کیسل سکاٹ میں میرے ساتھ روا رکھا؟"

اسابیلا کہنے لگی "اگر ایسا ہے تو مجھے خوشی ہوگی۔ کیونکہ ان کی زبانی مجھے معلوم ہو چکا ہے۔ کہ جب یہ معرکہ اوسور کے بعد رسید ہوئے تو یورپائی نس نے ان سے نہایت فیاضانہ سلوک کیا تھا۔"

الزا کہنے لگی "میں سارے حالات بیان کر دیتی ہوں لیکن" اس نے شکر اگر کہا۔ "میں آپ سے ایک رعایت کی خواستگار ہوں۔ آپ لوگ اب بھی مجھے اُسی لقب سے مخاطب کرتے ہیں۔ گرینڈ ڈیوک انجلبرٹ سے شادی کرنے کے بعد مجھے حاصل ہوا تھا۔ اور حقیقت میں اب بھی مجھے حاصل ہے۔ کیونکہ نئی گورنمنٹ نے مجھے اس سے محروم کرنے کی کوئی حکم نافذ نہیں کیا۔"

"اور نہ کیا جائیگا" رچرڈ نے گرمجوشی سے کہا۔

الزا بولی "آپ بجا فرماتے ہیں۔ لیکن خود مجھے اس لقب کی چاہ باقی نہیں۔ میں الزا سڈنی کی حیثیت میں اُس سے بہت زیادہ خوش ہوں۔ جتنا مارشنس آف زیانی یا گرینڈ ڈچس آف کیسل سیکالا کی حیثیت میں تھی۔ میں الزا سڈنی کی حیثیت میں انگلستان سے رخصت ہوئی تھی۔ اور الزا سڈنی ہی کی حیثیت میں یہاں واپس آئی ہوں۔ پس میری خواہش ہے کہ آئندہ میرا نام یہی رہے۔ دیکھئے مجھے اپنی بات ختم کر لینے دیجئے۔ اگر آپ لوگوں کو میری خوشی منظور ہے۔ اور آپ میری حقیر دوستی کی قدر کرتے ہیں۔ . . اُس دوستی کی جو اگرچہ بے حقیقت ہے۔ تاہم میں اُسے دلی شوق کے ساتھ آپکے روبرو پیش کرتی ہوں۔ تو مہربانی سے آئندہ مجھے الزا سڈنی ہی کے نام سے مخاطب کیا کیجئے۔ جو شادی سے پہلے مجھے حاصل تھا۔ تین ماہ گذرے۔ جب میں اس ملک میں واپس آئی۔ تو اس قدیم مکان میں داخل ہوتے وقت میرے اندر اُس سے بہت زیادہ خوشی کا احساس تھا جتنی میں نے ملکہ کی حیثیت میں موتنونی کے محل میں قدم رکھ کر محسوس کی تھی۔ اب میں اپنی عمر کا باقی حصہ یہیں بسر کرنا چاہتی ہوں۔ اور اگر آپ لوگ کبھی کبھی میرے غم تنہائی کو دور کرنے کو یہاں آتے رہے۔ تو مجھے کسی اور سوسائٹی کی تلاش بھی نہ ہوگی۔ اور نہ میں اس کے سوا دل بہلانے کا کوئی ذریعہ تلاش کرنے کی کوشش کروں گی"

اسابیلا کہنے لگی "پیاری الزا . . . چونکہ آپ اسی نام سے مخاطب کئے جانے پر اصرار کرتی ہوں۔ اسی لئے میں اسی نام سے مخاطب کرتی ہوں . . . ہم اکثر یہاں آتے رہیں گے آپ نے بھی اکثر اوقات ہمارے مکان پر آیا کرنا۔ میرا۔ میرے شوہر اور ان کی عزیز بہن کیتھرائن نیز ہمارے دوستوں کا یہ خاص فرض ہوگا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو آپ کو خوش رکھنے کی کوشش کریں"

الزا نے اسابیلا کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ گو آنسوؤں کے قطرے اس کی آنکھ پر نمودار تھے۔ پھر ذرا وقفہ کے بعد وہ کہنے لگی "میں نے آپ سے وہ واقعات بیان کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ جن کی بدولت مجھے کیسل سیکالا سے یکایک رخصت ہونا پڑا۔ اتنا تو آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب پرنس کی غیر معمولی طاقت کے زیر اثر ڈیوک کی فوجوں کو اوسور میں عظیم نقصان پہنچا۔ تو میرے آنجہانی شوہر کو بے حد طیش آگیا تھا۔ وہ اتنا خشمناک ہوا کہ

دیکھنے والے ڈر گئے۔ کہتا تھا میں ہر ایک حامی آئین قیدی سے سخت حساب لوں گا۔ آخر میری ہی منت سماجت پر وہ کسی قدر نرم ہوا۔ پرنس جس روز آپ ایک مصور کا بھیس بدلکر اور فرضی نام سے پروانہ راہداری لیکر مونٹونی سے رخصت ہوئے۔ اُس کے چوتھے دن اُس ملازم نے جس نے آپ کو اس کمرہ میں پہنچایا تھا۔ جہاں ہماری ملاقات ہوئی۔ اور جو بظاہر دروازہ کے ساتھ لگ کر ہماری گفتگو سنتا رہا تھا۔ سارے حالات گرینڈ ڈیوک کے سامنے بیان کر دیئے گرینڈ ڈیوک نے فوراً میرے کمرہ میں آکر مجھے زور دار لفظوں میں ملامت کی۔ اور مجھ پر کئی طرح سے بیجا الزامات لگائے۔ جو کچھ اُس موقعہ پر اُس نے کہا۔ اُسے دہرانا نہایت ناواجب ہوگا۔ بہرحال اُس کے شبہات نہایت بے جا تھے۔ اور اُس نے میرے سارے طرز عمل کو بڑی ہی غیر منصفانہ اور غلط فہمی کی نظر سے دیکھا اُس نے مجھ سے کہا۔ تم اپنے ہی کمرہ میں رہا کرو۔ اور اس میں اپنے آپ کو قیدی سمجھو۔ اس کے گھنٹہ بھر بعد سینیر بازانو اُن شخصوں سے جو پہرہ دار تھے۔ نظر بچا کر سیدھے کمرہ میں پہنچا۔ مجھے یاد ہے کہ مونٹونی کی ملاقات میں میں نے آپ کو بتایا تھا۔ اس بازانو کا چچا نائب وزیر داخلہ ہے۔ وہاں سے بازانو کو اس بات کا علم ہوا۔ کہ گرینڈ ڈیوک کو منشا جموں اور شیروں کی ایک جماعت اس غرض سے قائم کرنے کا ہے کہ وہ میرے مقدمہ کی سماعت کرے۔ . . میرے مقدمہ کی جو اُس کی بیگم اور محرم راز تھی اُس کے دل میں جو بے جا شبہات پیدا ہو گئے تھے۔ اُن کی بنا پر اُس کی محبت جو اسے میرے ساتھ تھی۔ یکایک کافور ہو گئی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انتہائی نفرت میں بدل گئی۔ مجھے معلوم تھا۔ وہ اس جماعت میں ایسے ہی شخصوں کو شامل کرے گا۔ جو انصاف یا غیر جانبداری کی بجائے اس کی مرضی کو مقدم سمجھتے ہوں۔ بات یہ ہے وہ اپنی مرضی کو سب باتوں پر غالب رکھنا عادی تھا۔ یہ اس کی سب سے بڑی کمزوری تھی۔ اور آخر کار یہ اُس کی طبعی فیاضی پر غالب رہی۔ سینیر بازانو نے یہ بھی کہا کہ مسٹر ہارکھم کی تلاش میں ہر طرف جاسوس بھیجے گئے ہیں وہ گرفتار ہو گیا۔ تو اُسے سزائے موت دیا جانا یقینی ہے۔ لیکن پرنس تمہاری قسمت تھی۔ کہ تم اپنے دشمنوں سے بچکر نکل گئے۔"

"حالانکہ خطرہ عظیم تھا" اسابیلا نے اپنے عزیز شوہر کی طرف محبت کی نظر سے دیکھ کر کہا۔

"خدا نے آپ میرے پیارے بھائی کو ان مصیبتوں میں محفوظ رکھا" کیتھرائن

کہنے لگی۔

الزاسڈنی نے سلسلہ بیان جاری رکھکر کہا "بے شک اُس قادر مطلق نے اپنے بہترین ارادوں کی خاطر آپ کو ہر جگہ محفوظ رکھا لیکن جیسا کہ میں بیان کر رہی تھی جب بازانو یہ خبر لیکر میرے پاس آیا۔ تو میں بے حد خوف زدہ ہو گئی۔ مجھے اپنی ذلت تقبیح اور اپنی زندگی خطرہ میں نظر آنے لگی۔ میں ابھی سینیر بازانو سے امداد کی خواستگار نہ ہوئی تھی۔ کہ اُس نے خود میرے فرار کی تجویز پیش کی۔ اور خود اس کام میں امداد پر آمادہ ہوا۔ اُس نے یہ بھی بتایا۔ کہ میری اپنی سلامتی بھی فرار ہی میں ہے۔ کیونکہ ملازم مذکور کی دی ہوئی اطلاع کی وجہ سے میرے خلاف بھی بہت سے شبہات پیدا ہو چکے ہیں۔ اگرچہ اپنے چچا کے زیر اثر میں گرینڈ ڈیوک کے فوری انتقام سے اب تک محفوظ رہا ہوں۔ خیر اُسی سہ پہر کو بازانو ایک گاڑی لایا۔ اور اُس میں سوار ہو کر میں اپنی وفادار خادمہ لوئیسا کے ساتھ جو انگلستان میں پہلے بھی میرے پاس رہتی تھی محل سے نکل بھاگی۔ سینیر بازانو میرے ساتھ تھا۔ اس کے بعد پرنس آپ کو یاد ہوگا۔ کہ فریولی میں سینیر بازانو آپ سے ملا۔ اور اُس نے آپ کو خطرہ پیش آمدہ سے آگاہ کیا۔ آپ کی روانگی کے فوراً ہی بعد یہ مشہور ہو گیا تھا۔ کہ آپ مونٹونی سے روانہ ہوئے۔ تو ساتھ ایک سانولے رنگ کا ملازم بھی تھا چنانچہ جاسوسوں کو اس بات کی ہدایت کی گئی تھی۔ کہ وہ اس حلیہ کے دو شخصوں کو جو اکٹھے سفر کر رہے ہیں تلاش کریں۔ اسی وجہ سے بازانو نے آپ کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانیکی ہدایت کی تھی۔ اور سچ پوچھئے تو اپنے ملازم سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے ہی آپ محفوظ رہ سکے۔ مجھے اپنے فرار کے متعلق اب صرف اتنا اور بیان کرنا ہے۔ کہ فریولی سے چلتے وقت ہم نے یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ ہم کسی اور سمت میں جا رہے ہیں لیکن سیدھے مونٹی ککونی پہنچے۔ وہاں جا کر ہم نے گاڑی کو واپس مونٹونی بھیجدیا۔ اور ایک اور کرایہ کی گاڑی لے کر رومی اضلاع کے قریب کزین شہر میں پہنچ گئے۔ جس کے بعد ہمارا خطرہ دور ہو گیا اور ہم دن رات سفر کرتے ہوئے لگھارن واقعہ ٹسکنی میں داخل ہوئے۔ جہاں سے جہاز پر سوار ہو کر انگلستان پہنچے۔ میرے یہاں آنے کے تھوڑے دن بعد کیسل سیکالا کی بغاوت کی خبریں موصول ہونے لگیں۔ اور اُس وقت مجھے اول مرتبہ معلوم ہوا کہ آئین پسندوں کے لیڈر آپ ہی ہیں"

اس قدر داستان سنکر رچرڈ بولا "بہرحال میں نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا اُس کی

خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ مونٹونی کی ملاقات میں میں نے آپ سے کہا تھا کہ میں کسی صیغہ کا میں سوائے اس عورت کے ہتھیار نہ اٹھاؤں گا۔ کہ پرنس البرٹ مجھے اس کا حکم دیں اور وہ بھی انصاف کی حمایت میں یا ملک کو کسی غیر ملکی حملہ آور سے بچانے کے لیے۔ آپ دیکھ لیں۔ میرے اس وعدہ میں خلل نہیں آیا"۔

الزا کہنے لگی "بے شک پرنس آپ نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ کیونکہ جس وقت آپ آئین پسندوں کے حامی بنے تو آسٹریا اس ملک میں داخل ہو چکے تھے۔ میرے لئے اب بہت کم بیان کرنا باقی رہ گیا ہے۔ جب انگلستان میں مونٹونی کے معرکہ اور گرینڈ ڈیوک انجلو کے فرار کی خبر پہنچی۔ تو مجھے یقین ہو گیا کہ میرا شوہر سیدھا وائنا کو جائے گا۔ کیونکہ شہنشاہ آسٹریا اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ چنانچہ اسی پتہ پر میں نے اسے ایک خط لکھا اور اس میں سارے حالات تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہوئے اس ملاقات کی صحیح کیفیت قلمبند کی۔ جو اوسور میں آئین پسندوں کے شکست یاب ہونے کے بعد میرے اور آپ کے درمیان ہوئی تھی۔ میں نے اسے لکھا کہ میرے متعلق سارے شبہات سراسر غلط تھے اور التجا کی کہ مجھے اپنے پاس آنے اور اجلا وطنی اور مصیبت میں تسلی دینے اور خدمت کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ اس کے متعلق جو جواب موصول ہوا وہ ہر طرح میری مرضی کے مطابق اور اطمینان بخش تھا۔ لیکن اس کے فوراً ہی بعد مجھے اس کے انتقال کی خبر موصول ہوئی۔ بہرحال اس کا مجھے اطمینان ہے کہ بستر مرگ پر اسے میری بیگناہی اور اپنے شبہات کے بے بنیاد ہونے کا کامل طور سے یقین ہو گیا تھا"۔

پرنس نے دعائیہ لہجہ میں کہا "خدا کا شکر ہے۔ کہ بہرحال وہ نیکی جو آپ نے مجھ سے کی تھی۔ آخری وقت میں آپ کے اور آپ کے ذی شان شوہر میں کسی ناخوشگوار کا موجب نہیں ہوئی"۔

الزا کہنے لگی "بیشک یہ امر بہت کچھ اطمینان بخش ہے۔ بس میں سارے حالات بیان کر چکی۔ اب صرف اتنا اور کہنا چاہتی ہوں۔ کہ آپ لوگوں سے میں ضرور جلد تر ملتی۔ مگر صرف اس وجہ سے خاموش رہی۔ کہ اس خوشی میں جو شادی کے بعد آپ کو حاصل ہوئی ناحق خلل انداز نہ ہوں"۔

رچرڈ بولا "اگر آپ مجھے میرے انگلستان میں پہنچتے ہی اپنی موجودگی کی اطلاع

دیتیں۔ تو یقیناً اسابیلا کے والدین جو اس وقت یہیں تھے۔ آپ سے ملاقات کرکے خوش ہوتے لیکن ہاں آپ نے ابھی تک یہ نہیں بتایا۔ کہ آپ کے وفادار خادم میریو بازانو کا کیا ہوا؟ میں اُس کا بھی بدرجہ انتہا ممنون احسان ہوں۔ اور اگر وہ اب تک اس ملک میں ہو۔۔۔"

"وہ انگلستان ہی میں ہے" الزا نے قطع کلام کرکے کہا۔ "اور چونکہ مجھے اس بات کا یقین تھا۔ کہ آپ میری کل کی چٹھی کے مطابق یہاں آئیں گے۔ اس لئے میں نے سینیر بازانو کو بھی خط لکھ کر یہاں بلایا ہے مجھے امید ہے وہ تھوڑی دیر میں آتا ہوگا۔ کچھ عرصہ سے وہ بہت افسردہ خاطر رہتا ہے۔ جس کی وجہ مجھے معلوم نہیں ہو سکی۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی پوشیدہ غم اُسے تکلیف دے رہا ہے۔ جب ہم انگلستان میں پہنچے تو اُس نے شہر کے حصہ ویسٹ اینڈ میں مکان کرایہ پر لے کر سکونت اختیار کر لی تھی۔ لیکن تھوڑے دنوں بعد اُس کی ملاقات ایک انگریز افسر سے ہوئی۔ جو کئی سال پیشتر مونٹونی میں اُس کا دوست بن چکا تھا معلوم ہوتا ہے اُس زمانہ میں افسر مذکور اٹلی کا سفر کر رہا تھا۔ اور کیسل سیکالا کے صدر مقام کے عارضی قیام میں ان دونوں میں گہری دوستی ہو گئی تھی۔ اس لئے جب دو تین ماہ گذرے۔ بازانو کی ملاقات یکایک افسر مذکور کے ساتھ ہوئی۔ تو اُس نے اصرار کیا۔ کہ تم میرے ساتھ اس مقام پر جہاں اس کی رجمنٹ ٹھیری ہوئی تھی۔ چلو یہ جگہ لندن کے قریب ہی ہے۔ سینیر بازانو نے اس کے ساتھ چلنے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور چند ہفتوں تک مجھے اس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ لیکن جب وہ لندن میں واپس آیا اُس کی حالت بالکل ہی بدلی ہوئی نظر آتی تھی۔ ہرچند کہ مجھ سے وہ شاذ و نادر ملتا ہے لیکن اس کی بدلی ہوئی صورت مجھ سے چھپی نہیں رہ سکی۔ وہ زیادہ تر تنہائی اور دور تک پیدل سفر کرنے کا شائق ہے۔ اور اُس کے وقت کا بڑا حصہ اسی کام میں صرف ہوتا ہے۔ سوائے اس کے کہ وہ چند گھنٹے روزانہ ایک معلم سے انگریزی سیکھتا ہے۔ اور میں یقین کرتی ہوں۔ کہ اُس نے تھوڑے ہی عرصہ میں اس زبان پر خاصہ عبور حاصل کر لیا ہے۔"

رچرڈ بولا "شاید یہ افسردگی اس وجہ سے ہو کہ اُسے اپنے وطن سے آئے مدت ہو گئی ہے لیکن اب اُس کے لئے انگلستان میں رہنا ضروری نہیں۔ اگر وہ واپس اپنے وطن کو جانا چاہے تو میں گرینڈ ڈیوک کے نام ایک زوردار سفارشی چٹھی لکھ دوں گا۔"

الزا نے کہا "اس کا منشا انگلستان سے جانے کا نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے متعلق خود میں نے بھی اس سے پوچھا تھا۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ کوئی اور نازک قسم کا مقصد ... شاید کوئی مایوسانہ محبت اس عظیم تبدیلی کا موجب ثابت ہوئی ہے۔ جو مجھے اس کے چہرہ پر نظر آتی ہے۔ لیکن وہ اب آیا ہی چاہتا ہے۔ اور ..."

فقرہ ناتمام ہی تھا۔ کہ صدر دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دی۔ کیتھرائن نے ایک آہ سرد بھری۔ کیونکہ بیوہ ملکہ کے لفظوں سے اس کے دل میں خود اپنی پُراسرار اور مایوسانہ محبت کی یاد پیدا ہو گئی تھی۔ اتنے میں دروازہ کھلا اور سینیر بازانو اندر داخل ہوا۔ رچرڈ اس کے استقبال کو آگے بڑھا۔ لیکن اوہ! کیسی وحشیانہ خوشی کا نعرہ شکیل بازانو کے منہ سے نکلا۔ جب اس کی نظریں اس کمرہ میں ایک خاص صورت پر پڑیں۔ اور اس کے ساتھ ہی کیتھرائن نے زور سے اسابیلا کا بازو پکڑ لیا۔ گویا وہ اپنی جگہ سے گرتی ہوئی سنبھلنے کا سہارا تلاش کرتی تھی!

اس دو طرفہ اظہار استعجاب و مسرت کا باعث جلدی ہی ظاہر ہو گیا۔ دراصل میریو بازانو ہی وہ شکیل اجنبی تھا جس کی ہونسلو کے قریب چند مرتبہ کیتھرائن سے پراسرار طریق پر ملاقات ہوئی تھی۔ کیتھرائن نے بھولے پن سے ان عجیب ملاقاتوں کی ساری کیفیت اپنے بھائی اور اسابیلا سے بیان کر دی تھی۔ اور اس نے اس اثر کو چھپانے کی بھی کوشش نہ کی تھی۔ جو اس ملاقات کے ذریعہ اس کے دل پر ہوا تھا۔ اور جسے مٹانے کی وہ بے سود کوشش کرتی رہی تھی۔ اس لئے جب میریو بازانو اور کیتھرائن مارکھم دونوں نے اس طریق پر سابقہ شناخت اور واقفیت کا اظہار کیا۔ تو رچرڈ اور اسابیلا فوراً اس کا مطلب سمجھ گئے۔

بازانو نے اس اضطراب کو جو اس پر پیدا ہو گیا تھا۔ رفع کرنے کی کوشش کرتے ہوئے عمدہ انگریزی میں کہا "میں یور ہائنس سے معافی کا خواستگار ہوں لیکن میرے اس عجیب طرز عمل کا باعث یہ تھا کہ اس نوجوان لیڈی سے ... میرا خیال ہے کہ میں اس سے پیشتر ..."

پرنس نے ہنستے ہوئے کہا "شاید ... بہرحال اب میں دونوں کا تعارف کرائے دیتا ہوں۔ یہ میری بہن ہے ..."

میریو نے اضطراب کے لہجہ میں کہا "مائی لارڈ آپ کی بہن!" یہ الفاظ اُس نے گھبراہٹ کی حالت میں اس لئے کہے کہ وہ پرنس آف مونٹونی جیسے بلند رتبہ شخص کی بہن سے محبت کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

مگر رچرڈ نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ اُس سے ہاتھ لا کر کہا "بازانو تم ان رسمی آداب کو خیرباد کہو۔ میں تمہارا بے حد ممنون احسان ہوں۔ اوسور کے افسوسناک معرکہ کے بعد تمہیں نے میری جان بچائی تھی۔ اور تمہارا طرز عمل ہمیشہ انتہا درجہ کی فیاضی پر مبنی رہا ہے۔ جس کی میں تہ دل سے قدر کرتا ہوں۔ لیکن ہاں یہ تو بتاؤ۔ کیا ہونسلو کے قریب تم ہی میری بہن سے ملے تھے؟" یہ کہتے ہوئے اُس نے کنکھیوں سے کیتھرائن کی طرف دیکھا۔ جو شرمیلے پن سے اسابیلا کے پیچھے منہ چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"جی وہ میں ہی تھا" میریو نے حوصلہ پا کر کہا "اور اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں اس بات کا اعتراف کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کی حسین ہمشیرہ کا میرے دل پر گہرا اثر ہو چکا ہے۔ ہر چند کہ میں اسے اس کاشتکار کی بیٹی سمجھتا تھا جس کے مکان پر وہ رہتی تھی۔ لیکن میرا دل اُس کی طرف از خود کھچا جاتا تھا۔ اور . . . یور ہائنس کو میرے عجیب و غریب خیالات پر ہنسی آئے گی۔ میں نے اسی لئے انگریزی سیکھنا شروع کیا کہ اس کے روبرو اظہار مدعا کر سکوں۔"

پرنس نے اس انداز سے مسکراتے ہوئے جس سے نوجوان اطالوی افسر کا مزید اطمینان ہو گیا۔ کہا "بہرحال میں اب تمہیں اس بات کا موقعہ دیتا ہوں۔ کہ تم انگریزی میں اعلیٰ قابلیت کا اُسے یقین دلا دو۔" یہ کہتے ہوئے وہ بازانو کو کیتھرائن کی طرف لے گیا۔

اوہ! اس وقت اس باحیا دوشیزہ کا دل کس زور سے دھڑکنے لگا۔ اور اُس کے خوبصورت چہرہ پر کس طرح حیا کی سرخی چھا گئی۔ جب اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیا گیا۔ جس کی یاد مہینوں سے اُس کے دل میں کسک پیدا کر رہی تھی۔

انہیں اکٹھا چھوڑ کر رچرڈ خود ایک کھڑکی کے قریب گیا۔ اور باہر کا نظارہ دیکھنے میں محو ہو گیا۔ الزا اور اسابیلا بھی نوجوان عشاق کو گفتگو کا موقعہ دینے کے لئے ایک طرف کو ہو گئیں۔ اس موقعہ پر اسابیلا نے دبی زبان سے الزا سے کہا "سینیر بازانو کی افسردگی اور بدلی ہوئی صورت کا مطلب آپ نے خوب سمجھا۔"

اب موقعہ پاکر میریو اور کیتھرائن میں گفتگو شروع ہوئی۔ پہلے ڈرتے ڈرتے اور بیچ میں خاموشی کے وقفے حائل کرتے ہوئے مگر رفتہ رفتہ یہ خاموشی کم اور گرمجوشی زیادہ ہونے لگی۔ یہاں تک کہ آخر نوجوان افسر نے اس سے یہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ کہ "جب میں تمہیں کئی بار کھیتوں میں ملا۔ تو یہ دیکھ کر مجھے سخت رنج ہوتا تھا۔ کہ میں اپنے دلی جذبہ کا اظہار نہیں کر سکتا کیونکہ میں انگریزی زبان سے ناواقف تھا۔ آخر میں انگریزی سیکھنے کی خاطر وہاں سے لندن واپس آیا۔ اور پھر چند دن بعد ہونسلو میں واپس گیا۔ تو تمہاری صورت دیکھنے کی امید میں کھیتوں میں آوارہ پھرتا رہا۔ مگر تم نظر نہ آئیں۔ مجھے خیال آیا۔ کہ شاید تم جمز کے مجھ سے پرے رہتی ہو۔ اور اس لئے گھر سے باہر نہیں نکلتی ہو۔ اس کا مجھے خیال ہی نہ تھا کہ تم وہ جگہ چھوڑ کر چلی آئی ہو۔" پھر اس نے لندن واپس آکر اس امید پر انگریزی کا مطالعہ جاری رکھنے کی کیفیت بیان کی کہ شاید کسی طرح اس سے مجھے اس محبت میں مدد مل سکے۔ خاتمہ سخن پر اس نے کہا "اس کے بعد میں کئی بار اس مقام کے پاس گیا لیکن ہر بار مایوس ہو کر واپس چلا آیا۔"

یہ اور اسی قسم کی بہت سی باتیں اس نے کیتھرائن سے بیان کیں جنہیں وہ پوری توجہ کے ساتھ سنتی رہی دونوں اس گفتگو میں اس قدر محو ہوئے کہ کسی کو معلوم نہ ہوا۔ اس کی ابتدا کہاں سے ہوئی تھی۔

آخر کار اس خوشگوار گفتگو کا خاتمہ اس طرح پر ہوا۔ کہ الزاسٹنی نے دونوں کے شانوں پر آہستگی سے تھپکی دیکر ہنستے ہوئے کہا "نوکر تین بار آپ کو اس کی اطلاع دے گیا ہے کہ کھانا تیار ہے۔" کیٹ نے شرماتے ہوئے اپنے عاشق کے بازو کا سہارا لیا اور اس کے بعد یہ دونوں اس کمرہ میں گئے۔ جہاں نہایت نفیس سامان اکل و شرب موجود تھا۔ سہ پہر کا وقت اسی طرح خوشی اور خرمی میں بسر ہوا۔ ہر ایک کے چہرہ پر دلی مسرت کے آثار نمودار تھے۔ اور آخر جب وہ اس کھانے سے فارغ ہو کر اٹھے تو الزا نے ان سے شام کا کھانا بھی وہیں کھانے پر اصرار کیا۔ اور اس بات کو کسی نے نامنظور نہ کیا۔ آخر رات کے گیارہ بجے تھے۔ کہ پرنس کی گاڑی اور میریو کا گھوڑا مہمانوں کی رخصت کے لئے دروازہ پر لایا گیا۔ اس کے بعد جب نوجوان اطالوی افسر کیتھرائن سے رخصت ہونے لگا۔ تو اس نے اسے اس بات کا اطمینان دلا دیا۔ کہ "آپ جب چاہیں مارکم پیس میں آسکتے

ہیں۔ آپ کی آمد ہمیشہ ہمارے لئے باعث راحت ہوگی"

پھر جب یہ لوگ مکان پر واپس پہنچے۔ اور کیتھرائن نے اپنی سرور سے تنہائی میں اس شکیل اجنبی کے پُراسرار معاملہ کی کیفیت بیان کی۔ تو اُسے بھی غیر معمولی خوشی ہوئی یہ دونوں اس معاملہ پر بڑی رات تک گفتگو کرتی ہیں۔

چھٹا باب ہالفورڈ پاگل خانہ میں

افسوس! ہستی انسانی ہمارے روبرو کس قدر متضاد اور متناقض نظارے پیش کرتی ہے۔

ایک مقام پر خوشی اور خرمی کا دور ہے۔ اور اُس سے تھوڑے ہی فاصلہ پر آہ و بکا کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ ایک طرف راحت اور بہجت کا نظارہ دکھائی دیتا ہے اور دوسری جانب مصیبت اور غم کا۔ ایک مکان میں کوئی نیا وجود عدم سے کتم میں آتا ہے اور دوسری جگہ جلاد اجل کسی کی زندگی کا قبل از وقت خاتمہ کر دیتا ہے۔ کہیں ارغوانی شراب دلفریب شیشوں میں چمکتی ہے۔ دوسری جگہ ایک مصیبت زدہ شخص جام زہر پی کر اپنی رنج آمیز زندگی کا خاتمہ کرتا ہے۔ ایک مکان میں الوان نعمت دسترخوان پر بچھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ دوسرے کے مکین فاقہ کشی پر مجبور ہیں۔

اسی کلیہ کے مطابق جبکہ کلیپٹن کے قریب الزاسڈنی کے خوشنما بنگلہ میں مہمان خوش و خورم اور مسرور نظر آتے تھے۔ دوسری جگہ ایک نہایت دردناک نظارہ ظہور میں آرہا تھا۔ اسی شام کو پانچ بجے کا عمل تھا۔ کہ ایک گاڑی جیل خانہ نیوگیٹ کے پھاٹک کے سامنے ٹھیری۔ اور اُس کے اندر سے ایک طویل القامت تنومند اور شکیل جوان سادہ کپڑے پہنے نیچے اُترا۔ اس کے ہمراہ پولیس کا ایک سپرنٹنڈنٹ اور ایک سارجنٹ تھا۔ انہیں فوراً ہی جیل خانہ کے ایک بیرونی کمرہ میں پہنچایا گیا۔ اور پہرہ دار نے اس انداز سے سر ہلا کر گویا وہ انہیں پہچانتا ہو۔ کہا "آپ لوگوں کو اظہار مدعا کی ضرورت نہیں۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ اُس نوجوان ہی کو لیتے آئے ہیں"

سادہ لباس والے طویل القامت جوان نے کہا "ہاں اس کے متعلق [illegible]

احکام ایک گھنٹہ گذرا میرے پاس پہنچے تھے کرسپ غالباً پہلے سے یہاں آچکا ہوگا"
پہرہ دار نے کہا "مسٹر بسبی اندر تشریف لے چلئے۔ وہ اسی جگہ موجود ہے"
طویل القامت شخص جس کا نام بسبی تھا۔ اس کمرہ سے اٹھ کر گورنر جیل خانہ کے دفتر میں پہنچا۔
پہرہ دار نے اپنی ٹوپی اک کو ہاتھ سے رگڑتے ہوئے دونوں افسران پولیس کے پاس پہنچکر جو پھاٹک کے سامنے والی بنچ پر بیٹھے گئے تھے۔ کہا "کہئے تازہ خبر کیا ہے؟"
سارجنٹ بولا "کوئی نئی خبر نہیں۔ سوائے اس کے کہ میرے سپرنٹنڈنٹ صاحب تصنیف و تالیف کے صیغہ میں قدم رکھنے لگے ہیں۔ چنانچہ ان دنوں وہ نامی مجرموں پولیس اور جیل خانوں کے متعلق ایک کتاب لکھ رہے ہیں"
پہرہ دار نے سپرنٹنڈنٹ صاحب کی طرف دیکھ کر کہا "اچھا"
اس پر سپرنٹنڈنٹ صاحب بڑے فخر کے ساتھ کہنے لگے "ہاں مسٹر کرسپ بجا کہتے ہیں۔ میں اس مضمون پر کچھ نہ کچھ لکھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ گو اپنی سرکاری حیثیت کی وجہ سے مجھے وہ کتاب اپنا نام ظاہر کرنے بغیر ہی چھاپنی ہوگی۔۔۔ اور ہاں مسٹر کرسپ بہتر ہوگا۔ یہاں بیٹھے بیٹھے ہم کچھ ضروری نوٹ اور قلمبند کرلیں" اس نے پہرہ دار کی طرف مخاطب ہوکر کہا "تمہیں شاید معلوم نہیں اس کام میں مسٹر کرسپ میرے معاون ہیں"
پہرہ دار بولا "یہ اور بھی اچھی بات ہے مجھ سے جہاں تک ہوسکے گا۔ آپ لوگوں کو اس بارہ میں ضروری واقفیت مہیا کرنے سے دریغ نہ کروں گا"
سپرنٹنڈنٹ نے کہا "میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کرسپ تو اپنی نوٹ بک نکالکر لکھنا شروع کردو۔ بسبی غالباً گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سے پہلے واپس نہ آئے گا" پہرہ دار سے مخاطب ہوکر اس نے پوچھا "بھلا اس جیل خانہ میں عورت اور مرد قیدیوں کی سالانہ اوسط کیا ہے؟"
پہرہ دار نے کہا "قریباً تین ہزار مرد اور آٹھ سو عورتیں"
"کرسپ یہ واقفیت اپنی کاپی میں درج کرلو۔ میرے خیال میں اس تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں بھی شامل ہیں"
"جی ہاں"
"کرسپ اسے بھی نوٹ کرلو۔ اچھا یہاں کے ضبط انتظام کی کیا حالت ہے؟

ہیں۔ میں نے اس کے متعلق بہت سے حالات سنے ہیں۔ لیکن میں براہ راست واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہوں۔"

پہرہ دار نے کہا "اس بارہ میں کسی طویل کیفیت کی ضرورت نہیں۔ عام طور پر ہم قیدیوں کو اپنی مرضی کے مطابق کام کرنے دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کھلے بندوں جھگڑتے گالیاں دینے لگتے اور رات کو ناچتے بھی ہیں۔"

"کمپ اس بات کو بھی درج کر لو۔ واقعی یہ ایک بہت بڑی رعایت ہے۔ کہ جیلخانہ میں بھی قیدیوں کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔"

پہرہ دار کہنے لگا "آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نوعمر لڑکے جیلخانہ نیوگیٹ کو اپنے پیشے کی اصلاح کا بہترین مکتب خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ جس وقت وہ جیلخانہ کے گرجا میں جاتے ہیں۔ تو وہاں بھی جیب کاٹنے کی مشق کرتے ہیں۔"

سپرنٹنڈنٹ صاحب بولے "بے شک عادتیں دور نہیں ہو سکتیں۔ اور ان بیچاروں کو کسی نہ کسی تفریح کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ کمپ اس بات کو بھی نوٹ کر لو۔"

پہرہ دار انہیں اپنی باتوں میں دلچسپی لیتے دیکھ کر کہنے لگا "حضرت نیوگیٹ میں بہت سے عجیب و غریب واقعات ظہور میں آتے ہیں۔ قریباً سات سو سال سے یہ جیلخانہ نئی قیدیوں کا مسکن چلا آتا ہے۔"

"اچھا" سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا "کمپ اس بات کو بھی یاد سے لکھ لینا۔ بڑے کام کی ہے۔"

پہرہ دار بولا "جب سے میں یہاں آیا ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آئے دن ضبط انتظام کی اصلاح کی رپورٹیں تیار ہوتی ہیں۔ مگر حالت میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔"

"دیکھو کمپ اس بات کو بھی قلمبند کر لو۔ جب میری کتاب شائع ہو گی تو دنیا کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس جیلخانہ میں کسی اصلاح یا تبدیلی کی مطلق ضرورت نہیں میں اسے اچھی طرح ثابت کروں گا۔ سچ پوچھو تو نیوگیٹ جیل خانوں کا سرتاج ہے۔ یہ جیلخانہ نہیں جائے آسائش ہے۔ میری رائے میں اگر شہر کے آدھے آدمی اپنی زندگی کے چند دن اس میں بسر کر لیں۔ تو شہر کی شان امارت کو بھول جائیں۔"

پہرہ دار کہنے لگا "کبھی کبھی ہمیں چند ایسے نالائق شخصوں سے واسطہ پڑتا ہے۔

جو اوروں کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے۔ مجبوراً انہیں تنہائی میں رکھنا پڑتا ہے۔"

"کرسپ اس بات کو بھی لکھ لو۔ میرے خیال میں یہاں ہر ہر شخص کی ہر ایک خواہش پوری کی جاتی ہے۔"

پہرہ دار بولا "جی ہاں بے شک۔ نقص صرف یہ ہے کہ جیلخانہ کے گرجا کا پادری اپنے فرائض کی نسبت جاسوسی کا فرض زیادہ سرانجام دیتا ہے اور جو بات یہاں ہو اس کی خبر فوراً افسران اعلیٰ کو پہنچا دیتا ہے۔"

"کرسپ اسے بھی لکھ لو۔ اچھی یہ طریقہ شہرت تک ہے۔ حیرت ہے کہ آلڈرمن کی جیل کمیٹی اس معاملہ سے کیوں غافل ہے؟"

پہرہ دار کہنے لگا "امید ہے وہ لوگ جلدی ہی اس سوال پر توجہ دینگے۔۔ لیکن وہ دیکھئے مسٹر بسبی واپس آ رہے ہیں۔"

یہ کلمہ اُس کے منہ سے نکلا ہی تھا۔ کہ سادہ لباس والا طویل القامت جوان واپس آ گیا۔ اُس سے مخاطب ہو کر سپرنٹنڈنٹ نے پوچھا "کہئے سب انتظام کر آئے؟"

وہ کہنے لگا "ہاں بس اب ہم اُسے لے چلتے ہیں۔" یہ سنکر پہرہ دار اندرون جیل خانہ کی طرف مڑا۔ اور اُس نے وہاں کھڑے ہوئے ایک اور پہرہ دار سے کچھ کہا۔ اس کے چند منٹ بعد یہ دوسرا شخص ہنری ہالفورڈ کو ساتھ لئے واپس آیا جس نے جیل خانہ کے لباس کی بجائے اپنے ہی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

اس کی صحت خاصی اچھی تھی۔ اور بظاہر افسردہ دل بھی نظر نہ آتا تھا۔ اُس کے چہرہ پر یوں تو پہلے بھی تازگی کے آثار نہ پائے جاتے تھے۔ لیکن اس موقعہ پر وہ پہلے کی نسبت کمزور تھا۔ اس میں شک نہیں اس کے بشرہ سے لاپروائی کے ایسے آثار عیاں تھے کہ کوئی سطحی نظر سے دیکھنے والا شخص کہہ سکتا تھا۔ اُس کی عقل پر واقعی پردہ پڑا ہوا ہے۔ لیکن چہرہ کو غور سے دیکھا جائے۔ اور اُس کی فہیم سیاہ آنکھوں کا چند منٹ تک مشاہدہ کیا جائے۔ تو اس بات کا بآسانی یقین ہو سکتا تھا۔ کہ گو اُس کا ذہن عارضی طور پر کسی وقت بگڑ گیا ہو لیکن وہ نقص اب بالکل رفع ہو چکا تھا۔ اور وہ دیوانگی سے اسی قدر بعید تھا جیسے خدنگی باقی مخلوق۔

اُس کو مخاطب کر کے مسٹر بسبی نے بڑی نرمی سے گویا وہ کسی حقیقی دیوانے شخص

کو مخاطب کرتا ہوا کہا "تو بھی آؤ۔ کیونکہ تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے۔ میں تمہیں ایک مکان میں لے چلوں گا۔ جس کے پاس ایک باغ ہے۔ اس جگہ تم سے اچھی طرح سلوک کیا جائے گا۔"

ہالفورڈ نے اپنے ہونٹ کو نرم دانتوں سے کاٹتے ہوئے کہا "میں جانتا ہوں آپ کس قسم کا سلوک کرتے ہیں بہرحال یہ گفتگو سننے سے اچھا ہے۔"

ادھر سپرنٹنڈنٹ پولیس نے ساحبہ کو ایک طرف کر کے دبے لفظوں میں دونوں کیلئے "تو بالکل دیوانہ معلوم نہیں ہوتا۔"

"جی نہیں" شخص مذکور نے جواب دیا۔ یوں کی ان فنکاروں کی آخری

سپرنٹنڈنٹ نے بدستور ایک طرف ہو کر گفتگو کرتے ہو

اس بات کو بھی نوٹ کر لو۔ میں نے حکام کے پاس چلا کر آگے کی۔ پھاٹک کھلنے میں تھوڑا سے بہت دیر لگے گی۔ تم نے دیکھا۔ میں نے اس نے باہر نظر ڈالی۔ اس کے ہونٹ اس طرح کے ساتھ سارے حالات معلوم کر لئے۔" دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اتنے میں اس

"جی بے شک آپ کی دور اندیشی نے اندر داخل ہوئی۔ سب سے پہلے سپرنٹنڈنٹ اترا اس کے ہی چھپیر انہا کہ آپ ان دنوں ایک کتاب بنا۔ ہونے والے بڑے بڑے دروازوں سے

"تمہارا یہ خیال واقعی بہت اچھا ہے" ہال میں پہنچے۔ ہالفورڈ نے دروازہ میں رک کر کے کو جاسوس بنا رہا تھا۔ اسے معاوضہ۔ آخری نظر ڈالی۔ اور اس کے بعد استقلال کے ساتھ

کر سپ بولا "یقیناً آپ چلا جس کی کھڑکی سے مکان کا عقبی میدان نظر آتا تھا۔ ثابت کر کے دکھائیں گے" ہوئی تھی۔ اس میں وہ لوگ جو اس مقام کو دیکھنے آتے تھے انہیں

"ہاں ہاں" سپرنٹنڈنٹ کہنا پڑتا تھا۔ ہالفورڈ اس کتاب کو کھولا پروائی سے اس خوشی ہے۔ لیکن وہ دیکھ بیٹھا اس نے اس میں بہت سے بڑے بڑے آدمیوں کے نام دیکھے تو

جبکہ یہ دونوں اس قسم میں کہنے لگا "دیکھیے کیسے کیسے آدمی اس جگہ مجھے دیکھنے آیا کریں گے۔"

میں سوار ہو چکا تھا۔ اور اب انہی ٹیوشن کے قابل عزت اور فہیم پریسیڈنٹ ہیں بیسی جوان کے

کے قریب پہنچے بیسی نے دستوری دیر کے لئے کمرے سے باہر گیا۔ اور اس عرصہ میں ہالفورڈ

ہم دونوں کافی ہیں" اس پر سپرنٹنڈنٹ۔ تھوڑی دیر بعد واپس آ کر بیسی ہالفورڈ کو اس مقام کی طرف لے چلا۔

ان تینوں یعنی ہالفورڈ بیسی گرفتار تھے۔ دونوں پکے ہوئے راستہ سے گزرے جس میں سے

اولڈ بیلی کی طرف چلی اور گیٹ ہل کے راستہ گذر کر برج سٹریٹ میں سے ہوتی ہوئی بلیک
فرائر کا پل عبور کر کے بیتھلم کی طرف ہولی۔ اس وقت بازاروں کی چہل پہل اور اس خاموش
شاہراہ دریائے ٹرلی فراخ سطح پر بے شمار کشتیوں کی آمد و رفت ہالفورڈ کو نیو گیٹ کی
کئی ہفتوں کی تاریکی کے بعد نہایت دلکش معلوم ہوئی۔ لیکن آہ! کیا وہ ان نظاروں کو اپنی
... گر میں آری مرتبہ نہیں دیکھ رہا تھا؟ کیا اب عنقریب دنیا کیلئے اس کا عدم وجود برابر ہوگا؟
... ایسے مقام پر پہنچایا جا رہا ہے۔ جہاں سے اس کی واپسی کی امید نہیں۔
شہر کی صدہا آوازیں پھر اس کے کانوں میں نہ پہنچیں گی۔ کیونکہ جہاں پر اس نے
... امیدوں ... تمام فانی راحتوں اور تمام انسانی دلچسپیوں کا مدفن ہے
... تیز کرنوں سے ہر ایک گنبد برج اور مینار کو نیز اس شاندار بہتے ہوئے
ساتھ منور کر رہا ہے۔ اس پاگل خانہ کے اندر اپنی شعاعیں سلاخدار
... گا!
... پل کو عبور کر رہا ہے۔ آخری بار اس ہجوم کو جو بازاروں
... نوں۔ تیز چلتی ہوئی گاڑیوں اور متحرک ہجوم پر

... میں کیسا خوفناک اثر موجود ہے۔ کیونکہ
... رکھتے ہیں۔ اے کاش وہ گذشتہ
... ممکن ہے۔ پانسہ پھینکا جا چکا

... سے نکلتے وقت جیسا کہ ہالفورڈ تھا
... دریا کی ہوا کیسی فرحت بخش ہے
... میں آسکتا۔ کہ انہیں دوبارہ
... کے دروازہ پر نہایت دلکش گت
... بھی ولولہ پیدا ہو گیا لیکن پھر
... چے کو جھک گیا۔
... شہ کے لئے ترک کرنی ہوگی! کیا

وہ دوکانوں کے اندر سجی ہوئی چیزوں کو پھر ان آنکھوں سے نہ دیکھ سکے گا؟ وہ تو کھیل تماشوں کا بہت شائق ہے۔ کیا اب وہ ان تمام دلچسپیوں سے محروم ہو جائے گا؟ اُس نے دیکھا کہ آخری بار گاڑی چڑیا خانہ کے پاس سے گذر رہی ہے۔ کیا میں اس مقام کو جس کا میں ہمیشہ سے بے حد شائق تھا۔ پھر نہ دیکھوں گا؟ یہ سوچکر اُس کا دم رُکا جاتا تھا۔ اور دل پر منوں بوجھ پڑتا محسوس ہوتا تھا۔ ہائے افسوس چند منٹ کے عرصہ میں بھاری بھاری دروازے سلاخ دار کھڑکیاں اور خوفناک زنجیریں میرے اور اُس دنیا کے درمیان حائل ہونگی جس کے اندر جوانوں کیلئے اتنی دلچسپیاں موجود ہیں!

بے شک وہ ان مکانوں۔ ان بازاروں۔ اس ہجوم اور گاڑیوں کی ان قطاروں کو آخری بار دیکھ رہا تھا!

تھوڑے عرصہ میں گاڑی بیتھلم ہسپتال کے آہنی پھاٹک کے آگے رُکی۔ پھاٹک کھلنے میں تھوڑا وقت صرف ہوا۔ ہالفورڈ نے جلدی سے کھڑکی کے باہر نظر ڈالی۔ اُس کے ہونٹ اس طرح بھچے ہوئے تھے۔ گویا وہ اپنے جذبات کو دبانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اتنے میں اس وسیع پاگل خانہ کا دروازہ کھلا۔ اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ سب سے پہلے سپرنٹنڈنٹ اترا۔ اُس کے پیچھے ہالفورڈ اور سب سے آخر بسی۔ خود بخود بند ہونے والے بڑے بڑے دروازوں سے گذر کر یہ لوگ اُس مکان کے خوشنما ہال میں پہنچے۔ ہالفورڈ نے دروازہ میں رک کر پیچھے کی طرف ایک تیز۔۔۔ آرزومند۔۔۔ آخری نظر ڈالی۔ اور اُس کے بعد استقلال کے ساتھ قدم اُٹھاتا اُس کمرہ کی طرف چلا جس کی کھڑکی سے مکان کا عقبی میدان نظر آتا تھا۔

میز پر ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ اس میں وہ لوگ جو اس مقام کو دیکھنے آتے تھے انہیں اپنا نام اور مقام سکونت درج کرنا پڑتا تھا۔ ہالفورڈ اس کتاب کو کھولکر لاپروائی سے اس کے ورق الٹنے لگا۔ جب اس نے اُس میں بہت سے بڑے بڑے آدمیوں کے نام دیکھے تو فخریہ انداز سے اپنے دل میں کہنے لگا "کیسے کیسے آدمی اس جگہ مجھے دیکھنے آیا کریں گے"

سر ہیٹر لاری اس انسٹی ٹیوشن کے قابل عزت اور فہیم پریسیڈنٹ ہیں بسی جو ان کے ماتحتوں میں بڑا افسر تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے کمرہ سے باہر گیا۔ اور اس عرصہ میں ہالفورڈ سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں رہا۔ ذرا دیر بعد واپس آکر بسی ہالفورڈ کو اس مقام کی طرف لے چلا۔ جہاں اُسے اپنی بقیہ زندگی بسر کرنی تھی۔ دونوں ایک لمبے ہوادار راستہ سے گذرے جس میں دس بارہ

افسر و مصور تک آدمی ادھر ادھر پھر رہے تھے۔ الفورڈ کے دل میں اُن کی صورت دیکھکر خوف کا احساس پیدا ہوا جو اس سے چھپایا نہ جا سکتا۔ کیونکہ اُن کی آنکھوں میں دیوانگی کی جھلک صاف صورت نظر آرہی تھی۔ لیکن اسے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ یہاں کوئی بھیانک یا خوفناک نظارے دیکھنے میں نہیں آتے۔ زنجیر بند دیوانے یا اسی قسم کے تمام بے عقل لوگ جو تہمت کے لئے پھرتے اپنے کو بادشاہ سمجھتے ہیں یہاں موجود نہیں نہ دیوانگی کے جوش میں شور و غل مچانے والے کہیں دکھائی دیتے ہیں۔ اب تک اس کا خیال یہی تھا۔ کہ سب پاگل قاعدے تہایت خوفناک ہوتے ہیں۔ اور پنجتاخانہ اُن میں بدترین ہے لیکن ہر چند کہ دیوانگی کا نظارہ ہر صورت میں افسوسناک ہوتا ہے تاہم الفورڈ کو یہ سے یہ معلوم کرکے بہت اطمینان ہوا۔ کہ اس وسیع مکان میں اس سے بُرے نظارے دیکھنے میں نہیں آتے۔

جس راستہ کے ایک طرف چھوٹی چھوٹی کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ جن میں سے ہر ایک میں ایک شخص رات کے وقت سوتا تھا۔ بستر آرام دہ اور صاف ستھرے تھے۔ اور افسر مذکور نے الفورڈ کو بتایا۔ کہ یہاں رہنے والوں کے کپڑے گاہ بگاہ بدلے جاتے ہیں۔

اس راستہ کے دوسری جانب وہ کمرے واقع تھے جن میں رہنے والوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ یہیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انہیں کھانا بہت عمدہ اور کافی دیا جاتا ہے۔

اس انسٹی ٹیوشن میں کام کرنے والے تمام افسر طویل القامت مضبوط اور تنومند ہیں۔ راستہ میں ایک لمبے قد کا افسر ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ جب ان بدنصیب دیوانوں میں سے کوئی اس سے مخاطب ہوتا تو وہ بڑی نرمی کے ساتھ انہیں جواب دیتا۔ یا ان کی بے تکی باتوں کو ظاہری دلچسپی اور توجہ کے ساتھ سنتا رہتا۔

اس میں شک نہیں۔ کہ اُن جیلی نوا کی کیفیت قلمبند کرنے کے بعد جن میں سختی اور بدنظمی کے سوا ضبط انتظام کا نام تک نہیں۔ اس مکان کی کیفیت بیان کرنا بہت راحت بخش ہے جس کی یاد ہر چند کہ دل میں بہت افسوسناک خیالات پیدا کر دیتی ہے۔ تاہم اس کے انتظام میں جس فیاضی دانائی اور انسانیت سے کام لیا جاتا ہے اس کے واسطے ہمارے دل میں حقیقی تعریف کا احساس ہے۔

کاش اس وقت بزرگ محترم اور فیض منش پنل اپنی سرد قبر سے اٹھکر اس مقام کو دیکھ سکے تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ اس نے اپنی زندگی میں دیوانوں کی اصلاح کے متعلق جو کوششیں

کیں وہ بے سود ثابت نہیں ہوئیں!

بیتھلم کے اس حصہ کے متعلق جس میں مرد رہتے ہیں۔ ایک کتب خانہ اور دانش کدہ کا کمرہ بھی ان لوگوں کے لئے موجود ہے۔ جو ان تفریحات سے بہرہ اندوز ہو سکتے ہیں۔ کتابیں سب کی سب بہت اچھی ہیں۔ اور ان میں بحری اور بری سیاحوں کے سفرنامے تاریخی کتابیں سوانحعمری کے علاوہ اس قسم کے ارزاں اخبار اور رسالے مثلاً لندن یونی پنچ وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں۔

اسی طرح زنانہ حصہ کے متعلق ایک مختصر لیکن نہایت خوشنما سوسیٹی کا کمرہ جو اس حصہ میں رہنے والی فاتر العقل عورتوں کی تسکین کا موجب ہوتا ہے۔ جب ہم ان آسائشوں کا مقابلہ ان افسوسناک نظاروں کے ساتھ کرتے ہیں۔ جو بیتھلم میں چند سال پیشتر نظر آتے تھے۔ تو یہ سوچکر ہمارے دل میں از خود حیرت اور خوشی کا احساس ہوتا ہے کہ تہذیب نے دیوانوں کے انتظام میں کیسی عظیم اصلاحات پیدا کر دی ہیں!

لیکن آؤ ہم ہنری ہالفورڈ کی طرف متوجہ ہوں جسے ہم نے اس طویل راستہ میں چھوڑا تھا جس سے گذر کر اسے اس کوٹھڑی کی طرف جو آئندہ اس کا مسکن بننے والی تھی لیجا رہے تھے۔ قدرتی طور پر وہ اپنے ارد گرد غور اور توجہ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔ تاکہ اس نئے اور عجیب مقام کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل بھی نظر انداز نہ ہو جائے۔ یکایک اُسے ایک شخص دیوار کے ساتھ لگا ہوا اپنی طرف خوفناک وحشت آمیز نگاہوں سے دیکھتا نظر آیا۔ اس کے لباس میں کچھ ایسی خصوصیت تھی کہ ہالفورڈ نے پھر ایک بار غور سے اس کی طرف دیکھا اور اس دوسری نظر سے وہ کانپ اٹھا۔ کیونکہ اس نے دیکھا کہ اس شخص کے جسم پر بہت تنگ جامہ پہنایا ہوا تھا جس کے اندر اس کے بازو رکے ہوئے تھے۔ اور وہ انہیں ادھر ادھر حرکت نہیں دے سکتا تھا۔ ہالفورڈ یہ کیفیت دیکھ کر دل سے کہنے لگا "اے رحم خدا کیا اس جگہ کسی دن میری بھی یہی حالت ہوگی؟ کیا میں بھی لوگوں کی نظروں میں ایسا ہی افسوسناک نظارہ پیش کروں گا؟" وہ اسی سوچ میں تھا۔ کہ دیوانوں میں سے ایک یکایک اس کے پاس پہنچکر وحشیانہ اور بے جوڑ لفظوں میں کہنے لگا "قوم گرتی جا رہی ہے۔۔۔ اسے معلوم نہیں اس کی حالت کیا ہے۔۔۔ وہ اس قدر تیزی سے گر رہی ہے جتنا ممکن ہے۔۔۔ صرف میں اسے بچا سکتا ہوں۔۔۔ افسوس قوم گرتی جا رہی ہے۔۔۔"

ان لفظوں کو سنکر ہالفورڈ کے بدن میں کپکپی سی پیدا ہو گئی۔ اور دیوانگی کی ان علامات نے اُسے متنبہ کر دیا۔ کہ تو بھی شاید کسی دن اس منزل کو پہنچ جائے گا۔

ممکن ہے وہ شخص کچھ مزید گفتگو کی کوشش کرتا۔ مگر اتنے میں بسبی ہالفورڈ کو ساتھ لئے ایک دروازہ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ جس کے آگے ایک اور تنگ راستہ تھا۔ اس کی ایک کھڑکی میں سے بسبی کے کہنے پر ایک اور شخص باہر نکلا۔ اور ہنری ہالفورڈ کو اپنی نگرانی میں لیکر ایک زینہ کے اوپر چڑھنے لگا۔ جس کے خاتمہ پر دو کمرے بنے ہوئے تھا۔ ان میں سے ایک نسبتاً بڑا تھا جس کو بہت سی کوٹھڑیوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اور ان میں بہت سے آدمی رہتے تھے۔ چھوٹے میں چھ کوٹھڑیاں تھیں۔ اور یہ سب انہیں شخصوں کے لئے مخصوص تھیں جن سے خوفناک جرائم کا ارتکاب ہوا ہو۔ اور انہیں دیوانگی کی بنا پر رہا کر دیا گیا ہو۔ اس چھوٹے حصہ کی ایک کوٹھڑی ہالفورڈ کو دی گئی۔ اور اس دن سے وہ بیتھلم کے دیوانے مجرموں کے وارڈ میں رہنے لگا۔ وہ اپنے حواس میں تھا۔ اور اس لئے اپنی موجودہ حالت کے خوفناک نواحی اثرات کو اور بھی زیادہ تلخی کے ساتھ محسوس کرتا تھا۔ اس کے ہمراہی کون لوگ تھے؟ وہ جنہوں نے عارضی یا دائمی دیوانگی کے اثر میں نہایت خوفناک فعل اور بھیانک قتل کی وارداتیں کی تھیں۔

کیا یہی کامیابی تھی۔ جو ہالفورڈ کو اپنے احمقانہ فعل سے حاصل ہوئی؟ کیا یہی شہرت تھی جس کا وہ اس قدر متمنی تھا؟ کیا یہی انتہائی منزل تھی جس تک وہ اس زندگی میں رسائی حاصل کر سکتا تھا؟

بدنصیب ہالفورڈ اپنے اردگرد دیکھتا۔ اور حسرت سے کہتا تھا "اے کاش میں پھر اپنی وہی آوارہ زندگی بسر کر سکوں۔ میں حقیروں سے حقیر غلاموں کا غلام بنکر رہنا منظور کروں۔ اگر کسی طرح اس خوفناک مقام سے نجات حاصل ہو سکے! دیوانوں کو دیکھ کر خود دیوانہ بننے سے تو جیل خانہ کی زندگی ہی بہتر تھی۔ اس جگہ جو روح فرسا نظارے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن سے تو نیوگیٹ کی مشقت ہزار درجہ قابل ترجیح تھی۔ اے کاش مجھے دریائے شور کی سزا دی جاتی! مجھے جزیرہ نارفک میں بھیجدیا جاتا! مجھے ہمیشہ کے لئے نظربند رکھا جاتا! لیکن بیتھلم کے دیوانے مجرموں کے وارڈ میں یوں زندہ دفن نہ کیا جاتا!

لیکن افسوس کہ یہ تاسف اور پشیمانی بے سود اور اسکی خواہشیں اور آرزوئیں بے اثر تھیں

ساتواں باب — گلبرٹ ورنن کا راز

وسط ماہ اپریل میں ایک دن سہ پہر کے دو بجے کا وقت تھا۔ کہ آنریبل گلبرٹ ورنن نے سپرنگ گارڈنز میں مسٹر گرین وڈ کے مکان پر دستک دی۔ فوراً ہی ایک وردی پوش ملازم نے دروازہ کھولا۔ اور فلپو یعنی گرین وڈ کے اطالوی نوکر نے جو اس وقت ہال میں موجود تھا۔ مسٹر ورنن کو اس شاندار نشستگاہ میں پہنچایا۔ جہاں اس وقت رائٹن برگ ممبر پارلیمنٹ و مسٹر گرین وڈ بیٹھا تھا۔ فلپو کے واپس جاتے ہی مسٹر ورنن نے کسی قدر بے صبری کے لہجہ میں مسٹر گرین وڈ کے چہرہ پر اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھیں استفہامیہ انداز سے گڑو کر کہا "کیا میں رسمی تکلفات کو بالائے طاق رکھ کر معلوم کر سکتا ہوں۔ کہ آپ کو مجھ سے اس ملاقات کی کیا ضرورت پیش آئی؟"

مسٹر گرین وڈ کہنے لگا "مسٹر ورنن تشریف رکھئے۔ اور میری بات کو سکون اور پوری توجہ کے ساتھ سنئے۔ آپ کو یاد ہوگا۔ گذشتہ ماہ جنوری میں میری آپ سے لندن میں اتفاقیہ طور پر ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت آپنے مجھ سے اس بات کی درخواست کی۔ کہ میں آپکے اس ملک میں موجود ہونے کا کسی سے ذکر نہ کروں۔۔۔"

ورنن بولا "فرض کیجئے میں نے بعض پرائیویٹ اور ضروری وجوہ کی بنا پر آپ سے ایسا کرنے کی درخواست کی۔ تو اس کے لئے یقیناً آپ کو کسی خاص کوشش کی ضرورت محسوس نہ ہوئی ہوگی"

مسٹر گرین وڈ اس شخص کے سکون کے ساتھ جو اس بات کو جانتا ہو۔ کہ فریق ثانی میرے بس میں ہے۔ اور میں ہر طرح اس سے اپنی شرطیں منوا سکتا ہوں۔ بولا "میں نے آپ سے عرض کیا تھا۔ کہ میری بات کو توجہ کے ساتھ سن لیجئے اور اس کے بعد۔۔۔"

"خیر کہئے" ورنن نے غصہ سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا "میں اب قطع کلام نہ کروں گا اس وقت تک کہ۔۔۔"

گرین وڈ نے مسٹر ورنن کے آخری نامکمل جملہ کو سنا ان سنا ایک کر کے کہا "غالباً میرے لئے یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ میں نے آپکے اس راز کو محفوظ رکھا۔ پھر اس کے تھوڑا عرصہ بعد آپ مجھ سے کچھ روپیہ قرض مانگنے آئے۔ جو اس وقت میں بآسانی مہیا

کر سکتا تھا۔ اُس وقت پھر آپ نے اس بات پر زور دیا کہ میں لندن میں آپ کی موجودگی کے راز کو محفوظ رکھوں۔ میں نے دوبارہ اس کا وعدہ کیا۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اس وعدہ کو کس طرح پورا کیا۔ لیکن اس کا مجھے یقین ہو گیا تھا۔ کہ آپ کی اس رازداری کی بعض اہم وجوہ ہیں۔ میں آپ کے حالات سے کافی طور پر واقف ہوں۔ اور میں نے اپنے طور پر تحقیقات کر کے یہ بھی معلوم کیا تھا۔ کہ لارڈ ریونسورتھ روز بروز موت کی طرف آہستگی کے ساتھ یقینی طور پر قدم اٹھا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس کی صحت کسی پراسرار طریق پر آہستہ آہستہ زوال پذیر ہو رہی ہے۔ اور اُس کے مرض کی تہ کو بڑے بڑے نامور طبیب بھی نہیں پہنچ سکے۔ میں نے یہ بھی تحقیق کیا۔ کہ وہ ایک قسم کا تمباکو پینے کا عادی ہے۔ جسے آپ جو اُس کے بھائی ہیں مہربانی سے مشرقی ملکوں سے بھیجا کرتے تھے۔۔۔"

ورنن کے چہرہ پر تاریکی کا ایسا خوفناک بادل چھا گیا۔ اور اُس نے ایسی بھیانک صورت اختیار کی۔ کہ گرین وڈ نے فوراً پہچان لیا۔ تیر نشانہ پر بیٹھا ہے۔ سخت اضطراب کے لہجہ میں ورنن نے چلا کر کہا "مسٹر گرین وڈ۔۔۔"

لیکن گرین وڈ نے اپنی گھڑی کی طلائی زنجیر کو اس انداز سے ہلاتے ہوئے گویا اُس کے سکون کو کوئی چیز مضطرب نہیں کر سکتی۔ اور وہ بالکل معمولی معاملات پر گفتگو کر رہا ہے کہا "مسٹر ورنن میں پھر کہتا ہوں۔ مجھے اپنی بات ختم کر لینے دیجئے۔ جیسا کہ میں کہہ رہا تھا یہ معاملات جو فیشن ایبل دنیا میں اس قدر مشہور تھے۔ کہ معمولی سے سوال پر بھی حضرات اینڈ کے بے فکرے یا کلبوں کے بیکار ممبران کا ذکر شروع کر دیتے تھے۔ سادہ سی تحقیقات کے بعد میں نے انہیں ایک خاص روشنی میں دیکھنا شروع کیا۔۔۔"

"مسٹر گرین وڈ!" ورنن نے جس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ جھلا کر اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "کیا ایک لمحہ کے لئے بھی آپ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ میں۔۔۔ میں جو لارڈ ریونسورتھ مرحوم کا بھائی ہوں۔۔۔ میں خود۔۔۔"

گرین وڈ نے مضطرب کرنے والے سکون کے ساتھ قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میں کچھ نتیجہ نہیں نکالتا۔ میں تو معمولی لفظوں میں صرف ان واقعات کو بیان کر رہا ہوں جن کا مجھے یقین ہو چکا ہے۔ میں پھر ایک بار آپ سے کہتا ہوں کہ میری بات کو غور سے سننے میں آپ ہی کی بہتری ہے۔"

"لیکن کیا میں ایسا ہی ذلیل شخص ہوں۔ کہ ویسٹ اینڈ کی یا وہ گو بیوہ عورتیں اور کلبوں کے بے فکرے ممبر میرے متعلق طرح طرح کی کیواس کرتے پھریں اور میں خاموش ہو" ورنن نے سخت غصہ کی حالت میں اپنے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا۔

گرین وڈ بولا "اطمینان رکھئے۔ آپ کے چال چلن پر ان لوگوں کی باتوں کا کسی طرح کا حرف نہیں آیا۔ وہ لوگ جو کچھ کہتے رہے۔ اس کا کوئی حقیقی مدعا نہ ہوتا تھا۔ بلکہ وہ اسے محض ایک دلچسپ مضمون سمجھ کر اس پر گفتگو کرتے تھے۔ انہیں حقیقت کا کچھ شبہ نہ تھا۔ اور نہ حالات نے ان کے اندر کوئی شبہ پیدا ہونے دیا۔ لیکن جن باتوں کو وہ معمولی حیثیت سے بیان کرتے تھے۔ اُن کو میں نے ایک خاص روشنی میں دیکھا۔ اور میرے شبہات اس وجہ سے مضبوط ہو گئے۔ کہ آپ انگلستان میں موجود ہوتے ہوئے اس واقعہ کو چھپانے کے لئے یوں بے چین تھے۔ اگر کوئی بات ان شبہات کی مضبوطی کے لئے باقی تھی تو وہ پرسوں شام آپ کو اس شخص کے ہمراہ دیکھ کر پوری ہو گئی۔ جو۔۔۔"

ورنن نے اضطراب کی حالت میں یکایک اس احتیاط کو جسے قائم رکھنے کی وہ اب تک کوشش کر رہا تھا۔ ہاتھ سے دیتے ہوئے کہا "اچھا تو آپ نے مجھے دیکھ لیا۔۔۔ اس شخص کے ساتھ۔۔۔"

"ہاں میں نے آپ کو اس شخص کے ساتھ اپنی آنکھوں سے دیکھا جس کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اور جو ابھی پچھلے مہینے جیلخانہ نہ ڈل سکیس سے فرار ہوا ہے"

ورنن نے غیر معمولی کوشش سے اپنے غصہ اور اضطراب کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ کر کہا "مسٹر گرین وڈ پہلے میرے اس سوال کا جواب دیجئے کہ سیشفورڈ سٹریٹ میں میرے مکان کا پتہ آپ کو کیونکر ملا۔ اور کل آپ نے مجھے یہاں آنے کی چٹھی کس غرض سے لکھی؟"

گرین وڈ نے اپنے ملاقاتی پر فاتحانہ نظر ڈالکر پورے سکون کے ساتھ کہا "میں آپ کے سوال کا صاف لفظوں میں ہی جواب دیتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ میں نے آپ کو اتفاق سے مسٹر کنز سے یہ کہتے ہوئے سنا تھا۔ پرسوں میں اس طریق پر ریونسورتھ ہال میں جاؤں گا۔ گویا میں ان چٹھیوں سے اطلاع پاکر جو بیرون میرے بھائی کے انتقال کی خبر دینے کیلئے میرے نام بھیجی گئی تھیں۔ آج ہی انگلستان کو واپس آیا ہوں۔ اُس وقت تم نے اس حیثیت میں

جس کا ہمارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہے۔ مجھ سے آملنا یہ الفاظ تھے۔ جو میں نے آپ کی زبانی سنے۔ اور ان سے میرے رہے سہے شبہات مضبوط ہو گئے۔ چنانچہ جب آپ اُس شخص سے جدا ہو کر جو مردہ فروش کے کمرہ نام سے مشہور ہے۔ اپنے مکان کی طرف واپس چلے۔ تو میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ اُس کے بعد میرے واسطے یہ معلوم کرنا چنداں مشکل نہ تھا۔ کہ آپ سٹیمفورڈ سٹریٹ کے کس مکان میں رہتے ہیں۔"

"لیکن آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ کا اس سے مدعا کیا تھا؟" ورن نے یہ جان کر کہ گرین وڈ مجھ پر ہر طرح سے غالب ہوتا جا رہا ہے۔ بڑے اضطراب کے ساتھ پوچھا۔

"دیکھئے میں اسی معاملہ کی طرف آ رہا ہوں" گرین وڈ نے اپنے سکون میں خلل کو جگہ نہ دیتے ہوئے کہا "ذرا خیال فرمائیے کہ میں نے اس ملاقات کا انتظام کرنے میں بھی کیسی قابل قدر نزاکت سے کام لیا ہے۔"

"اس نزاکت کی ایسی تیسی!" ورن نے اپنے ہونٹ کو غرور سے خم دیتے ہوئے کہا

"خیر آپ نہ مانئے" گرین وڈ نے بدستور پُرسکون لہجہ میں کہا "مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ اپنے موجودہ مکان میں آپ اپنے اصلی نام سے رہتے ہیں یا نہیں۔ اس لئے میں اپنے طور پر آپ کی نسبت سوالات پوچھنے وہاں نہیں گیا۔ تاکہ ایسا نہ ہو کسی پر آپ کا معاملہ ظاہر ہو جائے۔"

ورن بولا "لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ میں اُس مکان میں اپنے اصلی نام سے ہی رہتا ہوں۔ کیونکہ مکان کی بڑھی مالکہ وہ عورت ہے۔ جو بچپن میں میری کھلائی تھی۔ اور مجھے اُس پر ہر طرح اعتماد ہے۔"

گرین وڈ اطمینان کے ساتھ کہنے لگا "میں اس اعتراف کے لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مگر جہاں کہیں اعتماد کا سوال پیدا ہو۔ وہاں یہ بات ساتھ ہوتی ہے کہ کوئی قابل اخبار راز ضرور موجود ہے۔ اس طرح پر گویا آپ نے میرے خیالات کو اپنے بیان سے مزید تقویت دے دی ہے۔"

ورن گرین وڈ کے اس لہجہ سے مضطرب ہو کر بولا "یہ نہ سمجھئے کہ میں نے یہ بات بغیر سوچے سمجھے کہی ہے۔ بالکل نہیں۔ میں اب سمجھ گیا ہوں کہ میں آپ کے بس میں ہوں اس لئے کسی طرح کی غلط فہمی پیدا کرنا بے سود ہے۔"

"بیشک۔ دانائوں کا یہی طریقہ ہے" گرین وڈ کہنے لگا "میرے جیسے شخص کو دشمن کی بجائے دوست بنانا آپ کیلئے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔ مگر خیر جیسا میں بیان کر رہا تھا۔ آپ کا مکان دریافت کرنے کے بعد میں نے اپنے وفادار خادم فلپ کو رقعہ دیکر کل شام اس ہدایت کے ساتھ آپ کی طرف بھیجا تھا۔ کہ وہ بازار میں ادھر ادھر گھومتا رہے۔ اور جب آپ کو دیکھے۔ تو رقعہ آپ کے حوالہ کر دے۔ میں نے اسے آپ کا حلیہ بتا دیا تھا۔ وہ بڑا سیانا نوکر ہے۔ اور میں خوش ہوں کہ اس نے اس کام کو بڑی خوش اسلوبی سے پورا کیا"

ورنن نے گرین وڈ کی طرف مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا "کیا میں یہ سمجھوں کہ مجھے تلاش کرنے اور میرے سامنے یہ سب باتیں بیان کرنے میں کوئی معاندانہ خیال آپ کے دل میں موجود نہیں ہے؟"

"مطلق نہیں۔ اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا ہے" گرین وڈ نے کہا "یہ بات صرف اتنی ہے۔ کہ مجھے ایک خاص راز معلوم ہو چکا ہے۔ اور میں اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہوں"

گنہگار شخص کے چہرہ پر پھر ایک بار تاریکی کا بادل چھا گیا۔ اور وہ کہنے لگا "میں آپ کا مطلب نہیں سمجھا"

گرین وڈ زور دار لفظوں میں بولا "مسٹر ورنن میرے لفظوں کا مطلب بالکل صاف ہے آپ انگلستان میں پوشیدہ طور پر آئے۔ اور آپ کا مقصد کوئی خاص پراسرار کام سرانجام دینے کا ہے۔ باوجود اس کے آپ اپنے مکان پر اصلی نام سے رہتے ہیں۔ کوئی سطحی نظر رکھنے والا شخص ہو۔ تو وہ اسے آپ کی بے احتیاطی پر محمول کرے گا۔ لیکن میں جانتا ہوں یہ بھی آپ کی تجویز کا ایک حصہ اور دور اندیشی کا نتیجہ ہے۔ میں پھر کہتا ہوں آپ کے پوشیدہ طور پر انگلستان میں آنے اور باوجود اس کے اپنے مکان پر اصلی نام قائم رکھنے میں ایک خاص مطلب پوشیدہ ہے۔ کیونکہ آپ سمجھتے ہیں۔ کہ سوائے خاص حالات کے مکان پر میرا راز ظاہر نہ ہو سکے گا۔ اور پھر اگر اتفاقیہ طور پر ظاہر ہو بھی گیا۔ تو آپ بڑی دلیری کے ساتھ دوسرے شخص کو اطمینان دہ طریقہ پر کہہ سکیں گے۔ بیشک میں انگلستان میں اس غرض سے واپس آیا تھا۔ کہ یہاں امن و سکون کی زندگی بسر کر سکوں۔ لیکن میں نے کبھی رازداری سے کام نہیں لیا۔ نہ میں نے کوئی فرضی نام اختیار کیا ہے۔ میرے دوست میں بات کی اس تہ تک پہنچ جاتا ہوں۔ جہاں فکر انسانی کو بمشکل دخل ہو سکتا ہے۔ دنیا کے متعلق میرا تجربہ بہت وسیع

ہو چکا ہے۔"

ورنن طنز کے لہجہ میں کہنے لگا "ہاں یہ تو ظاہر ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ آپ بھی انیتھنی ڈاکٹر جیسے شخص سے واقف ہیں جبھی تو آپ نے اُسے میرے ساتھ دیکھ کر پہچان لیا تھا۔"

گرین وڈ نے پُرسکون لہجہ میں کہا "اس عظیم الشان شہر میں کوئی شخص جسے اپنے اچھے یا بُرے کاموں کی وجہ سے کچھ بھی شہرت یا بدنامی حاصل ہے۔ مجھ سے چھپا ہوا نہیں۔ لیکن مجھے ذرا اپنا فقرہ تو ختم کر لینے دیجئے۔ آپ یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ میں ابھی تک انگلستان کے باہر ہوں۔ خاص رازداری کے ساتھ اس ملک میں موجود ہیں۔ آپ کا بھائی اس تمباکو کو پینے کا عادی تھا۔ جو آپ اُسے مہربانی سے مہیا کرتے تھے۔ اور وہ اسی کے زیر اثر مرا۔ آپ کا ساتھی مردہ فروش اور خود آپ اب ریونسورتھ مال کو جانے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اور اس بات کا آپ کے دل میں یقین ہے۔ کہ آپ کے بھائی کا انتقال چونکہ وسط جنوری میں ہوا تھا۔ اس لئے اُس کے انتقال کی خبر مشرق میں آپ کو پہنچنے اور اس کی وصولی پر انگلستان آنے کے لئے اب تک کافی عرصہ گذر چکا ہے۔ کیا میرے اس بیان میں کوئی بات غلط ہے؟"

ورنن نے اس قسم کا سکون اختیار کر کے جسے وہ حقیقت میں محسوس نہ کرتا تھا۔ اور اس قسم کے دوستانہ تعلقات ظاہر کرتے ہوئے جو حقیقتاً اسے پسند نہ تھے کہا "گرین وڈ تم عجیب و غریب آدمی ہو۔ مگر کیا میں اس سے پہلے نہیں کہہ چکا کہ میں تمہیں مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کروں گا۔ میں اب پھر کہتا ہوں کہ میں تمہاری امداد بطور دوست حاصل کرنے کا خواہشمند ہوں۔"

"یہ تمہاری عنایت ہے۔" گرین وڈ کہنے لگا "میں اعتراف کرتا ہوں کہ جو کچھ مجھے تمہاری ذات اور تمہارے حالات کی نسبت معلوم تھا میں نے ظاہر کر دیا۔ اور مجھے اس کی پروا نہیں۔ کہ تم مجھے زید واقفیت مہیا کرنا چاہتے ہو یا نہیں۔ یقیناً تم کسی خاص اور اہم دعا کو حاصل کرنے کی فکر میں ہو۔ ورنہ مردہ فروش کی امداد کی ضرورت پیش نہ آتی۔ لیکن چاہے ملیں اپنے بھائی کی وصیت سے معقول ورثہ حاصل کرنے کی امید ہو۔ خواہ تم اس فکر میں ہو کہ باوجود اس شیر خوار بچہ کی ولادت کے جو ایک ماہ گذرا پیدا ہوا تھا۔ اور لڑکا ہونے کی وجہ سے ریونسورتھ کی جائداد کا وارث ہے۔ اس جائداد کا معقول حصہ قبضہ میں لایا جائے۔۔۔"

ورنن پھر اضطراب کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بولا "افسوس اُس بچہ کی

دلالت نے میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ لیکن ہاں یہ تو کہو۔ تم مجھ سے کس بات کی امید رکھتے ہو؟ میں کس طرح تمہیں اپنا دوست بنا سکتا ہوں؟ کونسا طریقہ ہے جس سے تمہیں ان معاملات کی نسبت جو تمہیں معلوم ہو چکے ہیں خاموش رکھا جا سکتا ہے؟"

"روپیہ سے" گرین وڈ نے جواب دیا "روپیہ ہی دنیا کی ہر ممکن المحصول چیز مہیا کر سکتا ہے۔"

"روپیہ! روپیہ! روپیہ میرے پاس کہاں ہے؟" ورنن کہنے لگا "البتہ کچھ عرصہ میں۔۔۔"

گرین وڈ بولا "ورنن۔ میں تمہاری آئندہ سکیموں سے واقف ہونا غیر ضروری سمجھتا ہوں اور سب سے نزدیک بہتر یہی ہے کہ میں تمہارے آئندہ منصوبوں سے بے خبر رہوں۔ مسٹر ورنن میں اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ اور مجھے اور تمہارے درمیان رازداری نہ ہونے کی وجہ سے میں اسے چھپانے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہ میں خود ایسے معاملات میں ضرورت کو مقدم رکھا کرتا ہوں۔ یہ بات تمہیں اس طرح پر معلوم ہو چکی ہوگی۔ کہ اینتھنی ہلڈ کنز جیسا شخص خود میرا ہی واقف ہے۔ اور اس کے علاوہ میں تمہاری باتوں کو پوشیدہ رکھنے کے لئے روپیہ لینے پر تیار ہو گیا ہوں۔ لیکن ہاں ایک بات یاد رہے۔ اگرچہ کہ میں خود ہر قسم کی بات کو ذاتی اغراض کے لئے جائز سمجھتا ہوں۔ لیکن جب میں اس سوال پر غور کرتا ہوں کہ تم اپنی ذاتی اغراض کے حصول میں کس انتہا تک پہنچ چکے ہو۔ اور نہ معلوم ابھی کہاں تک پہنچنے والے ہو۔ تو میرے اپنے بدن میں بھی کپکپی پیدا ہونے لگتی ہے!"

آزمیل گلبرٹ ورنن نے حقارت کے ساتھ اپنے بالائی ہونٹ کو خم دیکر کہا "تم نے مجھے اس اخلاقی وعظ کے لئے ہی یہاں بلایا تھا؟"

"نہیں بالکل نہیں" گرین وڈ نے جواب دیا "اور اسی لئے میں اس گفتگو کو یہیں ختم کئے دیتا ہوں۔ باوجود اس کے جو کچھ میں نے کہا۔ وہ غیر ضروری نہ تھا۔ کیونکہ اس سے ہمارے باہمی تعلقات پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ تم ایک خوفناک جرم کے مرتکب ہو چکے ہو جس سے میں واقف ہوں۔ اور شاید ایک اور ویسے ہی خوفناک جرم کی تیاری کر رہے ہو جس کا مجھے شک ہے۔ لیکن نہ تو میں تمہارا راز فاش کرنا چاہتا ہوں بشرطیکہ باز رہو میرا مجرم رہے۔ مگر تم میرے ممنون احسان رہو۔ تو میں دونوں باتوں سے دست بردار ہونے

تیار ہوں۔"

"مسٹر گرین وڈ"۔ ورنن نے بھچے ہوئے دانتوں کے اندر سے کھوکھلی آواز میں کہا "اگر تم نے میرے راز کو محفوظ رکھا تو اطمینان رکھو کہ میں تمہیں معقول معاوضہ دوں گا۔"

گرین وڈ بولا "بس یہی آخری نتیجہ تھا۔ جس پر میں تمہیں پہنچانا چاہتا تھا۔"

اس کے تھوڑی دیر بعد گلبرٹ ورنن وہاں سے رخصت ہوا لیکن یہ جان کر اس کے دل میں بے حد اضطراب پیدا ہو چکا تھا کہ میرے جرائم کی باخبری مجھے گرین وڈ جیسے حریص اور طامع شخص کے بس میں کر چکی ہے۔

اس باب کو ختم کرنے سے پیشتر ہمیں صرف اس قدر اور بیان کرنا ہے۔ کہ گرین وڈ کا اطالوی نوکر باہر دروازہ کے ساتھ لگ کر اس ساری گفتگو کو سنتا رہا تھا۔ کوئی لفظ ایسا نہ تھا جو اس کے کانوں تک نہ پہنچا ہو۔ اسی شام کو اس نے چند گھنٹوں کی چھٹی لی۔ اور سیدھا اس مکان میں پہنچا۔ جہاں الزاسڈنی رہتی تھی۔

آٹھواں باب ریونسورتھ ہال کے عجیب و غریب نظارے

جس دن جارج مانٹیگو گرین وڈ اور آنریبل گلبرٹ ورنن میں وہ گفتگو ہوئی۔ جو گذشتہ باب میں درج کی گئی ہے اسی روز سہ پہر کو پانچ بجے کے قریب ایک گاڑی ریونسورتھ پارک کے اندر سے تیزی سے چلتی ہوئی ہال کی طرف جاتی نظر آئی۔ چند منٹ کے عرصہ میں وہ اس عالیشان عمارت کے صدر دروازہ پر رکی۔ اور آنریبل مسٹر ورنن نیچے اترا۔ اس کے استقبال کو لارڈ ریونسورتھ مرحوم کا خادم خاص کونیٹن موجود تھا۔ جس نے بڑے ادب کے ساتھ سلام کیا اور پوچھا "حضور کا اسباب کہاں ہے؟" اس کے جواب میں ورنن نے مختصر طور پر صرف اتنا کہا "میرا نوکر شام کو اسباب لیکر آجائے گا۔" گویا اس طرح اس نے صاف لفظوں میں ایسا کہنے کے بغیر ہی کونیٹن اور باقی نوکروں کو جو حاضر تھے۔ یہ جتلا دیا کہ میں ابھی انگلستان میں آیا ہوں۔ اور میرا اسباب چونکہ چونگی خانہ میں رکا ہوا ہے۔ اس لئے محصول وغیرہ ادا کر کے میرا نوکر بعد کو اسے لیکر یہاں پہنچ جائے گا۔ یہ الفاظ اس نے اپنی زبان سے نہیں کہے۔ لیکن اس فقرہ کا جو اس نے کہا تھا نوکروں نے

یہی مطلب سمجھا۔

کوئینٹن نے اس کے جواب میں لوب سے سر جھکایا۔ اور مسٹر ورنن کو ساتھ لیکر اُس نشستگاہ کی طرف چلا۔ جہاں لیڈی ریونسورتھ بیٹھی تھی۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں کہ ان دونوں میں یہ پہلی ہی ملاقات تھی۔ ورنن نے اول مرتبہ دیکھا کہ اس کی بہاوج ایک جوان اور نہایت حسین عورت ہے۔ لیکن اُس کے چہرہ پر انتہائی زردی چھائی ہوئی ہے۔ وہ زردی جو کسی جسمانی نہیں بلکہ ذہنی تکلیف کا اثر ظاہر کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ابھی صرف ایک ماہ گذرا۔ وہ زچگی کی حالت سے گذری تھی۔ کیونکہ ریونسورتھ کے قابل افتخار لقب اور وسیع جائیداد کا وارث ابھی صرف ایک مہینہ گذرا۔ پیدا ہوا تھا۔ اور گو ایسی حالت میں چہرہ پر زردی چھانا قدرتی ہے لیکن اس جسمانی کسل کے ساتھ جو اس حالت کا لازمہ سمجھا جاتا ہے۔ لیڈی ریونسورتھ کے انداز میں کچھ ایسی بے چینی اور اضطراب آنکھوں کا وحشیانہ طریق پر گاہ بگاہ ادھر ادھر دیکھنا اور ہونٹوں کا از خود زور سے بھچ جانا ظاہر کرتا تھا۔ کہ وہ کسی شدید ذہنی تکلیف میں بھی مبتلا ہے۔

کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اس بدنصیب عورت کے قلب پر ایک خوفناک جرم کا بوجھ ویسا ہی بھاری اور تکلیف دہ محسوس ہوتا تھا۔ گویا سیسہ کا بہت بڑا ڈلا رکھا ہوا ہو۔ مقتول لڈیا کی آواز ہر وقت اُس کے کانوں کو سنائی دیتی تھی۔ مقتول لڈیا کا چہرہ ہر وقت اُسے سامنے نظر آتا تھا۔ . . بھیانک۔ زرد اور نہایت خوفناک! اور مقتول لڈیا ہی کی صورت سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہمیشہ اُس کی نظروں کے سامنے موجود رہتی تھی۔ رات کے وقت لڈیا کی شکل کی کوئی چیز پلنگ کے گرد لگے ہوئے پردوں کے بیچ میں نمودار ہو کر تاریکی میں اور بھی نمایاں . . . اور بھی خوفناک . . . اور بھی زیادہ اذیت دہ ہیئت اختیار کر لیتی تھی۔ ان حالات میں اگر لیڈی ریونسورتھ میں ذہنی اضطراب پیدا ہو یا اُس کے اطوار میں گھبراہٹ کی جھلک پائی جائے یا نگاہوں سے وحشت برسے تو اسے تعجب کی بات نہیں سمجھا جا سکتا لیکن آؤ۔ ان خیالات کو چھوڑ کر ہم اپنی داستان کا سلسلہ اس سے آگے شروع کریں جہاں ہم نے آنریبل گلبرٹ ورنن کے اُس کمرہ میں داخل ہونے کا ذکر کیا تھا جس میں لیڈی ریونسورتھ بیٹھی ہوئی تھی۔

ورنن کو داخل ہوتے دیکھکر وہ اس کے استقبال کے لئے اپنی جگہ سے اٹھی۔ اور اس کی طرف اپنا ہاتھ پھیلا کر کہنے لگی "میں آپ کو اس مکان میں خوش آمدید کہتی ہوں۔

آپ کی خاص عنایت ہے۔ کہ بیروت کے پتہ سے آپ کو جو خطوط آپ کے بہائی کے انتقال کے متعلق لکھے گئے تھے۔ اُن کے جواب میں آپ اس قدر جلد یہاں تشریف لے آئے۔"

ان لفظوں کو سُنکر ورنن کا کم از کم اس بارہ میں اطمینان ہو گیا۔ کہ لارڈ ریونسورتھ کے انتقال کی خبر میرے نام بذریعہ خط بھیجی ضرور گئی ہے۔ چنانچہ وہ اور زیادہ مطمئن ہو کر کہنے لگا "جین۔۔۔ کیونکہ مجھے آپ کو اس نام سے ہی مخاطب کرنا چاہیئے۔ اس پُرتپاک خیر مقدم کے لئے میرا شکریہ قبول فرمایئے اور یقین جانئے۔۔۔ لیکن بخدا آپ کو کیا تکلیف ہے؟۔۔۔ لیڈی ریونسورتھ کیا معاملہ ہے!۔۔۔ کیا آپ بیمار ہیں؟۔۔۔"

"کیا آپ!۔۔۔ اوہ! اوہ! یہ تو وہی آواز ہے!۔۔۔ وہی آواز ہے!" ایڈلین نے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی نیم بیہوشی کی سی حالت میں اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ "اوہ مسٹر ورنن۔۔۔"

گلبرٹ اپنی بھاوج کو یکایک اس طرح خوف زدہ ہوتے اور اُس کی زبان سے عجیب اور پُراسرار الفاظ نکلتے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا تھا۔ لیکن جب اُسے بیہوش ہوتے دیکھا۔ تو وہ اس جذبۂ حیرت پر غالب آکر فوراً ہی ایک میز کی طرف بڑھا۔ اور وہاں سے اس نے تیز خوشبو کی ایک چھوٹی سی شیشی اٹھا کر ایڈلین کے ہاتھ میں دی۔ ایڈلین نے اُسے سونگھا اور اس سے اُس کی طبیعت قدرے بحال ہوئی۔ مگر بڑی حد تک اپنی قدرتی قوت برداشت اور اس اہم ضرورت احتیاط کی بدولت جو اُن خوفناک حالات میں پیدا ہو چکی تھی۔ جن میں اسے ہر وقت اپنے اوپر قابو رکھنے کی حاجت رہتی تھی۔ وہ اُس اضطراب اور خوف کی حالت سے جو یکایک اُس پر طاری ہو گئی تھی سنبھلی۔ اُسے بحال ہوتے دیکھ کر ورنن جو اول سے آخر تک اس سارے معاملہ کو بالکل نہ سمجھ سکا تھا کہنے لگا "اگر میرا وجود ناگوار ہو۔ تو میں واپس چلا جاؤں گا۔ شاید میرے چہرہ۔۔۔ یا میرے اطوار۔۔۔ یا میری آواز میں کوئی ایسی بات ہے جس کی بدولت آپ کے دل میں میرے مرحوم بہائی کی دردناک یاد تازہ ہو گئی ہے۔ اس قسم کا احساس آپ کے لئے قدرتی ہے۔ اور اس لئے آپ فرمائیں تو میں سردست دوسرے کمرہ میں چلا جاتا ہوں۔"

"نہیں مسٹر ورنن نہیں آپ ذرا ٹھیریئے" ایڈلین نے اس قسم کے لہجہ میں کہا۔ جس سے انتہائی اضطراب اور پریشانی ظاہر ہوتی تھی۔

گلبرٹ کہنے لگا "پہر آپ اپنی طبیعت کو ساکن کیجئے۔ اور سردست اس گفتگو کو
دیجئے۔ ہم پہر کسی وقت بات چیت کریں گے۔ کیونکہ آپ کی اجازت سے میرا ارادہ اس
میں چند ہفتے ٹھیرنے کا ہے"

"چند ہفتے!... اس مکان میں!" ایڈلین نے کانپ کر کہا۔

ورنن بے صبری سے بولا "ہاں ہاں اس میں عجیب کی کیا بات ہے؟ اور سچ
پوچھئے تو میں اب تک یہ سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کہ مجھے یکبیکر آپ کی طبیعت میں اس قدر
جوش کیوں پیدا ہو گیا؟ کیونکہ اب جو میں غور کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس اضطراب کا باعث
اس قسم کی بات نہیں جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے بلکہ معاملہ اس قسم کی صورت اختیار
کر رہا ہے۔ گویا آپ کو مجھ سے نفرت ہو۔ مجھے اس صاف بیانی کے لئے معاف فرمائیے
لیکن کیا میں درحقیقت آپ کی نظروں میں قابل نفرت ہو چکا ہوں؟ اگر لوگوں نے میری
بدگوئی کر کے مجھے آپ کی نظروں سے گرا دیا ہو۔ اگر میرا اپنا بھائی میرے متعلق آپ سے
کچھ ایسی وصیت کر گیا ہو۔ جس کی بدولت..."

ایڈلین نے پریشانی کی حالت میں قطع کلام کرتے ہوئے جلدی سے کہا "مسٹر ورنن
آپ لاکھ اس معاملہ کو سوچیں۔ اس اضطراب کے صحیح باعث کو معلوم نہ کر سکیں گے۔ جو
اس وقت مجھ سے بے اختیاری کی حالت میں ظاہر ہوا۔ اور جس سے آپ کو ناراضگی کا
موقعہ ملا۔ بات یہ ہے کہ جس وقت آپ نے مجھ سے خطاب کیا ایک عجیب تحیر... ایک وحشانہ
خوف مجھ پر طاری ہو گیا تھا کسی حد تک یہ اضطراب ابھی مجھ پر غالب ہے۔ کیونکہ اگر میں لفظ غلطی
نہیں کرتا۔ تو میں کہہ سکتی ہوں کہ میں نے آپ کی آواز اس سے پیشتر کسی موقعہ پر سنی ہے!" یہ
کہتے ہوئے اس نے گیبرٹ ورنن کے چہرہ کو بڑے غور سے دیکھنا شروع کیا گویا وہ معلوم
کرنا چاہتی تھی۔ کہ میرے ان لفظوں کا اس پر کیا اثر ہوا ہے لیکن ورنن بیچارے خود اس بات
کو سمجھتا تھا۔ کہ مجھے ریونسورتھ ہال میں رہ کر ایک نہایت نازک اور اہم پارٹ ادا کرنا ہے
اس لئے اس نے خود ضبطی اور بھیس اطمینان کی ایسی عادت حاصل کر لی تھی۔ کہ باوجود
اس تیز نظر کے اس نے اپنے چہرہ پر پریشانی یا اضطراب کی ذرا سی علامت بھی ظاہر
ہونے نہ دی۔ اور صرف اتنا کہا "ممکن ہے ایسا ہو یہ بھی ممکن ہے کہ چند سال پیشتر یعنی
میرے انگلستان سے رخصت ہونے سے پہلے ہماری باہمی ملاقات کسی ایسے حلقہ میں ہوئی ہو

ہاں ہم اپنے پیدائشی اور نسبی مرتبہ کی وجہ سے رہتے ہیں۔ اور اگرچہ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ اس سے پیشتر مجھے آپ کا شرف نیاز حاصل نہیں ہوا۔ تاہم ایسی ملاقات غیر ممکن نہیں ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کی یاد جو میرے دل سے محو ہو چکی ہے آپ کے دل میں تازہ ہو"

"نہیں، مسٹر ورنن نہیں" ایڈلین نے پھر ایک بار اس کی گفتگو کو قطع کرتے ہوئے کہا "یہ خیال اگر صحیح ہو تو بھی اسے میرے اضطراب کی دلیل نہیں سمجھا سکتا۔ اگر آپ مجھے صاف بیانی کی اجازت دیں تو میرا خیال تھا۔۔۔ اور اب بھی ہے" مگر وہ کچھ کہتی کہتی یکایک رک گئی اور پھر اپنی طبیعت پر قابو پا کر گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہنے لگی "لیکن نہیں اگر وہ میرا خیال حقیقت میں غلط ثابت ہو تو اس کے بیان سے آپ کی توہین ہوگی۔ اس لئے میں۔۔۔"

لیڈی ریونسورتھ کے پھر ایک بار رکنے سے ورنن کے سکون کو زیادہ تقویت پہنچ گئی اور وہ اچھی طرح سنبھل کر کہنے لگا "آپ اس کیفیت کو صاف لفظوں میں بیان کر دیجئے اور اطمینان رکھئے کہ اگر آپ اپنے خیالات کو صاف طور سے ظاہر کر دیں گی تو مجھے بھی جواب میں پوری صاف بیانی سے انکار نہ ہوگا"

گلبرٹ ورنن کو اس طرح ساکن اور مطمئن دیکھ کر ایڈلین کے شبہات بہت کچھ فرو ہو چکے تھے کہنے لگی "میں آپ سے اس اضطراب کی کیفیت بیان کئے دیتی ہوں۔ جو اس وقت یکایک مجھ پر غالب آگیا"

گلبرٹ بولا "اطمینان فرمائیے کہ وہ غلط فہمی جس کی وجہ سے آپ کی طبیعت یوں پریشان ہوئی۔ خواہ میرے لئے کتنی رنجدہ ہو۔ اور میری آواز کا جو ناگوار اثر آپ پر ہوا۔ اس کا تعلق میری ذات کے لئے کیسے ہی ضرر رساں حالات سے کیوں نہ ہو۔ میں بہرحال ان کو نظر انداز کر دوں گا۔ میرے نزدیک آپ اس حیثیت سے ہر ایک کی رعایت کی مستحق ہیں۔ کہ آپ کے عزیز شوہر کا انتقال حال میں ہوا ہے۔ اور اس کے بعد آپ کو زچگی کے نازک فرائض سے فارغ ہوئے بھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا۔

ایڈلین کہنے لگی "مسٹر ورنن صاف بات یہ ہے کہ آپ کی آواز مجھے اس آواز سے مشابہ معلوم ہوئی۔ جو میں نے گذشتہ ماہ فروری میں ایک روز شام کے وقت سنی تھی۔ ریونسورتھ ہال کی اراضی کی حد پر جو شکستہ حال جھونپڑی موجود ہے۔ اس کے کھنڈروں میں مجھے دو شخصوں کی آواز سنائی دی تھی۔ اور اس وقت مجھے آپ کی آواز اس شخص

کی آواز سے بالکل مشابہ معلوم ہوئی۔ جو اس موقعہ پر دوسرے سے گفتگو کر رہا تھا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے پھر گلبرٹ ورنن کے چہرہ کو بڑے غور سے دیکھنا شروع کیا۔

ان لفظوں کو سنکر گنگا رگلبرٹ ورنن کے سینہ میں جس قدر پریشان کن خیالات کی یاد پیدا ہوئی۔ اس پر قابو پانا دشوار امر تھا۔ ان کو سنتے ہی اسے اس بھونچری کے قریب مردہ فروش کے ساتھ اپنی ملاقات کا واقعہ یاد آگیا۔ اور یہ بھی یاد آیا کہ جس پرزہ کاغذ پر اس خوفناک شخص نے اپنا پتہ لکھ کر دیا تھا۔ وہ میرے ہاتھ سے کہیں گر گیا تھا لیکن وہ اپنی پریشانی پر غالب آنے کے لئے اسے سخت کوشش کرنی پڑی تاہم اس میں وہ پورے طور سے کامیاب ہو گیا۔ اور اپنی بھاوج کی متجسس نگاہ کا پورے اطمینان کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا۔ ہرچند کہ اس کا دل خوفناک جذبات کے زیر اثر بڑے زور سے دھڑک رہا تھا۔ تاہم اس کے چہرہ کے کسی عضلہ کی حرکت سے بھی اس اضطراب کا اظہار نہ ہوا۔ جو اس کے سینہ میں موجود تھا۔ چنانچہ وہ بدستور کامل اطمینان کے لہجہ میں کہنے لگا۔ میں عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ کسی عجیب غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ دنیا میں میرے مشابہ کسی اور شخص کی آواز نہیں ہو سکتی؟ اس کے علاوہ اگر میں خوش قسمتی سے اس زمانہ میں جس کا آپ ذکر کرتی ہیں اس ملک میں موجود ہوتا۔ تو کیا میں اپنے عزیز بھائی سے اور نہ سہی تو آپ سے شرف ملاقات حاصل کرنے کو حاضر نہ ہوتا؟"

ایڈلین نے اس کے لفظوں کو گو بڑی حد تک اطمینان بخش پایا۔ تاہم وہ اس قدرتی جذبہ کو بالکل نہ دبا سکی۔ جو اس خیال سے اس کے دل میں پیدا ہوتا تھا کہ مسٹر ورنن کی آواز کا لہجہ بالکل اس آواز سے مشابہ ہے۔ جو میں نے جھونپڑی کے کمنڈروں میں سنی تھی۔ اس نے پھر ایک بار اپنے دل میں ان دونوں آوازوں کی یکسانیت کا مقابلہ کیا۔ اور حیرت زدہ ہو کر رہ گئی۔ پھر اسے یہ بھی یاد آیا کہ رات کی تاریکی میں جو شخص گفتگو کے خاتمہ پر میرے پاس سے گذرا وہ لمبے قد کا کسی قدر تنومند آدمی تھا۔ اور اس کے بعد چونکہ وہ مردہ فروش کی صورت کو اچھی طرح دیکھ چکی تھی۔ اور جانتی تھی کہ وہ صورت مردہ فروش کی نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے اور بھی زیادہ پریشانی محسوس کرتی تھی۔ لیکن اس کے مقابلہ میں یہ حقیقت بھی پیش نظر تھی۔ کہ ورنن نے ساری گفتگو کے درمیان ذرا سے اضطراب کا بھی اظہار نہیں کیا۔ جس سکون کے ساتھ اس نے اس زمانہ میں اپنے انگلستان میں موجود نہ ہونے کا

ایڈیلین کو یقین دلایا اور کہا۔ کہ میری آواز کے متعلق آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ اگر وہ حقیقت میں انگلستان میں موجود ہوتا۔ تو اس کے یوں پوشیدہ رہنے کی کوئی وجہ نہ ہو سکتی تھی۔ ان تمام دلیلوں نے اس کے دل میں متضاد شبہات پیدا کر دیئے اور بھی زیادہ پریشان کر دیا۔

دوسری طرف ورن اپنی گفتگو اور طرز عمل سے اپنی بھاوج کو یوں پریشان کر کے خوش تھا کہ یکایک اسے خیال آیا۔ کہ اس شکستہ حال جھونپڑی میں اسے صرف میری آواز ہی سنائی دی ہوگی۔ ورنہ جو کچھ گفتگو ہوئی ہے اور انداز کے درمیان ہوئی۔ اس کا مطلب یہ بالکل نہیں سمجھ سکی۔

ایڈیلین نے چارہ کار نہ دیکھ کر ذرا وقفہ کے بعد کہا "خیر میں آپ کے اس عارضی شک کے متعلق جو آپ کی نسبت میرے دل میں پیدا ہوا معافی چاہتی ہوں"

ورن بولا "میں انگلستان میں اس غرض سے آیا ہوں کہ آپ سے دوستانہ تعلقات پیدا کروں۔ میرے بھائی کے انتقال اور بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے آپ کو اگر کسی طرح کی خدمات مطلوب ہوں۔ اور ان معاملات کے سلجھانے میں جن کا آپ کی وسیع جائداد سے تعلق ہے۔ میری خدمات کسی طرح کارآمد ہو سکیں۔ تو میں اس کے لئے ہر طرح حاضر ہوں۔ ان حالات میں میں نہیں چاہتا۔ کہ کسی غلط فہمی کی وجہ سے جس میں آپ مبتلا تھیں میں کسی بے حقیقت معاملہ کو اپنے نزدیک رنجیدہ سمجھ کر ناحق شکر رنجی کا موقعہ دوں۔ اس لئے اگر آپ نے میری نسبت غلط فہمی کی وجہ سے کسی برے خیال کو دل میں جگہ دی بھی ہو تو اطمینان فرمایئے کہ میں اس کے لئے آپ کے کہنے سے پیشتر ہی معاف کر چکا ہوں"

ایڈیلین کہنے لگی "خیر اب مناسب یہی ہے کہ اس ناگوار معاملہ کو یہیں پر نظر انداز کر دیا جائے۔ رہا آپ کی امداد کا سوال۔ اس کے متعلق آپ نے جو کچھ فرمایا اس کیلئے میں شکریہ ادا کرتی ہوں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ آپ کے بھائی نے گذشتہ ماہ نومبر میں اپنے انتقال سے پہلے ایک وصیت نامہ مرتب کیا تھا۔ چنانچہ اس وصیت نامہ کے رو سے وہ معزز املاک کے بیٹے کے سرپرست ہیں۔ اور انہی کو اس امداد کا محافظ سمجھا جا سکتا ہے"

ان الفاظ کو سنکر ورن نے غصہ سے اپنا ہونٹ کاٹا۔ مگر ایڈیلین نے اس کی طرف توجہ نہ دے کر سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "اپنی ذاتی جائداد کے متعلق میرے

"تجلاتی شوہر نے ہر قسم کا انتظام میرے ذمہ ڈالا ہے۔ اور میں خود اس انتظام کو بہتر کر سکتی ہوں۔"

ورنن کے چہرہ پر سیاہ بادل چھا گیا۔ مگر لیڈی ریونسورتھ نے اس کی ان تبدیلیوں کو نہ دیکھتے ہوئے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھ کر کہا "البتہ وصیت میں ایک خاص فقرہ اس قسم کا موجود ہے جس کی رو سے آپ کو جتنا وظیفہ آج تک ملتا رہا ہے آئندہ اس سے دوگنا ملا کرے۔"

ورنن بولا "معلوم ہوتا ہے بھائی نے مجھے اپنے بچہ کا محافظ بنانے کے قابل نہ کیا اس نے اپنی وصیت کو عمل میں لانے کا کوئی فرض بھی میرے ذمہ نہیں ڈالا اور میرے لئے صرف ایک ہزار پونڈ سالانہ کی حقیر سی رقم چھوڑی ہے۔"

ہر چند کہ اب تک گلبرٹ ورنن سارے حالات میں کامل خود ضبطی کا اظہار کرتا رہا تھا اور اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ اپنی تجاویز کو کامیاب بنانے کے لئے میرے لئے ظاہری سکون قائم رکھنا اشد ضروری ہے۔ تاہم باوجود ہر قسم کا جبر کرنے کے وہ ان تلخ الفاظ کو زبان سے نکالے بغیر نہ رہ سکا۔ جن سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے اپنے متوفی بھائی کی طرف سے اس قدر اظہار نا اعتمادی دیکھ کر کتنا رنج پہنچا ہے۔ ایڈلین نے بھی معاملہ کی نزاکت کو محسوس کیا اور خاموش ہو رہی۔

گفتگو اب اس منزل تک پہنچ چکی تھی جس میں دونوں کے لئے اسے جاری رکھنا پریشان کن نظر آتا تھا۔ خوش قسمتی سے اس موقعہ پر ایک نوکر کمرہ میں داخل ہوا۔ اور اُس نے اطلاع دی کہ "دسترخوان بچھا دیا گیا ہے۔" یہ سُنکر گلبرٹ ورنن اور لیڈی ریونسورتھ دونوں کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف گئے۔

اس جگہ ناظرین کی واقفیت کے لئے یہ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لارڈ ڈنسٹیبل اور مسٹر گراہم چند ہفتہ پیشتر اس مکان سے رخصت ہو چکے تھے۔ اور ڈنسٹیبل کو ڈویل میں جو خطرناک زخم آیا تھا۔ وہ مسٹر گراہم کے زیر علاج بالکل مندمل ہو گیا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر ورنن اور لیڈی ریونسورتھ دونوں نشستگاہ میں واپس آ گئے جہاں اُن کے لئے قہوہ لایا گیا۔ ایڈلین نے حکم دیا۔ کہ شیر خوار بچہ جس کی عمر بمشکل ایک ماہ کی تھی لایا جائے۔ کیونکہ گلبرٹ نے ظاہرداری کی غرض سے اُسے دیکھنے کی خواہش کی تھی یہ حکم پا کر بچے کی کھلائی اُسے بازوؤں پر اٹھائے ہوئے حاضر ہوئی اور ورنن نے اسے دیکھ کر اس قسم

کے تعریفی کلمات کہے جنہیں سنکر بچوں کی مائیں ہمیشہ خوش ہوا کرتی ہیں۔

لیکن ورنن نے یہ تعریفی کلمات خواہ کتنے ہی تصنع سے کہے ہوں۔ بہرحال ان کی صداقت میں کلام نہ تھا۔ کیونکہ بچہ خوبصورت تھا۔ اور نرس کے بازوؤں پر سویا ہوا بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

ورنن نے بچے کی تعریف کرتے ہوئے ایڈلین کی نسبت بھی بعض اس قسم کے بالواسطہ مگر قابل فہم تعریفی کلمات کہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اُسے پہلے کی نسبت زیادہ ملنسار آدمی سمجھنے لگی۔ اور اُس کی باتوں سے ان خیالات میں جو ابتدا میں ایڈلین کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ بہت کچھ تبدیلی ہونے لگی۔

نرس کو واپس گئے تھوڑی دیر گذری تھی کہ کونیٹن نے آکر مسٹر ورنن سے کہا "حضور کا نوکر اسباب لیکر آگیا ہے"

گلبرٹ ایڈلین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "آپ اجازت دیں تو میں چند منٹ کو جاکر اُسے ضروری ہدایات دے آؤں"

ایڈلین نے کہا "مسٹر ورنن میں اب اپنے کمرہ کو جاتی ہوں۔ آپ اسی کمرہ میں آرام سے رہئے۔ اور اپنے نوکر کو بھی یہیں بلا لیجئے"

کونیٹن یہ اشارہ پاکر اس غرض سے واپس گیا کہ مسٹر ورنن کے نوکر کو اس کمرہ میں بھیجے

لیڈی ریونسورتھ اپنا قہوہ ختم کرنے کی غرض سے چند منٹ اور وہاں ٹھیری۔ اور اس کے بعد وہ باہر چلی گئی۔ برآمدہ میں پہنچی۔ تو اُسے کسی شخص کے جلد جلد اپنی طرف کو آنے کی چاپ سنائی دی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد کونیٹن آنریبل گلبرٹ ورنن کے نوکر کو ساتھ لئے نمودار ہوا۔ زینہ پر چڑھکر وہ اپنے بالاخانہ کی طرف جانے کو تھی۔ کہ یہ دونوں اس کے پاس سے گذرے۔

لیڈی ریونسورتھ نے ورنن کے نوکر پر ایک نظر ڈالی۔ اور فوراً ہی گھبرا کر پیچھے کو ہٹ گئی اوہ!... کیا یہ ممکن ہے! کیا اس کی آنکھیں دھوکا تو نہیں دیتیں؟... کیا یہ کوئی خوفناک واہمہ تو نہیں ہے!

مگر نہیں کیونکہ جب اُس نے اس مصنوعی نوکر پر دوسری بار نظر ڈالی۔ تو اُسے اس خوفناک شبہ کا جو پہلی نظر میں اُس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ کامل یقین ہو گیا۔ وہ چہرہ ایسا نہ تھا کہ

کوئی شخص ایک منٹ کے لئے بھی اسے دیکھ لے اور پھر بھول جائے۔ ہر چند کہ اس وقت اس نے نیا سیاہ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اپنی ظاہری آرائش پر پوری توجہ دی تھی۔ گلوب ٹون کے حجام نے اس کے بالوں کی آرائش میں بھی خاص اہتمام سے کام لیا تھا۔ مگر باوجود اتنے روپ بدلنے کے ایڈلین نے پہلی نظر میں ہی پہچان لیا۔ کہ یہ میرے اپنے جرم کا ذریعہ ... خوفناک مردہ فروش ہے!

نواں باب — غیبی مددگار

جس طرح کسی بے خبر راہرو پر یکایک بجلی گرتی ہے اسی طرح اس ایک نظر کے زیر اثر ایڈلین بیہوش ہو کر زینہ پر گر پڑی۔

جب اس کی آنکھیں کھلیں۔ تو اس نے دیکھا کہ بستر پر لیٹی ہوئی ہوں۔ اس کمرہ میں نہیں جہاں لڈیا ہچنسن کو ہلاک کیا گیا تھا۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس خوفناک رات کے بعد لیڈی ریونسورتھ کو کبھی اس کمرہ میں سونے کی جرأت نہ ہوئی تھی۔ اور اب اس نے ایک اور کمرہ جو عمارت کے دوسرے حصہ میں واقع تھا۔ اپنے سونے کے لئے مخصوص کر لیا تھا۔

مگر باوجود اس کے اس کی تمام کوششیں بعد مقتول لڈیا کی روح کو سامنے سے روکنے کے متعلق کرتی تھی۔ سراسر بے سود ثابت ہوتی تھیں۔ اس بدنصیب کی روح ایسی نہ تھی کہ تبدیل مکان کی معمولی سی احتیاط کے بعد اس کا پیچھا چھوڑ دیتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایڈلین اگر اس عالم کے بلند ترین طبقات میں بھی پہنچ جاتی۔ یا امریکہ کے دشوار گذار جنگلوں میں روپوش ہو جاتی۔ یا قطب شمالی کے برفستان میں سکونت اختیار کر لیتی۔ تو بھی اس بدنصیب کی روح جس کا قتل اس کے اپنے اشارہ سے ہوا تھا۔ ان مقامات پر بھی اس کو کبھی نہ چھوڑتی!

آدھی رات کا وقت تھا جب لیڈی ریونسورتھ نے سیڑھیوں کے پاس بیہوش ہونے کے بعد اول مرتبہ اپنے کمرہ میں آنکھیں کھولیں۔ اور اس کے ساتھ ہی جب واقعات پیش آمدہ کی یاد اس کے دل میں تازہ ہوئی۔ تو مارے خوف کے ایک بڑی خوفناک چیخ اس کے منہ سے نکلی۔ اسے سنکر کسی نے فوراً پلنگ کے پردوں کو ادھر ادھر ہٹایا اور ایڈلین کو اپنے

سامنے ایک نہایت حسین عورت کھڑی نظر آئی۔ جسے وہ بالکل نہ پہچانتی تھی۔ اُس نے ایڈلین سے مخاطب ہو کر کہا "بہن اپنی طبیعت کو مطمئن کیجئے۔ اور مجھے ہر حال میں اپنا دوست سمجھئے"

"دوست!" ایڈلین نے ایک گہری آہ کھینچ کر کہا "کیا ابھی تک میرا کوئی دوست باقی ہے؟ ہائے افسوس! نہیں! کیونکہ میں تو ہر طرف دشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی ہوں" یہ کہہ کر اُس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے ڈھک لیا۔ اور زار زار رونے لگی۔

اجنبی عورت نے ایک ایسے خوشگوار اور شیریں لہجہ میں جس سے ایڈلین کو اُس کے دوستانہ ارادوں کا کامل یقین ہو گیا۔ کہا "لیڈی ریونسورتھ! زیبائے خدا اپنی طبیعت پر قابو حاصل کیجئے۔ آپ کے لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں"

کچھ دیر تک آنسو بہانے کی وجہ سے ایڈلین کی طبیعت اب ساکن ہو گئی تھی۔ وہ کہنے لگی "آخر آپ کون ہیں کہ آپ کو مجھ دکھیاری سے اتنی ہمدردی ہے؟" یہ کہتے ہوئے اُس نے پھر ایک بار غور سے اُس اجنبی عورت کی طرف دیکھا جس کا لہجہ نہایت حلیمانہ اور پُر اعتماد تھا۔ کمرہ میں جلتے ہوئے لمپ کی مدہم روشنی میں اُسے ایک نہایت حسین عورت پاس کھڑی نظر آئی جس نے سیاہ ماتمی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور سر پر اس قسم کی ٹوپی تھی۔ جو بیوہ عورتوں کے لئے مخصوص ہوتی تھی۔ مگر وہ صورت ایسی تھی۔ جو اس سے پہلے اس نے کبھی نہ دیکھی تھی۔

اُس کا لباس ظاہر کرتا تھا۔ کہ وہ کوئی عزت دار خاتون ہے۔ اس کا لب و لہجہ اتنا حلیمانہ اور ملائم تھا۔ اور اُس کے چہرہ پر ملنساری کے ایسے آثار نمودار تھے۔ کہ بدنصیب ایڈلین کے دل پر جو خود اپنے اور دوسروں کے افعال بد کی وجہ سے سخت پریشان تھی۔ بہت اچھا اثر ہوا۔

اتنے میں اجنبی عورت نے کہا "آپ دریافت کرتی ہیں میں کون ہوں۔ اور یہاں کس لئے آئی ہوں۔ اگر آپ اپنی طبیعت کو سکون پذیر کر سکتی ہیں۔ تو میں اس راز کو آپ پر ظاہر کرنے کو آمادہ ہوں۔ بات یہ ہے کہ آج شام کو مجھے ایک نہایت معتبر ذریعہ سے جسے میں آپ کے روبرو ظاہر کرنا نہیں چاہتی۔ اطلاع ملی تھی کہ آپ کے خلاف اور نہ صرف آپ کے بلکہ اندیشہ ہے کہ آپ کے بچہ کے خلاف بھی بڑی زبردست سازش کی تیاریاں ہو رہی ہیں"

"الٰہی یہ کیا اسرار ہے!" لیڈی ریونسورتھ نے چیخ کر کہا۔ اور اُس کے ساتھ ہی

گلبرٹ ورنن اور اجنبی عورت کے اس مکان میں موجود ہونے کا واقعہ اُسے یاد آیا۔ اور دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ غالباً یہی دونوں اس سازش میں شریک ہیں۔ پھر وہ کہنے لگی "لیکن آپ کو یہ معلوم کیونکر معلوم ہوا؟ آپ کو یہ خوفناک خبر جس کے لئے تائیدی حالات بھی موجود ہیں کس طرح ملی ہے؟"

اجنبی عورت کہنے لگی "میں اس سے پیشتر کہہ چکی ہوں کہ آپ یہ جاننے کی کوشش نہ کریں کہ مجھے یہ حالات کہاں سے معلوم ہوئے کیونکہ اگر میں اس راز کو ظاہر کر دوں۔ تو آئندہ میری معلومات کا وہ ذریعہ قائم نہ رہیگا جس کی بدولت موجودہ خوفناک سازش کی طرح کی اور آئندہ سازشوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ آپ نہایت خوفناک دشمنوں کے نرغہ میں ہیں۔ اور ان میں سے ایک ایسا ہے جسے آپ کے بچہ کی موت سے ہر طرح کا نفع حاصل ہو سکتا ہے"

ایڈلین بولی "آپ کا اشارہ میرے دیور گلبرٹ ورنن کی طرف ہے! افسوس وہ پہلے سے اس مکان میں آ چکا ہے۔ اور اب اُس کا نوکر بھی جو۔۔۔"

وہ کچھ کہتی کہتی رُک گئی۔ خیال آیا کہ بے احتیاطی سے کوئی کلمہ زبان سے نکل جاتا تو اجنبی عورت کو ضرور اس بات پر حیرت ہوتی کہ مجھے اُس نوکر کے حالات کا کیونکر علم ہوا۔

مگر اجنبی عورت نے خود ایڈلین کا نامکمل فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا "اور اُس نوکر کی نسبت جس قدر حالات مجھے معلوم ہوئے ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتی ہوں کہ وہ نہایت خوفناک سخت بے رحم۔ انتہا درجہ سفاک۔ ہر ایک جرم میں حصہ لینے کو تیار اور اس قدر گرا ہوا شخص ہے کہ میں کہتی ہوں۔ اگر دنیا میں دوسرے شیطان کی ہستی موجود ہو سکتی ہے، تو وہ اس شخص کی صورت میں ظاہر ہے"

ایڈلین ریونسورتھ کے کانپتے ہوئے کہا "اوہ! آپ نے اس کی کتنی صاف تصویر کھینچی ہے" کیونکہ وہ جانتی تھی یہ الفاظ سراسر صحیح ہیں

اجنبی عورت کہنے لگی "اطمینان رکھیے کہ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ آپ کو خوفزدہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اُس خطرہ سے واقف کرنے کے لئے ہے جس میں آپ گھری ہوئی ہیں۔ نیز یہ جتلانے کے لئے کہ آپ کو ایک سچے دوست کی امداد کی کتنی بڑی ضرورت ہے"

"اور وہ دوست۔۔۔؟" ایڈلین نے پوچھا۔

"میں ہوں!" اجنبی عورت نے جواب دیا۔ "اس میں شک نہیں کہ میں ایک نحیف کمزور عورت ہوں۔ جیسا کہ مرد ہمیں کہا کرتے ہیں لیکن اس دل میں آپ کی امداد کا حوصلہ موجود ہے۔ میں آپ کی حفاظت کے لئے ہر طرح آمادہ ہوں۔ اور ہر ایک خطرہ جو آپ کو پیش آ سکتا ہے۔ اسے اپنے اوپر لینے کی جرأت رکھتی ہوں۔"

"اے نیک نہاد فرشتہ غیب جسے آسمان نے میری امداد کے لئے بھیجا ہے!" ایڈیلین نے ان لفظوں سے مزید اطمینان پاکر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنی سہیلی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر لبوں سے لگایا۔ "لیکن میری عزیز محسنہ مجھے اپنے نام سے تو واقف کیجئے تاکہ میں آپ کو اس سے مخاطب کر سکوں۔ اور آپ کی ہمیشہ کے لئے شکر گذار ہوں۔"

پُراسرار اجنبی عورت نے کہا۔ "آپ مجھے جس نام سے چاہیں۔ مخاطب کر سکتی ہیں۔ لیکن ادبرائے خدا مردست مجھ سے میرے متعلق زیادہ کیفیت طلب نہ کیجئے۔ آپ کی امداد میں چند خاص شرطوں پر ہی کر سکتی ہوں۔ گو اطمینان رکھئے کہ ان شرطوں میں کوئی ذاتی غرض شامل حال نہیں۔ کیونکہ خدا کا شکر ہے میری مجلسی حالت مجھے ہر قسم کی خود غرضی سے بالاتر رکھنے والی ہے۔ پس اطمینان رکھئے کہ میں اس جگہ محض انسانیت کے پاک ترین جذبات کے زیر اثر آپ کی مدد کو آئی ہوں۔ درحقیقت آج ہی شام کو مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ کے خلاف کوئی گہری سازش تیار کی گئی ہے۔ اور جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں۔ ان کی بنا پر یقین ہو گیا۔ کہ آپ کے دشمن ہر قسم کے بدترین فعل پر آمادہ ہیں۔ اسی وقت میں نے آپ کی مددگار . . . آپ کا حامی بننے کا ارادہ کر لیا۔ اور اس ارادہ سے وہ یہاں پہنچی۔ کہ جب تک وہ خطرات دور نہ ہو جائیں یہیں رہوں گی۔ میں نے آپ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور مجھے بتایا گیا کہ وہ کسی مرض کے دورہ میں بیہوش ہو کر اپنے کمرہ میں پڑی ہیں۔ میں نے کہا۔ میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔ اور انہیں کے بلانے یہاں آئی ہوں۔ اُن کے یکایک بیمار ہونے کے موقعہ پر میری امداد ہر طرح مفید ثابت ہوگی۔ آپ کی خادمہ کو طلب کیا گیا۔ اور اس کے بعد میرے اصرار پر مجھے اس کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ آپ کی بیہوشی رفع ہو چکی تھی۔ اور غنودگی کی حالت طاری تھی۔ میں نے خادمہ کو یہ کہہ کر رخصت کر دیا۔ کہ میں خود ان کی نگرانی کروں گی۔ یہ فرضی داستان تھی۔ جو میں نے ایک نیک مدعا کی خاطر بیان کی۔ اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں یہاں ٹھیروں تو ضروری

ہے کہ آپ یہی نوکروں سے یہی قصہ بیان کریں۔ اس لئے کہ ورنن کا میرے اس جگہ رہنے کے معاملہ میں اطمینان ہو جائے۔ اور اس کے علاوہ دوسروں کو ہمارے باہمی تعلقات پر کسی حرف گیری کا موقعہ نہ ملے۔ آج رات سے میں اس فرض کو اپنے اوپر لیتی ہوں کہ اس وقت تک کہ وہ خطرہ جو آپ کے معصوم بچہ کو درپیش نظر آتا ہے رفع نہ ہو جائے۔ میں ہر وقت آپ کی اور اس بچے کی نگرانی کرتی رہوں گی۔ باقی رہا میرے نام کا سوال تو میں اس جگہ ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ورنن ایک خاص شخص سے واقف ہے۔ جو میرا نام جانتا ہے۔ اور اگر اسے میری اس جگہ موجودگی کا علم ہو گیا۔ تو ضرور اسے شبہ پیدا ہو جائیگا کہ میں کسی خاص مطلب کے لئے ہی یہاں ٹھیری ہوئی ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس گفتگو کی بنا پر ہی جو مسٹر ورنن اور اس شخص کے درمیان ہوئی تھی۔ اور جسے ایک شخص نے جو ہر وقت میرے فائدہ کو پیش نظر رکھتا ہے۔ سن لیا تھا۔ مجھے اس بات کا علم ہوا۔ کہ ورنن سے ایک خوفناک جرم کا اس سے پیشتر ارتکاب ہو چکا ہے۔ اور اب وہ کسی اور ویسے ہی جرم کو عمل میں لانے کی تیاری کر رہا ہے۔"

ایڈلین نے خوف زدہ ہو کر کہا "آپ کیا فرماتی ہیں! وہ کونسا خوفناک جرم ہے جس کا آپ ذکر کرتی ہیں کہ پہلے سرزد ہو چکا ہے؟"

الزاسٹدنی نے .. کیونکہ فیاض منش اجنبی عورت الزاسٹدنی ہی تھی۔ جواب دیا۔ "افسوس کیا لارڈ ریلسٹورتھ کے افسوسناک انتقال کی بابت تمہارے دل میں کسی طرح کا شبہ پیدا نہیں ہوا؟"

"آہ! اب میں اس سارے معاملہ کو اچھی طرح سمجھ گئی" ایڈلین نے دونوں ہاتھ پر وحشت انداز سے ملا کر کہا "اب ثابت ہو گیا۔ کہ گلبرٹ ورنن ضرور پہلے سے انگلستان میں تھا۔ اسی کی آواز مجھے کھنڈروں میں سنائی دی تھی۔ اسی کا بھیجا ہوا مہلک اور زہریلا تمباکو میرے شوہر کی قبل از وقت موت کا موجب ثابت ہوا۔ اُف! اے گلبرٹ ورنن تو انسان نہیں دیو ہے ہے!... بھائی نہیں دشمن ہے!..."

اس گفتگو کے دوران میں وہ اپنے تکیہ سے کسی قدر اٹھ کر سیدھی ہو بیٹھی تھی لیکن یہ آخری فقرات کہتے ہوئے وہ پھر سخت اضطراب کی حالت میں بستر پر گر پڑی۔ آخر چند منٹ کے بعد جب اس کی طبیعت کافی طور پر سکون پذیر ہو چکی۔ تو اس نے الزا کو کھنڈروں کی آواز کا قصہ بتایا۔ جسے سنکر الزا کہنے لگی "اب تمہیں معلوم ہو گیا کہ ورنن نے اپنی ساری چالیں کس ہوشیاری

سے تیار کی ہیں۔ کیونکہ اس گفتگو میں بھی جو اُس شخص کے ساتھ ہوئی تھی جس کا میں ذکر کر چکی ہوں۔ اُس نے اس بات کا اعتراف کیا تھا۔ کہ میں ایک عرصہ سے انگلستان میں مقیم ہوا ہوں۔ اب اس میں کچھ بھی شبہ باقی نہیں رہا۔ کہ وہ مہلک تمباکو کے اثرات ظاہر ہونے کے انتظار میں تھا۔ میں نے اخبارات میں آپ کے شوہر کی عجیب اور غیر معمولی موت کا حال پڑھا تھا۔ لکھا تھا کہ اُن کا انتقال چند ماہ ہر قسم کے معاملات سے بے تعلقی اختیار کر لینے کے بعد ہوا۔ اب معلوم ہو گیا کہ اس مہلک تمباکو کے زیر اثر ہی اُن میں وہ کاہلی پیدا ہوئی تھی جو انجام کار مہلک ثابت ہوئی۔ بغیر اب تمہارا فرض یہ ہے کہ ہر قسم کے معاملات سے الگ رہ کر امن چین کی زندگی بسر کرو۔ اور اپنی اور اپنے بچے کی جان کی حفاظت کرتی رہو۔ باقی معاملات مجھ پر چھوڑ دو جیسا مناسب ہو گا کرتی رہوں گی مجھے کامل امید ہے کہ تھوڑے عرصہ میں میں اس قسم کی شہادت جمع کر لوں گی۔ جس سے ورن کا جرم ثابت ہو جائے۔ اس وقت تک گو اُس کے خلاف مضبوط شبہ موجود ہے۔ لیکن اس کا مکمل ثبوت نہیں کہ وہ اپنے بھائی کی موت کا موجب بنا۔"

ایڈلین خوف زدہ ہو کر کہنے لگی "لیکن میں اس مکان میں اس قسم کے خوفناک دشمنوں میں گھر کر نہیں رہ سکتی۔ میں اپنے والد کے ہاں چلی جاتی ہوں۔ کیونکہ مجھے اپنی سلامتی یہاں سے چلے جانے میں ہی نظر آتی ہے۔"

الزابولی "کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تم اس طرح مکان کی تبدیلی کے ذریعہ اپنے تئیں اُن شخصوں کی سازش سے محفوظ رکھ سکو گی۔ جن میں سے ایک نے فاصلہ پر رہتے ہوئے اپنے بھائی کو مہلک زہر سے ہلاک کیا؟ ہرگز نہیں۔ تم خاندان ریونسورتھ کے وارث کو لاکھ چھپاتی پھرو تم اُسے زیر زمین رکھو یا ہوائی طبقات کی بلندی پر وہ شخص اُس جگہ بھی اپنی سازش کا اثر پہنچا کر اُس خوفناک جرم کا مرتکب ہو سکتا ہے جس کی اُس نے بڑے دنوں پیہم تیاریاں کی ہیں۔ لیکن اگر اُس کے برخلاف اُس کے گذشتہ جرم یا موجودہ ارادہ کے متعلق ثبوت مہیا کر کے اُسے حوالہ پولیس کیا جا سکے۔ تو پھر البتہ تمہارے بچہ کی سلامتی کی کوئی صورت ہے۔ لیکن اگر تم نے اپنے رشتہ داروں کے ہاں پناہ حاصل کرنی چاہی تو وہ جان لے گا کہ مجھ پر شبہ کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے ارادوں سے باز نہ آئے گا۔ بلکہ اور زیادہ احتیاط سے کارروائی جاری رکھے گا۔"

ایڈلین نے ان دلائل کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا "جس طرح آپ کی مرضی ہو میں ہر معاملہ میں آپ کے مشورہ پر چلنے کو تیار ہوں لیکن خدا کے لئے ان خطرات اور پریشانیوں کا جلد سے جلد خاتمہ کرنے کی ترکیب نکالئے۔"

"لیڈی ریونسورتھ تم مجھ پر ہر طرح بھروسہ رکھو" الزا نے جواب دیا "لیکن ہاں یہ تو بتاؤ ابھی تک اس مکان میں اس مہلک تمباکو کا کچھ حصہ باقی ہے جس کا اثر تمہارے شوہر کے لئے اتنا خوفناک ثابت ہوا؟"

ایڈلین بولی "ہاں ہے۔ اور میں سمجھ گئی کہ آپ اس تمباکو کو کیا کرنا چاہتی ہیں۔ یقیناً آپ اسے کسی ماہر شخص کے پاس بھیجکر اس کے اجزا معلوم کریں گی۔ لیکن مسٹر گراہم کے کہنے پر جو وقت آخر میں میرے شوہر کے معالج تھے۔ یہ کارروائی اس سے پہلے کی جا چکی ہے۔ اس لئے نہیں کہ گلبرٹ ورنن کے خلاف کسی طرح کا شبہ تھا۔ بلکہ محض اس استعجاب کو رفع کرنے کے لئے جو مسٹر گراہم کے دل میں ایک سائنس داں کی حیثیت میں پیدا ہوا۔"

"پھر اس کا کیا نتیجہ ہوا؟" الزا نے پوچھا۔

وہ کہنے لگی "زہریلے مادہ کا کوئی جزو بھی اس میں نہیں ملا۔"

الزا بولی "خیر وہ قادر مطلق اس شخص کے جرم کی دریافت کے متعلق کوئی اور وسیلہ پیدا کر دیگا لیکن سردست تم سو جاؤ۔ رات بہت جا چکی ہے۔ اور تمہیں آرام کی سخت ضرورت ہے۔"

"آرام! ہائے افسوس میرے لئے اس دنیا میں آرام اب کہاں ہے؟" ایڈلین نے مقتول لڈیا ہچنسن کی خوفناک یاد سے کانپتے ہوئے کہا۔ مگر الزا سڈنی کو معلوم نہ تھا کہ لیڈی ریونسورتھ کے لئے اپنے دشمنوں کی سازش کے علاوہ بے چینی کی کوئی اور وجہ بھی ہے۔ اس لئے وہ ان لفظوں کا مطلب نہ سمجھ سکی۔

اس سے اگلے روز صبح کو الزا نے حسب ذیل چٹھی گرین ڈوکے نوکر فلپوڈ ورسینی نے نام لکھی

ریونسورتھ ہال

۱۶ اپریل ۱۸۴۱ء

اوپر لکھے ہوئے پتہ سے تمہیں معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں اس مقام پر پہنچ گئی ہوں۔ جہاں ایک ماہ کا معصوم بچہ انتہائی خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ورنن اور انتھنی ملڈکنز دونوں یہاں موجود ہیں۔ لیڈی ریونسورتھ نے ہر معاملہ میں میری ہدایت پر چلنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ اور امید ہے میں سازشیوں کو ان کی

چال میں ناکام رکھنے میں ضرور کامیاب ثابت ہوں گی۔ اب میں تین کام تمہارے ذمہ ڈالتی ہوں۔ انہیں جس قدر جلد ممکن ہو پورا کرنا۔

سب سے پہلے تم نے اس مکان کی مالکہ سے ملنا جو سٹیمفورڈ سٹریٹ میں واقع ہے۔ اور جس میں گلبرٹ ورنن رہا کرتا تھا۔ اس عورت سے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرنا کہ ورنن کب سے اس مکان میں رہتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی جو کیفیت معلوم ہو سکے۔ دریافت کرنا۔ یاد رکھو اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ ایسا نہ ہو وہ کسی موقعہ پر ورنن کو بتا دے کہ میں نے یہ حالات فلاں شخص کو بتائے تھے۔ یا اس نے مجھ سے اُن کے جاننے کی کوشش کی مجھے یقین ہے کہ اگر تم نے ذرا سی ہوشیاری سے کام لیکر اُسے پھسلا لیا۔ تو وہ ورنن سے اس کا بالکل ذکر نہ کرے گی۔ کہ میں نے تمہارے معاملات کسی اور کے روبرو بیان کئے۔

دوسرا کام تمہارے ذمہ یہ ہے کہ اُس گرجستانی حسینہ ماہ خاتون کا موجودہ پتہ دریافت کرو جس کی نسبت تم نے مجھے میرے انگلستان آنے کے تھوڑا عرصہ بعد بتایا تھا۔ کہ مسٹر گرین وڈ نے اُسے اپنے دوست آنریبل میجر ڈیپر کے حوالہ کر دیا ہے۔

تیسرا اور آخری کام جو میں تمہارے ذمہ ڈالتی ہوں یہ ہے کہ فوراً ہی کسی معتبر شخص کو بیروت روانہ کرو۔ حسن اتفاق سے مشرقی ڈاک کل شام کو روانہ ہونے والی ہے۔ اُس شخص کو جو ہدایات دینی چاہئیں۔ وہ اسی خط میں ملفوف ہیں۔ اس وقت انگلستان میں کیسل سکالا کے جو چند ایک باشندے آباد ہیں۔ اُن میں سے یقیناً تم کسی کو بآسانی اس کام پر آمادہ کر سکو گے۔ اخراجات کے لئے اپنا چیک بھیجتی ہوں۔

یہ کام جوں جوں پورے ہوتے جائیں مجھے ان کی اطلاع دیتے رہنا۔

دسواں باب تالاب کا کنارہ

شاگرد پیشہ میں صبح کے کھانے کی میز پر بیٹھے ہوئے کوئینٹن نے باقی نوکروں سے مخاطب ہو کر کہا "میں تو آنریبل مسٹر ورنن کا مزاج بھی عجب طرح کا واقع ہوا ہے۔ مگر اس کا نوکر اس خصوصیت میں اس سے بڑھا ہوا نظر آتا ہے"

دوسروں میں سے ایک نے کہا "کہ کوئنٹن تم نے اس سے پہلے کبھی ایسی بھیانک

صورت دیکھی تھی؟ مجھے اس نوکر کی باتوں کا تو علم نہیں۔ مگر اتنا کہہ سکتی ہوں کہ مسٹر ورنن نے اُسے اس کی قبول صورتی کے لئے نوکر نہ رکھا ہوگا۔"

ایک اور خادمہ بولی "مجھے تو وہ ایسا کمزور صورت نظر آتا ہے۔ کہ اندھیری رات میں کسی گلی میں تنہا مل جائے۔ تو سہم کے مر جاؤں۔"

کونیٹن کہنے لگا "خیر شکل و صورت کسی آدمی کے اختیار میں نہیں ہوتی لیکن اُس کی صورت میں جانے کیا اثر ہے کہ خواہ مخواہ اُس کے خلاف خیالات پیدا ہوتے ہیں۔"

خانساماں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "سب سے عجیب بات میں نے آج دیکھی۔ جو یہ ہے کہ تھوڑی دیر گذری میں نے اُسے باورچی خانہ میں چاندی کے چمچوں کو ہاتھ پر رکھ کر اُن کا وزن جانچتے دیکھا۔ اس پر میں نے اُس سے کہہ دیا۔ یہاں میرے گھر میں دوسرے نوکروں کو آنے کی اجازت نہیں۔ اس پر وہ منہ بنا کر چلا گیا۔ گرمیوں میں اس کا بیل تھوڑی بستا ہوں۔"

اتنے میں پہلی خادمہ پھر بولی "کل رات کھانا کھانے کے بعد تم نے دیکھا ہوگا۔ جب ہم لڈیا ہچنسن سے جواہرات کا ڈبہ لیکر فرار ہونے کا ذکر کر رہے تھے۔ تو وہ کس دلچسپی سے گفتگو میں حصہ لینے لگا۔ اور کس شوق سے مختلف سوالات پوچھتا رہا۔"

ایک اور خادمہ کہنے لگی "ہاں میں اُسی وقت معاملہ کو تاڑ گئی تھی۔ وہ تو اس گفتگو میں یوں دلچسپی لے رہا تھا۔ کوئی جانے لڈیا اس کی بہن بیٹی تھی۔ یا اس سے اس کا یارانہ تھا۔ کہنے لگا "یہ واقعہ کب ہوا تھا؟ تمہیں کیونکر معلوم ہوا۔ کہ وہ ڈبہ لیکر بھاگ گئی ہے؟ اسی طرح کے اور بہت سے سوالات پوچھتا رہا۔ اور پھر جب ہم نے اُس کو سارے حالات بتا دیئے۔ تو وہ اس طرح جرح کرنے لگا۔ گویا وکیل ہے۔ اور ہم کسی مقدمہ میں شہادت دے رہے ہیں۔ لیکن ہاں یہ معلوم نہ ہوا۔ وہ بیوہ عورت کون ہے۔ جو کل رات آئی تھی۔ اور سیلم صاحب کی واقف معلوم ہوتی ہے۔"

کونیٹن بولا "کوئی ہو عورت بڑی شریف ہے۔ وہ جانتی ہے نوکروں سے کس طرح سلوک کرنا چاہیئے۔ معلوم ہوتا ہے اُسے بہت سے اپنے نوکروں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خاندانی آدمی کی بڑی پہچان اس سلوک سے ہوتی ہے جو وہ نوکروں سے کرتا ہے۔"

ایک اور نوکر کہنے لگا "مسٹر کونیٹن میں تمہاری تائید کرتا ہوں۔ خاندانی مرد یا عورت

کا خاصہ ہے کہ اس کا کوئی کام کرو۔ یا اُسے کوئی چیز لا کر دو۔ تو وہ ضرور شکریہ ادا کرتا ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ بیگم صاحب کا مزاج بہت ناساز ہے۔ کیونکہ صبح انہوں نے اور اُن کی سہیلی نے بیگم صاحب کے کمرہ میں ہی کھانا کھایا۔"

خادمہ بولی "یہ بھی سننے میں آیا ہے۔ کہ نرس اور بچہ اب بیگم صاحب کے کمرہ میں ہی رہا کریں گے۔ بھلا کسی کو معلوم ہے بیگم صاحب کی سہیلی کا نام کیا ہے؟"

کونسٹن کہنے لگا "مسٹر یو فورٹ۔ کم از کم میں نے یہی نام سنا ہے۔۔۔ مگر ایلو ہمارے دوسرے مسٹر چیمز وہائٹ بھی آ گئے۔"

عین اس وقت مردہ فروش کمرہ میں داخل ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہاں آ کر اس نے اپنا نام چیمز وہائٹ ظاہر کیا تھا۔ اور نوکروں میں سے کسی کو اس کا شبہ تک نہ تھا۔ کہ یہ فرضی نام ہے۔ جب وہ نوکروں کے درمیان میز کے قریب بیٹھ گیا۔ تو کونسٹن بولا "مسٹر وہائٹ کہئے کدھر کی سیر کر آئے؟"

کہنے لگا "یونہی ذرا آس پاس کا میدان دیکھنے نکلا تھا۔ یار بڑی خوشنما عمارت ہے اور یہ باغ اور اس کے گرد سرسبز کھیت بہت دلکش نظارہ پیش کرتے ہیں۔"

کونسٹن بولا "بیشک مسٹر وہائٹ عمارت بہت ہی خوشنما اور نہایت فراخ ہے۔"

مردہ فروش کہنے لگا "ہاں اور میں نے دیکھا کہ اس کے جنوبی حصہ میں ایک چھوٹا سا خفیہ دروازہ بھی بنا ہوا ہے۔" یہ کہتے ہوئے اُس کے چہرہ پر کچھ عجیب آثار نمودار ہوئے۔

خادموں میں سے ایک کہنے لگی "یہی تو وہ دروازہ ہے جس کے راستہ لڈیا ایچنسن بیگم صاحب کے جواہرات لے کر فرار ہوئی تھی۔"

"اچھا!" مردہ فروش نے لاپروائی سے کہا "پھر کیا اس نقصان کا بیگم صاحب کو پتہ نہیں ہوا؟"

خادمہ کہنے لگی "ہوا تو ہوگا مگر وہ خدا کے فضل سے اتنے مالدار ہیں کہ ایسی باتوں کی چنداں پروا نہیں کرتے۔"

ٹڈکنز نے پوچھا "تمہارا یہ مطلب ہے کہ پولیس تحقیقات کرنے نہیں آئی؟"

خادمہ نے کہا "بالکل نہیں۔ کیونکہ بیگم صاحب بہت ہی فیاض ہیں۔ اور اُس شخص کو بھی جو سب سے زیادہ خطاوار ہو کبھی سزا نہیں دیتے۔"

سرد فروش نے روٹی، مکھن اور سرد گوشت کی بہت سی مقدار چیٹ کرتے ہوئے کہا۔ "بے شک یہ قابل تعریف وصف ہے۔ اچھا تو اس خادمہ کے فرار کے وقت بیگم صاحب یہیں موجود تھیں؟"

"نہیں وہ اسی صبح کو لندن تشریف لے گئے تھے۔۔۔ مگر سنا ان کے کمرہ کی گھنٹی بج رہی ہے۔"

یہ کہکر وہی خادمہ جو سرد فروش سے گفتگو میں مصروف تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھی اور بیگم صاحب کے کمرہ کی طرف چلی چند منٹ کے عرصہ میں واپس آکر اس نے کہا۔

"مسٹر کونٹین آپ کو بیگم صاحب کے کمرہ کے بالمقابل کمرہ میں بلایا گیا ہے۔"

وہ اس کمرہ میں پہنچا تو دیکھا کہ الزا شریف اس کے انتظار میں ہے۔

الزا نے اسے دروازہ بند کرنے کا اشارہ کرکے دبی زبان میں کہا۔ "مجھے لیڈی ریوتسورتھ کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ تمہیں اپنے آقائے مرحوم سے بڑی محبت تھی۔ یقیناً اب تم ان کی بے یار و مددگار اور غیر محفوظ بیگم کے بھی ویسے ہی فرمانبردار رہو گے۔"

کونٹین بولا۔ "میڈم میری وفاداری کا کوئی امتحان مطلوب ہو تو میں ہر وقت اس کے لئے حاضر ہوں۔"

الزا کہنے لگی۔ "بات یہ ہے کہ تمہاری مالک اور اس کا شیر خوار دونوں خطرہ میں ہیں اور تمہارا فرض ہے کہ ان کے دشمنوں کی سازش کو ناکام رکھنے میں [illegible] سے تمہارے دل میں کسی طرح کا شبہ پیدا ہوا یا نہیں؟"

کونٹین کہنے لگا۔ "میڈم میں تسلیم کرتا ہوں اس گھر میں ایک خاص شخص کی موجودگی [illegible] تمہارا اشارہ غالباً آنریبل مسٹر ورتھن کی طرف ہے۔" الزا کہنے لگی۔ "اور یہ بالکل صحیح ہے وہ یہاں ایک تاخواندہ مہمان کی حیثیت میں ٹھیرا ہوا ہے۔ اور بظاہر اس کے ٹھیرنے کا کوئی مقصد بھی نہیں۔ اس کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جس سے کوئی جرم بعید نہیں ہو سکتا۔"

"کون؟ مسٹر ورتھن کا نوکر؟" کونٹین نے پوچھا۔

"ہاں وہی لیکن سردست میں اس سے زیادہ بیان نہیں کر سکتی۔ مجھے تم سے جو خدمت لینا ہے۔ وہ فقط اس قدر ہے کہ مسٹر ورتھن اور ان کے نوکر کی ہر ایک کارروائی

کو غور سے دیکھتے رہنا۔ اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش آئے۔ تو مجھے اُس کی اطلاع دینا۔"

"میں اس کے لئے بسر و چشم حاضر ہوں"

الزا نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا "اس کے علاوہ تم ایک کام یہ بھی کرو کہ تمہارے آقائے مرحوم لارڈ ریونسورتھ جو تمباکو پیا کرتے تھے۔ اُس کا نمونہ مجھے لا دو۔ اور جتنا تمباکو مل سکے۔ اُسے کسی محفوظ مقام پر رکھ دو۔ کسی روز امتحان کے لئے اُس کی ضرورت پڑے گی۔"

کونٹین کہنے لگا "میں آپ کی ہدایات پر پورے طور سے عمل کروں گا لیکن معاف فرمائیے۔ کیا آپ کو معلوم ہے لارڈ ریونسورتھ کو وہ تمباکو مسٹر ورنن نے ہی بھیجا تھا؟"

"ہاں اور یہ جانتے ہوئے ہی میں نے تمہیں اس تمباکو . . . اس مہلک تمباکو کی نسبت یہ ہدایات دی ہیں۔" الزا نے پُر معنی انداز سے کہا۔

کونٹین الزا سڈنی کے لفظوں کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ کہنے لگا "میڈم خود مجھے اس بارہ میں شبہات پیدا ہوئے تھے۔ اور میں نے ان کا ذکر اُن ڈاکٹر صاحب سے کیا تھا۔ جو لارڈ ریونسورتھ کے دمِ آخر میں معالج تھے۔ انہوں نے تمباکو کا امتحان کرایا۔ مگر کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔"

الزا کہنے لگی "لیڈی ریونسورتھ نے مجھ سے اس کا ذکر کیا تھا۔ مگر میں اس تمباکو کا ایک اور طریقہ پر امتحان کرواؤں گی۔ بہرحال یہ معاملات ایسے ہیں کہ ان کا ذکر مفصل طور پر بعد میں کیا جائے گا۔"

کونٹین جا کر کچھ مقدار اس تمباکو کی لے آیا۔ الزا نے اُسے دوبارہ ورنن اور اُس کے نوکر کی حرکات و سکنات کا پورے طور سے خیال رکھنے کی تاکید کی۔ اور پھر لیڈی ریونسورتھ کے کمرہ میں چلی گئی۔

سارا دن گذر گیا۔ اور کوئی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا۔ لیکن شام کو مسٹر ورنن کے نوکر کی دو ایک باتیں کونٹین کو جو الزا سڈنی کے زیر ہدایت اب چوکنا ہو گیا تھا۔ عجیب معلوم ہوئیں ایک بات تو یہ تھی کہ ٹڈ کنز اُس وقت جبکہ سارے نوکر اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے کسی بہانہ سے باورچی خانہ میں گیا۔ اور کونٹین جو اس سے نظر بچا کر پیچھے پیچھے ہو لیا تھا۔ یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوا کہ مردہ فروش نے جلدی سے گوشت کاٹنے کے

تین بھاری آہنی کانٹے اٹھا کر جیب میں ڈال لئے۔ میز پر چاندی کی چند چھوٹی بالیاں اور چمچے پڑے تھے۔ مگر ڈاکٹر نے اُن کو بالکل نہ چھیڑا۔ جس سے کونسٹن پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ ڈاکٹر نے نوکر نے اُن کانٹوں کو محض اُن کی حقیر سی قیمت کے لالچ میں نہیں اٹھایا بلکہ وہ اُن سے کوئی خاص کام لینا چاہتا ہے۔ وہ حیرت زدہ ہو کر دل میں سوچنے لگا "تعجب ہے اس شخص کو ان بھدے کانٹوں کی کیا ضرورت پیش آئی" اُس نے بہت غور و فکر کی۔ مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکا۔ آخر اس نے اس بات کا فیصلہ کیا۔ کہ اس کی حرکات کی اور بھی زیادہ غور سے نگرانی کی جائے۔

دوسرا واقعہ یہ تھا کہ سونے کا وقت آیا۔ اور خادمہ نے حسب معمول ڈاکٹر کو ایک موم بتی اپنے کمرہ میں رکھنے کے لئے پیش کی تو اس نے اس قسم کی لاپروائی سے جسے کونسٹن نے فوراً ہی جان لیا۔ کہ مصنوعی ہے کہا "مجھے موم بتی کی بجائے لالٹین دے دو۔ میری عادت ہے۔ چارپائی پر لیٹ کر پڑھا کرتا ہوں۔ موم بتی چونکہ خطرناک ہے۔ اس لئے میں لالٹین کو قابل ترجیح سمجھتا ہوں"

کونسٹن کو یہ بیان مشتبہ معلوم ہوا مگر وہ خاموش ہو رہا۔ ڈاکٹر کو لالٹین مہیا کر دی گئی اور نوکر اپنے اپنے کمروں کو چلے گئے۔ حسن اتفاق سے جس کمرہ میں مردہ فروش سوتا تھا۔ وہ کونسٹن کے کمرہ کے قریب ہی تھا۔ جب ڈاکٹر اپنے کمرہ میں داخل ہو گیا۔ تو کونسٹن جس کے دل میں مردہ فروش کے لالٹین مانگنے اور بھاری آہنی کانٹے جیب میں ڈالنے سے شبہ پیدا ہو چکا تھا۔ دبے پاؤں جا کر اس سوراخ میں سے جو مردہ فروش کے کمرہ کے دروازہ میں کنجی کے لئے بنا ہوا تھا۔ اندر کو جھانکنے لگا۔ چونکہ اس وقت کنجی قفل میں نہ تھی۔ اس لئے کمرہ کا اندرونی حصہ صاف طور سے نظر آ رہا تھا۔ اُسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ مردہ فروش ان کانٹوں کو کم و بیش ڈیڑھ فٹ لمبی مضبوط لکڑی کے ساتھ باندھ رہا ہے۔ اس کے بعد اُس نے وہ رسی کھولی۔ جو اُس کے ٹرنک پر بندھی ہوئی تھی۔ اور اس کا ایک سرا لکڑی کے وسط میں باندھ کر باقی اس کے اوپر ہی لپیٹ دیا۔ بظاہر اس لئے کہ اسے ایک سے دوسرے مقام تک لیجانے میں آسانی رہے۔ اس کام سے فارغ ہو کر ڈاکٹر نے اپنا سیاہ سوٹ اتار کر رکھ دیا۔ اور ٹرنک سے کالکر معمولی قسم کے کپڑے پہنے۔ اس کے بعد اس نے اُس لکڑی کو جس کے ساتھ آہنی کانٹے اور رسی بندھی ہوئی تھی۔ اُن کپڑوں کے اندر چھپا لیا۔

سخت حیرت زدہ ہو کر کونسٹن اپنے دل سے کہنے لگا "بڑا ہی پُراسرار معاملہ ہے۔ بظاہر

یہ شخص کہیں جا رہا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کہاں ہے اور ان سب تیاریوں کا مطلب کیا ہے"
جب اُس کی حیرت یہ دیکھ کر اور بھی بڑھ گئی۔ کہ مردہ فروش نے ٹرنک سے دو پستول نکالے۔ اُن میں گولیاں اور بارود داخل کیا۔ اور پھر انہیں بھی بڑی احتیاط سے جیب میں ڈال لیا۔
"آخر یہ شخص کیا کرنا چاہتا ہے" یہ سوال تھا۔ جو کونٹین نے ایک لمحہ میں دس بارہ مرتبہ اپنے دل سے پوچھا۔ لیکن بہت کچھ دماغ لڑانے کے باوجود وہ کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکا۔
اتنے میں محل کی چھت پر گھڑیال نے بارہ کا گھنٹہ بجایا۔ ڈاکٹر نے لالٹین بجھا دی۔ اور اس کی حرکت سے ایسا پایا گیا۔ کہ وہ باہر نکلنے لگا ہے۔ اس پر کونٹین اپنی جگہ سے ہٹ کر برآمدہ میں دس بارہ گز کے فاصلہ پر چلا گیا۔ اور چونکہ اس حصہ میں کامل تاریکی تھی۔ اس لئے بخوبی چھپا رہا۔ اس کے بعد فوراً ہی اُس نے ڈاکٹر کے کمرہ کا دروازہ بڑی احتیاط سے کھلتا اور پھر بند ہوتا سنائی دیا۔ پھر اسے قفل کے اندر چابی گھومنے کی آواز سنائی دی۔ دروازہ بند کر کے ڈاکٹر دبے پاؤں برآمدہ میں سے گذرنے لگا۔ اُسے خواب میں بھی اس کا خیال نہ ہو سکتا تھا۔ کہ کوئی میرے پیچھے لگا ہوا تھا۔
رات انتہا درجہ تاریک تھی۔ اور ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ اس لئے کونٹین کو مردہ فروش کے پیچھے چلنے اور اُس کے ساتھ ہی اُس کا اس قدر قرب حاصل کرنے سے بچنے کے لئے جس سے اُس کے اپنے پاؤں کی آواز مردہ فروش کے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ بڑی ہی احتیاط سے کام لینا پڑا۔ اور بہت سی مشکلات پیش آئیں۔ کبھی کبھی ڈاکٹر چلتا چلتا رک جاتا تھا گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ کوئی آواز تو سنائی نہیں دیتی۔ ایسے موقعوں پر کونٹین بھی اس قدر خاموشی سے رک جاتا۔ کہ اُس کے سانس تک کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ گو مردہ فروش بڑا چوکنا تھا۔ ہر چند کہ اس کے کان ہلکی سے ہلکی آواز سنتے اور آنکھیں سخت تاریکی میں بھی دیکھنے کی عادی تھیں۔ تاہم کونٹین نے اس روز اتنی ہوشیاری سے کام لیا کہ مردہ فروش کے دل میں کسی کے پیچھے پیچھے آنے کا شبہ تک پیدا نہ ہو سکا۔
رات بدرجہ غایت تاریک تھی۔ تاہم کونٹین کی آنکھیں اس تاریکی میں بھی دیکھنے کی عادی ہو گئیں۔ حتےٰ کہ جس وقت مردہ فروش پامین باغ سے گذرا اس باغ کو پھاندنے لگا۔ جو باغ اور کھیتوں کے درمیان حائل تھا تو کونٹین اس قابل ہو گیا۔ کہ فاصلہ پر اپنے آگے آگے مردہ فروش کی دھندلی صورت کو چلتا دیکھ سکتا تھا۔ وہ اپنے دل سے کہنے لگا "اگر

اس کی صورت مجھے نظر آسکتی ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ وہ ایک مرتبہ بھی پیچھے کی طرف
گھوما تو ضرور مجھے دیکھ لیگا۔ یہ سوچکر اس نے اپنی رفتار اور بھی مدھم کر دی۔ یہاں تک کہ مردہ
فروش سے اس قدر پیچھے رہ گیا۔ کہ اسے اس کی صورت بمشکل دکھائی دیتی تھی۔

لیکن مردہ فروش چونکہ اس بات سے بالکل لاعلم تھا کہ کسی کو میری نسبت خدا بھی شبہ
ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ اپنی احتیاطوں کی بنا پر اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ سمجھتا تھا اس
لئے کھیتوں میں سے گذرتے وقت اس نے اپنی رفتار زیادہ تیز کر دی۔ مگر ایک ڈنڈی پر
بچھے ہوئے سنگریزوں پر اس کے بھاری بوٹوں کی آواز کونٹین کے کان میں برابر پہنچ رہی تھی
اس لئے وہ اس کی مدد سے بلا دقت پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ یکایک یہ آواز رک گئی۔ اور کونٹین
یہ سمجھ کر کہ مردہ فروش ٹھیر گیا ہے۔ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ مگر ایک لمحہ بعد اسے اس قسم کی سرسراہٹ
سنائی دی جیسے کوئی گھاس پر چل رہا ہے۔ اس سرسراہٹ کی آواز سے اسے
پھر مردہ فروش کا سراغ ملا۔ جو اب پٹری کو چھوڑ کر کھیتوں کے بیچ سے گذر رہا تھا۔ کونٹین
غایت درجہ احتیاط کے ساتھ پیچھے پیچھے چلتا رہا۔ اور اس کے اور اپنے درمیان کافی
فاصلہ قایم رکھا۔ آخر چند منٹ کے عرصہ میں اسے فاصلہ پر کھیت کے ایک کونے میں
تیز چمک نظر آئی۔ معلوم ہوا کہ ٹڈکنز نے تحقیق کرنے کے لئے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کی
اسے تلاش تھی۔ دیا سلائی روشن کی ہے۔ یہ اسی کی روشنی تھی جو کونٹین کو نظر آئی۔

کونٹین اس وسیع اراضی کے چپہ چپہ سے واقف تھا۔ اسے فوراً یاد آگیا۔ کہ کھیت
کے اس کونے میں جہاں ٹڈکنز ٹھیر گیا۔ ایک تالاب واقع ہے۔ اور اس کے پاس ہی بہت
سی گنجان جھاڑیاں اگی ہوئی ہیں۔ یہ سوچکر وہ ایک اور مختصر راستہ سے ہوتا ہوا ان جھاڑیوں
کے قریب پہنچ گیا۔ اور ان کے پیچھے اس مقام پر جہاں سے تالاب کا نظارہ صاف
طور سے دکھائی دیتا تھا۔ چھپ گیا۔

رات اس درجہ تاریک تھی۔ کہ باوجود آنکھیں پھاڑنے کے وہ مردہ فروش کی حرکات
کو معلوم نہ کر سکا۔ تاہم سامنے کنارے پر کھڑے ہوئے مردہ فروش کی صورت اسے
صاف طور سے دکھائی دیتی تھی۔ اسے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا
کہ یکایک اس قسم کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی چیز پانی میں پھینکی گئی ہو۔ اس کے بعد مردہ
فروش آہستہ آہستہ کنارہ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا جس سے کونٹین کو یکایک خیال پیدا ہوا۔ کہ

وہ تالاب سے کوئی چیز نکالنا چاہتا ہے۔ اب اُسے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اُن کانٹوں مضبوط لکڑی اور رسی کی مدد سے جو آلہ تیار کیا گیا تھا۔ اُس کا مطلب کیا ہے۔ مگر یہ سوال ابتک اُس کیلئے نہایت پُرپیچ تھا۔ کہ وہ کس چیز کی تلاش میں ہے۔ اور تالاب سے کیا نکالنا چاہتا ہے۔

آدھی رات کا وقت سناٹا اور یہ پُراسرار کارروائی سارے اثرات نے کونٹین کے بدن میں کپکپی پیدا کر دی۔ ہرچند کہ وہ معاملہ کی اصلیت سے ناواقف تھا۔ تاہم آلہ کی نوعیت انتہائی رازداری۔ اور اُن بُرے خیالات نے جو الزاسٹانی نے اُس شخص کی نسبت ظاہر کئے تھے جسے وہ صرف جیمز ہائٹ کے نام سے جانتا تھا۔ اس کے دل میں یہ خوفناک شبہ پیدا کر دیا۔ کہ ضرور یہ شخص کسی لاش کو تالاب سے نکالنے کی کوشش میں ہے۔

یکایک مردہ فروش نے ایک غلیظ گالی دی۔ جس سے اُس کی مایوسی کا اظہار ہوتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی کانٹوں کو باہر کی طرف کھینچنے لگا۔ پھر انہیں رسی سے سلجھاتے ہوئے اُس نے کہا "باوجود اس کے میں یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہی وہ مقام ہے میں آج صبح اس سارے حصہ میں پھرا تھا۔ اور تحقیق طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ یہیں پر . . ."

فقرہ کے آخری الفاظ اُس نے اس طرح دبی زبان میں کہے۔ کہ کونٹین کو سنائی نہ دے سکے۔ اب اس نے پھر ایک بار کانٹوں کو پانی میں ڈالا۔ اس کے چند منٹ بعد اس کے منہ سے اطمینان کا کلمہ نکلا۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے چند قدم پیچھے ہٹ کر وہ رسی کو اس انداز سے کھینچنے لگا۔ گویا کسی بھاری چیز کو پانی سے باہر لا رہا ہے۔

جھاڑی کے پیچھے چھپا ہوا کونٹین آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تعجب اور خوف کا مشترکہ احساس دل میں لئے اس عجیب اور پُراسرار کارروائی کی ساری تفصیلات دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر کار پانی میں زور کی سرسراہٹ پیدا ہوئی۔ اور اس کے ایک لمحہ بعد مردہ فروش نے آہستگی سے کھینچتے ہوئے ایک بھاری سیاہ چیز پانی سے نکال کر کنارہ پر ڈال دی۔ رات کی سیاہی میں یہ چیز کونٹین کو لاش نظر آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے بدن پر سرد پسینہ آ گیا۔ بس میں ہوتا تو یقیناً مارے خوف کے وہاں سے بھاگ آتا۔ وہ ہرگز اس عجیب اور خوفناک نظارہ کو نہ دیکھتا۔ اور فوراً ہی محل میں جا کر شور و غل مچا دیتا۔ لیکن مبہم خوف اور ناقابل بیان ہیبت نے اُس کے اعضا میں رعشہ پیدا کر دیا تھا باوجود کوشش کے وہ اس جگہ سے نہ ہل سکا۔ اور اسے بحالت مجبوری اس خوفناک کارروائی

کو دیکھنا پڑا۔

جب وہ چیز پانی سے نکالکر کنارہ پر رکھی جا چکی تو کوئنٹین کو پھر ایک بار اس قسم کی آواز سنائی دی جیسے دیا سلائی کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک چھوٹا نیلگوں شعلہ نمودار ہوا اور ڈاکٹر نے لالٹین روشن کر لی۔ لالٹین ہاتھ میں لیکر وہ اس چیز کے قریب جو کنارہ پر رکھی ہوئی تھی پہنچا۔ اس کے منہ پھیرتے ہی کوئنٹین کے سارے شبہات دور ہو گئے۔ کیونکہ لالٹین کی روشنی میں اسے صاف طور پر نظر آتا تھا کہ یہ چیز پانی سے نکالی گئی کسی عورت کی لاش ہے۔ اس کی آنکھیں خوف کے مارے بند ہو گئیں اور دماغ میں چکر آنے لگا۔ مگر جلد ہی پرتی چھپا کر اس نے دوبارہ آنکھوں کو کھولا اور اس پراسرار خوفناک ناٹک کو دیکھنے لگا۔ جو سامنے کھیلا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ لالٹین پھر گل کر دی گئی ہے۔ اور ڈاکٹر لاش کے اوپر جھکا کھڑا ہے۔ یکایک اس کے لبوں سے خوشی کا نعرہ بلند ہوا۔ مگر یہ اس کی وجہ معلوم نہ کر سکا۔ اس کے ایک منٹ بعد مردہ فروش نے لاش کو دوبارہ پانی میں پھینک دیا اور پھر کسی دوسری چیز کے پانی میں گرنے کی آواز سنائی دی۔ تاریکی میں چھپے ہوئے کوئنٹین نے سمجھا غالباً یہ دوسری دفعہ ڈاکٹر نے کو پانی میں پھینک دینے کی ہے۔ کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔

اس کام سے فارغ ہو کر مردہ فروش تالاب سے پیچھے لوٹا۔ اور کوئنٹین بھی جو اپنے خوف کے احساس پر بمشکل قابو حاصل کر سکا تھا۔ آہستہ آہستہ جھاڑیوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ دہشت زدہ ہونے کے اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ مردہ فروش کی کارروائی کو انجام تک دیکھے۔ کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ آدھی رات کے اس پراسرار ناٹک کا اس سین پر خاتمہ ہو چکا ہے یا اس میں کچھ اور نظارے باقی ہیں۔

جبکہ ڈاکٹر بے خبر اور بے فکر کھیتوں میں گذر رہا تھا۔ کوئنٹین جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلکر اسی طرح دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہو لیا۔ ذرا دیر بعد اسے مردہ فروش کی دھندلی صورت پگڈنڈی کے اوپر تیزی کے ساتھ گذرتی نظر آنے لگی۔

باغ کے گرد جو آہنی باڑ بنی ہوئی تھی اس کے قریب درختوں کا ایک کنج تھا۔ ڈاکٹر ان درختوں میں سے ایک کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک۔ جبتک کہ وہ زمین کھودنے میں مصروف رہا۔ کوئنٹین اس سے اس قدر نزدیک پہنچ گیا۔ کہ محفوظ رہتے ہوئے اس کی حرکت دیکھ سکتا تھا۔ رات کی سیاہی میں اتنی بات اس نے بخوبی طور سے معلوم کر لی کہ مردہ فروش

نے کسی چیز کو اس جگہ دبایا ہے۔ تھوڑی دیر بعد ٹڈکٹر نے آہنی باڑ کو پھاندا اور پائین باغ سے گذر کر ہال کے عقبی دروازہ کی طرف چلا۔ کونٹن اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ایک بار اس کے جی میں آئی کہ جس مقام کو مردہ فروش نے کھودا تھا۔ اسے دوبارہ کھود کر معلوم کروں۔ اس میں کیا چیز دفن کی گئی ہے۔ مگر پھر کچھ سوچ کر رک گیا۔ اور اس نے ارادہ کیا کہ پہلے رات کا سارا پراسرار ماجرا اس خاتون سے بیان کرنا چاہیئے۔ جسے وہ مسٹر بوفورٹ کے نام سے پہچانتا تھا۔ اور جس کے اشارہ پر اس نے مسٹر ورنن کے نوکر کی حرکات کی نگرانی کی تھی۔

یہ سوچ کر وہ بھی عقبی دروازہ کی طرف ہو لیا۔ لیکن مردہ فروش چونکہ اس دروازہ سے گذر کر اسے اندر سے بند کر گیا تھا۔ اس لئے کونٹن کو اندر داخل ہونے کے لئے نوکروں کی نشستگاہ کی ایک کھڑکی کی طرف رخ کرنا پڑا۔ اور وہ کسی قسم کی آہٹ پیدا کئے بغیر اپنے کمرہ میں پہنچ گیا۔ مگر چارپائی پر لیٹنے کے بعد باوجود ہر ممکن کوشش کے اس خوفناک نظارہ کے زیر اثر جسے وہ تالاب کے کنارہ پر دیکھ آیا تھا۔ اس کی آنکھ پل بھر کے لئے بند نہ ہوئی۔

گیارہواں باب الزاسڈنی میدان عمل میں

اس سے دوسرے دن صبح کو فلپوڈورسینی کی طرف سے حسب ذیل خط الزاسڈنی کے نام موصول ہوا:۔

آپ کے احکام کی پورے طور سے تعمیل کی گئی ہے۔ میں سٹیمفورڈ سٹریٹ والے مکان کی مالکہ کے پاس اس بہانہ سے گیا تھا۔ کہ میرا ایک واقف شخص اسی محلہ میں مکان کرایہ پر لینا چاہتا ہے۔ اثنائے گفتگو میں مجھے معلوم ہوا کہ اس عورت کا آخری کرایہ دار جو ورنن کے سوا دوسرا نہیں ہو سکتا۔ گذشتہ تین چار ماہ سے اس کے ہاں ٹھیرا ہوا تھا۔ گویا مسٹر ورنن کو انگلستان میں رہتے اتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ آپ کے دوسرے ارشاد کی تعمیل میں میں نے اس گرجستانی حسینہ کا پتہ دریافت کر لیا ہے۔ اور جس وقت آپ حکم دیں۔ اس سے خط و کتابت کر سکتا ہوں۔ تیسرے حکم کے مطابق میں نے ایک معتبر شخص کو بیروت روانہ کر دیا ہے۔ اور آپ کی ہدایات کے مطابق وہ ضروری حالات دریافت کر کے بہت جلد انگلستان

کو واپس آجائے گا۔"

اس خط کے جواب میں الزا نے ایک اور خط لکھا۔ جس میں وفادار فلپو کی قابلیت اور ہوشیاری کی تعریف کی گئی تھی۔ اور ماہ خاتون کے متعلق چند خاص ہدایات درج تھیں اس کے بعد وہ لیڈی ریونسورتھ کے کمرہ کے بالمقابل دوسرے کمرہ میں گئی۔ کیونکہ اُسے کونیٹن کی طرف سے ایک خادمہ کی زبانی یہ پیغام آیا تھا۔ کہ میں بہت جلد آپ سے ملکر کچھ حالات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ الزا نے اس کی ساری بیان کردہ کیفیت انتہا درجہ تعجب کے ساتھ سُنی۔ اور اُس کے بعد کہنے لگی "ضرور کوئی پراسرار واقعہ۔۔۔ کوئی خوفناک جرم ظہور میں آیا ہے۔ گو اس کا اس خوفناک سازش سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا جو گلبرٹ ورنن اپنی بھاوج اور بھتیجے کے خلاف کر رہا ہے۔ اب میں تمہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ وہ بدمعاش جو اس مکان میں جیمز وہانٹ کے نام سے رہتا ہے۔ حقیقت میں اس کا نام انیتھنی ٹڈکنز ہے جسے اُس کے مجرم رفیق مردہ فروش کہتے ہیں۔"

کونیٹن کانپ کر کہنے لگا "میڈم میں نے اُس کا نام پہلے سنا ہوا ہے۔ کیا یہی وہ بدمعاش تو نہیں۔ جو حال میں بڑے عجیب و غریب طریقہ پر جیل خانہ مڈل سکس سے فرار ہوا تھا؟ میں نے اس واقعہ کا ذکر اخباروں میں پڑھا تھا۔"

الزا بولی "ہاں یہ وہی شخص ہے۔"

کونیٹن کسی قدر ملامت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "میڈم میری کیا ہستی ہے کہ آپ کو مشورہ دوں لیکن اس شخص کی اصلیت کو جانتے ہوئے آپ کیوں اُسے یوں آزاد پھرنے دیتی ہیں؟ اسے تو فوراً حوالہ پولیس کرنا چاہیئے۔ ایسے شخص کو بھلے مانس نوکروں کے ساتھ ایک ہی میز پر بٹھانا سخت ظلم ہے۔"

الزا نرمی مگر استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی "میں تسلیم کرتی ہوں۔ کہ اس کی صحبت تم میں سے ہر ایک کو ناگوار گذرتی ہوگی۔ میں یہ بھی مانتی ہوں۔ کہ کچھ عرصہ تک انصاف اُس کی گرفتاری سے محروم رہے گا۔ لیکن اس کی چند خاص وجوہ ہیں۔ گلبرٹ ورنن ایسا خوفناک شخص ہے کہ وہ کسی جرم سے بھی جس کی بدولت وہ ریونسورتھ کا لقب اور جائداد حاصل کر سکے۔ باز نہیں رہ سکتا مجھے کامل یقین ہے کہ اُسی نے اپنے بھائی کو ہلاک کیا۔ اور میں یہ بھی جانتی ہوں۔ کہ وہ اب اپنے بھتیجے کی جان لینے کی فکر میں ہے۔ میں جلد سے جلد ایسی کارروائی کر رہی ہوں جس سے اُس کا

جرم پورے طور سے ثابت ہو جائے۔ مگر جب تک ایسا نہ ہو اُسے اس بارہ میں کسی شبہ کا موقعہ نہ دینا چاہیئے کہ اُس کے خلاف کوئی تجویز ہو رہی ہے۔ یا یہ کہ اُسی کی تجاویز دوسروں پر ظاہر ہو چکی ہیں۔ اگر ایسا ہوا تو ممکن ہے وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کیلئے کوئی خوفناک جرم کر گذرے۔"

کونٹین بولا "میڈم اُس کے خلاف پہلے ہی اتنے مضبوط شبہات ہیں کہ کسی مجسٹریٹ سے بآسانی اُس کی گرفتاری کا وارنٹ حاصل کیا جا سکتا ہے۔"

الزا کہنے لگی "اس صورت میں اگر اُس کے خلاف شہادت نامکمل اور مبہم ثابت ہوئی۔ جیسی کہ اب ہے۔ تو پھر وہ جلدی ہی رہا ہو کر دوبارہ اپنی سازشوں کو جاری رکھ سکے گا۔ نہیں کونٹین بہتری اسی میں ہے کہ پوری شہادت جمع کئے بغیر کوئی فیصلہ کن کارروائی نہ کی جائے۔ ہمیں دو گونہ مقاصد پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ ایک یہ کہ اُسے اُس کے سابقہ جرم کی سزا دلوائی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ لیڈی ریونسورتھ اور اُس کے بچہ کو خطرات سے محفوظ رکھا جائے۔"

کونٹین بولا "میڈم میں آپ کی دلیلوں کا قائل ہو گیا۔ لیکن اس انتھنی ٹڈکنز . . . اس بدمعاش جیمز وہائٹ کے معاملہ میں جواب ہمارے درمیان ٹھہرا ہوا ہے . . ."

الزا نے قطع کلام کر کے کہا "جب تک تم نے میرے سامنے رات کے عجیب اور خوفناک واقعات بیان نہ کئے تھے۔ میرا ارادہ یہی تھا کہ اس بدمعاش کو بھی کچھ نہ کہا جائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو۔ ہم اُسے حوالہ پولیس کریں۔ تو گلبرٹ ورنن کو اپنی نسبت بھی شبہ پیدا ہو جائے۔ لیکن شب گذشتہ کے واقعات کی تہ میں کوئی ایسا راز پنہاں ہے . . . مجھے اُن میں کوئی ایسا اہم معاملہ نظر آتا ہے کہ میں اس شش و پنج میں ہوں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ بہرحال بہتر یہی ہوگا۔ کہ معلوم کیا جائے۔ اس بدمعاش نے درخت کے نیچے کونسی چیز دفن کی۔ ممکن ہے اس ذریعہ سے ہم اُس راز کی تہ تک پہنچ سکیں۔ اس اثنا میں میں تمہیں تاکید کرتی ہوں کہ اس خوفناک معاملہ کی نسبت قطعی خاموشی اختیار کئے رکھنا۔ لیڈی ریونسورتھ کی طبیعت اتنی پریشان ہے کہ میں اُسے وہ واقعات جو تم نے کل رات دیکھے۔ اس وقت تک بتانا نہیں چاہتی۔ کہ وہ ایسی بھیانک داستان سننے کے قابل نہ ہو جائے۔ لیکن آج رات کونٹین تم نے اُس جگہ ضرور جانا جہاں اس بدمعاش نے کوئی چیز زمین میں دفن کی تھی۔ اور معلوم کرنا وہ چیز کیا ہے۔ اس کے بعد ہم فیصلہ کر سکیں گے کہ ہمیں اس معاملہ میں آئندہ کیا کرنا چاہیئے۔"

ان احکام کو سنکر کونیٹن کے دل میں اس استقلال، دور اندیشی اور سکون کی نسبت علوم احساس تعریف پیدا ہوا۔ جو الزاسٹنی نے آنریبل گلبرٹ ورنن کی گہری سازشوں کا مقابلہ کرنے کے خود اختیار کردہ کام میں ظاہر کی تھی۔ کونیٹن ہرچند کہ خادم تھا۔ مگر بڑا فہیم اور باخبر آدمی تھا۔ اور ان ضدی آدمیوں کی طرح نہ تھا۔ جو کسی عورت میں ذہنی قابلیت دیکھ کر بھی تسلیم کرنے سے انکار کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ احکام سنکر اس نے ہر معاملہ میں الزا کی ہدایات پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ اور اس بات کا بھی وعدہ کیا کہ میں اپنے طرز عمل سے ٹڈکنز کے دل میں اس بات کا مطلق شبہ نہ پیدا ہونے دونگا کہ اس کی شخصیت یا اس کا راز ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کونیٹن اور الزاسٹنی ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ طریق عمل کسی قدر تشریح کے ساتھ بیان کیا جائے جس پر الزاسٹنی کی موجودہ کارروائی مبنی تھی۔ دراصل اس نے اپنے دل میں سوچا تھا۔ اگر ٹڈکنز کو فوراً ہی حوالہ پولیس کر دیا۔ تو ممکن ہے وہ ورنن کے خلاف کوئی کلمہ نہ کہے۔ اور عذر کے طور پر عدالت میں یہ بیان کر دے کہ جب میں نے اس شخص کو ملازم رکھا۔ تو اس کی حقیقی خصلت سے بالکل لاعلم تھا۔ اگر خود ورنن پر اپنے بھائی کے قتل کا الزام فوراً ہی لگایا گیا۔ تو جب تک یہ شہادت مہیا نہ کی جائے کہ تمباکو حقیقت میں زہریلا اور وہی ہے جو ورنن نے اپنے بھائی لارڈ ریونسورتھ کو بھیجا تھا شہادت استغاثہ بالکل کمزور رہے گی۔ کیونکہ سردست اس کے خلاف شبہ کی سب سے مضبوط بنا یہی ہے۔ کہ جس وقت وہ اپنے آپ کو مشرقی ملکوں میں سفر کرتا ہوا ظاہر کرتا تھا۔ حقیقت میں لندن میں موجود تھا۔ لیکن ممکن ہے۔ ان حالات کے متعلق وہ کوئی اور عذر پیش کر دے۔ اور اس کے علاوہ جب تک مزید تائیدی شہادت موجود نہ ہو۔ یہ شہادت بالکل ناکافی ہوگی۔ البتہ ایک ماہ کے عرصہ میں میں اس کے خلاف ضروری مصالحہ جمع کر لوں گی۔ اور یہ غیر اغلب ہے کہ اس اثنا میں ورنن اپنے شیر خوار بھتیجے کی جان لینے کی کوشش کرے۔ کیونکہ لارڈ ریونسورتھ کے انتقال کے بعد اس قدر جلد اس کے بچہ کی موت بجائے خود اہم تحقیقات کا موجب ہوگی۔ اور اس سے ورنن کے خلاف شبہات پیدا ہونے کا اندیشہ ہوگا۔ پس مناسب یہی ہے کہ سردست سارا کام چپکے چپکے جاری رکھا جائے۔ اور اس دن کا انتظار کیا جائے۔ جب گلبرٹ ورنن کی موجودہ سازشوں کا خاتمہ کرنے کے علاوہ اسے اس کے گذشتہ جرائم کی بھی معقول سزا دی جا سکے گی۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ اب ریونسورتھ ہال سازشوں اور اُن سازشوں کا اثر باطل کرنے والی تجویزوں کا مرکز بن چکا تھا۔ ہر ایک مکین کے دل میں خوف اور شبہ کے غیر یقینی احساسات پائے جاتے تھے۔ چنانچہ جس وقت کونٹین اور الزاسڈنی کے درمیان وہ گفتگو ہو رہی تھی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ گلبرٹ ورنن کے کمرہ میں خود اس میں اور مردہ فروش میں کچھ اور کھچڑی پک رہی تھی۔

موجودہ طریق معاشرت کی یکسانیت کی نسبت شکایت کرتے ہوئے ٹڈکنز کہنے لگا۔ "اس ہم آہنگی نے تو میرا ناک میں دم کر دیا ہے۔ بخدا یوں دبک کر میرے لئے دن کاٹنے محال ہو جائینگے۔ کیونکہ میری طبیعت کو پھرتی اور مصروفیت ہی سے دلچسپی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے خود اپنی نسبت ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے۔ کیونکہ کولڈ باتھ فیلڈس کے جیلخانہ سے میرے فرار کی جو کیفیت اخباروں میں چھپی ہے۔ اُس میں میرا حلیہ اس صفائی سے بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ سفید گلوبند اور سیاہ رنگ کا سوٹ یا بالوں کا کٹوانا بھی میری ہیئت میں ایسی تبدیلی پیدا نہیں کر سکا جس سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھ سکوں۔"

ورنن نے بے صبری سے کہا "کیسی فضول باتیں کرتے ہو۔ بھلا کس کا سر پھرا ہے۔ جو تمہیں ریونسورتھ ہال میں ڈھونڈنے آئیگا؟ کسی کو خواب میں بھی خیال نہیں ہو سکتا۔ کہ میرے جیسے عزت دار شخص کا نوکر ہی وہ آدمی ہے۔ جس کی پولیس والوں کو تلاش ہے۔"

ٹڈکنز کہنے لگا "مانا آپ کی دلیلیں معقول ہیں۔ مگر جو کام آج ہو سکتا ہے اُسے ناحق کو مہینہ ڈیڑھ مہینہ پیچھے ڈالنا کہاں کی عقلمندی ہے؟"

ورنن نے جواب دیا "معلوم ہوتا ہے تم میرے طریق عمل کو نہیں سمجھے۔ اگر ایسا واقعہ جس کی طرف تم اشارہ کرتے ہو۔ میرے اس ہال میں آنے کے چند ہی دن بعد ظہور میں آجائے تو ضرور اُس پر ہر شخص کو تعجب ہوگا۔ اس لئے اس معاملہ میں تم اپنی ضد چھوڑ دو۔ اور جس طرح میں کہتا ہوں کرو۔ اس بچہ کو ٹھکانے لگانے کی تجویز تمہاری اپنی سوچی ہوئی ہے اور میں اس کی معقولیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ اس سے بہتر تجویز اور نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن اسے عمل میں لانے کے متعلق تو مجھے اپنی مرضی کے مطابق چلنے کا موقعہ دو۔"

"خیر آپ جانیں" ٹڈکنز نے غرا کر کہا "لیکن مجھ سے پوچھئے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اگر لیڈی ریونسورتھ اسی طرح ہر روز اس بچہ نگڑے کو لیکر اپنے کمرہ میں بیٹھی رہے گی۔

تو ہماری تجویز عمل میں کیونکر آئے گی۔ صبح کھانے کھاتے وقت نوکروں کی زبانی جو کچھ معلوم ہوا اس سے پایا جاتا ہے کہ اب وہ ہر روز اسی طرح کیا کرے گی۔"

"بے شک ایک خاص مشکل ہے۔" ورنن نے جواب دیا۔ "جیسا کہ میں نے پہلے تم سے کہا تھا۔ میرا ارادہ چند ہفتے یہاں رہ کر جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو اپنی بھاوج کا منظور نظر بنانے اور بچے سے پیار کرنے کا تھا۔ اوہ! یہ سوچکر ہی میری طبیعت سخت بیزار ہوتی ہے کہ مجھے اس منحوس بچہ کو اس کی کھلائی سے لیکر نصف گھنٹہ محض ظاہرداری کے لئے ادھر ادھر اٹھائے پھرنے پر مجبور ہونا پڑے گا۔ لیکن اب تم کہتے ہو کہ لیڈی ریوفسورتھ مجھے اس کا موقعہ دینے پر بھی آمادہ نہیں۔ کیونکہ وہ دن رات اپنی اس بیوہ سہیلی کے پاس ہی بیٹھی رہتی ہے۔ جو کسی بہت برے وقت میں کہیں سے آمری۔ اس کی وجہ بہرحال یہ تو نہیں ہو سکتی۔ کہ ایڈلین کو مجھ پر شبہ ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب میں سوچتا ہوں۔ کہ اس نے پہلی ملاقات میں ہی بڑا عجیب طرز عمل ظاہر کیا تھا۔ اور میری آواز کا اس پر نہایت ناگوار اثر ہوا تھا۔۔۔"

"اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ کسی خاص مطلب کے لئے اس وقت ان کھنڈروں میں چھپی ہوئی تھی۔ جب ہماری وہاں ملاقات ہوئی۔" مردہ فروش نے قطع کلام کر کے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ورنن کہنے لگا۔ "مگر اس کا مجھے یقین ہو چکا ہے۔ کہ ہماری اس گفتگو سے اسے نہ تو ہمارے ارادوں کا کچھ علم ہوا۔ اور نہ وہ ہماری گفتگو کا مطلب سمجھ سکی۔ کیونکہ جب میں نے اس بات سے انکار کیا۔ کہ وہ میری آواز نہ تھی تو بعد میں اس کا اطمینان ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگی شاید کسی اور ہی کی آواز سے جو اس آواز سے مشابہ ہو مجھے دھوکا ہوا ہے۔ اگر کوئی اور بات اس کے خیال کی تصدیق کے لئے موجود ہوتی تو وہ ضرور اس کا بھی ذکر کر ڈالتی۔ لیکن خیر ہم بحث اس بات پر کر رہے تھے کہ اگر میری بھاوج اسی طرح اپنے کمرہ میں چھپ کر بیٹھی رہی تو ہمارا آئندہ طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔ میرا ارادہ یہ ہے کہ اس سے ملاقات کی درخواست کروں۔ پھر اس ملاقات کے بعد اس بات کا فیصلہ کیا جائیگا کہ میرا آئندہ طرز عمل کیا ہوگا۔"

"فرض کیجئے وہ آپ سے ڈرتی ہو۔۔۔ یا وہ یکایک ہال میں اپنی سکونت چھوڑ کر شہر کو چلی جائے۔۔۔ یا اپنے دوستوں رشتہ داروں کو یہاں اپنے پاس بلا لے تو پھر آپ کا طرز عمل کیا ہوگا؟" ٹڈکنز نے سوال کیا۔

ورنن بولا "اس کا تو مجھے یقین ہے۔ کہ وہ ہال کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیگی۔ وہ آداب تہذیب سے مجبور ہے کہ اپنی بیوگی کے ابتدائی چند ماہ یہیں تنہائی میں بسر کرے۔ اور لارڈ اور لیڈی راسولی یعنی اُس کے والدین اس لئے لندن میں رہنے پر مجبور ہیں کہ ان دنوں پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ اور لارڈ موصوف کا اس میں شریک ہونا ضروری ہے۔"

چند منٹ کا وقفہ دیکر ٹڈکنز نے کہا "مجھے ایک بات سوجھی ہے جس سے اُسے اپنے گھر کی تنہائی سے باہر نکالا جا سکتا ہے۔"

"کیا؟" ورنن نے ذرا گھور کر اپنے بدمعاش ساتھی کو حیرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا

"ہاں مجھے" مردہ فروش نے بڑے سکون کے لہجہ میں جواب دیا "اگر چند منٹ کیلئے میری اس کی تنہائی میں دو دو باتیں ہو جائیں تو میں جو کچھ کہتا ہوں۔ اُسے کر کے دکھا دوں گا۔"

"نہیں نہیں . . . غیر ممکن باتیں نہ کرو۔ یہ تو بالکل ہی فضول دعویٰ ہے۔" ورنن کہنے لگا

ٹڈکنز نے جھلا کر جواب دیا "میں کہتا ہوں اس میں کوئی بات غیر ممکن یا فضول نہیں۔"

ورنن نے اور بھی زیادہ متعجب ہو کر کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ مردہ فروش عموماً کسی ایسی بات کی ڈینگ مارنیکا عادی نہیں جسے وہ کر کے نہ دکھا سکتا ہو۔ کہا "آخر تم اس بارہ میں کونسا طریقہ اختیار کرو گے؟"

ٹڈکنز کہنے لگا "یہ میرا اپنا معاملہ ہے۔ اور وہ بجائے خود اتنا اہم ہے کہ اس وقت سے لیکر اگلے مہینے کے اخیر تک بھی تم سوالات کئے جاؤ۔ تو میں اس راز کو ظاہر نہ ہونے دوں گا۔ یہ میرا ہمیشہ کا قاعدہ ہے۔ اور میں اب بھی اس پر عمل کروں گا۔ جو کچھ میں اب کہنا چاہتا ہوں۔ وہ صرف یہ ہے کہ ایک بار مجھے تنہائی میں اُس سے ملوا دو۔ پھر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ کہ سوائے اس حالت کے کہ وہ سخت بیمار ہو۔ آج ہی کھانا کھانے کی میز پر تمہارے پاس آ بیٹھے گی۔"

"بڑا عجیب معاملہ ہے۔" ورنن نے کہا "یا تو تم کسی طرح اُسے مرعوب کرنا چاہتے ہو . . . لیکن ٹھیرو میں تمہیں بتا سکتا ہوں۔ وہ ایسی عورت نہیں ہے جسے خالی خولی باتوں سے ڈرایا جا سکے"

مردہ فروش سرد مہری سے کہنے لگا "مسٹر ورنن ان باتوں سے کیا حاصل ہے۔ آزمانا چاہو تو کام میرے ذمہ ڈال دو۔ مرضی نہ ہو تو نہ سہی۔ ناحق غیر ضروری سوالات سے مجھے پریشان نہ کرو۔"

گلبرٹ کچھ دیر تک سوچ میں پڑا رہا۔ پھر آہستگی سے کہنے لگا "ٹڈکنز واللہ تم کوئی عجیب ہی آدمی ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ تم بے مطلب بات منہ سے نہیں نکالتے۔ خیر اگر تمہیں اس

بات کا یقین ہے کہ اس کام میں ضرور کامیابی حاصل کر لو گے ۔ ۔ ۔ اگر اس کارروائی سے سارے معاملہ کے بگڑنے کا احتمال نہ ہو تو ۔ ۔ ۔"

"میں ایسا ہی احمق نہیں ہوں" مردہ فروش نے غرا کر کہا

ورنن بولا "اچھی بات ہے میں تم دونوں کی ملاقات کرا دیتا ہوں"

چنانچہ بظاہر بلا تامل مگر باطن میں کسی قدر اندیشہ کے ساتھ اس نے میز پر بیٹھ کر اپنا بھاوج کے نام ایک رقعہ اس مطلب کا لکھا کہ میں فرصت کے وقت آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔

اس کے گھنٹہ بھر بعد لیڈی ریورنسورتھ تنہا ایک نشستگاہ کی طرف روانہ ہوئی۔ الزاسڈن نے اس ملاقات پر جس کا مسٹر ورنن نے تقاضا کیا تھا۔ اس خیال سے کسی قسم کا اعتراض نہ کیا کہ ایسا نہ ہو انکار سے ورنن کے دل میں اس کا شبہ پیدا ہو جائے۔ کہ فریق ثانی چوکنا ہو چکا ہے۔ خود ایڈلین بھی اس درخواست سے ناراض یا مضطرب نہ تھی کیونکہ جب سے مسٹر ورنن کے نوکر کو دیکھ کر معلوم کیا۔ کہ یہ مردہ فروش ہے۔ وہ سخت پریشانی کی حالت میں تھی اور چاہتی تھی۔ کسی طرح مسٹر ورنن سے مل کر اس بارہ میں مزید حالات معلوم کر سکے چونکہ اس کا ضمیر گنہگار تھا۔ اس لئے دل میں یہ خیال جاگزین ہو گیا کہ ٹڈکنز کو ضرور معلوم ہو گیا۔ ریونسورتھ ہال میں ہی اس کے ہاتھوں قتل کی وہ واردات ہوئی تھی۔ جس کا میں خود ذریعہ بنی۔ کبھی یہ خیال اس کے دل میں بزور پیدا ہوتا۔ اور کبھی وہ یہ سوچ کر اپنے دل کو تسلی دیتی کہ میں نے اس قسم کی احتیاطیں کی تھیں۔ کہ میرا راز کسی طرح پر اس پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔

اس وقت نشستگاہ کی طرف جاتے ہوئے وہ اپنے دل میں سوچنے لگی "اگر وہ خوفناک شخص اس حقیقت سے واقف ہو جائے۔ تو میں بالکل ہی اس کے بس میں ہو جاؤں۔ اور بالکل ممکن ہے وہ اس کا ذکر ورنن سے بھی کر دے جس کا نتیجہ ۔ ۔ ۔ اُف میں اس خیال کو اپنے دل میں لاتی ہوئی کانپتی ہوں ۔ ۔ ۔ الٰہی میری زندگی کس عذاب میں بسر ہوتی ہے لڈیا ہچنسن تیرا انتقام دوسری دنیا سے بھی میرا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اور اب میں پھر اپنے دیور کے سامنے آنے والی ہوں ۔ ۔ ۔ مگر اچھا ہے کہ یہ ملاقات ہو جائے اس سے میرے بہت سے تکلیف دہ شبہات رفع ہو جائیں گے۔ اگر ٹڈکنز اس حقیقت سے واقف ہو چکا ہے تو اس کا بھی مجھے علم ہو جائے گا۔ اور اگر اب تک اسے علم نہیں ہوا تو مجھے اطمینان ہو جائے گا۔ کہ

آئندہ بھی وہ اس راز کو معلوم نہ کر سکے گا۔ اس لئے اب لازم یہی ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے پورے استقلال سے کام لوں۔ بس اب چند ہی منٹوں میں میری قسمت کا فیصلہ ہوا چاہتا ہے۔ مجھے معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں ورنن اور اس خوفناک شخص کے اختیار میں ہوں یا میرا راز اب تک ان سے محفوظ ہے۔ اور اگر وہ واقعہ میں اب تک محفوظ ہوا۔ تو پھر وہ آئندہ بھی محفوظ رہیگا۔ کیونکہ وہ بدمعاش مجھے صرف آواز سے پہچان سکتا ہے۔ اور اس کا میں ہمیشہ خیال رکھوں گی۔ کہ اس کے سامنے بات کرنے کی نوبت نہ آئے۔ میں اپنے راز کو محفوظ رکھنے کی خاطر اپنے کمرہ ہی میں رہا کروں گی۔ یا اس مکان کو چھوڑ کر جہاں رہتے ہوئے صدہا خوفناک باتوں کی یاد دل میں تازہ ہوتی ہے۔ کسی طرف کو چلی جاؤں گی۔"

اس طرح کی باتیں سوچتی ہوئی لیڈی ریونسورتھ نشستگاہ میں داخل ہوئی۔ اس کا چہرہ سنگ مرمر کی طرح سپید تھا۔ اور یہ سفیدی اس سیاہ ماتمی لباس کی وجہ سے اور بھی نمایاں صورت اختیار کر چکی تھی۔ جو اس نے پہنا ہوا تھا۔

اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح اکثر امرا کے مکانات میں عموماً سجے ہوئے کمروں کے اندر دیکھنے میں آتا ہے۔ ریونسورتھ ہال کی نشستگاہ کے ایک حصہ میں پردہ لٹکا ہوا تھا۔ اور اس پردہ کے پیچھے ایک اور دروازہ تھا۔ جس میں از خود بند ہونے والے کواڑ لگے ہوئے تھے۔ یہ دروازہ ایک کمرہ کے ساتھ ملتا تھا۔ جس کے آگے برآمدہ تھا۔ اور یہیں سے ان شاندار کمروں کی طرف جانے کا راستہ تھا۔ جنہیں خاص خاص تقریبوں پر کھولا جاتا تھا۔

جب ایڈلین کمرہ کے اندر داخل ہوئی۔ تو گیبرٹ ورنن جو پہلے سے موجود تھا صوفہ سے اٹھکر ملاقات کے لئے آگے بڑھا۔ اور گہری دوستی کے انداز سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ "مجھے کل یہ سنکر بہت فکر ہوئی۔ کہ آپ کا مزاج ناساز ہے۔ اور اس لئے آپ کمرہ سے باہر نہ آسکے۔ فرمائیے اب طبیعت کا کیا حال ہے؟"

ایڈلین نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑاتے ہوئے کیونکہ اگرچہ وہ اپنے آپ کو بظاہر سنبھالتی تھی۔ تاہم اس شخص سے چھونے سے بھی سخت نفرت تھی۔ جسے وہ اپنے شوہر کا قاتل اور اپنے شیر خوار بچے کا جانی دشمن سمجھتی تھی۔ کہا "مسٹر ورنن میری طبیعت اب بھی اچھی نہیں ہے"

گلبرٹ نے اپنی بڑی بڑی بھوری آنکھیں متجسسانہ طریق سے اُس کے چہرہ پر گڑو کر گو وہ اُس کی نگاہوں سے بچنے کی کوشش کرتی رہی۔ کہا "ایڈیلین کیا بات ہے تم مجھ سے یوں سرد مہری سے پیش آتی ہو؟ کیا میں نے تمہیں ناراضگی کا موقعہ دیا ہے؟ یا میرا یہاں رہنا ہی تمہیں ناگوار معلوم ہوتا ہے؟"

لیڈی ریونسورتھ نے جواب دیا "میں تسلیم کرتی ہوں کہ اپنے عزیز شوہر کے انتقال کے بعد میں اس ہال میں محض اس لئے ٹھیری تھی۔ کہ کچھ عرصہ تنہائی میں رہنا اور سوسائٹی سے بچنا مطلوب تھا۔ ورنہ آداب تہذیب اس بات کی اجازت دیتے ہیں اور طبیعت ہی اس بات کو چاہتی ہے کہ میں لوگوں سے خوشی کے ساتھ ملوں"

ورتن نے اپنا ہونٹ کاٹ کر کہا "کیا آپ مجھے جو آپکے مرحوم شوہر کا حقیقی بھائی ہوں ایک معمولی مہمان . . . ایک اجنبی سمجھتی ہیں۔ حالانکہ آپ کا کوئی رشتہ دار آپ کی خدمت کیلئے اس قدر آمادہ اور آپ کا رفیق بننے کا خواہشمند نہ ہوگا۔ جتنا میں ہوں"

ایڈیلین نے یہ دیکھکر کہ ورتن نے کوئی تیز طریقہ اختیار کرنے کی بجائے مصالحت کی کوشش کرنا ہے کہا "میرے مرحوم شوہر نے اپنے سارے معاملات کا انتظام ایسے طریق پر کیا تھا کہ سوائے ٹرسٹیوں کے کسی اور کی مداخلت غیر ضروری ہے"

گلبرٹ کہنے لگا "پھر اگر آپ میری مداخلت کو بھی بے جا سمجھتی ہیں۔ تو بہتر ہے میں آئندہ اپنی موجودگی سے آپ کو تکلیف دینے کا موجب نہ بنوں گا" یہ کہکر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا کمرہ سے اسی راستے باہر چلا گیا۔ جس سے لیڈی ریونسورتھ اندر داخل ہوئی تھی۔

"خدا کا فکر میرا اور محفوظ ہے" ایڈیلین نے ورتن کے باہر جانے کے فوراً ہی بعد خوشی سے دونوں ہاتھ ملا کر کہا۔ اور وہ خود بھی اٹھ کر باہر جانے کو تھی۔ کہ وہ پردہ جو کمرہ کے ایک طرف لگا ہوا تھا۔ یکایک ہلا اور ہٹتا نظر آیا۔ اس نے خوف زدہ ہو کر ادھر کو نظر ڈالی اور اس کے ساتھ ہی ہیبت اور اضطراب کا کلمہ اس کی زبان سے نکل گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے وہی شیطان مجسم انسان مردہ فروش کھڑا تھا +

جلد چہاردہم ختم ہوئی

منزل مقصود

ولیم لکیو کے بینظیر پُراسرار ناول "ہنڈاپ" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

یہ اس مصنف کا بہترین ناول ہے جسے پڑھکر ولایت اور ہندوستان کے اخبارات عش عش کر گئے۔ ذرا ان کی رائیں ملاحظہ کیجئے۔

ولایت کے اخبارات

ڈیلی اکسپرس۔ اتنا حیرت خیز کہ شروع سے آخر تک منہ کھلا رہ گیا۔

ایوننگ ٹائمز۔ اسرار، عجائبات اور لرزہ خیز واقعات کا مجموعہ۔۔۔ یہ ناول بہترین تصنیف ہے

سکاٹسمین۔ ایک اور پُراسرار فسانہ جس سے مصنف کی حیرت خیز قوت اختراعی کا ثبوت ملتا ہے

ڈیلی کرانیکل (نیوکیسل)، اتنا دلچسپ جتنا کوئی ناول ہو سکتا ہے۔

سنڈے ٹائمز۔ مسٹر لکیو صیغہ جرم میں معلومات کے قاموس ہیں۔ یہ ناول ان کی تحریر کا استادانہ نمونہ سمجھا جائے گا۔

ہندوستان کے اخبارات

بندے ماترم لاہور۔ ولیم لکیو یورپ اور امریکہ میں پُراسرار فسانہ نویسوں کے بادشاہ کے لقب سے مشہور ہے۔ اس کے فسانے جن کے کئی کئی ایڈیشن لاکھوں کی تعداد میں چھپتے ہیں صرف چند ماہ میں ہاتھوں ہاتھ بک جاتے ہیں۔ منزل مقصود ایک پُراسرار فسانہ کی حیثیت سے اس کا بہترین ناول ہے جس میں ہر باب کے خاتمہ پر بجائے انکشاف کے اسرار کی پیچیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ اس فسانہ میں بدمعاشوں نے ہیرو کو اذیت دینے کا جو طریقہ اختراع کیا ہے اس کا خیال ولیم لکیو جیسے قابل فسانہ نویس ہی کو آ سکتا تھا۔ ترجمہ کی صحت سلامت اور ڈاری کے لئے منشی تیرتھ رام صاحب ایڈیٹر رسالہ ترجمان کا نام معتبر ضمانت ہے جو یورپ کے مشہور فسانہ نگاروں کی ڈیڑھ درجن سے زیادہ تصانیف کے ترجمے کر کے پبلک سے خراج تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

سیاست لاہور "ہشٹ اپ" ولیم لکیو کا ایک مقبول ناول ہے مسٹر تیرتھ رام
فیروزپوری نے اس ناول کا اردو ترجمہ کر کے اردو علم ادب میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔ ولیم لکیو
انگلستان کا ایک زبردست افسانہ نگار ہے اور پراسرار افسانہ نگاری کا بادشاہ تسلیم کیا جاتا ہے
اس کا ناول اس قدر دلچسپ ہوتا ہے کہ اگر شروع کر دیا جائے تو بغیر ختم کئے چھوڑنے کو
طبیعت نہیں چاہتی۔ وہ ایک زبردست سیاح ہے اور متواتر سفر کرتا رہتا ہے۔ تمام دنیا کے ممالک
کی سیر کی۔ چوروں، ڈاکوؤں اور پولیس کے حالات سے خاص طور پر واقفیت رکھتا ہے اس
کے لئے تصنیف کا کوئی وقت مقرر نہیں جب اور جہاں طبیعت چاہی کتاب لکھنا شروع کر
دیتا ہے۔ اگر وہ آج اپنی تیز رفتار موٹر میں بیٹھ کر بلاد یورپ کی سیر کرتا ہے۔ تو کل کسی افسانے
کے لئے مضمون حاصل کرنے کی غرض سے بلغاری چوروں میں مل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس
کا ناول نہایت دلچسپ ہوتا ہے۔ جس واقعہ کو لکھتا ہے ہو بہو اس کا نقشہ آنکھوں کے
سامنے پھر جاتا ہے۔ مقامی خصوصیات، تمدن و معاشرت۔ وضع قطع گفتگو۔ ہر بات حقیقی
ہوتی ہے۔ اس کے ناولوں کے ذریعہ سے انسانی زندگی کے متعلق بیش بہا تجارب حاصل
کئے جا سکتے ہیں۔ مترجم کی سعی ہر طرح قابل داد ہے۔ زبان طرز ادا۔ کاغذ۔ کتابت طباعت
سب باتیں اچھی ہیں۔

ان مبصروں کی رائے کے بعد یہ کتاب ہمارے ہاتھوں کسی مزید تعریف کی محتاج نہیں
آپ اسے سراغرسانی کے عام اصولوں کی داستان یا حسن و عشق کی سرگذشت خیال
کریں۔ یہ اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے جس کی نظیر پیشتر کبھی آپ نے اردو میں نہیں دیکھی۔
عاشق و معشوق کے درمیان لحد فاصل ہے۔ دیکھئے کس طرح وہ ایک دوسرے کو
چاہتے ہوئے آپس میں نہیں مل سکتے۔

پراسرار ناولوں میں لاجواب — خوفناک جرائم کی تاریخ میں بے نظیر

ولایت کے رسالہ میڈم نے اس کے مصنف کو پراسرار ناولوں کا بادشاہ مانا ہے

۲۵۰ صفحات سے زیادہ میں مکمل قیمت عہ خرچ ڈاک ۵ر

ساڑھے سات روپیہ سالانہ چندہ ادا کر کے ایسی کتابوں کو ارزاں قیمت پر خریدنے کا گر سیکھئے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۴ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت مدیہ ۲ محصول ڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ر علاوہ محصول ڈاک ہے۔

لال برادرس، ۷، پارسنز روڈ نولکھا لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۱۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (سلسلہ ثانی)	" (۲۵ حصے)	"	۲۶۶۴	[illegible]
پیری سائیڈ	باپ کا قاتل (۶ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب بلہوری	۵۲۵	[illegible]
سمیسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۳۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے ڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲ر
لیلی یا سٹار آف سنگریلیا	فسانہ الہ دین و لیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۷	[illegible]
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲ر
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشیدت صاحب عابر	۱۴۴	۱۲ر
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نارائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
نیکرومینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
ویگز دی وہرولف	ویگز ونسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۹۱	[illegible]
کینتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
الفرڈ	شاد کام	منشی امجد حسین خانصاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد دین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
نیگ ڈچس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
فشر مین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	۸ر

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

[illegible]

سلسلہ اول

جلد ماسٹر دوم

فسانہ لندن

ترجمہ مسٹرز آف لندن

مصنفہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشرز

لال برادرس

اشاعت ثانی

قیمت ۱۲/

فسانہ لندن

۷۰۶۹

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۱۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے۔ اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و تمول کے بے شمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت مطابق ہے۔ مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے زیادہ قیمت ۸؍ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس، پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سلسلہ اوّل

فسانہ لندن

جلد پانزدہم

پہلا باب — خوفناک ملاقات

ڈاکٹر نے جس کے ہیبت ناک چہرہ پر استہزا کی مسکراہٹ نمودار تھی۔ لیڈی ریونسورتھ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ "بیگم صاحب مجھ سے آپ یوں خوف زدہ نہ ہوں۔ میں آپ کو کھا تو نہ جاؤنگا۔"

ایڈیلین نے اپنی آواز بدلکر اس خوف کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے جو اس نئے خطرہ کی بدولت اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا چلا کر کہا۔ "بدبخت! یوں منہ اٹھائے کسی کے نجی مسکن میں گھس آنا کیا معنی رکھتا ہے؟"

ڈاکٹر ایک خوفناک شیطانی قہقہہ لگا کر کہنے لگا۔ "آہ! میڈم آپ اتنی سی بات پر ناراض ہو رہی ہیں کہ میں نے اپنا ناچیز وجود آپ کے سامنے پیش کیا۔ بہرحال آپ یہ تو نہیں جتلانا چاہتیں کہ اس تمام کارروائی کے اندر جس میں ہم نے حصہ لیا تھا آپ مجھ سے ناواقف ہیں؟"

"ناواقف!" ایڈیلین نے بڑی زیرکی سے جو خود اسے متعجب کر دینے والی تھی۔ چلا کر کہا۔ "میں

میں تم سے ناواقف ہوں۔ اور صرف اس حیثیت سے جانتی ہوں۔ کہ تم سٹرورن کے نوکر ہو مگر دیکھنا اس گستاخانہ سلوک کے لئے میں تمہاری کیسی گت بنواتی ہوں۔"

مرد عفروش پر اس دھمکی کا سوائے اس کے کچھ اثر نہ ہوا۔ کہ اس کی گستاخی ایک قدم اور بڑھی۔ اور وہ پرسکون لہجہ میں کہنے لگا۔ "میں شروع میں ہی سمجھ گیا تھا۔ تم بڑی ہوشیار عورت ہو۔ مگر اطمینان رکھو مجھے بھی اپنی تیز فہمی پر ناز ہے۔ اگرچہ اس وقت تم نے اپنی آواز بدلی ہوئی ہے۔ اور گو تم میرے مکان پر اپنا خوشنما چہرہ نقاب سے ڈھک کر آئی تھیں۔ لیکن تمہارے قد تمہارے اطوار غرض ہر بات سے مجھے اس کا یقین ہو چکا ہے۔ کہ میں اور لیڈی ہیوٹسورتھ پرانے آشنا ہیں۔ تم مجھے سولی پر بھی چڑھوا دو۔ تو بھی کہتا جاؤنگا۔"

"نہیں غلط فہمی ہوئی ہے ... سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔" ایڈیتھ وحشیانہ انداز سے چلائی۔ "میں ہرگز تم سے واقف نہیں ہوں۔ اور اس رات سے پہلے کہ تم اس مکان میں لائے گئے میں نے کبھی تمہاری صورت بھی نہیں دیکھی۔ اس لئے امان چاہتے ہو تو اس مضمون بک بک کو چھوڑ کر فوراً ہی اس کمرہ سے نکل جاؤ۔"

مرد عفروش کمینہ قہقہہ میں کہنے لگا۔ "جلا بھنے دیکھ کر میرے حواس پر بیہوشی کون سوار ہوتا۔ میگ صاحبہ کو لانے کے لئے جاؤ میں نے جو بات معلوم کرنی تھی معلوم کر لی۔ اس میں سرمو فرق نہیں۔ تمہارا گذشتہ حاضر دسی کے وسط میں ایک رات جب تم مجھے اس مکان میں لائی تھیں۔ تو میری آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی تاہم میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ اس باغ کو بھول جاؤں جس میں [illegible] یا اس چھوٹے دروازہ کو بھلا دوں جو اس عمارت کے بغیر دوسرے [illegible] یا اس کمرہ کے محل وقوع کو نہ سمجھ سکوں۔ جہاں [illegible] وہ واقعہ [illegible] ہیگم صاحبہ [illegible] میری موجودگی میں قتل [illegible] جس وقت [illegible] اس مکان میں قدم رکھا۔ اسی وقت میرے دل میں شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اور [illegible] کے بعد جب مگدس نے لڈیا بچپن نامی ایک عورت کے اس مکان میں [illegible] ذکر چھیڑا تو ..."

"تمہاری باتیں میرے لئے سراسر بیہودہ فہم ہیں۔ لیڈی [illegible] غضب ناک لہجہ میں [illegible] کی آواز اور اس کے چہرہ کے تاثرات سے یہ بات [illegible] کہ

وہ بناوٹ سے کام لے رہی ہے۔ یہ سچ ہے کہ لڈیا ہچنسن میری ایک خادمہ گذشتہ فروری میں فرار ہو گئی تھی۔ اور اگر تمہیں اس کی نسبت کچھ حال معلوم ہو۔۔۔"

مردہ فروش نے بے صبری سے اپنا پاؤں فرش زمین پر مارا اور کہنے لگا "شیطان کی قسم کیسی بھولی بنتی جا رہی ہو! کیا تم یہ کہنا چاہتی ہو۔ کہ وہ عورت لڈیا ہچنسن ہی نہ تھی جسے تم نے اپنے کمرہ میں میرے ہاتھوں گلا گھونٹ کر مروایا تھا؟"

"بدمعاش! شیطان!" ایڈلین نے اپنی نشست سے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور اب اضطراب کی حالت میں وہ زیادہ عرصہ تک اپنے لہجہ کو بدلا ہوا نہ رکھ سکی۔ "تم یہ مجھ پر کیا الزام لگا رہے ہو؟" اس وقت ایڈلین کے چہرہ پر بدترین اور نہایت خوفناک جذبات نمایاں تھے جو اس کی بیوگی کی ماتمی پوشاک سے اختلاف عظیم پیش کرتے تھے۔

مردہ فروش وحشیانہ لہجہ میں کہنے لگا "الزام تم پر بھی وہی ہے۔ جو میں خود اپنے اوپر لگاتا ہوں۔ لیکن اگر اب بھی تمہارا اطمینان نہ ہوا ہو۔ اور کسی مزید ثبوت کی حاجت ہو۔ تو آؤ میں تمہیں اس تالاب پر لے چلتا ہوں جس میں لڈیا ہچنسن کی لاش پڑی سڑ رہی ہے۔ کل میں نے پھرتے پھرتے اسے بھی دیکھ لیا تھا۔"

جب مردہ فروش ایڈلین کے آخری سوال کا جواب دینے لگا۔ تو ایڈلین کے چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار تھے۔ اور رخسار سرخ ہو رہے تھے۔ مگر جوں جوں وہ مزید کلمات زبان سے نکالتا گیا۔ وہ سرخی بتدریج اڑتی گئی۔ اور اس کی بجائے زردی۔۔۔ لاش کی سی زردی چھا گئی۔ اور آخر وہ بے بس ہو کر صوفہ پر گر پڑی۔

مردہ فروش اس حالت کو جس تک اس نے گنہگار عورت کو پہنچا دیا تھا۔ اطمینان کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا۔ "دیکھ لیا! مجھے یقین تھا۔ میں تم سے ساری بات منٹوں میں نکلوا لوں گا سنو جیسے۔ تمہارے اس طرح خوف زدہ ہونے کی حاجت نہیں۔ کیونکہ میں اس معاملہ کا خود اپنی ذات کسی سے ذکر نہ کروں گا۔ میں بے اس۔ راز کو تمہارے دیوار و زمین سے بھی پوشیدہ رکھوں گا۔ کیونکہ میرا یہ اصول ہے کہ جس شخص کا کام کرے اس کا راز دوسرے پر کبھی ظاہر نہیں کرتا۔"

جس وقت وہ یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ لیڈی ریونسورتھ نے اس کے چہرہ پر ایک نظر ڈالی۔ اور اس کے آخری اطمینان دہ لفظوں کا سہارا لے کر کہنے لگی "سچ کہتے ہو تم نے مسٹر ورنن کو

اس کا ذکر نہیں کیا؟"

"بالکل نہیں" ڈاکٹر کہنے لگا۔ "بھلا مجھے اس کی کیا ضرورت تھی؟ تمہارا راز فاش کرنے سے مجھے اس سے انعام تھوڑا مل سکتا ہے؟"

"پھر آخر اس ملاقات کے دوران میں جو میرے اور اس کے درمیان ہوئی۔ تم یہاں کیونکر آ گئے؟" ایڈیلین نے دردناک جذبات سے زیر اثر گلوگیر آواز سے پوچھا۔ "کیا اسے تمہاری موجودگی کا علم نہ تھا؟"

ڈاکٹر کہنے لگا "بیگم صاحب۔ اسے میری موجودگی کا علم تو تھا۔ لیکن یہ اسے معلوم نہیں کہ میں کس لئے آپ سے ملنا چاہتا تھا۔" اب اس نے پھر کسی قدر ادب کا لہجہ اختیار کر لیا تھا

"یہ غلط ہے! تم مجھے دھوکا دیتے ہو!" ایڈیلین اضطراب اور بے صبری کی حالت میں کہنے لگی

مردہ فروش بولا۔ "نہیں میڈم بالکل نہیں۔ میں ایسا کم ظرف نہیں ہوں۔ کہ ناحق بھی کسی کو دھوکا دیتا پھروں۔ بات دراصل یہ ہے کہ آپ کے دیور کو یہ جگہ پسند آ گئی ہے۔ اور اس کا ارادہ چند ہفتے یہاں ٹھیرنے کا ہے۔"

"یہ اس کی بڑی عنایت ہے۔" ایڈیلین نے تلخی کے لہجہ میں کہا۔

مردہ فروش کہنے لگا "لیکن وہ کھانا کھانے کے وقت دسترخوان پہ تنہا بیٹھنا ناپسند کرتا ہے۔ ایسے موقعوں پر عورت کی موجودگی دسترخوان کی زیبائش سمجھی جاتی ہے۔ وہ کھانا کھانے بیٹھتا ہے تو کوئی دوسرا بات کرنے والا نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ آپ کی صحبت کا خواہشمند ہے اور چونکہ وہ نہیں جانتا تھا۔ آپ کو کس طرح اس بات پہ آمادہ کرے۔ اس لئے میں نے سوچا۔ کہ ان تعلقات کی بنا پہ جو میرے اور آپ کے درمیان ہیں۔۔۔"

"تعلقات! لیڈی ریونسورتھ نے نفرت کے لہجہ میں کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ اور وہ کچھ کم تھوڑی ہیں۔" ڈاکٹر نے چہرہ پہ شیطانی مسکراہٹ کے آثار پیدا کرتے کہنے لگا۔ "خیر آپ سے مجھے فقط اتنی درخواست کرنا ہے کہ مہربانی سے نشستگاہ میں اور دسترخوان پر گاہ بگاہ تشریف لاتے رہئے۔ اپنی طرف سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ مسٹر ورن سے لڑیا ہچکچن کی نسبت ایک لفظ بھی نہ کہوں گا۔"

ایڈیلین کے چہرہ پر پھر غصہ کی سرخی پھیل گئی۔ اور وہ کہنے لگی "کیا تم ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے دل میں اس خیال کو جگہ دے سکتے ہو۔ کہ میں اس طریقہ پہ تمہاری بات ماننے کو

آمادہ ہو جاؤں گی؟"

"اوہ! اس کا مجھے پورا اطمینان ہے۔" ٹڈکنز نے سرد مہری کے ساتھ کہا۔ "اور یقین رکھو جو کچھ میں کہتا ہوں اسے کر کے بھی دکھا دیا کرتا ہوں۔ اس لئے اگر آپ نے میری بات نہ مانی تو۔۔۔"

"تو کیا ہوگا؟" ایڈلین نے اضطراب کی حالت میں پوچھا۔

"یہی کہ کل رات کی طرح میں پھر لڈیا ہچنسن کی لاش کو تالاب سے نکال کر کنارے پر ڈال دوں گا۔۔۔"

"خداوندا تیری پناہ!" ایڈلین نے چیخ کر کہا۔ "ہائے تم یہ کیا کہہ رہے ہو!"

ٹڈکنز بولا۔ "میں یہ کہتا ہوں کہ جب میں نے نوکروں کی زبانی سنا۔ آپ کے جواہرات کا ڈبہ غائب ہو گیا ہے۔ تو مجھے شبہ پیدا ہوا۔ آپ نے اسے اس لئے گھونا گوارا کر لیا ہے کہ لوگ سمجھیں لڈیا ہچنسن اسے لیکر بھاگ گئی ہے۔ میں نے سمجھا غالباً وہ بھی تالاب ہی میں ملیگا۔ چنانچہ میں نے کل رات لاش کو پانی سے باہر نکالا۔ اور۔۔۔"

"بس! بس!" ایڈلین نے پر دہشت لفظوں میں کہا۔ "بس کرو۔ تم مجھے دیوانی کر دوگے۔"

"بالکل نہیں میڈم بالکل نہیں۔" ٹڈکنز نے جواب دیا۔ "آپ جیسی ہوشیار اور مستقل مزاج عورت کو اس طرح گھبرانا نہ چاہیئے۔ مجھے اس ڈبہ کی تلاش تھی۔ اور۔۔۔"

"اور کیا؟" ایڈلین نے اس قسم کی آواز میں پوچھا گویا اس کا کلیجا گھٹا جا رہا ہو۔

"اور وہ مجھے مل گیا۔" مردہ فروش نے جواب دیا۔ "لیکن اسے حاصل کر کے میں نے لاش کو پھر تالاب میں پھینک دیا۔ اور وہ اسی جگہ سڑتی رہے گی۔ سوائے اس حالت کے کہ آپ مجھے مجبور کریں۔ میں اسے دوبارہ نکال کر یہاں اس محل میں لے آؤں۔"

"نہیں! ہرگز نہیں!" لیڈی ریونسورتھ نے چیخ کر کہا۔ "اگر تم ایسا خوفناک فعل کروگے تو میں اسی وقت جان دیدونگی۔ میں اپنے سینہ میں خنجر گھونپ کر مر جاؤں گی۔ یا اس کھڑکی کے راستہ نیچے پتھروں پر کود کر خودکشی کر لوں گی۔ اس لئے اے خوفناک آدمی ایسی ہیبت ناک باتیں نہ کرو۔ ورنہ تم سچ مچ مجھے دیوانی بنا دوگے۔ ہاں اگر تمہیں روپیہ کی ضرورت ہے۔۔۔ اگر تم روپیہ کی تلاش میں یہاں آئے ہو۔ تو جو کچھ مطالبہ ہے لو اور فوراً اس مکان سے نکل جاؤ۔"

ٹڈ کنز بولا "نہیں میڈم یہ تجویز میرے حسب حال نہیں۔" پھر وہ ایک ہلکا سا قہقہہ لگا کر کہنے لگا "جب تک میرے آقا مسٹر ورنن کی مرضی ہو۔ میں یہیں ان کے ساتھ رہونگا۔"

"مگر تمہارے آقا کا اس جگہ کیا کام ہے؟ . . . وہ کیا شرارت سوچ رہا ہے! . . . وہ کیوں ناحق میرے سامنے آتا ہے؟" ایڈلین نے یہ سارے سوالات جلد جلد پوچھے۔

مردہ فروش کہنے لگا "ان باتوں کا میں کچھ جواب نہیں دے سکتا۔ میں جس مطلب کے لئے یہاں تمہارے پاس آیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے کمرہ کو چھوڑ کر اس قسم کا دستور العمل اختیار کرو۔ جو کسی گھر کی مالکہ کو زیب دیتا ہے۔ آئندہ . . . نہیں آئندہ کس لئے آج ہی سے دسترخوان کی میز پر بیٹھنا شروع کر دو۔ اور یاد رکھو اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو میں شیطان اور اس کے دوزخ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ آج ہی شام کو تالاب کی طرف سیر کرنے نکل جاؤنگا۔ اور وہاں سے یہ چلاتا ہال کی طرف دوڑا آؤنگا۔ کہ میں نے پانی کی سطح پر کسی انسان کا ہاتھ نکلا ہوا دیکھا ہے۔"

یہ دھمکی آمیز کلمات کہکر مردہ فروش جلد جلد قدم اٹھاتا کمرہ سے باہر چلا گیا۔ لیڈی ریونسورتھ نے اپنا ہاتھ پیشانی پر پھیرا۔ اور انتہائی اضطراب کے لہجہ میں کہنے لگی "الٰہی یہ کیا آفت ہے! میں دیوانی ہو جاؤنگی! . . . ضرور دیوانی ہو جاؤنگی!"

دوسرا باب — فرشتہ نیکی

لیڈی ریونسورتھ اور مردہ فروش کی ملاقات کے پاؤ گھنٹہ بعد الزا سڈنی کونٹین کا پیغام پاکر اس کمرہ میں جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اور جس میں ان دونوں کی ملاقات ہوا کرتی تھی داخل ہوئی۔ وہاں اسے یہ دیکھکر بہت حیرت ہوئی کہ کونٹین کے چہرہ پر خوف اور دہشت کے آثار نمودار ہیں۔ اور وہ بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر پھر رہا ہے اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ آنکھیں وحشت کے ساتھ ادھر ادھر حرکت کر رہی تھیں۔ اور مجموعی طور پر اس کی حالت اس شخص کی تھی جس نے کوئی بھیانک نظارہ دیکھا ہو یا کوئی خوفناک واقعہ اس کے سننے میں آیا ہو۔

الزا نے دروازہ بڑی احتیاط کے ساتھ بند کر کے نوکر کی طرف بڑھ کر پوچھا "کونٹین

کیا بات ہے۔ تم اتنے مضطرب نظر آتے ہو؟"

"اوہ میڈم! اوہ مسٹر بوفورٹ!" کونٹین نے انتہائی ذہنی اذیت کی حالت میں دونوں ہاتھ ملا کر کہا۔ "آپ کے حکم کے مطابق جاسوسی کا فرض ادا کرتے ہوئے مجھے ایک بڑا ہی خوفناک راز معلوم ہوا ہے! اے رحم خدا کیا یہ گھر ہر قسم کے شیطانی جرائم کا مرکز بن چکا ہے؟ کیا اس گھر کی ہوا قاتلوں کے کثیف سانس سے بالکل ہی ناپاک ہو چکی ہے! مجھے تو اس کے ہر در و دیوار کے پیچھے تباہی نظر آ رہی ہے! افسوس یہ مکان جو کبھی ہر قسم کی راحت اور برکت کا مسکن تھا ایسا ملعون ہو چکا ہے کہ اگر اس کی اینٹ سے اینٹ بج جائے۔ اگر یہ بالکل مسمار ہو جائے۔ تو بھی بیجا نہیں!"

الزا کہنے لگی "کونٹین میں خود تمہاری باتوں سے خوف زدہ ہو گئی ہوں۔ آخر بیان تو کرو۔ معاملہ کیا ہے؟"

خادم نے زیادہ قریب ہو کر سرگوشی کی آواز میں کہا۔ "میڈم کبھی یہ واقعہ آپ کے سننے میں آیا ہے کہ قریباً دو مہینے گذرے اس گھر کی ایک خادمہ لڈیا ہچنسن غائب ہو گئی تھی؟"

الزا نے جواب دیا۔ "ہاں آج ہی صبح نرس مجھ سے اس بارہ میں کچھ بیان کر رہی تھی۔ مگر لیڈی ریونسورتھ نے جلدی ہی گفتگو کا رخ پلٹ دیا!"

"اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں۔" کونٹین کہنے لگا۔ "ہائے افسوس! میں اب بھی اس کی ملازمت میں ہوں جس کے ہاتھوں ایسے خوفناک فعل کا ارتکاب ہوا!"

الزا بے صبری کی حالت میں کہنے لگی۔ "کونٹین تم کچھ کیفیت تو بیان کرو۔ معلوم ہوتا ہے تم کسی خوفناک راز سے واقف ہو چکے ہو۔ لیکن مجھے اس کے متعلق شش و پنج کی حالت میں کیوں رکھتے ہو؟"

کونٹین نے کہا۔ "میڈم میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں۔ مجھے آپ سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھنی چاہیئے۔ مگر آہ! آپ یہ سن کر کیا خیال کریں گی۔۔۔ آپ کا طرز عمل اس وقت کیا ہوگا۔ جب یہ معلوم کریں گی کہ جس کی خاطر آپ گلبرٹ ورنن کی سازشوں کا مقابلہ کر رہی ہیں یعنی لیڈی ریونسورتھ۔۔۔ ہاں لیڈی ریونسورتھ۔۔۔!"

"لیڈی ریونسورتھ کو کیا ہوا؟" الزا نے گھبراہٹ کی حالت میں پوچھا۔

"وہ مجرم ہے!۔۔۔ وہ قاتل ہے!" کونٹین نے جواب دیا۔ اور یہ خوفناک الفاظ کہہ کر وہ سر

پاؤں تک کانپ اٹھا۔

"اُف! میں یہ کیا سنتی ہوں!" الزا نے جس کے رخساروں کی رنگت زرد ہو گئی تھی۔ حیرت زدہ ہو کر کہا "نہیں ہرگز نہیں۔ ایسا ہونا غیر ممکن ہے۔ کونٹین تمہیں دھوکا ہوا ہے۔ تم اپنے ان لفظوں کو واپس لو۔۔۔"

خادم نے افسردگی کے لہجہ میں کہا "اے کاش مجھے دھوکا ہوا ہوتا مگر افسوس جو کچھ میں نے سنا اور جس صفائی سے سُنا۔ اس کے بعد کسی شبہ کی مطلق گنجائش نہیں۔ ہاں مسز بوفورٹ وہی خاتون جس کی آپ اتنی وفاداری سے خدمت کر رہی ہیں۔ غریب لڈیا ہچنسن کی قاتل ہے!"

الزا شدتِ بہت مضطرب ہو کر کہنے لگی "کونٹین بلاشبہ یہ گھر جرائم کا مرکز ہے۔ مگر یہ تمہیں یہ خوفناک واقعہ معلوم کیونکر ہوا؟"

خادم نے عرض کیا "میری طبیعت اتنی پریشان ہے کہ خیالات کا سلسلہ قائم نہیں رہتا۔ لیکن جہاں تک میرا حافظہ مدد دیتا ہے۔ میں آپ کو ان حالات سے واقف کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے۔ قریباً دو گھنٹے ہوئے وہ بدمعاش ڈنکنز اپنے آقا کی طرف سے بیگم صاحب کے نام ایک رقعہ لایا تھا جس کے جواب میں بیگم صاحب نے کہلا بھیجا۔ میں گھنٹہ بھر بعد مسٹر ورنن سے نشست گاہ میں ملوں گی"

"ہاں بے شک یہ ملاقات میری ہی مرضی سے ہوئی تھی" الزا کہنے لگی۔

کونٹین نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا "آپ کے زیر ہدایت میں ہر وقت اس ڈنکنز کو نظروں میں رکھتا ہوں۔ چنانچہ جب بیگم صاحب اور مسٹر ورنن کی ملاقات کا وقت قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ ڈنکنز بھی ورنن کے ساتھ نشست گاہ کی طرف ہو لیا۔ یہ واقعہ مجھے عجیب معلوم ہوا۔ اور اس لئے میں اس کمرہ سے باہر والے کمرہ میں جس کے اور اس کمرہ کے درمیان صرف ایک دروازہ حائل تھا۔ چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ ڈنکنز پردے کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ کیونکہ جس وقت بیگم صاحب اور ان کے دیور میں چند معمولی باتیں ہو چکیں۔ اور مسٹر ورنن کمرہ سے چلا گیا۔ تو ڈنکنز یکایک اس پردہ کے پیچھے سے نکل آیا اس کے بعد جو نظارہ پیش آیا۔ سیدم اُسے میں قیامت تک نہ بھولوں گا۔ میں ایک درز میں سے ساری کیفیت دیکھتا اور تمام گفتگو سنتا رہا۔ ڈنکنز کمبخت بیگم صاحب

سے بڑے گستاخانہ لہجہ میں مخاطب ہوتا تھا۔ اور کچھ دیر تک بیگم صاحب نے لڈیا ہچنسن کے قتل کی سازش سے انکار کی کوشش کی۔ مگر آخر کار انہوں نے اسے مان لیا۔۔۔ تسلیم کر لیا۔۔۔"

الزا بڑی افسردگی کے لہجہ میں کہنے لگی "افسوس اُس عورت کی حالت بڑی قابل رحم ہے یہی وجہ تھی کہ وہ راتوں کو آرام سے سو نہ سکتی تھی۔ اسی لئے اس کی آنکھوں سے وحشت برستی تھی۔ اسی لئے اُس کے انداز میں اضطراب پایا جاتا تھا۔"

کونٹین نے کہا "میڈم وہ لڈیا ہچنسن ہی کی لاش تھی۔ جسے کل رات اُس بدمعاش نے تالاب سے نکالا جس کو روپیہ دے کر بیگم صاحب نے اس کے قتل پر آمادہ کیا تھا۔"

اس کے بعد خادم نے اس گفتگو کی مفصل کیفیت بیان کی۔ جو مردہ فروش اور لیڈی ریونسورتھ کے درمیان ہوئی تھی۔ اور یہ بھی بتایا کہ اس نے یہ لاش کس غرض سے پانی میں سے نکالی تھی۔

ساری کیفیت سنکر الزا بہت خوفزدہ ہوئی اور کہنے لگی "اب یہ بات صاف طور سے ثابت ہو گئی کہ وہ جواہرات کا ڈبہ ہی تھا۔ جسے ڈکنز نے درخت کے نیچے دفن کیا۔"

کونٹین نے کہا "آپ کا خیال درست ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ آئندہ اس معاملہ میں آپ کا طرز عمل کیا ہوگا؟ مجھ سے پوچھئے تو میں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ میں ایک گھنٹہ کے اندر اندر جرائم کے اس خوفناک مرکز سے چلا جاؤں گا۔"

الزا استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی "تمہاری مرضی۔ لیکن میرا طرز عمل یہ نہ ہوگا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ لیڈی ریونسورتھ کا جرم نہایت خوفناک ہے لیکن میرے دل میں اس بات کا حوصلہ نہیں۔ کہ اُسے دشمنوں کے رحم پر چھوڑ کر چلی جاؤں۔ ضرور کوئی خاص سبب ہی اس قسم کا پیش آیا ہوگا۔ کہ اُس نے اُس خادمہ کے متعلق ایسی انتہائی کارروائی اختیار کی۔ ورنہ معمولی حالات میں وہ اُسے بڑی آسانی سے موقوف کر سکتی تھی۔"

کونٹین بولا "میڈم مجھے اس جرم کا راز کسی حد تک معلوم ہے۔ اور میرے خیال میں وہ قیاس جو میں نے اس بارہ میں سوچا ہے غلط نہیں ہو سکتا۔ بات یہ ہے کہ ایک دن رات کے وقت بیگم صاحب نے ایک شخص کرنیل چولمونڈلے کو اپنے کمرہ میں خفیہ طور پر داخل کیا تھا۔ اور اس واقعہ کا علم لڈیا ہچنسن کو ہو گیا تھا۔۔۔"

"اوہ! یہ دوسرا جرم ہے!" الزا شدنی کانپ کر کہنے لگی "مگر باوجود اس کے میں اس گنہگار مصیبت زدہ عورت کا ساتھ چھوڑ کر نہیں کی جا سکتی۔ نہیں کم از کم اس کے شیر خوار بچہ کی خاطر میں اسے دشمن کی سازشوں کا مقابلہ کرنے میں مدد دوں گی۔ یہ فرض موجودہ حالات میں اس لئے اور بھی زیادہ اہمیت اختیار کر چکا ہے کہ اگر گلبرٹ ورنن کو اس کے جرائم کا علم ہو گیا۔ . . اگر بدمعاش ٹڈکنز نے لیڈی ریونسورتھ کا راز اپنے آقا پر ظاہر کر دیا تو وہ تمہاری بیگم پر اپنی گرفت اور بھی زیادہ مضبوط کر کے اپنی سازشانہ چالوں میں جلد تر کامیابی حاصل کر لے گا۔"

کونٹن الزا شدنی کے اس فیصلہ سے سخت متعجب ہو کر پوچھنے لگا "میڈم کیا آپ ان قاتلوں کے درمیان رہنا منظور کریں گی؟ کیا آپ اس گھر میں رہنے کی جرأت رکھتی ہیں۔ جس میں ورنن اپنے بھائی کا قاتل . . . لیڈی ریونسورتھ اپنی خادمہ کی قاتل . . . اور ٹڈکنز پیشہ ور قاتل یہ تین مجرم رہتے ہیں؟ کیا آپ ایسے خوفناک شخصوں کی صحبت میں ایک دن گذارنا بھی ممکن سمجھتی ہیں؟"

"ہاں اس لئے کہ یہ فرض میں نے از خود اپنے اوپر لیا ہے" الزا نے جواب دیا "اگر میں آج خاندان ریونسورتھ کے وارث کو دشمنوں کے رحم پر چھوڑ کر چلی جاؤں۔ تو اس کی زندگی ایک مہینہ بھر سلامت نہ رہے گی۔ اور اس کی ماں ان خوفناک شخصوں سے اتنی مرعوب ہو گی کہ اگر بچہ کو اس کی نظروں کے سامنے بھی قتل کر دیا جائے۔ تو وہ کسی سے اس واقعہ کا ذکر نہ کر سکے گی۔"

کونٹن اس انداز سے گویا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہو۔ کہنے لگا "بیشک بچہ کی حفاظت اہم فرض ہے۔ اس کے علاوہ میرا آقا ہمیشہ مجھ سے مہربانی کے ساتھ پیش آتا رہا۔ میں نے برسوں اس کا نمک کھایا ہے۔ اور اس کی ملازمت میں رہ کر اس قدر روپیہ فراہم کر چکا ہوں جو میرے بڑھاپے کیلئے کافی ہے۔" پھر وہ یکایک الزا کی طرف مخاطب ہو کر بولا "میڈم آپ کی نیک مثال مجھ پر رائگاں نہ جائے گی۔ میں بھی آپ کے ساتھ یہیں ٹھیرتا اور آپ کے احکام کی تعمیل منظور کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ جیسی خاتون کے اعتماد کے قابل بننا بھی مجھ ایسے حقیر شخص کے لئے باعث فخر ہے۔"

"اوہ! کسی نیک اور پاکباز عورت کے اپنے اوپر کوئی تکلیف دہ لیکن مفید فرض کو از خود

لے کر آئے سر انجام دینے کی مثال کا اخلاقی اثر کتنا زبردست ثابت ہوتا ہے! اگر اس شخص کو جواب اس معزز خاتون کے قتل کو محسوس اور محسوس کر چکا تھا اس بات کا علم ہوتا کہ جس کی موجودگی میں اس وقت کھڑا ہوں۔ کسی زمانہ میں ایک تاج شاہانہ اس کے سر پر رہ چکا تھا اور اب تک شاہی خطاب حاصل ہے۔ گو وہ اسے استعمال نہیں کرتی۔ ہاں اگر اسے ان باتوں کا علم ہو جاتا تو وہ ضرور ایک ایسی نیک نہاد اور رحمدل خاتون کے قدموں میں گر جاتا۔

اڈوانائل کے بعد کیپٹن بلیک کو مخاطب کر کے بولا "کیپٹن تمہارا یہ قصد کہ تم اپنے مرحوم آقا کے بچے کی حفاظت کے لئے یہاں ٹھہرنا منظور کرتے ہو۔ ہر طرح باعث فخر ہے۔ چونکہ تم میری اعتماد کے مستحق ہو اس لئے میں نہیں بھی بتا دیتا ہوں۔ کہ لیڈی ریونسورتھ کے متعلق آئندہ میرا طرز عمل کیا ہوگا۔ اس کے خاندان۔ اس کے متوفی شوہر کی یاد اور اس کے معصوم بچے کی خاطر میں اس کا راز محفوظ رکھوں گی۔ اور اسے ان خوفناک نتائج سے بچانے کی کوشش کروں گی جو نہیں انصاف ایک ایسے بھیانک جرم کے عوض جیسا اس نے مرتکب ہوا طلب کرتا ہے۔ میں اس بات پر ہرگز رضامند نہیں ہو سکتی۔ کہ میری بدولت میری ہمجنس عورت پھانسی پائے۔ اس لئے میں یہ واقعہ موزوں طریق پر آہستہ آہستہ اس کی نظروں میں لاؤں گی میں اس سے درخواست کروں گی۔ کہ تم بارگاہ خدا میں دعا کیا کرو۔ اور اس قادر مطلق سے جو توبہ کرنے والوں کو ہر وقت اپنے رحم کے سایہ میں لینے پر آمادہ ہے۔ خواہ ان کا جرم کتنا بھی سیاہ ہو۔ رحم کی التجا کرو۔ میں اس کی ذہنی حالت کو اس نہج پر لانے کی کوشش کروں گی۔ کہ وہ اس گناہ عظیم سے پورے طور پر توبہ کر سکے۔ جس کا بوجھ اس کی روح پر پڑا ہوا ہے۔"

کیپٹن بلیک اس لہجہ میں جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس نیک نہاد خاتون کا تہ دل سے ممنون ہے کہنے لگا "مسٹر ڈم اگر اس عالم میں آپ جیسی چند ہستیاں اور ہوں تو مجھے یقین ہے دنیا میں فیصلہ خانوں۔ فوجداری عدالتوں اور جلادوں کی ضرورت باقی نہ رہے۔"

اڈوانائل پرتاثر لہجہ میں بولی "کونٹین اصلاح سزا سے بہرحال بہتر ہے۔ مگر اب تم جاؤ میرے لئے غالباً یہ تاکید کرنا بے سود ہوگا کہ تم نے صبح کے خوفناک واقعہ کا ذکر کسی شخص سے نہ کرنا اور اس کے متعلق کامل خاموشی سے کام لینا۔"

نوکر نے کہا "مسٹر آپ جس طرح حکم دیں۔ میں عمل کرنے کو حاضر ہوں یقین رکھیے

خواہ ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔ میں آپ کے احکام سے سرِ مُو انحراف نہ کروں گا۔"

الزا کہنے لگی "میں تمہارا ان اطمینان دہ الفاظ کے لئے شکریہ ادا کرتی ہوں لیکن جدا ہونے سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کیا تم ایک اور کام میں جو نہایت رنج دہ لیکن ضروری ہے اور جو بعض حالات کی بدولت پیش آگیا ہے۔ مدد دینے کو تیار ہو؟"

کوچمن کہنے لگا "بیگم صاحب آپ جو کچھ حکم دینا چاہیں فرمایئے۔ مجھے تعمیل ارشاد سے انکار نہ ہوگا۔ کسی حد تک میں سمجھ بھی گیا ہوں۔ کہ آپ کا مطلب کیا ہے۔"

الزا نے آواز دبا کر بزور دار لفظوں میں کہا "کوچمن اُس بدنصیب مقتول کی لاش کو اُس تالاب میں پڑے ہوئے سڑنے نہ دینا چاہیئے۔"

نوکر کہنے لگا "میں سمجھ گیا تھا۔ آپ کا منشا کیا ہے۔ خیر آج رات کو میں اسے وہاں سے نکال کر کسی جگہ دفن کر دوں گا۔ اگرچہ یہ کام نہایت خوفناک اور بہت ہی رنجدہ ہے۔"

الزا نے کہا "اس افسوسناک کام میں میں خود تمہیں مدد دوں گی۔ نہیں تم اعتراض نہ کرو کیونکہ میں اس کا مصمم ارادہ کر چکی ہوں۔ آج رات گیارہ بجے میں تم سے باغ میں اُس پھاٹک کے قریب ملوں گی۔ جس سے ہو کر کھیتوں کی طرف راستہ جاتا ہے۔ تم نے ضروری اوزار مہیا رکھنا۔ باقی رہا اُس جواہرات کے ڈبے کا معاملہ۔ میرے خیال میں وہ جہاں ہے وہیں پڑا رہنے دو۔ اور اُس خوفناک شخص کے لئے چھوڑ دو۔ جواب زیادہ عرصہ تک اپنی سفاکیوں سے نوع انسان کو بدنام نہ کر سکے گا۔ کیونکہ وہ اور اُس کا آقا اکٹھے ہی زیر حراست کر لئے جائیں گے اور ایک ہی وقت ان دونوں کی سازشوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔"

کوچمن کہنے لگا "میڈم میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ بلاشبہ اُس ڈبہ کا دوبارہ لیڈی یونسورتھ کے قبضہ میں جانا خود اُن کے لئے غیر محفوظ ہے۔"

اس گفتگو کے بعد کوچمن چلا گیا۔ اور الزا ایڈلین کے کمرہ کی طرف واپس آئی۔

یہاں جو نظارہ پیش آیا۔ وہ بجائے خود نہایت رنج دہ اور پریشان کن تھا۔ سب سے پہلے الزا نے نرس کو بچہ سمیت کسی بہانہ سے مکان کے اس حصہ کے ایک اور کمرہ میں بھیجدیا اور اس کے بعد جب وہ اور ایڈلین دونوں رہ گئیں۔ تو اُس نے اُس بدنصیب عورت کے روبرو بڑی آہستگی اور ملائمت کے ساتھ یہ بات ظاہر کی۔ کہ اس خوفناک جرم کا علم مجھے بھی ہو چکا ہے۔ جس کی بدولت لڈیا ہچنسن کی زندگی کا خاتمہ ہوا۔ فرض

نہایت تکلیف دہ تھا۔ مگر الزائے اسے بڑی نرمی سے جقیقی عیسائیت کی مخیرانہ سپرٹ میں لیڈی ریونسورتھ کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے سرانجام دیا۔ ایڈلین کے ساتھ اس کی گفتگو اس منتقم شخص کی حیثیت میں نہ تھی۔ جو رہ کر قانون کی دھمکیاں دے یا کسی مجرم کو حوالہ انصاف کرنے پر آمادہ ہو۔ نہیں بلکہ یہ گفتگو اس قادر مطلق کے سچے پرستار کی حیثیت میں تھی۔ جسے رحم اور انصاف دونوں پر قدرت حاصل ہے۔ بدنصیب ایڈلین کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ اس کی سہیلی نہ صرف افشائے راز یا بدنامی یا سوسائٹی کے فرض کے بہانہ سے اس کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کی خاطر دعا کرنے تسکین دینے اور اس کے جرم کو چھپانے کے لئے تیار ہے۔ آخر کار جب لیڈی ریونسورتھ کی طبیعت کافی طور پر سکون پذیر ہو چکی۔ اور پہلا خوفناک صدمہ جو اس گفتگو کی بدولت پہنچا تھا۔ رفع ہو گیا تو اس نے لڈیا ہچنسن کے ساتھ اپنے تعلقات کی ساری تفصیلات جو ناظرین کو معلوم ہیں اور شروع سے آخر تک اپنی ساری سرگذشت صحیح طور پر بیان کی۔ اس نے کسی بات کو بھی چھپا کر نہ رکھا۔ کیونکہ الزائی بے نظیر فیاضی کو دیکھ کر ایڈلین کے دل میں فطرت نسوانی کے متعلق بہترین خیالات پیدا ہو چکے تھے۔

ہرچند کہ قتل کا جرم بجائے خود اس قدر بھیانک ہوتا ہے کہ اسے ہلکا کرنے کیلئے کوئی بھی عذر معقول نہیں سمجھا جا سکتا۔ تاہم جب لیڈی ریونسورتھ کی ساری سرگذشت پر بڑے سکون کے ساتھ غور کیا گیا۔ اور یہ بات پیش نظر رکھی گئی۔ کہ لڈیا ہچنسن نے اپنے طرز عمل سے لیڈی ریونسورتھ کو دیوانگی کی حد تک پہنچا دیا تھا۔ غرض یہ کہ جب ان تمام حالات پر جن کی بدولت اس کی عقل میں فتور واقع ہونا قدرتی تھا۔ غیر جانب داری سے غور کیا گیا۔ تو الزائے شدنی جیسی فہیم عورت کو تسلیم کرنا پڑا۔ کہ اگر کبھی کسی جرم کی اہمیت کو کم کرنے کا کوئی عذر موجود ہو سکتا ہے۔ تو وہ نسل انسانی کی تاریخ کے اس نہایت رنجدہ واقعہ میں موجود ہے۔

اوہ! اس وقت ایڈلین کے دل میں سچی اور ناقابل بیان شکرگذاری کے کیسے عظیم جذبات موجود تھے۔ جب اس نے دوڑ کر ہو کر اس فرشتہ نیکی کے قدموں میں اپنا سر جھکایا۔ جسے قادر مطلق نے اس کے پاس اس غرض سے بھیجا تھا۔ کہ وہ اسے بتائے کہ اس دنیا میں بڑے سے بڑے خطاوار مجرم اور سخت تر گنہگار کیلئے بھی امید عفو باقی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آسمان پر ننانوے ایسے شخصوں کے افعال سے جنہیں کبھی توبہ کی ضرورت نہیں پڑتی اتنی خوشی نہیں ہوتی جس قدر ایک گنہگار کی توبہ سے ہوتی ہے۔

گفتگو کے خاتمہ پر الزا کہنے لگی "ایڈلین تم مجھ سے کہتی ہو میں تمہیں چھوڑ کر، تمہارا ساتھ ترک کر کے اپنے مکان کو واپس نہ چلی جاؤں۔ مگر اطمینان رکھو کہ اس قسم کا خیال ہرگز میرے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ جہاں دوا کا کام ہو وہیں طبیب کی موجودگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ کوئی طبیب اپنی سلامتی کے خیال سے بیماری سے ڈر کر وہاں سے چلا جائے تو وہ ہرگز اس نام کا مستحق نہیں۔ کیونکہ اس کی خدمات کی صحیح مستحق بیماروں کو نہیں بلکہ بیماروں کی کہ ضرورت ہے۔ اگر دولتمند آدمی ان لوگوں کو خیرات دینا چاہے جو اس کے دروازہ پر کھڑے ہیں تو یہ خیرات ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ کیونکہ دینا تو اس کا ان لوگوں کو چاہیے جن کی شکل سے ظاہر ہے کہ اگر یہ دولت نہ دیں گے تو ان کا مرنا ہے۔ اور جو اس کی امداد کے مستحق ہیں انہیں اپنی بیماری سے بیخبر رکھنا ایڈلین تمہارے اس کا اندیشہ نہیں کہ تمہارے گناہ کی چھوت مجھے لگ جائے گی۔ ہرگز نہیں بلکہ اس کے برخلاف میں اس کوشش میں رہوں گی کہ تمہارے دل سے بھی دور کرنے کی کوشش کروں گی۔ تم بہت پریشان خاطر ہو۔ تمہاری حالت قابل رحم ہے۔ اور اس لئے تم ہمدردی اور آسائش کی مستحق ہو۔ تم اس بات کا خیال بھی نہ کرو کہ میں تمہارا ساتھ چھوڑ دوں گی۔ بالکل نہیں۔ کیونکہ جتنی زیادہ تم خطا وار ثابت ہوتی ہو جس قدر زیادہ تمہاری حالت رنجیدہ ہے۔ اسی قدر وہ رشتہ جو مجھے تمہارے ساتھ وابستہ کئے ہوئے ہے زیادہ مضبوط ہوتا جا رہا ہے۔"

لیڈی ارسولا ڈنوگرانٹ نے جن سے الزا شادی سے پیشتر ملی تھی کوئی خط لکھا یہ ممکن ہے کہ اس قسم کا خوشگوار اثر بیکار ثابت ہو۔ ہرگز نہیں۔ ایڈلین کو یہ محسوس کر کے بہت خوشی ہوئی کہ بیدار صرف اس کو معلوم ہے جس نے اس سے واقف ہو کر عہدہ مطالب حاصل کرنے کی کوشش کی۔ الزا شادی اپنی ذہنی قابلیت کی بدولت فوراً ہی اس تمام نئی مشکلات کو سمجھ گئی۔ جو ایڈلین کے جرم کی بدولت پیدا ہو گئی تھیں۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ الزا کا مقصد اس قسم کی مؤثر کارروائی کرنے کا تھا۔ کہ ورنن کے گنہگارانہ زندگی کا ایسے طریق پر خاتمہ ہو جائے۔ جس سے لیڈی ریونسورتھ کا بچہ اپنے خوفناک چچا کے ہاتھوں ہر قسم کے ضرر سے محفوظ رہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی خیال تھا کہ جس وقت ورنن اور اس کے

خوفناک ساتھی کو تباہی کی منزل پر پہنچایا گیا۔ تو ایڈلین کی اپنی سلامتی خطرہ میں ہوگی۔ کیونکہ جب قانون نے انہیں اپنی گرفت میں لیا۔ تو ممکن ہے۔ وہ غصہ میں لڈیا ہچنسن کے قتل کا خوفناک راز ظاہر کردیں۔ اس معاملہ کو الزا اسڈنی نے اچھی طرح پیش نظر رکھا۔ مگر اس نے ایڈلین کو اس قسم کے افشائے راز کے خوفناک نتائج سے بچانے کی ایک اور ترکیب سوچ لی تھی۔ وہ ترکیب کیا تھی۔ اس کا ذکر آگے چل کر آئے گا۔ سردست صرف اتنا بیان کرنا کافی ہے۔ کہ اس کی بدولت اس حکمت عملی میں کسی تبدیلی کی ضرورت پیش نہ آئی۔ جو گلبرٹ ورنن اور ڈیڈ کنز کو ان کے ارادوں میں شکست یاب کرنے اور سزا دینے کے لئے اختیار کی گئی تھی۔

ایک اور اہم اور فوری غور طلب معاملہ یہ تھا۔ کہ اس تقاضے کے متعلق ایڈلین کو کیا مشورہ دیا جائے۔ جو گلبرٹ ورنن نے لیڈی ریونسورتھ سے نشستگاہ اور کھانا کھانے کے کمرہ میں موجود ہونے کے متعلق کیا تھا۔ اور جس میں اسے انیتھنی ڈیڈ کنز نے اس زور سے دھمکی دی تھی۔ بہت کچھ غور و فکر کے بعد آخر الزا نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ ایڈلین ان کی بات منظور کرے۔ چنانچہ وہ کہنے لگی "اگر تم انکار کروگی۔ تو انیتھنی ڈیڈ کنز کی دھمکیوں اور مسلسل عذاب کا سامنا ہوگا۔ اس کے علاوہ ہماری تجویز یہ ہے کہ ورنن کو یہ جاننے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے۔ کہ اس کی سازشوں کے خلاف ہم اپنے طور پر کچھ اور تجویز کر رہے ہیں۔ البتہ جس وقت تم نشستگاہ میں یا کھانا کھانے کی میز پر بیٹھو گی۔ تو میں تمہارے ساتھ رہا کروں گی۔ بہرحال ہمارے لئے ورنن کی بات مان لینے میں ہی بہتری ہے"

ایڈلین نے کہا "میں ہر طرح آپ کے زیر ہدایت چلنے کو تیار ہوں"

اس روز سے یہ انتظام ہوگیا۔ کہ ایڈلین روز شام کو کھانا کھانے کی میز پر موجود ہوتی تھی۔ اس طریق پر وہ وعدہ جو مردہ فروش نے اپنے آقا سے کیا تھا۔ حرف بحرف پورا ہوگیا۔

کھانا کھانے کے وقت ورنن سے جہاں تک ممکن تھا۔ وہ اپنے آپ کو ان دونوں عورتوں کا منظور نظر بنانے کی کوشش کرتا تھا۔ مگر ایڈلین کی طبیعت اس قدر چبھی ہوئی تھی کہ وہ معمولی رسمی آداب کے سوا اس کی باتوں پر کچھ توجہ نہ دیتی۔ اور الزا اسڈنی کی طرف سے اس کے ساتھ محض اس قسم کا سلوک ہوتا رہا۔ جو کوئی ذی رتبہ شخص کسی عام حیثیت کے شخص سے کیا کرتا ہے۔

کھانے سے فراغت پاکر قہوہ نشستگاہ میں لایا گیا۔ جس کے بعد دونوں عورتیں اپنے

کمرہ کو چلی گئیں۔ ان کے جانے پر تنہائی میں ورنن اپنے دل سے کہنے لگا "ایک بات میں تو مجھے کامیابی حاصل ہو گئی یعنی یہ کہ میں نے اپنی بھاوج کو اس کی تنہائی سے باہر نکال لیا۔ اب ایک دو دن کے عرصہ میں میں بچہ کو دیکھنے کی خواہش ظاہر کروں گا۔ مگر سوال یہ ہے کہ ڈاکٹر نے کونسا جادو کیا جس سے ایڈلین سنٹوں میں رام ہو گئی۔ میں اس سوال پر بہت غور کرتا ہوں۔ مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔"

اسی رات کو گیارہ بجے کے قریب الزا سڈنی دبے پاؤں محل سے نکلی۔ اس واقعہ کا علم صرف ایڈلین اور کونٹین کو تھا۔ باغ میں اسے وفادار کونٹین ملا جس کے پاس ایک کانٹا ایک کدال ٹاٹ اور اسی قسم کی ایک دو چیزیں اور تھیں۔ وہاں سے یہ دونوں اکٹھے اس کھیت کو ہو لئے جس میں وہ تالاب واقع تھا جس کے اندر لڈیا ہچنسن کی لاش سڑ رہی تھی۔

کونٹین سہ پہر کے وقت اس مقام کی اچھی طرح دیکھ بھال کر چکا تھا۔ اس نے ایک مقام پر قبر کھودنی شروع کی۔ جو تالاب سے قریباً بیس گز کے فاصلہ پر تھا۔ اور جہاں گھاس اگی ہوئی نہ تھی۔ یہ کام ایک گھنٹہ میں ختم ہو گیا۔ اس کے بعد وہ الزا کو ساتھ لئے تالاب کی طرف بڑھا کانٹے کو پانی میں پھینکا گیا۔ اور حسن اتفاق سے لاش اول مرتبہ ہی اس میں پھنس گئی۔ اسے کھینچ کر کنارہ پر ڈال دیا گیا۔ پھر اس پر وہ چادر ڈالی گئی۔ جو الزا اپنے ساتھ لیتی آئی تھی۔ اور لاش کو قبر تک پہنچایا گیا۔ الزا نے اس بدنصیب کی روح کیلئے دعا پڑھی جسے عیسائیت کے مراسم دفن حاصل نہ ہو سکے تھے۔ اور اس کے بعد کونٹین نے لاش پر مٹی ڈالی۔ فالتو مٹی اس ٹاٹ کے تھیلے میں بھر کر جسے کونٹین ساتھ لایا تھا تالاب میں پھینک دی گئی۔ اور اس طرح لاش کے دفن کا ہر ممکن ثبوت مٹ گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر الزا اور کونٹین محل میں واپس آ گئے۔

دوسرے دن صبح کو حاضری سے فارغ ہو کر الزا سڈنی درختوں کے اس جھنڈ کے پاس گئی جو محل سے تھوڑے فاصلہ پر واقع تھا۔ وہ بظاہر کسی کی آمد کی منتظر تھی۔ چند منٹ کے عرصہ میں ایک گاڑی وہاں آ کر رکی۔ جس میں دو آدمی سوار تھے۔ پہلے فلپو اترا۔ اور اس کے بعد اس نے سہارا دے کر ماہ خاتون کو اتارا۔ الزا ان کے پاس پہنچی۔ اور یہ تینوں درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گئے۔ گاڑی سے اتنی دور جا کر کہ آواز گاڑیبان

کے کانوں تک نہ پہنچتی تھی۔ الزا ٹھیر گئی۔ اور ماہ خاتون سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "مجھے امید ہے۔ تم اتنی انگریزی ضرور جانتی ہو کہ چند منٹ میرے ساتھ ایک نہایت اہم معاملہ پر گفتگو کر سکو۔"

حسینہ نے اس قسم کی انگریزی میں جو مشرقی ملکوں کے رہنے والے کسی اجنبی کیلئے غیر معمولی طور پر صحیح تھی کہا "بیگم صاحب میں آپ کی زبان سے اچھی طرح واقف ہوں۔"

الزا کہنے لگی "اچھا تو میری بات کو غور سے سنو۔ مشرقی سیر و سیاحت کی بعض کتابوں میں میں نے پڑھا ہے۔ کہ ایشیا کوچک گرجستان اور سرکیشیا کے باشندوں کو ایک ایسا طریقہ یاد ہے جس سے کام لے کر وہ تمباکو کی پتی میں کسی ایسے زہر کی آمیزش کر سکتے ہیں۔ کہ اس تمباکو کو پینے سے پینے والے کی صحت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے۔"

"آپ کا خیال بالکل درست ہے۔" ماہ خاتون نے کہا "اور یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ افیون کی قسم کے زہر کو تمباکو کی پتی میں آمیز کرنے کا کام زیادہ تر لونڈیوں سے لیا جاتا ہے۔"

الزا نے پوچھا "تم نے کبھی اس عمل کو ہوتے دیکھا ہے؟"

مشرقی حسینہ کہنے لگی "ہاں بارہا دیکھا ہے۔ میرا باپ گرجستان میں ایک قبیلہ کا سردار تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں سے آنسو کے قطرے یہ نکلے "اس کے پاس بہت سی لونڈیاں تھیں۔ جو اس قسم کا تمباکو تیار کیا کرتی تھیں۔ جب ایرانی حملہ آور میرے والد کی فوج کو پسپا کرتے۔ تو میرے والد اس قسم کے زہریلے تمباکو کو عمداً خیموں میں چھوڑ جاتے تھے۔ بات یہ ہے کہ گرجستان میں دشمن کو زہر دینا خلاف طریق جنگ نہیں سمجھا جاتا۔"

الزا نے پوچھا "اگر اس قسم کا تیار شدہ تمباکو تمہیں دکھایا جائے۔ تو اسے پہچان لوگی؟"

ماہ خاتون نے کہا "جی ہاں فوراً۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ پتی کو جلا کر دیکھا جائے۔ کیونکہ زہر اس قسم کا استعمال کیا جاتا ہے جو بادی النظر میں دکھائی نہیں دیتا لیکن جب تمباکو جلتا ہے۔ تو اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی ماہر کیمیا دان بھی اس وقت تک ایسے تمباکو میں زہر کی موجودگی کو پہچان نہیں سکتا۔ جب تک اسے آگ لگا کر اس کے دھوئیں کو حلق کے اندر نہ لیا جائے۔"

الزا کہنے لگی "کم و بیش یہی خیال مجھے بھی پیدا ہوا تھا" یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنے بٹوے سے تھوڑی سی مقدار اُس تمباکو کی نکالی جسے منونی لارڈ ریونسورتھ پیا کرتا تھا۔ اور اُس کے بعد ایک ڈبیا دیا سلائیوں کی اپنے ہاتھ میں لی۔ تمباکو کی پتی ماہ خاتون کے ہاتھ میں دیکر الزا نے دیا سلائی سُلگائی۔ اور اُس سے تمباکو کو جلایا۔ اس طرح پر جو دھواں نکلا۔ اُسے گرجستانی حسینہ نے سانس کے ذریعہ اپنے حلق میں پہنچایا۔ اور اس کے بعد کہنے لگی "بیگم صاحب اس تمباکو میں زہر کی اتنی بڑی آمیزش ہے کہ کوئی مضبوط سے مضبوط شخص بھی اسے چند مہینے مسلسل استعمال کرتا رہے۔ تو اس کا قبر میں پہنچنا یقینی ہے"

"بس میرا شبہ ٹھیک نکلا" الزا نے آہستگی سے کہا۔

ماہ خاتون سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "اس قسم کے زہریلے تمباکو میں کچھ ایسا نامعلوم سحر ہوتا ہے کہ پینے والے کے دل میں اس کی نہایت زبردست خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ میں نے گرجستان میں بارہا یہ سنا تھا۔ کہ جو لوگ لاعلاج امراض میں مبتلا ہوں جنہیں اپنی زندگی بار نظر آتی ہو۔ وہ جان بوجھ کر اس زہریلے تمباکو کو پینا شروع کر دیتے ہیں"

الزا نے کہا "میں اس تمام کیفیت کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اور معاف کرنا کہ اب تمہاری اپنی نسبت چند الفاظ پوچھنا چاہتی ہوں۔ گو خدا جانتا ہے کہ میرا مقصد نیک ہے۔ کیا بات ہے کہ جب تم نے اپنے والد کا ذکر کیا۔ تو تمہاری آنکھوں سے از خود آنسو بہ نکلے تھے؟"

ماہ خاتون ایک سرد آہ بھر کر بولی "میرا بدنصیب باپ اُس لڑائی میں مارا گیا تھا۔ جو ایرانی فاتحوں کے خلاف میرے والد کے بغاوت کا علم بلند کرنے سے پیدا ہوئی۔ اس لڑائی میں میں کئی اور گرجستانی لڑکیوں کے ساتھ زیر حراست آئی۔ ایرانی سپاہیوں نے ہمیں مفلس بھیجدیا۔ اور وہاں میں ایک ترک سوداگر کے ہاتھ لونڈی کی حیثیت میں بکی۔ وہ مجھے قسطنطنیہ لے گیا۔ جہاں کسی شخص نے مجھے خرید کر ایک انگریز نواب کے ہاں پہنچا دیا۔ بیگم صاحب میں اپنی بدقسمتی پر روتی ہوں۔ کہ انقلاب زمانہ نے مجھے کیا کیا رنگ دکھائے وطن میں میری ماں۔ بھائی اور بہن سب موجود ہیں۔ کئی بار ان کے دیکھنے کو جی بے قرار رہتا ہے مگر کیا کروں مجبور ہوں۔۔۔"

ماہ خاتون نے اپنی ہلکی دردناک آواز میں زندگی کی داستان بغیر کسی تصنع کے

بیان کی تو الزا کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور خود اس کی اپنی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس نے پوچھا "تم چاہتی ہو کہ تمہیں دوبارہ گرجستان بھیجدیا جائے؟"

ماہ خاتون کہنے لگی "بیگم صاحب اگر کوئی میری نصف زندگی لے کر بھی مجھے کسی طرح میری پیاری ماں اور بھائیوں کے پاس پہنچا دے۔ تو میں اس کے لئے تیار ہوں"

الزا نے کہا "میں تمہیں اُن کے پاس پہنچا دوں گی۔ اطمینان رکھو۔ کہ تم بہت جلد اپنے وطن میں پہنچ جاؤ گی۔ فلپو آج ہی میں تمہارے نام ڈاک میں اپنے ساہوکار کی ہنڈی بھیجوں گی۔ اس کا روپیہ لیکر تم نے اس غریب لڑکی کو اس کے وطن میں پہنچا دینا"

فلپو نے عرض کیا "بیگم صاحب میں اسے فرض سمجھوں گا۔ کہ سب سے پہلا جہاز جو لیوانٹ کی طرف روانہ ہو اس پر اسے بحفاظت سوار کرا دوں"

ماہ خاتون اس قدر حیرت زدہ ہوئی۔ کہ پہلے تو اپنے حواس پر شبہ ہونے لگا۔ مگر جب اُس نے دیکھا کہ الزا پوری سنجیدگی سے گفتگو کر رہی ہے۔ تو وہ اپنی محسنہ کے قدموں پر گر پڑی۔ اس نے اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ اس وقت اس کی آنکھوں سے سیلاب اشک بہ رہا تھا۔

الزا نے اسے بڑی ملائمت سے اٹھایا۔ اور اس کے بعد جب گرجستانی حسینہ کی غیبت ذرا سکون پذیر ہوئی۔ تو یہ تینوں گاڑی کی طرف مڑے۔ اس پر دوبارہ سوار ہو کر ماہ خاتون اور فلپو لندن کو واپس چلے گئے۔ اور الزا ریونسورتھ ہال کی طرف لوٹی۔

یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ ماہ خاتون کے متعلق اس نے اپنا وعدہ حرف بحرف پورا کیا۔ اور اس کے دو دن بعد مشرقی حسینہ گریوسنڈ میں ایک جہاز پر سوار ہو کر لیوانٹ کی طرف رخصت ہو گئی۔

نمبر اباب — آخری سازش

الزا سٹدنی کو ریونسورتھ ہال میں آئے قریباً پانچ ہفتے گذر چکے تھے۔ اور اس لئے اب مئی ۱۵۴۷ء کا مہینہ قریب الاختتام تھا۔

ایک دن جب کہ صبح خوشگوار تھی۔ ۹ بجے کے قریب مردہ فروش بڑے اطمینان

کے ساتھ ریونسورتھ ہال میں نوکروں کی نشست گاہ سے اس شخص کے انداز سے باہر نکلا۔ جو پیٹ بھر کر کھانا کھانے کے بعد ذرا ٹہل قدمی کرنا چاہتا ہو۔ گرہال سے تھوڑی دور جاکر اس نے اپنی رفتار تیز کر دی۔ اور جلد جلد قدم اٹھاتا اس شکستہ حال جھونپڑی کی طرف روانہ ہوا۔ جہاں ایک بار پہلے اس کی آنریبل گلبرٹ ورنن سے ملاقات ہوئی تھی۔ یہ بتانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ اس موقعہ پر بھی وہ اس سے ملنے اس طرف آیا تھا۔ لیکن چونکہ ورنن ابھی تک وہاں نہ پہنچا تھا۔ اس لئے ڈکنز نے پہلے اس جھونپڑی کے کھنڈروں کے گرد بڑی احتیاط سے چکر لگایا۔ گویا یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ کوئی غیر تو وہاں موجود نہیں ہے۔ اس کے بعد اینٹوں کے ایک ڈھیر پر بیٹھ کر اس نے جیب سے سگاروں کا بکس نکالا۔ اور ایک نرم ہوا قسم کا سگار سلگا کر بڑے اطمینان کے ساتھ پینے لگا۔ اس کے بعد اس نے دوسرا سگار سلگایا تھا کہ فاصلہ پر اسے ورنن آتا دکھائی دیا۔ لیکن وہ بدستور بڑے اطمینان کے ساتھ بیٹھا سگار پیتا رہا۔ کیونکہ وہ ایسا شخص نہ تھا۔ کہ اپنے آقا کی خاطر رسمی طور پر کھڑا ہونا منظور کرتا خواہ اس کا آقا کوئی شہزادہ ہی کیوں نہ ہو۔

ورنن بالکل قریب پہنچ گیا۔ تو ڈکنز اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "حضرت بہت دیر میں آئے۔ شاید اُن عورتوں کا جی بہلاتے رہے ہوگے؟"

ورنن اس شخص کی طرف سے اس قسم کی قابل نفرت بے تکلفی دیکھ کر بہت آزردہ ہوا مگر اپنے رنج کو چھپانے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا "ہاں میں کسی حد تک اس معاملہ میں کامیاب ہو گیا ہوں" ورنن کو کچھ عرصہ سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ کہ جرم اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں کو ایک ہی سطح پر لے آتا ہے۔ اور اس کے زیر اثر ہو کر کسی مغرور امیر کو بھی کسی گنوار بدمعاش کی گستاخیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔

ڈکنز بولا "شکر ہے کہ اس کھیل کا خاتمہ اب قریب نظر آنے لگا ہے۔ مجھ سے پوچھو تو اس یکسانیت کی زندگی سے طبیعت بیزار ہو گئی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جلد تر معاملہ کا کایا خاتمہ تک پہنچایا جائے۔ لیکن اگر وہ تمہاری تجویز ناکام رہی تو۔۔۔"

"تو پھر کوئی اور اختیار کر لی جائے گی۔ دوسری۔۔۔ تیسری۔۔۔ چوتھی آخر کسی تجویز میں تو کامیابی حاصل ہو گی" ورنن زور دار لفظوں میں کہنے لگا "اب میں نے اس فعل کا اس قدر مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور میں اس وسیع اراضی اور اس شاندار محل پر قابض

ہونے کے لیے اس درجہ آمادہ ہو چکے ہیں کہ اگر اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش میں میری زندگی کو بھی خطرہ ہو تو پروا نہیں۔"

"اسی کا نام حوصلہ مندی ہے۔" ڈاکٹر کنز نے کہا۔ "اور میں اس جرأت کا تہ دل سے معترف ہوں۔ اس کے علاوہ جب تم ایک بار لارڈ ریڈلسورتھ بن گئے۔ تو پھر کون ہے جو ذرا سے شبہ کا اظہار کر سکے۔ خواہ اس کے لیے کتنی ہی زبردست وجوہ موجود ہوں۔"

"یقیناً کوئی نہیں۔" ورنن نے جواب دیا۔ "لیکن تم نے ان کھنڈروں کی دیکھ بھال ہی کر لی ہے؟ ایسا نہ ہو۔ کہیں کوئی چھپ کر ہماری باتیں سنتا رہے جیسا کہ پچھلی مرتبہ ہوا تھا۔۔۔"

ڈاکٹر قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "تم ناحق اضطراب ظاہر کرو۔ میں اچھی طرح دیکھ آیا ہوں۔ آدم زاد کا تو کیا ذکر یہاں میری موجودگی میں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔ البتہ ممکن ہے۔" اس نے مذاقیہ طور پر قہقہہ لگا کر کہا۔ "کوئی شخص اس پیپے میں چھپ کر بیٹھ گیا ہو۔ جو اس دیوار کے اوپر رکھا ہوا ہے۔ کہو تو اوپر چڑھ کر اسے بھی دیکھ آؤں؟"

ورنن سختی کے لہجہ میں کہنے لگا۔ "اس مذاق کو چھوڑو۔ اگر تم نے کھنڈروں کو دیکھ لیا ہے تو بس کافی ہے۔ ہمارے درپیش اضطراری معاملہ ہے کہ ہم اپنا وقت فضول گفتگو میں ضائع نہیں کر سکتے۔ یہ بتاؤ تم نے ان نٹوں سے کہہ دیا ہے کہ انہیں آج شام آنا ہوگا؟"

"پوری تاکید کے ساتھ۔" ڈاکٹر نے اپنے سگار کا خوشگوار دھواں منہ سے نکالتے ہوئے بڑے اطمینان کے ساتھ جواب دیا۔ "وہ سب اس سرائے میں ٹھیرے ہوئے ہیں جو سامنے والی سڑک پر واقع ہے۔ اور جس کا نام تہری کنگس مشہور ہے۔ کل رات میں نے ان کو دو پونڈ رشوت کے طور پر دیئے تھے۔ اب وہ اس رقم سے خراکر رہے ہوں گے۔ دوبارہ تاکید کرنے جانا فضول ہے۔"

ورنن بولا۔ "تم نے ان سے کہہ دیا تھا۔ کہ ہال میں ایک بیمار لیڈی ہے جو تمہارے کھیل دیکھ کر خوش ہوگی؟"

ڈاکٹر بے صبری سے کہنے لگا۔ "جو کچھ میں نے ان سے کہا تھا۔ اس کا ذکر تم سے پیشتر کر چکا ہوں اب ان باتوں کو دوہرانے سے کیا حاصل ہے؟"

ورنن بولا۔ "وہی جو کسی خط کو دوبارہ پڑھنے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا

ہے کوئی بات رہ تو نہیں گئی۔ لیکن تم نے اس کا اطمینان کر لیا۔ کہ وہ ہماری اُن پٹاخوں کو اچھی طرح چلا سکیں گے؟"

ڈکنز نے اعتراضی لہجہ میں کہا" اس میں کس کرامت کو دخل ہے۔ میں ان پٹاخوں کا نمونہ دکھانے ہی کو تو تمہیں یہاں لایا ہوں۔ کہو تو ایک کو چلا کر دکھا دوں؟"

"ہاں اس سے میرا اطمینان ہو جائے گا۔ اور میں جان لونگا کہ پٹاخے کا اثر کیا ہوتا ہے۔ بہرحال ہم اس وقت ہال سے اتنے فاصلہ پر ہیں کہ اُس کی آواز وہاں سنائی نہ دیگی"

ڈکنز بولا" بالکل نہیں اول تو ہم ایک گہری وادی میں کھڑے ہیں۔ دوسرے پہاڑی کی چوٹی پر درختوں کا گھنا جھنڈ ہے تیسرے اگر یہ پہاڑی ہمارے اور ہال کے درمیان واقع نہ بھی ہو تو ہال کی کھڑکیاں چونکہ اس طرف کو نہیں کھلتی ہیں۔ اس لئے آواز چاہے سنائی دے مگر دھواں کسی کو نظر نہ آئے گا"

"ٹھیک ہے" ورنن نے کہا" لاؤ تم ایک کا تجربہ کر کے دیکھو"

مردہ فروش نے جیب سے ایک پٹاخہ نکالا۔ جو کرکٹ کھیلنے کی گیند کے برابر بڑا تھا۔ اور اس کے اوپر کھردرا نیلے رنگ کا کاغذ لپٹا ہوا تھا۔ اپنی جگہ سے اٹھکر اُس نے اُسے زور سے فرش زمین پر دے مارا۔ فوراً ہی اس قسم کی زوردار آواز پیدا ہوئی۔ جیسے بندوق چلتی ہے۔ اور ورنن اور مردہ فروش کے گرد سیاہ گندک آمیز دھوئیں کا کثیف بادل چھا گیا۔ جب رفتہ رفتہ یہ دھواں رفع ہوا۔ تو ورنن کو مردہ فروش کے ہیبت ناک چہرہ پر اطمینان بخش تندی کے آثار نظر آئے۔ اس وقت وہ ورنن کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ آخر فاتحانہ انداز سے ڈکنز نے اس سے پوچھا" کیوں ٹھیک ہے؟"

"بہت ٹھیک" ورنن نے دوسری طرف کو منہ پھیر کر کہا۔ اس وقت اپنے ساتھی کے چہرہ پر اُسے ایسی خوفناک شیطانی جھلک نظر آئی تھی کہ اُسے دیکھ کر وہ خود بھی جو ایک سنگدل مجرم تھا خوف زدہ ہو گیا۔

تھوڑے وقفہ کے بعد ان دونوں بدمعاشوں میں از سر نو گفتگو کا آغاز ہوا۔ مگر اس گفتگو کا تعلق چونکہ اس سنسنی خیز ناٹک کے آخری ایکٹ سے تھا۔ جس کی تفصیلات ہمیں عنقریب بیان کرنی ہوں گی۔ اس لئے سردست ہم اس گفتگو کا جواب اُن کے درمیان ہوئی ذکر کرنا غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ مختصر یہ کہ کم و بیش ایک گھنٹہ اکٹھے رہ کر گاپرٹ ورنن اور

مردہ فروش جدا جدا راستوں سے محل کی طرف لوٹے۔

اُن کے چلے جانے کے پانچ منٹ بعد اُس خالی پیپے کے اوپر جس کا ذکر ڈاکٹر نے واقعیہ لہجہ میں کیا تھا۔ اور جو ایک شکستہ حال دیوار پر پڑا ہوا تھا کسی آدمی کا سر نظر آیا۔ میدان کو خالی پاکر یہ شخص چوکنا ہو اس کے اندر چھپا ہوا تھا۔ آہستگی سے فرش زمین پر کود پڑا۔ یہ ہمارا پرانا دوست جیپسی مور تھا۔

اس جگہ ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ شخص اپنے قبیلہ کے کسی خاص کام پر تھا مندرجہ بالا واقعات کو چھپا رہا تھا۔ راستہ میں وہ دم لینے کی غرض سے ان کھنڈروں میں ٹھیر گیا۔ مگر ٹھیرے ہوئے زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اسے کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ جب اس نے پیپے کے شگاف سے آنکھ لگا کر دیکھا تو اسے معروف مسز مردہ فروش ایک طرف کو جھپٹا کھاتی دیا۔ ایک بار تو اس کے جی میں آئی تھی۔ کہ اس پر حملہ کر کے اسے زیر دست کر لے۔ مگر پھر جب معلوم ہوا کہ ڈاکٹر بار بار ادھر ادھر دیکھ رہا ہے تو مور نے سمجھا کہ یہ ضرور کسی خاص مطلب ہی کیلئے اس جگہ آیا ہے۔ اور چونکہ وہ مردہ فروش کی خصلت سے اچھی طرح واقف تھا اس لئے اسے یہ معلوم کرنے میں زیادہ دقت پیش نہ آئی۔ کہ وہ کام جس کے لئے یہ اس جگہ ٹھیرا ہوا ہے بہر حال نیک نہ ہوگا۔ چنانچہ اس نے اس پر حملہ کرنے کی بجائے مناسب سمجھا کہ غور سے دیکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ جس وقت ڈاکٹر اٹھ کر نصف درجن کے قریب روکھے ہوئے پتے اکٹھے کرنے لگا۔ تو مور بڑی آہستگی اور چستی سے اس پیپے میں چھپ گیا۔ جس کا مردہ فروش مسز ورتن سے ذکر کیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس تمام گفتگو کو جو ڈاکٹر اور ورتن کے درمیان ہوئی پورے طور سے سن سکا۔ مگر جب اس نے اس خوفناک سازش کی تفصیلات سنیں۔ جسے طے کرنے کیلئے یہ دونوں اس جگہ اکٹھے ہوئے تھے تو مارے خوف و ہراس کے اس کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ آخر جب مردہ فروش اور گلبدن ورتن وہاں سے رخصت ہوئے تو مور کر اپنے پوشیدہ مقام سے باہر نکلا۔ پہلے اس نے چاہا کہ بلا توقف تھیٹر میں جا کر اس خاتون سے جو اس کی مالکہ ہے ساری گفتگو جو اس نے سنی ہے بیان کر دوں۔ مگر پھر اس احتیاط کے زیر اثر جو عاقبت اندیش جپسی قوم کا خاصہ ہے وہ ذرا دیر کیلئے بیٹھ کر سارے حالات پر غور کرنے لگا۔ اس سے پہلے ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ زنگاری قوم کے لوگ ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتے۔ کہ کسی مجرم کو سوائے اپنی خاص

عدالت کے کسی اور عدالت میں پیش کرنے کا ذریعہ نہیں۔ مورکر نے سوچا اگر میں نے ان شخصوں کے متعلق مخبری کر دی۔ تو ضرور مجھے عدالت میں شہادت کے لئے اُن کے خلاف پیش ہونا پڑے گا۔ اور چونکہ اپنے باپ شاہ زنگاری کے انتقال پر اسے اپنی قوم پر حکمرانی کرنی تھی۔ اس لئے خیال آیا کہ میرا یہ فعل مجھے اپنے ہم قوموں کی نظروں میں گرانے کا باعث ثابت ہوگا۔ یہ بھی اغلب ہے کہ فیاض منش مورکر پر رچرڈ مارکھم کی صحبت میں رہ کر اُس کی عادات کا جو اثر پڑا تھا۔ وہ اُس کے ان خیالات پر غالب آکر اسے اس بات پر آمادہ کر دیتا کہ مجھے ہر حال میں اپنا اور سوسائٹی کا فرض بجا لانا چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ ہی کچھ حصہ گفتگو کا اُس نے اس قسم کا سنا تھا جس کی بنا پر اُس کو خیال آیا کہ دوراندیشی کی بنا پر ان دونوں بدمعاشوں کو قبل از وقت حوالہ انصاف کرنے سے بہتر یہ ہوگا کہ ان کی سوچی ہوئی سازش کے اثر کو عین اس وقت باطل کیا جائے جب وہ اسے عمل میں لانے لگیں۔ چنانچہ ان بدمعاشوں میں سے ایک نے اثنائے گفتگو میں یہ الفاظ کہے تھے کہ میں اب اس فعل پر اس قدر آمادہ ہو چکا ہوں اور میں نے اس وسیع اراضی اور اُس شاندار محل پر قبضہ کرنے کا ایسا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ اس کوشش میں مجھے اپنی جان تک کی پروا نہیں۔ ان لفظوں کی بنا پر مورکر کے دل میں جو خیالات پیدا ہوئے۔ وہ کم و بیش ویسے ہی تھے۔ جیسے الزاسٹنی کے دل میں اس سے پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ یعنی یہ کہ ان ہر دو بدمعاشوں کے متعلق کوئی کارروائی قبل از وقت کرنا بجائے ان کے منصوبوں کو خاک میں ملانے کے الٹا انہیں کوئی اور انتہائی طریقہ اختیار کرنے پر آمادہ کرنے کا موجب ہوگا۔

ان خیالات کی الجھن میں پھنسا ہوا مورکر اپنے دل سے کہنے لگا "یہ شخص جس نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔ ایک امیر گھرانے کا آدمی اور ایک شیر خوار بچہ کے بعد دوسرے درجہ پر ریو۔ نسورتھ کے خطاب اور اراضی کا وارث ہے۔ بالفرض اب میں اسے حوالہ پولیس کرنے کی کوشش بھی کروں۔ تو یہ کب ممکن ہے کہ اُس کے زبردست انکار کے سامنے مجھ ایسے آوارہ گرد جپسی کی بات کو ایک لمحہ کے لئے بھی قابل یقین سمجھا جائے۔ پھر اگر وہ اس الزام سے بچ نکلا۔ تو کیا وہ اس بچے کی جان پر وار کرنے کا کوئی اور طریقہ نہ سوچ لیگا۔ جو اس کی کامیابی میں حایل ہے۔ نہیں اس سے بدرجہا بہتر یہ ہوگا۔ کہ اس کی تجویز کو بے اثر بنانے کی کوشش کی جائے۔ اور اس کے جرم کا اعلان اس وقت کیا جائے جب میری

شہادت کی تائید میں یہ امر واقعہ بھی موجود ہو۔ کہ اس نے اُس فعل کے ارتکاب کی کوشش کی جس کا اُسے متہم کیا جاتا ہے پس یہی طریقہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس صورت میں قانون اُسے ہمیشہ کیلئے اس مقام سے ہٹا دیگا۔ جہاں اس کی قابل نفرت سازشوں کا جلد یا بدیر معصوم بچہ کیلئے مہلک ثابت ہونا یقینی ہے۔"

کچھ دیر اس قسم کے خیالات سوچنے کے بعد آخر مورکر نے ایک خاص طریق عمل سوچ لیا۔ اور مقہری کنگس نامی سرائے کی طرف جس کا مردہ فروش نے ورنن سے ذکر کیا تھا اور جو وہاں سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ ہولیا۔ وہاں پہنچکر وہ سیدھا شراب خانہ میں داخل ہوا۔ اور نوکر کو تھوڑا کھانا لانے کا حکم دیا۔ میز پر پانچ آدمی بیٹھے ہوئے روٹی اور پنیر کے ساتھ بارکلے اور پرکنز کی ٹربل ایکس شراب پی رہے تھے۔ یہ پانچوں دبلے پتلے لیکن مضبوط کسرتی بدن کے جوان نظر آتے تھے۔ اور انہوں نے پہلوانوں جیسے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ان کے نزدیک بنچ پر چند چھوٹی چھوٹی گٹھڑیاں پڑی تھیں جن کے اندر مورکر کو برجس لمبی جرابیں اور اس قسم کا اور سامان نظر آیا۔ جسے نٹ کھیل کرنے وقت پہنا کرتے ہیں۔ کمرہ کے ایک کونے میں ایک بڑا سا ڈھول اور اس کے قریب ہی بید کی بنی ہوئی ٹوکری جس کے اوپر ڈھکنا لگا ہوا تھا رکھی تھی۔ ان چیزوں کو اور ان شخصوں کی صورت کو دیکھ کر مورکر کو یقین ہوگیا۔ کہ یہی وہ پانچ آدمی ہیں جن کا ورنن اور ڈنکنز کی گفتگو میں ذکر آیا تھا۔ اب سوال ان کی گفتگو میں شریک ہونے کا تھا۔ اور اس میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ کیونکہ دیہات میں اجنبی لوگ موسمی حالات پر رائے ظاہر کرکے آپس میں واقفیت کی بنیاد ڈال لیتے ہیں۔ چنانچہ مورکر نے پورٹ شراب کا نصف گلاس پی کر سرسری طور سے کہا۔" آج کا دن بہت خوشگوار ہے۔"

اُن شخصوں میں سے ایک بولا۔" ہاں آج آسمان پر بادل بالکل نہیں۔ تم کہیں دور سے آرہے ہو؟"

مورکر کہنے لگا۔" ہاں میں خاصہ فاصلہ طے کرکے آیا ہوں۔ اور اب لندن کو جارہا ہوں" پھر اُس نے بڑی لاپروائی سے کہا۔" وہاں لوگوں کو حیرت زدہ کرنا ہے۔"

ٹولی میں سے ایک اور نے پوچھا۔" وہ کس طرح؟ لندن والوں کو حیرت زدہ کرنا سہل کام نہیں۔ اس کے لئے کسی بڑے ہی چالاک آدمی کی ضرورت ہے۔ ممکن ہے تم نے لوگوں کی

قسمت بتانے کا کوئی نیا طریقہ اختیار کیا ہو۔ کیونکہ پرانا تو اب معمولی بات ہو چکا ہے۔"

مورکر ہنس کر کہنے لگا "شائد تم نے یہ سمجھا ہے کہ میں چونکہ جپسی ہوں۔ اس لئے میرا تعلق ان عورتوں سے ہے جو لوگوں کی قسمت بتاتی پھرا کرتی ہیں۔ بے شک میں اپنے زمانہ میں یہ کام بھی کرتا رہا ہوں۔ مگر اب میں نے ایک نیا پیشہ اختیار کر لیا ہے۔ اور شاید تمہیں اس کی کیفیت بتانے میں بھی کچھ عیب نہ ہوگا۔" اس کے بعد وہ ڈھول اور گٹھڑیوں کی طرف پر معنی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "میرا کام بھی کم و بیش اسی قسم کا ہے جیسا تم کرتے ہو۔"

مداریوں میں سے ایک نے پر اشتیاق لہجہ میں کہا "اگر تم نے کوئی نیا کھیل ایجاد کیا ہے۔ تو معقول روپیہ کما لو گے۔ مگر کھیل میں کوئی اچنبھا ہونا چاہیئے۔"

مورکر اسی لاپروائی کے لہجہ میں کہنے لگا "میں اپنے کمال پر فخر تو نہیں کرتا۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو کھیل مجھے یاد ہے۔ اسے انگلستان بھر میں کوئی دوسرا آدمی نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ تم لوگ بھی بظاہر پیشہ ور نٹ ہو۔۔۔"

اس پر دو تین آدمی یک زبان ہو کر اس کا قطع کلام کر کے کہنے لگے "بیشک ہم نٹ ہیں۔ مگر یہ ہمارے لئے شرم کی بات نہیں۔"

"نہیں نہیں" مورکر نے کہا "پیشہ خواہ کوئی ہو معزز ہے لیکن میں یہ کہہ رہا تھا کہ تم لوگ بھی چونکہ نٹ ہو۔ اس لئے تمہیں وہ کرتب بتانا بے جا نہ ہوگا۔ بات یہ ہے کہ میں نے ایک جال اس قسم کا تیار کیا ہے۔ جسے دو لکڑیوں کے سہارے پھیلا دیا جاتا ہے۔ اس میں خوبی یہ ہے کہ جب اسے کسی تاریک کمرہ میں غروب آفتاب کے وقت پھیلایا جائے تو ہزاروں شکلیں آدمیوں۔ جانوروں۔ مچھلیوں۔ پرندوں۔ سانپوں اور دیووں کی نظر آنے لگتی ہیں۔"

"واہ وا!" ایک مداری نے داد دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کچھ بھی نہیں" مورکر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "بڑی خوبی اس جال میں یہ ہے کہ یہ ساری تصویریں چلتی۔ پھرتی۔ اچھلتی۔ کودتی۔ ناچتی۔ اڑتی۔ رینگتی یا تیرتی نظر آتی ہیں۔"

[illegible] میں سے ایک شخص نے یہ کیفیت سنکر اس خیال سے کہ جپسی مذاق کر رہا ہے۔ [illegible] دو کیا بے تکی ہانک رہے ہو۔"

"واہ! اس میں مبالغہ تھوڑا ہی ہے!" مورکر نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "تم اسے

شاید کوئی غیر معمولی بات سنتے ہو۔ مگر ذرا سا سفر میں چند کیمیائی چیزوں میں ملانے سے ایسا کیا جا سکتا ہے دکھیل کر کے دکھاؤں۔ تو تم سب حیرت زدہ ہو کر رہ جاؤ۔"

اس پر وہ شخص جو سب سے آخر بولا تھا۔ پھر کہنے لگا "جو کچھ تم کہہ رہے ہو۔ وہ اگر سچ ہے تو دس پونڈ روزانہ کما لینا کچھ بڑی بات نہیں۔" پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف نظر ڈال کر بولا "مگر اکیلا اس قسم کا کرتب کچھ شان نہیں رکھتا۔ البتہ جو کرتب ہم گروہ کر کے دکھاتے ہیں ان کے ساتھ اسے بھی ملا لیا جائے تو یہ ایک خاص اثر پیدا کر سکتا ہے۔"

مورکر نے کہا "میں خود بھی سوچتا رہا ہوں۔ مگر دقت یہ تھی کہ میں تمہارے طبقہ کے آدمیوں سے زیادہ واقفیت نہیں رکھتا۔۔"

وہی مداری قطع کلام کر کے کہنے لگا "بہرحال اب تو واقفیت ہو گئی۔ اور میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے جیسے باکمال پھرتیلے نٹ تمہیں انگلستان بھر میں نہ ملیں گے۔ بھلا اگر تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ تو۔۔"

مورکر بولا "مجھے اس میں کچھ عذر نہیں۔ مگر میں چاہتا ہوں کہ یہ کھیل لندن کی بجائے ممکن ہو تو پہلے دیہات میں کر کے دکھاؤں۔"

"بیشک پہلے اسے دیہات میں کرنا اچھا ہے گا۔" شخص مذکور نے جواب دیا "اور اگر تم اس کے لئے تیار ہو۔ تو پہلا کھیل آج ہی رات کو ہو سکتا ہے۔ دیکھو وہ سامنے جو بڑا سا محل نظر آتا ہے۔ وہاں آج شام کو ہمارے کھیل ہوں گے۔ چونکہ کھیلوں کا آغاز غروب آفتاب سے نصف گھنٹہ پہلے ہو گا۔ اس لئے ہمارے کھیل ختم ہوتے تک تمہارے لئے کافی تاریکی ہو جائیگی۔ بتاؤ یہ تجویز منظور ہے؟"

مورکر بولا "مجھے کچھ عذر نہیں۔ اس لئے آؤ شرطیں طے کر لیں۔"

پانچوں مداری ایک ایسے ہوشیار آدمی کو اپنی جماعت میں شامل کر کے بظاہر بہت خوش ہوئے۔ اور وہ تھوڑی دیر کے لئے آپس میں سرگوشیاں کرتے رہے۔ گویا شرکت کی شرائط کے سوال کو طے کر رہے تھے۔ مورکر اس اثنا میں کچھ گنگناتا رہا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اسے پروا نہیں۔ معاملہ طے ہو یا نہ ہو۔ مداری اس کی یہ لاپروائی دیکھ کر اور زیادہ مطمئن ہو گئے کہ اسے اپنے کھیل کی کامیابی پر پورا بھروسہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ خواہ کچھ بھی شرطیں ہوں اس شخص کی خدمات ضرور حاصل کی جائیں یہ

سوچکے اُن نٹوں کا سردار وہ مورکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں نے اپنے ساتھیوں سے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر تم منظور کر لو۔ تو ہم اپنی کمائی کا ایک تہائی حصہ تمہیں دے دیں گے"

"مجھے منظور ہے۔ مورکر نے جواب دیا" ہاتھ ملاؤ"

"اور آؤ اس دوستی کو چند جام پی کر مضبوط کریں" نٹوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اس کی نسبت بعد ازاں مورکر کو معلوم ہوا کہ باجہ بجانے والا ہے۔ کیونکہ ڈھول تاشے وغیرہ کا انتظام اُسی کے سپرد تھا۔

اب ہر ایک مداری نے بڑی گرمجوشی سے مورکر سے ہاتھ ملائے۔ اور سب نے ملکر تیز تیز شراب پی۔ مورکر کی بیان کردہ کیفیت سُنکر ہر ایک مداری اس عجیب و غریب جال کو دیکھنے کا خواہشمند ہو گیا تھا۔ جس کی بدولت انہیں معقول آمدنی کی امید پیدا ہو چکی تھی۔ لیکن مورکر کی زبانی انہیں یہ سنکر بہت مایوسی ہوئی۔ کہ اس جال کو اُس کے قبیلہ کا ایک شخص گاڑی میں رکھ کر ایک دن پہلے لندن لے گیا ہے۔ گو یہ افسردگی فوراً ہی رفع ہو گئی جب مورکر نے انہیں اطمینان دلایا۔ کہ میں ابھی لندن جا کر اُس جال کو واپس لاتا ہوں اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم لوگوں کے محل میں تماشہ کرنے کے لئے جانے سے گھنٹہ بھر پہلے میں ضرور یہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس طرح پر معاملات کو طے کر کے مورکر اُن نٹوں سے رخصت ہوا۔ اُسے اپنی تجویز کی کامیابی پر تو خوشی تھی۔ لیکن اس بات کا رنج بھی تھا۔ کہ مجھے ان سیدھے سادے مداریوں کے روبرو اس قدر دروغ بافی کرنی پڑی۔ آخر یہ رنج اس خیال سے دور ہو گیا کہ فرض جو میں نے اپنے اوپر لیا۔ بہت اہم ہے۔ اور اس کے علاوہ اس کا یہ بھی ارادہ تھا کہ اس عجیب و غریب جال کے متعلق مداریوں کو جو مایوسی ہونے والی ہے۔ اُس کی تلافی کے طور پر میں انہیں کوئی معقول رقم دے دوں گا۔

مورکر کے لندن جانے اور واپس آنے کی تفصیلات میں پڑنا بے سود ہے مختصر یہ کہ وہ شام کو چھ بجے کے تھوڑی دیر بعد سرائے میں پہنچ گیا۔ اور اُسے دیکھ کر مداریوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اُس کی واپسی کی تاخیر سے وہ سمجھنے لگے تھے۔ کہ شائد وہ ہم سے مذاق کر رہا تھا۔ مگر ان کے تمام شبہات اُس وقت دور ہو گئے۔ جب انہوں نے جیسی کو ایک لمبا سا آہنی ڈنڈا کندھے پر رکھے اور اس پر جادو کا جال لپیٹے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھا۔

لوہے کا ڈنڈا انگوٹھے کے برابر موٹا تھا۔ مگر جال چونکہ بہت لمبا چوڑا تھا۔ اس لیے اس ڈنڈے کا وزن خاصہ بھاری ہوگیا تھا۔ مداری اس جال کو بڑے اشتیاق سے دیکھ رہے تھے۔ تو اس وقت مور کر مشکل اپنی ہنسی کو ضبط کر سکا۔ کیونکہ جال بالکل معمولی قسم کا تھا۔ جو ندیوں اور چھوٹے دریاؤں میں ڈالا جاتا ہے۔ گو وہ اتنا مضبوط اور فراخ تھا کہ ۱۸ فٹ لمبے ۱۲ فٹ چوڑے کمرہ میں آسانی سے پھیلایا جا سکتا تھا۔ آہنی ڈنڈے کی لمبائی ۱۳ فٹ کے قریب تھی۔ مداریوں میں سے ایک اس سے کہنے لگا "محل کی طرف چلنے سے پہلے یہ جال ایک بار ہمیں دکھا تو دو"۔

مور کر بولا "مجھے اس میں عذر نہیں۔ مگر بہتر ہوگا کہ تم مجھے آدھ گھنٹہ آرام کر لینے دو۔ میں نے آج بہت لمبا سفر کیا ہے۔ اور بیحد تھکا ہوا ہوں۔ تم اپنے استعجاب کو ذرا سی دیر کے لئے ضبط کر سکتے ہو۔ کیونکہ جس طرح میں نے واپسی کے متعلق اپنا وعدہ پورا کیا۔ اسی طرح اس حیرت انگیز جال کے کرتب بھی ضرور کر کے دکھاؤں گا۔ جال بظاہر بالکل معمولی ہے۔ لیکن اس میں وہ سب خوبیاں موجود ہیں۔ جن کا میں نے ذکر کیا تھا یہاں اس کھیل کو کرنے کیلئے کمرہ کو تاریک کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور کھڑکیوں کے آگے کمبل لٹکانے پڑیں گے۔ اس طرح ناحق تضیع اوقات ہوگی"۔

مداریوں میں سے وہ جو باجہ بجاتا تھا۔ اپنے ساتھی سے کہنے لگا "مائیک جانے دو اسے اپنی مرضی کے مطابق چلنے کا موقعہ دینا چاہیئے"۔

مور کر بولا "اب میں ایک خاص شرط پیش کرتا ہوں۔ جس کا میرے کھیل سے تعلق ہے۔ اور وہ شرط یہ ہے کہ جس وقت میں وہ بانس گاڑ دوں۔ جن سے اس جال کو باندھنا مطلوب ہے تو تم میں سے ایک شخص میرے ساتھ رہے۔ اور میری ہدایت کے مطابق کام کرتا رہے۔ کیونکہ میں مناسب موقعہ دیکھ کر اسے یکایک ہی پھیلا دوں گا"۔

اُس شخص نے جس کا نام مائیک تھا کہا "اس میں کچھ دقت نہیں۔ میرا کام کھیل ہو چکنے پر پیسے جمع کرنا ہوتا ہے۔ کھیل میں میرا کوئی حصہ نہیں ہوتا اس لئے میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔ اور جس طرح تم کہو گے کروں گا"۔

مور کہنے لگا "بہت اچھا۔ ہمارے چلنے کا وقت بھی ہوتا جا رہا ہے۔ اس لئے لباس بدلنا چاہیئے"۔

مائیک نے تعجب اور اطمینان کے مشترکہ لہجہ میں پوچھا "تم بھی نٹوں والا لباس پہنو گے؟"

مورکر نے جواب دیا "ہاں تبدیل ہیئت کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے۔ عام طور پر لوگوں خصوصاً نوجوانوں میں جپسیوں کے خلاف بڑا تعصب پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے میرا بھیس بدلنا ضروری ہے۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنی جیب سے ایک بہت بڑی سرخ بالوں کی ٹوپی اور ایک خوفناک چہرہ نما نقاب نکالی۔

مائیک بولا "بس اب ٹھیک ہے۔ بھیس بدلنے کے بغیر ساری کے کام کا اثر آدھا ہوتا ہے۔"

یہ لوگ اپنے کھیل کی کامیابی کی امید پر غیر معمولی طور سے خوش تھے۔ اور چونکہ کھیل شروع کرنے کا وقت قریب آچکا تھا۔ اس لئے سب نے جلد جلد تبدیل لباس کا کام شروع کر دیا۔

چوتھا باب — مداریوں کا تماشہ

شام بہت سہانی اور دلفریب تھی۔ آسمان پر جس کی رنگت غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی سنہری روشنی کے زیر اثر تپائے ہوئے سونے کی صورت اختیار کر چکی تھی۔ صرف چند ایک لطیف بادل اڑتے پھر رہے تھے۔

قریباً سات بجے کا وقت تھا۔ اور ریونسورتھ ہال کے مکینان خاص بالائی نشستگاہ میں جمع تھے۔ ایڈلین زرد رو۔ بہت دبلی پتلی۔ چہرہ پر گہری فکر اور پریشانی کے آثار لئے ہوئے ایک صوفہ پر پیچھے کی طرف جھکی بیٹھی تھی۔ اور اُس کے پاس ہی اُس کی ہمدرد سہیلی الزاسڈنی موجود تھی۔ دایہ شیرخوار بچہ کو بازوؤں پر لئے کمرہ میں ادھر ادھر ٹہل رہی تھی۔ اور گلبرٹ ورنن کھڑکی کے باہر ایک فراخ گیلری میں کھڑا تھا۔ جس کے اندر گملے اور چوبی بکس رکھے ہوئے تھے۔ جن میں مختلف قسم کے پھول دار پودے اُگے ہوئے تھے۔

یکایک الزا دبی زبان سے ایڈلین کو مخاطب کر کے کہنے لگی "آج کی شام بہت فرحت افزا

ہے۔ آؤ۔ ذرا باغ کی سیر کریں۔ دایہ ہمارے ساتھ رہے گی۔ اور بچہ کو ہوا زدگی سے بچانے کے لئے اچھی طرح لپیٹ لے گی۔ سردی لگنے کا اندیشہ بھی نہیں۔ کیونکہ زمین دن بھر کی گرمی سے خشک ہو چکی ہے۔"

ایڈلین دردناک ... نہایت دردناک لہجہ میں کہنے لگی "معلوم نہیں کیوں میری چلنے پھرنے کی طاقت بالکل ہی سلب ہو گئی ہے۔ آج میری طبیعت اس قدر افسردہ ہے کہ پہلے کبھی نہیں تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کوئی خاص سانحہ پیش آنے والا ہے اور اس کا بوجھ میری روح پر پڑا ہوا ہے۔ خدا معلوم ان پریشانیوں کا خاتمہ کب ہوگا۔ پانچ ہفتے اسی حیص بیص میں گذر گئے ..."

"آہستہ! ایڈلین آہستہ!" الزا نے قطع کلام کر کے کہا "ممکن ہے مسٹر ورنن کا یک گیلری سے اندر چلا آئے۔"

ایڈلین بولی "لے بہن مجھ سے جس قدر چاہو مذاق کر لو۔ میں نے اس کی میں نہایت خوفناک سزا بھگت رہی ہوں۔ اور مجھے اس سے شکایت نہیں مگر فطرت انسانی شبہ اور خوفناک التوا کی حالت کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہیں کر سکتی۔ حیرت اس بات کی ہے کہ وہ کرنا کیا چاہتا ہے ... اس کا ارادہ کیا ہے؟"

"کاش کہ یہ باتیں ہمیں معلوم ہوتیں!" الزا نے افسردگی کے لہجہ میں کہا "لیکن اس کی مجھے امید ہے کہ اس عجیب و غریب ناٹک کا خاتمہ اب بہت جلد ہونے والا ہے۔" یہ الفاظ اس نے بدنصیب ایڈلین کی طرف جھک کر بڑی ملکی آواز میں کہے۔ اور اس کے بعد سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ ورنن اس جگہ محض خوشی سے نہیں رہتا ورنہ اس نے اپنی تجاویز سے دست برداری اختیار کی ہے۔"

ایڈلین کہنے لگی "یہی سوال میرے دل میں بار بار پیدا ہوتا ہے کہ وہ میرے بچہ سے اس قدر محبت کیوں اظہار کرتا ہے۔ جب اس نے میرے پیارے فرڈیننڈ کو اول مرتبہ اپنے بازوؤں میں لیا۔ تو میں بیان نہیں کر سکتی۔ میرے بدن میں یہ سوچ کر کس طرح کپکپی پیدا ہوئی تھی کہ یہ اس کا گلا نہ گھونٹ دے۔ یا بازوؤں میں ہی اسے مسل نہ ڈالے۔ اس وقت اگر تم اپنی نگاہ سے میری تسلی نہ کر دیتیں تو یقیناً مارے خوف کے میرے منہ سے چیخ نکل جاتی۔ مگر اب جس وقت وہ بچہ سے پیار کرنے لگتا ہے تو میرے دل میں کوئی اندیشہ پیدا نہیں

ہوتا۔ میری عزیز سہیلی میں یہ پوچھتی ہوں۔ آخر جذبات کی اس تبدیلی کی وجہ کیا ہے؟"

الزا سڈنی نے کہا "عادت نے تمہیں اس بارہ میں اپنے خطرات پر غالب کر دیا ہے۔ تم دیکھتی ہو۔ تمہارا دیور فرڈیننڈ سے دن بدن زیادہ پیار اور محبت کر رہا ہے۔ اور وہ کبھی تمہاری منظوری کے بغیر اس کے پاس نہیں آتا۔ نہ اُسے گود میں لیتا ہے اس لئے تم بڑی حد تک بے خطر ہو گئی ہو۔ اس کے علاوہ ایک ماں کی حیثیت میں تمہارے اندر اُس شخص کی نسبت بہتر خیالات پیدا ہونا قدرتی ہے۔ جو بچہ سے محبت کرتا ہو لیکن میں پھر کہتی ہوں۔ اُس کی ظاہرداری پر نہ جانا۔ اُس کے باطن میں جرم کا کوئی گہرا منصوبہ جاگزین ہے۔ بھلا تم خیال کرتی ہو۔ کہ اُسے اس بچہ سے جس کی عمر ابھی ڈھائی مہینے کی بھی نہیں کچھ محبت ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ سراسر غیر ممکن ہے پھر جس وقت وہ ظاہرداری سے کام لے کر بناوٹ کے لہجہ میں اپنے بھتیجے کا ذکر تعریفی لفظوں میں شروع کرتا ہے۔ اور اس کے بعد جب وہ یہ امیدیں ظاہر کرنے لگتا ہے۔ کہ یہ اس گھرانے کیلئے باعث عزت ثابت ہوگا۔ اور اپنے خاندان کے قدیم نام کو روشن کرے گا۔ تو کیا تم سمجھتی ہو۔ وہ اپنے حقیقی جذبات کا اظہار کرتا ہے؟ بالکل نہیں۔ یہ سب بناوٹ ہے۔ اور یہ تمام ظاہرداریاں کسی ایسی تجویز کا حصہ ہیں جس کا صحیح راز میں ابھی تک معلوم نہیں کر سکی۔ جو کچھ وہ بچہ کی نسبت کہتا ہے۔ وہ ہرگز ہرگز اس کے دلی ارادوں کا مظہر نہیں ہے۔"

لیڈی ریونسورتھ کہنے لگی "اے بہن یہ نہ سمجھو کہ میں اُس کی باتوں سے دھوکا کھا رہی ہوں نہ اُس کی ظاہرداریوں سے میرے شبہات میں تخفیف ہوئی ہے۔ ہرگز نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر میں اس خوفناک التوا کی شکایت کیوں کروں۔ کئی بار جی میں آتی ہے کہ اس کے قدموں میں گر کر التجا کروں۔ کہ خدا کے لئے تم مجھے میرے حال پر چھوڑ کر چلے جاؤ اور اس سے اپنے بچہ کے لئے دوزانو ہو کر رحم کی خواستگار بنوں کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ میں ان حالات کو فراموش کر چکی ہوں۔ جن کی بدولت ہم اُسے ناقابل بیان نفرت سے دیکھ رہی ہیں؟"

الزا نے جو اس بدنصیب اور خطاوار عورت کو بہت قابل رحم سمجھتی تھی۔ ایک گہری آہ بھر کر کہا "ایڈلین جس قدر تکلیفیں تمہیں برداشت کرنی پڑتی ہیں وہ مجھ سے پوشیدہ

نہیں لیکن تمہارے بچہ کی سلامتی کی خاطر میں ہر بار نہیں ظاہرداری برقرار رکھنے کی تاکید کر رہی ہوں۔ اور اسی لئے میں نے تمہیں اس شخص کی صحبت گوارا کرنے پر راغب اور خود اپنے آپ کو مجبور کیا ہے جس کا وجود ہم دونوں کے لئے قابل نفرت ہے۔ ہم یہ جانتی ہیں کہ اس کی خصلت نہایت بری اور اس کے منصوبے خوفناک ہیں۔ پھر بھی ہم اپنے خیالات کو مسکراہٹ کے پردہ میں چھپانے کی کوشش کرتی ہیں۔ یہ ظاہرداری اور تصنع بہت برا اور غیر مناسب ہے۔ لیکن بحالت مجبوری ایسا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اطمینان رکھو۔ اب میری ساری تجاویز سوائے ایک بات کے پختہ ہو چکی ہیں۔ کمی صرف اس قاصد کی واپسی کی ہے۔ جسے بیروت بھیجا تھا۔"

"اور جب وہ واپس آگیا؟" ایڈلین نے فکر کے لہجہ میں پوچھا۔

"میں تمہیں اس سے پہلے بھی بتا چکی ہوں کہ جس وقت اس نے واپس آکر ورنن کے جرم کے فیصلہ کن ثبوت میرے ہاتھ میں دے دیئے۔۔۔ جب مجھے وہ کڑی مل گئی جو اس زنجیر کو مکمل کرنے کیلئے درکار ہے۔۔۔"

وہ فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر یکایک اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیونکہ گیلری میں گلبرٹ کے منہ سے تعجب کا کلمہ نکلا تھا جس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے وہ اٹھ کر کھڑکی کے پاس گئی۔ اسے دیکھ کر ورنن کہنے لگا "دیکھئے یہ چند غریب آدمی اس طرف کو آرہے ہیں۔ بظاہر نٹ معلوم ہوتے ہیں۔ اور اپنی پھرتی اور ہوشیاری کے کرتب دکھا کر روزی کمانا چاہتے ہیں۔ چونکہ اس ملک میں بھیک مانگنا جرم ہے۔ اس لئے ایسے شخصوں کا اس طریق پر روزی کمانا نامناسب نہیں سمجھا جا سکتا۔"

اس وقت اگر الزابتھ ان نٹوں کی عجیب و غریب صورتوں کو دیکھنے میں محو نہ ہوتی جن کی طرف ورنن نے اشارہ کیا۔ اور جو ہال کی طرف آرہے تھے تو اسے ضرور اس بات پر تعجب ہوتا کہ گلبرٹ ورنن جیسے نفاست پسند امیر اور سرد مہری رکھنے والے سخت گیر آدمی کے منہ سے اس قسم کے فیاضانہ کلمات کیونکر نکلے۔ لیکن جیسا ہم نے بیان کیا۔ اس کی توجہ اس وقت ان چھ شخصوں کی طرف لگی ہوئی تھی۔ جن میں سے پانچ نے اس قسم کا مخصوص لباس پہنا ہوا تھا۔ جسے زیب کر کے نٹ بازاری دیہاتی میلوں اور گاہ بگاہ لندن کے بازاروں میں تماشہ کرتے دیکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے بھورے رنگ کی لمبی جرابیں

ان کے اوپر ڈھیلی برنس اور کئی رنگوں کی جاکٹیں پہنی ہوئی تھیں۔ اور جاکٹوں کے متعلق تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ ان کی بدولت شاید وہ مشہور و معروف ہارلیکن کی عجیب و غریب پوشاک پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنا چاہتے تھے۔ چھٹے شخص نے معمولی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور چہرے پر ایک بھیانک سی نقاب پہن رکھی تھی۔ مداریوں میں سے ایک نے پیٹھ پیچھے ایک بہت بڑا ڈھول لٹکایا ہوا تھا۔ اور بہت سی نفیریاں کپڑے میں باندھ کر بغل میں دبا رکھی تھیں۔ ایک نے بید کا بنا ہوا ٹوکرا اٹھایا ہوا تھا۔ نقاب پوش شخص نے معمولی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے کندھے پر ایک لمبا سا ڈنڈا اور اس کے گرد جال لپٹا ہوا تھا۔ چوتھے کے ہاتھ میں دو مضبوط ڈنڈے تھے۔ اور باقی دو خالی ہاتھ تھے۔ گو ان کے لباس سے صاف طور پر نمایاں نہ تھا۔ کہ وہ بھی ان کھیلوں میں کچھ کم حصہ نہیں لیتے۔ جو اس قسم کے کرنٹ کیا کرتے ہیں۔

جس شخص نے نقاب پہنی ہوئی تھی۔ اور جس کی نسبت ہمارے ناظرین کو معلوم ہے کہ وہ عیسی مور کر تھا۔ اس کے متعلق ہم اس جگہ یہ بیان کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اس کی فوج ٹکوں کی ٹوپی کے نیچے اور نقاب کے سروں پر سرخی مائل زرد رنگ کے بالوں کے گچھے اس قسم کے گویا وہ کسی چٹائی سے حاصل کئے گئے ہوں۔ نمودار تھے۔ دو باقیوں سے الگ اس شخص کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جس نے دو مضبوط ڈنڈے اٹھائے ہوئے تھے۔ ان شخصوں کو محل کی طرف آتے دیکھ کر الزا اسٹانی کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے یہ لوگ سامنے والے باغ میں کوئی تماشہ دکھانا چاہتے ہیں۔ مگر میں انہیں کچھ دے کر واپس چلے جانے کی ہدایت کر دیتی ہوں۔ کیونکہ اس مکان میں جہاں اب تک لارڈ ریونسورتھ کا سوگ منایا جاتا ہے۔ ان کا کھیل تماشے کرنا بہت معیوب ہوگا"۔

ورنن بولا "مسز بوفورٹ خدارا ایسا نہ کرنا۔ آپ سمجھ سکتی ہیں جس طرح قومی تھیٹروں میں تماشہ کرنے والوں کے احساسات ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان غریبوں کے بھی ہیں۔ یقیناً آپ انہیں آزردہ کرنا پسند نہ کریں گی۔ انہیں کھیل کرنے دیجئے بلکہ لیڈی ریونسورتھ سے بھی کہئے کہ وہ یہاں گیلری میں آکر ان کا کھیل دیکھیں۔ اس سے گھڑی بھر ان کی طبیعت بہل جائے گی"۔

الزا کہنے لگی "جو شخص مجھے ضرر نہ پہنچائے وہ خواہ کوئی ہو میں اس کے جذبات

کو ضرر پہنچانا برا جانتی ہوں لیکن . . ."

"نہیں مسز یوفورٹ" ورنن نے قطع کلام کر کے کہا "میری درخواست رد نہ کیجئے میں بچہ نہیں ہوں۔ کہ مداریوں کے کھیل تماشوں کی پروا کروں۔ لیکن ان کے متعلق اگر ہر قسم کی رعایت کے سوال کو بالائے طاق بھی رکھ دیا جائے۔ تو بہرحال یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ بسا اوقات معمولی سی تفریح کی بدولت طبیعت کی افسردگی رفع ہو جاتی ہے۔ اس لئے لیڈی ریونسورتھ کو ضرور یہاں آنے دیجئے . . ."

الزا حیران تھی کہ مزید انکار کس طرح کیا جائے۔ وہ سٹر ورنن کے آخری لفظوں کا کچھ جواب دینے کو تھی۔ کہ خود ورنن نے اُس نٹ کو جو سب کے آگے تھا کھڑکی کے نیچے کھڑے ہونے کا اشارہ کر کے معاملہ کو طے کر دیا۔ اور وہیں سے کھڑے کھڑے نیچے کی طرف جھک کر ایک پونڈ اُس کی طرف پھینکتے ہوئے کہنے لگا "ہاں کوئی ایسا کرتب دکھاؤ کہ طبیعت خوش ہو"

مداری نے پونڈ اپنی تنکوں کی ٹوپی میں لیتے ہوئے کہا "حضور کا اقبال دونا ہو۔ ہم ایسے ہی کرتب دکھائیں گے کہ حضور داد دینے پر مجبور ہو جائیں"

پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ جو تھوڑے فاصلہ پر باغ میں ٹھہر گئے تھے۔ نورگی اُن سب نے کھیل شروع کرنے کے متعلق تیاریاں شروع کر دیں۔ بید کی ٹوکری زمین پر رکھ دی گئی۔ اور اس میں جو سامان موجود تھا۔ اسے مداریوں کی طرح ادھر ادھر پھیلا دیا گیا۔ ایک لمبی سی رسی لے کر دو درختوں کے درمیان جن میں بیس گز کا فاصلہ تھا۔ باندھ دی گئی۔ گھاس پر چند معمولی نیلی پیلی اور ایک ہاتھ دھونے کا برتن رکھ دیا گیا۔ چند چھوٹے چھوٹے زرد گولوں کی تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر ایک قطار سجا دی گئی۔ جب کہ یہ لوگ ان تیاریوں میں مصروف تھے۔ مورکر اپنے ساتھی کو لے کر گیلری کے نیچے ذرا فاصلے پر پہنچ گیا۔ اور اُس نے دونوں کھمبے مضبوطی سے زمین میں گاڑ دیئے۔ ان کے بالائی سروں پر اُس نے اپنا آہنی لٹھ مضبوطی سے کس دیا۔ مگر جال کو نہیں کھولا۔ گو اس بات کا انتظام کر دیا۔ کہ جس وقت ضرورت ہو۔ اور جال کو کھینچا جائے۔ تو آہنی سلاخ کے گھومنے سے سارا جال ایک ثانیہ میں پھیل جائے۔ پھر یہ دونوں شخص یعنی مورکر اور اُس کا ساتھی ایک ایک کھمبے کے قریب بے حس و حرکت کھڑے ہو گئے۔

اس اثنا میں مداریوں میں سے ایک شخص نے ڈھول اور نفیری بجانی شروع کر دی جس کی آواز سے ہال کے سارے نوکر صدر دروازہ کی سیڑھیوں پر جمع ہو گئے اور چونکہ محل میں ان دنوں زندگی بڑی بیچینی سے گذرتی تھی۔ اور سب کو مہمان آنے اچھے لگتے تھے۔ اس لئے وہ خوش ہوئے۔ کہ ذرا دیر مداریوں کا کرتب دیکھ کر ہی طبیعت خوش ہو گی۔ بالاخانہ میں ورنن بدستور گیلری کے قریب کھڑا تھا۔ اور وہ سوتے ہوئے بچہ کو بازوؤں میں لے کر اس کھلی کھڑکی کے قریب پہنچ گئی تھی جس کے باہر ورنن کھڑا ہوا تھا۔ الزا شبنی پلٹ کر لیڈی ریونسورتھ کے پاس گئی۔ اور اس سے اس نے مداریوں کی آمد اور مسٹر ورنن کے انہیں ایک پونڈ دینے کا ذکر کیا۔

ایڈلین کا ہونٹ حقارت آمیز نفرت سے ہل کر رہ گیا۔ اور وہ کہنے لگی "کیا وہ یہ سمجھتا ہے کہ میری طبیعت ان فضول باتوں سے بہل سکتی ہے؟ اس کے علاوہ اس جگہ جہاں سے جنازہ اٹھے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے۔ کیا اس قسم کی کارروائی نہایت نامناسب اور بالکل بے جا نہیں ہے؟"

الزا بولی "میں ان باتوں کو جانتی ہوں۔ مگر نہیں چاہتی کہ اپنے مطلب کی خاطر اسے ناراضگی کا موقعہ دیا جائے"

لیڈی ریونسورتھ اس کا جواب دینے کو تھی کہ اتنے میں کوئی کمرہ میں داخل ہوا اور ایک چٹھی الزا کے ہاتھ میں دے کر واپس چلا گیا۔ الزا نے پہچانا کہ یہ چٹھی وفادار فلپو کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس نے اسے جلدی سے کھولا۔ جوں جوں وہ اسے پڑھتی گئی۔ اس کے چہرہ پر اطمینان کے آثار نمودار ہوتے گئے۔ لیکن خاتمہ پر پہنچنے سے پہلے اس نے ایک گہری آہ کھینچی۔ لیڈی ریونسورتھ جو اپنی سہیلی کے چہرہ کو غور کی نظر سے دیکھتی رہی تھی۔ دبی زبان سے کہنے لگی "کیا کوئی بری خبر موصول ہوئی ہے؟ پہلے تو تم مسکرائی تھیں"

الزا اسی طرح آواز دبا کر کہنے لگی "مسکرائی اس لئے تھی کہ اس بدمعاش کے خلاف" یہ کہتے ہوئے اس نے کھڑکی کی طرف جہاں ورنن کھڑا تھا۔ دیکھا "رہی سہی شہادت مہیا ہو گئی ہے۔ اور اب کل . . ."

"وہ قاصد بیروت سے واپس آگیا؟" ایڈلین نے خوش ہو کر پوچھا "پھر غمگینی کی کیا

بات ہے؟"

الزا بولی" میری غمگینی صرف اس لئے ہے کہ اس چٹھی سے اُس شبہ کی تصدیق ہو گئی کہ تمہارے شوہر کو یقیناً اُس کے اپنے بھائی نے بڑی سردھری سے عمداً قتل کیا۔ افسوس کہ فطرت انسانی کیسے ادنےٰ افعال پر آمادہ ہو سکتی ہے۔"

ایڈلین کے چہرے کی رنگت سُرخ ہو گئی۔ اور اس کے منہ سے بھی ایک گہری آہ نکلی کیونکہ اُسے خیال آیا۔ میری اپنی فطرت بھی انسانی کے لئے باعث عوت ثابت نہیں ہوئی۔ الزا کو اس بات کا خیال نہیں آیا تھا۔ کہ میرے الفاظ سے لیڈی ریونسورتھ کے زخمی دل کو دُکھ پہنچے گا۔ ورنہ ہر چند کہ لیڈی ایڈلین خطاوار تھی۔ الزا شائستہ ہرگز کوئی دل ریش کلمہ زبان سے نہ نکالتی نہ اُسے یہی معلوم ہوا۔ کہ میرے لفظوں سے ایڈلین کے دل میں کیا کیا خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ کیونکہ فلپو کی چٹھی کو پڑھ کر وہ اپنے خیالات میں محو تھی۔

اس اثنا میں باغ میں نٹوں کا کھیل شروع ہو چکا تھا۔ اُن میں سے ایک نے بانس پر چڑھکر کئی قسم کے کرتب دکھائے جس سے نہ صرف وہ نوکر چاکر جو صدر دروازہ کے باہر جمع تھے بہت خوش ہوئے۔ بلکہ کھڑکی کے پاس کھڑی ہوئی نرس بھی ہنستی اور خوش ہوتی رہی جب یہ کھیل ختم ہوا تو دوسرے نٹ نے ایک لمبی سی چھڑی لے کر اس کے سرے پر پہلے ایک پلیٹ کو اور اُس کے بعد اسی طرح ایک اور برتن کو دوسری چھڑی پر رکھا۔ اور پھر دونوں چھڑیاں ہاتھ میں لئے ہوئے وہ ان کے سروں پر اُن برتنوں کو بڑی تیزی سے گھمانے لگا۔ جس سے خادمہ عورتیں بہت ہی خوش ہوئیں۔ نرس نے بھی اس کھیل میں بڑی دلچسپی لی اور وہ دروازہ سے گذر کر کھیل کو زیادہ اچھی طرح دیکھنے کی غرض سے گیلری کی طرف بڑھ آئی۔ ورنہ ان کھیلوں کے دیکھنے میں اس قدر محو تھا۔ کہ اُس نے بظاہر یہ محسوس نہ کیا۔ کہ لیڈی ریونسورتھ اور اُس کی سہیلی کھیلوں کو دیکھنے کے لئے باہر نہیں آئی ہیں۔ شاید اس نے خیال کیا۔ کہ وہ کسی اور کھڑکی میں سے تماشہ دیکھ رہی ہیں۔ اس اثنا میں مورکہ بدستور سر پر زرد بالوں کی ٹوپی سے نقاب چڑھائے ایک کھمبے کے پاس اور اُس کا معاون بائیک دوسرے کھمبے کے پاس جن کے اوپر لوہے کا ٹوکرا رکھکر اُس کے ساتھ جال لپٹا ہوا تھا۔ بے حس و حرکت کھڑے رہے۔ گاہ بگاہ ورنن گیلری کے اوپر سے ان دونوں شخصوں کو غور کی نظر سے دیکھتا۔ شاید وہ اُن کی غیر ضروری موجودگی سے ناراض تھا۔ آخر جب برتن گھمانے

کا کھیل بھی ختم ہوا۔ تو وہ ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "تمہارے کھیل کی باری کب آئیگی۔ اور اس جال اور لوہے کے ڈنڈے سے کیا کام لیا جائے گا؟"

مور کر بولا "حضور کو تھوڑی دیر میں ان چیزوں کا کام بھی دکھایا جائیگا۔ اور میں اطمینان دلاتا ہوں۔ کہ یہ ہمارا بہترین کرتب ہوگا۔"

ورنن دل سے کہنے لگا "کچھ مضائقہ نہیں۔ بہرحال ان شخصوں کو اس بات کا علم نہیں۔ کہ ان کی خدمات کس غرض سے حاصل کی گئی ہیں۔ اس جال کا یہاں رکھا جانا محض ایک اتفاقیہ امر ہے۔ اور یہ جال صدر دروازہ کی سیڑھیوں سے اس قدر فاصلہ پر ہے کہ امید نہیں میرے کام میں اس سے رکاوٹ پیدا ہو۔"

اس قسم کے خیالات تھے۔ جو جلد جلد ورنن کے دماغ میں پیدا ہو رہے تھے۔ اور اگر کوئی شخص اُس کے چہرہ پر غور کی نظر ڈالتا تو اُسے معلوم ہو جاتا۔ کہ گو وہ ان کھیلوں کو ایسی دلچسپی سے دیکھ رہا ہے۔ جس کا اظہار ایک بالغ شخص میں غیر معمولی بات ہوتا ہے۔ تاہم اُس کے دماغ میں بعض اہم معاملات اضطراب پیدا کر رہے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اس کا چہرہ زرد تھا۔ ہونٹ رہ رہ کر کانپ رہے تھے۔ آنکھوں میں وحشت کی جھلک پائی جاتی تھی۔ اور نگاہ بے چینی کے ساتھ ادھر ادھر گھومتی پھرتی تھی۔

صدر دروازہ کی سیڑھیوں پر جو نوکر جمع تھے۔ ان میں مردہ فروش بھی موجود تھا۔ اور بظاہر وہ اس کھیل کو غیر معمولی شوق سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اپنے آقا کی طرح جو گیلری پر کھڑا تھا۔ اسے بھی اس وقت بہت اضطراب پیدا ہوا۔ جب اُس نے بالاخانہ کی کھلی کھڑکی کے عین نیچے باغ کے کنارہ پر نٹوں کو دو کھمبے گاڑ کر اُن پر ایک آہنی ڈنڈا جس پر جال لپٹا ہوا تھا۔ رکھتے دیکھا۔ ایک اور سوال جو اس کے دل میں پیدا ہوا یہ تھا کہ جب میں نے ان نٹوں کو کھیل دکھانے کی غرض سے یہاں آنے پر آمادہ کیا۔ تو یہ صرف پانچ آدمی تھے مگر اب چھ ہیں۔ مگر اُس نے یہ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے لی۔ کہ نقاب پوش آدمی اور اُس کا ساتھی گیلری کے اس قدر قریب صرف اس لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ اُن کا کرتب بالاخانہ میں بیٹھے ہوئے شخصوں کو صاف طور سے نظر آئے۔ اور چھٹے شخص کی موجودگی کی نسبت اُس نے یہ خیال کیا۔ کہ ممکن ہے وہ اُن کا کوئی ساتھی ہو۔ جو بعد ازاں ان کے ساتھ آملا ہو۔

لیکن آؤ۔ ہم ان تفصیلات کو چھوڑ کر داستان کا سلسلہ جاری رکھیں۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی آخری شعاعیں افق مغرب پر حسرت کے ساتھ جھلملا رہی تھیں کہ نٹوں نے اپنے تماشہ کا تیسرا ایکٹ یعنی کسرتی ورزش کے کھیل دکھانے شروع کیے۔ کشتیاں ہوئیں۔ ڈنڈیں کھائیں۔ اور اس کے علاوہ طاقت اور کسرت کے اور بہت سے اور کھیل جن کی تفصیل لاحاصل ہے کر کے دکھائے گئے۔ آخر جب یہ کھیل ختم ہوا۔ تو نٹوں میں سے ایک آدمی زمین پر پیٹ کے بل لیٹ گیا۔ اور اس کے بعد اس طرح اٹھکر کہ پشت زمین کی طرف اور پیٹ اوپر کی جانب تھا۔ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں زمین سے لگے ہوئے تھے۔ وہ اس ہیئت کذائی سے ایک چوپایہ کی طرح الٹا ہو کر میدان میں ادھر اُدھر دوڑنے لگا۔ سر زمین پر جو زرد سے گولے رکھے ہوئے تھے۔ انہیں وہ غیر معمولی تیزی اور پھرتی سے ایک ایک کر کے منہ سے اٹھا رہا تھا۔ دروازہ کی سیڑھیوں پر کھڑے ہوئے نوکر اس عجیب کرتب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور انہوں نے زور سے تالیاں بجائیں۔ نرس بھی جس کے بازوؤں میں بچہ سویا ہوا تھا۔ اور آگے بڑھ کر گیلری کے سرے کے قریب پہنچ گئی۔

اتنے میں آفتاب غروب ہو گیا۔ اور شفق پھیل گئی۔ مگر اس کی مدھم روشنی میں بھی نٹوں کے کرتب صاف طور سے دکھائی دے رہے تھے۔ یکایک یہ لوگ بظاہر آرام کرنے کیلئے چند منٹ کو بیٹھ گئے۔ اور اس عرصہ میں چاروں طرف تاریکی پھیلتی گئی۔

نرس آہستگی کہنے لگی "تعجب ہے یہ لوگ جن کے پاس اتنی دولت اور مال ہے کس وقت اپنا کرتب دکھائیں گے۔ اب تو ان کی باری بھی آچکی ہے"

ان لفظوں کو سنکر نرس نے نیچے کی طرف یہ دیکھنے کیلئے جھانکا۔ کہ آیا وہ نقاب پوش عورتیں اور اس کا ساتھی اب بھی ان درختوں کے قریب کھڑے ہیں۔ کیونکہ ان کی موجودگی خود اسے بھی کم حیرت زدہ نہ کر رہی تھی عین اس وقت دو نٹ جو اس اثنا میں اپنی جگہ سے اٹھکر محل کی طرف کو بڑھتے آرہے تھے۔ گیلری کے نیچے پہنچ گئے۔ اور دونوں نے ایک ایک گولا یا بڑا خوفناک زمین پر بڑے زور سے دے مارا جس سے بڑا خوفناک دھماکا پیدا ہوا۔ اور کثیف گندھک آمیز دھوئیں کی بہت بڑی مقدار ہر طرف پھیل گئی۔ اس میں گیلری بھی چھپ گئی۔ اور دھواں بالاخانہ کی کھلی کھڑکی سے گذر کر اندر پہنچ گیا۔

دھڑاکہ کی آواز کے ساتھ ہی ایک بڑی خوفناک چیخ کی آواز سنائی دی جس کے بعد کسی نے دردناک آواز سے چلّا کر کہنا شروع کیا "بچہ! ہائے بچہ!"

"اوہو! کیا معاملہ ہے" یہ کہہ کر الزا سڈنی جو ایڈلین کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اپنی جگہ سے اٹھکر دوڑتی ہوئی کھڑکی کے طرف آئی۔ سامنے سے اُسے نرس تشنجی انداز سے دونوں ہاتھ جوڑے اندر قدم رکھتی دکھائی دی۔ وہ اب تک وحشیانہ انداز سے چلا رہی تھی "بچہ! ہائے بچہ!"

اتنے میں ورنن بھی تیزی سے کمرہ کی طرف مُڑا۔ اور بحالت اضطراب کہنے لگا۔ "پناہ بخدا! کیا بچہ نیچے گر گیا! ہائے میرا بھتیجا! میرا عزیز بھتیجا!"

یہ کہتا ہوا وہ بالاخانہ کی ایک کرسی پر اس طرح بیٹھ گیا۔ گویا فرط غم سے نڈھال ہو۔

"اے قاتل! اے ملعون! قابل نفرت قاتل!" الزا سڈنی نے چلّا کر کہا "یقیناً یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہ تھا"

ورنن جس سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے غصہ سے لال پیلا ہو کر اپنی جگہ سے اٹھا اور کہنے لگا "میڈم اپنے الفاظ کو واپس لیجئے۔ ورنہ خدا جانتا ہے میں اپنے غصہ کے لئے جواب دہ نہ ہوں گا"

"میں ہرگز ان لفظوں کو واپس نہیں لیتی بلکہ پھر کہتی ہوں تم شیطان ہو! تم بے رحم قاتل ہو!" الزا نے زور سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نرس کو جو دیوانہ وار کمرہ میں ہاتھ ملتی پھر رہی تھی۔ ایک صوفہ پر بٹھا دیا۔

عین اس وقت باہر میدان سے خوشی کی آوازیں سنائی دیں۔ اور بالاخانہ میں جتنے آدمی جمع تھے۔ ان سب کے کانوں میں سوائے لیڈی ریونسورتھ کے جو نرس کی وحشیانہ چیخ سنکر فوراً ہی بیہوش ہو گئی تھی "بچ گیا! بچ گیا!" کے الفاظ پہنچے۔

"بچ گیا!" نرس نے بھی غیر معمولی خوشی کے ساتھ اس لفظ کو دوہرا کر کہا۔ اور اس کے غم زدہ دل میں خوشی کا ایسا اثر طاری ہوا کہ بالکل دیوانی سی ہو گئی۔

"اے کاش یہ سچ ہوا" الزا سڈنی نے کہا اور وہ دوڑ کر گیلری کی طرف گئی۔ مگر باہر اس قدر تاریکی پھیل چکی تھی۔ کہ نیچے کی کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ وہ زیادہ عرصہ اس شش و پنج کی حالت میں نہ رہی۔ کیونکہ فوراً ہی نشستگاہ کا دروازہ بڑے زور سے کھلا

اور نقاب پوش شخص یہ کہتا ہوا اندر داخل ہوا "لیجئے بچہ صحیح سلامت موجود ہے"

الزا سٹنی تیزی سے قدم اٹھاتی اس کی طرف گئی۔ اور اُس نے بچہ کو اپنے ہاتھوں پر لے لیا۔ بلاشبہ وہ معصوم زندہ اور صحیح سلامت تھا۔ بظاہر اُسے کوئی چوٹ بھی نہ آئی تھی۔ مگر وہ گرنے کی دہشت سے زور زور سے چلا رہا تھا۔ اُسے اس شوق سے اپنی چھاتی سے لگا کر گویا وہ اس کا اپنا بچہ ہو۔ الزا کہنے لگی "الٰہی تیرا صد ہزار شکر ہے!"

اتنے میں کونٹین بھی شمع ہاتھ میں لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور کئی اور نوکر اُس کے پیچھے پیچھے دروازہ تک آ گئے۔ الزا اضطراب کی حالت میں کہنے لگی "کونٹین بیگم صاحب کی خادمہ کو بلاؤ۔ انہیں غش آ گیا ہے جاؤ۔ پانی . . . سرکہ . . . لخلخہ لے آؤ۔ میں اس بچہ کو جدا نہیں کر سکتی"

لیڈی ریونسورتھ کی خادمہ پاس ہی موجود تھی۔ اُس کی کوشش سے تھوڑی دیر میں بیگم صاحب نے آنکھیں کھول دیں۔ مگر کمرہ میں وحشت آمیز نظر ڈالکر وہ چلا کر کہنے لگی "میرا بچہ! ہائے میرا بچہ کہاں گیا!"

الزا سٹنی بدستور بچہ کو چھاتی سے لگائے اُس کی طرف بڑھی اور کہنے لگی "بہن تسلی رکھو۔ بچہ صحیح سلامت ہے . . . زندہ ہے"

ایڈلین بڑے دردناک انداز سے چیخ کر کہنے لگی "ہائے میرا لال! اسے میری گود میں دے دو! دیکھو صرف مجھی کو دنیا میں اس کی ماں ہوں۔ میں اس کی حفاظت کروں گی۔ میں اسے اپنے کلیجہ کے ساتھ رکھوں گی" یہ کہتے ہوئے اُس نے شیر خوار بچہ کو اپنی سہیلی سے لے کر دیوانہ وار اپنی چھاتی سے لگا لیا۔

یہ سارے واقعات جنہیں قلمبند کرنے میں کافی عرصہ صرف ہوا ہے چند ہی منٹ کے اندر اندر پیش آئے تھے لیکن جبکہ ایک طرف یہ نظارہ پیش آ رہا تھا۔ گلبرٹ ورنن اپنی کرسی پر اس شخص کی طرح جو نشہ شراب میں مخمور ہو۔ پیچھے کی طرف جھک گیا۔ آنکھوں کے آگے تاریکی چھا گئی۔ دماغ میں چکر آنے لگے۔ جو کچھ سامنے ہو رہا تھا۔ وہ اُسے سمجھنے سے قاصر تھا لیکن خیالات کے غیر معمولی ہجوم میں جو اس وقت اس کے قلب میں طلاطم پیدا کر رہا تھا۔ ایک بات بڑی وضاحت کے ساتھ اُسے معلوم ہو گئی۔ اور وہ یہ کہ بچہ صحیح سلامت ہے!

الزا سٹنی بچہ کو اُس کی ماں کے حوالہ کر چکی۔ تو اُس نے دبے لفظوں میں کونٹین سے

کہا "بلا تاخیر چند آدمی ملکر انیتھنی ٹڈکنز کو پکڑ لو۔ اور گاڑی تیار کراؤ۔" نوکر یہ حکم پاکر باہر چلا گیا۔ اس کے بعد الزا گلبرٹ ورنن کی طرف بڑھی۔ درچند نوکروں سے مخاطب ہوکر کہنے لگی "اس بدمعاش کو پکڑ لو۔ اور جب تک پولیس کے آدمیوں کو بلایا جاسکے۔ اس کی مشکیں کس کر کسی محفوظ مقام پر زیر حراست رکھو۔ ظالم نے پہلے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ اور اب اس معصوم بچہ کی جان لینے کی کوشش کی۔۔۔"

نوکروں نے جب یہ خوفناک الفاظ سنے۔ تو ہر ایک کے منہ سے حیرت اور لعنت کا کلمہ نکلا۔ ورنن گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا "کون مجھ پر یہ الزام لگانے کی جرأت کرتا ہے۔ بدبختو کیا تم یہ کہتے ہو کہ میں ایسا کمینہ ہوں۔۔۔"

وہ ابھی اتنا ہی کہنے پایا تھا۔ کہ مورکر نے نقاب اور بالوں والی ٹوپی اتار کر پھینک دی اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے ورنن کو اپنے قابو میں لے لیا۔

"او بدمعاش پرے ہٹ جا!" ورنن نے تندی سے جدوجہد کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس کی کوششیں کارگر نہ ہوئیں۔ کیونکہ اتنے میں کئی اور نوکر حوصلہ کرکے جپسی کی مدد کو پہنچ گئے تھے ورنن بدستور چلا کر کہہ رہا تھا "تمہیں اس گستاخی کا مزا چکھنا پڑے گا۔ تمہیں اس طرز عمل کی جواب دہی کرنی ہوگی۔ کون مجھ پر یہ الزام لگاتا ہے کہ میں نے بچہ کی جان لینے کی کوشش کی؟"

"میں" الزا سٹنی نے دلیری سے کہا۔

"اور میں بھی" مورکر بولا۔

"اور میں بھی اے بدبخت قاتل!" نرس نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

ورنن نے جدوجہد چھوڑ دی۔ اور کرسی پر پیچھے کی طرف گر کر کہنے لگا "یہ بالکل فضول اور سراسر مضحکہ خیز الزام ہے۔ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔ کہ مجھے اپنے بھتیجے سے کتنا پیار ہے اس حالت میں یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔۔۔"

نرس زوردار لہجہ میں کہنے لگی "اب مجھے سب کچھ اچھی طرح یاد آگیا جس وقت نٹوں نے یکایک گولے چلائے۔ تو میں اس قدر سہم گئی تھی۔ کہ بچہ پر میری گرفت ڈھیلی ہوگئی۔ لیکن میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتی ہوں۔ کہ وہ از خود میرے ہاتھ سے نہیں گرا۔ بلکہ کسی نے اسے دھکیل کر نیچے گرا دیا۔ بے شک یہ سارے واقعات مجھے یاد ہیں۔"

اس پر نوکروں نے پھر ورنن پر لعنت برسانی شروع کی۔ ان کے الفاظ بدنصیب مجرم امیر کے دل پر برچھی کی طرح لگے کرسی پر بیٹھا ہوا وہ سانپ کی طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ چہرہ کی رنگت زرد تھی۔ ہونٹ تشنجی حرکات کر رہے تھے۔ اور آنکھوں سے خوفناک طریق پر ادھر ادھر گھومنے کا نظارہ بڑا ہی بھیانک تھا۔ باوجود اس کے اس نے دوبارہ جرأت کر کے کہا۔ "یہ عورت بالکل جھوٹ بکتی ہے۔ اس نے خود بچہ کو گرایا۔ اور اب ناحق مجھ پر الزام لگا رہی ہے"

الزا کہنے لگی "وہ بالکل سچ کہتی ہے۔ اے ملعون شقی القلب آدمی اس کا بیان بالکل صحیح ہے۔ اور اب میں تجھے اول مرتبہ یہ بتاتی ہوں کہ میں تیری سازشی چالوں سے کئی ہفتوں سے واقف ہوں۔ اور ان کے اثر کو باطل کرنے کی غرض سے ہی اس جگہ ٹھیری ہوئی ہوں"

"تم!" ورنن نے بیوہ ملکہ کی حقارت آمیز نگاہ کی تاب مقابلہ نہ لا کر کانپتے ہوئے کہا۔

وہ کہنے لگی "ہاں میں۔ اور باوجود میری تمام کوششوں کے تم یقیناً بچہ کی جان لینے میں کامیاب ہو جاتے۔ اگر کوئی غیر معمولی واقعہ جس کا سر دست مجھے علم نہیں۔ اس معصوم کو فرش زمین پر گر کر پاش پاش ہونے سے نہ بچا لیتا۔ تمہاری ناپاک سازشوں سے باخبر ہو کر میں نے وہ تمام وسائل اختیار کئے جن کی بدولت اسے دغا باز نابکار آدمی تیرا ایک اور جرم بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ تو نے اپنے بھائی کو قتل کیا"

"بالکل غلط! سراسر جھوٹ!" ورنن نے چلا کر کہا۔

الزا کہنے لگی "افسوس کہ یہ بالکل سچ ہے۔ میرے پاس زبردست ثبوت موجود ہیں"

گلبرٹ وحشیانہ انداز سے بولا "میں پھر کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے"

الزا کہنے لگی "سچ جھوٹ کا پتہ ابھی لگا جاتا ہے۔ تم یہ ظاہر کرتے ہو کہ میں مشرقی ملکوں سے صرف چند ہفتے پہلے اس ملک میں آیا۔ حالانکہ حقیقت میں تم گذشتہ دسمبر یا جنوری سے انگلستان میں موجود ہو۔ کیونکہ لیڈی ربوسورتھ نے شکستہ حویلی کے کھنڈروں میں تمہاری آواز سنی تھی..."

"اوہ! اوہ یہ کوئی اتفاقیہ امر ہوگا۔ ممکن ہے کسی اور آدمی کی آواز میری آواز سے مشابہ ہو" ورنن حقارت سے کہنے لگا۔

الزا بولی "فرض کرو۔ ایسا ہو۔ اس صورت میں سٹیمفورڈ سٹریٹ کی وہ مالکہ مکان جس کے

گھر میں تم رہتے تھے اس کا ثبوت دیگی۔ کہ تم کتنی مہینوں سے اس گھر میں آباد ہو"

"شیطان!" ایک نوکر نے جو ورنن کو پکڑے تھا۔ بلند آواز سے کہا۔

ورنن تیزی کے لہجہ میں بولا "ان سب باتوں سے کوئی فائدہ نہیں نکلتا"

الزا کہنے لگی "گواہ کے علاوہ وہ زہریلا تمباکو بھی موجود ہے۔ جو تم اپنے بھائی کو بھیجا کرتے تھے"

"یہ بھی سراسر جھوٹا الزام ہے۔ ڈاکٹر جو میرے بھائی کا معالج تھا۔ اس نے اس تمباکو کا امتحان کیا۔ اور اس میں کسی زہر کی آمیزش ثابت نہیں ہوئی۔ اس گھر کے سارے نوکر اس کی تصدیق کر سکتے ہیں"

الزا بولی "اس امتحان کو جانے دو۔ خود میں نے مشرقی ملکوں کے ایک باشندہ سے اس کا امتحان کرایا ہے۔ بات یہ ہے کہ صرف آگ کا اثر اس تمباکو کے زہریلے خواص کو ظاہر کر سکتا ہے۔ میں عنقریب انگلستان کے قابل ترین شخصوں سے اس پہلو سے اس کا امتحان کراؤں گی"

مگبرٹ ورنن چلا کر کہنے لگا "اگر بفرض محال یہ تمباکو زہریلا بھی ثابت ہو۔ تو اس کا کیا ثبوت ہے کہ میں نے ہی اسے اپنے بھائی کے پاس بھیجا تھا۔ میں اس الزام سے انکار کرتا ہوں۔۔۔ میں اسے حقارت کے ساتھ نظر انداز کر سکتا ہوں"

الزا پرسکون لہجہ میں بولی "تمہیں بہت جلد اس اعتماد آمیز طریق گفتگو کو خیرباد کہنا پڑیگا کیونکہ میں نے مزید تحقیقات کی غرض سے اپنے ایک قاصد کو بیروت بھیجا تھا۔ یعنی اس مقام پر جہاں تم نے یہ تمباکو خریدا جس سوداگر سے تم یہ تمباکو لیا کرتے تھے۔ اور جو تمہارے نام سے اسے لارڈ ریلنسورتھ کے پاس بھیجا کرتا تھا۔ اس نے بیروت کے برٹش قنصل کے روبرو اس بارہ میں اپنا حلفیہ بیان داخل کر دیا ہے۔ اور وہیں اس بات کی تحقیقات کی گئی تھی۔ کہ تم کس وقت بیروت سے انگلستان روانہ ہوئے۔ اس سے بڑا ثبوت ایک اور ہے۔ اور وہ یہ کہ جو خطوط وہاں پر تمہارے نام تمہارے بھائی کے انتقال کی خبر پہنچانے کے لئے بھیجے گئے۔ وہ اس جگہ تمہارے چلے آنے کے بعد پہنچے۔ اور انہیں کسی نے کھولا ہی نہیں۔ نہ تم نے انہیں دیکھا۔ حالانکہ بظاہر تم یہ کہتے ہو کہ تم ان خطوط کو پاکر ہی انگلستان کو واپس آئے"

ورنن کہنے لگا "میڈم آخر تم کون ہو۔ کہ یہ ساری تفصیلات جنہیں تم میرے خلاف شہادت ظاہر کرتی ہو۔ جمع کرتی پھریں۔ میں کہتا ہوں۔ تمہارے جیسی نامعلوم حیثیت رکھنے والی عورت کو اس کا کیا حق حاصل ہے۔ کہ وہ ایک خاندانی امیر کے معاملات میں دخل دے اور اس کی نسبت اس طرح پر یاوہ گوئی کرے؟"

الزانے حقارت کے ساتھ کہا "تم ناحق اس لغو گوئی کے ذریعہ سے اپنے جرائم کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو۔ اگر میں اپنا حقیقی لقب اور رتبہ ظاہر کروں۔ تو تمہیں ماننا پڑے۔ کہ میرا درجہ ریولنسورتھ کے معزز خاندان سے بھی بہت بلند ہے۔ مگر اس کی ضرورت نہیں۔ ہمیں معاملہ زیر بحث کی طرف آنا چاہیئے۔ میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ تمہارے جرم کی شہادت اتنی زبردست ہے کہ اب تمہیں اس ضد اور نخوت کو چھوڑ کر توبہ و استغفار سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ اگر تمہیں اپنے جرم کے مزید ثبوت دیکھنا مطلوب ہو تو ان حالات میں تلاش کرو۔ جن میں تم نے مردہ فروش یعنی انیتھنی ٹڈکنز کو اپنا ملازم بنایا"

ان لفظوں کو سنکر ورنن مارے خوف کے کانپ اٹھا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا کوئی میرے دماغ پر ہتوڑے کی زوردار ضربیں لگا رہا ہے۔

اتنے میں مورکمب چپ چاپ اس نظارہ کو دیکھ رہا تھا بولا "اے معزز خاتون اگر ان سب باتوں کے بعد کوئی اور ثبوت درکار ہو تو اسے میں خود مہیا کر سکتا ہوں۔ آج صبح میں اس ہال کے قریب شکستہ جھونپڑی کے کھنڈروں میں چھپا ہوا تھا۔ اس وقت میں نے اس خوفناک سازش کو اپنے کانوں سے سنا۔ جو اس شخص اور اس کے قابل نفرت ساتھی نے خاندان ریولنسورتھ کے معصوم وارث کی جان لینے کے لئے کی۔ میں پھر کسی وقت بتاؤں گا کہ میں نے کس طرح ان کا راز فاش کرنا کیوں پسند نہ کیا۔ اور کس لئے میں مناسب موقع کا منتظر رہا۔ البتہ یہ بتا دینا ضروری ہے۔ کہ میری ہی اعتنا کردہ نرس نے بچہ کی جان بچائی۔ کیونکہ جس وقت خون نے گولے زمین پر پھینکنے کی غرض سے اپنے ہاتھ اٹھائے تھے میں نے اپنے ساتھی کی مدد سے بڑی تیزی کے ساتھ جال پھیلا دیا۔ اور بچہ اس جال کے اوپر گرا"

اس کیفیت کو سنکر سارے نوکروں کی زبان سے نعرہ تحسین بلند ہوا۔ اور الزا اسٹانی نے بلند آواز سے کہا "اے نیک نہاد آدمی خدا تمہیں اس نیکی کا اجر دے گا۔ مگر یہ تو بتاؤ

تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟"

وہ بولا "میڈم میں اُس آوارہ گرد قوم کا ایک گمنام فرد ہوں۔ جسے لوگ جپسی کہتے ہیں اور مجھ ناچیز کا نام مورکر ہے۔"

"مورکر!" الزا نے حیرت زدہ ہو کر کہا "اوہ! میں نے تمہارا ذکر اس سے پیشتر بارہا سنا ہے۔ پرنس آف مونٹونی نے کئی بار تمہارا ذکر دوستانہ پیرایہ میں مجھ سے کیا ہے۔ اور کیسل سیکالا کی جنگ آزادی میں تم نے جو خدمات سرانجام دیں۔ وہ ہمیشہ تاریخ میں یادگار رہیں گی۔"

مورکر تھوڑی دیر الزا کے خط و خال کو غور سے دیکھتا رہا۔ چونکہ اس نے اپنے قیام اٹلی میں اُس کی بہت سی تصاویر دیکھی تھیں۔ اس لئے یکایک اُس کے دل میں روشنی پیدا ہونے لگی۔ اور وہ اپنے حافظہ پر زور ڈال کر کہنے لگا "آہ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ میں اس وقت اس عالی نسب خاتون کے حضور میں پیش ہوں۔ جن کی عنایت سے پرنس کی جان بچی تھی۔ میڈم ہر چند کہ میرا وجود ناچیز ہے۔ تاہم اوسور کی شکست کے بعد اپنی سلامتی اور رہائی کے لئے میں بھی حضور کا تہ دل سے احسانمند ہوں۔" یہ کہتے ہوئے مورکر گلبرٹ ورنن کو چھوڑ کر جسے وہ اب تک پکڑے ہوئے تھا۔ بے خود ہو کر بیوہ ملکہ کے سامنے دوزانو ہو گیا۔

وہ جلدی سے کہنے لگی "مورکر [illegible] میں گرینڈ ڈچس کے مغرور لقب کو [illegible] اور اب میرا نام صرف الزا منڈلی ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] نہیں۔"

[illegible]

"بیگم صاحب مورکر کا [illegible] روبرو صرف ان کی دنیاوی وجاہت کی خاطر نہیں ہوتا۔ کیونکہ اسے کسی جاہ و منزلت کی پروا نہیں۔ وہ مغرور لقب رکھنے والوں کے لئے ہر قسم کے ادب کو غیر ضروری سمجھتا ہے۔ مگر ان نیک مردوں اور عورتوں کا ادب اس پر فرض ہے جو اپنے افعال حسنہ کی بدولت اس کی تکریم و تعظیم کے مستحق ہیں۔"

عین اس وقت اُن نوکروں کی زبان سے جو ورنن کو پکڑے ہوئے تھے۔ خوف کا کلمہ نکلا۔ اور اس کے ساتھ ہی خطاوار شخص زور سے جھٹکا دیکر انہیں ادھر اُدھر گراتا

ان کی گرفت سے نکل کر قبل اس کے کہ کوئی اُسے روک سکتا۔ کھڑکی کی طرف بے تحاشا دوڑا اور کود کر بھی اُس کے نیچے لپکا۔ مگر بعد از وقت کیونکہ اُس کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی گلبرٹ ورنن گیلری سے نیچے کود گیا۔ اُس کے گرنے کی آواز سے جو صدا پیدا ہوئی۔ وہ ہر شخص کو جو نشستگاہ میں موجود تھا۔ سنائی دی۔ کیونکہ کسی اور چیز کے گرنے کی آواز انسانی وجود کے گرنے کی خوفناک آواز سے مشابہ نہیں ہوتی۔ چند نوکر زینہ کی راہ سے دوڑتے ہوئے اوپر اور اُس مقام تک پہنچے۔ جہاں ورنن گرا تھا۔ انہوں نے اُسے اٹھایا۔ اور ہال کی طرف لے گئے۔ مگر لیمپ کی روشنی میں اس کی صورت دیکھی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ وہ ہر قسم کی انسانی مدد کے دائرہ سے نکل چکا ہے۔ اُس کی کھوپری پھٹ گئی تھی۔ دماغ پاش پاش ہو گیا تھا۔ اور سر کے بال خون سے تر تھے۔

اس طریق پر اُس شخص کو خود وہی انجام پیش آیا۔ جو اس نے اپنے شیر خوار معصوم بھتیجے کے لئے سوچا تھا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

اس خوفناک واقعہ کے نصف گھنٹہ بعد ایک سفری گاڑی ریونسورتھ ہال سے رخصت ہوتی نظر آئی۔ اس کے اندر ایڈلین اور اس کا بچہ اس کی خادمہ اور بچہ کی نرس یہ تینوں سوار تھے وفادار کونٹین جس نے الزا سٹرنی کے اصرار پر لیڈی ریونسورتھ کی ملازمت میں رہنا منظور کر لیا تھا۔ گاڑی کے باہر کوچبان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ایڈلین ڈوور کو جا رہی تھی۔ جہاں پہنچ عبور کر کے وہ براعظم یورپ کو جانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ کیونکہ الزا نے مشورہ دیا تھا۔ کہ جنوبی فرانس کے کسی پُر آبادی مقام میں وہ اس طوفانی زندگی کے بعد جو گذشتہ چند ہفتوں میں اسے بسر کرنی پڑی تھی۔ اگر خوشی سے نہیں تو کم از کم اطمینان اور آسائش سے اوقات بسر کر سکے گی۔

یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ایڈلین کی یہ اختیاری تارک الوطنی اُس ایک خوفناک جرم کی وجہ سے ضروری تھی۔ جو اس سے سرزد ہوا تھا۔ دراصل الزا نے یہ تجویز واقعات کے موجودہ صورت اختیار کرنے سے پہلے سوچی تھی۔ اور اس کا منشا یہ تھا۔ کہ ایڈلین اس صورت میں فرانس چلی جائے۔ کہ مُردہ فروش مقتول لڈیا ہچنسن کا راز فاش کر دے۔ گرڈلسٹن چونکہ اس وقت ہی کہیں گم ہو گیا تھا۔ جب کونٹین کو اس کی گرفتاری کا حکم ملا۔ اس لئے کوئی غیر معمولی انکشاف ظہور میں نہ آیا۔ بات یہ تھی۔ کہ جس وقت مردہ فروش کو بچہ کی سلامتی کی خبر ملی۔ اور اسے

معلوم ہوا کہ وہ کسی معجزانہ طریق پر اس موت سے بچ گیا ہے۔ جو اُس کیلئے سوچی گئی تھی۔ تو اُس نے سمجھ لیا۔ اب مجھے جلد سے جلد ریونسورتھ ہال سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ ورنن کو اُس کے حال پر چھوڑ کر اس اضطراب میں جو بچہ کے گیلری سے گر جانے کے بعد پیدا ہوا تھا۔ وہ نوکروں سے آنکھ بچا کر محل کے عقبی دروازہ سے ہوتا ہوا باہر نکل گیا۔ اور اس طرح اُس نے اپنی سلامتی کی راہ پیدا کر لی۔

یہ انجام اُن خوفناک واقعات کا ہوا۔ جو خاندان ریونسورتھ کی تاریخ میں ہمیشہ ایک عجیب و غریب باب پیش کرتے رہیں گے۔ ایڈلین کو اُس ذی وقار خاندان کے محل سے جس کا لقب اُسے حاصل تھا۔ رخصت ہونے سے پیشتر یہ جان کر غیر معمولی حیرت اور خوشی ہوئی۔ کہ جس نیک دل عورت کو قادر مطلق نے میری امداد کے لئے بھیجا۔ اور جس کی مؤثر گفتگو اور قابل تعریف نظیر سے میرے دل میں حقیقی توبہ کا احساس پیدا ہوا وہ دراصل ایک ایسی خاتون ہے۔ جو کچھ عرصہ پیشتر اپنی پیشانی پر تاج شاہانہ رکھتی تھی۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ ایڈلین اور الزا دونوں نے مورکر کو اس عظیم الشان خدمت کے لئے معقول معاوضہ پیش کیا تھا۔ جس کی بدولت ورنن کی سازش عین اُس وقت ناکام رہی جبکہ وہ باوجود ان تمام احتیاطوں کے جو الزا نے اختیار کی تھیں۔ شیر خوار بچہ کی زندگی کے معرض خطر میں آنے سے کامیاب ہوتی نظر آتی تھی۔ مگر باوجود ہر ممکن اصرار کے مورکر اس انعام سے انکار ہی کرتا رہا۔ اور صرف اس بات سے مطمئن کہ میرا ضمیر اس فعل سے خوش ہے۔ جو میں نے کیا۔ وہ شکر گذار ماں کی دعائیں لیتا۔ جس کے بچہ کو اس نے موت سے بچا دیا تھا۔ نٹوں کے ساتھ ہی تھری کنگس کی سرائے کو واپس چلا گیا۔ نٹوں کو اس کے عجیب و غریب جال کے غیر معمولی ناشتے کی نسبت جو مایوسی ہوئی تھی اُس کا اُس نے اپنی گرہ سے انہیں معقول معاوضہ ادا کیا۔ اور اگلے دن وہ علے الصباح سرائے سے نکل کر کسی طرف کو چلا گیا۔

الزا سڈنی نے وہ رات ریونسورتھ ہال میں بسر کی۔ اور اس سے دوسرے دن جب ورنن کی خودکشی کے متعلق حاکم مرگ کی تحقیقات ہو چکی۔ تو وہ بھی کلیپٹن میں اپنے پُرامن بنگلہ کی طرف روانہ ہو گئی۔

پانچواں باب — مُردہ فروش کا خزانہ

لیکن مردہ فروش کی کچھ نہ پوچھو۔

رات کی تاریکی میں جلد جلد قدم اٹھاتا گلیوں سے گزرتا ہوا وہ بے شمار خیالوں کے ذریعہ اس تجویز کی ناکامی پر غصہ کا اظہار کر رہا تھا جس پر اس نے اتنا وقت اور محنت صرف کی۔ مگر انجام کچھ نہ ہوا۔ اب اُسے معلوم ہوا کہ میں نے ورنن سے جو ساوتسک حاصل کیا تھا۔ اور جس کی بدولت مجھے آگے چل کر تین ہزار پونڈ ملنے کی امید تھی۔ ایک ردی کاغذ کا ٹکڑا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ملعون اور احمق قرار دے رہا تھا۔ کہ ناحق اپنی گرہ سے دو تین سو پونڈ ورنن کو اس کی فوری ضروریات کے لیے دیا کر کے نقصان اٹھایا۔ ہجوم یاس اس کے دل میں اضطراب پیدا کر رہا تھا۔ مگر جس طرح ہر مصیبت میں انسان اپنے اطمینان کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال لیتا ہے۔ مردہ فروش اس عظیم الشان نقصان کے باوجود اس بات سے مطمئن تھا۔ کہ مجھے کم از کم لیڈی ریونسورتھ کے بیش قیمت جواہرات کا ڈبہ تو مل گیا۔ جسے اُس نے چند دن پیشتر اُس طریق پر جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ تالاب سے لڈیا کی لاش نکال کر حاصل کیا تھا۔ اور جو اب اُس کے مکان میں محفوظ تھا۔ اپنے پرانے مسکن واقع مکلوب ٹون کی طرف جاتے ہوئے گلبرٹ ورنن کے خوفناک انجام سے بے خبر وہ اپنے دل میں اس قسم کی تجویزیں سوچ رہا تھا۔ کہ اگر بالفرض ورنن کو حوالہ پولیس کر بھی دیا جائے۔ تو مجھے اپنی سلامتی کی کیا فکر کرنی چاہیئے ذاتی حفاظت کے خیال میں پرنس آف مونٹونی۔ رئیل شینک اور کرنیکی جم کے خلاف جذبات انتقام کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے وہ اس سوچ میں تھا۔ کہ مکان پر جا کر بلا توقف اپنی جمع کردہ دولت نکال لوں۔ اور فوراً ہی امریکہ کی طرف رخصت ہو جاؤں۔

رات کے ٹھیک دو بجے تھے۔ جب وہ لندن کے شمالی حصہ کی پُرپیچ گلیوں میں گھومتا ہوا اپنے طویل سفر سے تھکا ماندہ مکان پر پہنچا۔ ہرچند کہ اس وقت مکان سے بڑھ کر طبیعت آرام چاہتی تھی۔ مگر آرام کے مقابلہ میں سلامتی کو زیادہ قیمتی سمجھ کر اس نے پہلے شراب کا ایک گلاس پیکر رفع کسل کی کوشش کی۔ اور اس کے بعد کنجیوں کا گچھا ہاتھ میں لے کر مکان کی نچلی منزل کے تہ خانہ کی طرف روانہ ہوا۔

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس سے پیشتر ایک موقعہ پر جب وہ وسط ماچ میں ڈل

سیکس کے جیل خانہ سے فرار ہو کر مکان پر واپس آیا تو اس نے چند علامات اس قسم کی دیکھی تھیں۔ جن سے شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ کوئی غیر شخص مکان کی نچلی منزل اور تہ خانہ میں گیا ہے۔ اس وقت اسے بینکس کفنئے پر شک ہوا تھا۔ مگر بعد ازاں جب وہ اس سے ملا۔ تو اسے شک کے بے بنیاد ہونے کا پورا یقین ہو گیا۔ کیونکہ گورمردہ فروش نے اس سے براہ راست اس بارہ میں سوالات نہ کئے تھے۔ تاہم اس کی ذکاوت اس قدر تیز تھی۔ کہ اس نے کفنئے کے انداز گفتگو سے بآسانی معلوم کر لیا۔ کہ یہ اس معاملے میں سراسر بے قصور ہے۔ اس واقعہ کے بعد ڈاکٹر بارہا اپنے مکان پر آتا رہا۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ جب کبھی اسے ریونسورتھ ہال میں دن کے بڑے حصہ میں فرصت نظر آتی۔ تو وہ اپنے اس مکان کو ایک نظر دیکھنے کے لئے آجاتا تھا اور چونکہ اس دن کے بعد اسے پھر کوئی ایسی علامت نظر نہ آئی۔ جس سے کسی غیر کے مکان میں داخل ہونے کا شبہ پیدا ہوتا۔ اس لئے وہ اپنے سابقہ شبہات کو دبانے اور واقعات گذشتہ کو اپنے واہمہ کا نتیجہ قرار دینے میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہو گیا تھا۔ مگر آج جس وقت اس نے گلی والے دروازہ کے قفل میں کنجی داخل کی۔ تو ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک خوفناک چیخ نکل گئی۔ کیونکہ کنجی قفل کے اندر گھومتی ہی نہ تھی۔ اور قفل صریحاً بگڑا ہوا نظر آتا تھا۔ اس گھبراہٹ کی حالت میں اس نے قفل کو تار کے بنے ہوئے اس آلہ سے کھولا۔ جسے نقب زن اکثر استعمال کرتے ہیں۔ اور جو ہمیشہ مردہ فروش کی جیب میں رہا کرتا تھا۔ تار کو قفل کے دہانے میں ڈالنے سے ایک ٹوٹی ہوئی کنجی کا ٹکڑا باہر نکلا۔ جسے دیکھ کر مردہ فروش کے غصہ کی انتہا نہ رہی دروازہ کھولکر وہ غیر معمولی تیزی سے قدم اٹھاتا اندر کی طرف گیا۔ لیکن اس خوفناک جوش اور وحشیانہ غصہ کی کیفیت قلمبند کرنے سے ہمارا قلم عاجز ہے۔ جس کا اظہار اس وقت اس شخص کی طرف سے ہوا۔ جب اس نے لالٹین کی روشنی میں دیکھا۔ کہ چور دروازہ کھلا ہے۔ اور آتش دان میں لگی ہوئی وہ اینٹ بھی نیچے گری ہوئی ہے۔ جس کے اندر چور دروازہ کو کھولنے کی خفیہ کمانی لگی ہوئی تھی۔ ہر قسم کے خطرات سے لاپروا مردہ فروش بے تحاشا تہ خانہ میں اترنے لگا۔ اس گھبراہٹ میں اسے کسی چوٹ یا ضرب کی بھی پروا نہ تھی۔ نیچے اتر کر اس وقت اس کی آنکھوں کے سامنے چکا چوندی آگئی۔ اور اس کی حالت اس شخص کی سی ہو گئی۔ جس نے کوئی خوفناک روح دیکھی ہو۔ جب لالٹین کی روشنی میں اسے تہ خانے کے اندر اس کوٹھری کا دروازہ کھلا دکھائی دیا۔ جس میں اس کا سارا

مال وخزانہ دفن تھا۔ مخمور شرابی کی طرح لڑکھڑاتا اور تیزی سے قدم اٹھانے سے قاصر اس طرح چلتا ہوا گویا ہر ایک عضو میں درد کی تکلیف ہو۔ مردہ فروش بشکل کوٹھڑی کے اندر داخل ہوا اور اس کے بدترین اندیشے بالکل صحیح ثابت ہوئے۔ جب اس نے دیکھا کہ کمرہ کے وسط میں پتھر اپنی جگہ سے ہلا ہوا ہے۔ اس کے نیچے جو گڑھا تھا۔ وہ بالکل خالی ہے اور روپیہ پیسہ نام کو بھی باقی نہیں!

بلاشبہ روپوں کی تھیلیاں اور جواہرات کا وہ ڈبہ غرض اس کی ساری دولت جسے خدا معلوم اس نے کن سفاکیوں اور کیسے بھیانک جرائم کی بدولت حاصل کر کے جمع کیا تھا۔ غائب تھی۔ یہ دوسرا موقعہ تھا۔ کہ اس کا جمع کردہ سرمایہ ہاتھ سے نکل گیا۔ کیونکہ اس سے پہلے ایک بار ریل سنیک بھی اس کو دغا دے گئی تھی۔ لیکن اس دوسرے صدمے سے اس کے قلب پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ شخص جو انتہا درجہ پھرتیلا۔ جرم کے ناہموار راستوں میں اس قدر مستقل مزاج اور ہر قسم کی مایوسیوں پر غالب آنے والا تھا۔ ہاں وہ بھی دردناک لہجہ میں کراہتا ہوا کوٹھڑی کے مرطوب فرش پر گر پڑا۔ چند منٹ تک اس پر اس شخص کی سی حالت طاری رہی۔ جس کے ہوش وحواس جواب دے چکے ہوں۔ اس کے اندر زندگی کی واحد علامت اس کے ہاتھوں کی تشنجی حرکات اور اس کے لاش کے ایسے چہرہ پر شیطانی آثار کا نمودار ہونا تھی۔

اف! وہ چہرہ اس وقت اتنا بھیانک تھا۔ کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ ہم نے اس کی تشبیہ لاش سے دی ہے۔ مگر نہیں اس سے بھی زیادہ اس کے چہرہ پر ویسی خوفناک علامات نظر آتی تھیں۔ جیسی اس مجرم کے چہرہ پر نظر آتی ہیں۔ جس نے پھانسی پر لٹک کر فوری اذیت سے جان دی ہو!

چند منٹ تک مردہ فروش پر یہ حالت طاری رہی۔ اس کے بعد وہ زخم خوردہ چیتے کی طرح غرا کر اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے ایک فراخوفناک کلمہ زبان سے نکالا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے قواء جو عارضی طور پر سست ہو گئے تھے۔ پھر تازہ دم ہو گئے۔ اور اس کے دل میں اس شخص سے جس نے اس کی دولت پر ہاتھ صاف کیا۔ انتقام... نہایت خوفناک انتقام لینے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر سوال یہ تھا کہ وہ ہے کون جو ساری دولت لوٹ لے گیا۔ کس ظالم نے مجھے گداگر کی حالت تک پہنچا دیا! اس کا شبہ دو شخصوں

پر ہوا۔ کیونکہ صرف وہی دو اُس کے تہ خانہ کے راز سے واقف تھے۔ ایک بینکس دوسرا لفیر کوٹھڑی سے نکل کر اُس وقت آدھی رات کو ہی وہ سیدھا کفنے کے مکان پر جانے کا ارادہ کر چکا تھا کہ یکایک اُسے فرش زمین پر کھریا مٹی سے لکھے ہوئے چند حروف نظر آئے جنہیں لالٹین کے سایہ میں وہ اب تک نہ دیکھ سکا تھا۔ اُس نے روشنی کو ان حروف کے قریب لا کر جھک کر انہیں غور سے پڑھا۔ لکھا تھا "جیمز کفن"

بس سارا عقدہ حل ہو گیا۔ اور اس نام نے مردہ فروش پر ثابت کر دیا۔ کہ میری دولت لوٹنے والا میرا جانی دشمن کرنیکی جم ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اُس کے چہرہ پر غصہ کا نہایت تاریک اور خوفناک بادل چھا گیا۔ دانت پیس کر کہنے لگا "دولت جو میرے ہاتھ سے جا چکی ہے۔ اس سے دس گنا اور مل جائے۔ تو میں اس وقت تک اس ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس ناہنجار سے بدلہ نہ لے لوں۔ لیکن میرے لئے اب اس جگہ رہنے میں سلامتی نہیں۔ اُس نے یہاں پر میرا سراغ لگا لیا ہے۔ ممکن ہے وہ کوئی جال بچھانے کی فکر میں ہو اس لئے مجھے بلی گرانڈ سے مل کر اُس کی اپنی جائے سکونت دریافت کرنے کی فکر کرنی چاہئے" یہ کہہ کر اور اس قسم کا سکون اختیار کر کے جس کی تہ میں انتہا درجہ خوفناک غصہ پوشیدہ ہوتا ہے۔ مردہ فروش دروازہ کو احتیاط سے بند کرتا تہ خانہ سے باہر نکلا۔ گلی والے دروازہ کے قفل میں اُس نے عمداً ایک کنجی توڑ دی۔ تاکہ ہمسایوں میں سے کوئی مکان کو کھلا دیکھ کر اندر داخل نہ ہو۔ اور اپنے متعلق اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ جب تک جم کفن زندہ ہے۔ میں یہاں نہ آؤں گا۔ بالاخانہ سے تھوڑا ضروری سامان حاصل کر کے اُس نے اُس کا دروازہ بھی بدستور مقفل کر دیا۔ اور پھر اُس مکان سے رخصت ہو کر سیدھا کفنے کے مکان واقعہ گلوب لین میں گیا۔ دروازہ کھٹکھٹا کر اُسے جگانا کچھ مشکل نہ تھا۔ کفنے نے اُسے خوش آمدید کہا اور رات کو یہ وہیں سویا۔ کچھ تو بدنی تکان اور کچھ اُس ذہنی تکلیف کے باعث جو بہت سے ناگوار خیالات کے باعث پیدا ہو چکی تھی۔ اُسے اچھی طرح نیند نہ آنی چاہئے تھی۔ مگر یہ شخص اپنے جذبات پر اس درجہ قادر تھا۔ کہ خوب نیند بھر کر سویا۔ اور آخر جب بیدار ہوا تو سورج نکل آیا تھا اُٹھتے ہی اُس نے پہلا کام یہ کیا۔ کہ بینکس کے ایک لڑکے کو بھیجکر صبح کا اخبار منگایا۔ اور اُس کے مطالعہ سے اُسے آنریبل گلبرٹ ورنن کی خودکشی کی خبر معلوم ہوئی۔ پڑھکر کہنے لگا "اب اس کا مرجانا ہی بہتر تھا۔ کیونکہ میں نے دیکھا ہے۔ یہ بلند طبقہ کے لوگ عموماً کسی کام

میں مایوس ہونے پر بڑی عاجزی سے اظہار تاسف کرنے لگتے ہیں اندیشہ تھا کہیں وہ میرے خلاف کچھ کہہ نہ دیتا۔ بہرحال موجودہ صورت میں مال کا معاملہ ایک راز ہی کی صورت میں ہے اور اسی طرح رہیگا۔ مجھے آج سے اس بدذات کرنیکی جم کی تلاش میں پوری سرگرمی سے مصروف ہونا چاہیئے جس کی جان لئے بغیر میری اپنی زندگی خطرہ میں ہے۔

چھٹا باب — عیش پسندی کی زندگی

واقعات مندرجہ کو بیس ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اور اب جنوری ۱۸۴۳ء کے آخری ایام تھے۔ بہت سے ناظرین شاید ہماری داستان کا سلسلہ ختم ہوتے نہ دیکھ کر اکتا گئے ہوں گے مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ لندن وہ شہر ہے۔ جس کے پبلک اور پرائیویٹ انسٹیٹیوشن عجیب و غریب ہیں۔ اور ان کا غور سے مشاہدہ کرنے والا ان سے بہت سے قابل ذکر سبق حاصل کر سکتا ہے۔ ہمارا ارادہ یہی ہے کہ ان عظیم معلومات کی بنا پر جو ہمیں اس بارہ میں حاصل ہو چکی ہیں۔ پورے طور سے فائدہ اٹھا کر اس عظیم الشان شہر کے مختلف پہلوؤں پر تفصیلی بحث کریں۔

بات یہ ہے کہ خود انگلستان میں دیہات کے رہنے والے اور صوبوں کے بڑے شہروں کے باشندے بھی مقامی حالات سے جن سے وہ باخبر ہیں۔ صدر مقام عالم کے عجیب و غریب حالات کا صحیح طور سے اندازہ نہیں کر سکتے۔ کون ہے جو ایڈنبرگ یا ڈبلن کے نہایت فیشن ایبل بازاروں کا اور مانچسٹر کی لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کی شان و عظمت کا اندازہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح جس شخص نے لورپول یا مانچسٹر کے غریب علاقوں کے حاجتمندوں کی مفلس آبادی کو دیکھا ہے۔ وہ لندن کے ہیبت ناک افلاس اور احتیاج کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتا۔ اور ان مقامات میں جہاں بڑے بڑے کارخانے یا کانیں واقع ہیں۔ مقامی نظاروں کو دیکھ کر کوئی اس افسوسناک بداخلاقی کا جو مضافات لندن میں پائی جاتی ہے صحیح اندازہ کر سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دنیا بھر کی سب سے زیادہ شاندار اور خوشنما چیزیں اور انتہا درجہ غلیظ اور قابل نفرت اشیاء بہترین قابلیت اور کامل جہالت بدرجہ غایت قابل تعریف نیکی اور بے حد قابل نفرت جرائم بہترین تہذیب اور حیرت خیز وحشت غرض ہستی انسانی کے تمام

عجیب وغریب اور متضاد پہلو اپنی شاندار عظمت یا انتہائی بدنما صورت میں اس صدر مقام عالم کے اندر دیکھے جاتے ہیں۔ اور ان تمام پہلوؤں پر بحث کرتے ہوئے اگر ہم یہ کہیں کہ وہ نقاب جو اس شہر کے حالات پر پڑی ہوئی تھی۔ اس سے پیشتر پورے طور سے ہٹائی نہیں گئی اور نہ اس عظیم الشان شہر کے عیب وثواب کو پہلے کبھی اس دلیری سے نمایاں کیا گیا۔ تو از برائے خدا ہمارے ان الفاظ کو خود پسندی پر محمول نہ کیا جائے۔

اس تصنیف کے آغاز میں ہم نے اس بات کا مصمم ارادہ ظاہر کیا تھا کہ حالات کی صحیح کیفیت قلمبند کرنے میں ہمیں نہ کسی ذی رتبہ شخص کا خوف اور نہ کسی طاقتور ہستی کا رعب خائف کر سکے گا۔ ہم نے اس بات کا بھی ارادہ کر لیا تھا۔ کہ ان لوگوں کی رعایت حاصل کرنے کی غرض سے جن کی مدح سرائی بے شمار چاپلوس ہر وقت کرتے رہتے ہیں۔ ہم کسی واقعہ کا غلط پہلو عوام کے روبرو پیش نہ کریں گے۔ اسی آزادانہ سپرٹ میں جس کا ہم نے ابتدا میں ارادہ ظاہر کیا تھا۔ ہم اپنی داستان کا سلسلہ آگے کو جاری رکھتے ہیں۔

بازار سٹرینڈ سے رسل سٹریٹ کاونٹ گارڈن کی طرف جاتے ہوئے برجز سٹریٹ کے بائیں طرف ایک مکان کے دروازہ پر لیمپ لٹکتا نظر آتا ہے۔ مکان کی ظاہری صورت دیکھو تو ایک اوسط درجہ کا رسٹارنٹ معلوم ہوتا ہے۔ مگر حقیقت میں لندن کے شب بیداروں کے لئے ایک مخصوص دلچسپی رکھنے والا مقام ہے۔

اس لیمپ پر جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ اور جو صدر دروازے کے باہر لٹکتا دیکھا جا سکتا ہے۔ لکھا ہوا ہے "دی پیریڈائز"

جنوری ۱۸۴۳ء کے آخری ایام میں ایک روز آدھی رات کے قریب دو شخص فیشن ایبل ٹکسیانی کوٹ اپنے شاندار لباس کے اوپر پہنے رات کی مرطوب ہوا میں سگاروں کا دھواں ملاتے اس مکان کے اندر داخل ہوئے ایک لمبی سی ڈیوڑھی میں سے گذر کر انہوں نے ایک دروازہ کو دھکیل کر کھولا۔ جس کے اوپر ایک رنگدار شیشہ لگا ہوا تھا۔ اور اندر کھانا کھانے کے کمرہ میں داخل ہوئے۔ یہ کمرہ بہت بلند اور نہایت شاندار سامان سے آراستہ تھا۔ اور جس طرح کسی ہوٹل کے قہوہ پینے کے کمرہ میں دیکھا جاتا ہے۔ اس میں اس قسم کے خانے بنے ہوئے تھے جن میں سے ہر ایک کے اندر کرسیوں کے ساتھ چھوٹی چھوٹی میزیں لگی ہوئی ہیں۔ آتش دان میں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ اور ان بیشمار لیمپوں کی روشنی میں جو اس

کمرہ میں لٹک رہے تھے۔ انگیٹھی کے اوپر لگے ہوئے قدِ آدم آئینوں میں منعکس ہو کر چکا چوند پیدا کر رہی تھی۔ اس دروازہ کے اوپر جس کے راستہ لوگ اندر داخل ہوتے تھے۔ ایک قسم کی گیلری سی بنی ہوئی تھی۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے اس ڈیوڑھی میں ہی جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے ایک چوبی زینہ موجود تھا۔

اس مکان کے نچلے کمرہ اور اس کے بالاخانوں میں ہر طرف چہل پہل نظر آتی تھی بیشمار آدمی جن میں ہر قماش کے مرد اور صرف ایک طبقہ کی حسین عورتیں شامل تھیں۔ کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ کھانے کی خاص چیزیں کیکڑے۔ سیپ مچھلیاں۔ مرغ کا گوشت اور اسی قسم کے نادرات تھے۔ جن کے ساتھ معمولی قسم کی پورٹ شراب سے لے کر سبز بوتلوں میں چمکتی ہوئی شامپین تک مختلف قسم کی شرابیں موجود تھیں۔

مردوں میں زیادہ تر وہ لوگ تھے۔ جو یا تو رات کے وقت دن کی بہار منا کر خوش ہوتے ہیں۔ یا دن کی مشقتوں کو رات کی عیش پسندی سے رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حاضرین میں سے ایک کسی وکیل کا منشی تھا جو ایک پونڈ کسی نامعلوم طریق پر جس کا حساب دینا بہرحال اُسے منظور نہ تھا۔ حاصل کر کے ایک شاہد بازاری کی صحبت میں جسے غالباً اس نے پیشتر نہیں دیکھا تھا۔ اور نہ اسے آئندہ دیکھنے کی کوئی امید ہو سکتی تھی مگر دونوں کے باہمی تعلقات اس وقت نہایت خوشگوار تھے۔ مچھلی۔ کیکڑے اور گرم پانی میں ملی ہوئی برانڈی اڑا رہا تھا۔ مرد کی خوشی میں اگر کوئی چیز خلل انداز ہو سکتی تھی۔ تو اس کی مجلیس عورت کی پریشانی تھی۔ جو وہ اس وجہ سے رہ رہ کر ظاہر کرتی تھی۔ کہ کہیں اس کا اصلی آشنا کمرہ میں داخل ہو کر اسے ایک غیر شخص کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھ لے۔

ایک اور مشہور دلال دو عورتوں کی معیت میں شامپین پی کر اُن سے خوش گپیاں اُڑا رہا تھا۔ اُس کا دوست جو تجارت میں اس کا شریک تھا۔ پاس والی میز پر اسی قسم کی تفریح میں مشغول تھا۔ مگر ظاہرداری کے لئے دونوں اجنبی بنے ہوئے تھے۔

تھوڑے فاصلہ پر ایک مکمل نوجوان بیٹھا تھا جس نے حال میں سن بلوغ کو پہنچکر بہت سے مال و دولت پر قبضہ کیا تھا۔ اور اب وہ اسے اس بہشت بریں میں کھلے دل سے صرف کرنے کی راہ تلاش کر رہا تھا۔ تین چار آوارہ مزاج عورتیں اس کی تعریف کے پل باندھ رہی تھیں۔ اور وہ اپنا روپیہ بڑی بے دردی سے اُڑاتا اور نیم باز آنکھوں سے اس

انداز سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ گویا زبان حال سے کہنا چاہتا ہے "میرے جیسا معصوم شخص کسی نے دیکھا ہے؟"

ایک اور میز پر ایک عمر رسیدہ شخص ساٹھ سال سے بھی زیادہ عمر کا ایک سترہ سالہ جوان لڑکی کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ میری عمر ابھی صرف چالیس سال کی ہے۔ جب کبھی وہ حسینہ اُس کی کسی بات پر شبہ کے انداز سے چونکتی ہوتی۔ تو یہ شاہین کے بھرے ہوئے گلاس پیش کر کے اسے اپنی دروغ بافیوں کو آسانی سے ہضم کرنے پر آمادہ کر لیتا تھا۔

اس سے ذرا آگے ایک اور بانکا سجیلا ۲۶ سالہ نوجوان جس کی گردن اُس کے سخت کالر کے اندر اکڑی ہوئی تھی۔ اور جس کی ہر بات سے غیر معمولی بانکپن کا اظہار ہو رہا تھا۔ ایک حسینہ کو ساتھ لئے بیٹھا تھا۔ اور اپنے آپ کو حتی الامکان ملنسار ثابت کرنے اور اس کا منظور نظر بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ ہر ایک نقطہ پر جو اُس کی زبان سے نکلتا۔ وہ میز پر بچھے ہوئے کپڑے کو اپنے انگوٹھوں اور ان کے پاس والی انگلیوں میں پکڑ کر زور سے کھینچنے لگتا تھا۔ جس سے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا۔ کہ گو وہ اس حسینہ کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کہ میں نچ میں کپتان ہوں۔ مگر حقیقت میں کسی بزاز کا شاگرد ہے۔

آتشدان کے پاس چند حسین بازاری عورتیں جمع تھیں۔ جنہیں ابھی تک ملاقاتی حاصل نہ ہوئے تھے۔ اور جو اس فکر میں تھیں۔ کہ رات کا کھانا بھی نصیب ہوگا یا نہ ہوگا۔ گو سوائے آخری بات ہی یقینی نظر آ رہی تھی۔ مگر باوجود اس شش و پنج کی حالت کے وہ مایوس نظر نہ آتی تھیں۔ بلکہ آپس میں اس طرح خوش ہو ہو کر چہکتی اور قہقہہ لگاتی تھیں۔ گویا انہیں دنیا میں کسی بات کی فکر نہیں۔ مگر جلدی ہی شاید اس ہم آہنگی کو رفع کرنے کے لئے ان کے اندر آپس میں کسی خفیف سے معاملہ پر جھگڑا شروع ہو گیا۔ جس کا انجام مکہ بازی اور ایک دوسرے کو ناخنوں سے چھیلنے تک پہنچا۔

اُس گیلری کے اوپر جس کا ذکر پہلے کیا گیا ہے۔ اس قسم کے دو شخص جھکے کھڑے تھے۔ جو شکل و صورت سے بگڑے ایکٹر یا تباہ حال تاجر نظر آتے تھے۔ شراب نے اُن کی صورتیں اس قدر مسخ کر دی تھیں۔ کہ اُن کے والدین بھی اس وقت انہیں شناخت نہ کر سکتے۔ یہ دونوں حضرات آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ مگر اس سے اُکتا کر پھر انہوں نے نیچے بیٹھے

ہوئے شخصوں پر طرح طرح کے آوازے کسنے شروع کر دیئے۔
گیلری سے ملحق بالائی کمروں میں بھی اسی طرح بہت سی عیش پسند عورتیں اور بنکر مرد کھانے پینے اور طرح طرح کے ہنسی مذاق میں مشغول تھے۔
اس جگہ یہ بیان کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مالک مکان اپنے کاروبار کو حتی الامکان پورے سلیقہ اور ضبط انتظام کے ساتھ جاری رکھتا تھا۔ کہ از کم اس قدر انتظام کے ساتھ جس کی ایک ایسے مکان میں جس میں اس قسم کے مرد اور عورتیں جمع ہوں امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جس وقت کسی طرف کوئی جھگڑا ہوتا۔ وہ یا اس کے نوکر فوراً ہی اس کو رفع کر دیتے۔ اور اس کا سہل طریقہ عام طور سے یہ ہوتا تھا۔ کہ جھگڑا کرنے والوں کو گردن سے پکڑ کر مکان سے باہر نکال دیا جاتا تھا۔
جن دو شخصوں کا اس باب کے شروع میں ذکر کیا گیا تھا۔ کہ وہ فیشن ایبل لباس پہنے شب مذکور کو اس مکان میں داخل ہوئے۔ وہ ایک میز کو خالی دیکھ کر اس کے قریب بیٹھ گئے۔ اور اپنے شکار پھینک کر انہوں نے ویٹر کو طلب کیا۔
شخص مذکور جو اس وقت بزاز کے شاگرد کا حساب لکھ رہا تھا کہنے لگا "جی حاضر ہوا۔۔۔ ابھی ایک منٹ میں حاضر ہوتا ہوں" پھر ذرا دیر میں جب وہ حساب ایسے طریق پر طے ہو گیا۔ جس سے ویٹر مطمئن اور شخص مذکور افسردہ معلوم ہوتا تھا۔ تو اس نے ان دونوں وارد شخصوں کے پاس جا کر کہا "فرمایئے آپ کیا چاہتے ہیں؟"
ان میں سے ایک اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیوں یار۔ ہاربرو کیا منگایا جائے؟"
شخص مذکور نے جواب دیا "میں کیا بتاؤں۔ جو تمہارے جی میں آئے منگا لو"
اس پر شخص اول نے جو ہمارا پرانا دوست مسٹر چیچسٹر تھا۔ ویٹر کو حکم دیا "پہلے بہت سی مچھلیوں کے ٹکڑے اور اس کے بعد مرغ کا سرد گوشت لاؤ"
"بہت اچھا جناب۔۔۔ بہت اچھا حضور" خادم نے مرچوں کی ڈبیہ کو ایک سرے سے دوسرے پر رکھ اور میز کا کپڑا صاف کرتے ہوئے کہا "حضور کے پینے کو کیا لاؤں؟"
مسٹر چیچسٹر نے کہا "ایک بوتل شاہین۔ مگر دیکھو ذرا جلدی کرنا"
"بہت ایک منٹ میں حاضر ہوا" یہ کہکر ویٹر اس عجیب و غریب انداز سے جو ہوٹل کے نوکروں سے کے سوا کسی اور میں نہیں پایا جاتا۔ تیزی سے چلتا کمرہ سے باہر چلا گیا۔

پھر جب سارا سامان اکل و شرب مہیا ہو چکا۔ اور دونوں دوست ایک ایک گلاس شامپین کا پی چکے۔ تو چیسٹر نے میز پر جھک کر سامنے بیٹھے ہوئے اپنے دوست بیرونٹ سے کہا۔ "یار اب تو گذشتہ تین چار مہینوں سے ہمیں تقدیر سے شکایت نہیں رہی"

"بالکل نہیں" سر ویرٹ ہاربرو نے کہا "لیکن اپنی جیب میں چند پانچ پونڈ کے نوٹ رکھ کر ہمیں بے فکر بھی نہ ہونا چاہیئے۔ گو میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہمیں مستقبل میں کسی پریشانی کا اندیشہ نہیں"

چیسٹر بولا "بے شک ہمیں موقعہ کی تاک میں لگے رہنا چاہیئے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں تمہیں معلوم ہے۔ آج سہ پہر کو سٹریٹ میں پھرتے ہوئے کس سے میری ملاقات ہوئی؟"

بیرونٹ کہنے لگا "بھلا مجھے کیونکر معلوم ہو سکتا ہے۔ تم ہی بتاؤ"

چیسٹر بولا "گرین وڈ سے"

"اچھا سناؤ تو اس کا کیا حال ہے؟"

"وہ شان باقی نہیں رہی۔ جو پہلے تھی۔ نہ لباس ہی نیا تھا نہ ہاتھ میں انگوٹھی تھی۔ ٹوپی پر پچھلی بارش کے داغ لگے ہوئے تھے۔ بوٹ ایک دو جگہ سے مرمت شدہ اور ہاتھوں میں سوتی دستانے تھے"

"بدذات! اس کی حالت اس سے بھی ابتر ہونی چاہیئے۔ تمہیں یاد ہے۔ اس نے میرے ساتھ اس ہنڈی کے معاملہ میں کس قسم کا سلوک کیا تھا۔ جو میں نے لارڈ ٹرمارڈن کے نام سے لکھ کر دی تھی؟ مجھے اس معاملہ کا آجتک سخت رنج ہے مگر ہاں کیا بات ہے۔ کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں اس کی حالت روز بروز ابتر ہی ہوتی جا رہی ہے؟ پچھلے انتخاب پارلیمنٹ میں حلقہ راٹن برو کی ممبری بھی اس کے ہاتھ سے جاتی رہی اور سپرنگ گارڈنز میں اسے اپنی شاندار کوٹھی بھی خالی کر دینی پڑی . . ."

چیسٹر بے صبری سے قطع کلام کر کے کہنے لگا "ہاں ہاں یہ باتیں کسے معلوم نہیں لیکن خدارا اپنی آواز سے گفتگو نہ کرو۔ دیکھو اس میز پر جو میرے پیچھے ہے۔ کون بیٹھا ہوا ہے بتاؤ تو تمہاری رائے میں یہ نوجوان جو ان عورتوں کو خوب کھلا پلا رہا تھا۔ ہمارے ہاتھ میں عمدہ شکار ثابت ہوگا یا نہیں؟"

بیرونٹ نے سمت مذکور میں دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اثبات کے طور پر اپنا سر ہلایا

پھر وہ میز کے اوپر جھک کر اپنے دوست سے کہنے لگا "یقیناً یہ مرغی سونے کا انڈا دینے والی نظر آتی ہے۔ اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ نوجوان اُس مشہور درزی لنگرٹن کا بیٹا ہے جو چند سال گذرے۔ اس کے لئے بے شمار دولت چھوڑ کر مرا تھا۔ غالباً یہ نوجوان حال میں سن بلوغ کو پہنچا ہے۔ اور اب دنیا کا تجربہ حاصل کر رہا ہے۔"

چیچسٹر نے آواز دبا کر پوچھا "تمہیں جانتا ہے؟"

بیرونٹ کہنے لگا "جہاں تک میرا خیال ہے وہ مجھے نہیں پہچانتا۔ لیکن خیر ہم ابھی اُسے اپنی راہ پر لانے کی کوئی سبیل نکال لیں گے۔"

اس کے بعد دونوں دوستوں نے پھر کھانا کھانا شروع کر دیا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اس قدر بلند آواز سے عمدہ گفتگو شروع کی۔ جو پاس والی میز تک سنائی دیتی یہ گفتگو وہ تھی جو وہ اس نوجوان کے کانوں تک پہنچانا چاہتے تھے۔ بیرونٹ نے بے تکلفی چھوڑ کر دوستانہ اخلاق کے لہجہ میں اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا "مسٹر چیچسٹر کو پورا یقین ہے۔ کہ اس کشتی میں جو عنقریب ہونے والی ہے۔ ہیگر سٹون پٹ برمنگھم بروزر پر بازی لے جائے گا۔"

چیچسٹر نے ویسے ہی لہجہ میں جواب دیا "ہاں سر روپرٹ مجھے اس کا کامل یقین ہے گو حالات بظاہر اس کے خلاف نظر آتے ہیں۔ بھلا آپ اس معاملہ میں مجھ سے چار اور پانچ کی شرط لگاتے ہیں؟"

بیرونٹ کہنے لگا "مسٹر چیچسٹر مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔" اور اس کے بعد اپنے کوٹ کی جیب سے ایک کاپی نکال کر اُس نے یہ شرط اس میں درج کر لی۔ اور پھر صاف اور بلند لہجہ میں کہنے لگا "لیجئے میں نے لکھ لیا ہے۔ ہیگر سٹون پٹ کے خلاف برمنگھم بروزر کے حق میں آنریبل آرتھر چیچسٹر سے پانچ اور چار کی بازی۔"

اس رسمی اندراج کے بعد مسٹر چیچسٹر نے بھی اپنی کاپی نکال کر یہی شرط درج کر لی۔ اور بدستور بلند لہجہ میں کہنے لگا "برمنگھم بروزر کے خلاف ہیگر سٹون پٹ کی حمایت میں سر روپرٹ ہاربروے چار اور پانچ لی بازی۔"

بیرونٹ نے کہا "کاپیاں بند کرنے سے پہلے میں آپ کو ایک اور موقعہ دینا چاہتا ہوں کیا آپ اُس گھوڑے کے متعلق جو آئندہ والی دوڑ میں سب سے زیادہ ہر دلعزیز ہے۔ اور ڈربی کے

متعلق تین سو اور ایک کی شرط لگاتے ہیں؟ میں کہتا ہوں یہ دونوں ہار جائینگے"
چچسٹر بولا "سر رو پرٹ ذرا ٹھیر جائیے۔ مجھے دیکھ لینے دیجئے۔ ڈربی کے متعلق میرے معاملات کی حالت کیا ہے" پھر اس انداز سے گویا اپنے آپ سے مخاطب ہو۔ وہ کہنے لگا۔ "پانسو چار گھوڑے لارڈ ڈنسٹیبل کے سات سو اور ایک کی شرط آنریبل آنریبل چوانڈے کے گھوڑے ایگل ونگ کے خلاف پانسو کی۔ آنریبل آگسٹس سمک سمیک کے گھوڑے مونریکر کے متعلق" اسی قسم کی چند اور ناقابل فہم باتیں کہنے کے بعد گویا وہ اپنی کاپی میں درج شدہ شرطیں پڑھ رہا ہو۔ چچسٹر بلند آواز سے کہنے لگا "خیر سر رو پرٹ آپ کی یہ شرط بھی مجھے منظور ہے"
بیرونٹ نے کہا "بہتر" اور دونوں نے اس شرط کو بھی اپنی کاپیوں میں درج کر لیا۔
اب یہ دونوں پھر شامپین پینے میں مشغول ہوئے۔ اور سر رو پرٹ ہاربرو نے گلاس منہ کو لگائے ہوئے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کہ ہماری اس گفتگو کا نوجوان مسٹر ایگرٹن پر جس کے لئے یہ ساری باتیں مقصود تھیں۔ کیا اثر ہوا ہے۔ اس نے جلدی ہی معلوم کر لیا کہ اثر ہماری مرضی کے مطابق ہی پڑا ہے۔ ایگرٹن ہر چند کہ شراب میں بدمست تھا۔ مگر ان امیرانہ ناموں کو سنکر چوکنا ہو گیا۔ اور اپنی صحبت میں بیٹھی ہوئی ایک حسینہ کی چھاتی سے سر اٹھا کر غور سے سر رو پرٹ ہاربرو بیرونٹ اور آنریبل آرتھر چچسٹر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس ایک نظر کا نتیجہ بظاہر اس کے لئے اس قدر اطمینان بخش ثابت ہوا۔ کہ اس نے فوراً ہی ان ہر دو اصحاب کی واقفیت پیدا کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ وجہ یہ تھی کہ بہت سے اُن نوجوانوں کی طرح جن کی حالت اُس سے مساوی ہو۔ اُسے بھی یہ غلط خیال پیدا ہو چکا تھا۔ کہ موقعہ مل جانے پر روپیہ کی مدد سے انسان اگلے طبقے کی سوسائٹی میں آسانی سے داخل ہو سکتا ہے۔
اس غلط فہمی کے زیر اثر اُس نے اس گفتگو کا جو اوپر درج کی گئی ہے۔ ہر ایک لفظ غور سے سنا۔ اور یہ سمجھ کر کہ سر رو پرٹ ہاربرو اور آنریبل آرتھر چچسٹر کی شرطیں بالکل صحیح اور حقیقی ہیں۔ اس نے بآواز بلند کہا۔ "حضرات میں آپ سے اس مداخلت بیجا کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ مگر یہ آواز میرے کان میں پڑی تھی کہ آپ انکی دوڑ میں گھوڑوں پر کچھ شرطیں لگا رہے ہیں"
بیرونٹ نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا: "آپ کا خیال درست ہے۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے۔ ہماری گفتگو اس قدر بلند آواز میں نہ ہوئی تھی کہ وہ کسی اور کو سنائی دیسکے" اس کے

ساتھ ہی اس نے فیاضانہ انداز سے مسکرا کر کہا "گو میں تسلیم کرتا ہوں، اگر وہ کسی اور کو سنائی دے بھی جائے۔ تو اس میں چنداں ہرج کی بات نہیں"

ایگرٹن کہنے لگا "ہرج! بھلا ایسی بے ضرر گفتگو میں ہرج کیا ہو سکتا ہے! سچ پوچھئے تو میں ان لوگوں کا مزاج اور پرستار ہوں۔ جو ایسے مرد اکھیلوں میں حصہ لیتے ہیں۔ میں انہیں اس ملک کا زیور سمجھتا ہوں۔ خیال تو فرمائیے۔ انگلستان کی حیثیت اس صورت میں کیا ہو۔ اگر ... ہاکی ... اس میں گھڑ دوڑ۔ شکار یا انعامی دوڑ کے کھیل رائج نہ ہوں۔ مجھ سے پوچھئے تو میں خود اس آئندہ کشتی سے بڑی ... ہک ... بہت بڑی دلچسپی لے رہا ہوں۔ مگر میں برمنگھم بروز کا حامی ہوں"

بیرونٹ بولا "حضرت میرا اپنا بھی یہ خیال ہے" میرے دوست آنریبل مسٹر چیچسٹر ہیگرسٹون بٹ کے حامی ہیں"

نوجوان نے کہا "میں نے انہیں اس کی حمایت کرتے سنا تھا لیکن وہ منظور کریں۔ تو میں خود اس کے متعلق ... ہک ... پانسو اور چار کی شرط لگانے کو آمادہ ہوں"

مسٹر چیچسٹر نے لاپروائی سے کہا "شرط بہت بڑی ہے" لیکن پھر اس نے اپنی کاپی نکال کر اسی لاپروائی سے کہا "لیکن میں اس معاملہ میں اس قدر دلچسپی لے رہا ہوں کہ ... مجھے اندیشہ ہے ... لیکن خیر اگر آپ کی یہی مرضی ہے تو مضائقہ نہیں"

نوجوان کمرہ میں ادھر ادھر غیر معمولی اہمیت کے انداز سے نظر ڈال کر گویا وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ میں ایسی شرطوں کا عادی ہوں۔ حالانکہ حقیقت میں اس کی زندگی میں یہ پہلی شرط تھی کہنے لگا "کیوں پھر معاملہ طے شدہ سمجھا جائے؟"

چیچسٹر بولا "ہاں اگر آپ چاہتے ہیں تو مجھے انکار نہیں" پھر اس نے واقف کی طرف استفہامیہ انداز سے دیکھ کر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا "معاف فرمائیے گا غالباً مجھے اس سے پیشتر آپ کا نیاز ..."

نوجوان کہنے لگا "ہاں ہاں اس سے پیشتر ہماری باہمی واقفیت نہیں لیکن اب پیدا ہو جائے گی ... ہک ... اور امید ہے کہ یہ واقفیت دائمی ثابت ہوگی"

اس پر اس نے اپنی جیب سے ایک ملاقاتی کارڈ نکال کر پیش کیا۔ اور مسٹر چیچسٹر نے اسے اس انداز سے اپنے ہاتھ میں لیا۔ گویا وہ پہلے اس نوجوان کے نام سے بالکل بے خبر ہو۔

لے کثرت شراب نوشی کی وجہ سے ہچکی کی آواز ہے ۱۲

اس کے بعد یہ نئی شرط مسٹر چچسٹر نے اپنی کاپی میں اور مسٹر البرٹ ایگرٹن نے ایک عاشقانہ چٹھی کی پشت پر درج کر لی۔ اس کام سے فارغ ہو کر آخر الذکر نے ویٹر سے اپنا بل طلب کیا۔ اور اُس کی رقم بلا تامل ادا کر کے ایک معقول رقم بخشیش کے طور پر ویٹر کو بھی دی۔ اس طریق پر اُن عورتوں سے نجات حاصل کر کے جو اس کو اپنے نرغہ میں لئے بیٹھی تھیں۔ وہ اب اس میز پر آ بیٹھا۔ جہاں اُس کے نئے دوست موجود تھے۔ اس نے شامپین کی ایک اور بوتل طلب کی۔ اور جب یہ لائی گئی۔ اور ایگرٹن اس کی رقم ادا کرنے لگا۔ تو سر روپرٹ نے جلدی سے اس کا ہاتھ روک کر کہا "دیکھئے یہ نہ ہوگا۔ آپ چونکہ ہمارے میز پر بیٹھے ہیں اس لئے ہمارے مہمان ہیں۔ اور ہمیں آپ کی میزبانی کے فرائض ادا کرنے کا حق حاصل ہے"۔

تینوں ملکر اس بوتل سے جام اڑانے لگے۔ اور مسٹر ایگرٹن جلدی ہی سر روپرٹ ہاربرو کے فلسفیانہ اطوار اور آنریبل آرتھر چچسٹر کی پرلطف گفتگو سے مسحور ہو گیا۔ اسی طرح رات کا ایک بج گیا۔ اور اس وقت بیرونٹ نے وہاں سے رخصت ہونے کی تجویز پیش کی۔

ایگرٹن کہنے لگا "بھلا آپ کس راستہ ... ہک ... جائیں گے"۔ ہاربرو نے آہستگی کے ساتھ ملامت آمیز لہجہ میں کہا "بلاشبہ مغرب کی طرف کا گویا وہ یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا۔ کہ اس بارہ میں کوئی سوال پوچھنا ہی غیر ضروری تھا۔ پھر وہ کہنے لگا "کہئے آپ ہمارے ساتھ چلئے گا؟"

نوجوان نے کہا "ہاں ضرور اور راستہ چلتے ہوئے ہم ایک ... ہک ... سگار پیتے چلیں گے"۔

بیرونٹ نے بل طلب کیا۔ اور اُسے ادا کر کے آگے ہو لیا۔ ایگرٹن اور چچسٹر اُس کے پیچھے تھے۔ اول الذکر نے چلتے وقت تھوڑا سوڈا واٹر پینے کے لئے ٹھیر جانے پر اصرار کیا اور اس کے بعد جب یہ تینوں سوڈے کی ایک ایک بوتل پی رہے تھے۔ سر روپرٹ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے پیچھے سے میرا کوٹ کھینچا ہے۔ مڑ کر دیکھا۔ تو اسے ایک شخص نظر آیا جسے وہ پیشتر کھانا کھانے کے کمرہ میں موجود دیکھ چکا تھا۔ دراصل یہ ان دلالوں میں سے ایک تھا۔ جن کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہ چند بازاری عورتوں کے ساتھ کھانا کھانے اور شراب پینے میں مصروف تھے۔ بیرونٹ فوراً سمجھ گیا۔ کہ اس شخص کا مجھ سے کیا کام ہے چنانچہ چچسٹر کو ایک پُر معنی اشارہ کر کے کہنے لگا "آپ مسٹر ایگرٹن کے ساتھ آہستہ آہستہ سٹرینڈ

کی طرف چلیے میں آپ سے گفتگو کر کے ابھی آتا ہوں"۔

کس قدر افسوسناک حالت ہے کہ لندن کے ایک نامی بدمعاش کیلئے "آپ" کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جرم اور بدمعاشی کے حلقہ میں داخل ہو کر مغرور ترین امیر کو بھی نہایت ادنےٰ درجہ کے بدمعاش سے مساوات کا سلوک کرنا پڑتا ہے۔

چیسٹر ایگرٹن کو ساتھ لے کر مکان سے باہر نکلا۔ اور اس مکان کا باا خلاق منتظم انہیں دروازہ تک چھوڑنے آیا۔ واضح رہے کہ یہ عزت صرف اُن شخصوں کیلئے مخصوص تھی جو اس قہوہ خانہ میں شامپین یا کوئی اور اعلیٰ درجہ کی شراب پیتے تھے۔ باقیوں کو اس سے محروم رکھا جاتا تھا۔

ادھر سر روپرٹ اُس دلال کو ساتھ لے کر ایک طرف کو ہٹا۔ اور آواز دبا کر کہنے لگا "کیوں کیا معاملہ ہے؟"

شخص مذکور بولا "سر روپرٹ معاملہ صرف یہ ہے کہ تم نے اس نوجوان کو اپنے دام میں پھنسا لیا۔ اور وہ یقیناً ایک نفع مند شکار ثابت ہوگا۔ لیکن دوسری طرف میں اور میرا ساتھی جو اندر کمرہ میں موجود ہے۔ ہم دونوں اسے اپنے قابو میں لانے کے لئے کوشش کر رہے تھے۔ اور ہم نے اُس پر ڈورے ڈالے بھی تھے۔ لیکن اس انتظار میں تھے۔ کہ وہ اور زیادہ بدمست ہو جائے۔ اس کے بعد تم دونوں آئے۔ اور اسے اپنے ساتھ لے اڑے اس میں شک نہیں۔ تم نے ابتدا خوب کی ہے۔ چنانچہ تمہارے دوست نے اسے پانسو کی شرط پر آمادہ کر لیا ہے۔ اور یہ پانسو وصول ہو جانا کچھ بڑی بات نہیں۔ اس لئے مجھے اس معاملہ میں جو مایوسی ہوئی ہے۔ اس کا بہرحال کچھ معاوضہ ضرور ملنا چاہیئے"۔

بیرونٹ نے کہا "میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ یہ لو بیس پونڈ حاضر ہیں۔ اگر بازی کے روپے مل گئے تو میں تیس اور دوں گا۔ کیا یہ کافی ہیں؟"

بدمعاش دلال کہنے لگا "ان بیس کیلئے میں تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے نوٹوں کو جیب میں ڈال لیا "باقی تیس کا مضائقہ نہیں لیکن اس نوجوان سے جہاں تک ممکن ہو۔ فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اب میں تم سے صرف دو ایک لفظ آئندہ کشتی کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں"۔

بیرونٹ نے ناراضگی کا لہجہ اختیار کر کے کہا "میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا"۔

شخص مذکور بولا "اوہ! اوہ! یوں کام نہ چلے گا۔ تم ناحق خوف زدہ نہ ہو۔ کیونکہ میں تو محض کاروباری طریق پر گفتگو کر رہا ہوں۔ قریباً تین ہفتے گذرے ہیں۔ میں نے تمہیں اور مسٹر چیسٹر کو برمنگھم پروز نامی پہلوان کے ساتھ دیکھا تھا۔ اور میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ تم لوگ اس کے دوست ہو۔ اور بس پردہ رہ کر اس کے لئے روپیہ جمع کر رہے ہو۔ اب جو بات میں پوچھنا چاہتا ہوں۔ وہ فقط یہ ہے۔ کیا پروز کامیاب ہو جائے گا یا یہ معاملہ ادھورا ہی رہے گا؟"

ہیرونٹ نے بلکت آمیز لہجہ میں کہا "یقیناً میرے دوست۔۔۔"

دلال اصرار کے لہجہ میں کہنے لگا "آپ کو صرف ایک لفظ بیان کرنے میں کیا اعتراض ہے؟ اطمینان رکھئے۔ میرا مطلب اس سوال سے فقط یہ ہے کہ کس طریق پر روپیہ لگانا مفید ہوگا۔ ورنہ میں تو اپنی خاطر آپ کا راز محفوظ رکھوں گا۔"

سر ریورٹ بولا "کیا میں تم پر اعتماد کر سکتا ہوں؟ لیکن اگر تم بیچ بیچ شرط لگانا ہی چاہتے ہو۔ تو واقعی تمہیں معتمد سمجھا جا سکتا ہے۔ دیکھو اس راز کو پوشیدہ رکھنا فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ پروز ہارا جائے گا۔ لیکن اس کے حق میں بہت سی شرطیں لگوانے کے لئے یہ فوج اڑائی جا رہی ہے۔ کہ اس کی تیاری بہت زبردست ہے۔"

"بیشک یہی" دلال نے کہا "سر ریورٹ یہ راز میرے سینہ میں محفوظ رہیگا" یہ کہہ کر واپس قہوہ خانہ میں اپنے دوست کے پاس چلا گیا۔ اور ہیرونٹ اپنے ساتھیوں کے تعاقب میں سڑینڈ کی طرف روانہ ہوا۔

کرانگفورڈ کلب

اس واقعہ کے [illegible] سر ریورٹ ہیرونٹ اور مسٹر چیسٹر ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے ہوئے سڑینڈ کے مغربی حصہ میں چل رہے تھے۔ راستہ میں انہیں وہ بولیں الفاس فیشن ایبل صورت کے آدمی ملے۔ جنہوں نے فوراً ہیرونٹ اور چیسٹر کو پہچان لیا۔ دونوں فریق رک گئے۔ اور ان ہر دو اصحاب کا سر [illegible] سے تارڈ نشین اور ترپل نامی چولہ ٹیلے کے نام سے تعارف کرایا گیا۔ ہیرونٹ

نے پُر معنی لہجہ اور اطوار سے جس میں کوئی ایسا راز مخفی تھا۔ جسے اسرار فریشن کی طرح صرف واقف لوگ ہی جانتے ہیں۔ ڈنسٹیبل اور کرنیل کو یہ سمجھا دیا۔ کہ البرٹ ایگرٹن ایک نیا شکار ہے انہوں نے اس اشارے کو ایسے طریق پر سمجھ لیا۔ گویا نصف گھنٹہ کی تشریح سے سارا معاملہ اُن پر واضح کیا گیا ہو۔

جبکہ یہ پانچوں اکٹھے ٹریفالگر سکوئر میں سے گذر رہے تھے۔ ڈنسٹیبل نے پوچھا "کہئے حضرات آج کی شام کہاں بسر ہوئی؟"

بیرونٹ نے لاپروائی سے کہا "میں اور میرے یہ دونوں دوست پریڈائز سے کھانا کھا کر آئے ہیں۔"

مسٹر ایگرٹن ہر چند کہ شراب کے خمار اور سگاروں کے دھوئیں سے بالکل بدمست تھا۔ تاہم اس نے اپنے بدن کو اکڑ کر سیدھا کیا۔ گویا اُسے اس بات پر غیر معمولی فخر تھا۔ اور وہ اپنے وجود کو اس وجہ سے فوق الفطرت سمجھنے لگ گیا تھا۔ کہ میں سر روپرٹ ہاربرو کے دوستوں میں شمار ہوتا ہوں۔ اور اس وقت ایک حقیقی لارڈ کی معیت میں چل رہا ہوں۔

ڈنسٹیبل نے ایک لمحہ کے لئے اس امر واقعہ کو بھلا کر کہ ہم اُس وقت جب سر روپرٹ ہاربرو اور چچسٹر سے ملے تو سمت مخالف میں چل رہے تھے۔ کہا "چولمونڈلے اور میں آپ سے ملنے سے پیشتر کراکفورڈ کی طرف جا رہے تھے۔ کہئے آپ بھی چلیں گے؟"

ایگرٹن نے بھی اپنی بدمستی میں اس بات کی طرف بالکل توجہ نہ دی۔ کہ ڈنسٹیبل اور اس کا دوست چل تو کسی اور طرف کو رہے تھے۔ اور اب کہتے یہ ہیں کہ ہم کراکفورڈ کو جا رہے تھے۔ البتہ "کراکفورڈ" کے لفظ نے اُس پر بجلی کی طرح اثر کیا۔ بارہا وہ سینٹ جیمز سٹریٹ میں اس کلب کی نہایت شاندار عمارت کے پاس سے گذرا تھا۔ اور اس کے خوشنما دروازوں کی طرف حریص نگاہوں سے دیکھ کر سوچا کرتا تھا۔ آہ کبھی مجھے بھی اس کے اندر داخل ہونے کا موقعہ مل سکے گا۔ اب اس وقت اُسے اپنی دیرینہ آرزو بر آنے کے خیال سے ناقابل بیان خوشی حاصل ہوئی۔ خوشی اور نشہ شراب سے سرشار وہ اس بات کو قابل یقین نہ سمجھتا تھا۔ کہ میں حقیقت میں البرٹ ایگرٹن ایک درزی کا بیٹا ہوں۔ اور میری بیوہ پھوپھی فنسبری پیومنٹ میں ایک دوکان کرتی ہے۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان خاندانی امیروں کی صحبت میں میں خود ایک عالی نسب امیر کی صورت میں بدل گیا ہوں۔

اس ایک لمحہ کے عرصہ میں جب کہ یہ خیالات اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ اس نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میں اپنی متوسط الحال پھوپھی اور اُس کی چھ خوبصورت بیٹیوں سے قطع تعلق کر لوں گا۔ اور اس بات کا بھی عہد کر لیا۔ کہ لندن کے حصہ ٹپل بار کے مشرق میں جہاں عوام رہتے ہیں۔ کبھی قدم نہ رکھوں گا۔ اُسے یہ بھی خیال آیا کہ کسی روز اتوار کے دن کھانا کھانے کے وقت جب میرے سارے رشتہ دار جمع ہوں گے تو جب میں فنسبری پیومنٹ والے مکان میں جا کر یکایک یہ بات ظاہر کروں گا۔ کہ لارڈ ونٹیبل سر رپرٹ ہاربرو۔ آنریبل کرنیل چولمونڈلے اور آنریبل آرتھر چمپٹر جیسے نامی آدمی میرے سرسری آشنا نہیں۔ بلکہ گہرے دوست ہیں۔ تو انہیں سنکر کس قدر تعجب ہوگا۔ اوہ! ان کے نام کیسے شاندار ہیں۔ جن میں عمومیت کی کوئی جھلک نہیں پائی جاتی۔ آنریبل سے کم حیثیت کا تو کوئی بھی نہیں۔ سادہ لج ایگرٹن! اگر اس وقت تُجھے معلوم ہو جاتا۔ کہ مسٹر چمپٹر نے آنریبل کا لقب کس آسانی سے حاصل کیا تھا۔ تو یقیناً خود اسے بھی ایسا ہی لفظ اپنے نام کے آگے بڑھانے میں تامل نہ ہوتا۔ مگر اس کا اُسے مطلق شبہ پیدا نہ ہوا۔ اور اس لئے وہ باقیوں کی طرح اُس کباڑی کے بیٹے کو بھی رشک کی نظروں سے دیکھتا رہا۔

مگر آیئے ہم اپنی داستان کا سلسلہ جاری رکھیں۔ لارڈ ونٹیبل نے کہ آکسفورڈ کی طرف چلنے کی تجویز پیش کی تھی۔ اس کے بعد جب تک سر رپرٹ ہاربرو نے یہ کہا "اچھا چلئے ہم وہاں اپنے نئے دوست ایگرٹن کو اپنے حلقہ معاشرت سے اچھی طرح واقف کر لیں گے" اس وقت تک مسٹر ایگرٹن کو جو اب کا بڑی بے چینی سے انتظار رہا۔ سر رپرٹ کا جواب سنکر وہ کسی قدر مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگا "افسوس میں تو اس کلب کا ممبر نہیں ہوں"

لارڈ ونٹیبل بولا "ہم سب تو ممبر ہیں۔ اس لئے آپ کو آسانی سے وہاں لے جا سکتے ہیں۔ میں اور ہاربرو آپ کے ساتھی ہوں گے"

یہ انتظام اس لئے ضروری سمجھا گیا۔ کہ مسٹر چمپٹر خود اس کلب کا ممبر نہ تھا۔ اور اس لئے کرنیل چولمونڈلے نے اس کا اعتراف کرانا تھا۔ چنانچہ ونٹیبل ہاربرو اور ایگرٹن اکٹھے آگے آگے چلنے لگے۔ اور کرنیل اور چمپٹر دونوں اُن کے پیچھے لگے۔ یہ موزوں نہ سمجھا گیا۔ کہ ایگرٹن کو یہ جاننے کا موقعہ دیا جائے۔ کہ آنریبل آرتھر چمپٹر کو بھی اس کی طرح سفارش

پر اندر لے جانا پڑے گا۔

غرض اس طریق پر یہ دونوں فریق اس مشہور بنام سینٹ جیمز کلب کی طرف روانہ ہوئے ایگرٹن کو یہ جانکر بہت خوشی ہوئی کہ میری انتہائی آرزوئیں عنقریب پوری ہونے والی ہیں۔ اور میں ایک متوسط الحال شخص کراکفورڈ کی امیرانہ کلب میں داخل ہونے والا ہوں۔ ہرچند کہ اس نے شراب کی غیر معمولی مقدار پی ہوئی تھی۔ اور معاملہ کی جدت نے اسے اور بھی خمار آلود کر دیا تھا۔ تاہم اس نے اپنی طبیعت پر اس قدر قابو ضرور رکھا۔ کہ اندر داخل ہو کر جو شاندار نظارہ اسے دکھائی دیا۔ اس کے متعلق گنواروں کی طرح کسی غیر معمولی استعجاب کو ظاہر نہ ہونے دیا۔ لارڈ ڈنسٹیبل اور سر رابرٹ ہاربرو کے درمیان وہ سنگ مرمر کے ہال سے گذر کر بائیں طرف والے تہوہ خانہ میں پہنچا۔ یہاں پر یہ چولمونڈلے اور چیشر کی آمد کے منتظر رہے۔ اور اس اثنا میں ایگرٹن اپنے دل میں اس شاندار کمرہ کے نفیس سازوسامان چمکدار شیشوں۔ دلفریب فانوسوں۔ بیش قیمت ظروف اور شاندار الماریوں کی تعریف کرتا رہا۔ اتنے میں کرنیل اور چیشر بھی آگئے۔ اور یہ سب کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف بڑھے۔ وہاں کا نظارہ اور بھی چکا چوند پیدا کرنے والا تھا۔ دلفریب آئینوں کے اندر جن کو عجیب و غریب نمونوں پر سجایا گیا تھا۔ شیشہ کے فانوسوں کی تیز روشنی خوشنما تصاویر شاندار طریق پر سجائے ہوئے بُت۔ بے شمار بیش قیمت ظروف اور کٹ گلاس کے بنے ہوئے نادر گلاس دیکھ کر ایگرٹن کی آنکھوں میں خیرگی پیدا ہونے لگی۔ دروازوں میں بیش بہا ساٹن کے پردے لٹکے ہوئے تھے۔ دیواروں پر بہترین قسم کی تصاویر آویزاں تھیں۔ اور بے شمار فانوسوں کی روشنی قدآدم آئینوں میں منعکس ہو کر کمرہ کو بقعہ نور بنا رہی تھی۔ غرض یہ کہ اس کمرے کی آرائش و آسائش اس قسم کی تھی۔ جس کا نوجوان ایگرٹن کو خواب میں بھی خیال نہ آ سکتا تھا۔

ایک آتش دان کے پاس بیٹھا ہوا ایک ادھیڑ عمر کا شخص ایک اور عمر رسیدہ شخص سے محو گفتگو تھا۔ جس کا بدن کسی قدر موٹا۔ اور عادات گنوارانہ تھیں۔ کپڑے نئے تھے۔ مگر انہیں لاپروائی سے پہنا ہوا تھا۔ کوٹ بے ڈھنگا اور پتلون ٹخنوں کے قریب بیوقت بن ناقص نظر آتی تھی۔ واسکٹ کے دو تین بٹن کھلے ہوئے تھے۔ یا شاید انہیں بند ہی نہ کیا گیا تھا۔ گلوبند ڈھیلا اور قمیص کا کالر مڑا ہوا نظر آتا تھا۔ اس کا چہرہ زرد اور بیماروں جیسا تھا۔ اور اس سے وہ قدرتی تیز فہمی اور چالاکی مطلق ظاہر نہ ہوتی تھی۔ جس کی بدولت وہ ایک ادنے حیثیت سے

[illegible]

لارڈ ڈنسٹیبل کی آواز سنتے ہی ایگرٹن اور پیٹر اپنے اپنے کمرے سے باہر نکل آئے۔ ایگرٹن کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بکس تھا۔ پیٹر کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بستر تھا۔ ایگرٹن نے آتے ہی لارڈ ڈنسٹیبل سے کہا۔ "مائی لارڈ آپ کا حکم تعمیل ہو چکا ہے۔ ہم اپنا سامان لے کر آ گئے ہیں۔"

لارڈ ڈنسٹیبل نے ایگرٹن کی طرف دیکھا اور کہا۔ "ایگرٹن تم نے یہ کیا حماقت کی۔ تم کو اپنا سامان لے کر آنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ تم کو صرف اپنا بکس لے کر آنے کا حکم دیا گیا تھا۔ تم نے اپنا بستر کیوں لیا؟"

ایگرٹن نے جواب دیا۔ "مائی لارڈ میں نے اپنا بستر اس لئے لیا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے ہاں مہمان بہت آتے ہیں۔ ممکن ہے کہ آج رات کو بھی کوئی مہمان آ جائے۔ اس لئے میں نے اپنا بستر ساتھ لے لیا ہے۔ اگر آپ کے ہاں کوئی مہمان نہ آئے تو میں اپنا بستر واپس لے جاؤں گا۔"

لارڈ ڈنسٹیبل نے کہا۔ "ایگرٹن تم بہت بیوقوف ہو۔ تم کو اپنا بستر ساتھ لانے کی ضرورت نہیں تھی۔ میرے ہاں مہمان آئیں یا نہ آئیں۔ تم کو اپنا بستر واپس لے جانا پڑے گا۔ اب تم جاؤ اور اپنا بستر لے کر واپس آؤ۔"

ایگرٹن نے کہا۔ "بہت اچھا مائی لارڈ۔" یہ کہہ کر ایگرٹن اپنا بستر لینے کے لئے واپس چلا گیا۔

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے ایگرٹن نے ہیرونٹ اور پیٹر کے ساتھ مطلق کھانا نہ کھایا تھا۔ کیونکہ سر رچرڈ نے اس سے پیشتر اس کو حکم دیا تھا۔ اس لئے ایگرٹن ایسا آدمی نہ تھا کہ اس قسم کے بیان کی تردید کرتا۔ جس کی بدولت اس کا ہیرونٹ مذکور سے غیر معمولی طور پر واقف ہونا ثابت ہوتا تھا۔

اتنے میں وہی موٹا عمر رسیدہ آدمی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور لارڈ ڈنسٹیبل کے پاس آ کر کہنے لگا۔ "مائی لارڈ آپ ماحضر تناول نہ فرمائیں گے؟ اپنے احباب کو موسم اور وقت کے بہترین طریق پر تیار کئے ہوئے کھانے کا ذائقہ تو چکھوائیے۔"

"نہیں معاف کیجئے۔" لارڈ ڈنسٹیبل نے سرد مہری سے کہا۔ "ہم کھانا کھا چکے ہیں۔ البتہ ہاں ہمارے کمرہ میں گھڑی بھر تفریح حاصل کیا چاہتے ہیں۔ کیوں مسٹر ایگرٹن؟" اور اس کے ساتھ ہی لارڈ ڈنسٹیبل کی آنکھوں سے بجلی کی رفتار سے ایک پُر معنی اشارہ ہوا۔ جس کا مطلب وہ عمر رسیدہ شخص جس کے چہرہ پر مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ اچھی طرح سمجھ گیا اور کہنے لگا۔

"بہت اچھا مائی لارڈ جیسے آپ کی مرضی ہو۔ تشریف لے چلئے میں نہایت عمدہ سرد کلیرٹ کی بوتل آپ کے پیچھے بھیجتا ہوں۔ مائی لارڈ اس طرف کو تشریف لائیے۔۔۔ صاحبان اس طرف کو۔۔۔ جناب اس طرف کو۔" یہ آخری کلمہ ایگرٹن سے مخاطب ہو کر کہا گیا تھا۔

اور اس کے ساتھ ہی شخص مذکور نے اُسے جھک کر سلام کیا۔

ڈنسٹیبل ایگرٹن کا بازو اپنے بازو میں لئے اُسے پاس والے کمرہ میں لے گیا جس میں ایک بڑی سی میز بچھی ہوئی تھی۔ وہاں پہنچ کر ایگرٹن نے آواز دبا کر پوچھا "مائی لارڈ یہ نیک طینت عمر رسیدہ شخص کون تھا جو اس قدر با اخلاق اور ملنسار ہے؟"

ڈنسٹیبل نے کہا "یہی نیک طینت بڈھا تو کراکفورڈ ہے" اور یہ کہہ کر اُس نے اس زور کا قہقہہ لگایا کہ آنکھوں سے پانی نکل آیا۔

ایگرٹن نے متعجب ہو کر کہا "کراکفورڈ!" تعجب اُسے اس بات پر ہوا کہ گو اُس نے اُسے نیک طینت قرار دیا تھا۔ تاہم وہ یہ دیکھنے سے باز نہ رہ سکا کہ اس شخص کی انگریزی بہت غلط تھی۔ اُسے حیرت ہوئی کہ ایسا گنوار شخص امرائے انگلستان کا دوست کیونکر ہو سکتا ہے۔

لارڈ ڈنسٹیبل نے آواز دبا کر کہا "ہاں یہی تو کراکفورڈ اعظم ہے کسی زمانے میں یہ ٹمپل بلڈ کے قریب مچھلی بیچا کرتا تھا۔ مگر اب اتنا مالدار ہے کہ لندن بھر کے تمام مچھلی فروشوں کو مول لے سکتا ہے۔ مگر آؤ دیکھیں یہاں کیا ہو رہا ہے"

ڈنسٹیبل ایگرٹن ہاربرو چولمنڈلے اور چیمپئر کے اس کمرہ میں داخل ہونے سے پیشتر تین چار آدمی یہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ مگر کھیل شروع نہ تھا۔ جس وقت یہ اندر داخل ہوئے تو وہ تین چار شخص جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اور جو اس کلب کے فرضی کھلاڑی تھے۔ میز کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے پانسہ منگایا۔ اور اس طرح پر کھیل شروع کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔

ایگرٹن نے دبی زبان سے پوچھا "یہاں کیا ہوگا؟"

لارڈ ڈنسٹیبل کہنے لگا "پانسہ پھینکا جائے گا۔ تم نے کبھی اس سے پہلے یہ کھیل نہیں دیکھا؟"

"نہیں میرا مطلب یہ ہے کہ ... ہاں کبھی کبھی دیکھا ہے" بیوقوف نوجوان نے کہا "اور یہ غلط بیانی اس لئے کی کہ میرے نئے دوست مجھے فیشن کے طریقوں سے واقف نہ سمجھیں کیونکہ امرا میں جوئے کی مہارت رکھنا بھی فیشن میں داخل سمجھا جاتا ہے۔"

ڈنسٹیبل سارا معاملہ سمجھ گیا۔ اور کہنے لگا "ہاں کبھی کبھی خود میں بھی گاہ بگاہ اس کھیل میں شریک ہوتا ہوں۔ لیکن دیکھئے کھیل شروع کرنے کی تیاریاں مکمل کی جا رہی

ہیں۔ کراکی بھی آگیا ہے۔"

یہ الفاظ ڈنسٹیبل کے منہ سے نکلے ہی تھے۔ کہ مسٹر کراکفورڈ صندلی لکڑی کا بنا ہوا نہایت خوشنما بکس ہاتھ میں لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ اور اسے سامنے میز پر رکھ کر بیٹھ گیا۔ جب لارڈ ڈنسٹیبل اور اس کے سارے ساتھی میز کے گرد بیٹھ چکے۔ تو سب سے پہلے لارڈ مذکور نے دس پونڈ بازی لگا کر پانسہ پھینکا۔ جس پر کراکفورڈ کا آدمی کہنے لگا "سات اور پانچ کی شرط میں لگاتا ہوں۔"

سر رو پرٹ ہاربرو نے ایگرٹن کی طرف اشارہ کر کے کہا "تین اور دو کی میں اپنے دوست ایگرٹن کی طرف سے لگاتا ہوں۔"

ایگرٹن نے کہا "مجھے منظور ہے۔"

چنانچہ اس نے فوراً ہی روپیہ نکال کر بیرونٹ کے حوالہ کر دیا۔

جب لارڈ ڈنسٹیبل پانسہ پھینک چکا۔ تو چیسٹر نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اس مرتبہ چولمونڈلے نے ایگرٹن کی طرف سے بازی لگائی۔ ایگرٹن پھر ہارا۔ لیکن اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے۔ کہ باوجود دو مرتبہ ہارنے کے اس نے نوٹ نکال کر دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کیا۔ کیونکہ ہر چند اس کا نشہ پیریڈائز سے چلتے وقت سوڈا واٹر پینے کی وجہ سے ہلکا ہو چکا تھا تاہم کچھ تو کراکفورڈ کی مہیا کردہ کلیرٹ کے خمار کچھ ان امیروں کی صحبت اور کچھ اس مکان کے اندر موجود ہونے کی خوشی نے اسے پھر بیہوش کر دیا۔ دو مرتبہ بازی اپنے دوستوں کی معرفت ہارنے کے بعد ایگرٹن کو آسانی سے خود سامنے آنے پر آمادہ کر لیا گیا۔ چنانچہ اس نے ۱۰ پونڈ کی شرط لگا کر پانسہ پھینکا۔ اس کے دوستوں نے بھی کچھ برائے نام شرطیں لگائیں۔ ایگرٹن پھر ناکام رہا۔ اور سارے کا سارا روپیہ کراکفورڈ کے قبضہ میں آگیا۔

چیسٹر بولا "ایگرٹن ایک بار پھر کوشش کرو کہ یہ روپیہ واپس آجائے۔"

وہ کہنے لگا "ہاں کیا مضائقہ ہے۔"

عین اس وقت ویٹر نے نہایت نفیس کلیرٹ کے جام پیش کئے۔ اور نوجوان ایگرٹن کی نظروں کے سامنے چمکا چوندسی پھرنے لگی۔

وہ بولا "میں اب کی مرتبہ پھر پانچ پر دو سو لگاتا ہوں۔" پانسہ پھینکا گیا۔ اور اب کی مرتبہ

پھر ایگرٹن ہارا۔ یہ دو سو بھی میز پر رکھے ہوئے صندلی صندوق کی نذر ہوئے۔
اس مرتبہ کرنیل چولمونڈلے آگے آیا۔ اور کہنے لگا "کیوں ایگرٹن ابھی کچھ دم خم باقی ہے؟"
اس نے لکنت آمیز لہجہ میں کسی قدر شرما کر کہا "میں نے . . . ہمت تو نہیں ہاری۔ مگر بات یہ ہے کہ . . . اب نقدی ختم ہو گئی ہے۔ اگر میرا چیک منظور ہو . . ."
ڈنسٹیبل نے کراکفورڈ کی طرف پُر معنی اشارہ کیا۔ جس پر وہ خزانچی اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے ایگرٹن کی طرف آیا۔ اور اسے ایک طرف کر کے آہستگی سے کہنے لگا "معاف فرمائیے گا۔ میں آپ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ لیکن روپیہ کی ضرورت ہو۔ تو ہزار دو ہزار میں بطور قرض دے سکتا ہوں . . ."
لارڈ ڈنسٹیبل نے اس کے کان میں کہا "ایگرٹن ایک ہزار لے لو۔ کراکی کے روپیہ میں سحر ہے۔ ضرور اس سے جیت جاؤ گے۔"
"میں . . . میں . . ." نوجوان نے ایک لحہ بھر تامل کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ گو وہ اس وقت اُمرا کی صحبت میں بیٹھا ہوا کراکفورڈ کلب کے چکا چوند پیدا کرنے والے اثرات میں مسحور تھا تاہم سابقہ نقصانات کا خیال بھی تکلیف دے رہا تھا۔ کہنے لگا "میں . . ."
عین اس وقت ویٹر ایک بہت بڑے چاندی کے قاب پر ارغوانی شراب کے چمکتے ہوئے جام رکھ کر لایا۔ اور کہنے لگا "حضور کلیرٹ کا گلاس حاضر ہے۔"
"مہربانی" کہکر ایگرٹن نے وہ خوشگوار جام شراب ایک ہی بار چڑھا لیا۔ غالباً مدد سے وہ اُن ناگوار خیالات کو جو اُس کے دل میں پیدا ہو چکے تھے۔ دبانا چاہتا تھا۔ پھر گلاس کو دوبارہ قاب پر رکھ کر اُس نے کہا "خیر صاحب ایک ہزار دے دو۔ میں پھر ایک مرتبہ قسمت آزماتا ہوں۔"
اب کے سر روپرٹ ہاربرو نے پانسہ ہاتھ میں لیا۔ اور اُس نے ۹ پر ۱۰ پونڈ کی شرط لگائی۔ اسی قسم کی چھوٹی بڑی شرطیں اس کے باقی دوستوں نے لگا دیں۔ لیکن جب ایگرٹن نے کہا۔ میں خالی خانوں پر شرط لگاتا ہوں تو کراکفورڈ کا ایک صاحب بولا "نہیں حضور یہ قاعدہ کے خلاف ہے۔ کیونکہ پانسہ پھینکنے والے آپ نہیں ہیں۔"
"اوہ! اوہ!" کراکفورڈ نے قہقہہ لگا کر کہا "آپ نے نقصان برداشت کیا ہے۔ اس لئے آپ کو جیتنے کا موقعہ دینا چاہیئے۔ جناب کو اختیار ہے جہاں بازی لگانی منظور ہو لگائیے۔"

ایگرٹن اب جوں جوں اس کھیل کو سمجھتا جا رہا تھا۔ اس سے اس کی دلچسپی بڑھتی جاتی تھی چنانچہ وہ کہنے لگا "میں پھینکنے والے کی طرف سے پانسو کی بازی لگاتا ہوں"۔ مگر افسوس کہ قسمت نے اس مرتبہ بھی یاوری نہ کی۔ کیونکہ پانسہ پھینکنے پر اس کے خلاف ہی پڑا۔

اب ایگرٹن بڑے اصرار کے ساتھ خود پانسہ پھینکنے پر آمادہ ہوا۔ اور آخر چند منٹ کے عرصہ میں اس ایک ہزار پونڈ کی رقم میں سے بھی جو اس نے بطور قرض حاصل کی تھی۔ اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔

ایک سرد آہ بھر کر وہ میز سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ویٹر نے کاغذ کا ایک اور گلاس اس انداز سکون کے ساتھ پیش کیا۔ گویا وہ رسمی آداب کی خاطر ایسا کر رہا ہو نہ کہ مالی نقصان کا تاسف دور کرنے کے لئے۔ ایگرٹن نے گلاس کو حریصانہ انداز سے پی لیا۔ اور پھر جب اس نے ویٹر کی طرف دیکھا۔ تو اسے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ مسٹر کراکفورڈ بنک نوٹوں کا ایک اور بنڈل اس کے سامنے پیش کر رہا ہے۔ ساتھ ہی وہ بڑے اخلاق کے لہجہ میں کہہ رہا تھا "میرے خیال میں حضور کو کچھ اور روپیہ کی ضرورت ہے"۔

ڈینشیل دبے لفظوں میں کہنے لگا "لے لو۔ تامل کیوں کرتے ہو۔ تم آسانی سے اس کے دس ہزار کر لو گے"۔

"یا اس ایک ہزار کو بھی پہلے کی طرح ضائع کر دوں گا" ایگرٹن نے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ باوجود اس کے اس نے روپیہ لے لیا۔ اب وہ بڑی تیزی سے مایوسانہ طریق پر انجام کے سارے خیالات کو بھلا کر کھیلتا گیا۔ ہر ایک نقصان کے بعد وہ شراب کا ایک اور جام چڑھاتا اور قسمت کو کوسنا شروع کر دیتا تھا۔ یہ دوسری رقم بھی منٹوں میں غائب ہو گئی۔ اس وقت ڈینشیل نے کراکفورڈ سے دبے لفظوں میں کہا "بس آج رات کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ ہم اسے ایک دو دن میں جمع کر لیں گے۔ اور اس کے بعد تم نے میرے ہاتھوں کا لکھا ہوا پرزہ واپس کر دینا"۔

"جی ہاں ضرور" بڈھے خرانٹ نے کہا "لیکن اسے پھر ضرور یہاں لائیے گا"۔

ڈینشیل اسی طرح دبے لفظوں میں کہنے لگا "اس کا اطمینان رکھو" پھر اس نے ذرا بلند آواز سے اپنے دوستوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا "میرے خیال میں اب ہمیں یہاں سے

چلنا چاہیئے۔"

"ہاں مائی لارڈ میں بھی یہی . . . کہ . . . تجویز پیش کرنے کو تھا" اگیرٹن نے ہچکیاں لیتے ہوئے اس بات سے خوش ہو کر کہا۔ کہ بارے اس مکان سے نکلنے کی صورت پیدا ہوئی۔ جہاں دولت غیر معمولی تیزی رفتار کے ساتھ غائب ہوتی چلی جاتی ہے۔ اگرچہ کہ اس وقت پھر نشہ میں غلطاں تھا۔ مگر نقصان کا خیال دل میں تازہ تھا۔

کراکفورڈ ادب کے ساتھ جھک کر کہنے لگا "بہت اچھا مائی لارڈ . . . بہت اچھا صاحبان۔ میں آپ کو شب بخیر یا صبح بخیر کہتا ہوں لیکن مائی لارڈ غالباً آپ کچھ دیر کو اس مختصر سی رقم کے لئے پرونوٹ دیتے ہیں . . ."

ویسٹیبل نے قطع کلام کر کے کہنے لگا "کیوں نہیں۔ یار اگیرٹن اس روپیہ کے لئے ایک پرونوٹ لکھ دو۔"

"میں یہ چاہتا ہوں کہ . . . کہ . . . اپنا چیک لکھ دوں . . ."

وہ چیک لکھنے بیٹھا۔ مگر ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اور آنکھوں کے سامنے دھند چھائی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ بمشکل دس منٹ میں چیک تیار کر سکا۔ آخر یہ کام پورا ہوا۔ اور اس پارٹی کے لوگ کراکفورڈ اور اس کے مصاحبوں اور نوکروں چاکروں سے سلام لیتے ہوئے رخصت ہوئے۔

اس جگہ غالباً یہ بیان کرنا غیر موزوں نہ ہوگا۔ کہ لندن کی مشہور و معروف کراکفورڈ کلب کا بانی ولیم کراکفورڈ نامی ایک شخص تھا۔ کلب مدتوں اس کے نام سے قائم رہی۔ اور حال ہی میں نوٹی ہے۔

ابتدا میں یہ شخص مچھلی بیچا کرتا تھا۔ مگر شام کو دوکان بند کر کے ویسٹ اینڈ کے قمارخانوں میں جا کر دن بھر کی کمائی لٹا آتا۔ چونکہ آدمی نہایت چالاک اور دور اندیش تھا۔ اس لئے رفتہ رفتہ قمار بازی کے مختلف پہلوؤں سے واقف ہو گیا۔ اور آخر کار ایک موقعہ پر اسے جوا کھیلنے ہی میں سینٹ لیگر کی اتنی بڑی رقم نقد ہاتھ آگئی۔ جس کی مدد سے اس نے مچھلی بیچنے کا کاروبار چھوڑ دیا۔ اور حصہ ویسٹ اینڈ کے بعض قمارخانوں میں شرکت محنت سے کر لی۔ قسمت یاور تھی۔ آخر اس قابل ہو گیا۔ کہ مکان نمبر ۵۰ سینٹ جیمز سٹریٹ میں اپنی جدا کلب قائم کر لی۔ جب اس کلب کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو اعیان حلقہ میں اس خوب

زور شور سے اشتہار دیا گیا۔ جس کا نتیجہ کراکفورڈ کی بہترین امیدوں سے بھی بڑھ کر نکلا۔ سیکڑوں امیر اور اونچے طبقہ کے لوگ جو قمار بازی کے شائق تھے۔ بسبب ادنے درجہ کے قمار خانوں میں جانے کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ اس کے ممبر اور مربی بن گئے تھوڑے ہی عرصہ بعد کام اس قدر ترقی پذیر ہوا۔ کہ پہلے پاس والی دوکان اور اس کے بعد دوسری اس کلب میں شامل کرنی پڑی۔ اور چونکہ بہت سے بدمعاش لوگ کلب میں آنے لگے تھے۔ اس لئے قواعد کو زیادہ سخت کر دیا گیا۔ گو آخر تک یہ طریقہ رہا۔ کہ کوئی ممبر اپنے کسی دوست کو ایک دو مرتبہ اپنی سفارش پر لا سکتا تھا۔ جس کے بعد اسے ممبروں میں شامل کر لینا کچھ بڑی بات نہ تھی۔ داخلہ کی فیس بیس پونڈ مقرر تھی۔ اور دس پونڈ سالانہ چندہ ہر ایک ممبر کو ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ کام یہاں تک بڑھا۔ کہ یہ تینوں مکان بھی ممبروں کی گنجائش کے لئے ناکافی ثابت ہونے لگے۔ اور آخر انہیں گرا کر وہ شاندار عمارت تیار کی گئی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس خوشنما عمارت پر نامعلوم کتنا روپیہ صرف ہوا۔ لیکن معتبر ذریعہ سے اتنا معلوم ہوا ہے کہ ۹۴ ہزار پونڈ صرف اس کی اندرونی آرائش پر صرف ہوئے تھے۔ اس کے بعد اس قابل نفرت مکان کی حقیقت بہت جلد لوگوں پر ظاہر ہو گئی سیکڑوں نوجوان جنہوں نے اپنا دور زندگی بے شمار مال و دولت لے کر شروع کیا تھا۔ اور جن کا مستقبل ہر طرح خوشنما نظر آتا تھا۔ اس خوفناک امیرانہ دوزخ کی آگ میں جل کر ہلاک ہوئے۔ بہتوں نے خودکشی کر لی۔ بہتیرے اپنی ضائع شدہ دولت کو واپس حاصل کرنے کی کوشش میں جعلسازی کے مرتکب ہوئے۔ اور ان کی ہونہار زندگیوں کا خاتمہ پھانسی کے تختہ پر ہوا۔ بہتیرے ایسے بھی تھے۔ جو خود شیطان سیرت کراکفورڈ کی ملازمت میں آکر اوروں کو بہکانے کا ناپاک کام انجام دینے لگے۔ یہانتک کہ اچھے گھرانوں کے امیروں میں سے بہتوں نے یہ قابل نفرت فرض اپنے اوپر لینا منظور کر لیا ہر ایک نیا شکار جسے پھانس کر وہ اس مکان میں لے جاتے۔ اس کے لئے انہیں معاوضہ دیا جاتا تھا۔ جو اس کمائی کے حسب حال ہوتا۔ جو شخص مذکور سے کی جا سکے۔ ظاہرداری کی غرض سے اور دوسرے ممبروں میں اپنی آن قائم رکھنے کے واسطے اس شیطان اعظم کے یہ دوزخی فرشتے باقاعدہ طور سے چندہ دیا کرتے تھے۔ جس سے اوروں کو اس بات کا وہم و گمان نہ ہو سکتا تھا۔ کہ یہ اس شخص کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ اور اسی کے

مہیا کردہ روپیہ میں سے اپنا چندہ ادا کرتے ہیں۔

رفتہ رفتہ کراکفورڈ کلب اس قدر بدنام ہوئی۔ کہ اسے بظاہر دوسری کلبوں کے پیمانہ پر لانے کے وسائل اختیار کرنے پڑے۔ چنانچہ اس غرض سے امرا اور شرفا کیسے امرا اور شرفا اس کا اندازہ آپ خود کر لیجئے۔ کی ایک کمیٹی قائم کی گئی۔ جس نے اس انسٹیٹیوشن کے انتظامات اپنے ہاتھ میں لئے۔ مگر حقیقت میں یہ محض ایک ظاہرداری تھی۔ کیونکہ اس کمیٹی کے اختیارات ان قوانین تک محدود تھے۔ جن کا تعلق نئے ممبروں کے داخلہ اور نامناسب ممبروں کے اخراج یا اُن شرابوں کے انتخاب سے تھا۔ جو اس کلب میں ممبروں کے لئے مہیا کی جاتی تھیں۔ قماربازی کا کمرہ اور اُس کے متعلق سارے معاملات بدستور کراکفورڈ کی نگرانی میں تھے۔ اور وہ اس حیثیت میں حسب معمول بے شمار منافع کماتا رہا۔

اس طرح پر ایک گنوار اور جاہل شخص ایک کال جواری ایک قابل نفرت بدمعاش جو ناتجربہ کار اور ناعاقبت اندیش نوجوانوں کی تباہی اور پرانے خطاکاروں کے جرائم سے دولت کماتا تھا۔ اس قابل بن گیا۔ کہ عالی نسب امرا اور بلند ترین شرفا کو اپنا ذریعہ بنا کر اس قابل نفرت انسٹیٹیوشن[1] کا ظاہری منتظم بنا رہے جس کی بے شمار کمائی اس کے اپنے قبضہ میں آتی تھی۔

آٹھواں باب — مسٹر اگیرٹن کی پھوپھی

اس دن کے بعد البرٹ اگیرٹن کا یہ وطیرہ ہو گیا۔ کہ ہر وقت اپنے ان نئے فیشن ایبل دوستوں کے ساتھ رہتا۔ جن سے اس کی اتفاقیہ طور پر ملاقات ہو گئی تھی۔ یا یوں کہنا چاہئے جنہوں نے اُسے قصداً ڈھونڈ نکالا تھا۔ انہی کے ساتھ وہ لانگس ہوٹل میں کھانا کھاتا۔ انہی

---

[1] اسی کراکفورڈ کلب کی نسبت ۱۸۲۴ء میں اخبار ٹائمز نے حسب ذیل مضمون شائع کیا تھا۔

کراکوڈ ایل کلب (گھڑیالوں کی کلب) جسے عرف عام میں لوگ ارضی دوزخ کہنے لگ گئے ہیں ان دنوں عارضی طور پر بند ہے۔ لوگوں کو وسیع پیمانہ پر لوٹنے کے اس مقام کے کھلنے اور بند ہونے کے واقعات نے کچھ عرصہ سے غیر معمولی اہمیت حاصل کر لی ہے۔ اس لئے نہیں۔ کہ وہ دو

سے مل کر گرینج اور بلیک وال میں مچھلی کھانے جاتا۔ انہی کے ایما پر وہ کرکفورڈ کلب کا ممبر بنا۔ اور یوم اول کی طرح ہر روز ان کی شرکت میں اپنی دولت کی بڑی بڑی رقوم قمار بازی میں یا اور طریقوں میں اڑاتا رہا۔

اس کے دوستوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ چند ہفتہ پیشتر سن بلوغ حاصل کرنے پر اس شخص کے ہاتھ ساٹھ ہزار پونڈ کی خطیر رقم آچکی ہے اور انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ اس رقم کو جہاں تک ممکن ہو اپنے قبضہ میں لانا چاہیئے۔

آنریبل کرنیل چولمونڈلے نے بڑی مہربانی سے ناعاقبت اندیش نوجوان کو سٹرٹین

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۵) تین بے اصول بدمعاش جو اس کے منتظم اور مالک ہیں۔ کوئی خاص شان رکھتے ہیں۔ بلکہ اس [illegible] بے شمار ذی عزت۔ ذی رتبہ اور مالدار شخصوں کو ان بدمعاشوں کی چالبازیوں کے ذریعہ جوان کی کمائی پر پلتے ہیں۔ اس خوفناک مقام پر دھوکہ سے لا کر انہیں خوب ہی لوٹا جاتا ہے۔ پچھلے سیزن میں اس کلب کا خالص منافع ہر قسم کے اخراجات نکال کر ۱۰۰ پونڈ یومیہ یا ۱۵ ہزار پونڈ مجموعی سے کم نہیں۔ صحیح مقدار معلوم کرنا اس وقت تک غیر ممکن ہے۔ کہ ہمیں وہ سیاہ کتابیں دیکھنے کا موقعہ ملے۔ جن میں اس قابل نفرت دوزخ کے حسابات تفصیل وار درج کئے جاتے ہیں۔ اگرچہ ان کتابوں میں بھی ان لوگوں کے نام درج نہیں کئے جاتے۔ جن سے دولت حاصل کی جاتی ہے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کسی موقعہ پر عدالت میں جواب دہی کرنی پڑے۔

اس بارہ میں ہر قسم کے قیاسات سے بہتر اندازہ اُن لوگوں کے بیان سے ہو سکتا ہے۔ جو خود اس خوفناک مقام کے گرگ باران دیدہ منتظم کی چالوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ اور اگر کبھی اس قسم کے بیانات شائع کئے جائیں۔ تو کچھ شک نہیں کہ اس میں زمانہ کی بہتری ہے۔

ان بیانات کے عدم موجودگی میں اس دوزخ کی کمائی کا کچھ اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ پچھلا سیزن ختم ہونے پر ایک ہزار پونڈ صرف اس کلب کے ویٹروں میں بطور انعام تقسیم ہوئے تھے اور پانسو پونڈ کی رقم گذشتہ ماہ جنوری میں سال نو کے انعام کے طور پر یہاں کے بڑے نوکر کو دی گئی تھی۔ ایک شخص کی زبانی جو اس کلب میں ہو آیا ہے۔ معلوم ہوا کہ صرف ایک رات کے اندر اس قدر موٹا جوا ہوا۔ کہ تاجروں کی بولی میں دس لاکھ پونڈ کا بھگتان ہو گیا۔ اگر اس رقم کو چھ گھنٹوں کے کھیل پر تقسیم کیا جائے۔ اور ایک گھنٹہ کی ۶۰ بازیاں تصور کی جائیں۔ تو رات بھر کی ۳۶۰ بازیوں میں سے ہر بازی پر ۲۷۲۷ پونڈ کا جوا ہوتا رہا۔ اور اس کے ساتھ یہ امر نظر انداز کرنے کے

سٹریٹ کے فیشن ایبل بازار میں ایک آراستہ مکان کرایہ پر لے دیا۔ اور لارڈ ڈنسٹیبل نے اپنے کام کا ہرج کر کے اُسے دو اعلےٰ نسل کے کتے صرف آٹھ سو پونڈ کی قلیل رقم پر خرید دیئے۔ حالانکہ اس سودے میں خود ان حضرت نے تین سو پونڈ اپنی کیفن کے چپکے سے جیب میں ڈال لئے تھے۔ مسٹر چچسٹر نے یہ تکلیف گوارا کی۔ کہ حصہ ویسٹ اینڈ کے سب سے فیشن ایبل تاجروں کی دوکان سے بہترین قسم کی شراب خریدنے میں مدد دی۔ اور ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۶) قابل نہیں۔ کہ بعض بازیاں دس دس ہزار پونڈ کی ہوتی تھیں۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ کہ ان میں سے فی گھنٹہ ایک بازی بھی مالک کلب کے حق میں ہوئی۔ تو ثابت ہوگا۔ کہ ایک رات کے اندر اُس نے ۶۶۶۲ پونڈ کمائے جس میں سے نصف رقم ٹھوس نقدی کی صورت میں کھلاڑیوں کی جیب سے نکلی۔ باقی روپیہ جو انہوں نے تفریحات میں [illegible] اس کے علاوہ تھا۔

اب جبکہ اس شیطانی کام میں عارضی طور پر رکاوٹ پیدا ہو چکی ہے۔ ان لوگوں کو جو وہاں جانے کے عادی ہیں۔ لازم ہے کہ ذرا دیر اپنی حالت پر غور کریں۔ انہیں معلوم ہوگا کہ ان کا اپنا روپیہ ہی اس عالیشان عمارت کا کرایہ اور باقی اخراجات ادا کرنے کا موجب ہوتا ہے۔ اور انہیں کے روپیہ سے اس عمدہ کھانے اور ان فیشن ایبل کپڑوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جن کے اندر وہ بھیڑیئے چھپے ہوئے ہیں۔ جو ہر وقت کسی تازہ مال کی تاک میں لگے رہتے ہیں۔ سامان اکل و شرب جو اس جگہ مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کا خاص مقصد صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ جو لوگ اس کلب میں آنے کے عادی ہیں۔ اُن کے حواس کو معطل کر کے انہیں اس تباہی بخش شغل کو جاری رکھنے پر آمادہ کیا جائے۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ سب آسائشیں جو انہیں اس مقام پر نظر آتی ہیں۔ صرف اس وقت تک ہیں۔ جب تک اُن کی جیبوں میں مال ہے۔ اس سے بڑھ کر انہیں اس سوال پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ انہیں کا روپیہ ہے۔ جس کی بدولت اس کے دو تین منتظم روز بروز عظیم دولت فراہم کرتے جا رہے ہیں۔ اور جن کی دولت اس وقت تک برابر بڑھتی جائے گی۔ کہ یہ لوگ اندھا دھند اس دام فریب میں پھنستے رہیں اس بات کی کوشش کرنا کہ ضائع شدہ روپیہ کا کچھ حصہ واپس لیا جائے۔ نہ صرف بے سود بلکہ تباہ کن ہے۔ کیونکہ جن شیطانی چالوں سے کام لے کر اس کلب کے منتظموں نے اُن کو پہلے ٹھگا تھا۔ وہی آئندہ بھی جاری رکھی جائیں گی۔

یہ یاد رہے کہ اس دوزخ کے منتظموں میں سے ایک کی ابتدائی زندگی بالکل حقیر تھی۔ اور وہ

پیشیوں کو اپنی ہی نگرانی میں اس نوجوان احمق کے مکان پر تہ خانہ میں رکھوایا۔ سر روپرٹ ہاربرو سے اور کچھ نہ بن پڑا۔ تو اُس نے اپنی پرانی داستہ اس کے حوالہ کر دی۔

ان چاروں دوستوں کو مسٹر ایگرٹن سے اس قدر محبت ہو گئی تھی۔ کہ اب وہ کسی وقت اُس کا پیچھا نہ چھوڑتے تھے۔ انہوں نے سارے انتظامات کو اس طرح مکمل کیا۔ کہ اُسے اپنے حالات پر غور کرنے کی فرصت ہی نہ ملتی تھی۔ رات کو گھر پہنچانے سے پہلے وہ اُسے شراب میں بدمست کر دیتے تھے۔ اور صبح۔ اُس کی آنکھ کھلتی تو مسٹر چیچسٹر ضرور حاضر ہوتے تھے۔ اتنے میں صبح کی حاضری کا وقت ہو جاتا۔ اور ہاربرو صاحب کہیں سے آنکلتے۔ اور پھر جبکہ ایگرٹن تبدیل لباس میں مصروف ہوتا ڈونٹیبل اور چولمونڈلے کا آموجود ہونا یقینی تھا۔ کسی روز اگر اتفاق سے ایگرٹن دوسرے کی شکایت کرتا تو لارڈ ڈونٹیبل اُس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) خود نہایت ادنیٰ قسم کا جُوا کھیلا کرتا تھا۔ مگر اب وہ اپنے گذشتہ حالات سے سبق حاصل کر کے لوگوں کو تباہی کی منزل کی طرف لے جا رہا ہے۔ اسی غرض کے لئے اُس نے ہر قسم کا نادر سامان آرائش مہیا کیا ہے۔ اور اسی مقصد کو پیش نظر رکھ کر اُس نے بڑی بڑی رقموں کو حاصل کرنے کی خاطر خود ایک معقول رقم بطور طعمہ پیش کر رکھی ہے۔ جو لوگ اس کلب میں جانے کے عادی ہیں۔ اُن سے ہمارا التماس ہے۔ کہ وہ کسی موقعہ پر اپنے نقصانات کا جائزہ لیں۔ پھر بآسانی ہمارے بیانات کی تصدیق ہو جائے گی۔ جو لوگ نئے نئے دولت مند ہوئے ہیں یا جنہیں ورثہ میں عظیم دولت ملی ہے انہیں خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے۔ کیونکہ دو تین ذی رتبہ شخص جو خود اپنی دولت اس دوزخ کی آگ میں جھونک چکے ہیں۔ اب لوگوں کو اس کے دام میں پھنسانے کا ناپاک فرض ادا کر رہے ہیں۔ اُن کی حالت قابل رحم ہے۔ کیونکہ وہ امیر گھرانوں سے تعلق رکھتے ہوئے ایک ادنیٰ مچھلی والے کی ملازمت اُٹھانے پر مجبور ہیں۔ مگر انعام کے لالچ نے انہیں گمراہ کر رکھا ہے۔ کیونکہ جن آدمیوں کو وہ گھیر کر اس جگہ لاتے ہیں۔ ان کے نقصان کے حسب حال معاوضہ انہیں بھی دیا جاتا ہے۔

ظاہرداری کیلئے کہا جاتا ہے کہ اس کلب میں صرف ممبر ہی شریک ہو سکتے ہیں۔ اور ممبری کمیٹی کی منظوری سے ہوتی ہے۔ مگر یہ سب سرد ہوکا دہی کی کارروائی ہے۔ کیونکہ اول تو مختلف کلبوں کے ممبروں کو اس ضابطہ کی کارروائی کے بغیر ہی ممبر سمجھ لیا جاتا ہے۔ اور دوسرے جن کے پاس وافر روپیہ ہو۔ اور جن کی نسبت امید کی جاتی ہو۔ کہ وہ نقصانات اٹھا کر بھی خاموش رہیں گے۔ انہیں کسی ممبر کے تعارف پر داخل کرنے سے انکار نہیں کیا جاتا۔ اگر اس کلب کے ممبر چندہ ادا کرتے

لیڈی تا" یار تم اس زور سے چلا کر کیا ثابت کرنا چاہتے ہو۔ میرے خیال میں تو تم نے کچھ پی رکھی ہے۔ میں نے تمہارا یہ حال کبھی نہیں دیکھا۔ ایک ہزار چوہتر سے کے ہاتھ۔ پندرہ سو چھیاسٹھ کو اوس سے گئے اور دو کے چھکے لیے سو قعوں پر ایک مرتبہ ایگرٹن کہنے لگا" بڑا تعجب ہے کہ میں کبھی نہیں جیتا۔ اور یہ بھی ناممکن ہے کہ ہم سب ہارتے ہی ہوں۔ کوئی نہ کوئی تو ضرور جیت میں رہتا ہوگا"

باربرو نے لاپروائی سے کہا" یہاں وقت پر ہر کسی کی باری آتی ہے۔ اور یہ تو تم جانتے ہو کہ دنیا میں ہار جیت کا ساتھ ہے۔۔۔ مگر ہاں اب ہمیں سوچنا یہ چاہیئے کہ آج کا دن کیونکر بسر کیا جائے چوہتر کے آج ٹیٹرسال کلب میں تو کوئی خاص شغل نہیں؟"

وہ کچھ سوچ کے انداز سے کہنے لگا" نہیں لیکن میرے خیال میں بہتر یہ ہوگا۔ ہم پہلے گھنٹہ دو گھنٹے کلیرٹ اور سگار پئیں۔ اور اس کے بعد کھانا کھانے کے وقت تک اٹکھیلیاں۔ شام کو ملکر کھانا کھائیں گے"

لارڈ ڈنسٹیبل نے کہا" بس بس یہ ٹھیک ہے۔ ایگرٹن تمہیں معلوم ہے کل ڈیوک آف ہائی گیٹ نے ہماری نسبت کیا کہا تھا؟"

وہ بولا" مجھے کیا معلوم۔ اس نے تمہاری نسبت شاید کچھ کہا ہو۔ بہرحال امید نہیں۔ کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) ہیں۔ اگر وہ اس کو باقاعدہ کلب سمجھتے ہیں۔ تو اس سے ان واقعات کی کسی طرح پر تردید نہیں ہو سکتی۔ کہ یہ سب (نما) ہر دلعزیز شادہ رنج شخصوں کو لوٹنے کا بہانہ ہیں۔ یہ کلب نہیں قمار خانہ ہے اور اس کے متعلق قانونی کارروائی کی جائے۔ تو عدالت میں اس کا ثبوت دینا کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اگر ایسا نہ ہو۔ تو کیا وجہ ہے کہ اس کے ممبر اپنے نام پوشیدہ رکھتے ہیں۔ یا معزز کلبوں میں دیکھنے میں نہیں آتے؟ بات یہ ہے کہ اس کلب میں صرف وہی لوگ شریک ہوتے ہیں جو یا تو خود اپنا مال و دولت اس کی نذر کر چکے ہیں۔ یا دوسروں کو اسی منزل پر لانے کے لئے انہیں طرح طرح کی ترغیبیں دیتے پھرتے ہیں۔ خود اس کلب کے کھلاڑی جلی دم کی بلیوں کی طرح منہ چھپا کر اس میں آتے جاتے ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ وہ اپنا وجود دوسروں سے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا امید ہے کہ یہ سب باتیں جو صحیح تحقیقات کی بنا پر حاصل کی گئی ہیں۔ خالی از سبق نہ ہوں گی۔ ورنہ نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا۔ کہ وہ لوگ جو از حد حسن ظن کی تاریکی کے غار میں اتر رہے ہیں۔ اپنے افلاس و مصیبت کی بدولت تلخ تجربات حاصل کرنے پر مجبور رہیں گے ۔

میرا کہا مانو گے تو کبھی پچھتاؤ گے۔"

ڈنسٹیبل کہنے لگا "واہ تم کیا بے تکی باتیں کرتے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں۔ کہ اب تم بھی ہماری طرح ساری فیشن ایبل سوسائٹی میں مشہور ہو چکے ہو۔ ہر شخص کی زبان پر تمہارا ہی ذکر ہے اور اب بھی تم نے کسی مالدار خاندان کی بیٹی سے شادی نہ کی۔ تو قصور سراسر تمہارا ہوگا۔ دیکھو اب ایک دو دن میں ہم ایک کلب میں تمہارا تعارف کرا دیں گے۔ لیکن ہاں میں اپنے دوست ڈیوک کا ذکر کرنا بھول گیا۔ جب میں تم سے ملنے کے لئے کلیرٹن کلب کی طرف جا رہا تھا۔ تو راستہ میں مسیری ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا میں جب میں نے انہیں بتایا۔ میں کلب کی طرف جا رہا ہوں تو وہ کہنے لگے۔ ماشاء اللہ اب تم پانچوں ایک پل بھر کو جدا نہیں ہوتے۔"

اس فضول اور بے معنی خوشامد سے ایگرٹن اتنا خوش ہوا کہ پھولا نہ سماتا تھا۔ اور چونکہ آدمی شکیل تھا۔ اس لئے اس نے کسی امیر کی بیٹی سے شادی کرنے کا امکان یقینی سمجھ لیا۔

افسوس ایسا ہی غلط اعتقاد البرٹ ایگرٹن کی طرح ہزاروں لاکھوں جوانوں کی تباہی کا موجب ہوا ہے۔ جب یہ لوگ فضول خرچی اور عیاشی کی زندگی میں اپنی دولت لٹا چکتے ہیں۔ تو اس خیال پر اپنے دل کو بہلانے لگتے ہیں۔ کہ اگر اس دولت کا خاتمہ ہو گیا۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ ہم کسی مالدار عورت سے شادی کر کے پھر اپنی مالی حالت کو بحال کر لیں گے۔

ایک مہینے کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں ایگرٹن کی بہت سے فیشن ایبل آدمیوں سے ملاقات ہو گئی۔ وہ اب کراکفورڈ کلب کے ممبروں میں سب سے زیادہ ہر دلعزیز تھا۔ اور خاص خاص لارڈ خاندانوں میں انہیں اپنی بے جہیز لڑکیوں کی شادی کی فکر تھی۔ اس کا آنا جانا بھی ہو گیا تھا۔ یہ ایسے خاندان تھے۔ جن میں لارڈ ڈنسٹیبل کی آمد و رفت تھی۔ اور اسی کے ذریعہ سے ایگرٹن کو وہاں پہنچنے کا موقعہ ملا تھا۔ اس اثنا میں اپنے دوستوں کی مہربانی سے وہ بیس ہزار پونڈ یا اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ ضائع کر چکا۔ لیکن اس کے دوست عمداً اسے خوشی۔ جوش اور تماش بینی کے ایسے گرداب میں پھنسائے رکھتے تھے۔ کہ اسے اپنی حالت پر غور کرنے کا موقعہ نہ ملتا تھا۔

ایک دن گیارہ بجے قبل دوپہر کے قریب وہ رات کی طویل بیداری کے بعد خواب پریشان سے بیدار ہوا۔ تو اس کے سر میں درد تھا۔ اور نبض حالت بخار کی طرح تیز چل رہی تھی۔ اتفاق سے اس کے دوستوں میں سے کوئی بھی اس وقت تک ملنے نہ آیا تھا۔ ایگرٹن نے گھنٹی بجائی۔ اور نوکر کو تھوڑی

سفید شراب اور سوڈا واٹر لانے کا حکم دیا۔ پیاس کی شدت سے اس کا حلق کانٹا ہو رہا تھا۔ جب خادم جسے وہ ٹائیگر کہہ کر بلایا کرتا تھا۔ گلاس لے کر حاضر ہوا۔ تو اس کی زبانی اُسے معلوم ہوا کہ نشستگاہ میں ایک عورت ملاقات کے لئے منتظر ہے۔

"عورت!" ایگرٹن نے حیرت زدہ ہو کر کہا "کون ہے؟"

ٹائیگر بولا "حضور ادھیڑ عمر کی کوئی موٹی تازی عورت ہے۔"

ایگرٹن کو کچھ کچھ معلوم ہونے لگا۔ کہ وہ کون ہے۔ تاہم اُس نے مزید اطمینان کی غرض سے پوچھا "اس نے اپنا نام نہیں بتایا؟"

نوکر نے جواب دیا "جی نہیں۔ میں نے اُس سے بہتیرا کہا کہ حضور ابھی بیدار نہیں ہوئے اور اتنا سویرے کسی سے ملنا منظور نہ کریں گے۔ مگر وہ اصرار کے ساتھ کہنے لگی۔ مجھ سے ضرور ملیں گے۔ ناچار مجھے اس کو نشستگاہ میں بٹھانا پڑا۔"

ایگرٹن دل سے کہنے لگا "ضرور یہ میری پھوپھی ہے۔ کمبخت صبح ہی کہاں آمری۔" پھر نوکر کو حکم دیا "جا بدذات دوڑ کر تھوڑا گرم پانی لے آ۔"

واضح رہے فیشن ایبل دنیا میں نیا قدم رکھنے والے ہمیشہ اپنا غصہ نوکروں پر نکالا کرتے ہیں نوکر جانے لگا تو ایگرٹن نے اس سے کہا "اس لیڈی سے کہہ دینا میں پانچ منٹ میں اُس سے ملتا ہوں۔"

ٹائیگر جا کر پہلے گرم پانی لایا۔ اور اُس کے بعد اپنے آقا کے آخری حکم کی تعمیل میں دوبارہ کمرہ سے باہر نکلا۔ ایگرٹن نے آئینہ میں اپنی صورت دیکھی۔ تو اُسے اپنے رخسار زرد اور آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے نظر آئے۔ پھر جب اُس نے اس طریق زندگی پر غور کیا۔ جو وہ کچھ عرصہ سے بسر کر رہا تھا۔ تو اُسے نہایت شرمساری اور پریشانی محسوس ہونے لگی۔ مگر ساتھ ہی اپنے دوستوں کی خوشامد کا خیال آیا۔ اور اُس نے اپنی پریشانی کو اس خیال میں دبانے کی کوشش کی کہ بہرحال اب میں لندن کے مشہور فیشن ایبل آدمیوں سے واقف ہوں۔ کئی اچھے گھرانوں میں میرا جانا آنا ہو چکا ہے۔ اور میں کراکفورڈ کلب کی ممبری کا امتیاز بھی حاصل کر چکا ہوں۔

ان خیالات سے مطمئن ہو کر حجامت بنانے کے بعد بالوں میں تیل اور رومال میں خوشبو لگا کر منہ ہاتھ دھو۔ نئی قمیص اور سیاہ پتلون پہن کر اُس نے پاؤں میں [illegible] چمڑے کے سلیپر اٹکا لئے۔ اور ایک شاندار ڈریسنگ گون زیب تن کر کے لبوں پر مسکراہٹ لانے کی کوشش

کرتا ہوا وہ بظاہر اطمینان کے ساتھ اس کمرہ کی جانب ہو لیا۔ جہاں ایک دیکھنے میں عزت دار موٹی تازی عورت بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

اُسے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ کہنے لگی "البرٹ کیا بات ہے۔ اور ایک مہینہ سے جانے تم کس کام میں مصروف ہو کہ اب اتوار کو بھی ہم سے ملنے نہیں آتے"

یہ کہتے ہوئے اس نیک طینت عورت نے اس قسم کی حرکت کی گویا اپنے بھتیجے سے محبت آمیز طریق پر بغل گیر ہونا چاہتی ہے۔ مگر وہ چونکہ یہ سبق سیکھ چکا تھا۔ کہ فیشن کی دنیا میں اپنے جذبات کے اظہار کا موقعہ دینا نامناسب ہے۔ اس لئے عمداً دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اور ہاتھ ملانے کی نوبت نہ آنے دی۔ البتہ ایک انگلی آگے کر دی۔ جسے اُس کی چچی نے اپنے ہاتھ میں لے کر حیرت سے کہا "البرٹ تم تو بالکل ہی بدل گئے ہو" اور پھر اپنی کرسی پر بیٹھ کر کہنے لگی "آخر بتاؤ تو سہی۔ تمہاری حالت میں یہ تبدیلی کیوں پیدا ہوتی جا رہی ہے؟ بج رو میں تمہارا مکان کافی عمدہ تھا۔ تم اُسے چھوڑ کر کیوں چلے آئے؟ اور کیا معاملہ ہے کہ کبھی ہم سے نہیں ملتے۔ دیکھو تو سہی تم نے اس بات کی اطلاع تک نہ دی۔ کہ اب میں نے فلاں مکان بدل لیا ہے۔ وہ تو بھلا ہو۔ اس دلال شارکس کا جس کی زبانی تمہارا پتہ مل گیا۔۔۔"

"شارکس!" ایگرٹن نے زرد رو ہو کر کہا "اُس نے میری نسبت کچھ اور بھی کہا تھا؟"

پھوپھی بڑی باتونی عورت تھی۔ کہنے لگی "ہاں اُس کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ تم اپنی جائداد کا ایک حصہ فروخت کر چکے ہو۔ مجھے ناخوش دیکھ کر وہ کہنے لگا۔ بہرحال ایگرٹن نے یہ کام کسی بہتری کے لئے ہی کیا ہوگا۔ کیوں البرٹ یہی بات ہے؟"

"ہاں ہاں۔۔۔ اور بھلا اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی تھی؟" ایگرٹن نے لکنت آمیز لہجہ میں بے چینی کے ساتھ دروازہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس فقرہ سے عمر رسیدہ عورت کا بڑی حد تک اطمینان ہو گیا۔ اور وہ کہنے لگی "البرٹ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ میں نے تمہاری بڑی بہن سوسانہ ریشل سے کہا تھا۔ البرٹ بڑا ہی نیک نہاد اور مستقل مزاج لڑکا ہے۔ اور اس نے اپنے والد مرحوم کے قدم بہ قدم چلنے کا ارادہ کر رکھا ہے" یہ کہتے ہوئے اُس نے اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے "میں نے اُس سے یہ بھی کہا کہ اگر اُس نے پندرہ بیس ہزار پونڈ کی جائداد فروخت کر دی۔ تو ضرور اُس نے اُس روپیہ سے دیہات میں کوئی عمدہ سی عمارت یا کوٹھی خرید لی ہوگی۔ اور کسی دن اتوار کو ضرور ہمیں

اپنے اس مکان میں دعوت دے کر مسرور کرے گا کیوں البرٹ ٹھیک ہے نا؟"

"ہاں پھوپھی جان بالکل ٹھیک ہے" ایگرٹن نے یہ معلوم کر کے غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں کہا کہ میری فضول خرچیوں کا اسے مطلق علم نہیں۔ پھر وہ کہنے لگا "یہی تو وجہ تھی کہ میں آپ سے مل نہ سکا۔ اور نہ میں نے کوئی خط ہی لکھا۔ چند سے صبر کیجئے۔ پھر میں ضرور آپ کو اور اپنی بہنوں کو دعوت دوں۔۔۔"

"خیر ابھی بات کہے" اس کی پھوپھی نے قطع کلام کر کے کہا "میں تمہاری راز کی باتوں میں دخل دینا نہیں چاہتی۔ مگر دیکھو تو سہی۔ تم کتنی دیر سے اٹھتے ہو۔ بارہ بجے کو ہیں۔ اور تم ابھی ابھی بیدار ہوتے ہو۔ حالانکہ میں صبح کو دن نکلنے سے پیشتر ہی بیدار ہو جاتی ہوں"

وہ بولا "بات یہ ہے۔ کل رات مجھے کچھ خاص کام تھا۔۔۔"

"کسی کاروباری معاملہ ہی کے متعلق ہوگا" بانوئی عورت نے کہا "تمہیں بہت سے کاغذات پڑھنے اور ان پر دستخط کرنے پڑتے ہوں گے۔ نئے معاہدے لکھنے تمسکوں کی دیکھ بھال دستاویزوں کی سنبھال۔ بیشک البرٹ میں تمہاری مصروفیتوں کو سمجھتی ہوں۔ اور میں یہ دیکھ کر خوش ہوں کہ تم بڑے دور اندیش کاروباری آدمی ثابت ہو رہے ہو"

"پھوپھی جان کاروباری زندگی میں سبھی کام کرنے پڑتے ہیں" ایگرٹن نے جلدی سے پریشانی کے لہجہ میں کہا۔ کیونکہ عین اس وقت کسی نے زور سے صدر دروازہ پر دستک دی تھی پھر کہنے لگا "مجھے۔۔۔ اوں۔۔۔ اندیشہ ہے۔۔۔ میرا خیال ہے کہ۔۔۔ آں۔۔۔ کوئی ملنے والا۔۔۔"

عمر رسیدہ عورت اطمینان سے کہنے لگی "البرٹ کیا مضائقہ ہے میں تو اب گھنٹہ آدھ گھنٹہ آرام کر کے ہی واپس جاؤں گی"

"ہاں ہاں۔۔۔ لیکن۔۔۔"

اتنے میں دروازہ کھلا۔ اور لارڈ ڈنسٹیبل اندر داخل ہوا۔ وہ تیزی سے اپنے دوست کی طرف ہاتھ پھیلا کر بڑھا اور کہنے لگا "ایگرٹن۔۔۔" پھر جب اس نے اس لیڈی کو جو اتنے میں صوفہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ دیکھا تو فقرہ ناتمام ہی رہ گیا۔ اس نے سرسری سا سلام کیا اور بادی النظر میں اسے خیال آیا۔ کہ یہ شاید کوئی دھوبن یا ایگرٹن کے نوکر کی ماں یا اسی قسم کی کوئی اور عورت ہوگی۔

مگر دوسری طرف ایگرٹن کی پھوپھی نے اس سرسری سلام کا بھی باقاعدہ جواب دیا۔ اور اپنی

جگہ پر بیٹھ کر بڑے اطمینان کے ساتھ کہنے لگی "کیوں صاحب مزاج کیسا ہے؟ موسم کے لحاظ سے تو آجکل گرمی کچھ زیادہ ہی ہے۔ یا شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ مجھے گھنٹہ بھر ایک بند گاڑی میں بہت سے آدمیوں کے ساتھ بھیج کر بیٹھنا پڑا۔ کیوں صاحب ایسا سفر خوشگوار تو نہیں ہو سکتا؟"

"نہیں میڈم بالکل نہیں" ڈنسٹیبل نے بڑی سرد مہری سے جواب دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔

ادھر ایگرٹن حیران تھا کہ اس موقعہ پر مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اس نے پریشانی سے ہونٹ دبایا مگر کہہ کچھ نہ سکا۔

اتنے میں باتونی عورت سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "بیشک ایسا سفر بڑا ہی ناگوار ہوتا ہے اور ہاں مجھے خیال آیا۔ ابھی تو مجھے آلڈگیٹ میں جانا ہے۔ اس لئے پھر وائٹ چیپل کی گاڑی میں سفر کرنا ہوگا۔ کیوں جناب آلڈگیٹ تو بہت ہی فضول سا مقام ہے۔۔۔"

"شاید میڈم مگر میں نے آجتک یہ نام نہیں سنا" لارڈ ڈنسٹیبل نے غیر معمولی حقارت کے لہجہ میں کہا۔

بوڑھی عورت جلا کر کہنے لگی "آلڈگیٹ کا نام نہیں سنا! شاید آپ لندن میں نووارد ہیں؟"

ڈنسٹیبل بدستور سرد مہری سے بولا "میڈم ٹمپل بار کے مشرقی حصوں کی آبادی کا مجھے علم نہیں۔ صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہاں بھی لوگ بستے ہیں۔ شاید کبھی مجھے اس حصہ شہر میں بنک تک جانا پڑا ہو۔ اس سے زیادہ کا حال مجھے معلوم نہیں"

اتنا کہہ کر وہ ایگرٹن کی طرف مڑا۔ جو بحالت اضطراب کھڑکی کی طرف رخ کئے کھڑا تھا۔

بوڑھی عورت حقارت کے لہجہ میں کہنے لگی "بخدا میں نے ایسا۔۔"

"پھوپھی جان" ایگرٹن نے آخر تنگ آکر اس ناگوار سین کو ختم کرنے کی غرض سے کہا۔ "اجازت دیجئے کہ میں آپ کا اپنے دوست لارڈ ڈنسٹیبل سے تعارف کراؤں۔ لارڈ ڈنسٹیبل آپ میری پھوپھی مسز بسٹرڈ ہیں"

یہ سنکر لارڈ ڈنسٹیبل کو بڑا تعجب ہوا کہ اس گنوار سی عورت اور اس نوجوان میں اتنا قریبی رشتہ ہے مگر اپنے استعجاب کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے اس نے کہا "میں۔۔۔ میں اس عزت سے خوش ہوا۔ میڈم مجھے آپ کا نیاز حاصل کرنے پر فخر ہے" اس کے ساتھ ہی اس کی سابقہ سرد مہری دور ہو گئی۔ اور چہرہ پر اس قسم کی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ جیسے موسم یکایک قطبی سردی سے منطقہ حارہ کی گرمی میں بدل جائے۔

ادھر ایگرٹن کی پھوپھی پر لارڈ ڈنسٹیبل کے لفظ کا اثر معجزنما ثابت ہوا۔ وہ غیر معمولی پریشانی کی حالت میں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اور ہر ایک لفظ پر جو لارڈ ڈنسٹیبل کی زبان سے نکلتا اُسے سلام کرتی تھی۔ کیونکہ اس کی عمر میں یہ پہلا موقعہ تھا کہ اُسے ایک حقیقی لارڈ سے گفتگو کا فخر نصیب ہوا۔ اس سے پیشتر ایک دو مرتبہ لارڈ میئر سے اُس کی گفتگو ہوئی تھی لیکن میئر کو لارڈ کا خطاب عارضی طور پر صرف ایک سال کے لئے ملتا ہے۔ اس لئے اُس کے مقابلہ میں ایک ایسے لارڈ سے گفتگو کی عزت حاصل کرنا جو خاندانی ہو یقیناً فخر کی بات تھی۔

تعارف کے بعد لارڈ ڈنسٹیبل کا لہجہ غیر معمولی طور پر نرم اور مشفقانہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ جب اُس نے گفتگو شروع کی۔ تو انتہائی تکلف سے کہنے لگا "مالی ڈیر میڈم میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میری زبان سے بے خبری کی حالت میں لندن کے حصہ شہر کی نسبت بعض ناگوار کلمات نکل گئے۔ خود مجھے اس پر تعجب ہے کہ میں ایسی ناعاقبت اندیشی کا کیونکر مرتکب ہوا۔ کیونکہ درحقیقت میں اس حصہ شہر کے چپہ چپہ سے واقف ہوں۔ مینشن ہاؤس دنیا بھر کی شاندار عمارتوں میں سے ایک ہے۔ لومبرڈ سٹریٹ ہر قسم کی دلچسپیوں کا مرکز ہے۔ آلڈ گیٹ سے بھی میں اچھی طرح واقف ہوں۔ واقعی ایک بڑا خوشگوار مقام ہے۔ اس علاقہ میں قصابوں کی دوکانیں بلاشبہ مدقوق شخصوں کے لئے بہت ہی صحت بخش ہیں۔ وائٹ چیپل کو لیجئے کیسی خوشنما فراخ اور کھلی سڑک ہے۔ اور کمرشل روڈ یقیناً اس عظیم الشان شہر کا سب سے عمدہ صنعتی مرکز ہے۔ ان کے علاوہ آلڈرس گیٹ سٹریٹ میں البین کلب واقع ہے۔ جہاں یکایک اُس نے اپنے دوست کی طرف مڑ کر کہا "یار ایگرٹن آج ہم وہیں کھانا کھائیں گے"

ایگرٹن نے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "ہاں ضرور"

ڈنسٹیبل پکا دنیادار تھا۔ تعارف کے بعد اُس نے ایک لمحہ کے لئے بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ وہ اپنے دوست کی پھوپھی کی عامیانہ گو نیکدلی پر مبنی گفتگو کو کس قدر ناپسند کرتا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے پاس ہی ایک صوفہ پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے مخصوص پُرلطف طریق تکلم میں حصہ شہر کی خوبیاں بیان کرنی شروع کر دیں۔ پھر جب ایگرٹن کی پھوپھی نے اپنی داستان شروع کی تو یہ اُس کو بھی بڑے غور سے سنتا رہا۔ عمر رسیدہ عورت نے اُسے بتایا۔ کہ پیومنٹ میں میری کانچ اور چینی کے برتنوں کی ایک دوکان ہے جو بخوبی چل رہی ہے۔ میری پانچ لڑکیاں ہیں جنہیں اچھی طرح پر تعلیم دی گئی ہے۔ میرا متوفی شوہر ایک دفعہ آلڈرمین اور دوسری بار شرف

ہوا ہوتا رہ گیا۔ سات سال گذر گئے۔ اس عرصہ میں ایگرٹن نے بڑی ترقی کی۔ اس کی کوٹھی بہت کشادہ ہو گئی۔ کاروبار بہت بڑھ گیا۔ گھر میں بچے بھی ہو گئے۔ مگر ایگرٹن کی خوش نصیب عورت اپنے آپ کو ملکہ کی ایک شہزادی سمجھ کر مجسمہ بنی ہوئی تھی۔ ان دنوں شہر میں ایک مشہور رقاصہ آئی ہوئی تھی۔ اس کا نام جوزفین تھا۔ اس کی بڑی بڑی کالی آنکھیں دلی محبت کا پتہ دیتی تھیں۔

ان سب تیاریوں کو لارڈ ڈنسٹیبل بڑی ہمدردی سے دیکھتا رہا۔ اور خاتمہ سخن پر اس نے امید ظاہر کی۔ کہ اگر مسٹر ایگرٹن کی رقاصہ جوزفین جیسی بیوی ہو گئی۔ تو ضرور مجھے بھی اس تقریب پر بلایا جائے گا۔

لارڈ ڈنسٹیبل کو پڑوسی سے یوں خلاف توقع گفتگو کرنے سے بڑی مدت تک اطمینان ہو گیا۔ اور اس کی سابقہ پریشانی رفع ہو گئی۔ مگر سب سے زیادہ خوشی اسے اس وقت ہوئی۔ جب آخر کار وہ گھنٹہ آ کر چلا گیا۔

اس کے جانے پر لارڈ ڈنسٹیبل نے ایگرٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بارتمادی بھوپچی بڑی ہی قابل قدر خاتون ہے۔ انگلستان کی تجارت کو ترقی دینے کے لئے ایسی ہی محنت کش اور فہیم عورتوں کی ضرورت ہے۔ ایگرٹن میں اس سے مل کر بہت ہی خوش ہوا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمہیں بھی اس کی ذات پر فخر ہو گا۔۔۔ مگر سنا در دازہ پر کسی نے دستک دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ چیسٹر ہو گا!"

اس کے چند منٹ بعد مسٹر چیسٹر بھی آ دھمکے۔ اور مستغرق معاملات کی گفتگو میں ایگرٹن کی بھوپچی کا واقعہ بھلا دیا گیا۔

دن حسب معمول اپنی مشغولیت میں صرف ہوا۔ جن کے یہ لوگ عادی تھے۔ اور رات کو یہ بہت دیر تک قمار بازی اور شراب نوشی کرتے رہے۔

نواں باب — کشتی اور اس کے بعد

آخر کار وہ دن آ گیا۔ جب انگلستان کے دو مشہور پہلوانوں برمنگھم روزر اور میگیر سٹون پٹ میں کشتی کا مقابلہ شروع ہونا تھا۔ اس واقعہ سے کھیل تماشہ کے شوقین لوگوں میں بڑی دلچسپی تھی۔

اور جن لوگوں کو اندرونی معاملات کا علم نہ تھا۔ وہ یقینی طور سے کہہ رہے تھے۔ کہ بروزر بازی لے جائیگا۔ یہ یقین اس درجہ بڑھا کہ اس کے متعلق پانچ چار کی شرط بڑھ کر گیارہ پانچ تک پہنچ گئی بے شمار آدمیوں نے بازیاں لگائیں۔ اور لوگ بڑے شوق سے اس کھیل کو دیکھنے کا انتظار کرنے لگے۔

کشتی سے پہلے اتوار کے دن اخبار نیز لائف میں اس واقعہ کی نسبت مندرجہ ذیل نوٹ شائع ہوئیں:۔

آج کشتی

بر نگہم بروزر اور بیگر سٹون بیٹ کے درمیان آئندہ پنجشنبہ کو وگنٹن ہالم سنا ڈمنڈ کہا پارک میں جو مقابلہ ہونیوالا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں ان لوگوں کی زبانی جنہوں نے بروزر کو کسرتی ہیکل اور ریچھ کو جیسی میں تیاری کرتے دیکھا ہے معتبر طریق پر معلوم ہوا ہے کہ دونوں پہلوان عمدہ حالت میں ہیں۔ اور دونوں نے زبردست تیاریاں کی ہیں۔ بروزر نے اس بات کا عہد کیا ہے کہ اگر میں اس مرتبہ ہار گیا تو ہمیشہ کے لئے پہلوانی کو خیرباد کہدونگا۔ مگر اس کے دوستوں کو یقین ہے کہ ایسا واقعہ پیش آنے کا امکان نہیں اس مردانہ برٹش کھیل کے ملاح جوق جوق اس مقام کی طرف جا رہے ہیں۔ جہاں کشتی ہونے والی ہے اور وگنٹن کی سرائے میں اب کوئی کمرہ خالی نہیں حقیقت یہ ہے کہ کئی شخصوں نے اس خوشنما چھوٹے سے گاؤں کی سرائے گرین لائن میں محض عارضی سکونت کے لئے دو دو پونڈ پیش کئے ہیں۔ مگر جگہ نہیں مل سکی۔ بروزر کی حمایت میں شرط گذشتہ چند دن کے عرصہ میں گیارہ پانچ تک بڑھ گئی ہے اور گو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ اس کی پشت پر کون لوگ ہیں۔ مگر یقیناً وہ کوئی مالدار آدمی ہیں۔ جو پیسہ پر دہنا پسند کرتے ہیں۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ آئندہ پنجشنبہ کو اسی کشتی کے موقعہ پر ہزاروں کی رقم کا لین دین ہو جائے گا۔

یوم سیتہ کو لارڈ ونسٹیبل اپنے دوستوں ایگرٹن چیچسٹر ہاربرو اور چیلمونڈلے سمیت اپنی چار اسپہ گاڑی میں سوار ہو کر وگنٹن پہنچا۔ چار اسپہ گاڑی اس نے حال ہی میں خریدی تھی۔ اور اسکی لاگت اور باقی اخراجات سب متوفی وزیر کے ماتحت نمائش بیٹے کی جیب سے حاصل کئے جا رہے تھے۔

جس مقام پر کشتی کا دنگل ہونا تھا۔ وہاں جیسا کہ عام طور پر ایسے موقعوں پر ہوتا ہے۔ بڑے جمگھٹے اور ہجوم کے بے شمار لوگ جمع تھے۔ عالی نسب امراء سے لے کر گداگر فقیروں تک ہر قسم کے آدمی دکھائی دیتے تھے۔ فیشن ایبل بانکے عام بازاری قصابوں کے پہلو بہ پہلو پھرتے دکھائی دے رہے

تھے اور تاجر اور جواری پاس پاس نظر آتے تھے۔ ایک بدمعاش کے چھوڑے ہوئے شکار کو دوسرا قابو میں لانے کو جھٹ آموجود ہوتا تھا۔ غرض یہ کہ دیہاتی امیر۔ شہری چابک سوار۔ اخباروں کے رپورٹر اور ان کے علاوہ باقی ہر قسم کے لوگ جو ایک پونڈ خرچ کر وہاں پہنچ سکتے تھے۔ موجود تھے۔ بھیڑ کا یہ عالم تھا کہ جو شخص پونڈ خرچ کر کے وہاں پہنچتا۔ وہ خوشی سے دس پونڈ دیکر واپس جانے پر آمادہ ہو جاتا تھا۔

اتنے میں لارڈ سناڈ سٹک کی گاڑی رکی۔ جسے دیکھ کر لوگوں نے نعرہ ہائے تحسین بلند کرنے شروع کئے۔ گاڑی۔ کہتے ہی اس میں سے ہیگر سٹون پٹ نکلا۔ اور اس کے دوستوں نے اسے اپنے حلقہ میں گھیر لیا۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حصہ دیسٹ پنڈ کا ایک اور تماشبین امیر برمنگھم بروزر کو ساتھ لئے موقعہ پر پہنچ گیا۔ اور حاضرین نے پھر ایک بار شور وغل کے ساتھ نعرے بلند کئے۔

سہ دیات کے طے ہونے پر دونوں پہلوان لنگر لنگوٹے کس کر اپنے ایک ایک نائب سمیت اکھاڑے میں اترے۔ اور دونوں نے بڑے اشتیاق سے دست پنجہ لیا۔ اخبارات نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ دونوں پہلوانوں کو اپنی کامیابی کا پورا یقین تھا۔ اور وہ بظاہر حوصلہ مند نظر آتے تھے۔

لیکن ہم نہیں چاہتے۔ کہ اس قابل نفرت نمائش کی تفصیلات بیان کریں۔ کیونکہ ہم اصولاً اس قسم کے وحشیانہ کھیلوں کو سخت ناپسند کرتے اور انہیں تہذیب انسانی کے منافی سمجھتے ہیں مختصر یہ ہے کہ اگر برمنگھم چاہتا تو ہیگر سٹون پٹ کو منٹوں میں زیر کر سکتا تھا۔ مگر وہ تو اکھاڑے میں طے شدہ فیصلہ کے مطابق ہارنے کی غرض سے آیا تھا۔ قریباً بیس منٹ تک وہ اپنے حریف پر غالب نظر آیا۔ اور اناڑی تماشائیوں نے یہ سمجھنا شروع کر دیا۔ کہ اس کا کامیاب ہونا یقینی ہے مگر جو لوگ معاملہ کی حقیقت سے خبردار تھے۔ انہوں نے ہیگر سٹون پٹ پر بڑی بڑی بازیاں لگائیں اور چونکہ ایگرٹن نے بروزر پر بازی لگائی تھی۔ اس لئے اس کے کئی دوستوں نے اس سے نفع پر بازی لینے کی خواہش ظاہر کرنی شروع کر دی۔ آخر پچیسویں چکر میں بروزر کی حالت غیر نظر آنے لگی۔ اب اس کا ہاتھ بے طریقہ چلتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ابتدائی عمدہ آگی جاری تھی۔ لیکن اس سے پٹ کا حوصلہ بڑھ گیا۔ اور جوں جوں آخر الذکر کا حوصلہ بڑھتا گیا۔ توں توں اس کی [illegible] نرم ہوتا گیا۔ یہ حالت دیکھ کر بروزر کے حامیوں میں سے بہتوں کے چہروں پر [illegible] کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اور آخر جب اکتیسویں چکر میں بروزر گر پڑا تو اس کے

حاضرین میں سے بہت لوگ اپنی شرطیں فروخت کرنے پر آمادہ نظر آنے لگے۔ باوجود اس کے ایگرٹن اب تک پرورز کی کامیابی کا یقین رکھتا تھا جس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ ایسی انعامی کشتیوں کی حقیقت حال سے بے خبر تھا۔ وہ اس کھیل میں اول مرتبہ شریک ہوا تھا۔ اور اگر اپنی بازی سے دستکش ہونا چاہتا بھی تو خریدار ملنا مشکل تھا۔

پرورز نے اپنا پارٹ اس خوبی سے ادا کیا۔ کہ کوئی بڑے سے بڑا ماہر بھی یہ نہ کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ عمداً ہار رہا ہے۔ ہزاروں اس دھوکے میں رہے کہ وہ کامیاب ہونے کی پوری کوشش میں ہے۔ آخر چالیسویں چکر میں وہ کمزور ہو کر فرش زمین پر گر پڑا۔ اس وقت ان لوگوں کی صورتیں قابل دید تھیں۔ جنہوں نے اس کی حمایت میں بڑی بڑی شرطیں لگائی تھیں۔ اس کے بعد اس نے تین چکر اور سنبھالے۔ مگر چوالیسویں چکر میں ہیگ شون پٹ کو کامیاب قرار دے دیا گیا۔ پرورز کی حالت اس وقت افسوسناک نظر آتی تھی۔ تھوڑی دیر وہ فرش زمین پر بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اسے ہوش میں لانے کی بہت کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ حتی کہ آخر کار اس کے دوستوں میں سے ایک نے ہلاس کی ایک بڑی چٹکی اس کی ناک میں داخل کی۔ جس سے اس کو چھینکیں آئیں۔

اب اسے اٹھا کر گنٹن کی سرائے گرین لائن میں پہنچا کر ایک بستر پر لٹایا گیا۔ سمرز پورٹ ہاربرو کے ایک تنخواہ دار ڈاکٹر نے اس کی تیمارداری اپنے اوپر لی۔ اور اگرچہ پرورز کو صرف دو چار جگہ چوٹیں آئی تھیں۔ مگر ڈاکٹر صاحب خلقت کے ہجوم کو جو اسے دیکھنے جا رہا تھا یہی کہتے رہے کہ غریب کی حالت ابتر ہے۔ ظاہرداری کی غرض سے دیہاتی دوافروش کی دوکان سے بہت سی دوائیں بھی خریدی گئیں۔ گو انہیں بعد ازاں ڈاکٹر صاحب نے چپکے سے پھینک دیا۔ اور اپنے کمرہ کی تنہائی میں پرورز نے گوشت کی ایک ابلی ہوئی ران پیٹ بھر کر کھائی۔ اور پورٹ وائن کی ایک بوتل خالی کر ڈالی۔ اس بازی میں لارڈ ونٹیبل۔ مسٹر جیچسٹر۔ کرنیل چولمونڈلے سمرز پورٹ ہاربرو کو جو نفع ہوا۔ اسے مساوی طور پر تقسیم کر لیا گیا۔ تو ہر ایک کے حصہ میں ایک ایک ہزار پونڈ کی رقم آئی۔ بیتا ایگرٹن ڈیڑھ ہزار سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ بعد ازاں پانچوں دوست لارڈ ونٹیبل کی چوا سپہ گاڑی پر سوار ہو کر لندن کو واپس آئے۔ اور رات کو مہ ہوٹل میں کھانا کھایا۔ جہاں ایگرٹن نے اپنے بھاری نقصانات کی یاد محو کرنے کیلئے شاہپین اور کلیرٹ کی بوتلوں پر خوب ہاتھ صاف کیا۔

اس کام سے فارغ ہو کر یہ لوگ کراکفورڈ کلب کی طرف چلے۔ مگر جس وقت سمرز پورٹ ہاربرو

داخل ہونے لگے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ خادموں میں سے ایک کسی بہت دبلے پتلے زرد رو بدحال شخص کے ساتھ جھگڑ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اُس شخص نے اپنی زندگی میں کبھی اچھا زمانہ نہیں دیکھا ہے۔ اُس کی گفتگو بلحاظ نحو بالکل صحیح تھی۔ اور اس کے پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی سچی شرافت کی ایسی جھلک پائی جاتی تھی۔ جسے افلاس چھپا نہیں سکتا۔ اور جسے احتیاج مٹا نہیں سکتی۔

کلب کا ویٹر اُس شخص سے گستاخانہ لہجہ میں کہہ رہا تھا "دیکھو میجر اس یاوہ گوئی سے کچھ حاصل نہیں۔ یہاں اس طرح کام نہ چلے گا۔ بہتر ہے۔ چپکے سے چلے جاؤ۔ بھلے مانسوں کے آنیکا وقت ہے"۔

شخص مذکور اس کے جواب میں کہنے لگا "مجھے پروا نہیں۔ کہ میری باتوں کو کوئی غیر سنتا ہے یا نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ مسٹر کراکفورڈ اندر ہے۔ اور میں ضرور اُس سے ملنا چاہتا ہوں"۔

ویٹر بولا "نہیں وہ اندر نہیں ہیں۔ وہ اب یہاں تشریف نہیں لاتے۔ اور اگر تم بھلمنساہت سے نہ چلے جاؤ گے۔ تو میں کسی پولیس والے کو بلانے پر مجبور ہو جاؤں گا۔۔۔ ائی لارڈ آپ تشریف لائیے۔۔۔ صاحبان اندر تشریف لے چلئے"۔

یہ آخری الفاظ لارڈ ڈنسٹیبل اور اس کے دوستوں کو مخاطب کر کے کہے گئے تھے۔ مگر وہ اندر داخل ہونے کی بجائے باہر ہی کھڑے ہو کر اس جھگڑے کو دیکھنے لگے۔

میجر چلا کر کہنے لگا "تم پولیس والے کو بلا لاؤ۔ ضرور بلا لاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اُسے بلاؤ۔ تاکہ رات کو مجھے کسی چھت کے نیچے خواہ حوالات میں ہی آرام کرنے کا موقعہ تو ملے۔ موجودہ صورت میں میرے لئے سوائے بازاروں میں پھرنے کے اور کوئی ٹھکانا نہیں۔ لیکن نہیں۔ تم مجھے حوالہ پولیس کرنے کی جرأت نہیں رکھتے۔ کیونکہ تم جانتے ہو میں دوسرے ہی دن اس خوفناک مقام کے سارے اسرار مجسٹریٹ کے روبرو بیان کر دوں گا۔ بہرحال اس جھگڑے کو چھوڑو۔ اور میرا پیغام مسٹر کراکفورڈ کو پہنچا دو۔۔۔"

نوکر نے گستاخانہ لہجہ میں کہا "میں بار بار کہہ چکا ہوں۔ وہ یہاں نہیں ہیں"۔

"تم نے میرا رقعہ انہیں دے دیا تھا"۔ میجر نے التجا کے لہجہ میں پوچھا۔

"ہاں دے دیا تھا۔ اور انہوں نے کہا تھا اس کا کچھ جواب نہیں"۔ گستاخ نوکر نے میجر سے اپنے واسکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرے لئے کچھ جواب نہیں"۔ بدنصیب شخص نے سخت مایوسی کے لہجہ میں کہا "میرے لئے جو اس مکان میں ہزاروں کی رقمیں لٹا چکا ہوں۔ ظالم میرے اپنے چھینے ہوئے روپیہ میں سے

ہی ایک پونڈ دے سکتا ہے۔ میں نے اُس سے صرف ایک پونڈ مانگا تھا۔ ہائے افسوس اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔"

ویٹر نے یہ دیکھ کر کہ نہ صرف لارڈ ڈنسٹیبل اور اُس کے ساتھی اندر جانے سے رُک گئے ہیں۔ بلکہ ایک اور شخص جس نے فوجی لبادہ پہنا ہوا تھا۔ تھوڑے فاصلہ پر رُک کر یہ گفتگو سن رہا ہے کہا۔" دیکھو اگر تم فوراً ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ تو میں نصف کراؤن اپنی جیب سے نہیں دے سکتا ہوں اور اس کا یقین دلاتا ہوں۔ کہ کل سٹر کراکفورڈ سے بھی ایک پونڈ بھجوا دوں گا۔"

بدنصیب شخص نہایت دردناک لہجہ میں کہنے لگا۔" خدایا تو جانتا ہے۔ میں کس قدر تامل کے ساتھ اس شخص سے یہ حقیر رقم لینا منظور کرتا ہوں۔" اُس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اور اُس نے وہ سکہ لینے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

ایگرٹن پر اس نظارہ کا بہت اثر ہوا تھا۔ اُس نے اپنی جیب سے غریب میجر کو پانچ پونڈ دینے کی خاطر نکالا۔ مگر اتنے میں ویٹر نے جھٹ سے بدنصیب شخص کے ہاتھ پر نصف کراؤن کا سکہ رکھ دیا۔ کیونکہ وہ ایک سیاہ آدمی تھا۔ اور جانتا تھا۔ یہی پانچ پونڈ جو یہ شخص اس میجر کو دے گا کیوں نہ میرے آقا کے ہاتھ آئیں۔

نوکر نے نصف کراؤن کا سکہ میجر کے ہاتھ پر رکھا ہی تھا۔ کہ وہ شخص جس نے فوجی لبادہ پہنا ہوا تھا۔ آگے بڑھا اور اُس نے وہ سکہ اٹھا کر غصہ سے نوکر کی طرف پھینک دیا۔ اور میجر کو اپنے ساتھ ایک طرف کو لے جاتے ہوئے کہنے لگا۔" کبھی یہ توقع نہ رکھنا چاہیئے۔ کہ ایک سپاہی افسر ایک گستاخ نوکر سے خیرات لے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہاری سب ضرورتیں پورا کروں گا۔"

وہ میجر کو اپنے ساتھ اُس گاڑی کی طرف لے گیا۔ جو تھوڑے فاصلہ پر کھڑی تھی۔ پہلے اس نے میجر کو سوار ہونے کے لئے کہا۔ پھر آپ سوار ہو گیا۔ نوکر نے کھڑکی بند کر دی۔ اس شخص نے دبے لفظوں میں اس سے کچھ کہا۔ اور وہ ہدایات پا کر گاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ گاڑی تیزی سے چلنے لگی۔

اب ہم لارڈ ڈنسٹیبل اور اس کے دوستوں کی طرف رخ کرتے ہیں۔

جس وقت لبادہ پوش شخص طریق مذکور پر لپک کر آگے کو بڑھا۔ اور ہال میں لٹکتے ہوئے لیمپوں کی روشنی اُس کے چہرہ پر پڑی۔ تو ہلبرو اور چیشر دونوں کے منہ سے استعجاب کا کلمہ نکلا اور وہ جلدی سے قدم اٹھاتے کلب میں داخل ہوئے۔ اُن کے پیچھے پیچھے ڈنسٹیبل۔ ایگرٹن

اور چولمونڈلے بھی اندر چلے گئے۔

بیرونٹ اور چیسٹر کے قریب پہنچکر ڈنسٹیبل نے پوچھا "یار کیا معاملہ تھا کہ تم گھبرا کر چلے آئے۔ اور یہ شخص کون تھا؟"

"پرنس آف مونٹونی" ہاربرو نے جواب دیا۔ اس وقت اس کے چہرے کی رنگت زرد ہو رہی تھی۔

"ہاں وہی تھا" چیسٹر نے جلدی سے کہا "ہم اُسے اچھی طرح جانتے ہیں کچھ عجیب خیالات کا شخص ہے۔ ہم نہ چاہتے تھے کہ وہ ہمیں اس کلب میں داخل ہوتے دیکھتا۔۔۔ مگر اس ذکر کو جانے دو۔ چلو ذرا تفریح کے کمرہ میں چلیں"

میجر اور کلب کے ویٹر کی گفتگو سے قماربازی کے خوفناک نتائج اچھی طرح واضح ہو گئے تھے اور اسے سنکر البرٹ ایگرٹن پر گہرا اثر ہوا تھا۔ اس وقت اس پر افسردگی اور پشیمانی کا احساس طاری تھا۔ مگر ڈنسٹیبل نے حسب معمول اس کی خوشامد کے اس چالاکی سے پل باندھے۔ ویٹر نے اتنی غیر معمولی مقدار میں کلیرٹ کے گلاس پیش کئے۔ اور کھیل کی دلچسپی اس قدر بڑھی۔ نیز اپنے امیر طبقہ کے دوستوں کی نظروں سے گر جانے کے اندیشہ نے ایگرٹن کے دل میں اتنی غیر معمولی اہمیت اختیار کی کہ وہ اپنے احساس پشیمانی و افسردگی پر غالب آکر حسب معمول دلچسپی سے کھیل میں شریک ہو گیا۔ اس نے کئی بازیاں لگائیں۔ مگر ہارتا ہی رہا۔ اور آخر رات کے ساڑھے تین بجے جب اس کے دوست اُسے واپس مکان کی طرف لیکر چلے تو وہ پوری مدہوشی کی حالت میں تھا۔

اس اثنا میں میجر اینڈرسن کے ساتھ کیونکہ یہی اس بدنصیب شخص کا نام تھا جس کے ساتھ کلب کے دروازہ پر ویٹر کا جھگڑا ہوا تھا۔ پرنس آف مونٹونی نے جو کراکفورڈ کلب کے دروازہ پر اُسے نوکر کے گستاخانہ سلوک سے بچانے کیلئے آگے بڑھا تھا۔ بڑی نیکدلی اور ہمدردی کا سلوک کیا۔ چنانچہ جب گاڑی سینٹ جیمز سٹریٹ کی نکڑ سے مڑی۔ تو رچرڈ نے اپنی پاکٹ بک نکال کر ایک بنک نوٹ اور اپنا کارڈ میجر کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور کہنے لگا "مجھے امید ہے اس عارضی امداد کی بدولت آپ اس سے زیادہ پُرآسائش حالت حاصل کر سکیں گے جس میں میں نے آج آپ کو دیکھا۔ اگر آئندہ کبھی آپ کو مجھ سے ملنے کی ضرورت ہو تو میں نے جو کارڈ آپ کو دیا ہے اس کے پتہ سے مجھے خط لکھنا میں آپ سے مل لونگا۔ اگر آپ کے معاملات کو جاننے کی خواہش غیر موزوں نہ سمجھی جائے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ اس افسوسناک انقلاب کی داستان کو بھی آپ کی زبانی سنوں جس کی بدولت آپ جیسی حیثیت کا شخص اس حالت کو پہنچا"

چونکہ گاڑی کے اندر تاریکی تھی اس لئے میجر کارڈ پر لکھا ہوا پتہ پڑھ نہ سکا۔ مگر اس ہمدردانہ گفتگو کا اس پر بہت اثر ہوا اور وہ کہنے لگا "اے صاحب آپ خواہ کوئی ہوں۔ بہرحال میں تا زیست آپ کی فیاضی اور عنایات کے احسان سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ اطمینان فرمائیے کہ آپ کا دیا ہوا روپیہ میرے ہاتھوں ضائع نہ جائیگا۔ کیونکہ اس کی ایک کوڑی بھی میرے ہاتھوں قماربازی پر صرف نہ ہوگی۔ الٰہی تو اچھی طرح جانتا ہے کہ جس شخص نے میری طرح مصیبت دیکھی ہو کیا وہ پھر کبھی قماربازی کی طرف رخ کر سکتا ہے۔ نہیں صاحب نہیں میں دریائے ٹیمز کے پل سے سر کے بل اس کے خاموش پانی میں گر کر خودکشی کو قماربازی کی راہ اختیار کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں"

تباہ شدہ فوجی افسر کے لب و لہجہ کی صداقت کا مارکھم کے دل پر گہرا اثر ہوا اور وہ بولا "اس صورت میں میں آپ کو صاف لفظوں میں بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ سے دوبارہ ملاقات کرنے میں میرا منشائے خاص محض یہ معلوم کرنا تھا کہ میری دی ہوئی رقم آپ اس قابل نظر کھیل میں ضائع تو نہیں کرتے جس نے پہلے ہی آپ کو اس احتیاج کی حالت تک پہنچا دیا ہے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ اس امداد سے صحیح طور پر فائدہ اٹھاتے ہیں یا نہیں"۔ میجر کہنے لگا "جناب میں کل سہ پہر کو آپ کے نام خط لکھ سکونگا۔ کیونکہ اس وقت تک میں اپنی سکونت کیلئے کسی چھوٹے سے مکان کا انتظام کر لونگا۔ اس وقت اگر آپ اجازت دیں تو میں یہیں اتر جاؤں"۔ رچرڈ نے گاڑی روکنے کی رسی کھینچی اور گاڑی آکسفورڈ سٹریٹ میں رک گئی۔ میجر اترا۔ اس نے ہمارے ہیرو کا ہاتھ بڑی گرمجوشی کے ساتھ دبایا اور سلام کر کے ایک طرف کو چلا۔

گاڑی کے چلے جانے پر جب اس کے جذبات کسی قدر سکون پذیر ہوئے۔ تو وہ ایک لیمپ کی روشنی میں کارڈ پر اپنے محسن کا پتہ پڑھنے لگا اور اس نے غیر معمولی مسرت کے لہجہ میں چلا کر کہا "پرنس آف مونٹونی! اوہ کیا پرنس ہی میرا محسن ہے؟ اس صورت میں میرا تباہی سے بچنا یقینی ہے۔ کیونکہ وہ مجھے احتیاج کا منہ نہ دیکھنے دیگا۔ لندن بھر میں اس کی نیکیوں کا شہرہ ہے۔ اس کا سارا وقت اپنے ہمجنسوں کی بہتری کی کوشش میں صرف ہوتا ہے۔ جہاں اسے افلاس کا پتہ چلتا ہے وہیں خفیہ طور پر امداد پہنچاتا ہے۔ لیکن ایسی نیکیاں چھپی نہیں رہتیں اور میں ان سب لوگوں کے سامنے جو میرے ساتھ حقارت کا سلوک کرتے رہے ہیں بآواز بلند یہ بات کہونگا کہ مجھے نجات دینے والا ایک اجنبی ہے جس کے ساتھ زندگی میں پہلے مجھے کبھی واسطہ نہیں پڑا۔ اور وہ اجنبی ایک عالی نسب شہزادہ ہے جس کی کفش برداری کی عزت بھی ان کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ جو آجتک مجھ سے بدسلوکی کرتے رہے یہ الفاظ تھے جو اس شکرگذار آدمی کے منہ سے بھرے بازار میں نکلے۔ پھر جب اس نے بنک نوٹ کو دیکھا اور اسے معلوم ہوا کہ وہ پچاس پونڈ کا ہے تو انتہائے مسرت سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگ گئے۔

ادھر رچرڈ اس اطمینان کو دل میں لئے مکان پر واپس پہنچا کہ میرے ہاتھوں ایک اور شخص کی بھلائی ہوئی

ایک اور کا لفظ ہم نے اس لئے لکھا ہے کہ اُس کے فیاضانہ افعال کی تعداد اکثر دولتمندوں کے وعدوں سے بھی زیادہ تھی۔ چیٹرکو بنی نوع انسان کی بھلائی کرنے میں خوشی حاصل ہوتی تھی۔ اُس کا طریقہ تھا کہ شام کو بارہا لندن کے مختلف بازاروں میں گاڑی میں سوار ہو کر پھرتا اور اپنی گاڑی کو کسی بازار کی نکڑ پر چھوڑ کر ادھر ادھر پیدل گھومنے لگتا تاکہ معلوم کر سکے۔ کوئی مفلس فوری امداد کا محتاج تو نہیں ہے۔ کوئی خانماں برباد بدنصیب بالکل بے یار و مددگار انتہائی حاجتمندی کی حالت میں تو نہیں ہے۔ وہ ادنےٰ درجہ کے مکانوں میں بھی بلا تامل داخل ہو جاتا۔ غلیظ تہ خانوں اور شکستہ حال جھونپڑیوں میں داخل ہو کر غریبوں کو مدد دینے اور اُن کی دعائیں حاصل کرنے میں اُسے خاص راحت محسوس ہوتی تھی۔

ایسے موقعوں پر جب وہ واپس اپنے مکان پر اپنی پیاری بیوی اور عزیز بچہ کے پاس آتا۔۔۔ واضح رہے کہ اب وہ ایک خوبصورت لڑکے کا باپ تھا جس کا نام اُس نے اپنے عالی مرتبہ خسر کے نام پر البرٹو رکھا تھا۔ تو اس صلۂ تحسین کے علاوہ جو اُسے اپنے ضمیر سے حاصل ہوتا۔ شہزادی بھی ہر موقعہ پر اُس کے اُن افعال پر اظہار مسرت کرتی تھی۔

کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اس وقت مارکہم پلیس میں جیسی غیر معمولی خوشی پائی جاتی تھی۔ ویسی بہت کم گھروں میں دیکھنے میں آتی ہے۔ کیونکہ اب نہ صرف رچرڈ ہر طرح پر سوائے اُس اندیشہ کے جو اُسے اپنے بھائی یوجین کے متعلق لگا ہوا تھا۔ ہر طرح خوش تھا بلکہ اُس کی بہن کیتھرائن کی شادی بھی چونکہ میریو بازانو سے ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ جوڑا بھی ہر طرح خوش و خرم اور مسرور تھا۔ اور مسٹر منرو اور امین بھی خوشی اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے۔

اس کے دوسرے دن میجر اینڈرسن نے حسب وعدہ ایک خط لکھ کر ہمارے ہیرو کا اُس کی فیاضی کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور اُسے اپنی جائے سکونت کا پتہ لکھا۔ اسی رات کو رچرڈ اُس کم حیثیت مگر با آسائش مکان میں پہنچا۔ جسے میجر نے ٹاٹنہم کورٹ روڈ میں کرایہ پر لیا تھا۔ اور خود میجر کی زبانی اُس کی زندگی کے وہ عبرت خیز اور دلچسپ حالات سُنے جن کی بدولت اُس کی شکستہ حالی پر پورے طور سے روشنی پڑتی تھی۔ اس عجیب و غریب داستان کو ہم اگلی جلد میں درج کریں گے۔

جلد پانزدہم ختم ہوئی

فسانہ لندن

سلسلہ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شائع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ۔۔۔ اگر ممکن سمجھا جائے۔۔۔ تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۶۴ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت مد ۱۲؍ محصولڈاک الگ

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲؍ علاوہ محصولڈاک ہے۔

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۱۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸	[illegible]
" (سلسلہ ثانی)	" (۲۵ حصے)	"	۲۶۶۴	[illegible]
پیری سائیڈ	باپ کا قاتل (۶ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۲۵	[illegible]
سمیسٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۳۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے ڈلٹن	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	۱۲ر
لیلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الہ دین و لیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۶	[illegible]
برونز سٹیچو	لعبت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲ر
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیدت صاحب عابر	۱۴۴	۱۲ر
روزالمبرٹ	روزالمبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نارائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
نیکرومینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
ویگز دی وہرولف	ویگز ونسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
کیمتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
الفرڈ	شادکام	منشی امجد حسین خانصاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
نوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد دین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
ینگ ڈچس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
نشرمین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	

لال برادرس [illegible] لاہور

ویش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھیا پرنٹر

سلسلہ اول

جلد شانزدہم

خانہ بدوش

ترجمہ مسٹر زاف لندن

مصنفہ

پبلشرز

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

مترجم

تیرتھ رام فیروزپوری

اشاعت ثانی

قیمت ۱۲ر

شانتی نندن

سلسلہ اول

مکمل اردو ترجمہ ۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

رومانس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے۔

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار اور پر شور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جا بجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سب بھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے حیرت خیز گیر کرداشال کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے۔ رنگ سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس دنمول کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۴۰ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت مبلغ ۵ محصول ڈاک الگ۔

جلد جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت عہ اور باقی ہر حصہ کی ۱۱ علاوہ محصول ڈاک

ملنے کا پتہ مینجر ہمدرد پنجاب ۷ پارسنز روڈ انارکلی لاہور

سلسلہ اوّل

فسانۂ لندن

جلد شانزدہم

پہلا باب — ایک قمار باز کی سرگذشت

میں ۱۷۹۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اور اب میری عمر ۵۳ سال کی ہے۔ میرا باپ ایک مالدار سوداگر تھا۔ اور اس نے کاروباری مصروفیتوں سے فارغ ہو کر اپنی عمر کے آخری حصہ میں شادی کی تھی۔ میں اس کا اکلوتا بیٹا تھا جس سے آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ میں کس ناز و نعم سے پلا۔ پیار و محبت کے ایک غلط خیال کی بدولت جو میرے والدین کے دل میں جاگزین ہو چکا تھا۔ وہ میری ہر ممکن خواہش پورا کرنے کو آمادہ رہتے تھے۔ بجائے اس کے کہ وہ مجھے سکول میں داخل کرتے انہوں نے گھر پر ہی میری تعلیم کا انتظام کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک اتالیق مجھے تعلیم دینے آتا تھا۔ گو ذاتی طور پر مجھے تعلیم سے زیادہ کھیل کود کا شوق تھا۔ چنانچہ بسا اوقات میں درد سر کا بہانہ کر دیتا۔ ایسے موقعوں پر میرے والدین چھٹی کی سفارش کر دیتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ بہانہ سودمند دیکھ کر میں نے اس سے آئے دن فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اور چونکہ اتالیق کو اپنی تنخواہ سے غرض تھی۔ اس لئے اس نے بھی کبھی اعتراض نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دس سال کی عمر میں بھی میں مشکل دو لفظ صحیح پڑھ سکتا تھا۔

اس عمر میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا۔ اور دوستوں کے کہنے سننے پر والد نے مجھے

ایک بورڈنگ سکول میں داخل کرادیا۔ اس سکول میں چھ سال رہ کر میں نے اپنی تعلیم کی گذشتہ کمی اچھی طرح پوری کی۔ یہ سکول لندن سے قریباً ۱۵ میل کے فاصلہ پر ایک دیہاتی قصبہ میں واقع تھا۔ آٹھ سال سے اٹھارہ سال کی عمر تک کے اکثر نوجوان اس میں زیر تعلیم تھے۔ قاعدہ کی بات ہے کہ کم عمر لڑکے ہر بات میں بڑی عمر والوں کی تقلید شروع کر دیتے ہیں۔ میری عمر مشکل بارہ سال کی تھی۔ کہ میں نے اوروں کی دیکھا دیکھی تاش گولی۔ ٹاس۔ شغل اور اسی قسم کے اور کھیل کھیلنے شروع کر دیئے۔ والد اخراجات میں بڑی فیاضی سے کام لیتے تھے۔ اور میرا جیب خرچ میرے ہم عمر لڑکوں سے بڑھا ہوا تھا۔ اس لئے چھوٹے درجہ کی قمار بازی میں میں بڑے لڑکوں پر سبقت لے جانے لگا۔ غرض اس طرح پر قمار بازی کا شوق جسے میں نے ابتدا میں محض بڑے لڑکوں کو دیکھ کر اختیار کیا تھا روز بروز بڑھتا گیا۔ حتی کہ اب مجھے اس کے بغیر چین نہ آتا تھا۔

میری عمر سولہ سال کی تھی۔ اور میں سہ پہر کے وقت نصف دن کی چھٹی سکول کے وسیع میدان کے ایک حصہ میں کئی اور لڑکوں کے ساتھ ٹاس کھیل کر گنوا رہا تھا۔ کہ سکول کے ایک چپراسی نے آکر اطلاع دی۔ "تمہارے والد نے آئے ہیں اور سکول کی نشستگاہ میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔ میں اس طرف کو روانہ ہوا۔ اور والد کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے میرے لئے پیادہ رجمنٹ میں ایک فوجی عہدہ خرید لیا ہے۔ وہ یہ بھی کہنے لگے۔ کہ اب تم میرے ساتھ مکان کو واپس چلو تاکہ اس رجمنٹ میں شریک ہونے کے متعلق مناسب تیاری کی جائے۔ اور میں تمہاری وردی وغیرہ تیار کرادوں۔" اس طرح پر ایک ہی دن کے عرصہ میں میں جو سکول کا ایک ناتجربہ کار لڑکا تھا۔ فوج کا افسر بن گیا۔

اس کے دو ماہ بعد میں یارکشائر میں اپنی رجمنٹ سے جا ملا۔ والد نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ تنخواہ کے علاوہ میں تمہیں تین سو پونڈ سالانہ جیب خرچ کے لئے دیا کروں گا چنانچہ میں نے دو گھوڑے رکھ لئے اور فوج کے کسی دوسرے چھوٹے افسر کی نسبت ہر لحاظ سے بہتر ٹھاٹ بنا لئے۔ ہماری رجمنٹ کا کمان افسر لفٹننٹ کرنیل بوسوئٹ نامی ایک اٹھائیس سالہ نوجوان تھا۔ اس کا باپ ممبر پارلیمنٹ اور لوئر ی فریق کا زبردست حامی تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس نے اپنے بیٹے کو غیر معمولی طور پر کم عرصہ میں اس اونچے عہدہ تک پہنچا دیا۔ درحقیقت یہ ایک نہایت مضحکہ خیز اور رنج دہ نظارہ تھا کہ پینتیس چھتیس سال کے

لفٹننٹ۔ اڑتالیس سال کے کپتان اور قریباً ساٹھ سال عمر کا میجر۔ یہ سب اُس کرنیل لڑکے کے ماتحت تھے۔ بہرحال یہ امر واقعہ ہے اور سچ پوچھیے تو یہی افسوسناک نظارہ کئی رجمنٹوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارے فوجی نظام کا یہ کتنا بڑا نقص ہے۔

خیر جب کرنیل ہیمونٹ کو اطلاع ملی۔ کہ ایک تاجر کا بیٹا اس کی رجمنٹ میں کمیشن افسر ہو گیا ہے۔ تو وہ بہت جھلایا۔ کیونکہ فوجی افسر گو اب بھی کافی طور پر نخوت پسند ہوتے ہیں لیکن جس زمانہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس میں تو وہ بہت ہی مغرور اور تنگ مزاج ہوا کرتے تھے۔ یہ ۱۸۰۱ء کا ذکر ہے۔ جب کہ جنگ کا زمانہ تھا۔ اور پٹ اور فاکس کے انتقال سے یہ ملک مدبروں سے محروم ہو کر بے چینی کی حالت میں تھا۔ لیکن جب کرنیل کو یہ معلوم ہوا کہ میرا باپ ایک دولتمند آدمی ہے۔ اور وہ مجھے معقول وظیفہ دیتا ہے۔ جب اس نے میرے گھوڑوں کی خبر سنی۔ تو اسکے مزاج میں فوری تبدیلی واقع ہو گئی۔ اور وہ مجھ سے بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آنے لگا۔

اس رجمنٹ میں شریک ہوئے مجھے بہت دن نہ گذرے تھے۔ کہ معلوم ہوا کہ کئی افسر ایک دوسرے کے کمرہ میں ملکر پرائیویٹ طور سے جوا کھیلتے ہیں۔ میں خود چونکہ اس کھیل کا شائق تھا جلدی ہی ان کے ساتھ شریک ہو گیا۔ خود کرنیل ان مجلسوں میں جنہیں شراب پینے کی پارٹی کہا جاتا تھا۔ چوری چھپے آملتا تھا۔ اور گو جوا بہت موٹا نہ ہوتا تھا۔ تاہم بسا اوقات کھیلنے والوں کو اس قسم کے نقصانات برداشت کرنے پڑتے تھے۔ جن کی وجہ سے قلیل البضاعت افسروں کو سخت مشکلات کا سامنا ہوتا۔ اس کی وجہ سے انہیں ہفتوں ان پارٹیوں سے غائب رہنا پڑتا تھا۔ تاکہ اپنے ایجنٹوں یا دوستوں سے مزید روپیہ کا انتظام کر سکیں۔ البتہ جن کے پاس سرمایہ کافی تھا۔ وہ ہار جیت کے سلسلہ میں اکثر مساوی رہ جاتے تھے۔ کرنیل و دیگر افسروں کی اور میری اپنی یہی حالت تھی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ میں ہی لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ جوئے میں ہم چند آدمی ہی جیتنے والے ہیں۔ اس شہرت کو قابل رشک نہیں سمجھا جا سکتا۔ کیونکہ اگرچہ اس بات کا کسی کو شبہ نہ تھا۔ کہ کھیل میں کوئی ناجائز کارروائی ہوتی ہے۔ تاہم ہارنے والے ہمیں نفرت اور نہ کھیلنے والے حقارت کی نظر سے ضرور دیکھا کرتے تھے۔ ہمیں ایسے آدمی سمجھا جاتا تھا۔ جو اپنی زیادہ آمدنی کی وجہ سے کم روپیہ والوں کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باطنی طور پر ظاہر اعتماد تو نہ

تھا۔ لیکن خفیہ دشمنی موجود تھی۔ کیونکہ جہاں قمار بازی ہو۔ وہاں کینہ۔ بغض۔ فریب یہ باتیں ضرور نظر آنے لگتی ہیں۔

مجھے اس رجمنٹ میں شریک ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر چکا تھا کہ ایک دن شام کو جبکہ پارٹی میس کے کمرہ میں ہونے والی تھی وقت مقررہ پر سوائے کرنیل کے اور کوئی نہ آیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے کل رات ہم نے ایسا ہاتھ صاف کیا ہے۔ کہ باقیوں کے پاس جھنجی کوڑی باقی نہیں رہی۔ لیکن کیا مضائقہ ہے۔ آؤ ہم دونو کھیلنا شروع کریں۔ مجھے اس کھیل سے غیر معمولی محبت تھی۔ اس لئے میں آمادہ ہوگیا اور ہم نے تاش کا کھیل شروع کیا۔ پہلے چھوٹی چھوٹی بازیاں ہوتی رہیں۔ اور ہم رک رک کر شراب پیتے رہے۔ لیکن جب میں ہر بار جیتتا گیا۔ تو کرنیل کا جوش بڑھا۔ اور وہ بار بار بوتل ہی کو منہ لگا کر پینے لگا۔ باوجود اس کے اس کی مار قائم رہی۔ جتنا ہارتا تھا۔ اتنا ہی شراب زیادہ پیتا تھا۔ یہاں تک کہ آخر کار اس نے جوش میں آکر تاش کے پتے فرش پر پھینک دیئے۔ اور کہنے لگا۔ اس بدنصیبی پر لعنت ہو۔ ذرا سی دیر میں ایک سو ستر پونڈ ہار بیٹھا ہوں۔ بس اب میں نہ کھیلوں گا۔ البتہ اینڈرسن اگر کچھ ہمت ہے تو میرے ساتھ پچاس پونڈ کی شرط ڈائس پر لگاؤ۔" میں نے اسے منظور کیا۔ اور تاش رکھ کر ہم ڈائس کھیلنے لگے۔ میری قسمت یاور تھی۔ ۳۰۰ پونڈ یعنی وہ ساری نقدی جو کرنیل کے پاس تھی۔ میں نے جیت لی۔ مگر وہ پھر بھی دعدہ پر کھیلتا رہا۔ اور اپنے نقصانات ایک کاغذ کے پرزہ پر لکھتا جاتا تھا۔ اس کا جوش حد انتہا کو پہنچ گیا۔ اور اس نے اندھا دھند شراب پینی شروع کردی۔ پھر بھی کھیل جاری رہا۔ یہانتک کہ صبح کاذب کی دھندلی روشنی نمودار ہوئی۔ لیکن ہم اب تک اسی ذلیل کام میں لگے ہوئے تھے۔ آخر اس وقت بیمونٹ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے ڈائس بکس زور سے فرش پر دے مارا۔ اور اسے اپنے پاؤں سے کچل کر اپنی بدنصیبی کو برا بھلا کہنے لگا۔ نشہ شراب کو فرو کرنے کی غرض سے اس نے سوڈا واٹر کی ایک بوتل پی۔ اور پھر فرد حساب کو دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ جتنا روپیہ وہ نقد ہار چکا تھا۔ اس کے علاوہ ۴۴۰۰ پونڈ کا میرا دیندار رہا۔ زرد اور رعشہ براندام اس نے اس رقم کا دستی نوٹ لکھ کر میرے حوالہ کیا۔ اور گلوگیر آواز سے مجھے اس معاملہ میں اخفا کی تاکید کر کے کمرہ سے باہر چلا گیا۔ میں اپنے

بستر پر بڑی خوشی کی نیند سویا۔ طبیعت میں اس قسم کی فرحت تھی۔ گویا میں نے کوئی بڑی کامیابی حاصل کی ہو۔

اس روز دن بھر اور اس کے بعد کئی دن تک مجھے کرنیل کو دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس کے متعلق جب کبھی دریافت کیا جاتا۔ تو یہی جواب ملتا۔ کہ بیمار ہیں جس رات کو اس نے جوئے میں اپنی بے شمار دولت ہاری۔ اس کے چھٹے دن شام کے قریب اس کی طرف سے مجھے اطلاع پہنچی۔ کہ مجھ سے میرے کمرہ میں ملو۔ میں اس کا دستی رقعہ اس خیال سے ساتھ لے کر کہ مجھے وہ رقم جو اس کی طرف سے واجب الادا تھی۔ دینے کے لئے بلایا ہے۔ اس کے کمرہ میں گیا۔ مگر اندر داخل ہوا۔ تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ کہ کرنیل کے چہرہ کی رنگت انتہا درجہ زرد ہے۔ چھ دن سے اس نے حجامت نہیں بنائی جس سے اس کی صورت اور بھی ہیبت ناک نظر آتی تھی۔ ابتدائے بہار کا زمانہ تھا اور چونکہ سردی خاصی پڑتی تھی۔ اس لئے وہ ڈریسنگ گون پہنے آتش دان کے قریب بیٹھا تھا۔ مجھے ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے اس نے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "اینڈرسن تمہیں اس سے تعجب ہوگا کہ میں نے اب تک اس رقعہ کی رقم جو تمہارے پاس ہے ادا نہیں کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ میرا گذارہ والد کے دیئے ہوئے وظیفے پر چلتا ہے۔ میں نے اسے اپنے نقصان کی اطلاع دی تھی۔ اور اس سے روپیہ طلب کیا تھا۔ دیکھ لو یہ اس کا جواب ہے۔" یہ کہکر اس نے وہ خط میری طرف پھینکا۔ اور اس کی تاریخ کو دیکھ کر مجھے معلوم ہوا کہ وہ اُسے آج ہی صبح کو موصول ہوا ہے۔ مضمون دیکھا۔ تو پتہ چلا۔ کہ کرنیل کے باپ نے اس کی درخواست بڑی سختی سے نامنظور کر دی ہے۔ اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ میں اس سے پہلے بارہا تمہارے قرضے بے باق کر چکا ہوں۔ دوسرے بچوں کی طرف سے میرے ذمہ اتنے اخراجات ہیں کہ میں نے آئندہ کے لئے تمہاری فضول خرچیوں کو برداشت نہ کرنے کا عہد کر لیا ہے۔ خط کا مضمون زوردار تھا۔ اور بظاہر اس کے خلاف کسی اپیل کی گنجائش نہ تھی۔ خط پڑھ کر میں نے کرنیل کے حوالہ کیا۔ تو وہ کہنے لگا۔ "تم نے دیکھا میری حالت کیسی ابتر ہے۔ دوسری صورت اب میرے لئے یہی باقی ہے۔ کہ اپنا فوجی عہدہ بیچکر تمہارا قرضہ بیباق کروں۔ اس کے لئے میں جلد تر کوشش کرونگا۔ اور جب تک یہ انتظام مکمل ہو۔ میں تم سے انتظار کی درخواست کرتا ہوں۔" میرے دل پر اس کی

گفتگو کا بہت اثر ہوا۔ چنانچہ میں نے بلا تامل کہا۔ "میں لوگوں سے یہ سُننا نہیں چاہتا کہ میں آپ کی بربادی کا موجب ہوا" یہ کہتے ہوئے میں نے اُس کا دستی رقعہ جس میں جوئے کی ہاری ہوئی رقم کی ادائیگی کا وعدہ تھا۔ آتش دان میں پھینک دیا۔ کاغذ آناً فاناً جل کر راکھ ہو گیا۔ میری اس حرکت کو کرنیل اس طرح دیکھتا رہا۔ گویا اُسے اپنی نگاہ پر شبہ ہے۔ آخر اپنی جگہ سے اُٹھ کر دلی محبت سے مجھ سے بغلگیر ہوا۔ اس طرح گویا میں نے اس کی جان بچالی ہو۔ وہ مجھے اپنا نجات دہندہ اور محسن قرار دیتا تھا۔ اور بار بار اس بات کا عہد کرتا تھا کہ ہماری دوستی دائمی ثابت ہوگی۔ میں وہاں سے چلا آیا اور اس کے دوسرے دن کرنیل پریڈ پر نکلا تو گو اسکے چہرہ کی رنگت قدرے زرد تھی مگر طبیعت سکون پذیر نظر آتی تھی۔ لیکن میں نے محسوس کیا۔ کہ وہ مجھ سے کسیقدر سرد مہری کے ساتھ پیش آتا ہے۔ شام کو جب ہم کھانا کھانے کی میز پر جمع ہوئے۔ تو اس وقت بھی مجھ سے اس کا سلوک دبا دبا تھا۔ لیکن پھر بھی میں نے اس بات کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔

اس کے چند دن بعد کرنیل مین ماہ کی چھٹی پر چلا گیا۔ اور اس کی عدم موجودگی میں فوج کی کمان میجر کے ہاتھ میں رہی۔ یہ شخص بہت سخت مگر باعزت اور دیانتدار آدمی تھا۔ اس نے کمان ہاتھ میں لیتے ہی یہ خواہش ظاہر کی کہ "شراب نوشی کی پارٹیاں" موقوف کر دی جائیں۔ میں نے اور باقی افسروں نے جو کھیل کے عادی تھے۔ یہ اشارہ سمجھ لیا۔ چنانچہ جب تک میجر فوج کا افسر اعلیٰ رہا۔ ہم نے اپنے کمروں میں قمار بازی کا سلسلہ موقوف رکھا۔ البتہ شہر کے ایک اچھے شراب خانہ میں گاہ بگاہ دعوت کے بہانہ سے جمع ہو کر وہاں تاش اور پانسہ کھیلتے رہے۔

"مین ماہ کی رخصت کے خاتمہ پر کرنیل اپنے عہدہ پر واپس آگیا۔ اور سب سے پہلے موقعہ پر جو اُسے مل سکا اس نے میجر کے "شراب نوشی کی پارٹیاں" بند کرنے کے طریق عمل پر اظہار پسندیدگی کیا۔ مگر حقیقت میں یہ صرف ظاہرداری تھی۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جس چیز کو اس سے مساوی درجہ رکھنے والا افسر اس سے پہلے ناپسند کر چکا تھا۔ اس کی نسبت اظہار پسندیدگی کرنا مذموم نظر آتا تھا۔ خود میرے متعلق اس کا سلوک رخصت پر جانے سے پہلے کی نسبت اور بھی زیادہ سرد مہری کا تھا۔ لیکن نہ اس قدر کہ میں اس کی کیفیت

طلب کرنے پر مجبور ہوتا۔ اس کے علاوہ ایک کمان افسر کی حیثیت میں سوائے مجھ سے براہِ راست توہین آمیز سلوک کرنے کے وہ جس قسم کا سلوک چاہتا کر سکتا تھا۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور اسی رجمنٹ میں ایک لفٹننٹ کا عہدہ خالی ہوا۔ تو میرے والد نے اس کی کمیشن مجھے خرید دی۔ چونکہ کرنل کی سرد مہری کو دیکھ کر مجھے بہت تکلیف ہوتی تھی۔ خصوصاً اس لئے کہ میں کسی طرح اس کا مستحق نہ تھا۔ اس لئے میری دلی خواہش تھی کہ مجھے کسی اور رجمنٹ میں بدل دیا جائے۔ تاہم یہ ترقی کسی حد تک میرے لئے اطمینان بخش تھی۔ اور میں نے اپنا طرزِ عمل اس قسم کا رکھا۔ کہ بولمونٹ کو کبھی مجھے ملامت کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔

میری عمر اب ۱۹ سال کی ہو چکی تھی۔ اور فوج میں شامل ہوئے مجھے تین سال گذر گئے تھے۔ اس عرصہ میں میرا قمار بازی کا شوق بدستور جاری رہا۔ اور اتنی کامیابی کے ساتھ کہ میں تاش اور ڈائس کے ذریعہ اپنی آمدنی سے دوگنا کما لیتا تھا۔ میں اس کھیل پر مفتون اور اسے باعث نفع اور موجب تفریح سمجھا کرتا تھا۔ انہی دنوں میری ملاقات ایک جوان عورت جولیا وانڈیلور سے ہوئی۔ جو اپنی بیوہ ماں کے پاس پورٹسمتھ سے قریباً دو میل کے فاصلہ پر ایک خوشنما چھوٹے سے مکان میں رہتی تھی۔ اس کا باپ فرانسیسی نسل سے تھا۔ جو اپنی عمر کا بڑا حصہ سرکاری ملازمت میں بسر کر کے یکایک مر گیا تھا۔ اس کے انتقال پر اس کی بیوہ کی حالت گو اطمینان بخش تھی۔ لیکن خاطر خواہ نہ سمجھی جا سکتی تھی جولیا سے میری ملاقات اول مرتبہ ایک دعوت کے موقعہ پر ہوئی۔ جو پورٹسمتھ کے ایک مشہور صراف نے اپنے مکان پر دی تھی۔ اس وقت اس کی عمر سولہ سال کے قریب تھی۔ اور گو اسے کامل طور پر حسین نہ سمجھا جائے۔ تاہم اس کی خوش طبعی اور ملنساری اس کے مزاج کی سادگی اور روحانی پاکیزگی ایسی تھی۔ کہ جو شخص اسے دیکھے تعریف کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ وہ تعلیم یافتہ اور فہیم لڑکی تھی۔ اور اس کی نیک دل ماں کو اس کی ذات پر فخر تھا۔ بیٹی بھی ماں سے دلی محبت کرتی تھی۔ یہ بیان کرنا بے سود ہوگا۔ کہ جولیا وانڈیلور کی صورت اور اس کے اطوار کو دیکھ کر میں پہلی ملاقات میں ہی اس پر فریفتہ ہو گیا۔

اس شام کو میں اس کے ساتھ بڑی توجہ سے پیش آتا رہا۔ اور اس سے دوسرے

دن اس کے مکان پر گیا۔ داستان لمبی ہے۔ لیکن اختصار کے لئے میں یہ کہدیتا ہوں کہ اُس دن کے بعد میرا اس مکان پر اکثر جانا آنا رہا۔ اور نہ مسز وانڈیلور اور نہ اس کی بیٹی نے مجھ سے کبھی اس قسم کا سلوک کیا۔ جسے میں ناگوار سمجھ کر ان کے ہاں جانے سے باز رہتا۔ اس حسینہ کا اثر میری ذات کے لئے نہایت خوشگوار ثابت ہوا۔ اے کاش وہ اثر ہمیشہ قائم رہ سکتا! سال بھر تک اس کی صحبت میں رہ کر میں نے تاش اور گنجفہ کو بالکل ہاتھ نہیں لگایا۔ کیونکہ میرے وقت کا بڑا حصہ ان کے مکان پر ہی گذرتا تھا۔ حسن اتفاق سے انہی دنوں میرے والد مجھ سے ملنے پورٹسمتھ آئے اور وہاں جارج ہوٹل میں چند ہفتے ٹھہرے۔ میں نے اُن کی ملاقات مسز اور مس وانڈیلور سے کرائی۔ ہر چند کہ جولیا مالدار باپ کی بیٹی نہ تھی۔ تاہم والد کو مجھ سے اسقدر محبت تھی۔ کہ انہوں نے ہماری خوشی کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنا مناسب نہ سمجھا اور یہ قرار پاگیا کہ میری شادی مس وانڈیلور سے ہو۔ ہائے! وہ بھی کیا خوشی کا زمانہ تھا۔ ایسی سچی اور پاک خوشی پھر میرے دیکھنے میں نہیں آئی!

فیصلہ اس پر ہوا کہ والد مجھے کپتان کا عہدہ خرید دیں۔ اور اس کے بعد ہماری شادی ہو جائے۔ چنانچہ وہ میری ترقی کے متعلق ضروری انتظام کرنے کی غرض سے شہر کو واپس چلے اور ان کی عدم موجودگی میں جولیا کے ساتھ میری شادی کی اطلاع کرنیل بومونٹ کے کانوں تک پہنچی۔ میں نے اپنی محبت کی داستان اور اس کے بعد منگنی کا ذکر باقی افسروں سے پوشیدہ رکھا تھا۔ کیونکہ میں عیاش شخصوں کے ہجوم کا اس پاکباز لڑکی سے جس سے مجھے دلی محبت تھی۔ یا اس کی نیک دل ماں سے تعارف کرانا نہ چاہتا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح معاملہ ظاہر ہو گیا۔ اور اس وقت بومونٹ کو میرے خلاف اپنے غصے کے اظہار کا موقعہ ملا۔ مسز وانڈیلور سے بلکہ وہ کہنے لگا۔ "میرا ضمیر اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک ضروری معاملہ جس کا آپ کی بیٹی کی آئندہ خوشی سے تعلق ہے۔ آپ سے چھپائے رکھوں"۔ اور اس کے بعد اس نے بتایا کہ جس سے تمہاری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے وہ پرلے درجہ کا قمار باز ہے۔ اس کی گفتگو سے مسز وانڈیلور کے دل پر بہت ناگوار اثر پیدا ہوا۔ اور گو اس نے اس معاملہ کا ذکر فوراً ہی اپنی بیٹی سے نہیں کیا۔ تاہم شام کو جب میں حسب معمول اُن کے مکان پر گیا۔ تو وہ مجھ سے علیحدگی میں ملی۔ اور اس نے کرنیل کی گفتگو کا خلاصہ میرے روبرو بڑے سکون کے ساتھ مگر افسردگی کے لہجہ میں بیان کیا

میں اُس کی باتیں سُنکر گھبرا گیا۔ اور بدقسمتی سے اُسے میرے طور سے یقین ہو گیا۔ کہ بات غلط نہیں۔ مسز وانڈیلور نے بڑے اصرار کے ساتھ مجھ سے التجا کی۔ کہ "تم میری بیٹی سے ملنا جلنا بند کر دو۔ تاکہ معاملہ اس منگنی کو توڑ کر ختم کر دیا جائے۔ اور ایک شریف آدمی کی حیثیت میں تم جولیا کو اُس کے وعدہ سے آزاد کر دو" میں نے اس کے آگے دوزانو ہو کر تسلیم کیا کہ "کسی زمانہ میں بے شک میں جولیا سے محبت کرتا تھا۔ مگر اب قسم ہے تو جو ایک سال سے کبھی اس قابل نفرت کھیل میں حصہ لیا ہو۔ آپ کی بیٹی سے مجھے جو محبت ہے وہ مجھے کبھی اس طرف مائل ہی نہیں ہونے دیتی" اس پر میرے صداقت آمیز لہجہ کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اور آخر کار وہ میری التجاؤں کو مان گئی۔ اس موقعہ پر اس نیک دل عورت نے جو الفاظ کہے۔ میں انہیں تا دمِ زیست نہیں بھول سکتا۔ کہنے لگی "ولیم میں اپنی بیٹی تمہارے حوالہ کرتی ہوں۔ لیکن دیکھو یہ ایک غریب بیوہ عورت کا واحد متاع اور اُس کی زندگی کا سہارا ہے۔ اگر تم نے میری بچی کو اپنے طرزِ عمل سے کبھی ناخوش کیا تو یاد رکھو۔ میں دل شکستہ ہو کر مر جاؤں گی" میں نے کہا "میڈم آپ کی نیکیوں کی مثال اور جولیا کی محبت کا علم مجھے ہمیشہ کے لئے آپ کی نصیحت پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتا رہے گا قسم ہے اس روشن مہتاب کی جو آسمان پر اس وقت پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے میں کبھی جوا نہ کھیلوں گا۔ اگر یہ ہاتھ پھر کبھی تاش یا پانسے کو چھوئے تو خدا کرے اس پر رعشہ پڑ جائے اس پر آسمان کی بجلی گرے!" مسز وانڈیلور کہنے لگی "تم ناحق قسمیں کھاتے ہو۔ مجھے تمہاری صداقت کا یقین ہو گیا ہے" غرض جولیا کرنیل کی آمد کے منشا اور اس گفتگو سے جو میرے اور اُس کی ماں کے درمیان ہوئی تھی۔ لاعلم ہی رہی۔

کرنیل بوموٹ کو جلدی ہی اس بات کا علم ہو گیا۔ کہ میری کینہ و چالبازی کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اور وہ پھر کسی بہانہ سے مسز وانڈیلور سے ملنے گیا۔ یہ کہہ کر کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ محض اپنے ضمیر کی بنا پر تھا۔ اس نے رفتہ رفتہ اثنائے گفتگو میں بیوہ عورت سے یہ معلوم کر لیا کہ میں نے اس سے کیا وعدے کئے ہیں۔ اور اس کا کس طریق پر اطمینان کرا دیا ہے۔ اسی سہ پہر کو کھانا کھانے کی میز پر میرے ساتھ اس کا برتاؤ ویسا ہی منکسرانہ اور اخلاق آمیز ہو گیا۔ جیسا میرے شریک رجٹ ہونے کے موقعہ پر تھا۔ لیکن میں اس کے گذشتہ سلوک کو دیکھ کر محتاط پرے پرے رہا۔ پھر بھی وہ بڑی ڈھٹائی سے میرے ساتھ بدستور

محبت آمیز سلوک کرتا رہا۔ اور میرے سرد مہری کے سلوک کو اس نے جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا۔ آخر جب میں دسترخوان سے اٹھ کر جولیا کے مکان پر چلنے کو تیار ہوا تو کرنیل مجھ سے کہنے لگا۔ "ایڈورڈ میں تم سے اپنے کمرہ میں تنہائی میں کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔" میں اس کے ساتھ اس طرف کو ہو لیا وہاں پہنچکر اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ اور کہنے لگا "ہمیں زمانہ گذشتہ کو بھلا کر آیندہ پھر دوستوں جیسا تعلق رکھنا چاہیے۔" میں نے اس سے کہا "جہاں تک مجھے یاد ہے۔ میں نے آپ کو کبھی ناراضگی کا موقعہ نہیں دیا۔" وہ اپنے چہرہ پر خاص طرح کی علامات پیدا کر کے بولا "تم نے نہ صرف مجھے ناراض بلکہ ذلیل کیا۔ مجھے ایک فوجی آدمی اور اعلےٰ افسر کی حیثیت میں اس کا بہت سخت رنج ہے۔ مگر اب حالات بدل چکے ہیں۔ میرے ایک دور کے رشتہ دار کا انتقال ہو گیا ہے جس کی بہت سی جائداد میرے حصہ میں آئی ہے۔ اب میرا پہلا فرض یہ ہے کہ تمہیں چار ہزار پونڈ کی وہ رقم جو واجب الادا تھی واپس دے دوں۔" میں نے کہا "وہ قرضہ مدت سے بیباق ہو چکا۔" وہ جلدی سے بولا "تم نے فیاضی کے ساتھ اس رقعہ کو تلف کر دیا تھا۔ لیکن میرا دل جانتا ہے کہ بیباقی کی صرف ایک ہی صورت میں ہو سکتی ہے۔" یہ کہتے ہوئے اس نے وہ رقم جو اس کے ذمہ واجب الادا تھی۔ میرے حوالہ کر دی۔ میں نے روپیہ تو لے لیا۔ اور گو اس نے مسز واٹیلور کے نزدیک میری بہت کچھ بدگوئی کی تھی۔ تاہم اس واقعہ سے میری نظروں میں اس کی عزت دوچند ہو گئی۔

جب یہ معاملہ یوں طے ہو چکا تو کرنیل کہنے لگا "ایڈورڈ ہر چند کہ اب ہم اس قرضہ کے متعلق مساوی حالت میں ہیں۔ لیکن ایک اور پہلو سے دیکھا جائے۔ تو ہمارے حالات میں ابھی تک فرق باقی ہے۔ تم نے مجھ سے روپے کی بہت بڑی رقم جیتی۔ مانا کہ اس کی ادائیگی میں دیر ہو گئی۔ لیکن ایک شریف آدمی کی حیثیت میں تمہارا فرض ہے۔ کہ اب مجھے اپنی ہار لینے دو۔" میں یہ فقرہ سنکر چونک پڑا۔ اور میرے چہرہ کی رنگت زرد پڑ گئی۔ اس نے بڑے سکون کے ساتھ ڈائس کھیلنے کا بکس نکالا۔ اور کہنے لگا "یقیناً تمہاری شرافت اس کی اجازت دے گی۔ کہ تم مجھے اپنا ہارا ہوا روپیہ واپس لینے کا موقعہ نہ دو۔" میری سانس رک رک کر آنے لگی۔ اور میں نے کہا "نہیں جناب میں اب جوا کھیلنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔" وہ بولا "ایک شریف آدمی کی حیثیت میں تمہارا فرض ہے۔" میں نے کہا "میں اب تاش یا ڈائس نہ کھیلنے کا حلف لے چکا ہوں۔" وہ کہنے لگا "فرض کرو۔ تم نے دو بل لڑنے کے

خلاف عہد کر لیا ہو۔ تو کیا کسی شخص کے گستاخانہ سلوک پر تم اُس سے بدلہ نہ لو۔"
نے جواب دیا "کرنیل بومونٹ خدا کے لئے مجھے اپنا وعدہ توڑنے پر مجبور نہ کرو۔" وہ بر[illegible]ورت
تم مجھ سے یہ کہلانا چاہتے ہو۔ کہ وعدے صرف اپنی آسائش کے بہانے ہوتے ہیں۔ . . کیا
تم مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتے ہو کہ لفٹنٹ اینڈرسن نے جوے میں دولت کمالی۔ مگر اب وہ
عزت دار شخص کی طرح فریق ثانی کو باری دینے سے کتراتا ہے؟" سخت اضطراب کی حالت میں
میں نے اس سے کہا "اپنا روپیہ واپس لے لیجئے میں جاتا ہوں" کرنیل زور کے لہجہ میں کہنے
لگا "کیا تم وہ روپیہ جو بطور قرض میرے ذمہ واجب الادا تھا۔ واپس دے کر میری توہین کرتے
ہو؟" میں نے پھر بھی نرمی سے جواب دیا "جناب میں کسی حال میں آپ کی توہین نہیں کرنا چاہتا۔
لیکن از برائے خدا مجھے اُس وعدہ کو توڑنے پر مجبور نہ کیجئے۔ جو میں مسز وانڈیلور سے کر چکا ہوں۔"
"اوہ! وہ بھی کوئی وعدہ ہو سکتا ہے۔ جو کسی عورت سے کیا جائے!" وہ نفرت کے لہجہ میں کہنے
لگا "میں تمہیں کافی عزت دار سمجھتا تھا۔ اور ایک عزت دار کی حیثیت میں تمہارا فرض ہے
کہ اُس وعدہ کی بنا پر جو محبت کے زیر اثر کیا گیا تھا۔ فریق ثانی کا اطمینان کرنے سے باز نہ رہو۔ دیکھو
انصاف کا تقاضا ہے کہ تم مجھے باری دو۔ اور ناحق اس معاملہ کو اوروں کی نظروں میں لانے پر
مجبور نہ کرو۔"

اے حضور آپ یہ سنکر میری نسبت کیا خیال کریں گے کہ اس دھمکی نے مجھے خوفزدہ کر دیا
اور میں کرنیل کی باتوں میں آگیا۔ اُس نے شراب کی بوتل نکالی۔ اور میں نے اپنے ضمیر کی ملامت
کو دبانے کے لئے پے در پے کئی گلاس پئے۔ جب میں نے ڈائس کو ہاتھ لگایا۔ تو بڑے زور سے
وہ وعدہ یاد آیا۔ جو میں نے مسز وانڈیلور سے چند دن پیشتر کیا تھا۔ میرا ہاتھ کانپنے لگا۔ مگر جلدی
ہی شراب کے اثر اور کھیل کے شوق میں وہ آواز ملامت دب گئی۔ اور میں اسی دلچسپی سے کھیل
میں حصہ لینے لگا جسے پرانے کھلاڑی محسوس کرتے ہیں۔ بومونٹ کی طبیعت سکون پذیر اور میں
مضطرب تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ قسمت کی دیوی نے میرے انحراف وعدہ کے ساتھ ہی اپنا سایہ
مجھ سے ہٹا لیا ہے۔ چنانچہ میں ہر بار ہارتا گیا۔ دوگنی چوگنی بازیاں لگائیں۔ لیکن سوائے ہار
کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ میں پے در پے شراب کے گلاس پی رہا تھا۔ تین گھنٹوں کے اندر اندر وہ
ساری رقم جو اُس نے مجھے ادا کی تھی۔ ہار گیا۔ اُس وقت کرنیل نے پانسہ ہاتھ سے
رکھ دیا۔ اور کہنے لگا "بس میرا اطمینان ہو گیا" "لیکن میرا نہیں ہوا" میں نے جوش کے

ساتھ کہا "اگر شروع کیا ہے تو اب چلے چلو" وہ بدستور انداز سکون سے بولا "جیسے تمہاری مرضی ہو" شراب کے نشہ سے دیوانہ ہو کر کھیل کے شوق میں میں اندھا دھند روپیہ لگاتا گیا۔ اور اس قدر کھیلا کہ دو ہزار تین سو پونڈ کا کرنیل کا دیندار ہو گیا۔ اب میرے دل میں نفرت کا احساس پیدا ہوا۔ اور میں نے اپنے آپ کو ملامت کرنی شروع کی۔ دروغ حلفی کی یاد خود اپنی ذات سے نفرت پیدا کر رہی تھی۔ کرنیل نے مجھ سے کہا "جو رقم تم نے ہاری ہے اُس کا رقعہ لکھ دو" میں نے رقعہ لکھ کر اس کے حوالہ کر دیا۔ اور اُس کے بعد بڑے اضطراب کی حالت میں اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوا۔

صبح کو آنکھ کھلی تو شب گزشتہ کے واقعات خواب پریشان کی طرح یاد آتے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ میں ایک خوفناک غار کے دہانے پر کھڑا ہوں۔ کثیف کہرے نے اسے میری نظروں سے چھپا رکھا ہے۔ لیکن غار میرے قریب موجود ضرور ہے۔ رفتہ رفتہ کہرہ دور ہوا۔ اور اس خوفناک غار کی تاریکی اور قعر بھیانک طور پر مجھے دکھائی دینے لگا۔ جو کچھ ہو چکا تھا۔ اُس کی یاد دل میں سخت اضطراب پیدا کر رہی تھی۔ مگر سوال یہ تھا کہ مجھے آئندہ کیا کرنا چاہیئے؟ آخر فیصلہ اس پر کیا۔ کہ قرضہ کی رقم ادا کر کے رقعہ واپس لے لوں۔ اور پھر زندگی بھر کبھی پانسے کو ہاتھ نہ لگاؤں۔ میں نے جلدی میں جولیا کے نام ایک خط لکھا۔ کہ ایک ضروری کام پر لندن جا رہا ہوں۔ اور اس کے بعد کرنیل سے چھٹی لے کر سیدھا والد کے پاس لندن میں پہنچا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا۔ کہ وہ اسی دن صبح کو مجھ سے پورٹسمتھ کو روانہ ہو گئے ہیں۔ میں نے سوچا۔ کیا ضرور ہے کہ معاملان کی نظروں میں لایا جائے۔ بہتر ہوگا کہ کسی سے قرض حاصل کروں۔ اس خیال سے مجھے خوشی پیدا ہوئی۔ اور اس خوشی میں اس خیال نے اور بھی اضافہ کر دیا کہ میں والد سے نہیں مل سکا۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو میں نے ۲۳۰۰ پونڈ کی رقم ۳۰۰۰ کا پرونوٹ دیکر مسٹر گولڈ شنگ یہودی سے اس وعدہ پر حاصل کی کہ جب تک پوری رقم ادا نہ کر دوں۔ سو پونڈ سہ ماہی بطور سود دیتا رہوں گا۔

یہ معاملہ اس قدر آسانی اور جلدی سے طے ہو جانے پر خوش خوش میں پورٹسمتھ میں واپس پہنچا۔ اس وقت رات کے ۹ بجے تھے۔ سیدھا جارج ہوٹل میں گیا۔ جہاں امید تھی کہ والد موجود ہونگے لیکن وہ مجھے نہ ملے۔ اس لئے میں قرضہ کی رقم ادا کرنے کے خیال سے بارک کی طرف گیا۔ کرنیل مجھے اپنے کمرہ میں ملا۔ لیکن اب میں نے دیکھا۔ کہ اُس کا سلوک پھر ایک بار سابقہ سرد مہری کا ہو گیا ہے۔ حالانکہ تازہ واقعات کی بدولت مجھے اس کی امید نہ تھی لیکن میں نے جان کر اُس کی

سرد مہری کو نظر انداز کر دیا۔ اور رقم اُس کے آگے رکھی۔ وہ کہنے لگا "مسٹر اینڈرسن اس کی ضرورت نہیں۔ تمہارا قرضہ ادا ہو چکا۔" میں نے سخت حیرت زدہ ہو کر پوچھا "آپ کیا کہتے ہیں۔ میرا قرضہ کس نے ادا کیا؟" وہ بولا "قریباً دو گھنٹے ہوئے۔ تمہارے والد آئے تھے۔ وہ تمہارا دستی رقعہ لیکر روپیہ دے گئے ہیں۔" "میرے والد!" میں نے سخت مضطرب ہو کر پوچھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسا محسوس ہونے لگا۔ گویا میرا قلب سینے کے اندر بیٹھتا جا رہا ہو۔ "انہیں اس دستاویز کا کیونکر علم ہوا؟" کرنیل کہنے لگا "مسٹر اینڈرسن میرے پاس اس فضول گفتگو کے لئے وقت نہیں ہے۔ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔" یہ کہکر اس نے بڑی سرد مہری سے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور میں پریشان خاطر کمرہ سے باہر نکلا

میرے دماغ میں طرح طرح کے عجیب خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ میں نے یہ بات محسوس کر لی۔ کہ کرنیل کا طرز عمل انتہائی کینہ اور بغض پر مبنی ہے کیونکہ میرے والد کو میرے دستی رقعہ کا علم سوائے اس عورت کے اور کسی طرح نہ ہو سکتا تھا۔ کہ خود کرنیل نے انہیں اس کی اطلاع دی ہو۔ سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں میں جارج ہوٹل میں پہنچا۔ والد وہاں موجود تھے۔ لیکن جب میں ان کے کمرہ میں داخل ہوا تو مجھے ان کے چہرہ پر انتہائی سختی کے آثار نظر آئے۔ میری طرف دیکھ کر انہوں نے کہا "ولیم تمہارے متعلق مجھے سخت غلطی لگی۔ تم نے جو فعل کئے وہ ایسے ہیں۔ کہ عمر بھر تمہیں ان کے لئے متاسف ہونا پڑے گا۔ خصوصاً اس عورت میں کہ مس وانڈیلور کے ساتھ تمہاری محبت سچی ہو۔" میں نے چلا کر کہا "الٰہی یہ نیا ماجرا کیا پیش آیا ہے! کیا یہ مسز وانڈیلور کو بھی اس کا علم ہو چکا؟" والد کہنے لگے "وہ نہ صرف تمام حالات سے واقف ہے۔ . . . اُسے نہ صرف اس بات کا یقین ہو چکا ہے کہ تم کامل جواری ہو۔ بلکہ وہ یہ بھی جانتی ہے۔ کہ تم شدید النفس دروغ گو ہو۔ جس نے تمہارے ہاں اپنا آنا جانا ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔" "ہائے میری بدنصیبی!" میں نے مایوسی کی حالت میں اپنی پیشانی پر ہاتھ مار کر کہا "لیکن وہ کون بدذات تھا۔ جس نے اُسے سارے حالات سے واقف کیا؟" والد کہنے لگے "کرنیل بوہونٹ آج صبح مسز وانڈیلور سے ملا تھا۔ اُس نے بڑے گستاخانہ طریق پر تمہارا دستی پرونوٹ دکھایا۔ جس کی قیمت ادا کر کے میں اب اُسے واپس لے چکا ہوں۔" "بدذات حرامزادہ!" میں نے چلا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ دروازہ کی طرف لپکا۔ "میں اس پاجی کو اس کا منہ توڑ مزا چکھاؤں گا۔" والد یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ لہجہ میں بولے "ٹھیرو وہ تمہارا افسر ہے۔ اُسے تم سے بے حد نفرت ہے۔ اور اگر تم اُس کے مقابلہ میں اترے۔ وہ یقیناً تمہیں تباہ کر دے گا۔ نہیں تمہارا طرز عمل یہ نہ ہونا چاہیئے میں نے اس جست میں جو پنجم میں مقیم ہے۔ تمہارے لئے کپتان

کا عہدہ خرید لیا ہے۔ اور تمہیں تین ماہ کی چھٹی دلا دی ہے۔ میرے ساتھ لندن کو واپس چلو اور اگر کچھ حوصلہ ہے تو آیندہ اپنے طرز عمل سے زمانہ گذشتہ کی غلطیوں کی تلافی کر دکھاؤ۔"

میں نے والد سے جلد جلد بہت سے سوالات پوچھے جن کے جواب میں مجھے معلوم ہوا کہ جولیا سے ملاقات کا خیال اب بالکل فضول ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ مسٹر ڈنڈیور زیادہ چڑ جائے۔ والد نے یہ کہہ کر مجھے تسلی دی کہ "اگر سال بھر تک تمہارا طرز عمل اچھا رہا۔ تو ممکن ہے جولیا کی ناراضی اس کا غصہ رفع کیا جا سکے۔" جولیا کو مجھ سے جو محبت تھی۔ اس کی بنا پر مجھے یقین تھا کہ وہ اس عرصہ میں مجھ سے بیوفا ثابت نہ ہوگی۔ ان باتوں سے کسی حد تک . . . گو خدا جانتا ہے کہ نہایت خفیف حد تک میری ذہنی تکلیف رفع ہوئی۔ اور میں رخت سفر باندھنے اور باقی افسروں سے رخصت ہونے کی غرض سے واپس بارک کو روانہ ہوا۔ ان کاموں سے فارغ ہو کر میں صحن کے اندر سے گذر رہا تھا۔ کہ راستہ میں مجھے کرنیل لا۔ لیمپ کی روشنی میں میں نے دیکھا۔ کہ اس کے چہرہ پر اطمینان اور کامیابی کی شیطانی جھلک پائی جاتی تھی۔ میں چپ چاپ اس کے پاس سے گذرنے کو تھا۔ کہ اس نے مجھے بازو سے پکڑ کر اپنے لفظوں کو چباتے ہوئے کہا "اینڈرسن میں نے تم سے بدلہ لے لیا۔ تم نے ایک بار مجھے ذلیل کیا تھا۔ اس کے لئے میرے دل میں ہمیشہ کے واسطے تمہارے خلاف نفرت پیدا ہو گئی ہے۔ تم مجھے اپنا جانی دشمن سمجھو۔ اور آیندہ کے لئے جولیا سے دست برداری اختیار کرو۔ کیونکہ وہ اب میری ہو کر رہے گی۔" اتنا کہہ کر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا ایک طرف کو ہو لیا۔ میں اس بدذات شخص کی غیر واجب دشمنی اور کینہ توزی کا حال سنکر اس قدر سناٹے میں آیا۔ کہ تھوڑی دیر تک رعشہ براندام اسی جگہ کھڑا رہا۔ کیا ایسی ناسپاسی دنیا میں کبھی دیکھی گئی ہے! کیا ناشکرے پن کی اس سے بدتر مثال کسی کے دیکھنے میں آئی ہے؟ لیکن وہ دھمکی جو اس نے جولیا کے متعلق دی۔ وہ میرے کانوں میں زور کے ساتھ گونج رہی تھی۔ اس کی نفرت کی مجھے پروا نہ تھی۔ لیکن جولیا کو مجھ سے چھڑانے کے متعلق اس کی کوششیں! کیا اس ذلت کو انسان برداشت کر سکتا ہے! خیر بڑی افسردگی کی حالت میں میں جارج ہوٹل میں واپس گیا۔ اور سخت قلق اور اضطراب کی وجہ سے رات بھر نیند نہ آئی۔ اس کے بعد لندن کو جاتے ہوئے بھی میں بالکل خاموش رہا۔ اور رات بھر والد سے گفتگو نہ کی۔

روپیہ جو میں نے یہودی سے قرض لیا تھا۔ ابھی تک میرے پاس تھا۔ اور میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا کہ لندن پہنچکر سب سے پہلے یہ روپیہ اسے واپس کر دوں گا۔ چنانچہ لندن جا کر دوسرے دن میں اس کی دوکان کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن بازار میں چند فوجی افسر جو میرے دوست تھے مل گئے

اور ان کے اصرار پر میں بج سٹریٹ پکیڈلی فرائرز کے ایک ہوٹل میں کھانا کھانے چلا طبیعت چونکہ بے حد ناخوش تھی۔ اس لئے اس صحبت کو غنیمت سمجھا۔ اور دل سے کہنے لگا چلو یہودی کا روپیہ کل ادا کر دیں گے۔ کھانا اعلیٰ قسم کا تھا۔ اور شراب نہایت نفیس جسے میں نے اپنے تفکرات کو دبانے کی غرض سے بڑی مقدار میں پیا۔ اتنے میں کسی شخص نے تاش کا کھیل تجویز کیا۔ میں اعتراض نہ کر سکا صرف اتنا کہا کہ میں نہیں کھیلوں گا۔ انہوں نے تاش نکالا۔ اور کھیل شروع ہوا میں چپ چاپ دیکھتا رہا۔ نصف گھنٹہ کے عرصہ میں مجھے ایک نہایت عمدہ بازی کا موقعہ نظر آیا۔ اس گھڑی کا برا ہو۔ کہ میں نے حماقت سے اپنے دل کو یہ سمجھانے کی کوشش کرتے کہ بغیر خود کھیلنا اور دوسرے کے کھیل پر شرط لگانا مختلف باتیں ہیں۔ بازی لگا دی جس میں کامیابی ہوئی۔ اس سے حوصلہ پا کر میں نے ایک اور بازی لگائی۔ اور اب پھر جیتا۔ نصف گھنٹہ کے عرصہ میں دو سو پونڈ جیت لئے اتنے میں کھیل خوب چمک گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی بازیاں بھی بڑھ گئیں مجھ بدنصیب کو اپنے مقدر کی نحوست پر افسوس ہے۔ کہ اس کامیابی کے شوق میں اپنے رفیقوں کے ذرا سے مزید اصرار پر میں خود کھیل میں شریک ہو گیا۔ مگر جس وقت تاش کے پتوں کو ہاتھ لگایا تو جولیا کی تصویر آنکھوں کے سامنے پھر گئی۔ جی کڑا کر کے تاش کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی کسی شیطانی ترغیب نے طبیعت کو اکسایا۔ میں نے ان پتوں کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ سینہ سے ایک آہ نکلی لیکن باوجود سابقہ تامل کے اس احساس کے ساتھ تاش ہاتھ میں لے لیا۔ کہ میں برا کام کرنے لگا ہوں۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کی تفصیل بیکار ہے۔ مختصر یہ کہ کھیل رات کے تین بجے تک جاری رہا۔ اور اس وقت تک نہ صرف میں نے اپنا جیتا ہوا روپیہ۔ یہودی کا روپیہ۔ تین ہزار پونڈ کی وہ رقم جو والد نے دوسری رجسٹ میں شریک ہونے کی تیاری کے لئے دی تھی۔ سب کچھ ہار دیا۔ بلکہ ۶۰۰ پونڈ وعدے پر کر اس کے لئے دستی رقعہ دے اٹھا۔ فیصلہ اس پر ہوا کہ کل شام حساب بیباق کرنے کے لئے ایک ہوٹل میں جلسہ ہو۔ گھر کو روانہ ہوا۔ تو طبیعت خودکشی پر آمادہ تھی۔

حسن اتفاق سے والد کو اس کا علم نہ ہوا۔ کہ میں رات کتنی دیر گئی واپس آیا تھا۔ اس لئے وہ معاملہ سے بالکل بے خبر رہے۔ دن کا کھانا کھا کر میں اس یہودی کی طرف روانہ ہوا لیکن اس کا سابقہ روپیہ ادا کرنے کے لئے نہیں بلکہ کچھ اور قرض لینے کے لئے۔ جو اس نے بڑی خوشی سے مجھے دے دیا۔ کیونکہ میں نے اسے سرکاری اخبار کا پرچہ دکھا کر یقین دلا دیا تھا۔ کہ میں نے اب کپتان کا عہدہ حاصل کر لیا ہے۔ مجھے ۶۰۰ پونڈ کی ضرورت تھی۔ کیونکہ یہی رقم مجھے ادا کرنی تھی

لیکن ان ۰۰۰ کیسے مجھے اسے ایک ہزار کی دستاویز دینی پڑی۔ جب میں وقت مقررہ پر اپنے دوستوں سے ملنے کے لئے ہوٹل کی طرف چلا۔ تو دل میں اس بات کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا کہ چاہے کچھ ہو جائے۔ میں آج بالکل نہ کھیلوں گا۔ لیکن افسوس یہ ارادہ بالکل فضول نکلا۔ میں چونکہ والد کے ساتھ کھانا کھا کر گھر سے نکلا تھا۔ اس لئے جب ہوٹل میں پہنچا تو ذرا دیر ہو گئی تھی۔ اور تاش میز پر رکھا ہوا تھا میں نے اپنا عہد قائم رکھنے کی بہت کوشش کی۔ اپنے رجحان کے خلاف۔ بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر شامپین کے ایک گلاس نے میرے ارادہ کو متزلزل کر دیا۔ پھر ہم تاش کھیلنے میں مصروف ہوئے پھر مجھے ہار نصیب ہوئی۔ اور اس سے دوسرے دن پھر یہودی کے پاس پہنچا۔

غرض اس تین ماہ کی چھٹی میں میں شب و روز قمار بازی کرتا رہا۔ مگر ایسی رازداری کے ساتھ کہ والد کو اس کا شبہ تک پیدا ہونے نہ دیا۔ میری حالت نہایت افسوسناک تھی۔ یہودی کے ۰۰۰ پونڈ سے زیر ہو گئے تھے۔ اور والد سے جو کچھ ملتا۔ وہ ادائے سود پر صرف ہو جاتا تھا چیتھم میں قریباً ۱۰ مہینے رہا۔ وہاں بھی ہر رات یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن قسمت پلٹا کھا چکی تھی۔ اور ہر بار ہار نصیب ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس حریص یہودی کا سود ادا کرنا بھی مشکل ہو گیا۔ زیادہ اذیت دہ امر یہ ثابت ہوا کہ والد گاہ بگاہ مسز وانڈیلور سے خط و کتابت کر کے ہر بار میرا ذکر تعریفی لفظوں میں کرتے تھے۔ اس کی اطلاع ان کے خطوط سے یا جب کبھی لندن میں ان سے ملنے جاتا تو زبانی ہوتی تھی۔

آخر کار اس زمانہ میں جبکہ یہودی کا تقاضا ادائے زر کے لئے غیر معمولی طور پر بڑھ گیا۔ اور میں ہر طرف سے مصیبتوں میں گھرنے لگا۔ مجھے ایک دن گھر سے بلاوا پہنچا۔ مکان پر گیا تو دیکھا۔ والد بیحد خوش ہیں۔ انہوں نے مجھے میری سابقہ غلطیوں پر چند طنزآمیز کلمات کہے۔ اور اس کے بعد وہ چٹھی نکالی۔ جو مسز وانڈیلور کی طرف سے انہیں موصول ہوئی تھی اس نیک دل خاتون نے کچھ میرے والد کی خط و کتابت سے متاثر ہو کر اور کچھ اپنی بیٹی جولیا کی بڑھتی ہوئی افسردگی کے زیر اثر اور کچھ اس لئے بھی کہ جیسا اس نے لکھا۔ وہ جولیا کو ایک کرنیل کی توجہات سے نجات دلانا چاہتی تھی۔ جو بار بار اسے دق کرتا تھا۔ جولیا سے میری شادی پر رضامندی ظاہر کر دی۔ یہ خوشخبری سنکر مجھے جس قدر خوشی حاصل ہوئی۔ اس کا اندازہ آپ بخوبی کر سکتے ہیں۔ اس خوشی میں مجھے اپنے رنج والم بھی بھول گئے۔ اور مشکلات بھی غائب ہوتی نظر آئیں۔ معلوم ہوا کہ اس خط کی وصولی پر والد نے مجھے چھ ماہ کی چھٹی دلا دی ہے۔ اور میرے اور جولیا کے رہنے کے لئے رسل سکوئر میں ایک شاندار مکان

کرایہ پر لے لیا ہے۔ انہوں نے چپکے چپکے مسز وانڈیلور کے ساتھ شادی کا وقت اور مقام بھی طے کر لیا تھا۔ چنانچہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ رسم شادی آئندہ دوشنبہ کو پورٹسمتھ میں ادا کی جائیگی۔ اور مجھے والد کے ہمراہ دو دن پہلے وہاں جانا ہوگا۔

طبیعت پیاری جولیا سے بغل گیر ہونے کو بے قرار تھی۔ مگر لندن میں چند گھنٹے ٹھیرنا بھی فائدہ سے خالی نظر نہ آیا۔ کیونکہ کسی طرح یہودی کا اطمینان کرانا ضروری تھا۔ چنانچہ اس سے مل کر میں نے شادی کی رسم عنقریب ادا ہونے کی اطلاع دی۔ اور بتایا۔ کہ شادی کے بعد میرے والد اپنی جائداد کا بڑا حصہ میرے نام منتقل کر دیں گے۔ اور میں فوراً ہی تمہارا حساب کوڑی پیسے سے بیباق کر دوں گا۔ اس سے گولڈ شگ کا اطمینان ہو گیا۔ اور میں خوش و خرم مکان کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن جب کہ میں گولڈ شگ کے دفتر سے نکل رہا تھا۔ مجھے سامنے سے اپنا جانی دشمن کرنیل بومونٹ جو اس کے دفتر میں داخل ہو رہا تھا۔ ملا۔ مجھے دیکھ کر وہ چونکا۔ اور متعجب ہو کر رہ گیا۔ مجھے بھی اُسے دیکھ کر قدرے تعجب۔ قدرے پریشانی ہوئی لیکن یہ سوچکر کہ اُس کا مجھ سے ملنا محض ایک اتفاقیہ امر ہے۔ اور وہ میرے معاملات سے اب کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ میں حقارت آمیز خاموشی کے ساتھ پاس سے گذرنے کو تھا۔ کہ اُس نے پھر اسی طرح سے بازو پر ہاتھ رکھا۔ جیسے تیرہ یا چودہ برس پورٹسمتھ کی بارک کے صحن میں رکھا تھا۔ اور کہنے لگا۔ "شاید تم سوچتے ہو کہ اب تم جولیا سے شادی کر لو گے۔ مگر نہیں یہ تمہاری غلطی ہے۔ بے شک اُس نے مجھ سے شادی کرنا منظور کر دیا ہے۔ مگر تم جانتے ہو۔ کہ میں اب بھی گستاخی کا بدلہ لے سکتا ہوں"۔ میں نے بڑی حقارت کے ساتھ اس کو پرے ہٹا دیا۔ اور نفرت سے مسکراتا ہوا وہاں سے چلا آیا۔

شادی کی تیاریوں کی دھوم دھام میں یہ واقعہ میرے ذہن سے اُتر گیا۔ میں نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ خوشی کبھی محسوس نہیں کی جتنی اُس وقت مجھے محسوس ہوئی جب میں والد کے ہمراہ گاڑی پر سوار ہو کر اُس مقام کو جا رہا تھا۔ جہاں میری پیاری جولیا رہتی تھی۔ سنیچر کی شام کو پانچ بجے ہم جارج ہوٹل میں اُترے۔ والد کی عمر پینسٹھ سال کے قریب تھی وہ چونکہ اس سفر کی تکان محسوس کرتے تھے۔ اس لئے انہیں ہوٹل میں ہی چھوڑ کر میں اکیلا جولیا کے گھر کی طرف روانہ ہوا۔ اس ملاقات کی خوشی کی کیفیت بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کیونکہ اس کا اندازہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں۔ بہرحال مجھے معلوم ہو گیا کہ جولیا

کو مجھ سے پہلے سے بھی زیادہ محبت ہے۔ اور مسز وانڈیلور کے طرز عمل سے پایا جاتا تھا کہ وہ میری سابقہ فروگذاشتوں کو نظرانداز کرنے پر آمادہ ہے جب میں نے اس حسینہ کو دیکھا جس سے میری شادی ہونے والی تھی۔ اور جب میں نے اس کی نیک دل ماں کی گفتگو کو سنا۔ تو میں نے پھر ایک بار بڑی مضبوطی کے ساتھ جوانہ کھیلنے کے اس عہد کو تازہ کیا۔ جو کئی ماہ پیشتر مسز وانڈیلور کی موجودگی میں کیا تھا۔

مجھے معلوم ہوا کہ جیسا مسز وانڈیلور نے اپنی چٹھی میں اطلاع دی تھی۔ کرنیل بومونٹ جولیا کو بہت دق اور اُس سے شادی کی درخواست کرتا رہا ہے لیکن گو جولیا کی ماں نے بعض حالات سے مجبور ہو کر جولیا کو مجھ سے جدا رہنے کی وجوہ سے واقف کر دیا تھا۔ تاہم اُس کے اندر میرے لئے سچی محبت قائم رہی۔ اور اُس نے کرنیل کی درخواستوں کو سرد مہری کے ساتھ نظرانداز کر دیا۔

آخر کار وہ مبارک صبح نمودار ہوئی۔ جب ہماری شادی ہونے والی تھی۔ اور میں خوش تھا۔ کہ کرنیل کی دھمکیوں کے باوجود پورٹسمتھ میں سینٹ پیٹر کے گرجا کے اندر میری جولیا کے ساتھ شادی ہوگی۔ رسم شادی پرائیویٹ طور پر ادا ہوئی۔ اور چونکہ ہمیں سفر درپیش تھا۔ اس لئے شادی کی دعوت بھی ملتوی سمجھی گئی۔ گرجا سے نکل کر ہم لوگ جارج ہوٹل میں پہنچے جہاں سفری گاڑی پہلے سے تیار تھی۔ والدہ سمندری آب وہوا سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے چند دن پورٹسمتھ میں ٹھیر گئے۔ اور مسز وانڈیلور نے کہا۔ کہ "میں ایک ماہ کے بعد لندن میں تم سے ملوں گی۔ اور اس کے بعد تمہارے پاس ہی رسل سکوئر میں رہا کروں گی"۔

جبکہ جولیا ایک کمرہ میں اپنی ماں سے رخصت ہوتی تھی ہوٹل کے ایک نوکر نے اُس کمرہ میں داخل ہو کر جہاں میں اپنے والد سے گفتگو کر رہا تھا۔ مجھ سے کہا۔ "ایک شخص نیچے آپ سے ملنا چاہتا ہے"۔ میں نچلی منزل کی نشستگاہ میں پہنچا۔ اور آپ میری مصیبت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ جب میں نے وہاں مسٹر گولڈ شنگ یہودی کو موجود پایا۔ دو شتبہ صورت کے آدمی ایک کونے میں لگے کھڑے تھے۔ میں فوراً اس کا مطلب سمجھ گیا یہودی مجھے عدم ادائے قرضہ کے جرم میں گرفتار کرانا چاہتا تھا۔ میں نے لاکھ اس کو سمجھانے کی کوشش کی۔ مگر وہ کہنے لگا۔ "مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تم اپنی بیوی کو ساتھ لے کر یورپ

کو جا رہے ہو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے جانے پر میں روپے کے لئے سیٹی بجاتا پھروں؟ میرے مخبر نے اس بات پر زور دیا تھا۔ کہ تمہیں سنیچر کی شام کو ہی گرفتار کر لیا جائے۔ وہ تو اتفاق سے وارنٹ نہ ملنے کی وجہ سے دیر ہو گئی۔ بہرحال اب تم عدالت کے افسروں کے ہاتھ میں ہو۔ اور عدم ادائیگی کی صورت میں جیل خانہ میں جانا پڑے گا۔" میں یہ حالت دیکھ کر سخت پریشان ہوا۔ اور اس بات کا عہد کر لیا کہ بومونٹ سے اس کی شرارت کا ضرور خوفناک بدلہ لوں گا۔ کیونکہ یہ ظاہر تھا کہ اسی نے مجھے اس مصیبت میں مبتلا کیا ہے لیکن موجودہ مشکلات سے نجات حاصل کرنا بھی ضروری تھا۔ ناچار میں نے والد کو بلوایا۔ انہیں میری حالت دیکھ کر رنج ہوا۔ اور کہنے لگے۔" میں صرف اس لئے تمہارا قرضہ ادا کرتا ہوں کہ تمہاری دلہن اور اس کی ماں کا خیال ہے۔ اگر اس واقعہ کی خبر انہیں مل گئی۔ تو وہ کیا کہیں گی۔" چنانچہ انہوں نے اپنی ضمانت دے کر مجھے اس ملعون یہودی کے چنگل سے چھڑایا۔

شادی کے بعد ایک سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں ہمارے گھر ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس ایک سال کے واقعات کی تفصیل بیان نہ کرتے ہوئے میں صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا طرز عمل اس عرصہ میں نہایت صحیح رہا۔ اور مجھے جوا کھیلنے سے نفرت ہی رہی۔ میرے والد نے اب تک اپنی جائداد میں سے ایک شلنگ بھی میرے نام منتقل نہ کیا۔ البتہ وہ مجھے اخراجات کے لئے معقول ماہوار گذارہ دیتے رہے مگر اب انہیں مجھ پر اطمینان ہونے لگا تھا۔ چنانچہ کچھ تو میری حوصلہ افزائی اور کچھ میرے طرز عمل پر اظہار خوشنودی کے طور پر انہوں نے لڑکی پیدا ہونے کے دوسرے دن مجھے بیس ہزار پونڈ کی رقم پیش کی۔ ہائے افسوس! وہ اس کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔ معمولی قسم کے زکام نے رفتہ رفتہ ایسی خطرناک صورت اختیار کی۔ کہ وہ تقریباً دس دن بیمار رہ کر مر گئے۔ لیکن مرتے وقت بھی مجھے یہی وصیت کی۔ کہ" خبردار اس بیہودہ طریقہ کو پھر اختیار نہ کر بیٹھنا۔ جو اس سے پہلے تمہاری تباہی کا موجب ثابت ہوا۔" میں نے سچے دل سے عہد کیا۔ اور تمام مقدس چیزوں اور ان کی خیر و برکت کا حوالہ دے کر اس بات کا حلف لیا کہ میں ہمیشہ آپ کی بیش قیمت نصیحت پر عمل کرتا رہوں گا۔

والد کے انتقال پر کم وبیش ۳۶۰۰۰ پونڈ نقد میرے حصہ آئے۔ مسز واٹلیور یعنی میری ساس اب ہمارے پاس ہی رہا کرتی تھی۔ اور آخر جب والد کے انتقال کا رنج والم دل سے دور ہوا۔ تو میں کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے جیسا خوش وخرم گھرانہ لندن تو کیا روئے زمین پر بھی نہ ہوگا۔ میری پیاری جولیا میں وہ ساری صفات موجود تھیں۔ جن کی مجھے اس سے توقع تھی۔ بڑی حلیم۔ منکسار اور بے عیب وہ جس طرح بچپن میں ایک بھولی لڑکی تھی۔ اس طرح عالم شباب میں ایک نیک نہاد بیوی ثابت ہوئی۔

والد کو رحلت کئے چار سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں میں اپنے عہد پر پورے طور سے پابند رہا۔ میں نے کبھی تاش کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور ڈائس بجس کو تو کبھی دیکھا بھی نہیں انہی دنوں میں نے میجر کا عہدہ خرید لیا۔ اور اس لڑکی کے بعد دو لڑکے اور پیدا ہوئے غرض وہ تمام اسباب جو انسانی راحت کو مکمل کرنے والے سمجھے جاسکتے ہیں مہیا ہو گئے۔ ہمارے سارے دوست سچے معنوں میں دوست تھے۔ برائے نام واقفیت رکھنے والے آشنا نہ تھے۔ اور ہمارے ملازم حسن اتفاق سے ایسے اچھے ثابت ہوئے کہ وہ اخراجات میں بڑی ہی کفایت برتا کرتے تھے۔

غرض یہ حالت تھی کہ ایک دن ایک دوست نے مجھے کسی کلب کا ممبر بننے کی دعوت دی جس کا وہ پہلے سے رکن تھا۔ مسز واٹلیور اور جولیا نے بھی یہ دیکھکر کہ میرے وقت کا بڑا حصہ گھر پر ہی صرف ہوتا ہے۔ یہی کہا کہ اس سے تمہیں ذرا تفریح اور تبدیل نظارہ کا لطف حاصل ہوتا رہے گا۔ چنانچہ ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ انہوں نے مجھے اس کلب کا ممبر بننے کا مشورہ دیا۔ مناسب تحریک اور تائید کے بعد مجھے کلب کا ممبر منتخب کرلیا گیا۔ میرا دوست ایک نیک نہاد اور قابل آدمی تھا۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ جب اس نے میرے ممبر بننے کی تجویز پیش کی۔ تو ہرگز کوئی برا ارادہ اس کے پیش نظر نہ تھا۔ نہ میری ساس یا بیوی کو اس بات کا خیال پیدا ہوا۔ کہ اس کلب میں ہوتا کیا ہے۔ خود میں اس بارہ میں ممبر بننے کے وقت بالکل لاعلم تھا۔ لیکن ممبر بننے کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ میں نے اپنے آپ کو یکایک کیسی خطرناک حالت میں ڈال لیا ہے میں اپنے دوست سے بھی اس معاملہ کا ذکر نہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے اس کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ میں اپنی زندگی میں پہلے بھی جوا کھیلتا رہا ہوں۔ مختصر یہ کہ مجھے اس کلب کا ممبر بننے

صرف ۲ ماہ کا عرصہ گذرا تھا۔ کہ ایک دن شام کے وقت تین عمر رسیدہ شخصوں نے مجھے گنجفہ کے کھیل میں شریک ہونے پر آمادہ کر لیا۔ جسے وہ محض تفریح کی خاطر کھیل رہے تھے میں نے بھی دل میں سوچا۔ کہ جب بازی لگائی ہی نہیں جاتی۔ تو پھر اس کھیل میں خطرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنے جذبات پر یہاں تک قابو پا چکا ہوں۔ کہ آیندہ ممکن نہیں میں اپنے عہد کو فراموش کر دوں۔ اس طرح اپنے ضمیر کی ملامت کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے۔ کیونکہ میں جانتا تھا۔ کہ بُرا کام کر رہا ہوں۔ مگر اس بات کو تسلیم کرنا نہ چاہتا تھا۔ میں نے کھیلنا شروع کر دیا۔ ایک گھنٹہ کھیل جاری رہا۔ اور اس کے بعد ان تین شخصوں میں سے ایک کی بجائے کوئی اور بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا "اگر ایک ایک شلنگ بازی لگا دی جائے تو اسے جوا نہیں سمجھ سکتے۔ البتہ اس سے کھیل دلچسپ ہو جائے گا" باقی دو شخص رضامند ہو گئے۔ میں نے بھی خیال کیا کہ ایک شلنگ کی کیا حقیقت ہے۔ اگر میں نے اس سے انکار کیا۔ تو یہ لوگ مجھے بہت ہی کمینہ اور بخیل خیال کریں گے۔ میں نے بھی حامی بھر لی۔

ہر چند کہ بازی کی رقم نہایت حقیر تھی۔ لیکن اس کے شروع ہو جانے سے میرے اندر قمار بازی کے وہ پرجوش جذبات جو رفتہ رفتہ دب چکے تھے۔ اور جو جیسا کہ میں پیشتر حضور کو بتا چکا ہوں۔ صرف ان لوگوں کو محسوس ہوتے ہیں۔ جو اس کھیل کے عادی ہوں از سر نو تازہ ہو گئے۔ اور اب بعد از وقت یہ بات مجھے معلوم ہوئی۔ کہ جوا کھیلنے کے متعلق میرے جذبات صرف دب گئے تھے۔ بالکل دور نہ ہوئے تھے۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کہ جب ایک بار ابتدا ہو گئی۔ تو مجھے سارے عہد اور ہر قسم کے اقرار فراموش ہو گئے۔ میں نے پے در پے شوق اور پوری دلچسپی سے کھیل جاری رکھا۔ اور آخر بہت رات گئی مکان پر واپس آیا۔ اگلے روز مجھے خود اپنی ذات سے شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اپنی کمزوری کو دیکھکر پشیمان تھا۔ اور ڈرتا تھا کہیں پھر اسی قسم غلاظت میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ جس سے بمشکل نکلنا نصیب ہوا تھا۔ پندرہ دن تک میں کلب جانے سے باز رہا۔ اس کے بعد ایک دن جبکہ کلب کی قائمی کی چوتھی سالگرہ کی خوشی میں ایک دعوتی جلسہ ہونا تھا۔ اور مجھے اس میں شریک نہ ہونا نامناسب نظر آیا۔ تو میں چلا گیا۔ شام کو گنجفہ کے کھیل میں شریک ہوا۔ پھر تاش کے بھی دو چار ہاتھ کھیلے کچھ روپیہ

لگایا اور جیتا۔ اور اس طرح سے اُسی تباہی کے گڑھے میں گر پڑا!

میں زیادہ تفصیلات میں پڑ کر حضور کا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ میرے مہلک رجحان کی رو جو ساڑھے پانچ سال تک مسدود رہی تھی۔ یکایک بند توڑ کر بہ نکلی۔ اور اس رکاوٹ کی وجہ سے اُس کے زور نے انتہائی صورت اختیار کر لی۔ میرے وقت کا بڑا حصہ اب کلب میں تاش کھیلنے میں صرف ہوتا تھا۔ اور مجھے کئی ممبر ایسے مل گئے۔ جو شوق سے اس کھیل میں حصہ لیتے تھے۔ کچھ دنوں تک یہ حال رہا۔ کہ میں نے کوئی بڑی رقم جیتی اور نہ ہاری۔ مگر ایک دن کھیل بڑے زور سے شروع ہوا۔ اور میں نے اپنے نقصانات کی بحالی کے لئے بڑی بڑی رقمیں لگانی شروع کر دیں۔ قسمت نے یاوری نہ کی۔ اور میں قریباً دو ہزار پونڈ ہار کر اٹھا۔ پھر میری پریشانیاں بڑھ گئیں۔ اور مجھے اپنی تباہی یقینی نظر آنے لگی۔ مگر باوجود اس کے میں اس مہلک جذبہ کو روکنے سے قاصر رہا۔

اب میری عادات بالکل ہی بدل گئیں۔ پہلے میرے وقت کا بڑا حصہ گھر پر کنبہ کے درمیان صرف ہوتا تھا۔ مگر اب میں شام کو اور رات کا بڑا حصہ گھر سے غائب رہنے لگا۔ یہ حالت دیکھ کر جولیا کے رخساروں کی سُرخی زردی میں بدلنے لگی۔ اُس کے اندر جو غیر معمولی خوشی پائی جاتی تھی۔ اُس نے افسردگی کی صورت اختیار کر لی۔ ہر چند کہ اس نے مجھ سے کبھی یہ نہ پوچھا کہ تم کہاں رہتے ہو۔ مگر اُس کی نگاہوں میں ملامت کا اثر پایا جاتا تھا۔ مسز واٹلہ بلور نے اپنی بیٹی کی یہ افسردگی تو دیکھی۔ مگر اس کی وجہ معلوم کرنے سے وہ بھی قاصر رہی۔ کیونکہ اگرچہ وہ اس بات کو محسوس کرتی تھی کہ میرے وقت کا بڑا حصہ اب گھر سے باہر صرف ہوتا ہے۔ تاہم فرشتہ خصلت بیوی نے اپنی ماں کو کبھی یہ نہ بتایا تھا۔ کہ میں بسا اوقات رات کو دو تین یا چار بجے مکان پر واپس آتا ہوں لیکن آخر یہ حقیقت مسز واٹلہ بلور سے چھپائے نہ چھپ سکی۔ جب میں نے ہر ہفتہ دو بار کلب میں کھانا کھانا شروع کر دیا۔ تو اُسے بے چینی پیدا ہونے لگی! اور اس کے بعد جب میرے چار دن کلب کی نذر ہونے لگے۔ اور میں نے صرف تین دن گھر میں رہنا شروع کر دیا۔ تو مسز واٹلہ بلور نے بڑے حلیمانہ لہجہ میں مجھ سے پوچھا "تمہیں گھر پر کچھ تکلیف ہے۔ یا جولیا کی صحبت تمہیں ناگوار ہے کہ تم باہر رہتے ہو؟" میں نے

کچھ مناسب یا غیر مناسب عذر پیش کر دیا۔ اور اُس کے بعد ہفتہ میں پانچ دن کلب کی نذر ہونے لگے۔ جولیا کے رخساروں کی زردی روز بروز بڑھتی گئی۔ بچوں کی افسردگی بھی نمایاں صورت اختیار کرنے لگی۔ اور مسز وانڈیلور اب اپنی بے چینی کو چھپا سکے نہ چھپا سکی۔ آخر ایک دن موقعہ پا کر اُس نے مجھ سے تنہائی میں کہا "ولیم خدا کے لئے مجھے بتاؤ۔ معاملہ کیا ہے۔ تمہاری بے زبان بیوی روز بروز نحیف و زار ہوتی جا رہی ہے۔ یا تو تمہیں کسی دوسری عورت سے محبت ہے۔ یا تم جوا کھیلتے ہو اگر سچ مچ تم نے جوا کھیلنا شروع کر دیا ہے۔ تو میری غریب بچی کا خدا حافظ ہے!" یہ کہہ کر وہ نیک دل خاتون زار و قطار رونے لگی۔ میں نے اُسے تسلی دینے کی کوشش کی اور جھوٹی قسم کھائی۔ کہ آپ کے شبہات بے بنیاد ہیں۔ لیکن میرا طرز عمل اس بیان کی بالکل تائید نہ کر سکا۔

میرا یہ خوفناک دور زندگی اسی طرح جاری رہا۔ اور شاید اپنی موجودہ تباہی کے عناصر کو ناکافی سمجھ کر میں کراکفورڈ کلب کا بھی ممبر بن گیا۔ اس کلب کا ممبر بننا گویا جان بوجھ کر تباہی کے غار میں گرنا تھا۔ میری بے بہا دولت بتدریج غائب ہوتی چلی گئی۔ پہلے اپنی جائداد پر ہاتھ صاف کیا۔ پھر اپنا عہدہ بیچ دیا۔ اور اُس کے بعد گولڈ شگ یہودی سے غیر معمولی شرح سود پر روپیہ قرض لینا شروع کر دیا۔ مگر میں ان تین سال کے واقعات کی تفصیل غیر ضروری سمجھ کر نظر انداز کرتا ہوں۔ اُس کے بعد میری جو کچھ حالت ہوئی اور میرا خاندان جس حالت کو پہنچ گیا۔ اُس کی یاد سخت رنجدہ ہے۔ تاہم میں اُن واقعات کو حضور سے چھپا کر رکھنا نہیں چاہتا۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ ایک دن رسل سکوئر والے مکان میں مسز وانڈیلور بستر مرگ پر پڑی تھی۔ جولیا جس کا چہرہ لاش کی طرح زرد۔ آنکھوں کے گرد حلقے پڑے ہوئے۔ رخسار اندر کو دبے ہوئے چہرہ پر افسردگی کی ایسی علامات کہ جنہیں دیکھ کر کسی دارالقیامہ کے افسر کا دل بھی پسیج جائے زار و قطار روتی اُس کے سرہانے کھڑی ہوئی تھی۔ دوسرے کمرہ میں ایک خادمہ بچوں کو چپ کرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ جو بڑی اماں کو بیمار دیکھ کر رو رہے تھے۔ باورچی خانہ میں آتش دان کے قریب ایک کریہ المنظر شخص بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ یہ قارق کا آدمی تھا۔ جو میرے اسباب کی قرقی کرانے کے لئے آیا تھا۔ اور میں!۔۔۔ آپ پوچھیں گے۔

میں کہاں تھا؟... گولڈ شنگ یہودی کی سنت سماجت کرنے گیا ہوا تھا۔ کہ وہ قرقی کو چند دن کے لئے ملتوی کرا دے۔ اس طرح پر اُس گھرانے میں جو کبھی خوش و خرم تھا۔ پھر تباہی اور بربادی جاگزین ہوگئی۔ میری شریف النسب بیوی اس قدر غمزدہ اور افسردہ خاطر ہوئی کہ روز بروز دبلی ہوتی چلی گئی۔ اُس کے رخساروں پر جو کبھی گلاب کی پنکھڑیوں کو شرماتے تھے۔ مایوسی کا بھیانک اثر نظر آنے لگا۔ اور وہ نیک دل خاتون یعنی اُس کی ماں جیسا کہ میں نے بیان کیا۔ دل شکستہ بستر مرگ پر پڑی تھی۔

شام کے پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ میں قریباً چھ گھنٹے گولڈ شنگ یہودی کا انتظار کر کے ... کیونکہ وہ گھر پر نہیں تھا۔ واپس آیا۔ خستہ حال اور پریشان خاطر میں اُس کے دفتر میں ایک رقعہ چھوڑ کر اپنے مکان واقع رسل سکوئر کی طرف واپس چلا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو جولیا خود اُسے کھولنے آئی۔ اور اضطراب کے لہجہ میں پوچھنے لگی "کیا خبر لائے ہو؟" جب میں نے اُسے گولڈ شنگ کے نہ ملنے کی خبر دی۔ تو اُس کی صورت اور بھی بھیانک ہوگئی۔ اور وحشیانہ انداز سے دونوں ہاتھ ملا کر کہنے لگی "ہائے افسوس کیا وہ میری پیاری ماں کو چین سے مرنے بھی نہ دیں گے!" ان لفظوں کو سنکر میرے دل پر برچھی سی لگی۔ میں نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور آنسوؤں کے گرم قطرے ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ بچے بھی میری آواز سنکر دوڑتے ہوئے آئے۔ ہائے اُن معصوم ہستیوں کو کیا خبر تھی کہ تباہی کا بادل سروں پر گھرا ہوا ہے۔ جس وقت انہوں نے بھولے پن سے میرے ہاتھوں کو پیار سے بوسے دینے شروع کئے۔ اور وہ یہ کہتے تھے "اچھے ابا اب ہمیں چھوڑ کر نہ جانا" تو میرا دل ٹوٹتا جا رہا تھا۔ سوچتا تھا۔ الٰہی کیا یہ ساری مصیبت میری ہی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے!

تھوڑی دیر اپنی حالت زار پر آنسو بہانے کے بعد میں بیوی کے قریب پہنچا۔ اور اُسے اپنی چھاتی سے لگا کر اُس کے زرد رخساروں پر بوسے دیتے ہوئے کہنے لگا "میری جان کیا تم مجھے معاف کر سکتی ہو؟" اُس نے میرے اس اظہار محبت کی شکرگذاری کے طور پر مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "ولیم میں نے تمہیں کبھی ملامت کی ہے؟" میں نے وحشت زدہ لہجہ میں کہا "نہیں میری پیاری غمزدہ بیوی تم کبھی حرف شکایت زبان پر نہیں لائی ہو۔ اور تمہاری اس نیکی کو دیکھ کر مجھے اپنا طرز عمل اور بھی سیاہ نظر آتا ہے۔" وہ میری گردن سے لپٹ گئی۔ اور جلیانہ لہجہ میں کہنے لگی "تم چل کر ذرا اماں کی

حالت تو دیکھو" میں چونک کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ وہ میرا مطلب سمجھ کر کہنے لگی "تم شاید اس کی ملامت سے ڈرتے ہو۔ مگر آؤ۔ میں منت کرتی ہوں۔ میرے ساتھ چل کر اس کی صورت آخری مرتبہ دیکھ لو" میں نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس ہاتھ میں جس کے اندر اب پوست و استخوان کے سوا کچھ باقی نہ رہا تھا۔ ہاتھ اپنی منکوحہ بیوی کا تھا۔ مگر اسے چھونے سے بدن میں کپکپی پیدا ہوتی تھی! وہ ان خیالات کو سمجھ گئی۔ جو اسے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ اور اس نے محبت سے میرے ہاتھ کو دبایا۔ پھر آنسوؤں کے قطرے پونچھ ڈالے اس کے سینہ سے ایک آہ نکلی۔ اور ہم دونوں قدم اٹھاتے مریضہ کے کمرہ میں پہنچے بچے بھی ہمارے پیچھے پیچھے چلے آئے۔ اور چند لمحوں میں ہم سب اس بستر مرگ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ میں نے مسز واٹلیور کو قریباً ایک ہفتہ سے نہیں دیکھا تھا اس لئے اس خوفناک تبدیلی کو دیکھ کر کانپ اٹھا۔ جو اس کی صورت میں پیدا ہو گئی تھی۔ وہ ایک خوش وضع موٹی تازی صحت ور عورت تھی۔ مگر اب اس کا وجود صرف سایہ کی طرح نظر آتا تھا۔ خود جولیا بے حد دبلی ہو چکی تھی۔ خود اس کی نسبت اگر یہ کہا جائے کہ وہ اپنے وجود کا سایہ رہ گئی تھی۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ اس صورت میں میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کی ماں سایہ کا بھی سایہ نظر آتی تھی۔ ہائے افسوس! یہ ساری تباہی میری اپنی پیدا کردہ تھی!

اس کے بستر کے پاس دوزانو ہو کر میں نے قریب المرگ عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اسے لبوں سے لگایا۔ دماغ میں چکر آ رہے تھے۔ ہر طرف وحشت اور پریشانی دکھائی دیتی تھی۔ اس نے دردناک گلوگیر آواز میں مجھ سے صرف اتنا کہا "خدا تمہیں ایک ماں کا دل توڑنے کے لئے اب بھی معاف کر دے گا۔ اگر تم نے اس کی بیٹی سے اچھا سلوک کیا" پھر وہ کہنے لگی "جس سے محبت کرتے اور جس کی حفاظت کا تم نے عہد کیا تھا ان بچوں کی خاطر جو پاس بیٹھے بلک رہے ہیں۔ تم اب بھی اپنے عادات بد کو چھوڑ دو۔ تو شاید بگڑی حالت راست ہو جائے" مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں نے پھر توبہ کا عہد تازہ کیا۔ وہی عہد جو اس سے پہلے کئی بار کر اور توڑ چکا تھا۔ مجھ پر نیم بیہوشی کی حالت طاری ہو گئی۔ جس سے یکایک مجھے ایک دردناک چیخ نے چونکا دیا میں نے چوکنا ہو کر گرتی ہوئی جولیا کو اپنے بازوؤں میں تھاما۔ بستر پر

نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بدنصیب عورت اس دار فانی سے رحلت کر چکی ہے۔ وہ بیوہ جس نے اپنا واحد خزانہ میرے حوالہ کر دیا تھا۔ افسوس کہ میرے ہی طرز عمل سے دل شکستہ ہو کر مری!

وہ رات میں نے سخت رنج و قلق میں بسر کی۔ دن نکلا تو ہلکی ہلکی بوندیاں پڑ رہی تھیں۔ اور یاس آمیز ہوا چلتی تھی۔ میں اپنے کمرہ میں نیم دیوانگی کی حالت میں ادہر ادہر پھر رہا تھا کئی رجی میں آئی۔ کہ بیوی بچوں کو مار کر خودکشی کر لوں۔ تاکہ اس عذاب کا خاتمہ ہو جائے۔ پھر سوچا۔ ان بے گناہوں کے خون سے ہاتھ رنگنا بے سود ہے۔ کیوں نہ فرار ہو جاؤں۔ اور پھر اُن کی صورت نہ دیکھوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ خیال خون کے آنسو رُلاتا تھا۔ کہ میرے بعد ان کا کیا ہوگا۔ جس جُولیا کو میں نے اتنی کوششوں سے حاصل کیا۔ جس کے ساتھ گرجا میں دائمی محبت اور وفاداری کے عہد کئے۔ جسے میں کئی بار اُس زمانہ میں جب ہمارے درمیان عاشقانہ محبت تھی رکھ چکا تھا۔ کہ ہم دو قالب یک جان ہیں کیا اب اُسے چھوڑ کر بھاگ جانے کا حوصلہ ہے؟ اُف جب مجھے اپنی بیوی کی تمام نیک صفات اُس کا حلم۔ اُس کی نیکی۔ اُس کا پیار و محبت۔ اُس کی اکمل فرمانبرداری اور اس کے ساتھ ہی ان معصوم بچوں کی بھولی باتوں اور ان کی دلفریب صورتوں کا خیال آتا۔ تو۔۔۔ ہائے افسوس! میں بیان نہیں کر سکتا۔ میرے دل میں کیا کیا دردناک خیالات اٹھتے تھے۔

اس رنجیدہ حالت خواب سے کسی شخص کے صدر دروازہ پر زور سے دستک دینے کی آواز نے مجھے چونکا دیا۔ اور اب بدترین شبہات میرے دل میں پیدا ہونے لگے ان شبہات کی جلدی ہی تصدیق ہو گئی۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں قارق اپنے آدمیوں کو ساتھ لئے مکان میں گھس آیا۔ اور مجھے ہر طرف بے شمار یہودی نظر آنے لگے۔ کیونکہ ایسے موقعوں پر مال کی خرید عموماً یہی لوگ کیا کرتے ہیں۔ میرے منہ سے ذہنی اذیت کا ایک کلمہ نکلنے کو تھا کہ میں نے ضبط سے کام لے کر قارق کو علیحدہ لے جا کر کہا "پاس والے کمرہ میں میری ساس مری پڑی ہے۔ خدا کے لئے میری خاطر نہیں تو اس مرنے والی کی خاطر ایک ہفتہ اور ٹھیر جاؤ" اس نے ہلاس کی ایک بڑی سی چٹکی ناک میں چڑھا کر جواب دیا۔ "معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ نیلام کے اشتہارات شائع ہو چکے ہیں اور معاملہ کو کسی طرح ملتوی نہیں کیا جا سکتا" میں نے اسے بجھانے کی کوشش کی۔ اور منتیں

بھی کیں۔ لیکن میری ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ نیلام شروع ہو گیا۔ اور میں اس مہلک خبر کو لے کر اپنی بیوی کے کمرہ میں پہنچا۔ اس صبر کی دیوی نے ایک بھی حرف شکایت زبان سے نہیں نکالا۔ جذبات اس کے دل میں بھی پیدا ہوئے ہوں گے۔ مگر اس نے انہیں ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور بچوں کو کپڑے پہنانے کا انتظام شروع ہوا۔ ذرا دیر بعد جولیا نے بڑے حلیمانہ لہجہ میں ڈرتے ڈرتے مجھ سے پوچھا "اس ایک کمرہ کا سامان خریدنے کے لئے کچھ روپیہ جو ہے؟" اس کی مراد اس کمرہ سے تھی، جس میں اس کی بدنصیب ماں کی لاش پڑی تھی۔ میں نے کہا "ہاں ہے" لیکن محض اس کی تسلی کی خاطر ورنہ پوچھئے۔ تو پاس ایک کوڑی تک نہ تھی۔ اور نہ کوئی دوست نظر آتا تھا۔ جس سے کچھ ملنے کی امید ہو۔ سخت اضطراب کی حالت میں میں اس کمرہ میں واپس آیا۔ جہاں نیلام جاری تھا۔ اور میں یہ دیکھ کر سناٹے میں آگیا۔ کہ خریداروں میں سب سے آگے میرا جانی دشمن بومونٹ زیادہ قیمتی چیزوں کی بولی دے رہا تھا۔ جی میں آئی۔ کہ اس پر وار کر کے بدذات کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں۔ اس نے بھی مجھے دیکھ لیا۔ مگر بظاہر میری طرف توجہ نہ دی۔ تاہم میں نے دیکھا۔ کہ اس کے لبوں پر کامیابی کی شیطانی مسکراہٹ نمودار تھی۔ میں اس حالت کو برداشت نہ کر سکا۔ اور انتہائی پریشانی کی حالت میں مکان سے نکل بھاگا۔

گھنٹوں دیوانہ وار بغیر کسی مقصد کے بغیر کچھ سوچے۔ بغیر اس ہجوم کو دیکھے جس کے پاس سے گذر رہا تھا۔ اندھا دھند بازاروں میں چلتا گیا۔ عالم میری نظروں میں اندھیر ہو رہا تھا۔ کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ دماغ کے اندر گھنٹے بجتے محسوس ہوتے تھے۔ آخر رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ جب مجھے گھر واپس جانے کا خیال آیا۔ اور اس وقت یہ سوچکر میری پریشانی حد انتہا کو پہنچ گئی۔ کہ ایسے نازک وقت میں میں نے اپنی بیوی اور بچوں کا ساتھ چھوڑ دیا۔ لیکن اس آوارہ گردی سے میری طبیعت میں سکون پیدا ہو گیا تھا۔ جلد جلد قدم اٹھاتا رسل سکوئر کی طرف گیا۔ مکان میں خاموشی تھی اور بند کھڑکیوں میں سے ایک کے اندر روشنی کی ہلکی سی شعاع دکھائی دے رہی تھی۔ میں نے کانپتے ہوئے ہاتھ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جولیا خود کھولنے آئی۔ اور نیم غشی کی حالت میں میرے بازوؤں میں گر کر کہنے لگی "خدا کا شکر ہے۔ تم واپس آگئے۔ میرے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے"۔ میں نے اسے پیار سے

گلے لگایا۔ اُس وقت مجھے وہ اتنی عزیز معلوم ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ اتنے میں بچے بھی میرے گرد جمع ہو گئے۔ اُن کی زبان سے ابا کا پیارا لفظ سنکر میری آنکھوں سے سیلاب اشک بہنے لگا۔ جس سے طبیعت ذرا ہلکی ہوئی۔ دریافت پر جو کچھ معلوم ہوا وہ نہایت دل شکن اور روح فرسا تھا۔ کیونکہ بدذات قارق ہر چیز اٹھوا کر لے گیا تھا۔ بچوں کی پلنگڑی تک کوئی چیز نہ چھوڑی۔ لیکن سب سے بُری خبر جو میں نے سُنی وہ یہ تھی۔ کہ جولیا کی ماں کی لاش بھی اب فرش زمین پر پڑی تھی!

لیکن میں ان تمام خوفناک تفصیلات میں پڑ کر آپ کو آزردہ خاطر کرنا نہیں چاہتا۔ جولیا کے پاس چند زیور باقی تھے۔ اُن زیورات کو فروخت کر کے جو میں نے اُس کو زمانہ خوشحالی میں تحائف کے طور پر پیش کئے تھے۔ اس کی غریب ماں کے دفن کفن کا انتظام کیا گیا۔ اور جو تھوڑا روپیہ بچا۔ اُس کی مدد سے ہم نے ایک اور مختصر مکان میں سکونت شروع کی۔ جولیا ان تمام مصائب اور انقلابات میں فرشتہ وار استقلال کا اظہار کرتی رہی۔ کبھی ایک مرتبہ بھی اس کے منہ سے ملامت کا کلمہ نہیں نکلا۔ اس نے ان مصیبتوں میں بچوں کی طرف سے بھی کبھی غفلت نہیں برتی۔ بلکہ اب جبکہ ہمارے پاس کسی نوکر کو لازم رکھنے کی توفیق نہ رہی۔ تو وہ بچوں کی طرف اور بھی زیادہ توجہ دینے لگی۔ مگر افسوس مجھے اُس کی اپنی صحت روز بروز زوال پذیر ہوتی نظر آ رہی تھی۔ رنج و الم نے اُس کی صحت میں غیر معمولی افسوسناک تبدیلی پیدا کر دی۔ لیکن مثل ہے۔ کہ مصیبت کبھی تنہا نہیں آتی یہ تکلیفیں ہمارے لئے کیا کم تھیں کہ میری جائداد کے نیلام کے چند ہفتے بعد عین موقعہ پر جب کہ میں ایک تاجر کے ہاں کلرک کی حیثیت میں کام کرنے لگا تھا۔ مجھے اس باقی ماندہ قرضہ کے لئے جو گولڈ شگ کا میرے ذمہ نکلتا تھا۔ . . کیونکہ جائداد کے نیلام کی بدولت اُس کی پوری رقم وصول نہ ہوئی تھی۔ مجھے گرفتار کر لیا گیا۔ اس صدمہ نے میرے رہے سہے قواد کو معطل کر دیا۔ مجھے وہائٹ کراس سٹریٹ کے جیلخانہ میں پہنچایا گیا۔ اور میرے لئے رہائی کی صورت صرف یہی تھی۔ کہ اپنے آپ کو دیوالیہ ظاہر کروں۔ اس مطلب کے واسطے میں نے ایک خیر خواہ خلائق انجمن سے ۶ پونڈ قرض مانگے۔ میری درخواست منظور ہوئی۔ جولیا اس انجمن کا روپیہ لے کر میرے پاس جیلخانہ میں پہنچی۔ میں نے اُسے ایک پونڈ اپنے اور اپنے بچوں کے گذارے کے لئے رکھنے پر مجبور کیا۔ اور تین پونڈ

اپنے پرانے دوستوں میں سے ایک سے بدقت قرض لئے ورنہ سچ پوچھو۔ تو سارے دوست مفلسی کو دیکھ کر دسترخوان کی کھیوں کی طرح اڑ گئے تھے۔ اور اب مجھ سے اس قدر حقارت کا سلوک کرتے تھے۔ کہ کوئی میرا لکھا ہوا رقعہ پڑھنا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔

بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے لیکن میں چونکہ حضور سے کوئی بات پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا۔ اس لئے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں۔ خواہ آپ اسے سُنکر میری نسبت کچھ ہی رائے قائم کریں۔ کہ اس روپیہ سے جو میں نے اس طرح قرض حاصل کیا جیلخانہ میں ہی قیدیوں کے ساتھ جوا کھیلنا شروع کر دیا۔ اور دیوالیہ عدالت کے متعلق کارروائی کی غرض سے وکیل کرنے کا خیال ہی دل سے اُتر گیا۔ مجھے اپنے زمانہ ماضی پر غور کر کے سخت صدمہ ہوتا ہے۔ کیونکہ جس وقت میری غریب بیوی رات بھر کپڑے سی کر یا نقشے رنگ کر گذارے کے لئے چند آنے کماتی تھی۔ جبکہ میرے بچے اپنی برلب گوراں کی کوشش اور محنت سے کمائے ہوئے چند پیسوں سے روٹی کھا کر نیم گرسنہ حالت میں زندگی بسر کرتے تھے۔ میں بدبخت جوان تمام مصیبتوں کا باعث تھا۔ وہ روپے بھی جوئے میں ہار بیٹھا۔ جن کی بدولت میں جیل خانہ سے رہا ہو کر اُن سے دوبارہ مل سکتا تھا۔ جب روپیہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو آنکھیں کھلیں۔ اور اب میں نے دیوانہ وار خودکشی کی تجویز سوچی۔ لیکن حکام جیلخانہ کو وقت پر پتہ چل گیا۔ انہوں نے مجھے جیلخانہ کے ہسپتال میں پہنچایا۔ جہاں میں ڈیڑھ مہینہ بخار سے بیہوش پڑا رہا۔ اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا۔ اور گورنر جیل کو میری حالت زار کا پتہ چلا۔ تو اس نے ازراہ عنایت مجھے دیوالیہ عدالت کے سامنے پیش کرانے کے لئے ایک وکیل کی خدمات حاصل کیں۔ پیشی ہوئی اور مجھے رہا کر دیا گیا۔ مگر جس وقت میں اپنے ادنےٰ درجہ کے مکان کی طرف روانہ ہوا۔ تو نہ جیب میں پیسہ اور نہ دل میں کسی طرح کی امید باقی تھی۔ پھر بھی سیسی فرشتہ خصلت جولیا نے مسکراتے ہوئے میرا استقبال کیا۔ اور مجھے دیکھ کر بچوں کے زرد اُترے ہوئے چہروں پر خوشی کی علامات پیدا ہو گئیں۔ اس کے بعد اس گفتگو کے دوران میں جو ہمارے درمیان ہوئی۔ اور جسے جولیا نے حتی الامکان کانفڈنشل بنانے کی کوشش کی مجھے معلوم ہوا۔ کہ سیسی نے زمانہ حراست میں کرنیل بومونٹ جولیا کے سامنے طرح طرح کی بے عزتی کی تجاویز پیش کرتا رہا ہے۔ جب وہ مجھے

جیل خانہ میں ملنے جاتی۔ تو راستہ میں اُسے گھیر کر کھڑا ہو جاتا۔ اور ایک دن جرأت کر کے ہمارے مکان میں بھی گھس آیا تھا۔ اگر یہ آخری انتہائی واقعہ پیش نہ آتا۔ تو شاید میری بیوی مجھے اس معاملہ سے خبردار کر کے آزردہ کرنا پسند نہ کرتی۔ لیکن اُس کی روح اتنی پاک تھی کہ اُس نے مجھ سے وہ واقعہ چھپانا منظور نہ کیا۔ جسے اگر شاید میں کسی اور کی زبانی سنتا تو میرے دل میں نہ جانے کیا کیا خیالات پیدا ہوتے۔ بیمار۔ کمزور۔ اور برلب گور ہونے کے باوجود وہ اب تک حسین تھی۔ اور میرے لئے یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہ تھا کہ کرنیل بوشوٹ جیسا بدمعاش شخص کیوں اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑا ہے۔

جولیا کی زبانی ساری کیفیت سنکر میں خاموش ہوا۔ اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ اس گفتگو کا میرے دل پر کیا اثر ہوا ہے۔ لیکن اپنے اندر ہی اندر میں نے اس بات کا عہد کر لیا کہ اُس پاجی شخص سے جو ہر ممکن طریق پر مجھے اور میرے متعلقین کو تنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ضرور خوفناک انتقام لوں گا۔ مگر اس سے پہلے سوال گذر اوقات کا تھا۔ غریب جولیا شب و روز کی سستی محنت کی وجہ سے جان بوجھ کر قبر کی طرف قدم بڑھا رہی تھی۔ اور بچوں کی صورتیں اُن کے سابق وجود کا محض سایہ رہ گئی تھیں۔ خوش قسمتی سے انہی دنوں مجھے ۲۵ شلنگ ہفتہ وار پر ایک ملازمت مل گئی۔ اور اُس کی مدد سے ہمارے چند مہینے گو خوشی سے نہیں۔ تاہم آسائش کے ساتھ گذرے۔ لیکن جولیا اس وقت بھی جبکہ کوئی خفیہ مرض اُس کی صحت کی جڑ کاٹ رہا تھا۔ مجھ سے ہر وقت مسکرا کر ہی پیش آتی حضور اُس فرشتہ خصلت عورت کے حسن سلوک کا میرے دل پر اب تک یہ اثر باقی ہے۔ کہ جب میں کسی جابر شوہر یا گستاخ اوباش کو عورت ذات کے متعلق بدگوئی کرتے سنتا ہوں تو جولیا کی یاد فوراً ہی مجھے عورتوں کا حامی بنا دیتی ہے۔ میں لاکھ مفلس بدنصیب اور گنہگار ہوں۔ لیکن اُن ادنیٰ ترین شراب خانوں میں بھی جہاں مجھے بسا اوقات جائے پناہ حاصل کرنی پڑی۔ میں نے بدگوئی کرنے والے مردوں کے سامنے صنف نازک کی حمایت نہیں چھوڑی۔

قید خانے سے چھٹنے کے چھ ماہ بعد۔ ہمارے گھر میں چیچک کا مرض نمودار ہوا۔ وبا اس قدر شدید تھی کہ تین ہفتوں کے اندر اندر میرے دو بچے یعنی لڑکی جو سب سے بڑی تھی۔ اور چھوٹا لڑکا دونوں مر گئے۔ اس صدمے سے مجھے اور میری بیوی کو جو رنج والم پہنچا۔ وہ

ناقابل بیان ہے۔ خصوصاً میری بیوی تو اس قدر متاثر ہوئی۔ کہ وہ اسی روز سے خود بستر علالت پر لیٹ گئی۔ ادھر اُس تاجر کا جس کے ہاں میں ملازم تھا دیوالہ نکل گیا اور ملازمت میرے ہاتھ سے جاتی رہی۔ ایک روز دن بھر نوکری کی تلاش میں سرگردان پھرنے کے بعد میں شام کے وقت افسردہ خاطر اور مایوس گھر کی طرف واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں مجھے ایک شخص ملا۔ جو اُس رجمنٹ کا افسر تھا۔ جس کے ساتھ میرا پہلے تعلق رہا تھا میں نے اُسے اپنی افسوسناک حالت سے آگاہ کیا۔ اور اُسے بتایا کہ میری بیوی اور بچہ گھر میں سخت بیمار پڑے ہیں۔ اور میرے پاس ضروریات زندگی کی خرید کے لئے ایک شلنگ تک نہیں۔ اُس نے میری فوری ضرورتوں کے لئے ایک پونڈ دیا۔ اور کہنے لگا "کل مجھ سے جرمن سٹریٹ میں فلاں پتہ پر ملنا" میں خوش خوش گھر پہنچا۔ اور اس واقعہ کی اطلاع غریب جولیا کو دی۔ اس سے دوسرے دن میں اس کے دیئے ہوئے پتہ پر پہنچا وہ بڑے تپاک کے ساتھ ملا۔ لیکن دوران گفتگو میں مجھے یہ سنکر سخت حیرت ہوئی کہ وہ ایک قمار خانے کا مالک ہے۔ اس کی تجویز یہ تھی۔ کہ تم مجھ سے تین پونڈ ہفتے وار لے لیا کرو۔ اور شام کو قمار خانہ میں اور شخصوں کو پھانسنے کی غرض سے ادھر ادھر پھرتے رہا کرو۔ یا جب ضرورت پیش آئے۔ تو فرضی طور پر کھیل میں شریک ہو جایا کرو۔ میں چونکہ حالات سے مجبور تھا۔ اس لئے میں نے یہ تجویز منظور کر لی۔ اور اس نے مجھے دس پونڈ تیاری کے لئے پیشگی دے دیئے۔ گھر واپس جا کر میں نے جولیا کو اپنی ملازمت کی خوشخبری سنائی۔ گو اُس سے یہ کہا۔ کہ میں کرایہ کی گاڑیوں کے ایک دفتر میں رات کے وقت کام کرنے والا کلرک مقرر ہوا ہوں۔ اُس نے میرے بیان کو صحیح سمجھا۔ کیونکہ اُس فرشتہ خصلت عورت کو کبھی اس بات کا یقین نہ آ سکتا تھا۔ کہ کوئی مجھ سے دروغ بیانی کرے گا۔ اُس کے مُردنی چھائے ہوئے چہرہ پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور اُس کے بعد وہ چند دن کے عرصہ میں بستر علالت سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں نے اپنی نئی ملازمت شروع کر دی۔ اور اس کے ساتھ ہی قمار بازی کا وہ شوق جس کے مہلک اثرات نے مجھے اس تباہی تک پہنچایا تھا پھر تازہ ہو گیا اس میں شک نہیں کہ قمار خانہ کا مالک اپنے آدمیوں کو حقیقی طور پر کھیلنے کا موقعہ نہ دیتا تھا۔ لیکن ہم دوسرے کمروں میں اجنبیوں کے ساتھ بازی لگا سکتے تھے۔ اس رعایت سے

میں نے پورے طور پر فائدہ اُٹھایا۔ اور چونکہ قمار بازی کا شوق روز بروز زور سے بڑھ رہا تھا۔ اس لئے جب کبھی فرصت ہوتی۔ تو میں دوسرے قمار خانوں میں بھی جا کر کھیلنے لگتا۔ اس طرح پر میں پھر ایک مرتبہ اس منحوس عادت میں اندھا دھند مبتلا ہو گیا اور میری بدنصیب بیوی کو چند ہی دن میں حقیقت حال کا شبہ پیدا ہونے لگا۔ انہی دنوں ہمارے تیسرے بچے کا بھی انتقال ہو گیا۔ جس کے لئے میں خدا کا شکر گذار ہوں۔ اے صاحب اپنے بچے کے انتقال پر مجھے خدا کا شکر ادا کرتے سُنکر آپ چونکتے ہیں۔ مگر غور فرمایئے کہ اس کے بعد فوراً ہی میری انتہائی احتیاج کا جو زمانہ شروع ہوا۔ اس میں اس غریب کا کیا حال ہوتا۔ کیونکہ اس کے صرف ایک سال بعد میں نکبت و ادبار کے خوفناک قعر ضلالت میں گر گیا۔ مجھ پر یہ جھوٹا الزام لگایا گیا کہ میں قمار خانہ میں اپنے مالک کو دھوکا دیتا ہوں۔ اور مجھے ملازمت سے موقوف کر دیا گیا۔ اس دن کے بعد کوئی قمار باز بھی میری خدمات لینا منظور نہ کرتا تھا۔ دیانت داری کی ملازمت بھی کہیں میسر نہ آسکی۔ رفتہ رفتہ میں نے اپنے اور جولیا کے تن کے کپڑے چھوڑ کر گھر کی ہر ایک چیز گروی رکھ دی یا فروخت کر دی اور اس کے بعد ایک وقت ایسا آیا۔ کہ مالک مکان نے رات کے وقت ہمیں مکان سے باہر نکال دیا۔ اور ہم خانماں برباد فقیروں کی طرح بادیہ پیمائی کرنے لگے۔

سردی کا موسم۔ کڑکڑاتا جاڑا اور برف گر رہا تھا۔ اس حالت میں میری غریب بیوی سخت دق کی انتہائی منزل میں ایک پھٹا ہوا سایہ اور تار تار دوشالہ اوڑھے میرے بازو کا سہارا لئے ساتھ ساتھ بازاروں میں پھر رہی تھی۔ الٰہی وہ کیسی فرشتہ خصلت عورت تھی۔ اور مجھ بدبخت نے اُسے کس عرج سے کس مصیبت کی حالت تک پہنچایا! اس طرح ہم دونوں بازاروں میں پھرتے رہے۔ کسی مکان کے دروازہ پر بیٹھنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ کہ سردی سے اکڑ کر مر جائیں گے۔ میرے دل میں اُس وقت جو خیالات اٹھ رہے تھے۔ انہیں بیان کرنا لاحاصل ہے۔ کسی طرح جوں توں کر کے وہ رات بسر ہوئی اور موسم سرما کی خوفناک صبح کو جبکہ ہر طرف کہرا چھایا ہوا تھا۔ ہم دونوں تھکے ماندے ڈوور روڈ کی طرف چل رہے تھے۔ اس لئے نہیں کہ کوئی خاص مدعا درپیش تھا۔ بلکہ اس غرض سے کہ اس شہر کو جس میں رہ کر ہم نے یہ دن دیکھے ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیں۔ چلتے چلتے جولیا مری ہوئی آواز میں کہنے لگی "پیارے ولیم اب مجھ سے آگے قدم نہیں

اٹھتا۔" اور اتنا کہہ کر وہ نیم بیہوشی کی سی حالت میں برف سے ڈھکے ہوئے ایک مٹی کے ڈھیر پر بیٹھ گئی۔ میں سخت پریشان تھا۔ لیکن اس کے چہرہ پر اس وقت بھی جبکہ فرشتہ مرگ اس کا دامن پکڑے کھڑا تھا۔ بدستور مسکراہٹ کے آثار پائے جاتے تھے۔ میں نے اُسے اپنے بازوؤں پر اٹھایا۔ افسوس اُس وقت اس کا بوجھ ایک بچے سے بھی ہلکا تھا۔ کیونکہ بدن گھل گھل کر نحیف و نزار ہو چکا تھا۔ اور تن پر کپڑا نہ تھا۔ اس طرح اُٹھائے میں اُسے ایک جھونپڑی میں جو پاس ہی واقع تھی پہنچا۔ اُس کے رہنے والے بڑے مہربان اور مہمان نواز لوگ تھے۔ انہوں نے مرنے والی کو اپنے مکان میں جگہ دینے سے انکار نہ کیا۔ اُس گھر کی مالکہ نے جولیا کے لئے ایک بستر تیار کر دیا۔ اور اُس کا نیک دل شوہر ڈاکٹر کو لانے بلیک ہیتھ کی طرف روانہ ہوا۔ اس وقت جبکہ وہ زندگی کی آخری منزل میں بستر مرگ پر لیٹی ہوئی تھی۔ میں نے اس کے پاس دوزانو ہو کر ان مصیبتوں کے لئے جو میری بدولت اُسے پیش آئیں۔ معافی مانگی۔ وہ مجھے اپنی طرف کھینچ کر دبی زبان سے کہنے لگی "پیارے ولیم کیسی باتیں کرتے ہو۔ کیا میں زندگی بھر تم سے محبت نہیں کرتی رہی؟ کیا تم خود مجھ سے ہمیشہ مہربانی سے پیش نہیں آتے رہے؟ میرے عزیز شوہر اس آخری وقت میں بھی مجھے اپنی فکر نہیں۔ کیونکہ میں ایک بہتر دنیا کی طرف جا رہی ہوں۔ جہاں میرے بچے میرے منتظر ہیں۔ غم صرف اس بات کا ہے کہ تمہارا کیا ہوگا؟ تم اکیلے ان مصیبتوں کو کیونکر برداشت کر سکو گے؟ اس رنج و محن کو تم اکیلے کیونکر اٹھاؤ گے؟ اس بستر مرگ پر بس یہی ایک غم مجھے پریشان کرتا ہے۔ ولیم مجھے تم سے اتنی محبت ہے جتنی کبھی کسی عورت کو آج تک کسی مرد سے نہیں ہوئی۔ خدارا میرے بعد تم نے ان پچھلی تکلیفوں کو یاد کر کے پریشان نہ ہونا جو شاید تمہاری بدولت مجھے پہنچیں۔ اور اطمینان رکھو کہ اگر کوئی بات میری معافی کے قابل ہے۔ تو میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر تمہیں صدق دل سے معاف کرتی ہوں۔ ولیم میرے بعد کبھی کبھی مجھے یاد کیا کرنا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا۔ کہ اگر میں اور زندہ رہتی۔ تو آئندہ بھی تم سے میری محبت ویسی ہی ہوتی۔ جیسی اب تک رہی ہے۔ مگر افسوس . . ."

اُس کی آواز رفتہ رفتہ زیادہ مدھم ہوتی گئی یہاں تک کہ آخر کار الفاظ نوک زبان پر آکر رکنے لگے۔ اور موت نے اُس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ڈاکٹر [illegible]

وقت جب اُس کی مدد کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اُس وقت میں اُس کی بے جان لاش کے پاس بے سدھ ہو کر گر پڑا۔ اور اپنے آپ کو لعنت ملامت کرنے لگا۔ کہ میں ہی اس فرشتہ سیرت عورت کو دل شکستہ کرنے کا موجب ثابت ہوا۔ اے کاش میں اپنے زمانہ ماضی کو واپس لا سکوں! اے کاش میری زندگی کے چند سال پھر اُسی راحت کے زمانہ میں بسر ہو سکیں! اے کاش میں پھر اپنے گھر میں اپنی عزیز بیوی اور چھوٹے بچوں کے ساتھ زندگی گذار سکوں! میں اور نئے سے اور نئے محنت کر کے ان کے لئے گذارے کی صورت پیدا کروں! اور اُن کی خوشی کو بہر حال مقدم سمجھوں۔ مگر افسوس اب یہ توبہ و استغفار بعد از وقت تھا۔ کام ہو چکا۔ مجھ بدنصیب کی زندگی کے ناٹک پر آخری پردہ گر پڑا۔ اور میرے دور ہستی کا خاتمہ اپنے عزیزوں کی موت اپنے گھر کی تباہی اور خود اپنے رنج والم پر ہوا۔ کیا دنیا میں مجھ سے بڑھ کر کوئی ملعون ہستی ہو سکتی ہے؟

جس گھر میں میری بیوی نے اپنی جان حزین فرشتہ اجل کے سپرد کی اس کے رہنے والے مجھ سے بڑی مہربانی سے پیش آئے۔ انہوں نے مجھے تسکین دینے کی بہت کوشش کی اور مرنیوالی کے دفن کفن کے وقت تک ٹھیرنے کے لئے مجبور کر دیا۔ لیکن اگر میری غریب جولیا کو مناسب دفن حاصل ہو سکا۔ اگر اسے سرکاری خرچ پر دفن کرنے کی بے حرمتی نصیب نہ ہوئی۔ جو یقیناً ان تمام مصیبتوں کا انتہائی حصہ ہوتی جو میری بدولت اس نے اٹھائیں۔ تو اس کی وجہ کچھ تو اس مکان کے رہنے والے نیک نہاد شخصوں کی عنایت اور کچھ خود اس مرنے والی کی خوش قسمتی سمجھنی چاہیئے۔ ورنہ مجھ بدنصیب نے تو اسے ہر ممکن ذلت سے گذارنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔

اس بدنصیب کو قبر کے حوالہ کر کے میں لندن واپس آیا۔ اور ایک فرضی نام اختیار کر کے شہر میں ایک ادنے درجے کی ملازمت اختیار کی۔ اے حضور کیا آپ کو یقین آ سکتا ہے۔ کہ میں جو کسی زمانہ میں شاہی فوج کا میجر تھا۔ اتنا ذلیل ہوا کہ آخر ایک قارق کا منشی بنا۔ اور غریبوں اور بدنصیب لوگوں کی تباہی کے نظارے دیکھنے لگا میں اُس ملازمت کو سخت رنجدہ اور موجب تکلیف سمجھتا تھا۔ کیونکہ آئے دن غریبوں کے بے خانماں ہونے کے رنج دہ نظارے دیکھنے میں آتے تھے۔ مگر اس حالت

میں بھی ایک دن ایک واقعہ اس قسم کا پیش آیا جس نے مجھے غیر معمولی خوشی اور ناقابل بیان مسرت دی۔ یہ وہ وقت تھا جب میں اپنے جانی دشمن کرنیل بومونٹ کو گرفتار کرکے وایٹ کراس سٹریٹ کے حبلیخانہ میں لیگیا۔ ہاں اس کرنیل بومونٹ کو جس سے انتقام لینے کی میرے دل میں بہت زبردست خواہش تھی۔ وہ بھی میری طرح قمار بازی میں مبتلا ہوگیا۔ اور مشکلات میں پھنس کر اس حالت کو پہنچا۔ آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ اسے گرفتار کرانے والا بھی وہی گولڈ شنگ یہودی تھا۔ کرنیل بہت دن چھپا پھرتا رہا لیکن آخر شب و روز کی تحقیقات کے بعد میں نے معلوم کیا کہ وہ اولڈ بیلی کے قریب ایک ادنے درجہ کے مکان میں رہتا ہے۔ وہیں میں نے اسے جا پکڑا۔ وہ چھ مہینے قید میں رہا۔ سارے دوست ساتھ چھوڑ گئے۔ اور جیل خانہ میں اس کا گذارہ خیرات خانہ کی دی ہوئی امداد پر چلتا تھا۔ اس چھ مہینے کے عرصہ میں میں ہر اتوار کو اس سے ملنے جاتا۔ اور اسے اس کی موجودہ صورت میں دیکھ کر خوش ہوتا۔ آخر کار وہ وہیں بیمار ہوکر مرگیا۔ اور اسے سرکاری خرچ پر دفن کیا گیا۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد مجھے میری ملازمت سے اس لئے موقوف کر دیا گیا کہ میں نے ایک نہایت غریب گھرانے کے لوگوں سے جن کی قرقی ہونے والی تھی۔ ذرا مہربانی کا سلوک کیا تھا۔ اس وقت سے لے کر آجتک میری زندگی ایسی مصیبتوں ایسی تکلیفوں اور ایسی ناقابل بیان ذلتوں میں بسر ہوتی رہی ہے۔ کہ مجھے خود حیرت ہے۔ میں انہیں برداشت کرکے زندہ رہا۔ تعجب ہے میں نے خودکشی کے ذریعہ اپنی زندگی کا خاتمہ نہ کرلیا۔ حضور نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس مکان سے مجھے کس طرح دھکے دے کر نکالا گیا۔ اور مجھ سے کس قسم کی بدسلوکی کی گئی۔ جس میں میں نے اپنی دولت کا بڑا حصہ قمار بازی کی نذر کیا تھا۔ لیکن یہ پہلا نہیں بلکہ پچاسواں موقعہ تھا۔ کہ میں حالات سے تنگ آکر اس مقام پر وصال کرنے گیا۔ جہاں میں نے اپنی حماقت سے اپنی ساری دولت لٹادی تھی۔ خاتمہ پر میں حضور کو یقین دلانا چاہتا۔ کہ اگر مجھ ایسے بدبخت کی شکرگذاری اس فیاضی کے سامنے کچھ حقیقت رکھتی ہے۔ جو آپ نے مجھ سے کی۔ اور جس کی بدولت میں انتہائی اضطراب کی حالت سے آسایش کی حالت کو پہنچا۔ تو وہ صلہ آپ کو حاصل ہے۔ کیونکہ خدا جانتا ہے میں تہ دل سے آپ کا شکرگذار ہوں۔

اس داستان کو سنکر رچرڈ کے دل پر گہرا اثر ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا "تم اس بارہ میں کچھ نہ کہو۔ اور اطمینان رکھو کہ اگر تم نے آیندہ ان مقامات سے باز رہنے کا پختہ عہد قائم رکھا

جن میں تمہاری دولت عزت راحت اور شہرت برباد ہوئی۔ اور جس میں تمہاری طرح نہ جانے کتنوں کی زندگیاں تباہ ہو چکی ہیں۔ تو میری بہ دولت آیندہ تم کسی احتیاج کا منہ نہ دیکھو گے۔ لیکن سر دست ہمیں ایک اور کام درپیش ہے۔ کل رات کراکفورڈ کلب کے دروازہ پر میں نے ایک نوجوان کو دو بدمعاشوں کی صحبت میں دیکھا تھا جن کی اصلیت سے میں اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ وہی نوجوان ہے جس نے تمہیں کچھ دینے کے لئے بٹوا نکالا تھا کہ میں تمہیں وہاں سے ہشا کر لے آیا۔"

میجر کہنے لگا: "جی ہاں میں نے اسے دیکھا تھا۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ کون شخص ہے۔ اس کا نام ایگرٹن ہے۔ اور وہ سٹریٹن سٹریٹ میں رہتا ہے۔ اس کی دولت بڑی تیزی کے ساتھ قمار بازوں اور بدمعاشوں کے ہاتھوں ضائع ہو رہی ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں اس سے مل کر اسے اس خوفناک انجام سے باخبر کروں۔ جو اسے آخرکار پیش آنے والا ہے۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ قمار باز کے دل میں اس کھیل کے متعلق جو غیر معمولی جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اسے کسی کی بات نہیں سننے دیتا۔"

وجیرڈ بولا: "ممکن ہے ایسا ہو۔ مگر یہ کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے فرض سے باز رہوں اور اس فرض کی ادائیگی میں میں تم سے بھی مدد لینا چاہتا ہوں۔"

میجر اینڈرسن نے کہا: "اگر آپ مجھے کوئی طریقہ بتا سکیں جس سے میں اس نوجوان کو تباہی کے غار سے بچانے میں مددگار بنوں۔ تو میں شوق سے اپنی ناچیز امداد پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔"

پرنس کہنے لگا: "تمہارے لہجہ سے پایا جاتا ہے کہ تم اپنی گذشتہ غلطیوں کی تلافی پر آمادہ ہو۔ اور جب تک تمہارے دل میں یہ خیال قائم رہے میں تمہارا سچا اور جاں نثار دوست ہوں۔ اس ناعاقبت اندیش نوجوان کے متعلق جو اندھا دھند تباہی کے غار میں گر رہا ہے۔ بڑی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ ورنہ وہ دونوں بدمعاش چیشر اور ہاربرو میرے ارادوں کو پورا نہ ہونے دینگے۔ میرے نزدیک بہتر یہ ہوگا۔ کہ تم خود کسی وقت مسٹر ایگرٹن سے ملکر یہ کہو کہ پرنس آف مونٹوئی کو ایک نہایت اہم معاملہ پر آپ سے گفتگو کی خواہش ہے۔"

میجر اینڈرسن نے کہا: "آپ کے ارشاد کی فوراً تعمیل کی جائے گی۔ اس وقت تو ایگرٹن اپنے دوستوں میں گھرا ہوا ہوگا۔ اور اس سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے۔ البتہ کل صبح

میں اُس سے ضرور ملوں گا۔"

پرنس اس انتظام سے مطمئن ہو کر تباہ حال قمار باز کے مکان سے رخصت ہوا

ناظرین اس داستان کے پڑھنے کے بعد آپ پر یہ واضح کرنا غیر ضروری ہوگا کہ تمام عیبوں میں قمار بازی ہی وہ عیب ہے۔ جو انسان کو سب سے زیادہ تباہی کی منزل تک پہنچاتا ہے۔

دوسرا باب — بھوتوں والا مکان

جبکہ میجر اینڈرسن اپنی خوفناک اور موثر سرگذشت پرنس آف مونٹونی کے روبرو بیان کر رہا تھا۔ لارڈ ونسٹیبل اور ایگرٹن میں آخر الذکر کے مکان واقع شرٹن سٹریٹ میں ایک اور معاملہ پر دلچسپ بحث ہو رہی تھی۔ بات یہ تھی کہ البرٹ ایگرٹن کو اُسی دن صبح کے وقت اپنی پھوپھی کی طرف سے ذیل کا خط موصول ہوا تھا۔ جس نے اسے عجیب مخمصہ میں ڈال رکھا تھا۔ خط کا مضمون یہ تھا۔

پیوسنٹ

۲۸۔ مارچ ۱۸۴۳ء

پیارے البرٹ تم سے ملے ایک مہینہ گذر گیا۔ اس پہلی ملاقات کے موقعہ پر تم نے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی نئی جائداد کی خرید کے انتظامات سے فارغ ہو کر تم سے ملوں گا۔ پھر نا معلوم تم کہاں نہیں آئے۔ تمہاری بہنوں کو اس کا سخت رنج ہے۔ اگلے دوشنبہ کو تعطیل ہوگی۔ اور چونکہ ہمارا دل نہیں دیکھنے کو بہت چاہتا ہے اس لئے ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ کہ پوری گاڑی کرایہ پر لے کر تمہارے ساتھ تمہارا نیا خرید ہوا مکان دیکھنے کو چلیں ہم براہ راست اُسے دیکھنے چلے جاتے لیکن ہمیں معلوم نہیں۔ وہ کہاں واقع ہے۔ اس لئے تمہارا ساتھ جانا ضروری ہے۔ چنانچہ اگلے دوشنبہ کو ٹھیک گیارہ بجے ہمارا انتظار کرنا۔ مگر خیال رہے کہ ہمیں اس انتظام میں مایوسی نہ ہو۔ کیونکہ ہم نے اس بارہ میں مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور اس لئے ہمیں ٹالنے کی کوشش نہ کرنا۔ اگر تم ہمارے ساتھ نہ جا سکے۔ تو مجبوری کی حالت میں پتہ معلوم کر کے ہم اکیلے وہاں جائیں گے۔ بہرحال تمہیں فرصت نہ ہو تو اُس نئے مکان کا پتہ اپنے خط کے ساتھ ہمارے پاس بھجوا دینا۔ مگر یہ کہ میں نے اور تمہاری بہنوں نے تمہارا نیا خرید ہوا مکان دیکھنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے اس لئے کوئی عذر پیش نہ ہو۔

تمہاری پھوپھی

جسی لیسٹرڈ

اس رقعہ کو دسویں مرتبہ پڑھتے ہوئے ایگرٹن اپنے آپ سے کہنے لگا "مجھے حیرت ہے اس الجھیڑے کو کیونکر رفع کیا جائے"

ڈنسٹیبل جو اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ بولا "میں خود حیران ہوں۔ کہ تمہیں کیا مشورہ دوں۔ بڑا ہی پیچیدہ معاملہ ہے۔ کیا کوئی ایسی صورت نہیں کہ تم اپنی پھوپھی کو کسی آیندہ موقعہ پر ٹال دو"

ایگرٹن نے کہا "یہ بالکل غیر ممکن ہے۔ تم دیکھتے نہیں ہو خط میں بار بار لکھا گیا ہے کہ ہم نے مصمم ارادہ کر رکھا ہے۔ فرض کرو میں عدیم الفرصتی کا بہانہ پیش کر دوں۔ اور ان کے ساتھ نہ جاؤں۔ لیکن انہیں اس دیہاتی مکان کا پتہ نہ دینے کے متعلق میرے پاس کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جس کی نسبت میں نے حماقت سے اپنی پھوپھی سے کہہ دیا تھا۔ کہ اس کی خرید کا انتظام کر رہا ہوں"

ڈنسٹیبل نے مشورہ دیا "تم لکھ دو۔ وہ مکان موزوں نہ تھا۔ اس لئے میں نے پھر اسے فروخت کر دیا"

ایگرٹن مایوسی کے لہجہ میں کہنے لگا "تم نہیں جانتے میری پھوپھی کتنی سیانی عورت ہے۔ وہ ضرور اس معاملہ کو بھانپ جائے گی۔ اور اس کے علاوہ وہ میرے خاندانی دلال شارکس سے واقف ہے۔ اگر اس سے ذکر کر بیٹھی۔ تو وہ صاف کہہ دے گا۔ ایگرٹن نے نہ کوئی مکان خریدا اور نہ فروخت کیا۔ البتہ اپنے روپے کی بڑی مقدار بنک سے نکالتا ضرور رہا ہے۔ اس صورت میں مجھے مسز بسٹرڈ کے سامنے جواب دہی مشکل ہو جائے گی اس لئے اب تو ضرور کچھ کرنا ہی ہوگا۔ چاہے انہیں دکھانے کو کوئی دیہاتی مکان کرایہ پر ہی کیوں نہ لینا پڑے"

"یہ تجویز خوب سوجھی" ڈنسٹیبل کہنے لگا۔ پھر وہ اس انداز سے گویا اسے کوئی نیا خیال پیدا ہو گیا ہو۔ بولا "ٹھیرو میں نے ایک تجویز سوچ لی ہے" یہ کہتے ہوئے لارڈ ڈنسٹیبل نے ایسی خوشی کا اظہار کیا۔ گویا۔ اس تجویز کی بدولت خود اس نے کسی مخمصہ سے نجات پا لی ہو۔

ایگرٹن نے التجا کے لہجہ میں کہا "خدا کے لئے مجھے شش و پنج کی حالت میں نہ رکھو۔ اور اگر واقعی تمہیں کوئی تجویز سوجھی ہے تو مجھے بھی اس سے واقف کر دو"

لارڈ ڈنسٹیبل بولا "میں تم سے وہ تجویز مختصر لفظوں میں بیان کرتا ہوں عرصہ قریباً دو سال کا گذرا کہ مجھے ایک شاندار دیہاتی مکان سے گذرنے کا اتفاق ہوا تھا۔ جسے ریونسورتھ ہال کہتے ہیں۔ بڑی ہی شاندار عمارت ہے۔ اور اس وقت سے قریباً بند ہی پڑی ہے۔ کیونکہ اس کی مالکہ لیڈی ریونسورتھ یورپ کے کسی مقام میں تنہائی کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اس وقت اس ہال میں صرف ایک عمر رسیدہ مالی اور اس کی بیوی رہتے ہیں"

ایگرٹن بے صبری کے لہجہ میں کہنے لگا "میری سمجھ میں خاک نہیں آیا۔ کہ اس عمارت کا میرے درپیش معمے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے"

لارڈ ڈنسٹیبل نے اپنے دوست کے شانہ پر تھپکی دے کر کہا "واہ! تم اب تک میرا مطلب نہیں سمجھے۔ اس مالی اور مالن کو پانچ پونڈ کا نوٹ پیش کر کے اس بات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ایک دن کے لئے تمہارے ریونسورتھ ہال میں رہنے اور اپنے آپ کو اس کا مالک ظاہر کرنے میں مانع نہ آئیں کیوں کیسی تجویز ہے؟"

ایگرٹن کے چہرہ پر نور آگیا۔ اور وہ کہنے لگا "یار تجویز تو خوب سوجھی ہے۔ مگر سوال یہ ہے اسے زیر عمل بھی لایا جا سکے گا؟"

ڈنسٹیبل بولا "اسے تم میرے ذمہ ڈال دو"

ایگرٹن کہنے لگا "یہی کرنا ہوگا۔ مگر خیال رہے۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اس چٹھی کا جواب آج نہیں تو کل صبح ضرور دے دینا چاہیئے"

ڈنسٹیبل نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "میں ابھی گھوڑے پر سوار ہو کر ریونسورتھ ہال کی طرف جاتا ہوں۔ اور شام کے سات بجے تم سے لاگس ہوٹل میں مل کر اس انتظام کی اطلاع دوں گا۔ اطمینان رکھو۔ میں اس سوال کو تسلی بخش طریق پر طے کر کے ہی آؤں گا"

ایگرٹن نے اپنے دوست کا ہاتھ انداز شکرگذاری سے دبایا۔ اور امیر ذکورکر کے دروازہ تک پہنچ گیا تھا۔ کہ کچھ سوچکر پھر مڑا۔ اور کہنے لگا "یار کچھ روپیہ تمہارے پاس موجود ہے؟ ان نواحات میں مجھے ایک شخص کو کچھ روپیہ دینا ہے۔ ورنہ مجھے اس سے چھپنا پڑے گا۔ بدقسمتی سے مجھے اپنے ایجنٹ سے جو دیہات میں ہزار عین

کی طرف سے لگان کا روپیہ بھیجا کرتا ہے۔ کچھ عرصہ سے روپیہ وصول نہیں ہوا"۔

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ لارڈ ڈنسٹیبل کا یہ فقرہ سراسر بناوٹ تھا۔ ورنہ اس کی جائداد اس کے دماغ کے اندر ہی محدود تھی۔ اور اس کا ذکر وہ صرف اپنی شان لمارت بڑھانے کے لئے کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ کے اکثر امرا اور شرفا کیا کرتے ہیں۔

ایگرٹن نے لارڈ ڈنسٹیبل کے سوال پر فوراً کہا "ہاں اس وقت چار پانچ سو پونڈ میری پاکٹ بک میں موجود ہیں۔ بتاؤ تمہیں کتنا روپیہ مطلوب ہے؟"

ڈنسٹیبل کہنے لگا "چار سو پونڈ اس ادائیگی کے لئے کافی ہوں گے"۔ اور اس کے بعد اس رقم کے بنک نوٹ لیکر وہ تھیٹر کی طرز کا کوئی گیت گنگناتا وہاں سے رخصت ہوا۔

لارڈ ڈنسٹیبل کے ریونسورتھ ہال تک جانے اور وہاں انتظامات مکمل کرنے کی تفصیل میں پڑنا لاحاصل ہے۔ مختصر یہ کہ اس تجویز میں اُسے پوری کامیابی حاصل ہوئی اُس نے ریونسورتھ ہال کے مالک کو رضامند کر لیا۔ اور شام کو اس واقعہ کی اطلاع لائگس ہوٹل میں اپنے دوست ایگرٹن کو دی۔ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ باقی تینوں دوست چیچسٹر۔ چولمونڈلے اور ہاربرو بھی محرم راز بنائے گئے۔ اور وہ اس پارٹی میں جو ریونسورتھ ہال میں دی جانے والی تھی شریک ہونے پر مصر ہوئے۔ چنانچہ اگلے دن ایگرٹن نے اپنی پھوپھی کو دعوتی خط لکھ بھیجا۔ گو اس سادہ لوح اور پاکیزہ عورت کو اس طریق پر دھوکا دینے کا خیال رہ رہ کر اُسے ملامت کرتا رہا۔ اور اسی خیال کے زیر اثر وہ دن بھر پریشان خاطر رہا۔ بات یہ ہے کہ گو وہ عیاشی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور امیروں کی صحبت میں اس کی نخوت بڑھ چکی تھی۔ اور چند کہ وہ اپنے آپ کو شہرت کے ساتویں آسمان پر سمجھتا اور نہایت فضول خرچ بن چکا تھا۔ تاہم اس کے نیک احساسات ابھی پورے طور سے نہیں دبے تھے۔ اس وقت اس کی حالت ایسی تھی کہ اگر کوئی سچا دوست اُس کے معاملہ میں مداخلت کرتا۔ تو اُسے تباہی کی اُس آخری منزل سے ضرور بچا سکتا تھا۔ جس کی طرف وہ تیزی سے قدم بڑھا رہا تھا۔

غرض دوشنبہ کا وہ دن جو اس نے اپنی پھوپھی اور بہنوں کو اپنی زرخرید دیہاتی عمارت دکھانے کیلئے مقرر کیا تھا آپہنچا۔ اور دن کے گیارہ بجے ایک پالکی گاڑی کھڑکھڑاتی ہوئی سڑ

ایگرٹن کے مکان واقع سٹرینڈ سٹریٹ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ کوچبان نے اپنے نزدیک بہترین کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ گو وہ نہایت میلے اور بدنما تھے۔ اور انہیں دیکھ کر اس کے دیوالیہ ہونے کا شبہ ہوتا تھا۔ گھوڑوں کی صورت سے بھی یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ انہیں گذشتہ چھ ماہ کے عرصہ میں کبھی ایک منٹ کے آرام کی مہلت نہیں دی گئی۔

اس بدنما گاڑی کو اپنے دروازہ پر کھڑا ہوتا دیکھ کر ایگرٹن کا چہرہ سرخ ہو گیا کیونکہ امیروں کے مکان پر کسی غریب کا آنا بھی اُن کی توہین میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اُس کے چاروں دوستوں نے جو کھڑکیوں کے پاس کھڑے تھے۔ اور اس سارے معاملہ کو ایک پر لطف نقل سمجھتے تھے۔ اپنی باتوں سے اُس کا اطمینان کرا دیا۔

کوچبان کے پہلو میں ایک طویل القامت دُبلا پتلا سرخ بالوں والا سیاہ پوش نوجوان بیٹھا تھا۔ جس نے لارڈ بائرن کی طرز پر ایک ڈھیلا سا گلوبند پہنکر اس کے اوپر قمیص کا کالر موڑا ہوا تھا۔ گاڑی کے رُکتے ہی کوچبان ایک طرف اور یہ نوجوان دوسری طرف کُود پڑا۔ اور جبکہ کوچبان مکان کے دروازہ پر کھڑا ہوا بے فکری سے سیٹی بجا رہا تھا۔ نوجوان نے پہلے مسز بسٹرڈ کو اور اس کے بعد اُس کی پانچوں لڑکیوں کو یکے بعد دیگرے گاڑی سے اُتارا۔

اتنے میں ایگرٹن کے نوکر ٹائیگر نے مکان کا دروازہ کھول دیا تھا۔ اس پر نوجوان مذکور اپنا ایک ہاتھ مسز بسٹرڈ اور دوسرا مس کلارینہ جیما بسٹرڈ کے ہاتھ میں دے کر مکان کے اندر داخل ہوا۔ باقی چاروں لڑکیاں ایک خوشنما قطار بنا کر پیچھے پیچھے ہو لیں۔

ایگرٹن بھی طوعاً و کرہاً اپنے رشتہ داروں کو خوش آمدید کہنے کے لئے آگے بڑھا جب اُس نے اول مرتبہ اس سرخ بالوں والے نوجوان کی صورت دیکھی۔ تو اُس کے دل میں ایک خوفناک شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اُس شبہ کی تصدیق مسز بسٹرڈ کے اس فقرہ سے ہو گئی کہ "یہ میری کلارینہ جیما کا منگیتر مسٹر ٹڈورتھ جونز ہے"

اس پر مسٹر ٹڈورتھ جونز نے جو شہر کے ایک مالدار قصاب کا بیٹا اور اس کا وارث تھا۔ مصافحہ کی غرض سے اپنا بھدا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اور مس کلارینہ جیما کے

رخساروں پر اپنی ماں کے فقرہ سے حیا کی سرخی چھا گئی۔

ایگرٹن نے جیسا کہ امیروں کا قاعدہ ہے۔ اپنی انگلی کا سرا مسٹر ڈورتھ جونز کے ہاتھ سے ملایا۔ اور اُس کے بعد ان سب کو ساتھ لئے بالاخانہ میں پہنچا۔ جہاں اپنے شہری رشتہ داروں کا حصہ ویسٹ اینڈ کے دوستوں سے تعارف کرانے کی رسم ادا ہوئی۔

لارڈ ڈنسٹیبل نے مسز بسٹرڈ سے پرانی واقفیت کا اظہار کیا۔ اور ضروریات کو پیش نظر رکھ کر وہ اپنے اماراتی تعصبات پر اس قدر غالب آیا۔ کہ اُس نے مسٹر ڈورتھ جونز سے بھی ہاتھ ملانا منظور کیا۔ اس کے بعد مسٹر ایگرٹن کی پھوپھی زاد بہنوں کا یکے بعد دیگرے تعارف کرایا گیا۔ اور گو وہ اس رسم کے دوران میں بڑی بیہودگی کے ساتھ ہی ہی کرتی رہیں۔ اور یوں بھی اُن میں سے ہر ایک نے غیر موزوں بھڑکیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ تاہم چونکہ وہ سب کی سب قبول صورت تھیں۔ اس لئے لارڈ ڈنسٹیبل سر رو پرٹ ہاربرو کرنیل چولمونڈلے اور مسٹر چمپٹر اُن کے ساتھ خصوصیت سے ملنساری برتنے لگے۔

مسز بسٹرڈ ایک آرام چوکی پر گر کر اپنے بھاری بھرکم چہرہ سے پسینہ پونچھتے ہوئے کہنے لگی "شکر ہے یہ سفر ختم ہوا۔ ہم لوگ اس بگھی میں . . ."

مس سوسانہ ریشیل نے ملامت آمیز طریقہ پر قطع کلام کرتے ہوئے کہا "نہیں اماں پالکی گاڑی . . ."

مسز بسٹرڈ کہنے لگی "بلا سے۔ تم اُس کا کچھ ہی نام رکھ لو۔ تمہارے والد خدا انہیں جنت نصیب کرے۔ ہمیشہ اسے بگھی ہی کہا کرتے تھے اور اُن کا کہنا یقیناً غلط نہیں ہو سکتا لیکن میں بیان کر رہی تھی۔ ہم گاڑی کے اندر بھچکز بیٹھی رہیں۔ چھ شخصوں کا ایک پالکی گاڑی میں بند ہونا . . . اُف! کتنا تکلیف دہ ہے۔ ہمیں تو ایک دوسرے کے اوپر چڑھ کر بیٹھنا پڑا . . ."

مسٹر چمپٹر نے مسکرا کر کہا "میڈم اس سے تو سفر کا لطف دوبالا ہو جاتا ہے"

"بشرطیکہ اس بڑھیا کے میری ٹانگوں پر چڑھ کر بیٹھنے کی صورت پیش نہ آئے" سر رو پرٹ ہاربرو نے دبی زبان میں کرنیل چولمونڈلے سے کہا۔

مسٹر چمپٹر کے فقرہ سے ساری لڑکیاں کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ البتہ مس کلارینسہ جیمیا نے حیا سے سر جھکا لیا۔ اور مسٹر جونز سے دبے لفظوں میں کہنے لگی "اس قسم کے فقرے

مجھے بہت ناگوار گذرتے ہیں"

مسٹر جونز نے کلاریسہ پر پُر اشتیاق نظر ڈالی۔ پھر شاعرانہ انداز سے ایک آہ کھینچی۔ اور کہنے لگا "اوہ! تم تو فرشتہ ہو"

اتنے میں مسز بسٹرڈ نے پوچھا "کیوں البرٹ ہمیں کس وقت تمہارے اُس مکان پر چلنا ہوگا۔ اور وہ یہاں سے کتنی دور ہے۔ میں کہہ سکتی ہوں کہ گھوڑے کسی لمبے سفر کی تکان برداشت نہ کر سکیں گے"

ایگرٹن نے مذاقیہ لہجہ اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "ان بیچاروں نے پہلے ہی کافی زحمت بخش سفر کیا ہے" پھر کہنے لگا "میں نے جو انتظام کیا ہے اُسے یقیناً آپ پسند کریں گی"

اتنے میں لارڈ ڈنسٹیبل بھی بول اُٹھا "ہاں اس کا مجھے پورا یقین ہے۔ میڈم آپ کے بھتیجے نے جو نئی عمارت خریدی ہے۔ اُس میں ہر چند کہ سردست پوری تیاری نہیں ہوئی تاہم اس قدر انتظام ضرور ہو چکا ہے۔ جو آپ کے اور آپ کی قابل قدر صاحبزادیوں کے لئے آسائش دہ ہوگا۔ ضروری سامان کل وہاں بھیج دیا گیا۔ اور میری چوا سپہ گاڑی کرنیل کی فٹن اور آپ کی ہائی گاڑی سے خیال میں یہ سب ہیں مسٹر ایگرٹن کے دیہاتی مکان تک پہنچانے کے لئے کافی ہوں گی"

لارڈ ڈنسٹیبل کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ہی تھا۔ کہ فٹن اور چوا سپہ گاڑی تیزی سے دوڑتی ہوئی دروازہ پر آکر رکیں۔ اور رمگا ٹیگر نے اپنے آقا کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ ایگرٹن نے فوراً اپنا بازو پھوپھی کی طرف بڑھایا کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اگر میں نے اسے ساتھ نہ لیا۔ تو اور کوئی بھی اسے لینا منظور نہ کرے گا۔ مسٹر ڈورتھ جونز نے کلاریسہ کو اور لارڈ ڈنسٹیبل کرنیل چولمونڈلے سر رو پرٹ ہاریرو اور مسٹر چیسٹر نے باقی چاروں لڑکیوں میں سے ایک ایک کو اپنے ساتھ لے لیا۔

اس کے بعد یہ سب تینوں گاڑیوں پر سوار ہو گئے۔ اور گاڑیاں شمالی سمت میں چلنے لگیں۔ چلتے وقت مسز بسٹرڈ نے اپنے بھتیجے سے کہا "اس سے پہلے جب ہم گاڑی سوار ہو کر یہاں آئے۔ تو ہمیں جگہ کی تنگی سے بہت ہی تکلیف ہوئی تھی۔ شکر ہے کہ اب ہم کشادہ بیٹھے ہوئے ہیں"

ایگرٹن کے دوست اپنی ساتھی لڑکیوں کے ساتھ بڑی ملایمت سے پیش آتے رہے لڑکیوں کا برتاؤ بھی اُن کے ساتھ اچھا رہا۔ گو وہ گاہ بگاہ بلا وجہ ہنسنے اور مسکرانے لگ جاتی تھیں۔ لیکن شاید اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ انہیں اپنی زندگی میں اول مرتبہ ایک لارڈ۔ ایک بیرونٹ اور دو آنریبل شخصوں کی صحبت کا موقعہ ملا تھا۔ جن میں سے ایک کرنیل بھی تھا۔ مطلع صاف تھا۔ اور ہوا میں اس قسم کی فرحت پائی جاتی تھی جیسی مئی کے مہینہ میں ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ دن مارچ کے تھے۔ بہرحال یہ سب بہت خوش و خرم تھے۔ ایگرٹن میں پھر اُس کی فطری خوش طبعی عود کر آئی تھی کیونکہ اس نے معلوم کر لیا تھا۔ کہ مجھے جو اندیشہ اپنے شہری رشتہ داروں کے حصہ ویسٹ اینڈ میں رہنے والے دوستوں کے ساتھ ملنے کے ناگوار اثرات کے متعلق لگا ہوا تھا۔ وہ بالکل بے بنیاد نکلا۔

آخرکار یہ جلوس شہر سے نکل کر کھلے میدانوں میں پہنچا۔ اور تھوڑے عرصہ میں فاصلہ پر ریونسورتھ ہال کی شاندار عمارت دکھائی دینے لگی۔ جب مسز بسٹرڈ اور اس کی پانچوں لڑکیوں کو بتایا گیا۔ کہ یہی مسٹر ایگرٹن کی نئی خریدی ہوئی دیہاتی عمارت ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوئیں۔ کسی نے اس معاملہ پر غور نہیں کیا۔ کہ ایگرٹن کے پاس ایسی عالیشان عمارت کی خرید کے لئے روپیہ کہاں سے آیا۔ انہیں صرف ایک بات کا خیال تھا۔ کہ ہمارا ایک قریبی رشتہ دار۔ ریونسورتھ ہال کا مالک ہے۔

مس کلاریسہ نے مسٹر جونز سے جس نے راستہ بھر اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا۔ ہلکی آواز میں کہا "کیسی شاندار عمارت ہے"!

اس کا عاشق بولا "ہاں میری جان نہایت دلفریب ویسی ہی جیسی تم ہو"!

مس کلاریسہ کے چہرہ پر شرم سے سرخی چھا گئی۔ غالباً یہ تیسواں موقعہ تھا۔ کہ اس کے چہرہ پر یوں شرمیلے پن کا اظہار ہوا۔ مسٹر جونز نے شاید مس کلاریسہ کا ہاتھ دبانا محبت کا ناکافی ثبوت سمجھا تھا۔ کہ اپنا بوٹ بھی اس کے پاؤں پر رکھ دیا۔

واضح رہے کہ اکثر مہذب اور روشن خیال ملکوں میں اس گنوارانہ حرکت کو بھی اظہار عشق کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اگرچہ اس سے مس کلاریسہ جمیما کی جرابیں میلی ہو گئیں۔ تاہم اس نے اس پر اظہار ناراضگی نہ کیا۔

آخر جب یہ تینوں گاڑیاں ریونسورتھ پارک سے گذر رہی تھیں مس سوسانہ ریشل بسٹرڈ کہنے لگی۔ اوہ" کیسی عالی شان عمارت ہے!"

اُس کی ایک اور بہن بولی" میں نے ایسی عظیم الشان عمارتیں کم دیکھی ہیں"

کرنیل چولمنڈلے جو مسز بسٹرڈ کی خوبصورت بیٹیوں میں سے ان دو کے پاس گاڑی کے اندر بیٹھا ہوا تھا۔ کہنے لگا" بے شک یہ عمارت انگلستان بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتی"

اتنے میں ایگرٹن کی پھوپھی نے گاڑی کی کھڑکی سے اپنا بھاری سر باہر نکالکر کہا" پیارے البرٹ یہ عالیشان عمارت تم نے مول لے لی ہے! اوہ! اوہ! کیسی بلند چمنیاں بنی ہوئی ہیں! اس کی کھڑکیاں کیسی دلفریب ہیں!"

ایگرٹن بولا" پھوپھی جان اس میں کمرے بھی تو بہت ہیں۔۔۔"

مسز بسٹرڈ کہنے لگی" اوہ! کیسی شاندار گیلریاں ہیں"

ایگرٹن بولا" ہاں یہ اس وقت اور بھی خوشنما نظر آئیں گی۔ جب ان میں گملے سجائے جائیں گے۔ اور ان کے اوپر بیلیں چڑھائی جائیں گی"

مسز بسٹرڈ جو خوشی کا غیر معمولی اظہار کر رہی تھی، کہنے لگی" بخدا میں نے ایسی عمدہ عمارت کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس کا نظارہ بڑا ہی دلفریب ہے۔ اور اتنی چمنیاں تو کبھی میرے دیکھنے میں نہیں آئیں۔ میں اس نظارے کو مدت العمر نہ بھولوں گی"

یکایک تینوں گاڑیاں ہال کے صدر دروازہ پر ٹھیر گئیں۔ اور ڈنسٹیبل کے نوکر نے زور سے گھنٹی بجائی۔ تھوڑی دیر میں ایک عمر رسیدہ شخص نے آہستگی سے پھاٹک کو قریباً ایک فٹ کھولا۔ اور اپنا سر جس پر اُس نے عجیب وضع کی کاغذی ٹوپی پہنی ہوئی تھی باہر نکالا۔ پھر وہ اس پارٹی کو چند منٹ تک مشتبہ نظر سے دیکھتا رہا۔ اور آخر آہستہ آہستہ پھاٹک کو اچھی طرح کھولکر پورے طور سے نمودار ہوا۔

اتنے میں ڈنسٹیبل باہر والی سیڑھیوں پر تیزی سے چڑھ کر اُس کے قریب پہنچا۔ اور کہنے لگا" دروازہ کھولو۔ کیا تم اپنے نئے آقا کو نہیں پہچانتے ہو۔ دیکھو آپ اس خاتون کو پالکی گاڑی سے اترنے میں مدد دے رہے ہیں"

دراصل یہ اشارہ تھا۔ جس سے لارڈ ڈنسٹیبل کا مقصد مالی کو یہ جتلا دینا تھا کہ فلاں

شخص کو ریونسورتھ ہال کا مالک ظاہر کیا جائے۔

بوڑھے مالی نے اپنے سر سے ٹوپی اتارتے ہوئے گنگناتے ہوئے لہجہ میں کہا "اوہ! ہاں! بے شک آپ ہیں اور کچھ شک نہیں کہ بڑے شریف آدمی ہیں۔۔۔ معاف کیجئے گا میں نے فوراً ہی دروازہ نہیں کھولا۔ کیونکہ۔۔۔"

"کیونکہ تمہیں معلوم نہیں تھا۔ ہم لوگ جو ساتھ آئے ہیں کون ہیں" ڈنسٹیبل نے جلدی سے اس کا فقرہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

عمر رسیدہ مالی بولا "ہاں یہ بات تو نہیں۔ البتہ ذرا چوروں کی دہشت رہتی ہے"

"چوروں کی" لارڈ ڈنسٹیبل نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "کیا چوروں کے وقت یوں گاڑیوں میں چڑھ کر پھرا کرتے ہیں؟"

مالی نے تمباکو کا بڑا سا ٹکڑا چبانے کے لئے منہ میں ڈالا ہوا تھا۔ اسے ایک طرف سے دوسری طرف ہٹا کر کہنے لگا "حضور بات یہ ہے۔ میں اور میری بڑھیا ہم دونوں ہی اس عمارت میں اکیلے رہتے ہیں۔ اور ہم نے چوروں کی چالاکیوں کے ایسے ایسے واقعات سنے ہیں کہ ڈر رہتا ہے۔ نامعلوم وہ کب اور کس صورت میں آجائیں"

ڈنسٹیبل نے باتونی بڈھے مالی کی اس لغو گوئی کو ختم کرنے کی غرض سے پوچھا "بتاؤ وہ نوکر ہے جو ہم نے کل بھجوائے تھے۔ یہاں پہنچ گئے ہیں؟" جس کا جواب مالی نے اپنے معمولی پُرپیچ طریق پر اثبات میں دیا۔ تو لارڈ موصوف نے ایگرٹن سے کہا "اب آپ نئی عمارت میں قدم رنجہ فرمائیے"

مسز بسٹرڈ نے بڑی نخوت سے مالی کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے جس نے اب اپنی کاغذ کی ٹوپی پھر سر پر رکھ لی تھی۔ اور نیلا تہ بند اس انداز سے باندھ لیا تھا۔ جیسے کسی شکستہ جہاز کا بادبان ہوتا ہے کہا "بڑے میاں تمہارا نام کیا ہے؟ میں یہ سوال رفع استنجاب کے لئے نہیں پوچھتی بلکہ اس لئے دریافت کرتی ہوں کہ میں تمہارے نئے آقا کی پھوپھی ہوں اور یہ جوان لڑکیاں میری بھتیجیاں یعنی تمہارے آقا کی بہنیں ہیں۔ اس صورت میں ظاہر ہے کہ ہمیں کئی بار یہاں آنے کا اتفاق ہوگا۔ اور یہ مناسب ہے کہ ہم تمہارے نام سے واقف ہوں"

مالی ایک بھدے قد کا دبلا پتلا بوڑھا آدمی تھا۔ وہ مسز بسٹرڈ کے سوال پر چونکا

اور اُس نے کچھ ایسی مضحکہ خیز صورت بنالی۔ کہ چولونڈلے اور چیسٹر کے منہ سے بے اختیار ہنسی نکلنے کو تھی۔ مگر انہوں نے بڑے ضبط سے کام لیا اور ایک طرف کو ہٹ گئے۔

ادھر ایگرٹن افشائے راز کے خوف سے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ ڈنسٹیبل اس معمے کو سلجھانے کی غرض سے آگے بڑھا اور کہنے لگا "بڑے میاں قدرتی طور پر اس خاتون کو تم سے یہ سوال پوچھنے کا حق حاصل ہے۔ مگر اس کا جواب تمہارے نئے آقا خود بڑی آسانی سے دے سکتے ہیں۔"

مسز بیڈو کہنے لگی "اوہ مجھے اس کا خیال ہی نہیں آیا۔ بے شک البرٹ اپنے مالی کے نام سے ناواقف نہیں ہو سکتا۔ اپنے نوکروں کے نام کسے معلوم نہیں ہوتے!"

ڈنسٹیبل بولا "آپ بجا فرماتی ہیں۔ میرے خیال میں ان بڑے میاں کا نام . . . ان کا نام . . ."

"ہاں ان کا نام . . ." ایگرٹن مری ہوئی آواز میں کہنے لگا "ان کا نام . . . میرے خیال میں . . ."

"میڈم میرا نام سکوگیز ہے" بڈھے مالی نے کہا "اور یہی نام ہے جو ۶۹ سال سے چلا آتا ہے . . . آپ کا خادم ابراہام سکوگیز اور اب چونکہ میں نے اپنا نام آپ کو بتا دیا ہے۔ اس لئے نامناسب نہ ہوگا کہ آپ بھی اپنا بتا دیں۔"

نظارہ نہایت ناگوار ہوتا جا رہا تھا۔ اور یہ نوبت ہرگز پیش نہ آتی۔ اگر مالی کا نام پہلے ہی احتیاطاً معلوم کر لیا جاتا۔ آخر ڈنسٹیبل نے اس نظارہ کا خاتمہ کرنے کے لئے مسٹر ابراہام سکوگیز سے کہا "بڑے میاں اب تم ہمیں اس نشستگاہ کی طرف لے چلو۔ جو ہماری آمد کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

اس پر عمر رسیدہ مالی آہستہ آہستہ آگے کو ہو لیا۔ اور اُس کے پیچھے یہ سب لوگ سنگ مرمر کے زینہ سے گذر کر اندر داخل ہوئے۔ تو اُن کے منہ سے پے در پے اس قسم کے کلمے نکلنے شروع ہوئے "اوہ! کیسا شاندار کمرہ ہے!" "کیسا دلفریب نظارہ ہے!" "کیسی خوشنما آرائش ہے!" "کیسا دلفریب مقام ہے!"

عمر رسیدہ مالی انہیں ایک فراخ کمرہ میں لے گیا۔ جس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اور کہنے لگا "جناب اس محل نے عجیب و غریب نظارے دیکھے ہیں۔ چنانچہ یہی وہ کمرہ ہے جس سے

دو سال گذرے۔ مسٹر گلبرٹ ورنن نیچے کودا تھا"

"نیچے کودا تھا" مسز بسٹرڈ نے چونک کر کہا "کیوں؟ کس لئے؟"

مالی اطمینان سے کہنے لگا "خودکشی کے لئے۔ میں اس وقت یہاں موجود نہ تھا اور ایک گاؤں میں اپنے دوست کے پاس گیا ہوا تھا۔ جو ان دنوں اپنے باغ میں نئی قسم کا کھاد بچھا رہا تھا۔ اس کھاد کی ایک پائنٹ مقدار ایکڑ بھر زمین کے لئے کافی ہوتی ہے۔ خیال فرمائیے کیسی عجیب کھاد ہے۔ کہ وہ مقدار جو سارے باغ کیلئے کافی ہو۔ اسے کوئی شخص جیب میں ڈالے پھرے"

"مگر تم اس شخص کا ذکر کر رہے تھے۔ جس نے اس کمرہ سے کود کر خودکشی کی" مسز بسٹرڈ نے بے صبری سے پوچھا۔

"ہاں میں اس کا ذکر کر رہا تھا" مالی نے سلسلہ کلام جاری رکھکر کہا "یہ واقعہ اخباروں میں بھی چھپا تھا۔ مگر اس کی کوئی وجہ بیان نہ کی گئی تھی۔ سارا معاملہ ایک راز کی طرح پوشیدہ ہے۔ اور میں اس کے متعلق زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ مسٹر ورنن کو یہاں پھرتے دیکھا گیا ہے"

اس پر بہت سے مردوں اور عورتوں نے یک زبان ہو کر کہا "کیا کہتے ہو ابھی تو تم کہہ رہے تھے۔ وہ شخص خودکشی کر چکا ہے"

"جی ہاں" مالی نے بڑی سنجیدگی سے اپنے سر کو ہلاتے ہوئے کہا "گلبرٹ ورنن مر چکا ہے مگر اسے قبر میں آرام نصیب نہیں ہوا۔ اس کا بھوت راتوں کو اکثر اس مکان میں پھرتا دیکھا جاتا ہے۔ میں اور میری بڑھیا ہم دونوں چونکہ عمر رسیدہ اور بے یار و مددگار ہیں۔ اس لئے یہاں پڑے رہتے ہیں۔ ورنہ سچ پوچھئے تو یہاں سے نکل کر کہیں جا بھی نہیں سکتے۔ ورنہ اس بھوت کا معاملہ ایسا ہے۔ کہ جی چاہتا ہے ایک دن بھی یہاں نہ رہیں"

مسز بسٹرڈ یہ فقرہ سنکر بہت گھبرائی۔ اور اگرچہ دن کا وقت تھا۔ اور آفتاب کی روشنی کھڑکیوں کے راستہ بڑی آب و تاب کے ساتھ کمرہ میں داخل ہو رہی تھی۔ تاہم اس نے حالت اضطراب میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر نظر ڈالی۔ پھر کہنے لگی "البرٹ تم نے غلطی کی کہ ایسے بھوتوں والا مکان خرید لیا"

ادھر بزرگ قصاب کا بیٹا نوجوان جو شاعری میں بھی کچھ دخل رکھتا تھا۔ مس کلاریسہ

جیما سے کہنے لگا "میری جان اس مکان کے متعلق بہت عمدہ نظم کہی جا سکتی ہے خیال تو کرو۔ بھوتوں والا مکان! کیسا دلچسپ عنوان ہے"

"ہاں ڈیئر لیکن میرا خیال یہ ہے . . ."

"کیا! میری جان تمہارا کیا خیال ہے؟"

"کہ ہمیں غروب آفتاب سے پہلے پہلے یہاں سے چلے جانا چاہیئے" مس کلاریسہ نے کہا۔ جسے بظاہر اس معاملہ میں کوئی خاص شاعرانہ پہلو نظر نہ آتا تھا۔

ایگرٹن اپنی پھوپھی کا اعتراض سُنکر کہنے لگا "پھوپھی جان میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ بھوتوں اور روحوں کے قصے سنکر ڈر جاؤں۔ اور اگر مجھے اس کمرہ میں سونے کی ضرورت پیش آئے۔ تو میں بڑے اطمینان کے ساتھ سو سکتا ہوں"

"نہیں جناب بالکل نہیں" مالی نے ایسے سنجیدہ اور موثر لہجہ میں کہا۔ کہ ساری لڑکیاں دہشت زدہ بھیڑوں کی طرح اکٹھی ہو گئیں۔ اور مرد بھی اُس کے قصے کو پہلے کی نسبت زیادہ توجہ سے سننے لگے "جناب میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ آپ ایک رات تو کیا گھنٹہ بھر اس کمرہ میں سونا گوارا نہ کریں گے۔ کیونکہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ کئی بار غروب آفتاب کے بعد میں نے اور میری بیوی نے گلبرٹ ورن کی روح کو اس گیلری میں کھڑے دیکھا ہے۔ جس سے گر کر اُس نے خودکشی کی تھی"

"اوہ! اوہ!" جوان لڑکیوں نے بہت مضطرب ہو کر کہا۔

"اُس کی صورت کیسی ہوتی ہے؟" مسز ربٹرڈ نے کانپتے ہوئے پوچھا۔

مالی نے کہا "میڈم ایسے موقعوں پر اُس کے کپڑوں کی رنگت سیاہ۔ اور چہرہ کی لاش کی طرح زرد ہوتی ہے۔ چاند کی روشنی میں میں نے اور میری بیوی نے اُسے کئی بار دیکھا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ چہرہ ضرور کسی مردہ شخص کا تھا"

"یار ایگرٹن تم نے اچھے مکان کا سودا کیا" لارڈ ڈنسٹیبل نے اپنے دوست سے مخاطب ہو کر کہا "میری رائے میں ہمیں غروب آفتاب سے پہلے پہلے لندن کو واپس چلے جانا چاہیئے"

"آپ لوگوں کی یہی مرضی ہو۔ تو مجھے انکار نہیں" ایگرٹن نے جواب دیا جو دل میں اس بات سے خوش تھا۔ کہ بڈھے مالی نے ایک ایسا ڈرامہ کر چھیڑ دیا جس سے خوفزدہ ہو کر

میری پھوپھی اور بہنیں ہال سے اُس سے بہت پیشتر روانہ ہو جائیں گی جس کا پہلے انہوں نے ارادہ کر رکھا تھا۔

اتنے میں سر روپرٹ ہاربرو کہنے لگا "بخدا یہ داستان بہت ہی دلچسپ ثابت ہوئی مگر بڑے میاں کتنی مدت گذری تم نے وہ بھوت دیکھا تھا؟"

"مدت!" بوڑھے مالی نے آہستگی سے کہا "جناب مدت کا کیا ذکر ہے۔ میں نے گلبرٹ ورنن کے بھوت کو پچاس یا شاید سو مرتبہ دیکھا ہوگا۔ پہلی مرتبہ جب وہ ہمیں نظر آیا تو میں اپنی بیوی سمیت تھوڑے فاصلہ پر ایک جھونپڑی سے دُودھ مکھن اور اسی قسم کی چیزیں لینے گیا ہوا تھا۔ واپس آتے ہوئے ہم باغ سے گذر رہے تھے۔ کہ اس گیلری میں ہمیں کوئی کالی سی چیز نظر آئی۔ میری بیوی اور میں اسے غور سے دیکھنے لگے۔ بے شک وہ ضرور کوئی چیز تھی۔ وہ کہنے لگی۔ تمہاری رائے میں یہ کیا ہے؟ میں نے کہا کوئی چور ہوگا۔ وہ کہنے لگی بالکل نہیں۔ کیونکہ یہ چیز حرکت نہیں کرتی۔ اور اگر چور ہو۔ تو یوں کھڑا ہو کر تفریح میں وقت ضائع نہ کرے۔ میں نے کہا۔ اچھا آؤ ہم پاس چلکر دیکھیں۔ ہم بڈھوں کو کوئی کیا کہے گا۔ اس پر میں اور میری بیوی ہم دونوں گیلری کے نیچے پہنچے۔ اور اوپر کی طرف دیکھنے لگے۔ خدا کی قسم ہم اس خوفناک زرد چہرے کو کبھی نہ بھولیں گے۔ جو ہمیں اپنی طرف دیکھتا نظر آیا پھر ہمیں یاد آگیا۔ کہ یہی وہ گیلری ہے۔ جس سے گلبرٹ ورنن نے گر کر خودکشی کی تھی جس کے بعد ہمارے لئے یہ جاننا کچھ مشکل نہ تھا۔ کہ یہ اُسی کی روح ہے۔"

مس کلاریسہ خوف زدہ ہو کر یا خوف کا اظہار کرتے ہوئے مسٹر ٹڈورتھ جونز سے لپٹ گئی اور کہنے لگی "اوہ! اوہ! اگر وہ بھوت اس وقت آجائے!"

مسز بسٹرڈ بولی "البرٹ میں کہہ سکتی ہوں۔ تم نے اپنے لئے ایک نیا الجھیڑا پیدا کر لیا ہے کیونکہ اس مکان میں تو تم ایک دن بھی نہ رہ سکو گے۔"

مالی کہنے لگا "آپ درست فرماتی ہیں۔ مکان ایسا خوفناک ہو گیا ہے کہ اب یہاں ہمارے جیسے محتاج بڈھوں کے سوا کوئی ایک دن بھی نہیں رہ سکتا۔ ہم نے اس بھوت کو آج سے ڈیڑھ سال پہلے اول مرتبہ دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہ کئی بار ہمارے دیکھنے میں آچکا ہے۔ مگر ہمیں تکلیف نہیں دیتا شائد وہ ہمارا عادی ہو گیا ہے۔"

یکایک کرنیل چولمونڈلے نے پوچھا "پہلے آدمی اگر وہ بھوت اس کمرہ ہی میں آتا ہے۔

تو تم نے اس محل کے باقی کمروں کو چھوڑ کر ہماری آمد کے لئے اسی کو کیوں تیار کیا؟"
اس سوال کو سنکر مالی گھبرا گیا۔ اور اس نے اس قسم کی حرکت کی۔ گویا کمرہ سے باہر جانا چاہتا ہو۔
مسز بسٹرڈ اپنے بھتیجے سے دبی زبان میں کہنے لگی "ہاں البرٹ اس سے پوچھو تو اس نے ہمارے لئے باقی کمروں کو چھوڑ کر یہی کمرہ کیوں صاف کیا؟"
ایگرٹن اگرچہ یہ جانتا تھا کہ میں اس مکان کا بنا دٹی مالک ہوں۔ اور اس حیثیت سے وہ مالی پر اس قسم کا کوئی اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ تاہم دو شخصوں کے اکسانے پر اس نے چاروناچار مالی سے مخاطب ہو کر کہا "بڑے میاں تم نے میرے دوست کرنیل چولمونڈ کے کا اعتراض سنا؟"
"جی ہاں" مالی نے لاپروائی سے کہا۔
ایگرٹن نے اسی طرح منت آمیز لہجہ میں کیونکہ وہ تحکمانہ لہجہ اختیار کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ کہا "آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ کہ تم نے ہمارے لئے یہی کمرہ کیوں خالی کیا؟"
بڈھا مالی چند منٹ تک کچھ سوچتا رہا۔ اور اس کے بعد کہنے لگا "اگر آپ حضرات ہی چاہتے ہیں۔ تو خیر مجھے جواب دینے میں کچھ اعتراض نہ [illegible] ریونسورتھ اس ہال کو چھوڑ کر یکایک چلی گئیں۔ اور ان کے وکیل نے دوسرے دن آکر اس مکان کی نگرانی میرے اور میری بیوی کے سپرد کی۔ اور باقی نوکروں کو جواب دے دیا۔ تو جاتے وقت وہ ساری عمارت میں پھر کر اس کے دروازے بند اور مقفل کر گیا تھا اس صورت میں . . ."
"ہاں۔ ہاں میں تمہارا مطلب سمجھ گیا" ڈنسٹیبل نے افشائے راز کے خوف سے مالی کی بات قطع کرتے ہوئے کہا "مکان اپنی بند صورت میں ہی معہ اسباب فروخت ہوا ہے؟"
مالی کہنے لگا "جناب وہ وکیل جاتے وقت ہم کو کنجیاں دے گیا۔ اور کہہ گیا تھا۔ کہ ان کمروں کو صاف کرنے کے بعد پھر بند اور مقفل کر دیا کرو لیکن جس روز ہم نے گیلری میں بھوت کو کھڑے دیکھا۔ اور میں اور میری بیوی ہم دونوں یہاں قریب پہنچے تو ہمیں نظر آیا کہ اس کی کھڑکیاں کھلی ہیں . . ."
"اور کیا انہیں پہلے بڑی احتیاط سے بند کیا گیا تھا؟" جوان لڑکیوں میں سے ایک نے کپکپاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

بڈھے مالی نے کہا "ہاں سر یقیناً بند کیا گیا تھا۔ میں آپ کے سامنے سارے حالات بالکل سچ سچ بیان کر رہا ہوں۔ لیکن زیادہ عجیب بات یہ تھی کہ اگرچہ کھڑکیاں کھلی تھیں۔ مگر دروازہ بند تھا۔۔۔"

کرنیل چولنڈلے ہاتونی بڈھے کی گفتگو سے تنگ آگیا تھا۔ نفرت آمیز طریق پر مسکرا کر کہنے لگا "اب تم اپنے اس بھوت کی داستان کو تو رہنے دو۔ میرا خیال یہ ہے کہ کمرہ کی کھڑکیاں محض اتفاقیہ طور پر کھلی رہ گئی ہوں گی"

"مالی ابراہام سکوئیرز کرنیل کے اس فقرہ سے بظاہر بہت ناخوش ہوا۔ کیونکہ اس میں ایک طرح پر اس کی راستی پر شک کیا گیا تھا۔ اس لیے جھلا کر کہنے لگا "فرض کرو ایسا ہی ہو جیسا آپ کہتے ہیں۔ تو پھر کیا بات ہے کہ جب میں نے اور میری بیوی نے پھر کھڑکیوں کو بند کر دیا۔ اور جاتے وقت دروازہ کو بھی احتیاط سے بند کر گئے تو۔۔۔"

"تو پھر کیا ہوا؟" سنر بسٹرڈ کی دو تین لڑکیوں نے دہشت زدہ ہو کر پوچھا۔

مالی نے اپنی آنکھیں جن میں ملامت کا اغر پایا جاتا تھا۔ کرنیل کے چہرہ پر گڑو کر کہا "ہوا یہ کہ دوسرے دن رات کو کھڑکیاں پھر کھلی پائی گئیں!"

یہ سنکر نوجوان لڑکیاں نمایاں طور پر کانپنے لگیں۔ اور سکڑ کر اکٹھی ہو گئیں۔ سنر بسٹرڈ نے بھی خوف زدہ ہو کر اپنے اردگرد نظر ڈالی۔ مرد سب کے سب حیران تھے کہ اس داستان کا کیا مطلب نکالا جائے

بڈھا مالی یہ دیکھ کر کہ آخرکار مجھے حاضرین سے اپنی بات منوانے میں کامیابی حاصل ہوئی پھر کہنے لگا "اس دن کے بعد میں نے پھر اس کمرہ میں قدم رکھنے کی جرأت نہیں کی۔ لیکن وہ بھوت اکثر یہیں رہتا ہے۔ کیونکہ کھڑکیاں کبھی دو دو تین تین دن کھلی رہتی ہیں۔ پھر خود بخود ہفتوں کے لیے بند ہو جاتی ہیں۔۔۔"

ایگرٹن نے پھر اپنی پھوپھی سے اشارہ پا کر سوال کیا "بڑے میاں یہ سب کچھ تو ہوا۔ مگر تم نے ہمارے اس سوال کا کیا جواب دیا۔ کہ اس وقت ہمارے لئے خاص طور پر یہی کمرہ کیوں کھولا گیا ہے؟"

مالی اس بات کو پیش نظر رکھ کر کہ مجھے مسٹر ایگرٹن سے اس طرح سلوک کرنا چاہیئے۔ گویا وہ اس مکان کا مالک ہو کہا "جناب اگر آپ خفا نہ ہوں تو میں عرض کئے دیتا ہوں۔ بات یہ ہے

کہ کل رات تک قریباً تین ہفتوں سے اس کمرہ کی کھڑکیاں بند چلی آتی تھیں۔ اس لئے جب میں نے انہیں پھر کھلا ہوا دیکھا۔ تو میں نے اپنی بیوی سے کہا۔ اب یہ معلوم کرنے کا وقت ہے کہ اس بھوت کو کس چیز کی تلاش ہے۔ اور وہ اس کمرہ میں کیوں ہر بار آتا ہے۔ میں نے اپنی بیوی سے یہ بھی کہا کل یہاں امیر آدمیوں کی ایک جماعت آنے والی ہے۔ ہم اُسے اس بھوتوں والے کمرہ میں ہی ٹھہرائیں گے۔ اُس وقت اگر بھوت نمودار ہوا۔ تو وہ لوگ ضرور اس سے سوال کریں گے۔ کہ تم یہاں کیوں پھرتے ہو۔ اور وہ انہیں جواب دینے پر مجبور ہوگا میری بیوی نے یہ تجویز منظور کی۔ اور آپ لوگوں کو یہاں ٹھیرانے کا انتظام کیا گیا۔ سچ پوچھئے تو میں نے آپ لوگوں سے بھوت کا ذکر بالکل نہ کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا۔ یہ تو معلوم نہیں کس طرح اس کا ذکر چھڑ گیا۔ اور آپ میں سے ہر شخص کے روبرو مجھے یہ داستان بیان کرنی پڑی"

"ہاں۔ اور ہم تمہارے بہت ممنون احسان ہیں کہ تم نے ہمیں اس بھوتوں والے کمرہ میں ٹھیرایا" مسز بسٹرڈ نے نخوت آمیز طریق پر اپنے سر کو ہلا کر کہا۔

چولمونڈلے کہنے لگا" بڑے میاں میں تمہارے اس [illegible] ٹھیریں گے۔ اور اگر وہ بھوت نظر آیا۔ تو اس [illegible] یوں پھرتا ہے۔ اگر لیڈیاں خوف زدہ ہوگئیں۔ تو مرد انہیں اپنے پاس بھالیں گے۔۔۔"

"اوہ! اوہ! یہ فقرہ میرے سامنے" کلاریسہ جیسا اپنے عاشق سے دبی زبان میں کہنے لگی۔

بزقصاب کا شاعر بیٹا مسٹر ٹڈورتھ جونز کہنے لگا" بے شک میری جان شاعرانہ نقطہ خیال سے بھی یہ فقرہ بہت نامناسب ہے"

لیکن کرنیل کے اس فقرہ سے اس جوڑے کے دل پر خواہ کچھ بھی اثر ہوا ہو۔ بہرحال مسز بسٹرڈ کی باقی چاروں لڑکیاں جن کی ابھی تک منگنی نہ ہوئی تھی۔ اُسے مشکر کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ اور ان میں سے بعض نے شرما کر اپنی نگاہیں نیچی کرلیں۔ مختصر یہ کہ چولمونڈلے کی اس تجویز کی کہ ہم اسی کمرہ میں ٹھیریں گے۔ کوئی خاص مخالفت ظہور میں نہ آئی۔

اب ایگرٹن نے یہ سوچکر کہ مجھے میزبانی کے فرائض ادا کرنے چاہئیں۔ حاضرین سے کہا" حضرات اور خواتین آپ تشریف رکھیں۔ اور مجھے چند منٹ کی اجازت دیں کہ میں آپ کی دعوت کا انتظام کروں"

یہ کہہ کر وہ کمرہ سے باہر نکلا اور اُس نے ابراہام سکوگیز یعنی بڈھے مالی کو اپنے پیچھے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ مالی اپنے نئے عارضی آقا کو ساتھ لے باورچی خانہ کی طرف چلا۔ جہاں اُس کی بیوی مسز سکوگیز پہلے دن بھیجے ہوئے سامان اکل و شرب کے پلندے کھول رہی تھی شکل و صورت میں یہ عورت بھی اپنے شوہر سے اس قدر ملتی جلتی تھی۔ کہ دیکھنے والے کو بادی النظر میں سکوگیز کی بیوی نہیں۔ بہن معلوم ہوتی تھی۔ ان حالات میں ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ وہ بھی ایک ٹھگنے قد کی مکڑی ہوئی سیلی کچیلی بوڑھی عورت تھی۔ اور اس کے چہرہ اور ہاتھوں کو دیکھکر معلوم ہوتا تھا کہ اُن میں اور صابون میں مدت کی جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ باوجود اس کے وہ بھی اپنے شوہر کی طرح ایک نیک دل عورت تھی۔ اور جس کام کو وہ اس وقت سرانجام دے رہی تھی۔ اس میں بڑے شوق سے حصہ لیتی تھی۔ کام کی محویت میں اپنے شوہر اور ایک اجنبی یعنی مسٹر ایگرٹن کی آمد سے بے خبر وہ ان چیزوں کو کھولتی ہوئی برستور اپنے دل سے باتیں کرتی رہی۔ اُس کی آواز اس قسم کی تھی۔ جیسے کوئی شخص پھٹی ہوئی نفیری بجا رہا ہو۔ کہتی جاتی تھی "یہ مکھن جس کے اندر نمک ملا ہوا ہے۔ بہت اچھا ہے۔۔۔ اور ہاں یہ گوشت۔ یہ چار سیر چوزے اور یہ زبان یہ بھی بہت عمدہ اور لذیذ چیزیں ہیں۔۔۔ یہ دوسرا سمبوسے چھ کیکڑے۔ سیر کے کی بوتل۔۔۔ مگر ہاں یہ بھاری سی چیز کیا ہے! غالباً ابلا ہوا سر و گوشت ہے۔۔۔ اور یہ ران بھی تو کچھ کم لذیذ نہ ہوگی۔ البتہ اس کے لئے چٹنی کی ضرورت ہے۔۔۔ توبہ توبہ کتنی روٹیاں منگائی ہیں۔ اور یہ پنیر بھی تو کچھ کم مقدار میں نہیں۔ بس یہ ٹوکرا تو انہی چیزوں سے پُر تھا۔۔۔"

مسز سکوگیز یہ کہتی جاتی تھی۔ اور ہر ایک چیز کو ٹوکرے سے نکال نکال کر بڑی احتیاط کے ساتھ میز کے اوپر سجاتی جا رہی تھی۔ کہ یکایک اُس نے مڑ کر اپنے شوہر کے ساتھ ایک اجنبی کو کھڑا دیکھا۔ جس کا بڈھے مالی نے اُس سے مسٹر ایگرٹن یعنی ریوشورتھ ہال کے عارضی مالک کی حیثیت میں تعارف کرایا۔ بوڑھی عورت نے جھک کر سلام کیا۔ کیونکہ کچھ تو وہ فطرتاً نیک دل تھی۔ اور کچھ اس کثیر سامان خوراک کو دیکھ کر اس امید نے کہ اس کا بقایا ہمارے حصہ میں آئیگا۔ اُس کی خوش طبعی کو اور بڑھا دیا تھا۔

ایگرٹن اور مالی نے شراب کی بوتلیں ایک خوانچہ سے نکال کر باہر رکھیں۔ اور اُس کے بعد ایگرٹن مالی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "دیکھو میرے دوست لارڈ ڈنسٹیبل

نے تمہیں پانچ پونڈ اس بات کا معاوضہ دیئے تھے۔ کہ تم نے ہمیں عارضی طور پر اس مکان میں ٹھہرنے کی اجازت دی۔ یہ لو پانچ پونڈ کا نوٹ اور ہے لیکن دیکھو لیڈیوں میں سے کسی نے تم سے میری اس مکان کی ملکیت کی نسبت سوالات پوچھے تو ہوشیاری سے جواب دینا۔ مجھے یقین ہے۔ اپنے رشتہ داروں سے یہ پُر لطف مذاق کرنے کی تجویز جو میں نے سوچی ہے اُس میں تم مجھے پورے طور سے مدد دو گے۔ میں تمہارے اس بھوت کے قصہ کی داد دیتا ہوں۔ جو تم نے اس مطلب کیلئے بیان کیا۔ کہ یہ لوگ جلد سے جلد یہاں سے رخصت ہو جائیں۔"

مالی کہنے لگا۔" جناب اس روپیہ کے لئے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن ایک گنہگار شخص کی حیثیت میں جسے اپنی راستی کی بنا پر آخرت میں نجات کی امید ہو سکتی ہے میں انجیل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بھوت کی نسبت جو کچھ میں نے بالاخانہ میں بیان کیا تھا۔ وہ حرف بحرف صحیح ہے۔"

ایگرٹن بولا۔" کیا فضول باتیں کرتے ہو۔ اے میاں یہ زمانہ بھوتوں کا ہے۔ آجکل بھوتوں کے وجود کو کون تسلیم کرتا ہے۔"

بڈھے نے سنجیدگی سے سر ہلا کر کہا۔" جناب آپ نہ مانیں۔ آپ کو اختیار ہے لیکن میں . . . خیر آپ اس ذکر کو جانے دیجئے۔ کیونکہ سنتے ہیں جہاں بھوت پھرتا ہو۔ وہاں اُس کی مذمت کرنے سے کوئی مصیبت ضرور نازل ہوتی ہے۔"

ایگرٹن اس کا کچھ جواب دینے کو تھا۔ مگر پھر یہ سوچکر رک گیا۔ کہ کسی شخص کے دل میں جو تعصب جاگزین ہو چکا ہو اُسے آسانی سے دور نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ اس نے گھنٹہ بھر کے عرصہ میں کھانے پینے کی چیزیں دسترخوان پر رکھے جانے کی ہدایت کی۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تاکید مزید کر کے کہ اس مکان کی نسبت میری مفروضہ ملکیت کا راز ظاہر نہ ہونے پائے۔ اُس نشستگاہ میں واپس پہنچا۔ جہاں اُس کے دوست اور رشتہ دار بیٹھے تھے۔

تیسرا باب ٹاڈورتھ جونز کی شاعری کا نمونہ

جس وقت البرٹ ایگرٹن مالی کے ساتھ باورچی خانہ میں گیا ہوا تھا۔ تو اُس کی عدم موجودگی میں نشستگاہ میں بڈھے مالی کی بیان کردہ داستان کے متعلق دیر تک بحث ہوتی رہی۔

اور لارڈ ڈنشیبل مسٹر چیپٹر اور سر روپرٹ ہاربروبھوت کی کہانی کے متعلق کامل یقین کا اظہار کرتے رہے۔ کیونکہ وہ اپنے دوست ایگرٹن کو اس نقل میں پورے طور سے مدد دینا چاہتے تھے۔ اور ان کی یہ دلی خواہش تھی۔ کہ اس کی پھوپھی اور پھوپھا زاد بہنوں کو جس قدر جلد ممکن ہو۔ یہاں سے واپس لندن میں پہنچا دیا جائے۔ انہیں اس بات کا اندیشہ تھا۔ کہ اگر یہ راز فاش ہو گیا۔ اور اتفاقیہ طور پر یہ عورتیں مسٹر ایگرٹن کے اس مال کا فرضی مالک ہونے کے راز سے واقف ہو گئیں۔ تو پھر غریب ایگرٹن کو اتنی لعنت ملامت ہوگی۔ اور اسے ایسی نصیحتیں کی جائینگی کہ ممکن ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہاتھ سے نکل جائے۔ اور چونکہ ان بدمعاشوں کی اوقات ایسے ہی سادہ لوح شخصوں کو لوٹنے پر بسر ہوتی تھی۔ اس لئے یہ ہرگز نہ چاہتے تھے۔ کہ اس زریں مرغ کو اس وقت تک ہاتھ سے نکل جانے دیں۔ حتیٰ کہ اس کے آخری پر و بال بھی نچ لئے جائیں کرنیل چولمنڈلے بھی ان معاملات میں اپنے دوستوں کا شریک حال تھا۔ لیکن وہ دم آخر تک بھوت کی کہانی پر شک کا اظہار کرتا رہا۔ جس کی وجہ محض یہ تھی۔ کہ اگر ایگرٹن کے سارے دوست مل کر اس بات پر زور دینے لگتے۔ کہ ہمیں فوراً ہی لندن کو واپس ہو جانا چاہیے۔ تو یقیناً مسز بسٹرڈ کو اس بارہ میں کچھ شبہ پیدا ہو جاتا۔

اثنائے گفتگو میں مسٹر ڈورنج جونز نے کہا "مجھ سے پوچھئے تو میں بڈھے مالی کے ہر ایک لفظ پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے نزدیک عشق۔ شاعری اور روحانیت کا ساتھ ہے۔ کیونکہ اس وقت تک عاشق کے عشق کی کیا حیثیت ہے۔ جب تک وہ اس عورت میں بھی کہ اس کا معشوق مر جائے اپنے دل کو یہ کہہ کر تسکین نہ دے سکے۔ کہ وہ ایک روح کی شکل میں ہر وقت میرے پاس موجود رہتا ہے"

اس مختصر تقریر کے بعد جسے مسٹر ڈورنج جونز اپنی بہترین شاعرانہ نازک خیالی سمجھتا تھا وہ فاتحانہ انداز سے حاضرین کی طرف دیکھنے لگا۔

کلاریسہ جو اپنے عاشق پر مفتون تھی۔ دبی زبان میں اس سے کہنے لگی "میرے پیارے مسٹر ڈورنج تمہاری باتیں کیسی خوشگوار ہوتی ہیں تمہاری شیریں کلامی نے ہی سب سے پہلے میرے دل پر اثر کیا تھا"

مسٹر جونز اور بھی زیادہ خوش ہو کر کہنے لگا "میری جان کیا میری شاعری نے

تمہارے دل پر کچھ اثر نہ کیا تھا؟" یہ الفاظ اُس نے کچھ ایسے پُرجوش لہجہ میں کہے کہ وہ مسٹر چچسٹر کے کانوں میں بھی پڑ گئے۔

مسٹر چچسٹر بعض وجوہ سے مالدار بُز قصاب کے بیٹے سے اچھی طرح سلوک کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے کہنے لگا "مسٹر جونز معلوم ہو گیا۔ آپ بڑے پایہ کے شاعر ہیں۔ مجھے پہلے ہی سے آپ کے شاعر ہونے کا شبہ تھا۔ کیونکہ شاعری کا اثر آپ کے چہرہ پر موجود ہے۔ آپ کا کالر شاعروں کے کالر کی طرح ہے۔ اور آپ کی صورت بھی شاعروں سے ملتی ہے۔"

ہر چند کہ مسٹر ٹڈورتھ جونز اُس وقت بھی اور اُس سے پیشتر ہمیشہ ایک شاعر کی بجائے گدھے سے زیادہ مشابہ نظر آتا تھا۔ مگر کچھ تو اس خوشامد کے زیر اثر کچھ کلاریسہ کی میٹھی میٹھی باتوں کی وجہ سے اور کچھ باقی لڑکیوں کے ہنسنے سے اُس کا دماغ فلک ہفتم پر پہنچ گیا۔ اور رفتہ رفتہ اُس نے یہ بات تسلیم کر لی۔ کہ میں نے اپنی معشوقہ کلاریسہ جمیا کو مخاطب کر کے بہت سے شعر کہے تھے۔

اب مسز بسٹرڈ جو اس گفتگو کو دلچسپی سے سنتی رہی تھی۔ مسٹر چچسٹر سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "میں آپ کو یقین دلاتی ہوں۔ کہ ٹڈورتھ کی شاعری بہت بلند پایہ کی ہوتی ہے۔"

"تو پھر آپ اپنی نظموں کا مجموعہ کیوں نہیں چھپواتے؟" مسٹر چچسٹر نے کہا "حضرت آپ کو اپنا ملکہ شعر گوئی چھپا کر نہ رکھنا چاہیئے۔ بلکہ دنیا کو بھی اُس سے مستفید ہونے کا موقعہ دینا چاہیئے۔"

مسٹر ٹڈورتھ جونز کے چہرہ پر اس مزید خوشامد سے اس قدر سُرخی چھا گئی کہ وہ اُس کے سر کے بالوں کی طرح لال ہو گیا۔ پھر بولا "میں نے اپنی ایک نظم چند ہفتے گذرے چھپوائی تھی۔۔۔"

"اچھا!" مسٹر چچسٹر نے اس اطلاع سے بظاہر بہت خوش ہو کر کہا "کسی اخبار میں یا رسالہ میں؟"

"جی نہیں بلکہ سنہری کنارہ کے چند کاغذوں پر۔ کیونکہ میں اُسے اپنے حلقہ احباب میں ہی تقسیم کرنا چاہتا تھا۔" مسٹر جونز نے جواب دیا "مگر خدا ان چھاپہ خانہ والوں کا ستیاناس کرے انہوں نے پہلا پروف جو مجھے دکھایا۔ اُس میں اُس نظم کو اتنا بگاڑ دیا تھا۔ کہ میں نے کام وہیں رُکوا دیا۔"

"مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔" چچسٹر نے کہا۔

مسٹر جونز کہنے لگا "اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ اصلی نظم اور اس کا پروف دونوں دکھا سکتا ہوں۔ آپ جان لیں گے۔ میرا مطبع والوں سے ناخوش ہونا قدرتی ہے یا نہیں"

مسٹر چچسٹر نے نظم اور پروف دیکھنے کی خواہش ظاہر کی۔ اور گو کلاریسہ نے یہ کہکر کہ اس عورت کے لئے جو میری حیثیت میں ہو۔ کوئی نظم جو اس کی تعریف میں لکھی گئی ہو۔ اپنے روبرو سننا آداب تہذیب کے خلاف ہے کسی قدر مخالفت کی۔ تاہم اس مخالفت پر غالب آکر مسٹر جونز نے دونوں کاغذات مسٹر چچسٹر کے حوالہ کر دیئے۔ جس نے پہلے مسودہ کو ہاتھ میں لے کر اصلی نظم پڑھی۔ لکھا تھا۔

کلاریسہ جمیما کو

اے مری پیاری کلاریسہ مری آرام جاں ہوتی ہیں پیدا مرے دل میں عجب بیتابیاں
جب دباتا ہوں میں اے جاں تیرے نازک ہات کو

ہو نہیں سکتا بیاں ہرگز وہ جوش انبساط توڑتی ہے آہ جب تیری نگاہ پر نشاط
میری غم انگیز تنہائی کی لمبی رات کو

روشنی قطب شمالی کی ہو جوں تنویر زا دیتی ہے تیری نگہ روح فسردہ کو ضیا
کرتی ہے پیش نظر میرے نظارے خوشگوار

وجہ تسکین اس سے ہے مجھ کو حیات پر ملال آتا ہے اس کے اثر سے میرے دل میں یہ خیال
پاؤں تیری آنکھوں کی تنویر سے فیض اے نگار

اور یہ تاریک دنیائے وسیع اے جان جاں بگڑا آتا ہے نظر ہر قلب انسانی جہاں
اس میں اک سرچشمہ راحت ہے تو ہی لاکلام

معبد دل ہے مرا تیرے ہی جلووں کے لئے ہوتی ہے حاصل وہ راحت دل کو تیری یاد سے
ہو نہیں سکتا فنا سے آشنا جس کا دوام

ان اشعار کو حاضرین نے پوری دلچسپی سے سنا اور سب نے داد تحسین دی۔ گو کلاریسہ نے اس خیال سے کہ میری حیثیت میں جو عورت ہو اس کیلئے ایسی نظم سننا غیر مناسب ہے۔ رونا شروع کر دیا۔ اور وہ اپنی ماں کے ساتھ لپٹ گئی۔ آخر مسز بسٹرڈ نے اسے دلاسہ دیکر چپ کرایا۔ جب مسودہ کی نظم پڑھی جا چکی تو مسٹر چچسٹر نے اس نظم کا چھپا ہوا پروف بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا جس میں لکھا تھا۔

علاریسہ ضمیمہ کو

اے مری پیاری علاریسہ مری آلام جاں ہوتی ہیں پیدا مرے دل میں غضب بیتابیاں

جب دباتا ہوں میں اے ماں تیرے نازک ہات کو
ہو نہیں سکتا عیاں ہرگز وہ ہوش احتیاط جوڑتی ہے آہ جب تیری نگاہِ پرنشاط
میری ہم رنگریز تنہائی کی لمبی رات کو
روغنی قطب جنبھالی کی ہو جوں تصویر نما دیتی ہے تری نگاہ رومِ فسردہ کو فنا
کرتی ہے نیشِ نظر میرے نظارے خوشگوار
بسکہ نمکیں اس سے ہے مجھکو حیاتِ پرجلال آتا ہے رس کے اثر سے میرے دل میں یہ خیال
پاؤں تیری آنتوں کی تصویر سے فیض اے نگار
اور یہ باریک دنیائے وجیع اے جانِ جاں پکڑا آتا ہے نظر ہر کلب انسانی جہاں
اس میں اک سرچشمۂ راحت ہے تو ہی لاکلام
مطمئن دل ہے مرا تیرے ہی جلووں کیلئے ہوتی ہے حاصل وہ راحت دل کو تیری یاد سے
ہو نہیں سکتا فنا سے آشنا جس کا طعام

جب چچسٹر چھپے ہوئے کاغذ سے یہ عجیب و غریب نظم پڑھ کر سنا چکا تو مسٹر جونز کہنے لگا۔
"آپ نے دیکھا۔ مطبع والوں نے میری تحریر کو پڑھنے میں کیسی فاش غلطیاں کی ہیں"
"بے شک کچھ غلطیاں ضرور سرزد ہوئی ہیں" چچسٹر نے جواب دیا۔ اور وہ خود اور اس کے دوست بمشکل اپنی ہنسی ضبط کر سکے۔ پھر اس نے کہا "مطبع والے کی طرف سے اس قسم کی غلطیاں ہونا اس لئے اور بھی زیادہ افسوسناک ہے کہ آپ کی تحریر ماشاء اللہ بالکل صاف اور خوشنما ہے"
"پیارے کچھ شک نہیں تمہارا خط بڑا ہی دلفریب ہے" کلاریسہ جمیما نے دبے لفظوں میں اپنے عاشق سے کہا۔
مسٹر جونز کے چہرہ سے پایا جاتا تھا۔ کہ اس وقت اس کے سینہ میں غیر معمولی جذبات کا ہجوم ہے۔ دونوں عشاق اس قدر بے اختیار ہو گئے۔ کہ حاضرین کی موجودگی کو فراموش کر کے دیر تک دبے لفظوں میں محبت آمیز گفتگو کرتے رہے۔
آخر کچھ وقفہ کے بعد مس سوسانہ ریشل نے معاملہ کا رخ بدلنے کے لئے کہا "بہرحال میں کہہ سکتی ہوں۔ کہ اس بھوت کا واقعہ سنکر میں آیندہ کبھی اپنے کمرہ میں لمپ روشن کئے بغیر نہ سوؤنگی"
ایک اور مس بسٹرڈ کہنے لگی "میں تو آیندہ اپنا منہ لحاف میں چھپا کر سویا کروں گی"

چوتھی مس بسٹرڈ بولی "میں نے سنا ہے۔ اگر کسی کمرہ کے دروازہ پر گھوڑے کی نعل لگا دی جائے۔ تو بھوت اس کے اندر داخل نہیں ہوتا"

پانچویں سے بھی نہ رہا گیا۔ کہنے لگی "ہاں مگر اس سے بہتر طریق یہ ہے کہ انجیل کو سرہانے رکھ کر سو جائیں"

ان کی ماں نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "جو کچھ تم کہتی ہو۔ ٹھیک ہے لیکن بھوت کو اگر کسی کمرہ میں داخل ہونا ہو۔ تو اسے ان طریقوں سے بھی روکنا مشکل ہے۔ کیونکہ وہ تو بند کمروں میں بھی کسی نہ کسی راہ سے گھس ہی جاتا ہے"

لارڈ ڈنسٹیبل کہنے لگا "میڈم آپ بجا فرماتی ہیں"

باتونی مسز بسٹرڈ بولی "جہاں بھوت کو پھرنے کی عادت ہو۔ لاکھ احتیاط کرو وہاں پھرتا ہی نظر آئے گا"

"میڈم میں آپ کی دلیلوں کا قائل ہوں"

مسز بسٹرڈ سے پھر سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا "اس صورت میں بہترین طریقہ یہی ہے۔ کہ انسان اس مکان سے دور رہے جس میں بھوتوں کا آنا جانا ہو"

خوشامدی امیر کہنے لگا "میڈم اگر آپ کا تعلق صنف نازک سے نہ ہوتا تو میں سمجھتا کہ آپ آکسفورڈ یونیورسٹی کی گریجویٹ ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کی دلیلیں اقلیدس کی منطق سے بھی زیادہ صاف ہیں"

مسز بسٹرڈ پھر بھی نہ رہ سکی۔ پوچھا "مسٹر اقلیدس کوئی بڑا ہی ہوشیار آدمی ہے؟"

اسکو یکایک ڈنسٹیبل کو زور کی کھانسی چھڑ گئی۔ یا کم از کم اس نیک دل بوڑھی عورت کو ایسا معلوم ہوا۔ کیونکہ وہ دیر تک منہ کے آگے رومال لیے بیٹھا رہا۔ اس کے دوست سمجھتے تھے کہ وہ اپنی ہنسی کو ضبط کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

اتنے میں ایگرٹن بھی حاضرین میں آملا۔ اور کہنے لگا "جب تک دسترخوان بچھایا جائے آؤ ہم ذرا باغ کی سیر کر آئیں"

مسز بسٹرڈ اس عالیشان عمارت کے مختلف حصوں کو دیکھنے کی خواہشمند تھی۔ مگر ایگرٹن نے اسے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ میں نے چونکہ مختلف کمروں کے اسباب کا مقابلہ فرد حساب سے نہیں کیا۔ اس لیے جب تک اس شخص کو جس کے سپرد مکان کا انتظام ہے۔ ساتھ نہ لیا جائے

کمروں کو کھولنا مناسب نہیں۔ اور وہ میاں بیوی دونوں چونکہ دسترخوان کی میز پر سامان رکھنے میں مصروف ہیں۔ اس لئے انہیں اس کام سے ہٹا کر ادھر لگانا درست نہ ہوگا۔ اس پر آخر کار باغ کی سیر کو ہی سب نے منظور کیا۔ اور یہ لوگ بالاخانے سے پائین باغ میں اتر آئے باغ کی روشوں پر چلتے ہوئے مسز بسٹرڈ کہنے لگی "پیارے البرٹ میں تمہاری اس عمارت کی بہت مداح ہوں۔ باغ بھی خوشنما ہے۔ مگر اس بھوت کا معاملہ البتہ ناگوار ہے۔ اس تنہا مقام میں تم اسی صورت میں خوش رہ سکتے ہو۔ کہ شادی کرلو۔ اور میاں بیوی اکٹھے یہاں رہو"

"شادی!" ایگرٹن نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ "کیونکہ اس سے پیشتر اسے شادی کا خیال کسی نازک جذبہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ صرف اس صورت میں کرنے کے متعلق پیدا ہوا تھا۔ کہ موجودہ دولت تباہ ہو جائے۔ اور اس کے بعد کسی مالدار عورت سے شادی کر کے اسے بحال کیا جائے۔

اس کی باتوں پھوپھی سلسلہ کلام جاری رکھکر کہنے لگی "ہاں ہاں اب تمہاری شادی کی عمر ہے۔ اور اگر تم چاہو تو میں خود تمہارے لئے کوئی اچھی سی لڑکی تلاش کر سکتی ہوں۔ بھلا اگر میں تمہاری نسبت اس پنساری کی بیٹی مس پوسل وہیٹ سے چھڑا دوں تو۔۔۔"

لارڈ ڈنسٹیبل بولا "میڈم معاف فرمائیے گا۔ آپ کے بھتیجے کی شادی اس سے بہت اونچے طبقہ میں ہونی چاہیئے۔ میں خود اس کی شادی کا انتظام کسی مالدار امیر گھرانہ میں کروں گا۔ خیال فرمائیے۔ یہ اعلان اخبار مارننگ ہیرالڈ میں چھپ کر کیسا دلفریب معلوم ہوگا کہ "یہ نسورتھ پارک کے مسٹر اور لیڈی ایگرٹن اپنے احباب کو دعوت دیتے ہیں۔۔۔"

"بے شک! بے شک! میں تسلیم کرتی ہوں"۔ ایگرٹن کی پھوپھی نے اس تجویز سے پھولے نہ سما کر کہا۔

اسی طرح یہ لوگ بہت دیر تک گفتگو کرتے باغ کی روشوں پر چلتے رہے۔ حتےٰ کہ انہیں ہال کی چھت پر لگے ہوئے گھنٹہ کی آواز سنائی دی جو اس بات کی علامت تھی کہ دسترخوان بچھ چکا ہے۔

حاضری کی میز اسی بھوتوں والے کمرہ کی بچھائی گئی تھی۔ اور باوجود ڈیڈھ گھنٹے کی افسردہ کن داستان کے سب کی بھوک باغ میں پھرنے کی وجہ سے خوب چمک گئی تھی۔ اس لئے

وہ بڑے شوق کے ساتھ میز کے گرد بیٹھ گئے۔

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ اس تقریب پر سامان خوراک وافر مہیا کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دعوت کے لئے نہایت عمدہ شراب بڑی مقدار میں بہم پہنچائی گئی تھی۔ چنانچہ شامپین کے جام بکثرت اڑتے رہے۔ لارڈ ڈنسٹیبل نے کئی مرتبہ مسز بسٹرڈ کا گلاس شراب سے پُر کیا۔ اور وہ ہر بار اظہار شکریہ کے ساتھ اُسے پیتی رہی۔ اس کی بیٹیوں نے جن میں سے ہر ایک ایک ایک مرد کے حصہ میں آچکی تھی پاس بیٹھنے والے اصحاب سے یہ کہہ دیا تھا۔ کہ ہم چوتھائی گلاس سے زیادہ نہ پی سکیں گی لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ بہت کچھ مسکرانے۔ ہنسنے اور شرمانے کے بعد وہ سب دو دو تین گلاس پی گئیں۔ ہر مرتبہ جب ان کا گلاس پُر کیا جاتا تھا۔ تو وہ اپنا منہ دوسری کو پھیر لیتی تھیں۔ جس کے بعد انہیں ذرا سے اصرار پر پینے پر آمادہ کر لینا مشکل نہ ہوتا تھا اور جب تین چار مرتبہ اس طرح ہو چکا تو پھر یہ سلسلہ از خود جاری رہا۔

غرض یہ لوگ بڑے لطف کے ساتھ کھانے پینے میں مصروف رہے۔ اور رفتہ رفتہ ایگرٹن نشہ شراب میں اس قدر مسرور ہوا۔ کہ وہ سچ مچ اپنے آپ کو اُس شاندار محل کا مالک سمجھنے لگا۔

مسز بسٹرڈ کہنے لگی "میں نے ایسی شاندار دعوت اپنی زندگی میں صرف ایک بار کھائی تھی اور وہ بھی اس وقت جب میرے مرحوم شوہر کو لارڈ میئر کے ہاں مدعو کیا گیا تھا" مسٹر ٹڈورتھ جو اپنا تیار کردہ ایک گیت گا کر سنانے پر مصر ہوا۔ جس کے ابتدائی حصہ میں حسین کلاریسہ کی تعریف کی گئی تھی۔ اور اس بات پر بھی زور دیا گیا تھا۔ کہ ایسی حسین عورت سے جدا ہونے کا عاشق کو کتنا بڑا رنج ہو سکتا ہے۔ خود کلاریسہ بھی اس قدر خوش تھی۔ کہ اپنی تعریف کا یہ گیت سارے حاضرین کے سامنے سنائے جانے پر اپنے عاشق کو ملامت کرنے سے باز رہی۔ ڈنسٹیبل مسز بسٹرڈ کی ہر ممکن طریق پر چاپلوسی کرتا رہا۔ اور چولمونڈلے ہاربرو اور چچسٹر نے اپنی باتوں سے باقی حسین اور جوان لڑکیوں کو وارفتہ کر لیا۔

اس طرح پر یہ جلسہ دعوت بڑی خوشی کے ساتھ سرانجام پا رہا تھا کہ یکایک بڈھا مالی اپنی کاغذ کی بنی ہوئی ٹوپی ایک ہاتھ میں اور اس کے نیچے پہننے کی بالوں کی ٹوپی دوسرے میں لئے بے تحاشا دوڑتا اور اپنی پھٹی ہوئی کرخت آواز سے زور زور سے یہ چلاتا کمرہ میں داخل ہوا "لاش! لاش!"

یہ آواز سُنکر ہر شخص جو دسترخوان پر بیٹھا تھا۔ گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سب

لوگ مالی کو حیرت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ پہلے تو ایگرٹن اور اُس کے چاروں فیشن ایبل دوستوں نے سمجھا کہ یہ بھی مالی کی ایک چال ہے جو اُس نے پارٹی کو جلد تر محل سے رخصت کرنے کے لئے سوچی ہے۔ اور ایگرٹن خوش ہوا کہ یہ تجویز میرے ہی فائدہ کیلئے اختیار کی گئی ہے۔ مگر جب اُس نے مالی کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو اُسے یقین ہوگیا کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے بناوٹ نہیں بلکہ کسی حقیقت سے تعلق رکھتا ہے۔

اتنے میں مالی نے وحشت آمیز نظر سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پھر چلا کر کہنا شروع کر دیا تھا "لاش! لاش!" ناچار ایگرٹن پریشان حال بڑھے کی طرف بڑھا اور اُس سے کہنے لگا "خدا کیلئے صاف طور پر بیان کرو کیا ماجرا ہے" مالی جس کا ہر عضو کانپ رہا تھا۔ ایک کرسی پر گر پڑا۔ اور ایگرٹن نے اُسے زبردستی شراب کا ایک گلاس پلایا۔ اس سے اس کی طبیعت ذرا سکون پذیر ہوئی۔ تو اُس نے اپنی بالوں والی ٹوپی جو یوں بے تحاشا دوڑے آنے کی وجہ سے سر سے اُتر کر گر پڑی تھی۔ پھر اپنی چندیا پر رکھ لی۔ اور اُس کے بعد اپنے گول مول طریقہ میں جو اُس سے مخصوص تھا۔ ساری واردات بیان کرنی شروع کی۔ چونکہ اس کا بیان طویل تھا۔ اس لئے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ناظرین کی سہولت کے لئے سارا قصہ اپنے طور پر مختصر لفظوں میں بیان کر دیں۔

مالی کی باتوں سے یہ معلوم ہوا کہ جس وقت پارٹی کے لوگ دسترخوان پر کھانا کھانے میں مصروف تھے۔ اور مالی اس کی بیوی اور وہ نوکر جو گاڑیوں کے ساتھ آئے تھے۔ باورچی خانہ میں بیٹھے ہوئے اپنے طور پر دعوت اڑا رہے تھے تقریباً ۸۰ سال کی عمر کا ایک موٹا تازہ خوش پوش خوش طبع آدمی ریونسورتھ ہال کے قریب کھیت میں سے گذر رہا تھا اُس کے ساتھ ایک خوشنما چھوٹا کتا تھا۔ وہ دل لگی کے لئے ایک چھڑی اس کتے کو دکھا کر فاصلہ پر پھینک دیتا۔ اور کتا دوڑ کر اُسے اٹھا لاتا تھا۔ جانور بہت سمجھدار تھا۔ آخری مرتبہ جب اُس شخص نے چھڑی کو کھیت کے ایک حصہ میں پھینکا تو کتا بجائے اُسے اٹھا کر واپس لانے کے وہیں کھڑا رہا۔ شخص مذکور نے اُسے سیٹی دیکر بلانے کی کوشش کی۔ آوازیں بھی دیں۔ مگر کتا اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ بلکہ اس نے اس جگہ کو جہاں وہ کھڑا تھا اپنے پنجوں سے کھودنا شروع کر دیا۔ اس پر شخص مذکور بھی اس طرف کو آیا۔ اور وہاں پہنچکر اس نے دیکھا کہ کتا اپنے پنجوں سے زور سے اس گڑھے کو کھود رہا ہے جو حال میں اس مقام پر بارش کے اثر سے پیدا ہو گیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک نہایت تیز بو اس شخص کی ناک میں پہنچی جب اس نے اس مقام کو غور سے دیکھنا شروع کیا تو

اسے انتہائی حیرت اور خوف بھی محسوس ہوا۔ کیونکہ زمین کے اندر سے کسی انسان کا ہاتھ باہر نکلا ہوا نظر آتا تھا!

ہاتھ بالکل پنجر کی صورت میں تھا۔ مگر کہیں کہیں اب بھی اس پر سیاہ اور سڑا ہوا گوشت باقی رہ گیا تھا۔ بھی ریشے ابھی لٹکنے نہ لگے تھے کہ انگلیوں کی گانٹھیں ایک دوسرے سے جدا ہو جاتیں اس شخص نے یہ حالت دیکھکر کتے کو جو وہاں سے پرے نہ ہٹتا تھا۔ زبردستی گود میں اٹھا لیا اور سیدھا مالی کی طرف چلا۔ وہاں شاگرد پیشہ میں نوکروں کو جمع دیکھکر اس نے اس دریافت کا ذکر بڈھے مالی اور ان نوکروں سے کیا۔ جو اگیرٹن کی پارٹی کے ہمراہ وہاں آئے ہوئے تھے۔ ابراہام سکوگیز یعنی بڈھے مالی کی یہ تجویز تھی۔ کہ اس کی اطلاع فوراً ہی اس پارٹی کے لوگوں کو پہنچائی جائے گرلارڈ ڈنسٹیبل کا نوکر جو بہت سیانا تھا کہنے لگا "جب تک اس بارہ میں پورے طور سے دیکھ بھال نہ کر لی جائے ہمیں اُن کو ناحق پریشان نہ کرنا چاہیئے"۔ چنانچہ یہ لوگ پھاوڑے اور کدالیں ہاتھ میں لیکر اس مقام کی طرف چلے تاکہ اس جگہ کو کھود کر دیکھا جائے۔ زمین کھودنے کے ضروری آلات بڈھے مالی نے مہیا کر دیئے تھے۔ اور وہ اجنبی جس کے کتے نے اس مقام کا سراغ لگایا تھا۔ انہیں ساتھ لے کر اس طرف کو چلا۔ مسز سکوگیز یعنی مالی کی بیوی کہنے لگی "میں بھی یہاں تنہا رہنا نہیں چاہتی"۔ اس لئے یہ اُسے بھی ساتھ ہی لیتے گئے۔ وہاں پہنچکر انہوں نے غور سے دیکھا۔ تو اجنبی کا کہنا درست نکلا۔ بلاشبہ کسی لاش کا ہاتھ اس گڑھے کے اندر جسے کتے نے اور بھی فراخ کر دیا تھا۔ نظر آتا تھا۔ جسے دیکھ کر یہ سب کے سب نہایت خوف زدہ ہوئے۔

اجنبی کہنے لگا "ضرور قتل کی کوئی بھیانک واردات ہوئی ہے۔ لیکن میں یہ بات پڑھ لوں سن چکا ہوں۔ کہ قتل کو لاکھ چھپایا جائے۔ آخر ضرور ابھر آتا ہے"۔

بڈھا مالی بولا "اس میں کچھ شک نہیں یہ لاش جس کا ہاتھ نظر آرہا ہے۔ ضرور گہری دفن کی گئی ہوگی لیکن پچھلی بارشوں میں جب تالاب کا پانی بہ نکلا۔ تو اُس کے زور سے یہاں کئی فٹ کا گہرا گڑھا پیدا ہو گیا"۔

اجنبی نے کہا "یوں باتیں کرنے سے کیا حاصل ہے۔ اس جگہ کو کھود کر دیکھو کہ معلوم ہو اس ہاتھ کا کوئی بازو اور اس بازو کا کوئی بدن بھی ہے یا نہیں؟"

اس پر مالی نے پھاوڑا ہاتھ میں لیا۔ اور زمین کو کھودنا شروع کر دیا۔ لیکن اُس کا بدن اس زور سے کانپ رہا تھا کہ وہ چند منٹ سے زیادہ اس کام کو جاری نہ رکھ سکا۔ آخر اجنبی

نے پھاوڑا اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور زور سے زمین کھودنی شروع کی۔ جبکہ وہ اس کام میں مصروف تھا۔ باقی سب خاموش کھڑے رہے۔ کتا اس مقام کے ارد گرد دوڑتا پھرتا تھا۔ وہ کبھی زور زور سے بھونکنے لگتا۔ اور کبھی افسردگی کے ساتھ چوں چوں کرتا تھا۔ اجنبی بڑی تیزی مگر احتیاط کے ساتھ زمین کھودتا رہا۔ جوں جوں مٹی باہر پھینکی جاتی تھی۔ توں توں اس قسم کی علامات نمودار ہوتی جارہی تھیں۔ کہ ضرور اس جگہ کوئی لاش دفن ہے۔ سارے نوکر ایک دوسرے پر خوف کی نظریں ڈال رہے تھے۔ آخر قریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھودا جا چکا تھا کہ ساری لاش ننگی ہوگئی۔ اس کا گوشت بالکل سیاہ اور کئی مقامات سے جھڑ چکا تھا لیکن کپڑے جو اب تک لاش کے اوپر موجود تھے۔ ان سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ لاش کسی عورت کی ہے۔ اسے دیکھ کر ہر شخص کی زبان سے خوف کا کلمہ نکلا۔ آخر ذرا وقفہ کے بعد اجنبی کہنے لگا "اس لاش کو مکان پر پہنچانا چاہیئے۔ افسر مرگ کو اس کی تحقیقات کرنی ہوگی"

بڈھے مالی اور اس کی بیوی نے یک زبان ہو کر خوف کے لہجہ میں کہا "کیا اس لاش کو ہال میں لے جانا ہوگا؟"

اجنبی کہنے لگا "یقیناً کیونکہ اس کے سوا چارہ نہیں۔ کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ اس بدنصیب عورت کی لاش کو چوہے کھائیں اور جانور کھاتے رہیں؟ تم عیسائی ہو۔ یہ بھی عیسائی تھی۔ اس لئے تمہیں عیسائیت کے فرائض کو نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ کسی زمانہ میں میں بھی ایسے نازک جذبات سے محروم تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میری حالت اصلاح پذیر ہو چکی ہے۔ اس لئے بڑے میاں تم جاؤ اور دو لکڑی کے تختے اٹھا لاؤ۔ تاکہ ہم اس لاش کو کسی ٹھکانے پہنچا سکیں"

بڈھا مالی پریشان خاطر کچھ بڑبڑاتا ہوا ہال کی طرف گیا۔ اور لکڑی کے دو موٹے تختے اور دو ڈنڈے ساتھ باندھنے کیلئے لے آیا۔ ان ڈنڈوں پر تختوں کو بغیر باندھنے کے ہی رکھ دیا گیا۔ اور لاش کو اس کے اوپر ڈال کر چار شخصوں نے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور آہستہ آہستہ یہ لوگ بڑی احتیاط سے قدم اٹھاتے رہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو لاش لڑھک کر زمین پر آگرے۔ اٹھانے والوں میں ایک وہی اجنبی تھا۔ ایک ڈنسٹیبل کا نوکر ایک مسٹر بسٹرڈ کی پالکی گاڑی کا شکستہ حال کوچبان اور ایک کرنیل چولمونڈلے کا ملازم بڈھا مالی اور اس کی بیوی اس افسوسناک جلوس کے آگے آگے چل رہے تھے۔ لیکن جب یہ لوگ اس

خوفناک بوجھ کو اُٹھائے محل کے قریب پہنچے۔ عمر رسیدہ مالی اور اُس کی بیوی میں کچھ پھُسر پھُسر کچھ باتیں ہونے لگیں۔ یہ حالت دیکھ کر اجنبی نے پوچھا "کیوں اب کیا معاملہ ہے" اس پر بڑھے مالی نے رُکتے رُکتے کہا "ہم۔۔۔ یہ کہہ رہے تھے کہ۔۔۔ اس۔۔۔ لاش کو اپنے کمروں سے پرے۔۔۔ کسی مقام پر رکھوا دیا جائے۔ کیونکہ۔۔۔ اس بھوت ہی کا خوف کچھ کم نہ تھا۔۔۔ اور اب یہ لاش نمودار ہو گئی ہے۔۔"

اجنبی بے صبری سے کہنے لگا "بڑے میاں اب اس بحث کو چھوڑو۔ بوجھ بھاری ہے۔ اور میں اسے زیادہ عرصہ تک اٹھا نہیں سکتا۔ اس لئے جلدی بتاؤ۔ اس لاش کو کہاں اُتارا جائے"

مالی نے کہا "جی ہاں۔۔۔ دیکھئے میں وہی جگہ بتاتا ہوں۔۔۔ آپ لوگ اس طرف کو آئیے" یہ کہکر اُس نے چابیوں کے گچھے میں سے جو اس کے پاس تھا۔ ایک کنجی کی مدد سے مکان کے جنوبی حصہ پر ایک چھوٹا سا دروازہ کھولا۔

اجنبی نے اس دروازہ کے اندر نظر ڈال کر کہا "بڑے میاں اس زینہ پر لاش کو لیکر چڑھنا بہت مشکل ہے"

مگر عمر رسیدہ مالی کہنے لگا "نہیں زینہ اتنا دُھلوان نہیں۔ جتنا تم خیال کرتے ہو اس لئے یا تو اسے اوپر لے چلو یا باہر کھلے میدان میں ڈال دو"

بڑھیا نے بھی اپنے شوہر کی حمایت کرتے ہوئے کہا "ہاں ہاں اگر تم لاش کو ہمارے کمروں سے سوائے زیادہ فاصلہ والے کمرہ میں رکھنا منظور نہیں کرتے۔ تو اسے کہیں باہر ٹیک دو۔ یا واپس اسی مقام پر لے جاؤ"

اجنبی کوئی بڑا ہی نیک طینت آدمی تھا۔ اور معلوم ہوتا تھا کہ وہ عیسائیت کے فرائض کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اُس نے زیادہ حیل وحجت پسند نہ کی۔ اور اس عمر رسیدہ جوڑے کی رضامندی کو پیش نظر رکھ کر اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے لاش کو بالائی منزل پر لے جانا منظور کر لیا۔ اوپر جا کر مالی نے ایک کمرہ کا دروازہ کھولا۔ جس کی کھڑکیاں بند تھیں لیکن اُن کھڑکیوں کی درزوں سے اس قدر روشنی اندر داخل ہو رہی تھی جس سے یہ معلوم کرنا مشکل نہ تھا۔ کہ یہ خوابگاہ کا کمرہ ہے۔

مالی جو خود اس افسوسناک معاملہ کو خاتمہ پر پہنچانے کے لئے بیتاب تھا کہنے لگا "یہیں

اسے یہاں چٹائی پر ڈال دو۔" چنانچہ لاش کو کمرہ کے اندر فرش زمین پر رکھ دیا گیا۔

جس وقت یہ چاروں آدمی لاش کو کمرہ کے اندر لا رہے تھے۔ بڈھے مالی نے جو اپنی بیوی سمیت کمرہ سے باہر ہی کھڑا رہا تھا۔ عورت کے بازو کو تشنجی انداز سے پکڑ کر کھوکھلی آواز میں اس سے کہا "سنتی ہو۔۔ یہ کسی کے پاؤں کی چاپ ہے!"

اس کی بیوی نے بھی مری ہوئی آواز میں کہا "ہاں سنتی ہوں" اور اس کے بعد سخت دہشت زدہ حالت میں وہ رک رک کر کہتی رہی "وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ۔۔۔"

جتنی مرتبہ پاؤں کی چاپ اسے سنائی دی۔ یا سنتی محسوس ہوئی۔ اتنی مرتبہ "وہ" کا لفظ اس کی زبان سے نکلتا رہا۔

مالی بڑبڑا کر کہنے لگا "آواز برآمدہ کے سرے کی طرف سے آ رہی ہے"

اس کی بیوی مارے خوف کے اس کے ساتھ لگ گئی اور کہنے لگی "تمہیں کچھ نظر بھی آتا ہے؟"

بڈھا مالی کہنے لگا "نظر تو کچھ نہیں آتا۔ مگر یقیناً یہ اسی بھوت کے پاؤں کی آواز ہے"

اور اس کے ساتھ ہی دونوں خوف زدہ بچوں کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ چمٹ گئے۔

اتنے میں یہ چاروں آدمی لاش کو اندر رکھ کر کمرہ سے باہر نکلے۔ اور انہیں دیکھ کر اس بڈھے مالی کی جان میں جان آئی۔ مالی اپنی بیوی اور ساتھیوں سمیت جلد جلد قدم اٹھاتا تنگ زینہ سے نیچے اترنے لگا۔ اور آخر فرش پر پہنچکر اس نے گھبراہٹ کی حالت میں ان سب کو باہر کی طرف دھکیل کر اس طرح زور سے دروازہ بند کر دیا۔ گویا وہ سمجھتا تھا۔ بھوت میرے پیچھے بھاگا آ رہا ہے۔ اس کے بعد جب دروازہ بند ہو گیا۔ تو زیادہ مطمئن ہو کر اس نے اجنبی سے وہاں ٹھیر کر تازہ دم ہونے کی درخواست کی۔ اور اسے اس کمرہ میں لے گیا۔ جہاں سارے نوکر اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ جب اجنبی نے اول مرتبہ انہیں زمین سے باہر نکلے ہوئے ہاتھ کی وحشت خیز خبر سنائی تھی لیکن اس کمرہ میں پہنچنے کے بعد تو بڈھے مالی جس کے دل میں سخت اضطراب پیدا ہو چکا تھا۔ وہاں سے دوڑتا ہوا اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں ایگرٹن کے دوست دعوت کا سامان آراستہ کر رہے تھے۔ تیزی سے زینے کے اوپر چڑھ کر اس نے زور سے دروازہ کھول دیا۔ اور چلا کر کہنے لگا "لاش! لاش!"

چوتھا باب وہ اجنبی جس نے لاش دریافت کی

غالباً دنیا میں "آگ!" "آگ!" کی آواز کے سوا اور کوئی آواز یکایک کسی خوش و خورم جماعت کے کانوں میں پہنچکر اس قسم کی دہشت اور اضطراب پیدا نہیں کر سکتی جتنی کہ "لاش" "لاش" کی آواز قبل اس کے کہ ایک بھی سوال پوچھا جا سکے۔ یا کسی قسم کی توضیح ممکن ہو۔ ہر شخص کو اس آواز کو سنکر اپنے دل میں ہزاروں طرح کے خیالات سوچنے لگتا ہے۔ کیونکہ اگرچہ ممکن ہے وہ لاش کسی ایسے ہی شخص کی ہو۔ جو قدرتی موت سے یکایک مرگیا ہو۔ تاہم تخیل انسانی فوراً نظروں کے سامنے قتل کا کوئی نہایت بھیانک نقشہ پیش کر دیتا ہے۔

یہی حالت تھی جو موجودہ صورت میں پیش آئی۔ مالی کی زبان سے یہ خوفناک آواز سنکر سب کے سب گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور ایک منٹ پہلے اُن سب کے چہروں پر مسکراہٹ کے جو آثار نمودار تھے۔ وہ سخت خوف اور انتہائی استعجاب کی صورت میں بدل گئے۔ ان احساسات میں اُن استفہامیہ نگاہوں سے جو مالی کی طرف از خود گئیں۔ کچھ کمی واقع نہ ہوئی۔ کیونکہ بڑھے کی صورت اس دہشت کو جو اس کی آواز سنکر پیدا ہوئی تھی۔ کم کرنے کی بجائے اور زیادہ بڑھانے والی تھی۔ آنکھیں دیوانوں کی طرح ادھر ادھر پھر رہی تھیں۔ ہونٹ مارے خوف کے نیلے ہو چکے تھے۔ اور رہ رہ کر کانپ رہے تھے۔ بدن کی کپکپی باوجود بڑی کوشش کے رفع نہ ہوتی تھی۔ اور سانس بھی بدقت آتی تھی۔ اصل یہ ہے کہ عمر رسیدہ مالی پر جو تقاضائے عمر کی وجہ سے سخت عصبی مزاج واقع ہوا تھا۔ کچھ تو بھوت کی داستان نے تکلیف دہ اثر پیدا کر دی تھی۔ اس کے بعد جب ایک عورت کی مڑتی ہوئی لاش زمین سے نکالی گئی۔ تو اس کے اضطراب میں اور بھی اضافہ ہوا۔ ان سب پر طرہ یہ ہوا۔ کہ جب وہ اس لاش کو کمرہ میں رکھوا رہا تھا۔ برآمدہ میں فاصلہ پر کسی کے پاؤں کی پراسرار چاپ نے اور بھی دہشت پیدا کر دی۔ حتیٰ کہ وہ بے سُدھ سا ہو گیا۔ اوسان خطا ہو گئے۔ اور اب یہ حالت تھی کہ جو کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس کی ابتدا یا انتہا سے بھی بے خبر تھا۔

آخر جب وہ اس کمرہ میں پہنچکر ایک کرسی پر گر پڑا۔ اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں ایگرٹن نے اُسے شراب کا ایک گلاس پینے پر مجبور کیا۔ تو چند منٹ کے بعد اُس کی طبیعت میں اس قدر سکون پیدا ہوا کہ وہ ان تمام واقعات کو حاضرین کے سامنے بیان کر سکے۔ جن

کی مختصر کیفیت ہم اوپر قلمبند کر چکے ہیں۔

سارا قصہ سنکر عورتوں کو اس قدر صدمہ ہوا۔ کہ انہوں نے فوراً ہی عہد کر لیا ہم آئندہ کبھی اس منحوس مکان میں جو نامعلوم کس بُری ساعت میں خریدا گیا ہے۔ قدم نہ رکھیں گے نہ صرف یہ بلکہ اب وہ اس بات پر زور دے رہی تھیں۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ ہمیں لندن کو واپس لے چلو۔ چنانچہ سر روپرٹ ہاربرو اور اس کے دوست چیسٹر نے فوراً ہی نوکروں کو حکم دیا کہ گاڑیاں تیار کی جائیں۔ مسز لیسٹر ڈ اور اس کی بیٹیاں پاس والے کمرہ میں اپنی ٹوپیاں اور شال اڑھنے کے لئے چلی گئیں۔ اور ایگرٹن ڈنسٹیبل۔ چولمونڈلے اور ٹاڈ ورتھ جونز اس کرسی کے گرد حلقہ باندھکر کھڑے ہو گئے۔ جس پر ابھی تک ٹھاما لی بیٹھا تھا تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد آخر ڈنسٹیبل کہنے لگا "بڑا ہی عجیب معاملہ ہے!" پھر اس نے اپنے دوست کرنیل سے مخاطب ہو کر سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "اس عجیب و غریب دریافت سے تمہارے دل میں اس واقعہ کی یاد تازہ ہوئی یا نہیں۔ جو دو سال گذرے میں نے تم سے بیان کیا تھا؟"

کرنیل کہنے لگا "ہاں مجھے یاد ہے تم لڈیا ہچنسن کے پُراسرار طریق پر عدم پتہ ہو جانے کے واقعہ ہی کا ذکر کرتے ہو نا؟"

ڈنسٹیبل بولا "ہاں یہ واقعہ انہی دنوں میں ظہور میں آیا تھا جب میں یہاں زخمی پڑا ہوا تھا" ٹالی بھی اس گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہنے لگا "مجھے خود وہ واقعہ یاد ہے۔ گو میں اُن دنوں یہاں سے دور ایک گاؤں میں گیا ہوا تھا۔ جہاں مجھے چند مہینے لگ گئے۔ کیا آپ کے خیال میں۔۔۔؟"

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" ڈنسٹیبل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "کیونکہ یہ ایک مسلّمہ بات ہے کہ لڈیا لیڈی ریونسورتھ کے جواہرات کا ڈبہ لے کر فرار ہو گئی تھی"

کرنیل چولمونڈلے نے دوسری طرف کو منہ پھیر لیا۔ اور چپ ہو رہا۔ اُسے یہ بات یاد تھی کہ ایڈلین اور لڈیا کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ جس سے وہ خود ایڈلین کی زبانی واقف ہو چکا تھا۔ اس لئے ایک مبہم اور بعید شبہ اُس کے دل میں اس بات کا پیدا ہو گیا کہ ممکن ہے یہ لاش لڈیا ہچنسن ہی کی ہو۔ مگر اس خیال کو اس نے فوراً ہی دل سے دور کر دیا۔ کیونکہ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہ سوچ سکتا تھا۔ کہ لیڈی ریونسورتھ کا لڈیا کے

قتل سے کوئی تعلق ہو سکتا ہے۔

ایک طویل وقفہ خاموشی کے بعد بڈھے مالی نے ڈنسٹیبل سے مخاطب ہو کر کہا "جیسا حضور نے فرمایا۔ اس لاش کا اُس جوان عورت سے کچھ تعلق نہیں ہو سکتا۔ جو چند ہفتے اس مکان میں بیگم صاحب کی خادمہ کی حیثیت میں رہی تھی۔ کیونکہ وہ تو جیسا آپ فرماتے ہیں بیگم صاحب کا جواہرات کا ڈبہ لیکر بھاگ گئی تھی"

چولمونڈلے کے ڈنسٹیبل کی طرف بڑھا۔ اور اُسے بازو سے پکڑ کر الگ لے جا کر دبی زبان سے کہنے لگا "ہمیں اس معاملہ کو یہیں چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگرچہ مچ یہ لاش لڈیا ہچنسن کی ہوئی جو پُراسرار طریق پر عدم پتہ ہو گئی تھی۔ تو ہمیں افسر مرگ کی عدالت میں اُس کے اور لیڈی ریونسورتھ کے باہمی تعلقات کی نسبت بیخ وہ شہادت دینی پڑے گی"

"تم ٹھیک کہتے ہو" ڈنسٹیبل نے جواب دیا "اور سچ پوچھو تو اس معاملہ کا ہماری ذات سے کیا تعلق ہے۔ اس لئے اسے نظر انداز کر دینا ہی واجب ہے"

اس سمجھوتہ کے بعد امیر مذکور اور اُس کا دوست واپس میز کے قریب پہنچے۔ اور اُن ناگوار احساسات کو رفع کرنے کے لئے جو ان کی خوشی میں یکایک رخنہ انداز ہوئے تھے انہوں نے شامپین کے ایک دو جام پیئے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کو اس روز بہت سے عجیب و غریب واقعات کو ظہور میں لانا منظور تھا۔ اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ کہ سر روپرٹ ہاربرو اور چیسٹر فورڈ ہی واپس چلنے کیلئے گاڑیاں تیار کرانے کی غرض سے باہر چلے گئے تھے۔ یہ دونوں دوست جن میں سالہا سال کی مشترکہ بدمعاشیوں نے بھائیوں کا رشتہ قائم کر دیا تھا۔ زینہ سے اُتر کر شاگرد پیشہ کے مکانات کی طرف گئے۔ اور وہاں ان کو جو آوازیں سنائی دیں اُن کے سراغ پر چلتے ہوئے ایک برآمدہ سے گذر کر اُس کمرہ کے پاس پہنچے۔ جہاں مالی کی بیوی۔ وہ اجنبی جس نے اول مرتبہ لاش دریافت کی تھی خستہ حال کوچبان اور ڈنسٹیبل اور چولمونڈلے کے نوکر اس واقعہ پر سرگرمی سے گفتگو کر رہے تھے۔ لیکن جس وقت یہ دونوں یعنی سر روپرٹ ہاربرو اور چیسٹر اُس کمرہ کے دروازہ میں نمودار ہوئے۔ تو اجنبی تعجب کے انداز سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور بلند آواز سے چلا کر کہنے لگا "واہ! خوب ملاقات ہوئی۔ تم سے ملنے کو تو میں مدت سے بیتاب تھا" یہ کہکر اُس نے اپنے دونوں بازو بڑے اطمینان کے ساتھ چھاتی پر لپیٹ

سے۔ اور بڑے آزادانہ طریق پر جو نوکروں کی نظر میں ایک غیر معمولی بات تھی۔ سر روپرٹ ہارڈ اور چیسٹر کی طرف بڑھا۔

بیرونٹ اس شخص کو دیکھ کر کچھ ایسا گھبرا گیا۔ کہ بے خبری کی حالت میں اُس کی زبان سے نکلا "آہ میرے نیک دوست ٹالبٹ کہو کیا حال ہے؟" اور اس کے بعد فوراً ہی سنبھل کر کہنے لگا "میں تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہوا"

چیسٹر نے بھی کہا "میں خوش ہوں کہ تم خوشحال نظر آتے ہو"

شخص مذکور نے ان دونوں کے آگے بڑھائے ہوئے ہاتھوں کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے لاپروائی سے کہا "بہرحال موجودہ مرفہ الحالی کے لئے میں تمہارا احسانمند نہیں ہوں۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ میرا نام ٹالبٹ نہیں بلکہ پوکاک ہے۔ میرے لئے یہ کہنا بھی دروغ گوئی میں داخل نہ ہوگا۔ کہ اب میں سچا اور دیانت دار پوکاک ہوں"

چیسٹر نے اُس پر ایک ایسی نظر ڈالتے ہوئے جس سے درگذر کی تمنا ظاہر ہوتی تھی کہا "میرے اچھے پوکاک میں تم سے مل کر بہت ہی خوش ہوا ہوں۔ لیکن ذرا ادھر باغ میں آؤ۔ ہمیں تم سے کچھ باتیں کرنی ہیں"

مالی کی بیوی آگے بڑھ کر کہنے لگی "صاحبو باغ میں جانے کی کیا ضرورت ہے اگر آپ کو کچھ پرائیویٹ گفتگو کرنا ہے۔ تو اس برآمدہ کے دوسری جانب جو چھوٹا کمرہ ہے اس میں تشریف لے جائیے"

چیسٹر جلدی سے کہنے لگا "بس یہ کمرہ ہمارے لئے بہت موزوں رہیگا" اور پوکاک کو بازو سے پکڑ کر وہ اس طرف کو لے چلا۔ بیرونٹ چند منٹ نوکروں کو تیاری کے متعلق ضروری ہدایات دینے کی غرض سے وہیں ٹھیر گیا۔ اور اس کام سے فارغ ہو کر یہ بھی چیسٹر اور پوکاک سے جا ملا جب تینوں اس کمرہ میں اکٹھے ہوئے۔ تو پوکاک کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے تم دونوں اب تک اسی پرانی چال پر چل رہے ہو۔ تم نے اگیرٹن اور اس کے رشتہ داروں کو پھانس لیا ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ وہ تمہارے لئے ایک نفع مند شکار ثابت ہو رہا ہے"

چیسٹر بولا "نہیں نہیں یہ تم کیا کہتے ہو وہ تو ہمارا دوست ہے۔ مگر تم ذکر کر رہے تھے کہ کس عرصہ سے تم سے ملنے کا خواہشمند تھا۔۔۔"

پوکاک کہنے لگا "بے شک مجھے تم دونوں سے ملنے کی خواہش تھی جس کی وجہ میں ابھی

تم سے بیان کرتا ہوں۔ تمہیں یاد ہوگا۔ کہ چند سال گذرے۔ ایک رات برک لین سپشل فیلڈس کے ڈارک ہوس میں ایک واقعہ پیش آیا تھا۔ ۔ ۔"

بیرونٹ بولا "ہاں ہاں آگے کہو"

"معلوم ہوتا ہے وہ واقعہ تمہیں بھولا نہیں۔ اور تمہیں یہ بھی یاد ہوگا۔ کہ اس رات وہ نوجوان جسے ہم سب نے ملکر تباہ کیا۔ یعنی رچرڈ مارکھم بھی وہیں موجود تھا"

"ہاں یاد ہے مگر پھر کیا ہوا؟" چیسٹر نے پوچھا۔

"میں نے ایک کاغذ خود لکھ کر اور اس کے نیچے ولیم پوکاک کے دستخط کر کے ٹالبٹ کا فرضی نام چھوڑ کر اس کے حوالہ کر دیا تھا"

"کیسا کاغذ؟" بیرونٹ نے فکر کے لہجہ میں پوچھا۔

پوکاک سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگا "اس کاغذ میں صاف لفظوں میں ان حالات کو بیان کیا گیا تھا۔ جو اسے مصیبت میں لانے کا موجب بنے۔ مگر اس نے اس بات کا وعدہ کیا۔ کہ میں اسے تمہارے خلاف ہرگز استعمال نہ کروں گا۔ یہی وجہ ہے کہ تم نے اس کے متعلق کوئی قانونی کارروائی نہیں سنی۔ اس موقعہ پر اس نے پچاس پونڈ کا نوٹ میرے حوالے کرتے ہوئے کہا تھا۔ یہ میری شکرگذاری کا نشان ہے۔ اور اس بات کا ثبوت کہ میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ مگر دیکھو آئندہ نیکی کی راہ پر چلنے کی فکر کرنا۔ اور اگر تمہیں کسی دوست کی ضرورت ہو تو بلا تامل مجھے اس کی اطلاع دینا۔ یہ الفاظ جو اس وقت اس نے مجھ سے کہے۔ میرے لئے نہایت موقر ثابت ہوئے۔ اور میں فخر کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس دن کے بعد میں نے نیکی اور دیانتداری کی راہ اختیار کر لی۔ اور وہ روپیہ مجھے خوشحال بنانے میں مددگار ثابت ہوا۔ میں نے پھر وہی حسکاک کا پرانا کام شروع کر دیا۔ شراب خانوں میں جانا چھوڑ دیا۔ اور میرے پرانے دوستوں کی نظر میں میری عزت دوبالا ہو گئی۔ اس رات کے بعد جو ڈارک ہوس میں ہمیں پیش آئی تھی۔ میری حالت روز بروز اصلاح پذیر ہوتی گئی ہے۔ مجھے اپنے محسن سے امداد حاصل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ میں اب امداد سے مستغنی ہوں۔ لیکن باوجود اس کے میں شب و روز اس کیلئے دعائے خیر کرتا ہوں۔ میری زبان سے یہ کلمہ سنکر تمہیں تعجب تو ضرور ہوگا۔ لیکن میں امر واقعہ بیان کر رہا ہوں۔ اور سب کے لئے یہ کہنا باعث شرم نہیں کہ جس وقت وہ نیک دل نوجوان ایک غیر ملک میں شان و عظمت کی راہ تیار کر رہا

تھا۔ لندن میں ایک گمنام مگر احسان مند شخص ایسا تھا جو اُس کی ناکامیوں کی خبر سنکر روتا۔ اور اخباروں میں اُس کی فتوحات کا ذکر پڑھکر ہنستا۔ گاتا اور خوشی سے ناچتا تھا۔ وہ شخص میرے سوا کوئی اور نہ تھا۔ کیونکہ رچرڈ مارکھم میرا نجات دہندہ میرلینکی کا فرشتہ اور میرا دائمی محسن ہے۔ اُس نے مجھے ملامت کرنے کی بجائے میرا قصور معاف کیا۔ اور میری حوصلہ افزائی کی۔ مجھ سے نفرت کرنے کی بجائے مجھے مدد دی۔ اور اپنی دوستانہ خدمات پیش کیں۔ اے خدا تو اچھی طرح جانتا ہے کہ تمام بڑے بڑے پادریوں کی نسبت ایسا ایک نیک اعمال شخص صدہا گنہگاروں کو نیکی کی راہ پر لانے میں زیادہ کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ میں اس کے نام کی پرستش کرتا ہوں۔ اُسی کا اسم ہر وقت میرے ورد زبان رہتا ہے۔ اُس کی کامیابیوں کا مجھے اتنا ہی فخر ہے گویا وہ میرا اپنا فرزند ہو۔ حالانکہ وہ اس وقت شہزادہ کا رتبہ رکھتا ہے لیکن میرے اختیار میں ہو تو میں اُس کے سر پر تاج شاہانہ رکھ دوں۔" یہ کہتے ہوئے پوکاک کی آواز میں اُس کی دلی امنگوں کے زیر اثر کپکپی پیدا ہو گئی۔ اور آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے اُس کے رخساروں پر بہ نکلے۔

اُس وقت اس گنوار شخص کی صورت میں کچھ ایسی فضیلت اور کچھ ایسا اثر پایا جاتا تھا کہ چیسٹر اور ہاربرو جیسے عادی سیاہ کار بھی اس کے روبرو لاپروائی کا وہ لہجہ اختیار نہ کر سکے۔ جس سے وہ اس شخص کی تعریفوں کو نظر انداز کر سکتے تھے۔ جس سے انہیں دلی نفرت اور خوف تھا۔ ایک لمحہ بھر رکنے کے بعد پوکاک نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "اس وقت دنیا میں مجھے جو آسائشیں حاصل ہیں۔ وہ سب پرنس آف مونٹونی ہی کے طفیل ہیں۔ میں امن کی زندگی بسر کرتا ہوں۔ گاڑھے پسینے کی کمائی سے اپنے مکان میں زندگی گذارتا ہوں۔ اور گاہ بگاہ سیر و تفریح کو نکل جاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت بھی سیر و تفریح کے لئے ہی پھر رہا تھا۔ کہ ایک اتفاقیہ امر نے مجھے یہاں پہنچا دیا۔ اس سے بڑی بات یہ ہے کہ کسی محتاج کی مدد کے لئے اب میں خود پانچ پونڈ کا نوٹ دینے کی توفیق رکھتا ہوں۔ ان حالات میں یہ امر تعجب خیز نہیں کہ میں اس شخص کے نام کا پرستار بن چکا ہوں۔ جس نے اپنی محنت اور اپنی نیکی کی بدولت نہایت شاندار عروج حاصل کیا ہے۔"

چیسٹر جو اب تک خاموش اس ساری داستان کو سنتا رہا تھا کہنے لگا "لیکن یہ تو بتاؤ ان واقعات کا اس بات سے کیا تعلق ہے کہ تم ہم سے ملنے کے خواہشمند تھے؟"

پوکاک بولا "بہت گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی موقعہ میسر ہو۔ اور میں ثابت

کردوں کہ میں پرنس کا کس درجہ احسان مند ہوں۔ اسی لئے میں تم سے ملنے کا آرزومند تھا ہر چند کہ وہ اس وقت ذی رتبہ ذی اقتدار و مالدار ہے۔ اور زمانہ گذشتہ کی کوئی تلخ یاد بھی اُسے ستا نہیں سکتی۔ تاہم نہایت مناسب ہوگا۔ کہ میری طرح تم دونوں بھی اُس کی بے گناہی کی تصدیق کردو۔"

"واہ! یہ تم کیا کہتے ہو" بیرونٹ اور چیسٹر نے ایک دوسرے پر نظر ڈالتے ہوئے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

پوکاک کہنے لگا "تم اچھی طرح جانتے ہو۔ میرا مطلب کیا ہے۔ اور تم اس سے انکار بھی نہیں کر سکتے۔ اگرچہ میرا یہ فرض ہے کہ میں بالاخانہ پر جا کر ان شخصوں کو جنہیں تم نے پھانس رکھا ہے۔ بتا دوں کہ تم کس قسم کے دوست ہو۔ تاہم پرنس کی عزت کا خیال میرے دل میں بالاتر ہے۔ اور اس لئے اگر تم ایک دستاویز اس مطلب کی لکھ دو۔ کہ اُس نے جو مصیبتیں برداشت کیں۔ ان میں وہ سراسر بے قصور اور ہم قصور وار تھے۔ تو میں تمہارے راز کو فاش کرنے سے درگذر کروں گا۔"

"ناممکن ہے" ہاربرو نے چلا کر کہا۔

"تو ہمیں کالے پانی بھجوا دے گا" چیسٹر نے جس کے چہرہ پر مردنی چھا گئی تھی جواب دیا۔

پوکاک نشک لہجہ میں کہنے لگا "سچ پوچھو تو اگر وہ ایسا کرے۔ تو بے جا نہ ہوگا۔ مگر اطمینان رکھو کہ میری خاطر سے وہ تمہارے متعلق ایسی کارروائی نہ کرے گا۔ اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اس شخص کے ساتھ جس نے اب اپنے دام میں پھنسایا ہوا ہے۔ تمہارے تعلقات میں فرق نہ آئے تو بہتر یہی ہے۔۔۔"

بیرونٹ نے چیسٹر کو ایک طرف ہٹا کر اُس کے کان میں آہستگی سے کہا "معاملہ اس کی نظروں میں نہ آنا چاہیئے۔"

چیسٹر پوکاک سے مخاطب ہو کر بولا "تم اس کا اقرار کرتے ہو۔ کہ اگر ہم ایسا کاغذ تمہارے حوالہ کردیں۔ تو تم اُسے سوائے پرنس کے اور کسی کو نہ دکھاؤ گے؟"

پوکاک کہنے لگا "جب ایک بار تم نے وہ کاغذ میرے حوالہ کر دیا تو پھر میں تمہاری ذات یا تمہارے معاملات میں کسی قسم کی دلچسپی نہ لوں گا۔"

اس پر بیرونٹ اور چیسٹر نے جلد جلد آپس میں دبے لفظوں میں کچھ گفتگو کی۔ اور دونوں

اس تجویز پر رضامند ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ ایگرٹن کا ہاتھ سے نکل جانا بجائے خود ایک ناقابل تلافی نقصان ہوگا۔

جس کمرہ میں یہ گفتگو ہوئی۔ وہیں قلم دوات کاغذ موجود تھا چنانچہ فوراً ہی ایک دستاویز تیار کی گئی۔ پوکاک خود ساری عبارت لکھواتا گیا۔ اور چیشٹر اپنے ہاتھ سے لکھتا رہا۔ جو شرائط رچرڈ مارکھم کی مصیبت کا باعث ہوئی تھیں۔ اُن کی کیفیت کو چیشٹر نے بہت مختصر کرنا چاہا مگر پوکاک نے اُسے ہر ایک بات قلمبند کرنے پر مجبور کر دیا۔ آخر جب یہ دستاویز تیار ہو گئی۔ اور اس پر دستخط کر دیئے گئے۔ تو دونوں نے اُسے پوکاک کے حوالہ کر دیا۔ کاغذ کو اپنے ہاتھ میں لے کر وہ کہنے لگا "اب کہ یہ معاملہ یوں اطمینان بخش طریق پر طے ہو چکا ہے۔ میں تم سے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میں نے اپنے تجربہ سے معلوم کیا ہے۔ جرم اور برائی کی زندگی سے دیانت داری کی زندگی بدرجہا زیادہ راحت بخش اور ویسی ہی سہل ہے ضرورت صرف تھوڑی سی قوت ارادی سے کام لینے کی ہوتی ہے۔ مجھے معلوم نہیں۔ تم میری اس نصیحت پر عمل کرو گے یا نہیں۔ بہرحال یہ کہنا میرا فرض تھا۔ اور میں نے اسے پورا کر دیا"

اتنا کہہ کر پوکاک وہاں سے رخصت ہوا۔ اور اُس کا کتا بھی دم ہلاتا پیچھے ہو لیا۔ چیشٹر اور ہاربرو نے ایک دوسرے پر اس قسم کی نظر ڈالی۔ جس سے دلی اضطراب اور باہمی کے متعلق حقارت کا اظہار ہوتا تھا۔ اور اس کے بعد وہ بالاخانہ کی طرف واپس ہو گئے۔

اس کے ذرا دیر بعد تینوں گاڑیاں صدر دروازہ پر لائی گئیں۔ اور یہ لوگ ان پر سوار ہو کر اس کمرہ سے جہاں ان کی خوشی میں ایک سے زیادہ ناگوار واقعات نے خلل پیدا کر دیا تھا۔ رخصت ہونے کو تھے کہ کرنیل چولمونڈلے کے منہ سے جو کھڑکی کے پاس کھڑا ہوا باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ حیرت کا کلمہ نکلا۔ باقیوں نے بھی اُس طرف کو دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ ایک سفری گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی محل کی طرف آ رہی ہے۔

پانچواں باب ناگوار افشائے راز

ایگرٹن نے جس وقت اُس گاڑی کو باغ کے اندر سے گذر کر ہال کے صدر دروازہ کی طرف آتے دیکھا۔ تو اُس کے چہرہ پر لاش کی سی زردی چھا گئی۔ ڈنسٹیبل نے

اُس کی طرف دیکھا۔ اور اُس کے خطرہ کو فوراً ہی محسوس کر لیا۔ اور خود اُس کے دل میں بھی اس خیال سے کچھ کم اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو اس گاڑی میں لیڈی ریونسورتھ ہی سوار ہو۔ مگر یہ خیال اُس نے فوراً ہی اپنے دل سے دور کر دیا۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ بالکل غیر اغلب تھا کہ لیڈی ریونسورتھ بغیر کسی تیاری کی اطلاع دیئے واپس اپنے مکان پر آجائے گی۔ ادھر بڈھے مالی پر اس نئے خطرہ نے اور بھی زیادہ اثر کیا۔ اب اُسے بھوت اور لاش کے واقعات تو بھول گئے۔ اور اس خوف نے اس کے بدن میں کپکپی پیدا کرنی شروع کی۔ کہ کہیں سچ مچ مالکہ مکان ہی نہ آنکلے۔ اس لئے حاضرین کو جس قدر جلد ممکن تھا۔ وہاں سے رخصت ہونے پر اکسایا گیا۔ لیکن ایگرٹن کے دوست اور رستہ دار ابھی زینہ سے اترے ہی تھے کہ آنے والی گاڑی ہال کے صدر دروازہ پر ٹھیر گئی۔ گاڑی کے ساتھ کوئی مرد نوکر نہ تھا۔ اس لئے کوچبان نے ہی اُتر کر کھڑکی کھولی۔ اور دو عورتوں کو جنہوں نے سیاہ ماتمی لباس پہنا ہوا تھا نیچے اترنے میں مدد دی۔ عورتوں میں سے ایک بظاہر خاتون اور دوسری اس کی خادمہ تھی۔ اول الذکر نے گاڑی سے اترتے ہی اپنی سیاہ نقاب اٹھا کر حیرت سے اُن تین گاڑیوں کی طرف دیکھا جن کی موجودگی کی وجہ سے اس کی اپنی گاڑی صدر دروازہ کی سیڑھیوں سے ذرا پرے ہی رُک گئی تھی۔ اتنے میں ایگرٹن کے متعلقین جنہیں ساتھ لے کر بڈھا مالی اس خیال سے جلد جلد باہر کی طرف آرہا تھا۔ کہ انہیں جتنی جلدی ممکن ہو۔ یہاں سے رخصت کر دیا جائے۔ دہلیز کے قریب پہنچ گئے تھے۔ یہی وہ موقعہ تھا۔ جب اُس خاتون نے گاڑی سے اُتر کر اپنی نقاب کو ہٹایا۔

اُسے پہچانکر چولمونڈلے اور ڈونسٹیبل چونکے۔ اور اول الذکر کے منہ سے بے اختیار نکلا "لیڈی ریونسورتھ!" لیکن فوراً ہی اس سکون کو اختیار کر کے جس کا وہ عادی ہو چکا تھا چولمونڈلے ٹوپی اٹھا کر اڈیلین کی طرف بڑھا۔ اور کہنے لگا "آپ کو یقیناً ریونسورتھ ہال میں اتنا بڑا مجمع دیکھ کر حیرت ہوئی ہوگی۔ لیکن اگر آپ الگ ہو کر مجھے چند لفظ عرض کرنے کی اجازت دیں۔۔۔"

اڈیلین نے سخت نفرت اور انتہائی افسردگی کے لہجہ میں قطع کلام کر کے کہا۔ "کرنیل چولمونڈلے میں کسی قسم کی خوشگوار گفتگو کرنا نہیں چاہتی" اور اس کے بعد سپرنٹنڈنٹ کی طرف متوجہ ہو کر جو یہ معلوم کرنے کی غرض سے آگے بڑھ آئی تھی۔ کہ اس گاڑی کی آمد سے ہال میں ایک

خاتون اور اس کی خادمہ سوار ہے۔ پارٹی کے مردوں میں اتنا اضطراب کیوں پیدا ہو گیا ہے۔ اُس نے کہا "میڈم کیا میں آپ سے معلوم کر سکتی ہوں کہ مجھے اپنی واپسی پر اس جگہ یہ مجمع کیوں نظر آ رہا ہے؟"

مسز بسٹرڈ کہنے لگی "میڈم اگر پہلے آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کون ہیں۔ تو پھر میں شاید اس سوال کا جواب دے سکوں۔"

"میرا نام لیڈی ریونسورتھ ہے" ایڈلین نے بڑے وقار کے ساتھ جواب دیا۔

اس پر مسز بسٹرڈ کہنے لگی "خیر تو اس صورت میں اپنے بھتیجے البرٹ کی طرف سے آپ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جب تک آپ اپنے لئے کوئی اور مکان تلاش نہ کر لیں۔ عارضی طور پر اس محل کے ایک دو کمروں میں رہ سکتی ہیں۔ بس اتنی ہی رعایت ہے۔ جو آپ کو دی جا سکتی ہے۔"

معاملہ کو یوں ایک بھول بھلیاں کی سی صورت اختیار کرتے دیکھ کر ایگرٹن آگے بڑھا۔ اور کہنے لگا "خالہ تم جانے دو۔ میں خود لیڈی ریونسورتھ سے سارا معاملہ بیان کئے دیتا ہوں۔"

"ہاں تو پھر تم بیان کیوں نہیں کرتے" مسز بسٹرڈ جوش سے کہنے لگی۔ اُس کی آواز شامپین کی بڑی مقدار پینے سے گلوگیر سی ہو چکی تھی۔ اور نگاہیں بھی دھندلی ہو گئی تھیں۔ یہی باعث تھا۔ کہ جس وقت اُس نے ازراہ عنایت لیڈی ریونسورتھ کو ریونسورتھ ہال کے ایک دو کمروں میں رہنے کی رعایت پیش کی۔ تو ایڈلین نے اس پر غصہ اور استعجاب کی جو نظر ڈالی۔ اُسے اُس نے بالکل ہی نہ دیکھا تھا۔

لارڈ ڈنسٹیبل ایگرٹن سے بھی آگے بڑھ کر دبی زبان میں کہنے لگا "لیڈی ریونسورتھ اجازت دیجئے۔ کہ میں ایک لفظ۔۔۔ صرف ایک آپ سے تنہائی میں عرض کروں۔"

ایڈلین اور بھی حیرت زدہ ہو کر بولی "آخر یہ کیا اسرار ہے۔ جس کی [illegible] صرف تنہائی میں ہی بیان کی جا سکتی ہے۔ میں جس طرح آپ کے دوست کرنل [illegible] گفتگو کا انکار کر چکی ہوں۔ اسی طرح آپ سے کرتی ہوں۔ اور بلا تاخیر یہ جاننا چاہتی ہوں۔ کہ آخر وہ کون سے اسباب تھے۔ جن کی بدولت میری عدم موجودگی میں اتنی بڑی جماعت نے میرے مکان کو شرف عوت بخشا ہے"

"میرا مکان! واہ! یہ بھی خوب ہوئی" مسز بسٹرڈ نے اپنی بھتیجوں اور مسٹر ڈورتھ جونز کی طرف جو محو حیرت ہو کر چپ چاپ اس نظارہ کو دیکھ رہے تھے۔ توجہ دے کر غصہ

سے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اتنے میں ایگرٹن پھر آگے بڑھا۔ اور اُس نے چاہا کہ جی کڑا کر کے سارا معاملہ صاف طور پر بیان کر دے۔ مگر اُس کی زبان سے صرف اتنا نکلا "یور لیڈی شپ کے غصہ کا سزاوار سب سے زیادہ میں ہوں۔۔۔"

"بالکل نہیں" مسز بسٹرڈ چلا کر کہنے لگی "اسے تم سے ناراض ہونے کا کیا حق حاصل ہے؟ کیا اس لئے کہ اُس نے مکان فروخت کیا۔ اور تم نے اسے خرید لیا۔۔۔"

ایڈلین بے صبری سے مالی کی طرف بڑھی۔ جو سر روپرٹ ہاربرو کے پیچھے چھپا ہوا سہمگیں نظروں سے جھانک رہا تھا۔ اور کہنے لگی "ابراہام میں تم سے پوچھتی ہوں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟"

بڈھے کو طوعاً و کرہاً آگے نکلنا پڑا۔ اور وہ اپنی کاغذی ٹوپی کو دونوں ہاتھوں میں مروڑتا ہوا کہنے لگا "بیگم صاحب۔۔۔ آپ دیکھتی ہیں یہ لوگ۔۔۔ بہت عزت دار ہیں۔۔۔ کم از کم جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ یہ بڑے باعزت ہیں۔ اور۔۔۔ بیگم صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میرا اصول ہمیشہ یہ رہا ہے۔۔۔ جیسا کہ کئی بار میں اپنی گھر والی سے کہہ چکا ہوں۔۔۔"

اس پر پیچ گفتگو کا مطلب کچھ نہ سمجھ کر ایڈلین نے غصہ سے فرش زمین پر اپنا پاؤں مارا جس سے مالی کا اضطراب اتنا بڑھا کہ اس نے اپنی کاغذی ٹوپی کو دونوں ہاتھوں سے بالکل ہی مسل ڈالا۔ پھر کہنے لگا "حضور میں معاملہ کی طرف ہی آ رہا ہوں۔ اور۔۔۔ میں حضور کی معافی کا خواستگار ہوں۔ کیونکہ بیگم صاحب آپ کو معلوم ہے۔ میں ایک سیدھا سا آدمی ہوں۔۔۔ جسے کچھ زیادہ تعلیم حاصل نہیں ہوئی۔ چنانچہ ایک دن میں نے اپنی گھر والی سے بھی یہی کہا تھا۔۔۔"

"ابراہام کیسی فضول باتیں کر رہے ہو" ایڈلین نے گھبرا کر کہا "میں تم سے مختصر طور پر یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ کہ تمہیں میرا وہ خط ملا۔ جس میں میں نے لکھا تھا کہ میں اس ہفتہ یہاں واپس آؤں گی؟"

"نہیں حضور۔ اس قسم کا کوئی خط مجھے نہیں ملا" مالی نے جواب دیا۔

"اگر ایسا بھی ہو تو کم از کم تم مجھے یہ تو بتا سکتے ہو۔ کہ ان خواتین اور اصحاب کے میرے مکان پر میری عدم موجودگی میں آنے کا مطلب کیا تھا؟" ایڈلین نے سختی کے لہجہ میں پوچھا۔

"میڈم کون کہتا ہے مکان آپ کا ہے۔" مسز بسٹرڈ نے جس کا چہرہ غصہ اور شراب کے اثر سے لال ہو رہا تھا۔ زور سے چلا کر کہا "یہ بالکل جھوٹ ہے۔ میرے بھتیجے نے آپ سے خریدا۔ جیسا کہ وہ آپ کے سامنے بیان کر سکتا ہے۔ کیوں البرٹ تم آگے ہو کر جواب کیوں نہیں دیتے؟" یہ کہتے ہوئے اس نے اگیرٹن کو دھکا دے کر آگے کی طرف کیا۔

نوجوان اگیرٹن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور وہ کہنے لگا "خالہ معاف کرو۔ میں نے تمہیں دھوکا دیا۔ اس دھوکا دہی کے لئے مجھے سخت رنج اور ندامت ہے۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے۔۔۔"

"بس! بس! میں اس سے زیادہ سننا نہیں چاہتی۔" مسز بسٹرڈ کہنے لگی "اب میں نے سمجھ لیا یہ سب بناوٹ۔۔۔ نہایت شرمناک بناوٹ تھی۔ اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں کہ تمہارا یہ لارڈ اور یہ بیرونٹ اور یہ دونوں آنریبل بھی ویسے ہی فرضی ہوں جیسا تمہارا مکان نکلا۔ آؤ مڈورتھ۔۔۔ آؤ لڑکیو ہم پیومنٹ کو واپس چلیں۔ یہ جگہ ہمارے رہنے کی نہیں ہے۔"

اتنا کہہ کر مسز بسٹرڈ تیزی سے سیڑھیوں پر اتر کر جھلائے ہوئے ہاتھی کی طرح اپنی پالکی گاڑی پر سوار ہو گئی۔ اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے اس کی پانچوں لڑکیاں بھی اندر بیٹھ گئیں۔ مسٹر جونز کوچبان کے برابر بیٹھا۔ خستہ حال کوچبان نے گھوڑوں کو زور کا چابک لگایا۔ اور شکستہ گاڑی کھڑکھڑاتی ہوئی وہاں سے چل دی۔ معاملہ کی تہ تک پہنچنے کے بعد اب لیڈی ریونسورتھ نے ان مردوں پر جو ابھی تک سیڑھیوں پر کھڑے تھے۔ مزید توجہ نہ دی۔ اور اپنی خادمہ سمیت مکان کے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے چلے جانے پر یہ لوگ بھی باقی دو گاڑیوں پر سوار ہو کر لندن کو واپس ہو لئے۔ اگیرٹن کی حالت اس شخص کی سی تھی۔ جسے عنقریب پھانسی پر لٹکایا جانا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ ایڈلین قریباً دو سال تک اپنے وطن سے باہر جنوبی فرانس کے کسی مقام پر ایک نہایت دلفریب کوٹھی میں بحالت تنہائی اس بچے کی پرورش کرتی رہی تھی جسے جیسی مور کرنے معجزانہ طریق پر موت سے بچایا تھا۔ اس کے علاوہ وہ خیرات اور شب و روز کی یاد خدا سے ان گناہوں کی تلافی کی کوشش بھی کرتی رہی۔ جو اس سے سرزد ہوئے تھے۔ لیکن ہر چند کہ وہ بدرجہ غایت تائب ہو چکی تھی۔ تاہم اس حالت میں بھی اس کے اندر زمانہ گذشتہ کی یاد بار بار رنج اور ذہنی تکلیف کا احساس پیدا کر دیتی تھی۔ اس کی کئی راتیں

بے خوابی میں بسر ہوتی تھیں۔ بارہا مقتول لڑکی کی روح اُسے بحالت خواب ڈراتی تھی۔ ان پریشانیوں نے ایڈلین کی دلفریب آنکھوں کی چمک کو مدھم کر دیا تھا۔ اور اُس کے پھول کے ایسے رخسار پر اب سنگ مرمر کی طرح سفیدی چھائی ہوئی تھی۔ اب اُسے اپنی زندگی میں صرف اس بچے کا سہارا تھا جس سے وہ بے حد پیار کرتی تھی۔ چونکہ اُس کے دل میں اور کسی چیز کی محبت باقی نہ رہی تھی۔ چونکہ اس کی زندگی کے واسطے اور کوئی سامان دلچسپی نہ تھا اس لئے اُس بچہ کا وجود ہی اُس کے تمام پیار و محبت اور ساری دلچسپیوں کا مرکز تھا۔ جوں جوں وہ اپنے دل کو اُن خوشیوں اور بامعنوانیوں سے ہٹاتی تھی۔ جو اُس وقت اُس کا مشغلہ تھیں۔ جبکہ لندن کے سمائے فیشن پر وہ سب سے چمکدار ستارہ تھی۔ جوں جوں وہ ان آتشین جذبات کو دبانے کی کوشش کرتی تھی۔ جن کے زیر اثر وہ چھوٹی عمر میں ہی منزل عصمت سے گر چکی تھی۔ توں توں شیر خوار فرڈیننڈ سے اُس کی محبت بڑھتی جاتی تھی۔ مگر افسوس کہ وہ بچہ جو اُس کی زندگی کا واحد سہارا تھا۔ اُس کے انگلستان کو واپس آنے سے پانچ ماہ پیشتر اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ یکایک اُسے بخار آنا شروع ہوا۔ اور اُس کے زیر اثر وہ ننھا سا پھول اس طرح کملا گیا۔ جیسے باد سموم کے جھونکے گلاب کی پتیوں کو بے دردی کے ساتھ خشک کر دیتے ہیں۔

اس سانحہ سے ایڈلین کے دل کو سخت صدمہ ہوا۔ اور اُس نے محسوس کیا کہ اس دنیا میں میرے لئے ابھی اپنے گناہوں کی کچھ اور سزا بھگتنا باقی ہے۔

بچہ کے مرتے ہی فرانس کی ساری دلچسپیاں اس کی نظر میں ماند پڑ گئیں۔ اور سخت مایوسی اور اُداسی کی حالت میں اس کے دل میں اپنے وطن کو واپس جانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ بارہا اُس نے اس خواہش کو دبانے کی کوشش کی۔ لیکن اس کے بعد جب اُس نے الزاسٹنی کو جس سے اس کی اکثر خط و کتابت رہتی تھی۔ اپنی واپسی کی اطلاع دی۔ اور خود اُس کی طرف سے کافی جواب موصول نہ ہوا۔ تو اُس نے واپس آنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ چنانچہ لیڈی ریولنسورتھ جنوبی فرانس سے عازم انگلستان ہوئی۔ وفادار کرپٹن ابھی تک اُس کی خدمت میں تھا۔ لیکن وہ خادمہ جو اس کے ساتھ فرانس گئی تھی۔ کسی کے ساتھ شادی کر کے فرانس ہی میں آباد ہو چکی تھی۔ اس لئے اُس کی بجائے ایڈلین نے ایک اور فرانسیسی عورت کو اپنی خادمہ بنا لیا چنانچہ وہی عورت اس وقت اس کے ساتھ مال میں آئی تھی۔ ایڈلین کا ارادہ تھا۔

کہ اُس محل میں جو اُس کے شوہر کی وصیت کی رو سے اب اُس کا اپنا ہو چکا تھا۔ کیونکہ ریونسورتھ کی وسیع اراضی اور شاندار لقب کا مالک کوئی وارث نرینہ نہ تھا۔ تنہائی کی زندگی بسر کرے چنانچہ اُس نے مالی کو اس مضمون کا ایک خط لکھدیا کہ میری واپسی کے لئے مکان تیار رکھنا۔ مگر بسوء اتفاق سے وہ خط کہیں گم ہو گیا۔ اور اس لئے مالی کو اُس کی آمد کا مطلق علم نہ ہو سکا۔

کیلے سے دخانی جہاز کے ذریعہ لندن پہنچکر ایڈلین کو نیٹن کو بحری محصول ادا کرنے اور اسباب ساتھ لانے کے لئے گھاٹ کے چنگی خانہ پر چھوڑ آئی۔ اور خود سیدھی ہال کی طرف ہولی تھی۔ اُس کے ہال میں پہنچنے کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے اُن سے ہمارے ناظرین پوری طرح واقف ہیں۔

مگر شاید بعض اصحاب اس بات کو تعجب خیز سمجھیں کہ ایڈلین اُس مکان میں کیوں واپس آئی۔ جہاں اُس نے اتنی تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اور جہاں رہ کر اُس خوفناک جرم کی یاد ہر وقت اُس کے دل میں تازہ ہو سکتی تھی۔ جس کا بار اُس کے ضمیر پر اب تک موجود تھا؟ بات یہ ہے کہ بچے کے انتقال سے اُس کا دل اتنا اُداس ہو گیا تھا۔ کہ اس قسم کے خیالات پر غور کرنے کا موقعہ نہ ملا۔ اور اگر کبھی ملا بھی تو اُس نے اُلٹا یہ سوچا کہ وہاں رہ کر مجھے جو تکلیفیں ہونگی۔ وہ مجھے توبہ و استغفار میں اور بھی مدد دیں گی۔ اس قسم کے خیالات جو رومن کیتھولک عقیدہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بارہا اُن لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ جن سے گناہِ عظیم سرزد ہوئے ہوں۔

اس کے علاوہ چند اور دنیاوی معاملات بھی تھے۔ جو لیڈی ریونسورتھ کی واپسی کا موجب ثابت ہوئے۔ صدر مقام عالم کے ہجوم اور پر خروش زندگی میں رہنے کا خیال اُسے سخت ناپسند تھا طبیعت تنہائی کے لئے بیقرار تھی۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اپنے دیہاتی محل کے سوا وہ اور کہاں جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ اگر وہ مضافات لندن کے کسی اور حصہ میں آباد بھی ہوتی۔ تو لوگوں کے اعتراضات کا کیا جواب دیتی۔ اور لندن کے اندر نہ رہتی ہوئی وہ اُس کے پاس اس لئے رہنا چاہتی تھی کہ والدین اور الزاسٹنی سے گاہ بگاہ ملتی رہے۔

ان تمام ذہنی اور دنیاوی اثرات کے علاوہ جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ ایک پوشیدہ اثر اور بھی تھا۔ جو ایڈلین کو ہال کی طرف جانے پر اکسا رہا تھا۔ وہ ایک ایسا اثر تھا جس کا مطلب سمجھنے سے وہ قاصر تھی۔ لیکن سب سے زیادہ یہی اثر کشمکش و پنج کی حالت میں اُسے ہال کی سکونت اختیار کرنے پر آمادہ کرنے میں غالب ثابت ہوا۔ وہ ایک ایسا اثر تھا۔ جو اکثر مضبوط ترین دلوں پر بھی پایا جاتا ہے۔ اور جس کی کوئی معقول وجہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ ہماری مراد اُس اثر سے

ہے۔ جسے مشرق کے لوگ مقدر سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ لیکن عیسائی اُسے قادر مطلق کی پوشیدہ اور زبردست طاقت قرار دیتے ہیں۔

مگر آؤ ہم اپنی داستان کا سلسلہ جاری رکھیں۔ ایگرٹن کے دوستوں اور رشتہ داروں کے رخصت ہو جانے پر لیڈی ریونسورتھ اب اُس عظیم الشان محل میں جس کے متعلق بیشمار افسوسناک و رنجدہ واقعات کی یاد اُس کے دل میں موجود تھی تنہا رہ گئی۔ وہ اُس بالاخانہ میں داخل ہوئی۔ جہاں ایگرٹن کی پارٹی کے لوگ دعوت اُڑاتے رہے تھے۔ اور میز پر خالی بوتلیں اور گلاس پڑے دیکھ کر اُس نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ پھر اُس نے پاس کے کمرہ میں داخل ہو کر کھڑکیاں کھولیں۔ اور محل کے اُن وسیع اور سنسان حصوں میں نظر ڈالی۔ جہاں موت کا سا سناٹا چھایا ہوا تھا اُس نے دیواروں اور ان پر لگی ہوئی تصویروں کی طرف دیکھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کمروں کے سامان میں کچھ تبدیلی نظر آتی ہے کیونکہ وہ ان کی ہر ایک تفصیل سے پورے طور پر واقف تھی۔ پھر جب اُس نے زیادہ غور سے دیکھا۔ تو یہ خیال اور بھی زیادہ پختہ ہو گیا۔ کہ ہر ایک چیز اُس حالت میں نہیں ہے۔ جس میں مَیں اُسے چھوڑ کر گئی تھی۔ بہت کچھ دماغ لڑانے کے بعد اسے معلوم ہوا۔ کہ تین چار نہایت قیمتی تصویریں اور ایک بیش قیمت ٹائم پیس ایک کمرہ سے غائب ہے۔ اور اسی طرح کئی قیمتی چیزیں دوسرے کمرہ میں موجود نہیں ہیں۔ اُس نے سوچا ممکن ہے۔ ان چیزوں کو کسی نے اٹھا کر پاس والے کمرہ میں رکھ دیا ہو۔ اس خیال سے وہ چند اور کمروں میں داخل ہوئی۔ مگر وہاں نہ صرف وہ چیزیں جن کی اُسے تلاش تھی نظر نہ آئیں۔ بلکہ اُس نے دیکھا کہ اُن میں سے بجائے خود بہت سا سامان غائب ہے۔ اب اُس کے دل میں بڑے زور سے یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ بڈھے مالی نے میری عدم موجودگی میں اس محل میں جو اُس کے زیر نگرانی تھا۔ کس لئے اجنبیوں کی ایک جماعت کو ٹھیرنے کا موقعہ دیا۔ پہلے اُس نے اس معاملہ کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔ مگر اب مختلف کمروں سے بہت سی تصویریں اور سامان آرائش کو غائب پا کر اس معاملہ نے اس کی نظروں میں زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کر لی اور قدرتی طور پر اُس کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ کہ کسی نے ان چیزوں کو مالی کی بیخبری یا باخبری میں یہاں سے اٹھایا ہے۔ اس خیال کے آتے ہی اُس نے گھنٹی بجائی۔ جس کے جواب میں اُس کی فرانسیسی خادمہ حاضر ہوئی۔ ایڈیلین نے اُس سے کہا "مالی کو میرے پاس بھیجدو۔" وہ کمرہ سے واپس چلی گئی۔ اور چونکہ انگریزی کا ایک لفظ

بھی نہ بول سکتی تھی۔ اس لئے اُس نے اشاروں سے مالی کو اپنی مالکہ کا حکم پہنچایا۔ بڈھا مالی بھونپڑی میں بیٹھا بیوی سے اس تجویز پر بحث کر رہا تھا۔ کہ لیڈی ریونسورتھ کو کس طریقہ پر محل کے اندر ایک سڑی ہوئی لاش کے رکھے جانے کی اطلاع دی جائے۔ جب اُس نے مالکہ کے پاس جانے کا اشارہ پایا۔ تو اُس کے چہرہ پر خوف اور اضطراب کے مشترکہ احساس نے مضحکہ خیز اثر پیدا کر دیا۔ چنانچہ وہ لیڈی ریونسورتھ کی طرف چلا۔ تو اُس کی ذہنی حالت اُس شخص سے بہتر نہ تھی۔ جسے زندہ جلانے کے لئے لے جا رہے ہوں۔

لیڈی ایڈلین نے اُس سے مخاطب ہو کر کہا "ابراہام کئی حالات ہیں۔ جنکی بدولت اس مکان میں مجھے اپنی واپسی ناخوشگوار نظر آئی ہے۔ اپنے عزیز لخت جگر کی موت کے بعد جو اب اس دنیا میں میرا واحد سامان انبساط تھا۔ دل شکستہ ہو کر میں اس امید پر اپنے وطن کو واپس آئی تھی۔ کہ ریونسورتھ ہال میں پہنچکر امن اور سکون کی زندگی بسر کر سکوں گی۔ لیکن گاڑی سے اترتے ہی پہلا نظارہ مجھے یہ دکھائی دیا۔ کہ مکان میں بیفکروں کا ایک گروہ جمع ہے جنہیں تم نے اپنی ناعاقبت اندیشی سے اس کے کمروں میں دعوت اڑانے کا موقعہ دیا۔ مگر میں تمہارے اس قصور کو بھی نظر انداز کرنے پر آمادہ تھی۔ اور میں نے اس سے اغماض برتا تھا۔ کہ مجھے معلوم ہوا۔ کمروں کے اندر بہت سی قیمتی چیزیں غائب ہیں۔ ۔ ۔"

"غائب! ۔ ۔ ۔ حضور کیا فرماتے ہیں!" بڈھے نے اس طرح چونک کر کہا۔ گویا اسے اپنی نسبت اس بدگمانی سے سخت تعجب ہے۔

"ابراہام میں غلط نہیں کہتی ہوں" لیڈی ریونسورتھ نے سختی سے کہا "ان کمروں کی دیواروں سے کئی تصویریں۔ بہت سا سامان آرائش مختلف ٹائم پیس۔ چینی کے نادرات اور بہت سی اور چیزیں غائب نظر آتی ہیں۔ کیا تم نے انہیں اُٹھا کر کسی دوسری جگہ رکھدیا ہے؟"

بڈھے مالی نے سخت پریشانی کے لہجہ میں کہا "بیگم صاحب خیال فرمائیے۔ میں آپ کی کوئی چیز چرا سکتا ہوں۔ خدا جانتا ہے آپ کی عدم موجودگی میں میں نے یا میری بیوی نے کبھی کسی چیز کو چھوا تک نہیں۔ ۔ ۔ سوائے اسکے کہ ہم نے کبھی انہیں جھاڑنے کے لئے اُٹھایا۔ اور پھر اُسی جگہ رکھدیا ہو۔ اسکے علاوہ تمام کمروں کے دروازے ہمیشہ بند اور مقفل رہے ہیں۔ ۔ ۔"

"لیکن میں دیکھتی ہوں تم ان ملکوں میں اجنبیوں کو ٹھیرنے کا موقعہ دیتے رہے ہو"

بڈھا مالی اصرار کے ساتھ کہنے لگا "میں حضور کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ پہلا اور آخری موقعہ تھا۔

کہ مجھ سے اور میری بڑھیا سے ایسی حماقت سرزد ہوئی۔ چونکہ آپ یہاں تشریف نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم نے سوچا۔ کوئی شخص اگر عارضی طور پر چند گھنٹوں کے لئے . . . "

لیڈی ایڈلین سخت حیران تھی۔ اور یہ معاملہ اُس کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ ان چیزوں کے غائب ہونے کا راز کیا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ مالی کے الفاظ اور اُس کے طرز عمل سے کامل سچائی کی بُو آتی تھی۔ آخر کہنے لگی "تم نے یہ بات کبھی نہیں دیکھی۔ کہ ان کمروں سے بہت سی تصویریں اور کئی اور چیزیں غائب ہوتی رہی ہیں؟"

مالی نے کہا "نہ بیگم صاحب ہم نے کبھی یہ بات محسوس نہیں کی۔ قسم لے لیجئے۔ کہ میں بہت ہی کم ان کمروں میں آتا رہا ہوں۔ میری بڑھیا البتہ مہینے میں ایک دو بار چیزوں کی جھاڑ پونچھ کے لئے آیا کرتی تھی۔ اور اس کا مجھے یقین ہے کہ اگر اُسے کوئی چیز گم نظر آتی۔ تو وہ ضرور اس کی اطلاع مجھے دیتی۔ البتہ . . . "

"البتہ کیا؟ ابراہام جو معاملہ ہے صاف صاف کہدو۔ میں اُس سے بالکل درگذر کروں گی" لیڈی ریونسورتھ نے نرمی کا مصالحانہ لہجہ اختیار کرکے کہا۔

"ایک معاملہ ہے جس کی وجہ سے خود مجھے اور میری بیوی کو ایک یا دو . . . یا دس بار مرتبہ اضطراب پیدا ہوا ہے گو اس کے ساتھ ہی . . . "

"بولو۔ رُک کیوں گئے؟ کسی بات کے اظہار میں تامل نہ کرو"

بڈھے نے مضطرب انداز سے کمرہ میں ادھر اُدھر دیکھا۔ کیونکہ اب شام کی تاریکی ہر طرف چھا رہی تھی۔ اور اس کے بعد مری ہوئی آواز سے کہنے لگا "حضور کیا عرض کروں اس مکان میں کوئی چیز رہتی ہے . . . "

"کیا کہتے ہو؟" اور یہ کہکر ایڈلین اس طرح چونک کر اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ گویا ان لفظوں نے اُسکے اندر بجلی کا اثر پیدا کر دیا ہو۔ "اپنا مطلب صاف لفظوں میں کیوں نہیں بیان کرتے؟"

"حضور جو کچھ میں نے عرض کیا۔ اُس میں شبہ کی مطلق گنجائش نہیں" ابراہام نے مشتبہ نظروں سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا "دراصل مسٹر ورزن کی روح کو قبر میں چین نصیب نہیں ہوا۔ وہ بھوت بن کر اس مکان میں پھرتا ہے۔ اور اُسے دیکھ کر ہمیں کئی بار دہشت پیدا ہوئی ہے"

"کیا بکواس کر رہے ہو" لیڈی ریونسورتھ نے چلا کر کہا۔ اور اُس کا لہجہ پھر ایک بار

سختی کا ہو گیا۔ اگر مالی اُسے یہ کہتا کہ لڈیا ہچنسن کی روح اس مکان میں پھرتی دیکھی گئی ہے۔ تو وہ ضرور خوفزدہ ہو جاتی۔ اور اس پر سناٹا سا چھا جاتا۔ کیونکہ اس امر میں اُسے شبہ کی گنجایش نہ تھی۔ اور اس وہم کا تعلق اُس کے اپنے خوفناک جُرم سے تھا۔ لیکن جب اُسکی امید کے خلاف مالی نے اُسے یہ کہا۔ کہ بھوت مسٹر ورنن کا ہے۔ تو اُس نے سارے قصہ کو فضول اور ناقابل اعتبار سمجھکر نظر انداز کر دیا۔ گو اس سے اسے اپنے متعلق گونہ اطمینان ہو گیا۔ چنانچہ اُس نے پھر ایک بار کہا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو۔ کل اس سلسلے سامان کی گم شدگی کی کیفیت تمہیں میرے وکیل کے روبرو بیان کرنی ہو گی۔ جاؤ اب میری نظروں سے دور ہو جاؤ۔ . . سنتے نہیں ہو؟"

"میں امید کرتا ہوں کہ حضور . . ." مالی نے کچھ کہنا شروع کیا۔

مگر ایڈیلین نے فوراً ہی قطع کلام کر کے کہا "میں کہتی ہوں۔ میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اور خادمہ سے کہدو شمع لائے۔"

بڈھا مالی باوجود اس تاکیدی حکم کے اُسی جگہ کھڑا رہا۔ اور کہنے لگا "حضور میں جاتا ہوں لیکن جانے سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں . . . اور ایسا کرنا میرا فرض ہے . . . گو حقیقت میں وہ فرض بڑا ہی ناگوار ہے۔ تاہم اس میں قصور میرا نہیں . . . جیسا کہ میری بیوی آپ کا اطمینان کرا سکے گی . . ."

"میں پھر کہتی ہوں جاؤ" ایڈیلین نے اس قسم کے لہجہ میں کہا جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اپنا حکم منوانے پر آمادہ ہے "اگر تمہیں اپنے طرز عمل کے متعلق جس کی نسبت مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ تمہارے اضطراب کی بدولت میرے سارے شبہات مضبوط ہو چکے ہیں۔ کچھ جوابدہی کرنا ہو۔ تو وہ میرے قانونی مشیر کے سامنے کرنا۔ اطمینان رکھو۔ تمہارے جیسے بڈھے آدمی کو سزا دلانا مجھے منظور نہیں۔ کیونکہ اب تمہاری زندگی کے تھوڑے ہی دن باقی ہیں۔ نہیں میں انتقام کا جذبہ اپنے دل میں نہیں رکھتی۔" پھر اُس نے ایک گہری آہ بھر کر کہا "میری اپنی تکلیفوں نے مجھے سکھا دیا ہے۔ کہ اوروں کے ساتھ رحم کا سلوک کرنا چاہیئے۔ لیکن میں اس گفتگو کو طول دینا پسند نہیں کرتی اس لئے جیسا کہ میں تم سے بار بار کہتی ہوں اب یہاں سے چلے جاؤ . . ."

مالی نے پھر کچھ کہنا چاہا۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ ایڈیلین کو مکان کے ایک حصہ میں

لاش کی موجودگی کی اطلاع دینا چاہتا تھا۔ مگر ایڈیلین نے اس تحکمانہ انداز سے اُسے چلے جانے کا اشارہ کیا۔ کہ بڈھے کے لئے سوائے تعمیل ارشاد کے کوئی چارہ نہ رہا۔ ناچار وہ اُس کمرہ سے باہر نکلا۔ لیکن اُن شبہات کی وجہ سے جو اُسکی دیانتداری کے متعلق اُس کی مالکہ کے دل میں پیدا ہو چکے تھے۔ اُسکی طبیعت بہت پریشان تھی۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ اُسے یا اُسکی بیوی کو کمروں سے تصویروں یا اور سامان کے گم ہونے کا قطعاً علم نہ تھا۔

اتنے میں لیڈی ریونسورتھ کی فرانسیسی خادمہ شمع لے آئی۔ اور خاتون موصوف نے اُسے حکم دیا کہ "میرے لئے وہ خوابگاہ تیار کرو۔ جو محل کے شمالی انتہائی حصہ میں واقع ہے۔" یہ وہی کمرہ تھا۔ جس میں اپنا سابقہ کمرہ چھوڑنے کے بعد ایڈیلین نے رہنا شروع کر دیا تھا۔ اور جس میں وہ لڈیا ہچنسن کے قتل اور گلبرٹ ورنن کی خودکشی کے درمیانی عرصہ میں رہا کرتی تھی۔ خادمہ یہ حکم پاکر چلی گئی۔ اور ایڈیلین پھر ایک بار تنہا رہ گئی۔

اُس وسیع اور عالی شان محل کا سناٹا جہاں کسی زمانہ میں بے شمار نوکروں کی موجودگی سے ہر وقت آوازیں سنائی دیا کرتی تھیں۔ اور ایک ہنگامہ سا برپا رہتا تھا۔ اُس کی افسردگی کو بڑھانے کا موجب ثابت ہو رہا تھا۔ از خود اُس کے دل میں کسی آنے والے خطرہ کا مبہم سا احساس پیدا ہونے لگا۔ اور وہ باوجود بہت بڑی کوشش کے اُس پر غالب نہ آسکی۔ مشہور ہے کہ بہت سے حیوانات اپنی عقل حیوانی کی بدولت آنے والے خطرہ سے اُس وقت خبردار ہو جاتے ہیں۔ جبکہ اُس خطرہ کے آثار بھی موجود نہ ہوں۔ گھوڑے کا قاعدہ ہے۔ کہ جسوقت سوار کو لیکر جنگل سے گذر رہا ہو۔ تو اُس مقام کے قریب جہاں شیر چھپا بیٹھا ہو۔ جلد جلد سانس لینے لگتا۔ زمین پر سم مارتا۔ اور بے چینی سے ادھر اُدھر ہٹتا جاتا ہے۔ ننھا سا پرند اُس جھاڑی کے اوپر زور سے پر پھڑپھڑاتا ہے۔ جس میں سانپ چھپا ہوتا ہو۔ اور ناگہنی سا گھنے جنگل کے اندر سے گذرتے وقت جب اُس درخت کے پاس پہنچتا ہے۔ جس کے پتوں کی تاریکی میں خوفناک اژدہا پوشیدہ ہو تو مارے خوف کے خود بخود اُس کا ہر ایک عضو کانپنے لگتا ہے۔ کیا اس قسم کا احساس نوع انسانی میں نہیں پایا جاتا؟ ہمارے خیال میں ضرور پایا جاتا ہے۔ یہی وہ مبہم خوفناک اور ناقابل بیان احساس تھا۔ جو اس وقت ایڈیلین پر جو محل کے ایک وسیع کمرہ میں بیٹھی بڑھتی ہوئی بےچینی کے ساتھ ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی طاری تھا۔

اضطراب کی حالت میں اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہ کھڑکی کے پاس جا کھڑی ہوئی۔

باہر ہر طرف انتہائی تاریکی نظر آتی تھی۔ اور آسمان پر ابر غلیظ چھایا ہوا تھا۔ چاند اور ستارے بھی ان سیاہ بادلوں کے پیچھے منہ چھپا چکے تھے۔ اور سخت مایوسی بخش ہوا چل رہی تھی۔ بیچینی کی حالت میں وہ اپنے دل سے کہنے لگی "آج کی رات بہت ہی افسردہ کرنے والی ہے۔ معلوم نہیں۔ کونٹین کو اتنی دیر کیوں لگ گئی؟" پھر اُسے خیال آیا کہ شاید وہ ضروری سامان خریدنے کے لیے رک گیا ہوگا۔ کیونکہ مالی کو اپنی آمد کی اطلاع دینے کے باوجود اس بات کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ کہ وہ سامان خوراک یا اور ضروری چیزیں مہیا کر رکھے گا۔ کہنے لگی "باوجود اس کے میں چاہتی ہوں۔ وہ اب بہت جلد واپس آجائے۔ بڑا وفادار نوکر ہے۔ اور اُس کی موجودگی میں مجھے پورا اطمینان حاصل رہتا ہے۔ . . معلوم نہیں آج دل کیوں اتنا مضطرب ہو رہا ہے۔ . . کلیجہ از خود بیٹھا جاتا ہے۔ افسوس میری ذات اور راحت کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو چکی ہے۔ مدت سے میں نے اپنے دل میں کبھی اطمینان محسوس نہیں کیا۔ . . مگر آج کی رات تو مجھے اتنی بے چینی ہے کہ کبھی محسوس نہ ہوئی تھی۔ . ."

وہ چونکی۔ ایسا معلوم ہوا۔ کہ کسی نے پاس والے کمرہ کے کمانی دار دروازہ کو ہلایا۔ غور سے سنا۔ تو یہ سماعی دھوکا نہ تھا۔ سچ مچ کوئی اس کمرہ کے اندر داخل ہو رہا تھا۔ سخت پریشانی اور ناقابل بیان اضطراب کی حالت میں وہ دیوار کا سہارا لیکر کھڑی ہو گئی۔ اور اُس کی آنکھیں کسی غیبی سحر کے زیر اثر اس دروازہ کی طرف لگ گئیں۔ جو کمرہ کے انتہائی سرے پر واقع تھا۔ . . کواڑ بڑی آہستگی کے ساتھ کھلنے شروع ہوئے۔ اور ایک لمحہ بھر کے لئے اپنی انتہائی پریشانیوں میں اُس بدنصیب عورت کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شاید . . . یہ لڈیا ہچنسن کی روح ہے۔ جو اس کمرہ میں آرہی ہے۔ مگر نہیں . . . داخل ہونے والے کی صورت مردانہ تھی! دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی ہوا کا تیز جھونکا اندر آیا۔ جس سے شمع جھلملائی۔ ایڈیلین اس دھندلی روشنی میں صرف اتنا دیکھ سکی۔ کہ وہ کوئی تاریک سی صورت ہے۔ اس کے خط و خال کو نہ پہچان سکی۔ مگر یہ غیر یقینی حالت صرف ایک لمحہ بھر کے لئے قایم رہی۔ اس کے بعد جب وہ شخص بیہوش ہوتی ہوئی ایڈیلین کی طرف بڑھا۔ اور شمع کی روشنی پورے طور سے اُس کے چہرہ پر پڑی۔ تو لیڈی ریونسورتھ نے فوراً پہچان لیا۔ کہ آنے والا . . . مردہ فروش ہے!

اس کے ساتھ ہی اُس پر انتہائی دہشت اور ناقابل بیان خوف طاری ہو گیا!

چھٹا باب ریونسورتھ ہال میں مُردہ فروش کا آخری معرکہ

"خداوندا تیرا رحم!"

یہ الفاظ چیخ کی طرح ایڈلین کے منہ سے نکلے اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی ایک صوفہ پر گر پڑی گو بے ہوش نہ ہوئی کیونکہ اپنی خطرناک حالت کے احساس نے اس کے اندر یکایک غیر معمولی طاقت اور استقلال پیدا کر دیا تھا ایسی طاقت جو خود اُسے بھی اس وقت عجیب معلوم ہوئی چنانچہ فوراً ہی صوفہ سے اُٹھ کر وہ یہ کہتی ہوئی مردہ فروش کے سامنے کھڑی ہو گئی "شیطان تم یہاں کس لئے آئے ہو؟"

ٹڈکنز نے خشونت آمیز لہجہ میں کہا "اس سوال کا تعلق میری اپنی مرضی سے ہے۔ بہرحال تم دیکھتی ہو کہ میں یہاں موجود ہوں۔ سچ پوچھو۔ تو میں ایک عرصہ سے یہیں رہتا ہوں۔ اور جب تک مجھے اسکی ضرورت ہوگی یہاں رہونگا" پھر اس نے ایڈلین پر ایک پُرمعنی نظر ڈالکر کہا "سوائے اس صورت کے کہ تم میرے یہاں سے چلے جانے کا سامان پیدا کر دو"

"بدبخت! جابر!" ایڈلین نے چلاکر کہا "کیا تمہاری طرف سے مجھے کبھی نجات حاصل نہ ہوگی؟"

مردہ فروش کہنے لگا "اچھا میں جابر سہی۔ مگر یہ جگہ مجھے اتنی پسند ہے۔ اور یہاں میرے لئے اتنی سلامتی ہے کہ میں فوراً ہی اس سے رخصت ہونے پر آمادہ نہیں ہوں۔ تم لاکھ لال پیلی ہوا کرو۔ مجھے پروا نہیں۔ تمہارے جیسی سمجھدار عورت کو تو اب معلوم ہو جانا چاہئے تھا۔ کہ ٹڈکنز کسی حسین عورت کی پیشانی پر غصہ کے تیور دیکھ کر خوف زدہ ہونے والا نہیں ہے"

"مگر قانون میری حفاظت کر سکتا ہے۔۔۔" ایڈلین نے پُروحشت لہجہ میں کہا۔

"اور سزا بھی دے سکتا ہے!" مردہ فروش سردمہری سے کہنے لگا۔

لیڈی ریونسورتھ پر دیوانگی کی حالت طاری ہو گئی تھی کہنے لگی "سنو تحمل انسانی کی کوئی حد ہوتی ہے۔ انسان کا صبر آخر کوئی انتہا رکھتا ہے۔ میرے تحمل اور میرے صبر کا اب خاتمہ ہو چکا۔ تمہاری سختیاں اور تمہارا جبر برداشت کرنے اور تمہیں خفیہ طور پر رشوت دینے کی اب مجھ میں تاب نہیں۔ بلا سے قانون مجھے سزا دے۔ بہرحال تمہارے جیسے پاجی شخص سے نجات حاصل کرنے کی خاطر میں اُسکی مدد لینے سے باز نہ رہوں گی"

اتنا کہکر اُس نے گھنٹی کی رسی کی طرف ہاتھ بڑھایا - لیکن مردہ فروش نے فوراً اس کا بازو پکڑ کر اسے بے دردی سے صوفہ پر گرا دیا - پھر جیب سے پستول نکال کر خوفناک لہجہ میں کہنے لگا "تم نے پھر یہ حرکت کی تو یاد رکھنا یہ گولی سر کے پار ہوگی"

ایڈلین اس کی طرف وحشت زدہ نظروں سے دیکھنے لگی - مردہ فروش نے پستول دوبارہ جیب میں ڈال لیا - اور بولا "تم نے دیکھ لیا - مکر یا چالاکی میں تم مجھ پر غالب نہیں آسکتی ہو"

ایڈلین نے مری ہوئی آواز سے التجا کے لہجہ میں پوچھا "آخر تم چاہتے کیا ہو؟ وہ کونسا طریقہ ہے جس پر عمل کر کے میں تمہیں اس جگہ سے ہمیشہ کے لئے رخصت کر سکتی ہوں - کہ تم مجھے دوبارہ تنگ نہ کرو . . . دیکھو مجھ پر رحم کرو - میں منت کرتی ہوں مجھ پر رحم کرو - دنیا میں اب میرا کوئی مددگار نہیں - میں ایک بدنصیب بیوہ . . . بے اولاد عورت ہوں ہائے افسوس میرا اکلوتا بچہ بھی موت کے بے رحم ہاتھ نے مجھ سے چھین لیا! اس دنیا میں میری ساری امیدیں اب اسی سے وابستہ تھیں - وہ بھی وہ میرا ساتھ چھوڑ گیا" وہ رونے لگی اور پھر بولی "آخر کیا بات ہے کہ تم مجھے یوں دق کرتے ہو؟ کیا میں نے تمہیں کوئی ضرر پہنچایا ہے؟ اگر تم مجھ سے نفرت کرتے ہو - اگر تم مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہو - تو خدا کے لئے ایک بار ہی میری جان لے لو - اس طرح مجھے تڑپا تڑپا کر نہ مارو - میرے سامنے تمہاری موجودگی سخت اذیت . . . دوزخ کے انتہائی عذاب سے کم نہیں!"

مڈکنز کہنے لگا "کیا تم تھوڑی دیر کے لئے میری باتوں کو سننا منظور کرتی ہو؟ کیا تم چند منٹ کے لئے اپنی طبیعت کو سکون پذیر کر کے سمجھ کی باتیں کرنے پر رضامند ہو؟"

"ہاں میں اس کے لئے تیار ہوں - میں اس کے لئے آمادہ ہوں" ایڈلین مردہ فروش کو قریب تر ہوتے دیکھ کر نمایاں طور سے کانپ کر کہنے لگی -

وہ بڑے اطمینان کے ساتھ اس کے سامنے ایک کرسی پر بیٹھ گیا - اور بولا "اگر ایسا ہو - تو ہمارا معاملہ بھی طے ہوا جاتا ہے - تمہیں معلوم ہوگا - کہ میں اس مکان میں قریباً اُسی دن سے رہتا ہوں - جب سے تم یہاں سے گئی ہو"

"اس مکان میں!" ایڈلین نے جس کے خوف پر اب غصہ نے قابو پا لیا تھا چلا کر کہا -

"ہاں اس مکان میں - اور میں سچ کہتا ہوں - کہ یہاں میں اپنے آپ کو انتہائی محفوظ

سمجھتا ہوں۔ جیسے کسی نرم گدیلے کا کھٹمل اپنے آپ کو سمجھ سکتا ہے۔" مڈکنز نے جواب دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے پر مذاق استعارہ پر خود ہی مسکرایا۔ پھر کہنے لگا "بات یہ ہے کہ بہت سی وجوہ کی بنا پر میں لندن میں یا اُس کے قریب رہنا نہیں چاہتا۔ ورنن کے معاملہ کے چند ہفتے بعد جس کا تمہیں علم ہے۔۔۔"

"ہاں ہاں کہو" ایڈلین نے بے صبری سے کہا۔

مڈکنز بولا "ایسی بھی کیا جلدی ہے۔۔۔ اطمینان سے بات کرنا دانائی کی دلیل ہوتی ہے۔"

"ممکن ہے میرا نوکر کونیٹن آجائے۔ مجھے اُس کی آمد کا ہر لمحہ انتظار ہے۔"

مڈکنز بڑے سکون کے ساتھ کہنے لگا "بیگم صاحب اطمینان رکھو۔ وہ مجھے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور بالفرض اُس نے میری طرف ہاتھ بڑھایا تو تم دیکھ چکی ہو۔ کہ میرے پاس پستول موجود ہے۔ میں اُسے وہیں ڈھیر کر دوں گا۔ لیکن خیر تمہاری خاطر سے میں اس داستان کو جلدی ہی ختم کئے دیتا ہوں۔ جیسا کہ میں بیان کر رہا تھا۔ اس واقعہ کے بعد میں ایک دن ان نواحات سے گذر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ مکان کی سب کھڑکیاں اور دروازے بند ہیں میں نے پاس کے گاؤں میں چند لوگوں سے دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تم یہاں سے چلی گئی ہو۔ اور اس مکان میں اب صرف ایک بڈھا مالی اور اُس کی بیوی رہتے ہیں۔ یہ بات مجھے ہر طرح مفید مطلب نظر آئی۔ اور میں نے فوراً ہی یہاں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ میں اسی کمرہ میں رہنے لگا۔ جس کی کھڑکی سے کود کر ورنن نے جان دی تھی۔ ایک دن میں نے بڈھے مالی اور اس کی بیوی کو پاس والے کمرہ میں جسکا سامان وہ صاف کر رہے تھے۔ اس قسم کی گفتگو کرتے سنا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ وہ بھوتوں کے معتقد ہیں۔ یہ دریافت میرے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ مجھے جلدی ہی معلوم ہو گیا۔ کہ میری بعض حرکات سے انہوں نے یہ اندازہ کیا ہے کہ اس مکان میں ورنن کا بھوت رہتا ہے۔ چنانچہ اس دن کے بعد میں بڑے مزے سے کھڑکیاں کھول کر آرام کی زندگی بسر کرنے لگا۔ معلوم ہوتا ہے۔ دو سال پہلے جب اول مرتبہ میں اس مکان میں آیا تھا۔ تو وہ یہاں موجود نہ تھے۔ اور اس لئے انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ میں کون ہوں۔ چنانچہ جب وہ مجھے گیلری میں کھڑا دیکھتے۔۔۔ اور میں انہیں ڈرانے کے لئے بارہا گیلری میں کھڑا ہو جاتا تھا۔۔۔ تو اس سے اُن کے دلوں میں یہ عقیدہ اور بھی مضبوط ہو جاتا۔ کہ گلبرٹ ورنن کا بھوت ضرور اس مکان میں رہتا ہے۔ چنانچہ کئی بار میں اُن بڈھوں کی باتوں کو سنکر اور انکو خوفزدہ دیکھکر خوب ہی ہنستا تھا۔"

ایڈلین کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگی "اچھا تو کیا تم ہی میری عدم موجودگی میں اس مکان کو لوٹتے رہے ہو؟"

"خیر تم چاہو تو اس معاملہ کو اسی رنگ میں دیکھ سکتی ہو۔" مسٹر کنزدق کرنیوالے سکون کے لہجہ میں بولا "بہرحال مجھے یہ کہنے میں تامل نہیں۔ کہ جب کبھی مجھے خرچ کی ضرورت پیش آتی۔ میں کوئی چھوٹی سی تصویر یا ٹائم پیس۔ یا کوئی اور چیز اٹھا کر بیچ آتا تھا۔ لیکن سچ پوچھو تو تمہیں میرا ممنون احسان ہونا چاہئے۔ کہ میں نے اس مکان میں کوئی سامان باقی چھوڑ دیا۔ کیونکہ اس قسم کا طرز عمل میری فطرت کے خلاف ہے۔"

"بدمعاش! یہ الفاظ اور مجھ سے! اور پھر اس قدر سرد مہری کے ساتھ!" لیڈی ریونسورتھ نے پھر اپنی نشست سے مارے جوش کے اٹھتے ہوئے کہا۔

مگر مسٹر کنز نے اسے زبردستی اسی جگہ بٹھا دیا اور کہنے لگا "میڈم بیٹھ کر باتیں کرو۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں جوش کو کام میں نہ لاکر سمجھداری سے معاملہ کو طے کروں گی۔"

"سمجھداری!" ایڈلین نے چلا کر کہا "کیا سمجھداری اسکا نام ہے کہ تم اپنی بدمعاشیوں کی داستان بیان کرو۔ . . تم میرے روبرو میرے اپنے مال و اسباب کو لوٹنے کے حالات بیان کرو۔ اور میں خاموش بیٹھی سنتی رہوں!"

مردہ فروش کہنے لگا "تم جانتی ہو۔ ابتدا میں تم خود ہی میرے پاس آئی تھیں۔ میں تمہارے پاس نہیں گیا تھا۔ جب تم نے مجھ سے واقفیت پیدا کی۔ تو تم میری خصلت سے ناواقف نہ تھیں اسکے علاوہ دو دوستوں میں جن کے تعلقات اتنے قریبی ہوں۔ جیسے کہ میرے اور تمہارے ہیں۔ ایک دوسرے کی چیز کو ضرورت کے وقت استعمال کرلے تو اس میں عیب کیا ہے!"

"دوست! . . . تم!" ایڈلین نے انتہائی نفرت کے لہجہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی جہاں تک ممکن تھا وہ صوفہ پر پیچھے کو ہٹ گئی۔

مردہ فروش کہنے لگا "ان جھگڑوں میں وقت ضائع کرنے کے سوا کچھ حاصل نہیں۔ سارے معاملہ کا خلاصہ مطلب یہ ہے۔ کہ تم دوبارہ اس مکان میں واپس آگئی ہو اور اب بلا شرکت غیرے اس میں رہنا چاہتی ہو۔ میں اس مطالبہ کی معقولیت کو تسلیم کرتا ہوں لیکن ایسا کرتے ہوئے تم مجھے یہاں سے نکل جانے پر مجبور کرتی ہو۔ اور میں حیران ہوں۔ کہ ایسی محفوظ اور آرام دہ جگہ دوسری کہاں ملیگی۔ اس لئے مجھے تم سے کچھ تاوان یا معاوضہ طلب کرنیکا حق حاصل ہے۔ پس میرا مطالبہ یہ نہیں ہو سکتا

ایڈیلین ناقابل فروغصہ کے لہجہ میں کہنے لگی "جب تک تم نے مجھے یہ نہ بتایا تھا۔ کہ میں ہی اس مکان کا مال و اسباب لوٹا رہا ہوں۔ میں کچھ نقدی پیش کر کے تمہیں یہاں سے دفع کرنے پر آمادہ ہو سکتی تھی۔ لیکن اب کہ مجھے تمہاری شیطنت کا پورا ثبوت مل چکا ہے۔ . . . اگرچہ ثبوت تمہارے بیان سے پہلے ہی موجود تھا . . . اب کہ مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تمہیں سوائے اپنے فائدہ اور اپنی ضرورت کے دوسرے کے فوائد کا مطلق خیال نہیں۔ میں ہرگز اس قسم کی مصالحت پر تیار نہیں ہوں"

"دیکھو تم اپنی ضد سے باز آجاؤ۔ ورنہ پچتاؤ گی" مڈلٹن دھمکی کے لہجہ میں کہنے لگا۔

"تمہیں یاد ہے۔ ایک بار پہلے تم نے میرا مقابلہ کیا تھا۔ لیکن آخر کو میرا مطیع ہونا پڑا"

"یہ سچ ہے" ایڈیلین اس سے زیادہ پرسکون لہجہ میں کہنے لگی۔ جواب تک اس گفتگو کے درمیان میں اس نے اختیار کیا تھا "لیکن اُس وقت میں بعض مشکلات کے بارے دبی ہوئی تھی . . . اُس وقت مجھے کئی خوفناک خطرات اور ناقابل حل دقتوں کا سامنا تھا . . . اُسوقت میں اپنے سابق گناہوں کی پردہ پوشی کے لئے کسی نئے جرم کا ارتکاب کرنے پر بھی آمادہ تھی۔ اس لئے فوری خطرہ کو ٹالنے کی غرض سے میں نے ہر قسم کی شرطوں پر مصالحت منظور کر لی۔ مگر اب . . . اب حالات بالکل بدل چکے ہیں۔ زندگی میں میرے لئے کوئی سلطان نظری باقی نہیں رہا۔ کوئی خواہش ہے تو فقط امن اور سکون کے ساتھ تنہا رہنے کی اور جب اس میں بھی تم نے اپنی اذیتوں سے رخنہ اندازی شروع کر دی۔ تو میں یا تو تمہارے ناقابل برداشت جبر کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دوں گی۔ یا اس کوشش میں جان دے دوں گی۔ بس یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ تم اسے انکار سمجھو یا اعلان مخالفت بہرحال میں ابتدا پر آمادہ ہوں اور یہ دیکھو کہ میں ایسا کرنے لگی ہوں . . ."

یہ کہکر وہ بڑی تیزی کے ساتھ اپنی جگہ سے اُٹھی اور گھنٹی کی رسی کی طرف بڑھی۔ لیکن مڈلٹن اس کا ارادہ معلوم کر کے پھر اُس کی راہ میں کھڑا ہو گیا اور فوراً اپنے آہنی ہاتھ کو اُس کی بغل کی ایسی سفید گردن پر بزور رکھکر اُس نے اُسے بڑی بیدردی سے جھٹکا دیکر صوفہ پر گرا دیا۔ پھر اپنی گرفت ہٹانے سے پہلے گلوگیر اور تند آواز میں کہنے لگا "دیکھو مجھ سے دغا نہ کرو۔ ورنہ شیطان کی قسم اگر یہی حال رہا۔ تو میں اُسی طرح تمہارا بھی گلا گھونٹ دوں گا۔ جیسے میں نے تمہاری لڈیا ہچنسن کا خاتمہ کیا تھا" اتنا کہکر اُس نے ایڈیلین کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھا۔ اور اسے سختی کے ساتھ صوفہ پر بٹھا کر اپنی زنبوری گرفت ہٹا لی۔

ٹڈ کنز کے اس وحشیانہ سلوک کا یہ اثر ہوا۔ کہ ایڈلین کو چند منٹ تک بدقت سانس آئی۔ اُس کی چھاتی اس طرح حرکت کرنے لگی۔ کہ مردہ فروش کو فکر پیدا ہو گئی۔ کہیں اُسے کوئی خوفناک ضرب نہ آگئی ہو۔ لیکن جب اُس نے دیکھا۔ کہ وہ اُس تکلیف اور خطرہ سے جو اس بدسلوکی سے پیدا ہوا تھا بحال ہو رہی ہے۔ تو اُس کی آنکھوں میں خشونت آمیز اطمینان کی جھلک پیدا ہو گئی۔ اور وہ نہایت کرخت اور تحکمانہ لہجہ میں کہنے لگا "اس نزاع کو بہت جلد ختم کرنا چاہئے۔ دیکھو میں نے اگر تمہیں اس بات سے واقف کیا کہ تمہاری عدم موجودگی میں میں اس مکان کا متفرق سامان بیچتا رہا۔ تو اُس سے مقصود صرف یہ جتلانا تھا۔ کہ تمہاری ذات یا تمہارے سامان کے متعلق میرے دل میں رحم آمیز سلوک کی مطلق گنجائش نہیں۔ تمہارے پاس روپیہ کافی ہے۔ اور مجھے روپے کی ضرورت ہے۔ میری ضرورتوں کے لئے کافی خرچ دے دو۔ اور میں وعدہ کرتا ہوں۔ پھر تمہارے پاس نہ آؤں گا"

"ہرگز نہیں! تم چاہے میری جان لے لو۔ لیکن میں اس قسم کی سختیاں برداشت نہیں کر سکتی" ایڈلین نے بڑے اصرار کے ساتھ دیوانہ وار کہا "تم نہایت خوفناک آدمی ہو... تم انسان نہیں۔ مجسم شیطان ہو۔ میں ہر وقت تمہارے عذاب سے خوفزدہ رہنے کی بجائے مر کر اس سے نجات پانا بہتر سمجھتی ہوں"

"بے وقوف عورت اس بک بک کو چھوڑ دے۔ ورنہ اگر میں شیطان ہوں۔ تو اُس دوزخ کی قسم جس پر میرا راج ہے۔ میں تمہارا قضیہ ہمیشہ کے لئے پاک کر دوں گا۔ اور اس کے بعد جس چیز کی ضرورت ہوگی اُٹھا لے جاؤں گا" ٹڈ کنز نے بڑی تندی کے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایڈلین کو جو اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپائے بیٹھی تھی۔ اُس کی آہنی گرفت پھر ایک بار اپنی گردن پر محسوس ہوئی۔

اُس نے ایک دبی ہوئی چیخ ماری۔ اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر تیسری مرتبہ گھنٹی کی رسی کے پاس پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن اس مرتبہ بھی مردہ فروش اُس کا ارادہ تاڑ گیا۔ اور اُس نے آگے بڑھ کر اپنا بایاں بازو اُس کی کمر میں ڈالکر اسے زبردستی روک لیا۔ پھر دائیں ہاتھ سے بھرا ہوا پستول نکال کر اُس نے اُس کی نالی ایڈلین کی سنگ مرمر کی ایسی سفید پیشانی پر رکھدی۔ اور وحشیانہ انداز سے کہنے لگا "مجھ پر لازم آیا۔ کہ اس جھگڑے کا فوراً خاتمہ

کروں۔ اے مغرور ہٹیلی عورت تجھے معلوم نہیں۔ کہ اس مکان میں اس وقت ایک ایسی چیز موجود ہے۔ جس کا نظارہ تجھے مجبور کر دے گا۔ کہ میرے سامنے دوزانو ہو کر ہاتھ جوڑے اور یہ کہے خدا کے لئے اسے میری نظروں سے دُور کر دو۔ میں نے تجھے سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ مگر تو راہ راست پر نہ آئی۔ اور اب ناچار مجھے وہ آخری طریقہ ہی اختیار کرنا پڑا۔ چل میرے ساتھ آ کہ میں تجھے وہ نظارہ دکھاؤں۔۔۔ اور یاد رکھ۔ یہ پستول جس کی نالی تیری کنپٹی کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ بھرا ہوا ہے۔ اگر تو نے چیخ ماری۔۔۔ اگر تو نے کسی کو آواز دی۔ تو میں خود تو نہ پکڑا جاؤں گا۔ مگر تیرا دماغ پاش پاش کر دونگا۔"

"او وحشی مجھے چھوڑ دے۔۔۔ اپنا ناپاک ہاتھ پرے ہٹا۔ دیکھ میں تیری منت کرتی ہوں۔" ایڈلین نے جسے مردہ فروش کی چھوت سے اُس کے پستول کے خطرہ سے بھی زیادہ نفرت تھی۔ پہلے زور دار اور پھر التجا کے لہجہ میں کہا۔

"نہیں میں نہ چھوڑوں گا۔ اور اب تجھے میرے ساتھ ہی چلنا ہوگا۔" مُردکنز وحشیانہ طریق پر کہنے لگا "میری ساری دلیلیں بے کار ثابت ہوئیں۔ اور اب چارہ کار یہی ہے کہ میں اس معاملہ کا دوٹوک فیصلہ کر دوں۔"

ایڈلین بولی "مجھے چھوڑ دے جہاں تو چاہتا ہے میں تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہوں۔"

مردہ فروش کہنے لگا "ہاں اس شرط پر میں اپنا ہاتھ ہٹا لیتا ہوں۔" یہ کہکر اُس نے اپنا بازو اور پستول ہٹا لیا۔ لیکن پستول کی نشست پھر بھی اُس بدنصیب عورت کے سر کی طرف تھی۔ پھر بائیں ہاتھ میں شمع لیکر اس نے اشارہ سے اُسے ساتھ چلنے کو کہا۔ ایڈلین کی حالت کامل طبعی اور ذہنی بے بسی کی تھی۔ اُس نے بالکل انکار نہ کیا۔ اتنا بھی نہ پوچھا۔ تم مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہو۔ چُپ چاپ اُس کے ساتھ ہولی۔

مردہ فروش اس کو ساتھ لئے کمرہ سے باہر نکلا۔ اور برآمدہ سے گذر کر محل کے جنوبی حصہ کی طرف چلا۔ مسقف راستہ میں ایڈلین ایک طرف اور مردہ فروش دوسری طرف چلتے رہے۔ لیکن آخرالذکر کا پستول ایڈلین کو مرعوب کرنے کے لئے بدستور اُس کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ خود ایڈلین اس وقت پستول کے خوف سے نہیں بلکہ کسی اَور ہی طاقت کے زیر اثر یا شاید اُس نفرت کے اثر سے جو اُسے اس خوفناک شخص سے تھی۔۔۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ میرے انکار یا مزاحمت سے یہ پھر اپنا ناپاک ہاتھ مجھے لگائے۔ اُس کے

ساتھ ساتھ چلتی رہی۔ دونوں ایک دروازہ کے سامنے رُکے۔ یکایک ایڈلین کا حافظہ پھر تازہ ہوا۔ اور اسے معلوم ہوا میری ذہنی طاقت بحال ہونے لگی ہے۔ اُس کے منتشر خیالات پھر اپنے مرکز پر آگئے۔ اور اُس شخص کی طرح جو کسی خواب پریشاں سے بیدار ہو وہ اپنے پرانے کمرہ کے دروازہ کو پہچان کر مارے خوف کے کانپ اُٹھی۔ اور کہنے لگی "نہیں۔ اس جگہ نہیں۔۔۔ میں اس کمرہ میں کبھی نہ جاؤں گی"

"تو لا مجھے ایک ہزار پونڈ دے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ فوراً ہی اس مکان سے رخصت ہو جاؤں گا" ڈاکٹر کہنے لگا۔

"نہیں یہ ہرگز نہ ہوگا" ایڈلین نے پھر اپنی طاقت مزاحمت کو بحال کر کے کہا۔ گو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ سمجھ گئی ہے۔ میں اس وقت ایک خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑی ہوں۔ پھر وہ بڑے اصرار کے ساتھ کہنے لگی "اے ظالم تو اگر چاہتا ہے۔ تو بیشک میری جان لے لے۔ لیکن تیری سختیوں نے اب مجھے اسقدر تنگ کر دیا ہے۔ کہ میں مصالحت پر تو کبھی آمادہ نہیں ہو سکتی۔ میں دم آخر تک تیرا مقابلہ کرتی رہوں گی" یہ کہکر وہ مردہ فروش کی طرف جھپٹی۔ اور اُس نے پستول اُس کے ہاتھ سے چھیننے کی کوشش کی۔ لیکن مردہ فروش نے جھٹ پستول جیب میں ڈال لیا۔ اور اُس کے بعد اُسے اپنے دائیں بازو میں پکڑے شمع بدستور بائیں ہاتھ میں لئے اپنے پاؤں سے لیڈی ریولسورتھ کے سابق کمرہ سکونت کا دروازہ کھولا۔ پھر جب وہ اُسے زبردستی کھینچکر کمرہ کے اندر لے چلا۔ اور اُس کے بعد اُس نے زور سے دروازے کو بند کر دیا۔ تو ایڈلین کے منہ سے ایک دلی ہوئی چیخ نکلی۔ مردہ فروش نے شمع کو اس طرح اونچا اُٹھا کر کہ اُس کی روشنی پورے طور سے فرش زمین پر پڑتی تھی۔ اور اُس کے ساتھ ہی ایڈلین کی کمر سے اپنا بازو ہٹا کر وحشیانہ کامیابی کے لہجہ میں کہا "لے دیکھ۔ کیا یہی تیری مقتول لڈیا ہچنسن کی لاش ہے؟"

لیڈی ریولسورتھ نے اُس متعفن سیاہ لاش پر خوفزدہ نظر ڈالی۔ اور اُس کے بعد ایک نہایت دردناک چیخ مار کر جو اُس کی انتہائی ذہنی اذیت کی مظہر تھی۔ منہ کے بل فرش زمین پر گر پڑی۔ اُس کا چہرہ لاش کے پاؤں کے ساتھ لگ گیا۔

ڈاکٹر نے اُسے اُٹھانے کی کوشش کی مگر دیکھا کہ اُس کے منہ سے خون بہ رہا ہے

فسانۂ لندن

سلسلۂ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے غایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۶۴ صفحوں سے زیادہ قیمت مع ۵/۱۲ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ر علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۱۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (سلسلہ ثانی)	" (۲۵ حصے)	" "	۲۶۶۴	[illegible]
پیری سائڈ	باپ کا قاتل (۶ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب بلہوری	۵۲۵	[illegible]
سمیٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۸	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
مے ڈیلٹن	شکستہ دل	مسٹر بی ایم کمار	۱۳۶	[illegible]
لیلی یا سٹار آف منگریلیا	فسانہ الہ دین دہلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۹۲۷	[illegible]
برونز سٹیچو	بعیت فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۷۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گرجا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	[illegible]
عمر	عمر پاشا (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح سیالکوٹی	۵۰۳	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر لکشمیدت صاحب عابر	۱۴۴	[illegible]
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نارائن صاحب ورما اثر لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
نیکرومینسر	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۳۶۴	[illegible]
ویگز دی وہرولف	ویگز فرنسیڈا	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹوتھیز بک کیس	دھوکا یا طلسمی فانوس	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
کینتھ	پاداش عمل (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائیس	سرگذشت (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
الفرڈ	شادکام	منشی امجد حسین خان صاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
نیگ ڈچس	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
فشر مین	نیرنگ	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	[illegible]

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا پرنٹر چھپا

سلسلہ اول

جلد ہفتدہم

فسانۂ لندن

ترجمہ مسٹریز آف لندن

مصنفہ

پبلشرز
لال برادرس

مترجم
تیرتھ رام فیروز پوری

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

CHECKED 1951

فسانہ لندن

سلسلہ اول

مکمّل اُردو ترجمہ ۱۷ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری

رینالڈس کے ناولوں میں سب سے دلچسپ عبرت خیز اور سبق آموز ناول یہی ہے۔

قابل مصنف نے اس میں نیکی اور بدی کے دو راستے معین کئے ہیں اور دو نوجوان ایک ہی وقت میں ان دو سڑکوں پر ایک ہی منزل مقصود کامیابی کی طرف روانہ ہوتے ہیں۔ پہلی دشوار گذار پرشور مقامات سے گذرتی ہے۔ مگر اس کے کنارے جابجا آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں۔ دوسری سیدھی ڈھلوان اور بظاہر شاداب مگر چلنے والے کے لئے ہر قسم کے خطرات سے پُر ہے۔ مصنف دکھانا چاہتا ہے کہ باوجود ہر قسم کی صعوبتوں کے نیکی کی شاہراہ ہی انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے میں کامیاب ہوتی ہے۔

یہ اس ناول کا خاص پلاٹ ہے۔ مگر جزوی طور پر اس قدر متنوع ایسے عجیب اور اتنے خیز کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں کہ انسان پڑھتا ہے۔ مگر سیر نہیں ہوتا۔ اور ایک بار شروع کر کے ختم کئے بغیر طبیعت کو چین نہیں آتا۔ غضب کا دلفریب ناول ہے اور اس پر مصنف کی جادو بیانی اور شستہ طرز تحریر نے غضب کر دیا ہے۔

نیکی اور بدی۔ گناہ اور پاکبازی۔ افلاس و تمول کے بیشمار حیرت خیز نظارے پیش کئے ہیں۔

اس کتاب کا ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے اصل عبارت کے مطابق ہے مگر پھر بھی ترجمہ معلوم نہیں ہوتا۔ سیکڑوں سندات خوشنودی موصول ہوئی ہیں۔

ضخامت ۲۳۴۸ صفحوں سے زیادہ۔ قیمت [illegible] محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ حصہ اول کی قیمت [illegible] اور باقی ہر حصہ کی ۱۲ علاوہ محصولڈاک

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سلسلہ اول

فسانہ لندن

جلد ہفتم

پہلا باب — مسٹر ایگرٹن کی آخری دعوت

ہم اس سے پہلے بیان کر چکے ہیں۔ کہ جب ایگرٹن ریونسورتھ ہال سے واپس ہوا تو اس کا دل اس فریب کے ناگوار نتیجہ سے جو اس نے اپنے رشتہ داروں کو دیا۔ بہت متاثر ہو چکا تھا۔ لندن کی طرف واپس آتے ہوئے اس کے دوستوں ڈینٹیبل۔ چولمنڈلے۔ ہاربرو اور چیٹر نے اُسے بہلانے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ افسردہ اور خاموش ہی رہا جب وہ کہتے تو ایگرٹن یک لفظی جملوں میں ہی جواب دیتا۔ یہانتک کہ سٹرٹین سٹریٹ میں پہنچ کر جہاں اس کا مکان تھا۔ اس نے اپنے دوستوں کو ٹھیرنے کے لئے بھی نہ کہا۔ مگر وہ اتنے ڈھیٹ تھے۔ کہ ناخواندہ مہمان کی طرح اندر داخل ہو گئے۔ اور اس بات پر اصرار کرنے لگے۔ کہ چلو بازار میں ذرا لطف سیر حاصل کریں۔ یا کسی مقام تفریح پر ہو آئیں مگر ایگرٹن کی طبیعت افسردہ تھی۔ اس نے ان کی باتوں پر بالکل توجہ نہ دی۔ اور استقلال کے ساتھ یہی کہتا رہا۔ کہ میں شام کا وقت تنہائی میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ ناچار وہ اپنا داؤ چلتا نہ دیکھکر اپنے دل کو یہ تسلی دے کر رخصت ہو گئے۔ کہ اس کی افسردگی رات کے آرام سے رفع ہو جائے گی۔ اور صبح کو [illegible] حاصل کیا جا سکے گا۔

انہیں رخصت ہوئے تھوڑی ہی دیر گذری تھی۔ کہ میجر اینڈرسن مکان میں داخل ہوا۔ اور چونکہ اس نے نوکر سے کہا تھا۔ کہ مجھے تمہارے آقا سے ایک ضروری کام پر ملنا ہے اسلئے اُسے فوراً ہی نشست گاہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں ایگرٹن صوفہ پر لیٹا ہوا تھا۔ اس سے مخاطب ہو کر میجر کہنے لگا۔ "شکر ہے آج آپ کو بھی تنہائی میں دیکھا۔ میں گذشتہ چند یوم سے ہر روز شام کو آپ سے ملنے کی خاطر آتا رہا ہوں۔ مگر ہر بار یہی سُنا کہ آپ باہر تشریف لے گئے ہیں۔"

ایگرٹن میجر کی آواز سے یہ تو سمجھ گیا تھا۔ کہ میں نے اسے پہلے کہیں دیکھا ہے۔ مگر یاد نہ آتا تھا۔ کہ کہاں اور کس موقعہ پر دیکھا ہے۔ چنانچہ اُس نے اپنے مخاطب سے پوچھا۔ "کیا میں یہ معلوم کر سکتا ہوں مجھے کن سے شرف ملاقات حاصل ہوا ہے؟"

اینڈرسن کہنے لگا۔ "میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ آپ مجھے غور سے دیکھ رہے ہیں۔ اور میں یہ بھی سمجھ گیا۔ کہ آپ کے دل میں میری نسبت طرح طرح کے خیالات گذر رہے ہیں۔ آپ سوچتے ہیں صورت بالکل اجنبی نہیں۔ اور آپ کا یہ خیال غلط بھی نہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے ایک موقعہ پر آپ مجھے دیکھ چکے ہیں۔ فی الحقیقت مجھے آپ کا احسانمند ہونا چاہیئے۔ کہ اس آخری ملاقات کے موقعہ پر ہمارے درمیان سینٹ جیمز کلب کے دروازہ پر ہوئی تھی۔ آپ نے انتہائی فیاضی ظاہر کی۔ گو اسے عمل میں لانے سے آپ کو روک دیا گیا۔ . . ."

بے شک اب مجھے یاد آگیا۔" ایگرٹن جو اب تک صوفہ پر لیٹا ہوا تھا۔ یکایک اُٹھ کر کہنے لگا۔ "لیکن . . ."

وہ ابھی اپنا فقرہ پورا نہ کرنے پایا تھا۔ کہ میجر نے مسکرا کر کہا۔ "اب پھر آپ کے دل میں جو خیالات گذر رہے ہیں۔ میں انہیں بھی سمجھ گیا ہوں۔ اور میں اس نزاکت کی قدر کرتا ہوں جسے پیش نظر رکھ کر آپ کچھ کہتے کہتے رُک گئے۔ آپ کو بظاہر اس بات کا تعجب ہے کہ میری صورت جو اس وقت انتہائی خستہ حالی ظاہر کرتی تھی۔ اب بہتر کیوں نظر آرہی ہے مگر بات یہ ہے کہ میرے حالات اس وقت کے بعد بدل چکے ہیں۔ اور میں گدا گر سے پھر ایک شریف آدمی بن گیا ہوں۔ . . لیکن یہ تبدیلی اس شخص ہی کی عنایت سے ہوئی ہے جس کی بروقت مداخلت سے شب مذکور کو آپ مجھے ارزاں فیاضی کچھ دینے دینے رُک گئے تھے . . ."

"اور وہ صاحب غالباً پس آف موٹونی ہیں۔" ایگرٹن نے کہا

"جی ہاں وہی۔ غالباً آپ نہیں پہچانتے ہیں؟"

ایگرٹن بولا "نہیں میں نے ان کا نام کئی مرتبہ سنا ہے۔ مگر صورت اس سے پہلے نہ دیکھی تھی مجھے سمرویٹ اور مسٹر چیپٹر کی زبانی معلوم ہوا وہ کون ہیں"

اینڈرسن کہنے لگا "میں سمجھ گیا۔ یہ وہی شخص ہیں جن کی یاد ہزہائینس کے دل سے مدت العمر محو نہیں ہو سکتی" یہ فقرہ اینڈرسن نے اس بنا پر کہا۔ کہ پرنس نے خود اپنی سرگذشت بھی ایک روز قبل اسے سنائی تھی۔

ایگرٹن متعجب ہو کر کہنے لگا "اچھا تو کیا ان میں کوئی باہمی تعلق رہ چکا ہے؟ اب جو میں سوچتا ہوں۔ تو مجھے یاد آتا ہے۔ کہ یہ ہر دو اصحاب پرنس کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گئے تھے۔ اور اسکے بعد وہ ان کا ذکر اضطراب کیساتھ کرتے رہے"

"اور ایسا کرنا بے جا نہیں ہو سکتا" میجر نے غصہ کے لہجہ میں کہا "لیکن خیر یہ تفصیلات ہزہائینس خود آپ کے روبرو بیان کرینگے۔۔۔"

"ہزہائینس۔۔۔ میرے روبرو۔۔۔؟" ایگرٹن نے اور بھی حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

میجر بولا "جی ہاں میں اس غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ یا تو آپ کوئی وقت مقرر کر کے پرنس سے ملیں۔ یا کوئی مقام اور وقت بتائیے جہاں وہ خود آپ سے ملنے کو آ سکیں"

ایگرٹن اس غیر معمولی اشتیاق کے لہجہ میں جو اس کی فطرت کا حصہ تھا۔ کہنے لگا "اس نامور انگریز سے جس پر اس کے سارے ہموطنوں کو ناز ہے۔ ملاقات کرنا میرے لیے باعث فخر ہوگا شجاعت۔ دیانتداری اور انتہائی ہمدردی یہ ساری صفات رچرڈ مارکہم کے نام سے وابستہ ہیں۔ لیکن یہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ ہزہائنس اس معاملہ کی نسبت گفتگو کرنے کو مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟"

میجر اینڈرسن نے کہا "یہ وہ خود ہی آپ کو بتائیں گے۔ بہرحال یہ فرمائیے کل آپ کس وقت پرنس سے ان کے مکان پر مل سکیں گے؟"

ایگرٹن بولا "میں دوپہر کو ضرور ان کی خدمت میں حاضر ہوں گا"

میجر اینڈرسن نے ایک لمحہ تامل کے بعد کہا "اس اثنا میں مہربانی سے اس ملاقات کے انتظام کا ذکر اپنے دوستوں سے نہ کیجئے گا"

ایگرٹن کہنے لگا "بہتر ہے جیسا آپ چاہتے ہیں۔ اسی طرح ہوگا"

اسقدر گفتگو کے بعد میجر رخصت ہو گیا۔ اور ایگرٹن جس کے دل میں کچھ خفیف سا شبہ اس بارہ میں پیدا ہو چکا تھا۔ کہ اس ملاقات سے پرنس کا مقصد کیا ہے۔ اس خیال کو موجب تسکین سمجھنے لگا۔ کہ میرا ایک نامور ہموطن میرے معاملات میں اسقدر گہری دلچسپی لے رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مارکہم کی خیر خواہی خلایق کا شہرہ ہر طرف پھیل چکا تھا۔ اس کے علاوہ میجر اینڈرسن نے یہ بھی کہا تھا۔ کہ پرنس نے آپ سے ہاربرو اور مچسٹر کے متعلق کچھ ذکر کرنا ہے۔ اور چلتے وقت ملاقات کے انتظام کو مخفی رکھنے کی بھی تاکید کی تھی۔ یہ جانتا ہوا کہ میرے دوست کل علے الصباح ضرور ہی آ دھمکیں گے۔ اور اس بات کا پختہ ارادہ کر کے کہ ان کی مداخلت میرے انگلستان کے ایک نامور محب وطن سے واقفیت حاصل کرنے میں مانع نہ ہو۔ ایگرٹن ایک ہوٹل میں چلا گیا۔ اور وہ رات اس نے وہیں بسر کی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ جانتا تھا۔ کہ میرے دوست مجھے مکان پر موجود نہ پا کر از خود واپس چلے جائیں گے۔

صبح کو جب اس نے اخبار ہاتھ میں لیا۔ تو اسے یہ پڑھ کر نہ صرف تعجب بلکہ سخت صدمہ ہوا کہ شب گذشتہ کو ریونسورتھ ہال میں خوفناک آگ لگی جس میں اس شاندار محل کی مالکہ بھی جل مری۔ اخبار کو ایک طرف رکھتے ہوئے ایگرٹن کہنے لگا۔ "اس مکان کے جلنے کے ساتھ ہی اس لاش کا راز بھی تہ نشین خاک ہو گیا۔ جو اتفاق سے ریونسورتھ ہال کے قریب ایک کھیت سے برآمد ہوئی تھی۔"

اس نے بڑی احتیاط سے لباس پہنا۔ اور وقت مقررہ پر مارکہم پلیس کے دروازہ پہ دستک دی۔ نوکر نے اسے ایک نہایت خوشنما کمرہ میں پہنچایا۔ اور پرنس اسے دیکھ کر بڑے تپاک سے استقبال کے لئے بڑھا۔ اس سے مخاطب ہو کر رچرڈ نے کہا۔ "مسٹر ایگرٹن آپ کہتے ہوں گے۔ ایک اجنبی نے میرے ساتھ بلا تعارف کس قسم کا سلوک کیا۔ کہ مجھے اپنے مکان پر ملنے کے لئے بلوایا۔ لیکن جس غرض سے میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ اسے معلوم کر کے آپ جان لیں گے کہ میرا ارادہ بالکل بے غرضانہ ہے۔ میں یہ جتلانا فرض سمجھتا ہوں کہ آپ کو کم از کم دو شخصوں کی طرف سے جو اپنے آپ کو آپ کا دوست ظاہر کرتے ہیں۔ خاص طور پر محتاط رہنا چاہیئے۔"

ایگرٹن نے مؤدبانہ لہجہ میں کہا۔ "مائی لارڈ میں ان الفاظ کے لئے پہلے سے تیار تھا۔" رچرڈ کہنے لگا۔ "اس صورت میں میرا کام اور بھی سہل ہو گیا۔ میرا اشارہ سر رچرڈ

ہاربرو۔ اور مسٹر چیسپر کی طرف ہے۔ جن میں سے آخرالذکر فرضی طور پر اپنے آپ کو آنریبل کہتا ہے۔"

"تو کیا وہ حقیقت میں کسی امیر گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا؟"

مارکہم بولا۔ "بالکل نہیں۔ وہ تو ایک معمولی دوکاندار کا بیٹا ہے۔ گو میرے اپنے خیال میں یہ امر باعث شرم نہیں۔ میں مزدور پیشہ جماعت کو انگلستان کی عظمت کا سہارا سمجھتا ہوں۔ اور کسی بڑے سے بڑے امیر کے ساتھ چلنے کی نسبت جس کے اطوار و عادات قابل اعتراض ہوں۔ میں ایک دیانتدار دوکاندار یا نیک نہاد کاریگر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کسی بڑے سے بڑے بازار میں سے گذرنے کو بہتر جانتا ہوں۔"

ان کلمات کو سُن کر ایگرٹن رچرڈ مارکہم کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھنے لگا۔ ایسے بلند خیالات کی اہمیت اس شخص کی زبان سے نکلنے کی وجہ سے جس کا اپنا رتبہ بہت بلند اور سوشل درجہ نہایت اعلےٰ تھا۔ اس کی نظروں میں دوبالا ہوگئی۔ سلسلہ کلام جاری رکھ کر رچرڈ مارکہم نے کہا۔ "تمہارا دوست مسٹر چیسپر ان بدمعاشوں میں سے ایک ہے۔ جو یا تو اپنی خودپسندی کو پورا کرنے کے لئے یا اپنی چالبازیوں میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے فرضی خطابات یا اعزاز اپنے نام سے منسوب کر لیتے ہیں۔ میں اس شخص کا ذکر کینہ وری کے ساتھ نہیں کرتا۔ گو اس سے مجھے اپنی زندگی میں سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور میں ایمان سے کہتا ہوں۔ کہ اگر وہ خود مجھ سے معافی مانگنے آئے۔ تو مجھے اس میں ذرا بھی انکار نہ ہو۔ میں کسی انتقام کی غرض سے آپ کے ان دو شخصوں کے خلاف متنبہ نہیں کرتا۔ بلکہ جو کچھ کر رہا ہوں اُسے اپنا فرض سمجھ کر اور ایک نوجوان اور حالات زمانہ سے بے خبر شخص کو جیسا میں آپ کو سمجھتا ہوں بے اصول ٹھگوں کے چنگل سے بچانے کی غرض سے کر رہا ہوں۔"

ایگرٹن کہنے لگا۔ "آپ کے لفظوں سے میرے دل میں ایک نئی روشنی پیدا ہوگئی ہے اور اس روشنی میں میں اپنے نام نہاد دوستوں کے طرز عمل کو دیکھتا ہوں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ میرے خلاف کس قسم کی سازشیں کرتے رہے ہیں۔ افسوس میں کتنا بیوقوف تھا کہ اُن سے دھوکا کھاتا رہا۔"

پرنس موثر لہجہ میں کہنے لگا۔ "خدا کا شکر کرو۔ کہ معاملہ ابھی بعد از وقت نہیں ہوا۔ اور آپ کو موقعہ پر آگاہی حاصل ہوگئی۔ کیونکہ جو حالات میں نے سُنے ہیں۔ اُن کی بنا پر کہہ سکتا

ہوں کہ ابھی آپکے معاملات تباہی کی اس منزل تک نہیں پہنچے جس کے بعد ہر قسم کی کوششیں بیسود ہوتی ہیں۔"

ایگرٹن نے کہا۔"آپ بالکل بجا فرماتے ہیں۔کیونکہ میرے پاس ابھی اسقدر روپیہ باقی ہے کہ میں باعزت زندگی بسر کرسکوں۔"

پرنس کہنے لگا۔"اس صورت میں آپ کو اس بات کا افسوس نہ ہونا چاہیئے۔کہ آپ نے اسقدر گراں قیمت پر تجربہ حاصل کیا۔مگر ٹھیریئے میں آپ کو سر رد پرٹ ہاربرداور اس کے دوست کی بے جا کارروائیوں کا ثبوت دکھاتا ہوں۔ان دو کاغذات کا مضمون پڑھ کر دیکھئے ان میں ایک ایسی ناپاک سازش کی صحیح کیفیت بیان کی گئی ہے جس کی بدولت قانون نے غلطی سے ایک بے قصور شخص کو سزا دی۔ان دستاویزوں میں سے ایک میں ایک ایسے شخص کا اقبالی بیان درج ہے جسے اپنی چالبازی کا ذریعہ بنا کر ہاربرداور چمپٹر نے اس سازش کو عملی صورت دی تھی۔جس کی بدولت کسی زمانہ میں مجھے دنیا کی نظروں میں سخت بدنام ہونا پڑا۔آپ میری گفتگو کو سن کر حیرت زدہ معلوم ہوتے ہیں۔کیا آپ میری انقلاب آمیز زندگی کے اس واقعہ سے بے خبر ہیں۔۔۔؟"

ایگرٹن یقین دلانے والی سچائی کے لہجہ میں کہنے لگا۔"میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ میں نے آجتک آپ کا نام ہمیشہ عزت۔راست بازی اور شہرت ہی کے ساتھ منسوب دیکھا ہے۔اس کے خلاف کوئی واقعہ کبھی میری نظروں میں نہیں آیا۔"

رچرڈ نے ذرا تامل کے بعد کہا۔"خیر ان کاغذات کو پڑھیئے۔اس میں آپ کا زیادہ وقت صرف نہ ہوگا۔یہ دوسرا کاغذ جو میں نے آپ کے حوالہ کیا ہے۔آج ہی صبح مجھے ملا ہے اس پر سر رد پرٹ ہاربرداور چمپٹر نے کل سہ پہر کو اپنا اقبالی بیان لکھا تھا۔"

"کل سہ پہر کو!" ایگرٹن نے متعجب ہوکر کہا۔"اس وقت تو یہ دونوں لندن سے تھوڑے فاصلہ پر میرے ہمراہ ایک پارٹی میں شریک تھے۔"

رچرڈ مسکرا کر کہنے لگا۔"مجھے معلوم ہے کہ آپ کا مطلب ریونسورتھ ہال کی پارٹی سے ہے دیکھئے مجھے سارے حالات کا علم ہے۔یہ بیان جو آپ کے دونوں دوستوں نے اپنے جرم کے اقبال میں لکھا ہے۔اسی مکان میں قلم بند ہوا تھا۔جو کل رات جل کر راکھ ہو گیا۔جس شخص کے دستخط پہلی دستاویز پر ہیں۔اور جو حکاک کا کام کرتا ہے محض

اتفاقیہ طور پر ریونسورتھ ہال میں پہنچ گیا تھا۔ اور اس جگہ اس کی ملاقات ان دونوں شخصوں سے ہوگئی۔ جنہوں نے اُسے اپنی ادنےٰ سازش کا ذریعہ بنایا تھا۔ اس شخص نے اس وقت ان دونوں کو یہ دستاویز لکھنے پر مجبور کیا۔ جو اس وقت آپ کے سامنے پیش ہے۔ کسی زمانہ میں میں نے اس حکاک سے مہربانی کا سلوک کیا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر اُس نے اس کا معاوضہ اس طریق پر ادا کیا۔ کہ ان دونوں کو ڈرا دھمکا کر حقیقت حال بیان کرنے پر مجبور کر لیا۔ یہ دستاویز ابھی کوئی ایک گھنٹہ گذرا مجھے ملی ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے سے مجھے ذاتی طور پر جو خوشی حاصل ہوئی۔ وہ اس وجہ سے دوبالا ہو چکی ہے۔ کہ وہ شخص خود بھی اب ایک دیانتدار آدمی اور سوسائٹی کا باعزت رکن ہے۔"

ایگرٹن نے ان دونوں کاغذات کو غور سے پڑھا۔ اور اس طرح پر وہ سر روپرٹ ہاربرو اور مسٹر چچسٹر کی اصلی خصلت سے پورے طور پر واقف ہو گیا۔ اگر اب تک ان کی نسبت اس کے دل میں کوئی شبہ باقی تھا۔ تو وہ اب ان دستاویزوں کے ذریعہ رفع ہو گیا۔ اور اس نے سمجھ لیا۔ کہ میرے فیشن ایبل دوست صرف مجھے لوٹنے کی غرض سے آجتک اسقدر محبت اور اخلاق سے پیش آتے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ پرنس کا اس عنایت کے لئے تہ دل سے شکر گذار ہوا۔ کہ اس نے وقت پر دخل انداز ہو کر اُسے کامل تباہی سے بچا لیا۔ لیکن شکر گذاری کا یہ احساس اسوقت اور بھی بڑھ گیا۔ جب رچرڈ نے اسکے سامنے قمار باز کی زندگی کے بھیانک نظاروں کی ایک نہائت موثر تصویر اُن واقعات کی بنا پر جو میجر اینڈرسن نے اپنے متعلق بیان کئے تھے۔ میجر کا نام لئے بغیر کھینچی۔ ان واقعات کو سن کر ایگرٹن کے دل میں قمار بازی کے متعلق سخت نفرت اور خوف کا احساس پیدا ہو گیا خاتمہ سخن پر پرنس نے ایگرٹن سے زوردار لفظوں میں اپیل کی۔ کہ اگر تم اپنی زندگی میں خوشحالی اور اطمینان حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو ہرگز ہرگز قمار بازی کی طرف رُخ نہ کرنا۔ اپنے اس نئے دوست سے مخاطب ہو کر پرنس نے کہا۔ "قمار بازی میں حصہ لینا ویسا ہی خطرناک ہے جیسے کسی ایسی جھاڑی میں جس کے اندر سانپ بچھو رہتے ہوں۔ عمداً گھس جانا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا دیوانہ شخص ہے۔ جو اس قسم کی حرکت جان بوجھ کر کرے؟ کیا کوئی نادان شخص ایک خوشگوار مقام کو چھوڑ کر کسی وبازدہ شہر میں سکونت اختیار کر سکتا ہے؟ ہرگز

نہیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک شخص جسے خدا نے فہم اور دور اندیشی کا مادہ عطا کیا ہو قمار بازی کے خطرات کو جانتا ہوا اس میں حصہ لے؟ میرے دوست یقین جانو۔ قمار خانہ اس بھاڑ کی طرح ہے۔ جس میں سانپ بچھو رہتے ہوں۔۔۔ اس جنگل کی طرح ہے۔ جس میں وحشی درندے شکار کی تلاش میں پھرتے ہوں۔۔۔ اس دبازدہ شہر کی طرح ہے جس سے ہر شخص بھاگ کر دیہات کی خوشگوار ہوا میں پہنچنے کی کوشش کرتا ہو۔ اسلئے میرے بیان کے سارے پہلوؤں پر اچھی طرح سے غور کرو۔ خود سوچو۔ اور اپنے ضمیر سے پوچھو کیا قمار بازی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی اور حماقت آمیز فعل ہو سکتا ہے؟"

ایگرٹن بے اختیار ہو کر ہمارے مہربان کے قدموں میں گر پڑا۔ اس نے پرنس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر ہونٹوں سے لگایا۔ اور اس کے ساتھ ہی آنسوؤں کے قطرے اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ اپنے گذشتہ دور زندگی کو انتہائی خوف کی نظر سے دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ "مائی لارڈ آپ نے ایک ڈوبتے ہوئے آدمی کو بچالیا ہے۔ آپ نے اس شخص کو جو قعر ضلالت میں اتر چکا تھا۔ از سر نو زندگی دی ہے۔ الفاظ میرے اظہار شکر گذاری سے قاصر ہیں البتہ اگر میرے آنسو جو اس وقت بہ رہے ہیں۔ زمانہ گذشتہ کے گناہوں کی تلافی اور زمانہ آئندہ کی بہتری کی امید کے آثار سمجھے جا سکتے ہیں۔ تو جان لیجئے کہ جو کچھ مجھ سے ہوا۔ میں اس کے لئے سچے دل سے پشیمان ہوں۔"

رچرڈ نے تائب نوجوان کو جو اب تک دو زانو بیٹھا تھا سہارا دے کر کھڑا کیا۔ اور کہنے لگا "میں معلوم ہو گیا۔ تم سچے دل سے توبہ کر چکے ہو۔ مگر ٹھیرو میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ جس کی بدولت میں ان لوگوں کو شرمسار کرنا چاہتا ہوں۔ جو تمہیں اپنا شکار بنانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ وہ یقیناً کسی سزا کے مستحق ہیں۔ اور کیا عجب ہے کہ وہ سزا ان کی آئندہ بہتری کا ذریعہ بن سکے۔"

اس کے بعد پرنس نے وہ تجویز ایگرٹن کے روبرو مفصل طور سے بیان کی ہم سردست اس کا ذکر غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ صرف اس قدر بیان کرنا کافی ہے۔ کہ ایگرٹن نے اسے پورے طور سے منظور کر لیا۔ اور سچ پوچھئے تو وہ رچرڈ مارکھم کی ہر ایک تجویز کو اس بنا پر کہ وہ اسے اپنا نجات دہندہ سمجھتا تھا۔ ماننے پر رضامند تھا۔ جب اس تجویز پر پورے طور سے بحث ہو چکی۔ تو رچرڈ اپنے نئے دوست کو باس کے کمرہ میں لے گیا۔ جہاں لنچ کا سامان

موجود تھا۔ میز کے قریب بیٹھ کر ایگرٹن نے دیکھا اور محسوس کیا۔ کہ جس مکان میں نیکی محبت دوستی اور عمدہ تعلقات کا راج ہو۔ وہاں ہر وقت خوشی اور خرمی کا دور رہتا ہے۔ وہ شہزادی سابیلا کے فرشتہ نما حسن۔ ایلن کی دلربا صورت اور کیتھرائن کی حیا آمیز خوبصورتی کو تعریف کی نظروں سے دیکھتا رہا۔ اور اُس کے بعد اثنائے گفتگو میں جب اُسے ان کی صفات حسنہ اور ان کی طبعی فیاضی اور دلی نیکیوں کا علم ہوا۔ تو اس نے اپنی زندگی میں اول مرتبہ یہ بات محسوس کی کہ قدرت نے عورت کو اس دنیا میں صرف ظاہری خوبصورتی کی دلفریبیوں سے ہی مزین نہیں کیا بلکہ اس میں جو باطنی صفات موجود ہیں۔ وہ ان ظاہری محاسن سے بھی زیادہ پائدار۔ زیادہ موثر اور نیکی کی طرف لے جانے میں زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہیں۔

دسترخوان پر بڈھا منرو بھی موجود تھا۔ ہمارے ہیرو کے ساتھ اس کا سلوک ویسا ہی تھا۔ جیسا ایک مہربان باپ کا اپنے حقیقی بیٹے کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ اور دوسری طرف پرنس بھی اُس سے اسی طرح سلوک کر رہا تھا۔ جیسے کوئی نیک بیٹا اپنے عزت دار باپ سے کرتا ہے مارکھم اور میریو بازانو کے درمیان بھی سچی دوستی کا رشتہ قائم ہو چکا تھا۔ مختصر یہ کہ اس گھر میں وہ سب باتیں موجود تھیں۔ جو کسی گھرانے کو خوش و خرم بنانے کے لئے ضروری سمجھی جا سکتی ہیں۔

اس واقعہ کے تین دن بعد البرٹ ایگرٹن نے اپنے مکان واقع سٹریٹن سٹریٹ میں اپنے دوستوں کو ایک دعوت دی۔ جس میں لارڈ ڈنسٹیبل کرنیل چولمونڈلے سر روپرٹ ہاربرو اور مسٹر چچسٹر شریک تھے۔ دعوت کا وقت سات بجے مقرر تھا۔ اور خلاف معمول دسترخوان کی میز کھانا کھانے کے کمرہ کی بجائے نشستگاہ میں بچھائی گئی تھی۔ یہ کمرہ اول الذکر کمرہ کے پیچھے واقع تھا۔ اور دونوں کے درمیان کلدار دروازے لگے ہوئے تھے۔ دعوت کا سامان نہایت پُرتکلف تھا۔ شراب کا دور بڑی سرگرمی سے جاری رہا۔ ایگرٹن کی افسردگی بالکل دور ہو چکی تھی۔ اور وہ اپنے دوستوں سے بڑی محبت کے ساتھ پیش آ رہا تھا۔

ڈنسٹیبل نے شراب کا گلاس منہ سے لگا کر اسے ایک ایک گھونٹ پیتے ہوئے اطمینان کے لہجہ میں کہا "یار مجھے تو شبہ پیدا ہو چلا تھا۔ تم اب مجھ سے بالکل ہی بے تعلق ہو چکے ہو۔ تین دن برابر تم ہماری نظروں سے بالکل غائب رہے"

ایگرٹن کہنے لگا "اس کی وجہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ ریونسورتھ ہال کے ناگوار واقعہ کے بعد کسی طرح اپنے رشتہ داروں کا اطمینان کرانا ضروری تھا۔ اس لئے مجبوراً کچھ عرصہ مجھے

ان کے پاس بسر کرنا پڑا۔"

"معلوم ہوتا ہے انہوں نے تمہارے عذرات کو معقول سمجھ کر منظور کر لیا۔" چیشر نے کہا۔

بیرونٹ کہنے لگا۔ "خدا قسم اگر مجھے معلوم ہوتا۔ تم فلنبری پوسٹ میں اپنے رشتہ داروں کو اطمینان کرانے گئے ہو۔ تو ضرور تمہاری مدد کو وہیں پہنچتا۔ اور میری کوششوں سے باہمی غلط فہمی بڑی آسانی سے رفع ہو جاتی۔"

کرنیل چولمنڈلے بولا۔ "ہار برو اچھا ہی ہوا۔ تم نہ گئے ورنہ امید نہ تھی کہ تمہارا وہاں موزوں استقبال ہوتا۔"

ایگرٹن کہنے لگا۔ "میری بھتیجی سخت ناراض تھی۔ نہ صرف میرے بلکہ تم سب کے خلاف کیونکہ وہ تم میں سے ہر ایک کو اس دھوکا دہی کا شریک کار سمجھتی تھی۔"

لارڈ ڈنسٹیبل نے کہا۔ "خیر ہم اُن روٹھوں کو منالیں گے۔ کل ارادہ ہے۔ شاپسین کی ایک درجن بوتلیں اور کچھ نفیس مٹھائی سلام کے ساتھ اُن کے ہاں بھیجدوں۔ مگر ہاں اس وقت دل لگی کا سامان کیا ہوگا؟"

چیشر کہنے لگا۔ "وہی جو عزت دار فیشن ایبل لوگوں کا ہوتا ہے کیوں ایگرٹن؟"

ایگرٹن بولا۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں۔ اور اس کے علاوہ تم میرے استاد بھی تو رہ چکے ہو شاگرد استاد کی بات سے کبھی انکار کیا کرتے ہیں؟" یہ فقرہ اُس نے ایک خاص انداز سے کہا۔

"شاباش!" ڈنسٹیبل نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "بھلا وہ ڈائس کھیلنے کا بکس کہاں ہے؟"

ایگرٹن بولا۔ "میرے نوکر۔۔ کمبخت مانیگر نے اُسے کہیں گم کر دیا ہے۔ لیکن بیرونٹ کے پاس ضرور اپنا بکس موجود ہوگا۔ کیونکہ وہ کاروبار کے اس سامان کو ساتھ لئے بغیر بہت کم باہر نکلتا ہے۔"

سر رو پرٹ بے خبری میں اس طنز سے خوش ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ "تمہارا خیال درست ہے۔ آجکل کوئی فیشن ایبل آدمی ایسا نہیں۔ جو اس بے ضرر تفریح کے امیرانہ طریق کو ناپسند کرتا ہو۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ صرف میری ذاتی رائے ہی نہیں۔۔"

"بالکل نہیں۔" ڈنسٹیبل کہنے لگا۔ "کیونکہ یہی لفظ چند دن ہوئے میرے دوست ڈیوک آف ہائی گیٹ نے کہے تھے۔"

کتنا عجیب معاملہ ہے" بیرونٹ نے ڈائیس کا کبسن نکالتے ہوئے کہا۔
ایگرٹن کہنے لگا "ڈنسٹیبل تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ تمہاری ڈیوک سے ملاقات کراؤنگا پھر کیا بات ہوئی اس کا موقعہ نہیں آیا؟"
وہ بولا "بے شک میں اپنے وعدہ پر قائم ہوں۔ غالباً اس دوشنبہ کو میری ڈیوک سے پھر ملاقات ہوگی۔ اور اس وقت میں اس کا انتظام کردوں گا۔ کہ انہیں کسی جگہ دعوت دی جائے اور اس دعوت میں میں ضرور تمہاری ان سے ملاقات کراؤں گا"
ایگرٹن نے کہا "یہ انتظام اچھا رہے گا اگر ڈیوک بھی تمہاری ہی طبیعت کے آدمی ہیں تو میں اُن سے مل کر بہت خوش ہوں گا"
ڈنسٹیبل نے یہ سمجھا کہ ایگرٹن کے لفظوں میں طنز کی جھلک پائی جاتی ہے کہنے لگا۔
"ہاں اُن کا مزاج بھی بالکل میری ہی طرح ہے"
ایگرٹن بولا "یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ تمہارے جیسے تین چار خوش مزاج نیک دل دوست ہوں تو زندگی بڑے اطمینان سے بسر ہوتی رہے۔ ہاں چیسٹر تم سے میں نے ایک عجیب واقعہ بیان کرنا ہے۔۔۔"
"اچھا وہ کیا؟" شخص مذکور نے سوال کیا۔
ایگرٹن کہنے لگا "تم اُسے ایک اتفاقی امر ہی سمجھو۔ لیکن ہوا یہ کہ کل پرسوں جب میں پیڈنگٹن میں اپنی پھوپھی سے ملنے گیا ہوا تھا۔ تو سیر کرتا ہوا اور ہیلیٹس کی طرف نکل گیا بغیر کسی خاص مقصد کے یونہی سیر کرتا پھر رہا تھا۔ کہ میرا گذر برک لین میں سے ہوا۔ جو ایک بہت ہی غلیظ اور ادنیٰ درجہ کا علاقہ ہے"
"بے شک اس میں ادنیٰ طبقہ کے لوگ ہی رہتے ہیں" چیسٹر نے ظاہرداری کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہا۔ گو اس کا ذکر آتے ہی اس کی طبیعت میں کچھ بے چینی سی پیدا ہو گئی تھی۔
ایگرٹن اپنے لفظوں پر اور بھی زیادہ زور دے کر کہنے لگا "اس علاقہ کے ادنیٰ کثیف ہونے میں کیا شک ہے لیکن مجھے تعجب اس بات کا ہے کہ میں نے "چیسٹر" کا ایسا نام موٹے زرد حروف میں جن کے ساتھ بھورے رنگ کا سایہ تھا۔ برک لین کی ایک دوکان کے اوپر لکھا ہوا دیکھا"
"عجیب معاملہ ہے" چیسٹر نے شامپین کا ایک گلاس بھرتے ہوئے کہا۔

بیرونٹ نے ایگرٹن کی طرف مشتبہ نظروں سے دیکھا۔ مگر چونکہ اس کے چہرہ پر کوئی خاص علامت اس قسم کی نہ پائی جاتی تھی جس سے معلوم ہو کہ اُس نے یہ ذکر کسی خاص مقصد سے چھیڑا ہے اس لئے اُس نے دوبارہ مطمئن ہو کر کہا "ہاں کبھی کبھی ناموں کا توارد بھی ہو جایا کرتا ہے"

ایگرٹن کہنے لگا "زیادہ مضحکہ خیز امر یہ ہوا کہ چچسٹر کے امیرانہ نام کے اوپر تین نیلے زرد گولے لٹک رہے تھے۔ جو آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ اس بات کی علامت ہوتے ہیں۔ کہ اُس دوکان میں چھوٹی چھوٹی چیزیں گرو رکھنے کا کام کیا جاتا ہے"

"ہاں ہاں۔ وہ کسی کم مایہ صراف کی دوکان ہوگی" چچسٹر نے اس بیان سے بہت مضطرب ہو کر اپنی پریشانی کو چھپانے کی غرض سے کہا۔

ایگرٹن بولا "میں خود اس واقعہ پر اس وقت بہت ہنسا تھا لیکن اس کا مجھے یقین تھا کہ برک لین کے دوکاندار مسٹر چچسٹر اور فیشن ایبل دنیا کے آنریبل آرتھر چچسٹر میں یقیناً کوئی باہمی تعلق نہیں ہو سکتا"

"بالکل نہیں" چچسٹر نے اس بیان سے ذرا مطمئن ہو کر کہا۔

"لو اب ڈائس کو ہاتھ میں لو" سر روپرٹ ہاربرو نے ایگرٹن کا رُخ بدلنے کیلئے کہا۔

وہ کہنے لگا "ہاں میں شوق سے کھیلتا ہوں۔ مگر چونکہ اس وقت گھر میں روپیہ موجود نہیں اس لئے ہمیں ادھار کھیلنا پڑے گا۔ ہارنے والا اپنا چک یا دستی رقعہ دے دیگا"

بیرونٹ نے کہا "اس میں کیا اعتراض ہو سکتا ہے"

اس پر دونوں میں بازی شروع ہوئی۔ اور ایگرٹن نے بہت سا روپیہ ہارا۔ بظاہر وہ نہایت مطمئن نظر آتا تھا۔ اور حسب معمول خوش خوش دل لگی کی باتیں کرتا رہا۔ کہنے لگا "ڈنسٹیبل اپنا گلاس پُر کر لو۔ . . دیکھو شراب کی بوتل تمہارے پاس پڑی ہے . . . ہاں مگر کیا بات ہے تمہارے ایجنٹ نے اب تک دیہات سے روپیہ روانہ نہیں کیا۔ تم اُس روز بھی اس کی شکایت کر رہے تھے"

ڈنسٹیبل نے ہنستے ہوئے کہا "اب تک اس کا حساب بقایا میں ہی چلا آتا ہے"

ایگرٹن کہنے لگا "شاید یہ بقایا عرصہ تک یوں ہی قابل ادا رہے گا۔ مگر تم نے یہ نہ بتایا۔ تمہاری وہ جائداد کہاں پر واقع ہے؟"

"یہیں . . . دیہات میں"

"ہاں ہاں دیہات میں تو میں بھی جانتا ہوں۔ مگر کس جگہ؟"

"سمرسٹ شائر میں۔ تمہیں اس کا علم غالباً پہلے سے ہوگا۔" ڈنسٹیبل نے بظاہر ان سوالات اور ایگرٹن کے طرز استفسار سے دق ہو کر کہا۔

ایگرٹن بیرونٹ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "لو اب میرے ذمہ سات سو ہو گئے۔ خیر مضائقہ نہیں۔ ہم لوگ ذکر لارڈ ڈنسٹیبل کی جائداد کا کر رہے تھے۔ اچھا تو وہ سمرسٹ شائر میں واقع ہے۔ بڑا خوشنما علاقہ ہے۔ مگر کیوں یار وہ جائداد کس کے نام پر ہے؟"

ڈنسٹیبل نے اپنے دوست کی طرف شبہ کی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا "میرے اپنے نام پر اس کا نام ڈنسٹیبل میز ہے۔"

ایگرٹن کہنے لگا "ڈنسٹیبل میز بہت پیارا نام ہے۔ اور باوجود اس کے یہ ایک حیرت خیز امر ہے کہ گو میں سارے علاقہ سمرسٹ شائر سے اچھی طرح واقف ہوں۔ تاہم مجھے یاد نہیں کہ اس میں ڈنسٹیبل میز نام کا کوئی مقام ہے۔ واقعی میرا حافظہ بہت خراب ہو چکا ہے۔" یہ کہکر وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور اس نے الماری سے ایک موٹی سی مجلد کتاب نکالی۔

ڈنسٹیبل نے مضطرب ہو کر پوچھا "کیا کرنے لگے ہو؟"

ایگرٹن نے کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے جواب دیا "کچھ نہیں یونہی اپنے حافظہ کو تازہ کر رہا ہوں۔"

ڈنسٹیبل نے کتاب ایگرٹن کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور کہنے لگا "کیسی فضول باتیں کرتے ہو بھلا اتنے دوستوں کی موجودگی میں کتاب دیکھنے کا وقت ہے؟"

ایگرٹن نے ڈنسٹیبل سے کتاب واپس لیتے ہوئے کہا "لو یہ بھی کیا اعتراض ہے ایسا کرنا اس صورت میں البتہ نامناسب ہوتا کہ ہمارے تعلقات اتنے قریبی نہ ہوتے۔ مگر تم جانتے ہو ہم پانچوں گہرے دوست ہیں۔ اس قدر گہرے کہ آپس میں ذرا بھی تکلف نہیں رکھتے۔ پانچوں ایک ہی جگہ سے لقدی استعمال کرتے ہیں۔ جو حسن اتفاق سے اس وقت میرے پاس موجود ہے۔۔۔"

ڈنسٹیبل کا ماتھا ٹھنکا۔ اور وہ اور زیادہ پریشان ہو کر کہنے لگا "ایگرٹن آج تمہیں کیا ہو گیا ہے؟۔۔ کیسی بہکی باتیں کر رہے ہو؟"

اس نے کتاب کے ورق الٹتے ہوئے کہا "کچھ بھی نہیں۔۔ لیکن ٹھیرو یہ سمرسٹ شائر کا ذکر ہے۔ اور اس میں اس علاقہ کی چھوٹی سے چھوٹی تفصیلات درج ہیں۔ پھر کیا بات ہے کہ اس میں

آپ نے ڈنسٹیبل میز کا کہیں ذکر نہیں؟"

"کہیں ذکر نہیں!" امیرزادہ کورنے جھیپ کر کہا۔

ایگرٹن کہنے لگا "بالکل نہیں۔ بلاشبہ یہ اس کتاب کے مؤلف کی انتہائی غفلت ہے اگر تمہاری بجائے میں ہوتا تو اُس کے خلاف ہرجانہ کا دعوے دائر کر دیتا۔ کیونکہ شکی طبیعت کے لوگوں کی نظروں میں اس سے بلاوجہ خفت اٹھانی پڑتی ہے۔ میرے نزدیک یہ امر بھی گو اتفاقیہ سہی۔ تاہم اتنا ہی عجیب ہے جتنا برک لین میں چیچسٹر نام کے ایک اور نئے دوکاندار کی موجودگی"

جبکہ ایگرٹن یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ اس کے چاروں دوست ایک دوسرے کی طرف حیرت کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ کہ آخر اس شخص کا مطلب کیا ہے؟ مگر ایگرٹن نے اُن کے اضطراب کی طرف توجہ نہ دیتے ہوئے سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا "بہت سے آدمیوں کو شک ہو سکتا ہے۔ کہ ڈنسٹیبل نام کی جائداد سمرسٹ شائر میں نہیں۔ بلکہ کہیں ہوا میں واقع ہے۔ یہ میں اس لئے نہیں کہتا کہ خود میرے دل میں کسی طرح کا شبہ ہے۔ بلکہ اس لئے کہ دنیا میں سیکڑوں بدگوئی کرنے والے موجود ہیں۔ اب حالانکہ یہ امر سراسر جھوٹ ہے۔ مگر بعض لوگ کہتے پھر رہے ہیں۔ کہ ہمارا دوست چیچسٹر ہرگز لفظ "آنریبل" کا مستحق نہیں۔ اور وہ درحقیقت برک لین کے اسی گمنام دوکاندار کا بیٹا ہے۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔۔۔"

چیچسٹر غصہ میں بھر کر اپنی جگہ سے اُٹھا اور چلا کر کہنے لگا "وہ کون سے بدذات لوگ ہیں جو میری نسبت یوں بدگوئی کر سکتے ہیں؟"

ایگرٹن نے اپنے سکون میں خلل نہ لاتے ہوئے کہا "ذرا صبر کیجئے ایک سچے دوست کا فرض ہے کہ وہ دوست کی برائی سنے۔ تو اُسے چھپا کر نہ رکھے۔ بدگوئی کرنے والے جس حد تک کو پہنچتے ہیں۔ اُس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے سر رچرڈ ہاربرو ایک تباہ حال امیر اور پرلے سرے کا اوباش شخص ہے۔ اور اسکی بیوی لیڈی سیلیا ہاربرو۔۔۔"

"بس بس مسٹر ایگرٹن" بیرونٹ نے چلا کر کہا "میں۔۔۔"

نوجوان شخص نے اس قطع کلام کی پروا نہ کرتے ہوئے کہا "خود تمہارے متعلق بھی کرنیل جولیس۔۔۔ اور ڈنسٹیبل تمہاری نسبت بھی میں نے لوگوں کو کہتے سنا ہے کہ دونوں تباہ حال قمار باز ہیں"

کرنیل کے منہ سے مارے غصہ کے جھاگ نکلنے لگے تھے۔ چلا کر کہنے لگا "یہ ایگرٹن یہ مذاق حد سے بڑھا جا رہا ہے۔۔۔"

ڈنسٹیبل بولا "بے شک اخلاق اور تہذیب کو ہر حال میں پیش نظر رکھنا چاہیئے"
ایگرٹن انتہائی نفرت کے لہجہ میں سنجیدگی کے ساتھ کہنے لگا "صاحبان اطمینان فرمایئے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ مذاق نہیں۔ ساری دنیا سنجیدگی سے یہ الفاظ کہتی پھر رہی ہے اور آپ لوگوں کو یہ سُنکر تعجب ہوگا کہ لوگوں کی زبانی یہ باتیں سُن سُنکر میرے اپنے خیالات بھی بدلتے جا رہے ہیں"

"تمہارے بھی" چاروں دوستوں نے یک زبان ہو کر کہا۔

"ہاں میرے بھی" ایگرٹن نے اپنی نشست سے اُٹھ کر اور اپنے مہمانوں پر حقارت کی نظر ڈال کر کہا۔

"معاملہ حد انتہا سے بڑھ گیا" چولمونڈلے نے بھی اپنی جگہ سے اٹھکر بڑے جوش کے ساتھ کہا اور غصہ سے بے قابو ہو کر وہ ایگرٹن کی طرف بڑھا۔ اُس نے اُسے گریبان سے پکڑ لیا اور یقیناً اس پر ہاتھ اُٹھاتا۔ مگر عین اس موقعہ پر کمرہ کا دروازہ زور سے کھلا۔ اور ایک شخص نے بے تحاشا اندر داخل ہو کر زور سے چولمونڈلے کو البرٹ ایگرٹن سے پرے ہٹایا۔ اور پھر زور سے دھکا دے کر اُسے کرسی پر گرا دیا۔

"پرنس آف سونٹونی!" ہاربرو نے چلا کر کہا۔ اور وہ اور اُس کا دوست چیشٹر دونوں جلدی سے دروازہ کی طرف لپکے۔ مگر پرنس فوراً ہی اُن کی نیت سمجھ گیا۔ اور دروازہ بند کر کے اپنی پیٹھ کا سہارا دیکر کہنے لگا "سردست تم میں سے کوئی باہر جانے نہ پائیگا۔ مسٹر ایگرٹن تم ڈائمیس کھیلنے کا سامان اپنے قبضہ میں لے لو"

ڈنسٹیبل اس میز کی طرف بڑھا تھا۔ جہاں ڈائمیس کا سامان پڑا تھا۔ مگر اُس سے پہلے ایگرٹن نے اسے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس اثنا میں رچرڈ نے دروازہ مقفل کر کے کنجی اپنی جیب میں ڈال لی۔

چولمونڈلے جس نے بیرونٹ کی زبانی پرنس کا لفظ سنا تھا۔ نخوت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "پرنس تو کیا اگر یہ شخص بادشاہ بھی ہو تو میں اسے اس گستاخی کا مزا ضرور چکھاؤں گا" یہ کہہ کر وہ جوش سے بھرا ہوا پرنس کی طرف بڑھا۔ مگر رچرڈ نے اُسے دُور ہی سے للکار کر کہا "خبردار اگر تم میرے نزدیک آئے۔ تو یاد رکھو میں تمہیں فرش پر گرا دوں گا"

کرنیل کچھ بڑبڑاتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔ اور اس دروازہ کی طرف بڑھا جو کمرہ کے دوسری جانب

کھانا کھانے کے کمرہ کی طرف کھلتا تھا۔ مگر دیکھا کہ وہاں دو مضبوط سفید پوش آدمی اور رچرڈ کے دو ذاتی نوکر وردی پہنے راستہ روکے کھڑے ہیں۔

پرنس نے چلا کر کہا "ڈنگھم جب تک معاملہ طے نہ ہو لے کسی شخص کو باہر نہ جانے دینا" عمر رسیدہ خانساماں نے جو سادہ لباس پہنے کھڑا تھا کہا "نہیں حضور۔ یہاں سے کسی کو نکلنے نہ دیا جائیگا" پھر اُس نے دبی زبان سے دونوں وردی پوش نوکروں سے کچھ کہا۔ اور اس کے بعد بلند آواز سے کہنے لگا "دیکھو ان دونوں بدمعاشوں سکاربرو اور ایکسمنسٹر کو ہرگز باہر نہ جانے دینا"

ڈنسٹیبل نے پرنس سے مخاطب ہو کر کہا "مائی لارڈ آپ کا طرز عمل میرے فہم سے بالاتر ہے۔ ہمیں یوں زیر حراست لینے کا آپ کو کیا اختیار ہے؟"

چولمونڈلے بھی دوبارہ آگے بڑھا اور کہنے لگا "بے شک ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کن اختیارات کی رو سے ہمارا راستہ روکتے ہیں؟"

رچرڈ نے سختی کے لہجہ میں کہا "اُن اختیارات کی رو سے جو ہر ایک دیانتدار شخص کو اس بارہ میں حاصل ہیں۔ کہ وہ ان بے اصول بدمعاشوں کا پردہ فاش کرے۔ جو ایک سازشی جماعت بنا کر کسی ناتجربہ نوجوان کو لوٹنا چاہتے ہوں۔ مسٹر ایگرٹن ڈائمیس میرے حوالہ کر دو"

ایگرٹن نے ایسا کیا۔ اور اب وہ دوسرا سفید کپڑوں والا موٹا شخص کمرہ میں داخل ہوا۔ ہاورڈ اور چیشر کو یہ دیکھ کر سخت اضطراب پیدا ہوا۔ کہ یہ شخص اُن کا پرانا ہمجلیس گرحال اصلاح یافتہ پوکاک ہے۔ اُس نے اُن کی طرف نظر ڈالنے کی پروانہ کی۔ بلکہ ایک چھوٹی سی آری جیب سے نکالکر اُس نے اُس ڈائمیس کو جو رچرڈ نے اُس کے حوالہ کی تھی۔ کاٹنا شروع کیا۔ اس پر چاروں بدمعاشوں کی رنگت زرد پڑ گئی۔ اور وہ مضطرب ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ جب ڈائمیس کے ٹکڑے جدا جدا ہو گئے۔ تو پرنس ان ٹکڑوں کو غور سے دیکھکر کہنے لگا "مسٹر ایگرٹن تم بھی لے دیکھ لو۔ تمہارے بناوٹی دوست تمہیں کس طرح لوٹتے رہے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں تمہارے ان دھوکوں سے واقف ہوں۔ لیکن ایک بچہ بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس ڈائمیس کو کس غرض سے یوں تیار کیا گیا تھا"

پوکاک بولا "حضور اس کے لئے "بھر اگیا" کا لفظ استعمال ہوتا ہے" پھر اُس نے چیشر کی طرف اشارہ کر کے کہا "یہ ساری تفصیلات مجھے اس زمانہ میں اس بدمعاش سے معلوم ہوئی تھیں۔ جب میری اس سے اور اس کے بیرونٹ دوست سے سازش تھی"

لارڈ ڈنسٹیبل کے لہجہ میں اب انتہائی حلم اور ملائمت کی جھلک پیدا ہوگئی اور وہ کہنے لگا "مجھے امید ہے حضور اس معاملہ کو فاش نہ کریں گے۔ یقیناً ہمارے دوست ایگرٹن کا منشا ہماری تباہی نہیں ہو سکتا"

ایگرٹن تلخی کے لہجہ میں کہنے لگا "کیا خود تم لوگ میری تباہی کے درپے نہ تھے؟"

بڈھا خانساماں اپنے دونوں ہاتھ خوشی سے مل رہا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا "آج کا دن بہت مبارک ہے کہ ان دونوں بدمعاشوں ہاربرو اور ونچسٹر کا راز فاش ہوگیا۔ حضور انہیں جیل خانہ نیوگیٹ میں پہنچا کر چھوڑیے۔ کہ یہ کالے پانی بھیجے جائیں۔ اور پھر دنیا کو اپنا کالا منہ نہ دکھا سکیں"

ڈنسٹیبل پر سب سے زیادہ اضطراب طاری تھا وہ کہنے لگا "میرے والدین کی خاطر ضرور مجھ پر رحم کیجئے۔ میں نے سنا ہے یور ہائینس کی طبیعت بہت راحم ہے۔۔"

مارکھم نے سختی کے لہجہ میں کہا "آپ کو جو کچھ کہنا ہو۔ اس نوجوان سے کہئے جسے آپ دوسروں کے ساتھ ملکر نہایت ناپاک طریقوں سے لوٹتے رہے ہیں۔ جو ہفتوں سے آپ کا نشانہ بنا ہوا تھا۔ اور جسے آپ کی سازشی جماعت نے تباہی کی راہ پر ڈال دیا تھا۔ اسی سے رحم کی التجا کیجئے"

ایگرٹن پرنس کی طرف شکرگذاری کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگا "میں اپنے آپ کو حضور کی مرضی پر چھوڑتا ہوں"

رچرڈ بولا "خیر اس صورت میں یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ نہایت بے اصول اور بدقماش ہیں۔ ہم ان سے رحم کا سلوک کریں گے۔ ان کی خاطر نہیں بلکہ خود تمہاری خاطر سے کیونکہ اگر مقدمہ کی سماعت کے دوران میں یہ بات مشہور ہوگئی۔ کہ تمہارا تعلق ان بدمعاشوں اور دھوکا بازوں سے رہا ہے۔ تو دنیا بجائے اس کے کہ اس بات پر غور کرے۔ کہ تم ان کے دام فریب میں آئے ہوئے تھے۔ الٹا تمہیں بدنام کرنا شروع کردے گی۔ اس لئے اب چونکہ تم زمانہ گذشتہ کی غلطیوں کی تلافی پر آمادہ ہو۔ ہم ان شخصوں کے خلاف جنہوں نے تمہیں اپنے دام میں پھنسایا۔ کوئی فوجداری کارروائی نہ کریں گے"

لارڈ ڈنسٹیبل نے کہا "حضور کے الفاظ نہایت سخت ہیں لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ میں ہر طرح اس ملامت کا سزاوار ہوں۔ اطمینان فرمائیے کہ آپ کی نرمی اور ایگرٹن کی معافی میرے لئے بے سود ثابت نہ ہوگی۔ مجھے آج اپنی زندگی میں اول مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ میں

کس خطرناک غار کے دہانہ پر کھڑا تھا۔ یہ سنکر میرے بدن میں کپکپی پیدا ہوتی ہے۔ کہ اگر آپ مجھے عدالت میں پیش کرتے تو میرا انجام کیا ہوتا۔ یقیناً میں خودکشی کر لیتا۔۔"

ڈنسٹیبل نے یہ کلمات دلی جوش کے ساتھ کہے جس کا چرڈ اور اگیرٹن دونوں پر گہرا اثر ہوا۔ مگر چولنڈے نے نفرت کے ساتھ منہ پھیر لیا۔ اور ہاربرو اور چیشر کی نظروں سے بھی حقارت کا اظہار ہوا۔

ہارکھم بڑے موثر لہجہ میں کہنے لگا "لارڈ ڈنسٹیبل آپ کا طرز عمل بہت بُرا۔۔۔ بہت ہی بُرا رہا ہے۔ مگر آپ کے اظہار تاسف نے زمانہ گذشتہ کی غلطیوں کی بڑی حد تک تلافی کر دی ہے۔ اس وقت آپ کے دل میں نیکی کی جو شعاع پیدا ہوئی ہے۔ خبردار اُسے غائب نہ ہونے دینا۔ جائیے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ اور پھر کہتا ہوں کہ ایسے شخصوں کی صحبت سے حتی الامکان پرہیز کرتے رہیے۔ جو اس وقت بھی آپ کی پشیمانی پر نفرت اور حقارت کا اظہار کر رہے ہیں"

"الوداع مائی لارڈ" نوجوان اسیر نے جس کے رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے کہا "آج کی ذلت مجھے عمر بھر فراموش نہ ہوگی۔ اگیرٹن یہ پاکٹ بک میں تمہارے حوالہ کرتا ہوں اس میں اُس روپیہ کی آخری رقم ہے۔ جو میں نے تم سے قرض لیا تھا۔ یقین رکھو کہ جتنا روپیہ میں مختلف موقعوں پر تم سے لیتا رہا ہوں۔ وہ سب تمہیں واپس کر دوں گا۔ اور جب تک ایسا نہ کروں مجھے چین نصیب نہ ہوگا"

اتنا کہکر ڈنسٹیبل نے پرنس کو جھک کر سلام کیا اور اپنے سابقہ دوستوں پر نظر ڈالے بغیر رخصت ہو گیا۔

ڈنسٹیبل کے جانے پر بوڑھے خانساماں نے پرنس سے مخاطب ہو کر کہا "حضور کیا ان بدمعاشوں ہاربرو اور چیشر کو نیوگیٹ میں نہ بھیجا جائے گا؟"

پرنس پوکاک کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "اگر میں اس دیانت دار اور شکر گذار شخص سے اس بات کا وعدہ نہ کر لیا ہوتا۔ کہ اس دستاویز کی بنا پر جو اس نے سر رپرٹ ہاربرو اور مسٹر چیشر سے حاصل کی۔ کوئی فوجداری کارروائی نہ کروں گا۔ تو میں خود اپنے اور سوسائٹی کے فرض کی اہمیت کو مدنظر رکھ کر ان چالبازیوں کو ضرور بر سر عدالت ظاہر کرتا۔ جن سے کام لیکر انہوں نے مجھے اپنے دام میں پھنسایا تھا۔ لیکن اپنے اس دوست کے وعدہ اور اُس کی نیک نامی کی خاطر میں یہی کافی سمجھتا ہوں کہ تمام

ضمیر" اس نے ہاربرو اور چچسٹر سے مخاطب ہو کر کہا "تمہیں سزا دے۔ ممکن ہے اسوقت تم میری باتوں کو ہنسی میں اڑا دو۔ مگر یاد رکھو۔ ایک وقت آئیگا۔ جب تمہیں اپنی بداعمالیوں کے لئے وہ سزا بھگتنی پڑے گی جس کے تم مستوجب ہو"

اتنا کہہ کر پرنس ایک طرف کو ہٹ گیا۔ اُس کے چہرہ پر اُن دونوں بدمعاشوں کی نسبت جن سے وہ مخاطب ہوا۔ سخت نفرت کے آثار پائے جاتے تھے۔

وہ دونوں بڑی پریشانی کی حالت میں کمرہ سے باہر نکلے۔ وٹنگھم ان کے پیچھے پیچھے دروازہ تک گیا۔ اور کہنے لگا "اگر میرے بس میں ہوتا۔ تو میں یقیناً تمہاری نسبت نیوگیٹ کے داروغہ کے نام زبردست سفارشی چٹھی لکھتا"

اُن کے چلے جانے پر کرنیل چولمونڈلے بڑے گستاخانہ لہجہ میں پرنس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کیا مجھ سے بھی آپ کو کچھ کہنا ہے؟" مگر یہ دیکھ کر کہ مارکھم نے نفرت کے ساتھ اُسکی طرف کو پیٹھ پھیر لی ہے۔ وہ اس قسم کے الفاظ بڑبڑاتا ہوا کمرہ سے نکل گیا کہ "خیر میں اس کا بدلہ ضرور لونگا"

اس سے دوسرے دن صبح کو مسز بسٹرڈ کے نام حسب ذیل خط موصول ہوا۔

کنگ سکوئر گاسول روڈ

اُس وعدہ کے مطابق جو میں نے پرسوں آپ سے کیا تھا میں نے حصہ ویسٹ اینڈ سے اپنی سکونت ہٹالی ہے اور اب مندرجہ بالا پتہ پر ایک پُرامن مکان میں رہتا ہوں۔ نیک نہاد اور شریف النفس پرنس آف مونٹونی کی عنایت اور اس حوصلہ افزائی کے ذریعہ جو خود آپ کی طرف سے میری ریاکاری کی معافی کی بدولت مجھے حاصل ہوئی۔ اب میں اپنی گذشتہ زندگی کی غلطیوں سے پورے طور پر بیدار ہو چکا ہوں۔ اور اپنے طرز عمل سے ثابت کرونگا کہ نیک شخصوں کے مشورہ نے میری عادات میرے رجحان اور میرے خیالات کو بالکل بدل دیا ہے۔ البتہ ایک تجربہ مجھے ان چند روز کے عرصہ میں حاصل ہوا۔ اسے میں اس موقعہ پر ضرور بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ خطرناک صحبت ان لوگوں کی ہے۔ جو شہر کی فیشن ایبل سوسائٹی میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔

کل آخری موقعہ تھا کہ میں نے ڈائس کو ہاتھ لگایا۔ پرنس کی ہدایات کے بعد مجھے قماربازی سے سخت نفرت ہو گئی تھی لیکن حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں نے ایک آخری بازی کھیلنا منظور کر لیا۔ مگر اطمینان رکھئے کہ آئندہ میں کبھی قماربازی میں حصہ نہ لوں گا۔ یہ نہ سمجھئے کہ میں نے اس وقت شوقیہ اس کھیل میں حصہ لیا۔ کیونکہ میں نے ایک خاص مطلب کیلئے اپنے بناوٹی دوستوں میں سے ایک سے ڈائیس لیکر کھیلا تھا جس کا نتیجہ وہی ہوا جس کی پرنس نے امید ظاہر کی تھی۔ اور بعد کو معلوم ہوا کہ ڈائیس کو ایسے طریقہ پر تیار کیا گیا ہے۔ کہ اُس کی بدولت میرا ہر بار ہارنا تعجب کی بات نہ تھا۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگر پرنس کو اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ میں سچ مچ اس ناپاک کھیل سے توبہ کر چکا ہوں تو وہ ہرگز مجھے یہ آخری بازی بھی کھیلنے کا موقعہ نہ دیتا۔ اگرچہ وہ اس بات کو جانتا تھا کہ اس کی بدولت ایک خاص مدعا کی تکمیل میں کامیابی ہوگی یعنی ان شخصوں کا راز فاش کرنے میں جن کے نرغہ میں میں گھرا ہوا تھا۔

بہرحال میں پرنس کا تہ دل سے شکر گذار ہوں جس نے مجھے تباہی سے بچا لیا۔ اور مجھے مسفورہ دیا کہ جو کچھ میں اپنی ناعاقبت اندیشی سے برباد کر چکا ہوں۔ اُسے اپنی محنت سے دوبارہ حاصل کروں۔ پرنس کے خسر نے جو کیسل سکالا کے فرمانروا ہیں۔ اور جنہوں نے اپنے ملک میں آئینی حکومت قائم کر کے ہمسایہ سلطنتوں کیلئے ایک عمدہ نظیر قائم کر دی ہے۔ لندن اور مونٹونی کے درمیان جہازوں کی ایک لائن قائم کی ہے۔ اور میں اب ان دونوں مقامات کے درمیان تجارت کیا کروں گا لیکن اس کی ساری تفصیلات میں کل خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیان کروں گا۔

آپ کا

البرٹ ایگرٹن

دوسرا باب مارکوئیس آف ہالمسفورڈ کی علالت

واقعات مذکورہ کے ایک ہفتہ بعد کا ذکر ہے کہ ایک دن جبکہ مارکوئیس آف ہالمسفورڈ کے شاندار محل کی خوابگاہ میں رکھی ہوئی ٹائم پیس نے سہ پہر کے تین بجائے تھے۔ کمرہ مذکورہ کی کھڑکیوں پر پردے تنے ہوئے اور کمرہ میں ہر طرف تاریکی نظر آتی تھی۔ مریض کے سرہانے دو عمر رسیدہ آدمی جنہوں نے سیاہ لباس پہنا ہوا تھا۔ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ غالباً اس وجہ سے کہ سونے والا بیدار نہ ہو جائے پاس ہی ایک چھوٹی سی میز پر دواؤں کی بوتلیں رکھی تھیں۔ پلنگ فرش سے کسی قدر اونچے چبوترے پر بچھا ہوا تھا۔ اور اس کے اوپر ایک مخملی شامیانہ تھا جس پر سونے کے تاروں سے مارکوئیس کا امارتی نشان بنا ہوا تھا۔ پلنگ کے چاروں طرف بیش قیمت ریشم کے سیاہی مائل ارغوانی پردے لٹک رہے تھے۔ کمرہ کا سارا سامان امیرانہ تھا۔ میزوں پر سیپ کا کام کیا ہوا۔ اور کرسیاں اونچی پشت کی نہایت نفیس طریقہ پر تیار کی ہوئی تھیں۔ ہر طرف قد آدم آئینے لگے ہوئے اور نہایت شاندار چوکھٹوں میں جڑی ہوئی تصویریں کمرہ کی زینت کو دوبالا کر رہی تھیں۔ تبدیل لباس کی میز بھی نہایت نفیس اور بہت قیمتی تھی۔

یہ سب کچھ تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ شخص جس نے اپنے لئے شان و نمود کے یہ سامان مہیا کئے۔ جس نے اپنی عظیم الشان دولت کی مدد سے اپنے مکان کو ایک ایسے شاندار قصر کی صورت میں بدلا کہ کسی مشرقی سلطان کو بھی اُس پر رشک آتا۔ . . ہاں وہ شخص جو تمام لذات ارضی سے بہرہ اندوز ہوا۔ اور جس نے اپنے حظوظ نفسانی کو ہر ممکن طریق پر پورا کیا۔ وہ یعنی مارکوئیس آف ہالمسفورڈ بستر مرگ پر پڑا نظر آتا تھا۔

جب کبھی وہ اپنی بے چین نیند سے بیدار ہوتا اور کھڑکیوں کے پردے ہٹائے جاتے تو یہ سارا سامان اُس کی نظروں میں مضحکہ خیز معلوم ہوتا تھا۔ یہ شاہانہ عظمت اس شخص کے دل میں جو اس وقت دُبلا پتلا کمزور اور عمر رسیدہ فرشتہ اجل کے سایہ میں پڑا تھا جس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ کس قدر حسرت پیدا کرنے والی تھی۔

یکایک لارڈ ہالمسفورڈ نیند سے بیدار ہوا۔ اور اُس نے اُن طبیبوں کی طرف جو پاس بیٹھے نگرانی کر رہے تھے۔ رُخ کیا۔ ایک نے اُٹھ کر بڑی ہی آہستگی سے کھڑکی کا پردہ پیچھے کو ہٹایا جس سے دن کی خوشگوار روشنی کمرہ میں داخل ہوئی۔ دوسرے نے امیر مذکور کا ہاتھ لیکر اُس کی نبض دیکھی اور کہنے لگا "کہئے حضور کا مزاج کیسا ہے؟"

مارکوئیس نے کمزور اور کھوکھلی آواز میں جواب دیا "ویسا ہی ہے۔۔۔ یا اُس سے بدتر باوجود اس کے میں محسوس کرتا ہوں کہ حالت خطرناک نہیں۔ کیونکہ میں صرف شب گذشتہ کو بیمار ہوا ہوں۔ اور اس کا مجھے یقین ہے کہ لوگ محض ذرا سی بیماری کے اثر سے نہیں۔۔۔ مرجاتے"

یہ آخری الفاظ اُس نے بڑے ہی تامل کے ساتھ کہے۔

ڈاکٹر اصرار کے لہجہ میں کہنے لگا "آپ کی طبیعت بہت ناساز ہے۔ اور میں اس بارہ میں آپ کو کسی تاریکی میں رکھنا نہیں چاہتا۔۔۔"

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔ ڈاکٹر صاحب" مارکوئیس نے رُکتے رُکتے کہا "یقیناً مجھے کوئی حقیقی۔۔۔ خطرہ درپیش نہیں ہے"

یہ کہتے ہوئے اُس کی پتھرائی ہوئی آنکھوں میں اُس کے ذہنی جوش کے زیر اثر غیر معمولی چمک پیدا ہو گئی۔

ڈاکٹر نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا "مائی لارڈ اگر آپ کو دنیاوی معاملات طے کرنے ہوں تو میری رائے میں۔۔۔"

"نہیں! نہیں! ایسا نہیں ہو سکتا! تم مجھے دھوکا دے رہے ہو" اوباش امیر نے چیختے ہوئے لہجہ میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی بستر پر اُٹھ کر بیٹھ گیا "کیا تم۔۔۔ میری ہتک کرنا چاہتے ہو؟ کیا تم۔۔۔ میری خفیف سی بیماری کو اتنی اہمیت دے کر مجھے ناراض کرنا چاہتے ہو؟ کیونکہ اس کا تو مجھ پر یقین ہے کہ یہ محض ایک عارضی اور بالکل ہی خفیف سی تکلیف ہے"

دوسرے طبیب نے مارکوئیس کے پلنگ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا "جناب میرے دوست

نے جو کچھ آپ سے کہا۔ وہ محض ایک فرض کی حیثیت میں تھا۔ اگرچہ وہ فرض خود اس کے لئے بھی کچھ کم تکلیف دہ نہیں۔"

عمر رسیدہ امیر نے اُس شخص کی طرح جو ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے۔ کہا "ہاں ہاں اگر تم لوگ مجھے بدترین حالت کے لئے تیار کرنا چاہتے ہو۔ تو ایک معنوں میں تم اپنا فرض منصبی ادا کر رہے ہو۔ . لیکن اس کا مجھے پورا یقین ہے۔ کہ میری حالت کچھ ایسی خراب نہیں . . بالکل نہیں۔ . . یہ میں اطمینان کے ساتھ کہہ سکتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ تم دونوں بہت ہوشیار آدمی ہو۔ اور تمہیں اپنے کام میں اچھی مہارت ہے۔ اس لئے تمہارے واسطے مجھے بہت جلد صحتیاب کرا دینا غیر ممکن نہیں ہے۔ دیکھو میں جس وقت بستر سے اُٹھنے کے قابل ہوا۔ اُسی وقت تم میں سے ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار کا چیک دوں گا۔"

وہ اُن کی طرف پُر شوق اور فکر مند نظروں سے دیکھنے لگا۔ اُس کی حالت اُس شخص کی سی تھی جس کے دل میں مبہم سی امید اور انتہائی خوف کا مشترکہ احساس موجود ہو۔ انہیں خاموش دیکھکر وہ پھر چلا کر کہنے لگا "بولو۔ خاموش کیوں ہو؟ کیا میرے صحتیاب ہونے کی قیمت دس ہزار پونڈ کم ہے؟"

بڑے ڈاکٹر نے جو سب سے پہلے بولا تھا کہا "اگر آپ ہمیں اپنی ساری دولت بھی پیش کریں تو ہم اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ جو اس وقت کر رہے ہیں۔ البتہ اگر آپ نے اپنی طبیعت میں جوش پیدا نہ کیا . . ."

"جوش!" مارکوئیس نے ہنسنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا مگر اس وقت وہ ہنسی بڑی خوفناک اور ہڈیوں کی کھڑکھڑاہٹ سے مشابہ معلوم ہوئی۔ اور اُس کی بدولت اس کا سارا سال خوردہ بدن کانپتا نظر آیا۔ بہرحال ظاہرداری کو برقرار رکھتے ہوئے مارکوئیس نے کہا "میرے اندر جوش پیدا ہونا قدرتی ہے۔ کیونکہ تم لوگ یوں بیوقوفوں کی طرح میری حالت کو خطرناک ظاہر کر کے مذاق کر رہے ہو۔ حالانکہ تم خود اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتے ہو۔ کہ میں جلدی ہی صحتیاب ہو جاؤں گا۔ کیوں ڈاکٹر صاحب میرا خیال کچھ غلط ہے؟ . . . ہاں تامل کس لئے ہے۔ صاف طور پر کہہ دو۔ کہ اتنے دن یا اتنے ہفتے صحتیاب ہونے کیلئے درکار ہوں گے۔ کیوں نہیں تم اس بات کو تسلیم کرتے۔ کہ جو کچھ کہا۔ وہ مذاق کے لہجہ میں تھا۔ میں خود اپنی حالت کو خطرناک نہیں سمجھتا کیونکہ میرا وجود آہن کی طرح مضبوط ہے۔"

یہ فقرے جلد جلد کہہ کر مارکوئیس انتہائے نقاہت سے تکیہ پر پیچھے کی طرف گر پڑا۔

چھوٹے ڈاکٹر نے اس کے منہ میں کچھ دوا ڈالی۔ مریض تھوڑی دیر کے لئے اس طرح جلد جلد سانس لیتا اور درد سے کراہتا رہا۔ گویا رشتہ ہائے زندگی تیزی کے ساتھ ٹوٹتے جا رہے ہیں۔ آخر دوا کے اثر سے اس کی طبیعت ذرا سنبھلی۔ اور وہ ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر بہت مدھم اور مری ہوئی آواز سے کہنے لگا "بے شک مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میری حالت اس سے زیادہ خراب ہے جتنی میں پہلے محسوس کرتا تھا۔ مگر باوجود اس کے مجھے یقین ہے میں جلد ہی صحتیاب ہو جاؤں گا اس دوائی نے مجھے بہت فائدہ دیا ہے۔ بس اس کی چار تولیں کافی ہونگی۔ بے شک آپ لوگ طبابت میں خوب ماہر ہیں۔ اور آپ جیسے دو قابل ڈاکٹروں کی موجودگی میں کسی شخص کا مرجانا غیر ممکن ہے"

بڑے ڈاکٹر نے کہا "مائی لارڈ میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ آپ اپنی طبیعت کو جوش میں نہ آنے دیں۔ آرام اور سکون اکثر حالتوں میں دوا سے بہت مفید ثابت ہوتا ہے"

مارکوئس بولا "خیر میں اب بالکل خاموش رہوں گا۔ لیکن خدا کے لئے تم میرے سامنے اپنے دنیاوی معاملات کو طے کرنے کا ذکر کر کے خوف زدہ نہ کرو۔ کیونکہ اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ میں قریب المرگ ہوں" اس کے ساتھ ہی اس نے پھر مسکرانے کی کوشش کی۔ گو یہ مسکراہٹ بھی خوف کی ان علامات کو دور نہ کر سکی جو اس کے چہرہ پر نظر آتی تھیں۔ پھر کہنے لگا "نہیں نہیں ایسے خیالات ظاہر کرنا مضحکہ خیز ہے۔ کیوں ڈاکٹر صاحب آپکے نزدیک میری عمر کتنی ہوگی؟"

اس ڈاکٹر نے جس سے مخاطب ہو کر یہ الفاظ کہے گئے تھے۔ جواب دیا "مائی لارڈ آپ اپنی طرز گفتگو سے مجھے بہت رنجیدہ کر رہے ہیں۔ میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کو اپنی طبیعت ساکن کر کے ایک نیک عیسائی کی طرح انجام کیلئے تیار رہنا چاہیئے"

"ڈاکٹر!... ڈاکٹر! دیکھو پھر تم نے مذاق کرنا شروع کر دیا" بوڑھے امیر نے خوف زدہ ہو کر چلاتے ہوئے کہا "کیا میں درحقیقت اتنا ہی سخت بیمار ہوں؟ ذرا میرے آہنی وجود کی طرف دیکھو۔ اور اس بات کا خیال کرو۔ کہ میں اپنی بیش قرار دولت کی مدد سے گراں تر اور بیش قیمت دوا خرید کر صحت بحال کر سکتا ہوں۔ اس کے علاوہ تم بھی جو اپنے کام میں اتنے ماہر ہو۔ مجھے بحالی صحت میں بہت کچھ مدد دے سکتے ہو..."

ڈاکٹر کہنے لگا "مائی لارڈ ہم سے جہاں تک ممکن ہے۔ پوری کوشش کریں گے لیکن نتیجہ انسان کے بس کا نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ ہوتا ہے"

مارکوئیس کے منہ سے پھر کراہنے کی آواز نکلی۔ اور اس نے اس طرح آنکھیں بند کرلیں گویا کسی گہری سوچ میں ہے۔

یہ نظارہ جس کی کیفیت ہم نے سطور بالا میں قلمبند کی ہے۔ ان دو ڈاکٹروں کیلئے بھی سخت رنج دہ تھا۔ جو بجائے خود طبعیے ماہر اور فن معالجہ میں وسیع تجربہ رکھنے والے تھے۔ عمر رسیدہ مارکوئیس کا جس کی صحت سیکڑوں طرح کی عیاشیوں اور اوباشیوں میں بالکل تباہ ہو چکی تھی بار بار اپنے آہنی وجود کا ذکر کرنا اور ہر بار اپنے مرض کو خفیف بتانا نہایت ہی بھیانک اثر پیدا کرنے والا معاملہ تھا۔ لیکن ان بہت سے شخصوں کی طرح جو مرنے سے بہت خوف کھاتے ہیں۔ مارکوئیس اس حقیقت کو تسلیم کرنے سے برابر انکار کئے جاتا تھا۔ جسے اس کا ذہن قبول کر چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمجھتا تھا۔ شاید موت کی آمد کا انکار کئے جانے سے زندگی بچ جائیگی۔ ہر چند کہ اس کے دل میں انتہائی اندیشے پیدا ہو چکے تھے لیکن وہ اس امید کا سہارا لے کر اپنے آپ کو تسلی دے رہا تھا۔ کہ شاید ڈاکٹروں کو غلطی لگی ہو۔ یا شاید انہوں نے حالت کو خطرناک ظاہر کرنے میں مبالغہ آمیزی کی ہو۔ اسی لئے وہ رہ رہ کر یہ سوچتا تھا کہ اگر ان کو معقول انعام کا لالچ دیا گیا۔ تو ضرور میری زندگی بچالیں گے۔

موت سے اس گنہگار شخص کو صرف اس لئے خوف نہ تھا۔ کہ وہ یکایک اس خوشنما اور آباد دنیا کو چھوڑ کر عدم کے سخت الشرا میں جانے سے ڈرتا تھا۔ وہ عمر بھر خدا کی ذات سے منکر رہا اس لئے اسے یقین تھا کہ ہستی بعد از مرگ کوئی چیز نہیں لیکن پھر بھی موت کے نام اور نظارہ سے بجائے خود اسے انتہا درجہ کا خوف اور نفرت محسوس ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ دنیا کی دلفریبیاں اور اس کے پرکیف نظارے اس کے نزدیک اپنے اندر ایسی راحت رکھنے والے تھے۔ جسے وہ یکایک الوداع کہنے کو آمادہ نہ تھا۔

پانچ منٹ کسی گہری سوچ میں خاموش پڑا رہنے کے بعد اس نے پھر ایک بار اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں کو کھولا۔ اور ڈاکٹروں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "میرے قابل دوستو جو کچھ تم مجھ سے کہنا چاہتے ہو میں اسے پورے سکون کے ساتھ بلا اظہار جوش سننے کو تیار ہوں۔ اس لئے مختصر لفظوں میں مجھے یہ بتا دو۔ کیا میری حالت واقعی خطرناک ہے؟"

بڑے ڈاکٹر نے عرض کیا "مائی لارڈ آپ کا موجودہ طرز کلام ویسا ہی ہے جو کسی قوی ارادہ شخص کا ہونا چاہیئے۔ اور آپ کی طبیعت کو یوں بدلا ہوا دیکھکر میں یہ افسوسناک امر واقعہ بیان

کرنے پر مجبور ہوں . . ."

"کیا؟" مارکوئیس نے سخت اضطراب کے ساتھ جلدی سے پوچھا۔

ڈاکٹر نے سنجیدگی کے لہجہ میں جواب دیا "یہ کہ آپ کی بحالی صحت کا امکان خدا کے ہاتھ میں ہے۔ ورنہ ظاہری حالت میں کوئی انسانی طاقت آپ کو اس قابل نہیں بنا سکتی۔ کہ آپ صحت ور ہو کر پھر اس بستر سے اٹھیں . . ."

"یہ تم دونوں کا پختہ عقیدہ ہے؟" مارکوئیس نے بستر کے کپڑوں کو تشنجی انداز سے پکڑتے ہوئے کہا گویا وہ اپنے جذبات کو پھر ایک بار بھڑکنے سے روکنا چاہتا تھا۔

ڈاکٹر نے جواب دیا "میں اپنے فرض سے مجبور ہوں۔ کہ اس سوال کا جواب اثبات میں دوں"

اس کے بعد پھر چند منٹ کا وقفہ رہا جس میں مارکوئیس کوئی لفظ زبان سے نکالنے کی جرأت نہ کر سکا۔ اُسے سب سے محفوظ پہلو خاموشی ہی میں نظر آتا تھا۔ کیونکہ اُسے ڈر تھا کہیں میرے بولنے سے پھر ان شبہات التجاؤں اور خواہشوں کا انہار نہ ہو۔ جن سے اُس کی حقیقی ذہنی حالت پر روشنی پڑتی تھی۔ آخر چند منٹ خاموش رہنے کے بعد مارکوئیس نے دبے لفظوں میں صرف اتنا کہا "بس فیصلہ اس بات پر ہے کہ مجھے موت کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ خیر اس صاف بیانی کے لئے میں تم دونوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن اس کے ساتھ ایسی ہی صاف بیانی سے مجھے یہ بھی بتا دیا جائے۔ کہ میں زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ زندہ رہ سکتا ہوں؟"

"مائی لارڈ میں درخواست کرتا ہوں کہ اس بارہ میں مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھیئے"

"دیکھو اب پھر تم مجھے جوش میں لانے کے اسباب پیدا کر رہے ہو؟" مارکوئیس نے غصہ کے لہجہ میں کہا "میں جی کڑا کر کے تمہارا بدترین فیصلہ سننے کے لئے آمادہ ہو چکا ہوں۔ اس لئے جو کچھ بھی امر واقعہ ہو۔ اُسے مجھ سے چھپانے کی ضرورت نہیں میں پھر کہتا ہوں کہ بلا تامل مجھے بتا دو۔ میری زندگی کا اب کتنا عرصہ باقی ہے؟"

دونوں ڈاکٹر آپس میں دبے لفظوں میں کچھ گفتگو کرنے لگے۔ اور آخر کسی فیصلہ پر پہنچنے کے بعد بڑے ڈاکٹر نے کہا "ہماری رائے میں غالباً آپ چوبیس گھنٹے اور زندہ رہ سکیں گے"

"بس چوبیس گھنٹے!" مارکوئیس نے اس فیصلہ کو سنکر کانپتے ہوئے کہا۔ فی الحقیقت اُس کا بدن اس خوفناک فیصلہ کو سنکر اس زور سے کانپا۔ کہ وہ پلنگ جس پر وہ لیٹا ہوا تھا ہلتا نظر آیا لیکن اپنے جذبات پر قابو ہو کر اُس نے دوبارہ کہا "چوبیس گھنٹے! یہ تو بہت ہی کم عرصہ ہے

بیٹھ گیا۔ اور اُس کے چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار پیدا ہو گئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ فرشتہ اجل کا مقابلہ کرنے کو آمادہ ہے۔

مارکوئیس نے ایک ایسے پُرمذاق لہجہ میں جو اُس کی موجودہ خطرناک حالت کے بالکل منافی تھا کہا "لو اب میری بات سنو۔ اُس کونے میں جو میز رکھی ہوئی ہے۔ اُس میں تمہارا معاوضہ موجود ہے۔ تم اُسے نکال کر تقسیم کر لو۔ اور مجھے بتا دو کہ جو کچھ میں نے تمہیں دیا وہ ناکافی تو نہیں ہے؟"

ڈاکٹروں نے کسی جذبۂ حرص کے زیر اثر نہیں۔ بلکہ عندی امیر کو خوش کرنے کی خاطر میز کی طرف جا کر دراز کو کھولا۔ بلاشبہ وہاں بنک نوٹوں کا ایک بنڈل رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے اس بنڈل کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک قہقہے کی آواز ان کے کانوں میں پہنچی مڑ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ مارکوئیس شب خوابی کا لباس پہنے پاؤں میں سلیپر ڈالے جلد جلد قدم اٹھاتا اس چھوٹے سے دروازہ کی راہ سے جو اس کے پلنگ کی پائنتی کے قریب واقع تھا۔ کمرہ سے نکلا جا رہا ہے۔ وہ دونوں اس کے پیچھے گئے مگر لیکن ان کے دروازہ کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی مارکوئیس نے گذر کر دروازہ کو دوسری طرف سے مقفل کر لیا۔ اس پر یہ دونوں دوسرے دروازہ کی راہ سے کمرہ سے باہر نکلے مگر برآمدہ میں انہیں مارکوئیس کا خادم خاص ملا۔ جو اُن سے کہنے لگا "حضور نے حکم دیا ہے کہ اب آپ کی خدمات کی انہیں ضرورت نہیں"

چھوٹے ڈاکٹر نے کہا "کیا کہتے ہو تمہارا آقا تو قریب المرگ ہے۔ وہ ایک دن بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور اس جوش۔۔۔ اس بیجا حرکت کا نتیجہ۔۔۔"

"۔۔۔ یہ سراسر دیوانگی ہے" بڑے ڈاکٹر نے کہا "آخر یہ تو بتاؤ تمہارا آقا گیا کس طرف کو ہے؟"

خادم نے اُن کے کان میں دبی زبان سے چند الفاظ کہے جنہیں سنکر دونوں ڈاکٹروں نے ایک دوسرے پر خوف اور نفرت کی نظر ڈالی۔ آخر بڑا ڈاکٹر کہنے لگا "یہ بے جا حرکت مارکوئیس کے لئے مہلک ثابت ہوگی۔ مجھے امید نہیں کہ اب وہ ایک گھنٹہ بھی زندہ رہ سکے!"

تیسرا باب لبوں پہ جام اور بغل میں ساقی۔۔۔

ہم اس داستان کے کسی گذشتہ باب میں ہالسفورڈ ہوس کے اُس کمرہ کی دلفریبیاں مفصل طور پر بیان کر چکے ہیں جسے حرم سرے کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اور ہمارے ناظرین کو

یقیناً اب تک یاد ہوگا۔ کہ یہ کمرہ بہت فراخ اور بلند بیش قیمت مشرقی سامان سے سجا ہوا اور زمانہ قدیم کے علم الاصنام کے متعلق بیشمار فحش تصاویر سے آراستہ تھا یہی وہ کمرہ ہے جس کی طرف اس وقت ہم پھر ایک بار ان کی توجہ مبذول کراتے ہیں۔

دو پُر تکلف کوچوں پر ایک دوسرے کے پاس بیٹھی ہوئی پانچ زہرہ جبین لڑکیاں اس قدر دبے لفظوں میں گفتگو کر رہی تھیں۔ کہ اُن کی آواز ان کے حلقہ سے باہر نہ جا سکتی تھی۔ مگر اُن کے خوشنما چہروں پر رنج و تکلیف کے آثار نظر آتے تھے۔

شام کے چار بجے کا وقت تھا۔ پھر بھی انہوں نے وہی لباس پہنا ہوا تھا۔ جو صبح کو بستر سے اُٹھنے کے موقعہ پر پہنا جاتا ہے۔ تاہم یہ تغافل صرف لباس تک محدود تھا۔ ورنہ ان میں سے ہر ایک خوشبودار پانی سے غسل لے چکی تھی۔ اور ان سب کے خوشنما بال ایسے طریق پر آراستہ تھے کہ اُن کی شان دلفریبی اور چہرہ کی خوبصورتی اور بھی نمایاں اثر اختیار کر چکی تھی صبح کے کھلے لباس میں اُن کا حسن گلوسوز ستم برپا کر رہا تھا۔

اسی جگمگٹ میں سکاٹ لینڈ کی حسینہ موجود تھی۔ وہی اُس کی دلفریب رنگت۔ وہی سنہرے بال اور وہی گلاب کی طرح سرخ ہونٹ انگلستان کی محبوبہ بھی جو علاقہ لنکاشائر کی پری سمجھی جاتی تھی اور جس کے بال نہایت خوشنما بھورے رنگ کے اور خط و خال بدرجہا نہایت موزوں تھے اس مجمع میں شریک تھی۔ اور اس کے پاس ہی آئرش ماہ پارہ بیٹھی تھی جس کی چمکیلی سیاہ آنکھوں میں نفسانیت کا جوش نمایاں طور سے دکھائی دیتا تھا۔

حوران ارض کی اس صف کے بالمقابل ایک صوفہ پر فرانسیسی حسینہ بیٹھی تھی۔ جو اپنی مخروطی انگلیوں سے اُس سنہری زنجیر کو ہلا رہی تھی۔ جسے اُس نے اپنی شان دلفریبی کو دوبالا کرنے کیلئے گردن میں حمائل کر رکھا تھا۔ اور جس کی لڑیاں اُس کے سینہ پر ایک خاص دمک پیدا کر رہی تھیں اُس کے پہلو میں ہسپانوی حور بھی نظر آتی تھی جس کے لمبے سیاہ بال سفید لباس پر جس کے اندر سے اُس کی زیتونی رنگت صاف نظر آتی تھی۔ بکھرے ہوئے تھے۔

کچھ شک نہیں کہ حسن و جمال کی دلفریبیوں کا یہ شاندار مجمع ایسا نظر فریب تھا۔ کہ کوئی خدا پرست عابد کوئی برگزیدہ عارف یا پاکباز راہب بھی اُس کے نظارہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ نظارہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ دلفریب ۔ ۔ ۔ اور بھی زیادہ جاں گسل تھا کہ ماہ رخانِ عالم کی یہ منتخب جماعت اس وقت بغیر کسی ارادہ کے جمع تھی۔ بے خبری کی حالت میں ان کا حسن عریاں

انتہائی شان دلفریبی حاصل کر چکا تھا۔ اور گو حقیقت میں وہ اس وقت بہنوں کی طرح کسی معاملہ پر سرگرم گفتگو تھیں تاہم معلوم ہوتا تھا کہ ان میں متاع حسن کے مقابلہ کا سوال زیر بحث ہے مگر سوال کیا جائیگا۔ ان میں گفتگو کس بات پر ہو رہی تھی؟ کیا باعث تھا۔ کہ اُن موتی کے جیسے چمکدار دانتوں کو چھپانے والے ہونگے کی طرح سرخ لبوں کی مسکراہٹ افسردگی میں بدلی ہوئی نظر آتی تھی! سنئے وہ ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہی ہیں۔

سکاٹ لینڈ کی حسینہ کہنے لگی "ہمارے لئے اُن کی بیماری اپنے فوری اثر کی وجہ سے اور بھی زیادہ مصیبت خیز ہے"

فرانسیسی ماہ لقا بولی "مارگومیس نے ابھی تک اپنی وصیت بھی تو تیار نہیں کی"

انگلستان کی جمیلہ نے کہا "کل سہ پہر کو انہوں نے وعدہ تو کیا تھا۔ کہ ہم اپنی وصیت میں تمہارا خیال ضرور رکھیں گے"

سکاٹش حسینہ پھر بولی "بحالت موجودہ اگر وہ بغیر وصیت کے انتقال کر گئے تو ہمارا خدا حافظ ہے"

ہسپانوی حور نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "اس کا خیال آتے ہی میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہ ان کے انتقال پر ہمیں اس شاندار محل سے فوراً ہی رخصت ہو جانا پڑیگا"

فرانسیسی محبوبہ کہنے لگی "میری پیاری بہن تم ایسی فضول باتیں کیوں کرتی ہو۔ اپنے حسن کی بدولت ہم زمانہ آئندہ کی نسبت ہر طرح مطمئن رہ سکتی ہیں"

انگریز جمیلہ نے کہا "یہ بھی ممکن ہے کہ مارگومیس کچھ وصیت کر جائیں"

"یا صحتیاب ہی ہو جائیں" آئرش ماہ پارہ کہنے لگی "میری اپنی خواہش تو یہ ہے کہ صحتیاب ہو جائیں۔ اور ہم سے یکایک جدا نہ ہوں۔ کیونکہ اگرچہ وہ عمر رسیدہ ہیں مگر ہمارے ساتھ اُن کا سلوک بہت اچھا رہا ہے"

سکاٹ لینڈ کی دوشیزہ نے کہا "خادمہ کی زبانی تو یہ معلوم ہوا تھا کہ اُن کے صحتیاب ہونے کی امید نہیں۔ اس کے علاوہ اُن کی عمر حقیقت میں اس سے بہت زیادہ ہے جتنی وہ بیان کیا کرتے تھے۔ اور اُن کی ساری عمر عیش و عشرت میں بسر ہوئی ہے"

کیتھلین یعنی آئرش حسینہ کہنے لگی "افسوس اس بات کا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں جس خواہش کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اُس کے پورا ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اگر مرنے کے وقت میں تمہارے مجمع میں گھرا ہوا ہوں۔ اور میرے ہاتھ میں جام شراب ہو تو

بڑی آسانی کے ساتھ دم نکل جائے گا۔"

یہ الفاظ اُس کے منہ سے نکلے ہی تھے کہ کمرہ کا دروازہ کھلا اور مارگوئیس نمودار ہوا۔ اُسے دیکھتے ہی پانچوں لڑکیوں میں سے ہر ایک گھبرا کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔ اور سب کے منہ سے کلمۂ استعجاب نکلا۔ مارگوئیس نے بڑی احتیاط سے دروازہ اندر کی طرف بند کر لیا اور اُس کے بعد اپنے بھیانک زرد چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہوا اُن کی طرف بڑھا۔ قریب پہنچا تو پانچوں لڑکیوں کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ صرف چند گھنٹے کی بیماری نے اُس کی صورت کو بالکل ہی بدل دیا ہے۔ اسے اپنے پاس آتا دیکھ کر وہ اظہار تعجب بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اظہار نفرت کئے بغیر نہ رہ سکیں۔ کچھ تو بیماری کے اثر نے اس عیاش امیر کی صورت کو خوفناک بنا دیا تھا۔ کچھ اس کا چہرہ اس وجہ سے بھی ہیبت ناک نظر آتا تھا کہ اُس نے اپنے مصنوعی دانت نکال رکھے تھے۔ اور جب وہ ڈاکٹروں سے بچکر کمرہ سے نکلا۔ تو اُسے دوبارہ دانت لگانے کا موقعہ نہ ملا۔ اس وقت اُس کے رخسار اندر کو پچکے ہوئے اور منہ پوپلا تھا جس سے اس کی صورت بہت ہی خوفناک معلوم ہوتی تھی۔ سکڑے اور مرجھائے بدن پر بنفشی ڈریسنگ گون مضحکہ خیز نظر آتی تھی۔ چنانچہ جس وقت وہ لڑکھڑاتا ہوا ان حسینوں کے مجمع کی طرف بڑھا۔ جنہوں نے پہلے اُسے دیکھ کر اظہار خوشی مگر پھر اُس کی خوفناک صورت کو دیکھکر احساس نفرت کیا تھا۔ تو اُن میں سے کسی کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ استقبال کیلئے آگے بڑھے۔

اس نفرت و اضطراب کے احساس پر سب سے پہلے کیتھلین نے غلبہ حاصل کیا چنانچہ جس وقت مارگوئیس گذشتہ چند منٹ کی حرکت سے تھک کر گرنے کو تھا۔ اسی نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے بازوؤں میں لیا۔ اس کے بعد باقی لڑکیاں بھی مدد کو پہنچ گئیں۔ ان سب نے اُسے اپنے ہاتھ اٹھا کر ایک نرم گدیلے کی صوفہ پر لٹا دیا۔ مارگوئیس نے آنکھیں بند کر لیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُسے سانس بقت آ رہی ہے۔

کیتھلین نے گھبرا کر کہا "بخدا ایسا معلوم ہوتا ہے۔ آپکے دشمن نزع کی حالت میں ہیں ارے کوئی ہے۔۔ گھنٹی بجا کر کسی نوکر کو بلاؤ۔۔۔ ڈاکٹروں کو طلب کرو۔۔۔"

"نہیں میری جان اس کی ضرورت نہیں" مارگوئیس نے مری ہوئی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی پھر اپنی آنکھیں کھول کر پہلے مبہم طور پر اور اس کے بعد استقلال کے ساتھ ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ آخر کار اُس کی بصارت نے اُس کے ذہنی استقلال کی بدولت اس قدر

تقویت حاصل کرلی۔ کہ وہ اُن خوشنما چہروں کو جو افسردگی کے ساتھ اُس کی طرف دیکھ رہے تھے پہچاننے کے قابل ہوگیا۔ پھر اُس نے ذرا زیادہ زوردار آواز میں کہا "نہیں اے میرے دلآرام اس کی ضرورت نہیں جب تک میرے بدن میں جان ہے۔ تم نے اس کمرہ کا دروازہ نہ کھولنا کیونکہ" اُس نے پوری کوشش سے مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا گو اس وقت وہ مسکراہٹ بہت بھیانک اور ہیبت ناک تھی "میں اس جگہ تمہاری صحبت میں جان دینے کیلئے آیا ہوں۔۔۔"

"یہاں پر۔۔۔ ہمارے درمیان!" ساری عورتوں نے سوائے کیتھلین کے خوف اور اضطراب کے ساتھ پیچھے کو ہٹتے ہوئے کہا۔

مارکوئیس بولا "ہاں اے حسینان جہاں کی سرتاج لڑکیو یہی میری زندگی کی آرزو تھی۔ اور میں چاہتا ہوں کہ آج یہ پوری ہو جائے۔ مگر دیکھو جو تھوڑا سا وقت زندگی اور موت کے درمیان حائل ہے۔ اُسے یوں ضائع کرنے کی کوشش نہ کرو۔ میری جان سے پیاری کیتھلین میری طبیعت گھٹتی جارہی ہے۔ لاؤ مجھے شراب ناب کا ایک جام دو"

"حضور شراب! اور اس حالت میں!" آئرش حسینہ نے ملامت آمیز لہجہ میں کہا۔

"ہاں شراب۔ لذیذ اور چمکتی ہوئی سُرخ شراب" بیرمذکور نے تکیوں کے بل کسی قدر اٹھتے ہوئے کہا "دیکھو اس میں تاخیر نہ ہو۔ لاؤ مجھے شامپین کا ایک جام دو"

اس پر فرانسیسی اور ہسپانوی لڑکیاں اس میز کی طرف گئیں۔ جو کمرہ کے بیچ والے حصہ میں بچھی ہوئی تھی۔ اور دونوں چاندی کے ایک بھارے قاب پر بہت سی بوتلیں اور گلاس رکھ کر لے آئیں۔ اُنہوں نے شراب کا گلاس بھر کر مارکوئیس کے روبرو پیش کیا۔ مارکوئیس نے کیتھلین سے کہا "میرا ہاتھ ہلتا ہے۔۔۔ تم اسے سہارا دو"

اس کے بعد اس حسینہ کی مدد سے مارکوئیس نے شراب کا جام پی لیا

پینے کے بعد اس کے رخساروں پر بخار کی سی سرخی چھا گئی۔ آنکھوں میں ہلکی سی چمک پیدا ہوئی اور بظاہر معلوم ہونے لگا کہ وہ نسبتاً خوش ہے۔ چنانچہ اُس نے باقی لڑکیوں کو حکم دیا۔ کہ تم بھی ایک ایک جام پیو۔ پھر جب ان حسینوں میں سے ہر ایک نے اُس حکم کی تعمیل کی۔ تو وہ مسکرا کر کہنے لگا "میری عزیزو میں ایک لمبے سفر پر جارہا ہوں۔۔۔ ہمیں لازم ہے کہ اس وقت کسی افسردگی کو دخل نہ دیں۔۔۔ میری پیاری کیتھلین میرے قریب ہو جاؤ۔۔۔ ادھر آؤ کہ میں اپنا سر تمہاری چھاتی پر رکھ سکوں۔۔۔ ہاں اور اپنے ننگے گرم اور ملائم بازوؤں کو میرے شانوں پر رکھدو۔۔۔ اوہ! اسی

کا نام تو بہشت ہے!"

چند منٹ تک بڈھا اوباش امیر جس کے جذبات شہوانی اس وقت بھی کہ موت سرہانے کھڑی تھی۔ تیزی کے ساتھ بھڑک رہے تھے۔ آنکھیں بند کئے اپنی موجودہ حالت سے مطمئن پڑا رہا۔ لیکن حقیقت میں یہ نظارہ سخت دردناک اور نفرت انگیز تھا کہ ایک سکڑا ہوا دبلا پتلا قریب المرگ شخص اپنا سر اس سنگ مرمر کی ایسی سفید اور گرم چھاتی پر رکھے پڑا ہے اس شکستہ حال وجود کو ایک ایسی حسینہ کے بازوؤں میں جو عالم شباب میں تھی۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ ایک نرم و نازک بیل کو ایک خشک ٹنڈ منڈ درخت کے گرد لپٹے ہوئے دیکھنا بہت ہی خوفناک اور ہیبت ناک تھا۔

ذرا دیر کے بعد مارکوئیس نے آنکھیں کھولیں۔ مگر اپنی حالت کو نہ بدلتے ہوئے اس نے کہا "میرے محبوب تم سے یہ امر واقعہ چھپانا بے سود ہے۔ کہ اس عالم میں میں اب کسی دم کا مہمان ہوں۔ . . تم دیکھتی ہو کہ میں قریب المرگ ہوں۔ لیکن اس کی مجھے پروا نہیں جلد یا بدیر ہر شخص کو فرشتہ اجل کی دستبرد میں آنا ہے۔ بہرحال مجھے اس کا اطمینان ہے۔ کہ میں نے اپنی زندگی راحت کے ساتھ بسر کی۔ اور تم بھی تسلی رکھو کہ جدا ہونے کے وقت میں تمہاری طرف سے غافل نہیں ہوں۔ اور نہ میں نے تم سے ناسپاسی کی ہے۔ آنا۔ میری جان میری ڈریسنگ گون کی جیب میں ذرا ہاتھ تو ڈالنا"

فرانسیسی حسینہ نے جس کا یہ نام تھا۔ مارکوئیس کی جیب سے ایک سربمہر پیکٹ نکالا جس پر پانچوں لڑکیوں کے پورے نام لکھے ہوئے تھے۔ مارکوئیس کہنے لگا "اسے کھول دو۔ دو دن ہوئے گذرے۔ میں نے اپنی وصیت کے متعلق بعض فضول اندیشوں کی بنا پر تمہارے لئے یہ رقم الگ نکال لی تھی"

جبکہ وہ یہ الفاظ کہہ رہا تھا۔ آنا نے پیکٹ کھول ڈالا۔ اس کے اندر دس بنک نوٹ نکلے جن میں سے ہر ایک ہزار پونڈ کا تھا۔ لفافہ پر لکھا ہوا تھا کہ یہ رقم سب میں مساوی تقسیم کی جائے۔

فرانسیسی دوشیزہ کے چہرہ پر خوشی کی چمک پیدا ہوگئی۔ اور وہ کہنے لگی "حضور کتنے فیاض ہیں!"

انگریز حسینہ بولی "میں شروع سے ہی آپ کی فیاضی کی قائل رہی ہوں"

سکاٹ لینڈ کی ماہ رخ کہنے لگی "آپ کا طرز عمل شاہانہ ہے!"

ہسپانوی حور نے کہا "اگر خدا دولت دے۔ تو اسے صرف کرنے کی ہمت بھی دے"

کیتھلین یعنی آمرش حسینہ نے صرف اتنا کہا "حضور نے مجھ ناچیز کی جو خبر گیری کی اس کے

لئے میں تہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔"

مارکوئیس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ بلکہ آئرش حسینہ کا برف کی طرح سفید ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسی طرح اپنا سر اس کی سفید چھاتی پر رکھے ہوئے اس نے ایک بیش قیمت انگوٹھی اس کی انگلی میں پہنا دی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا ہاتھ دبایا۔ جس سے مراد یہ تھی کہ خاموش رہنا باقی عورتیں چونکہ نوٹوں کی دیکھ بھال میں مصروف تھیں۔ اس لئے انہوں نے یہ کارروائی بالکل نہ دیکھی۔

ذرا وقفہ کے بعد مارکوئیس پھر کہنے لگا "لو اب اپنے جام پر کرو۔ میری طاقت دم بدم کم ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ میں اب کسی دم کا مہمان ہوں۔"

فرانسیسی حسینہ نے جسے مارکوئیس کے طرز عمل میں مردانگی اور فیاضی کی جھلک نظر آتی تھی۔ اس حکم کی جو خصوصیت کے ساتھ اسے دیا گیا تھا۔ فوراً تعمیل کی۔ اور بوتل سے چمکدار شراب کا گلاس بھر کر اپنے ہاتھ سے قریب المرگ امیر کے خشک ہونٹوں سے لگایا۔ اس کے ساتھ ہی ان میں سے ہر ایک نے خود ایک ایک جام پیا۔ جس سے ان کے رخساروں پر بھی سرخی کی جھلک پیدا ہو گئی۔

امیر مذکور فرانسیسی اور ہسپانوی لڑکیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میرے دل و جان کی مالک عزیزو۔ تم اب مجھے آخری وقت میں اپنے دلفریب رقص سے خوش کرو۔" سکاٹ لینڈ اور انگلستان کی لڑکیوں سے مخاطب ہو کر اس نے کہا "تم کوئی نہایت خوشگوار نغمہ شروع کرو۔ کہ اس دلفریب نظارہ کی راحتوں میں میرا دم آرام سے نکل جائے۔"

مارکوئیس کی حالت دم بدم خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اور اس وقت اس کی آواز بہت ہی مدھم اور کمزور تھی۔ اس کا سر آئرش حسینہ کی چھاتی پر بوجھ کی طرح پڑا ہوا تھا۔ مگر اس وفادار حسینہ نے بدستور اپنے بازو اس کے گرد لپیٹے ہوئے تھے۔

سکاٹ لینڈ اور انگلستان کی لڑکیوں نے ایک سارنگی اور پیانو فورٹ لیکر انہیں بجانا شروع کیا۔ دونوں ان سازوں کو ایسے دلفریب انداز سے بجاتی تھیں۔ کہ سننے والے پر وجد کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ فرانسیسی اور ہسپانوی لڑکیوں نے اس کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ کا ایک نہایت دلکش رقص شروع کر دیا۔ جس میں ان کی نیم برہنہ صورتیں بڑی موزونیت کے ساتھ دکھائی دیتی تھیں۔ یہ نظارہ دیکھ کر قریب المرگ امیر کے چہرہ پر مسکراہٹ پیدا ہوئی۔ اور

اُس نے اپنی پتھرائی ہوئی آنکھوں سے دونوں حسین لڑکیوں کی دلفریب حرکات کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ جو اپنے خط و خال کی موزونیت کے اظہار میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

رفتہ رفتہ مارکوئیس کی نظر دھندلی ہوتی گئی۔ اب یہ نظارہ اُسے صرف مبہم طور پر دکھائی دیتا تھا۔ اور موسیقی کی آواز اس کے کانوں میں اس طرح پہنچ رہی تھی۔ گویا فاصلے پر کچھ شور ہو رہا ہو۔ ساز کی ہم آہنگی یا گیت کی آواز کا امتیاز بالکل نہ رہا تھا۔

بڑی مشکل سے بولنے کی کوشش کرتے ہوئے مارکوئیس نے کہا۔ "کیتھلین۔ کیتھلین شراب کا ایک اور گلاس میرے منہ سے لگا دو۔ اس سے۔۔۔ میری طبیعت سنبھل جائے گی"

آئرش حسینہ باوجود بہت بڑے ضبط کے مارکوئیس کی حالت کو دیکھ کر کانپ اٹھی۔ کیونکہ اُسے محسوس ہونے لگا۔ کہ مارکوئیس کا بدن رفتہ رفتہ سرد ہوتا جا رہا ہے۔

مارکوئیس نے پھر ایک بار ایسی مری ہوئی آواز میں جو بمشکل سنائی دیتی تھی کہا۔ "کیتھلین تم مجھے شراب کا جام کیوں نہیں دیتی ہو؟"

نفرت کے اس احساس پر جو ایسے حالات میں، از خود پیدا ہو جاتا ہے بمشکل غالب آکر آئرش دوشیزہ نے جو طبعاً حلیم اور فیاض تھی۔ صوفہ کے قریب لگی ہوئی میز سے ایک بھرا ہوا گلاس اُٹھایا۔ اور قریب المرگ امیر کے سر کو اونچا کر کے اُس کے لبوں سے لگا دیا۔ ایک آخری انتہائی کوشش سے کام لے کر مارکوئیس نے گلاس اپنے ہاتھ میں لینا چاہا۔ اور اُس کے چند گھونٹ پئے۔ اُس کی آنکھوں میں اس قسم کی چمک پیدا ہوئی۔ جس طرح کوئی بجھتا ہوا چراغ دم آخر میں ٹمٹماتا ہے۔ اُس کے رخساروں پر پھر ذرا سی سُرخی نمودار ہوئی۔ لیکن ایک منٹ کے بعد اس کا بے جان سر اس ننگی سفید چھاتی پر بے بس ہو کر گر گیا۔ کیتھلین نے باقی لڑکیوں کو رونے کے لئے آواز دینی چاہی۔ لیکن مارے خوف کے آواز اُس کے منہ سے نہ نکل سکی۔ اُس پر غنودگی کا احساس طاری ہونے لگا۔ آنکھیں از خود بند ہو گئیں۔ گلا رُکتا معلوم ہوا۔ رقص و سرود کا سلسلہ اب تک بدستور جاری تھا۔ یکایک کیتھلین کے لبوں سے ایک زوردار چیخ نکلی۔ اس کے ساتھ ہی موسیقی کی آواز بند ہو گئی۔ رقص رُک گیا۔ اور چاروں لڑکیاں آئرش حسینہ کی طرف دوڑیں۔ قریب پہنچیں۔ تو دیکھا کہ مارکوئیس کا دم نکل گیا ہے!

اس طرح پر وہ آرزو جو اُس نے بارہا اپنی زندگی میں ظاہر کی تھی۔ کہ حالت نزع میں میرا

سر کسی حسینہ کی برہنہ چھاتی پر اور ہاتھ میں جام شراب ہو حرف بحرف پوری ہو گئی ۔

چوتھا باب بے زر کے دوست

وسط اپریل ۱۸۴۳ء کے دن تھے ۔

صبح کا وقت اور مطلع صاف تھا ۔ کاروباری آدمی ۔ محرر اور مزدور پیشہ لوگ اپنے اپنے کاموں پر جا رہے تھے ۔ مسٹر جارج مانٹیگو ۔ گرین وڈ سینٹ پال کے گرجا کے پاس سے گذر کر بازار چیپ سائڈ کی طرف مڑا ۔ اس نے سادہ اور کسی قدر بدنما لباس پہنا ہوا تھا ۔ طلائی گھڑی یا انگوٹھی کی قسم سے کوئی قیمتی چیز اس کے پاس نظر نہ آتی تھی ۔ مگر صورت کو غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا تھا ۔ کہ گو لباس بالکل معمولی اسکا ہے ۔ تاہم اس کے پہننے میں ایسی احتیاط سے کام لیا گیا ہے گویا وہ اس کی بدولت کسی دوسرے شخص کے دل پر اچھا اثر پیدا کرنا چاہتا ہے گلے میں سیاہ ریشم کا جو میلا سا ٹکڑا گلوبند کے طور پر لپیٹا ہوا تھا ۔ اس کے پہننے میں ایسے اسلوب سے کام لیا گیا تھا ۔ جو ریشم کے اس پرانے ٹکڑے کیلئے بالکل غیر موزوں سمجھا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح اس کی قمیض کے سفید کف نمایاں طور پر کوٹ کی آستین سے باہر نکلے ہوئے تھے ۔ ہاتھوں میں معمولی روئی کے سفید دستانے تھے ۔ اور گلوبند کے اوپر ایک سیاہ فیتہ پہنا ہوا تھا ۔ جس کا سرا اس کی میلے ساٹن کی واسکٹ کی دائیں جیب میں داخل ہوتا تھا ۔ مگر اسے دیکھ کر کوئی یہ معلوم نہ کر سکتا تھا ۔ کہ اس کے سرے پر گھڑی ہے یا چشمہ ۔ یا کوئی اور چیز لگی ہوئی ہے یا کچھ بھی نہیں اسی طرح اس کی پتلون گھٹنوں کے قریب زیادہ میلی تھی ۔ اور پاؤں میں سیاہ بوٹ تازہ روغن کئے ہوئے نظر آتے تھے ۔

اس کے ہاتھ میں سیاہ بید کی چھڑی اور چال میں وہی اطمینان کی جھلک پائی جاتی تھی جو خوشحالی کے دنوں میں اس سے مخصوص تھی ۔ لیکن اس اطمینان سے ہماری مراد کسی کڑیا بانکپن سے نہیں ہے ۔ کیونکہ گرین وڈ لاکھ برا ہو ۔ اس کی عادت و اطوار میں شائستگی کے اثر کو اس قدر دخل تھا ۔ کہ گنوارپن کی کوئی علامت کسی حال میں ظاہر نہ ہونے دیتا تھا ۔ اس کے سیاہ ملائم بل کھائے ہوئے بالوں پر بھورے رنگ کی ٹوپی بظاہر عرصہ دراز سے کام دے رہی تھی ۔ اور اسے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا ۔ کہ وہ سردی ۔ گرمی اور برسات ہر قسم کے موسموں

کا مقابلہ کرتی رہی ہے۔ چہرہ خوشنما تو تھا مگر زرد اور اُترا ہوا گو اس کے بالائی ہونٹ کا خم اور موٹی سیاہ آنکھوں کی چمک ظاہر کرتی تھی۔ کہ گرین وڈ کے سینہ میں امید کا سلسلہ ابھی منقطع نہیں ہوا

صبح کے سوا نو بجے کا وقت تھا۔ کہ وہ جیپ سائڈ کے وسیع بازار میں داخل ہوا۔ اس وقت لندن کے کسی بازار میں اتنے مختلف اور متنوع نظارے دیکھنے میں نہیں آتے جس قدر اس بازار میں دیکھے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس وسیع ہجوم میں جو نو بجے کے بعد بنک آف انگلینڈ کے نواحات میں نظر آتا ہے۔ ہر شخص کے چہرہ پر کئی طرح کی دلچسپ علامات دیکھی جاتی ہیں جن کی مدد سے اُس کے دلی عندیہ کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ امر واقعہ ہے کہ اُس وقت نوے فیصدی آدمی بنک مذکور ہی کی سمت میں جانے والے ہوتے ہیں۔

ناظرین آیئے ذرا رُک کر ہم بھی اس ہجوم کے دلچسپ نظاروں کو دیکھیں۔ کیونکہ گرین وڈ نے بوکلاک کو دیکھ کر اس خیال سے اپنی رفتار ہلکی کر دی ہے۔ کہ جس کام پر وہ جانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس کی آمد ابھی قبل از وقت ہے۔

پہلے اس نوجوان کو دیکھئے۔ جو کھلا اوورکوٹ پہنے جس کے نیچے شاید دوسرا کوٹ نہیں ہے۔ ایسی لاپروائی سے جس میں اسراف کی جھلک شامل ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے اس نے رات کا بڑا حصہ عیش میں بسر کیا ہے بنک کی جانب چل رہا ہے۔ ہر چند کہ صبح کا وقت ہے۔ مگر ابھی سے اس کے منہ میں سگار موجود ہے۔ کیا وہ سیکنڈ کا عرصہ یہ معلوم کرنے کیلئے کافی نہیں کہ وہ کسی وکیل کا محرر ہے۔ اور دفتر میں وقت مقررہ سے پانچ منٹ پہلے پہنچ جانا ہی اس کی ساری دلچسپیوں کا مرکز ہے؟

اور وہ عمر رسیدہ آدمی جو پھٹا ہوا سیاہ لباس پہنے جیب میں سُرخ سوتی رومال ڈالے جس میں بظاہر کوئی چیز لپٹی ہوئی ہے چل رہا ہے۔ معلوم نہیں یہ کون ہے۔ مگر دیکھئے وہ جس تیزی سے چل رہا ہے۔ کیا وہ اس کے ضعیف بدن کیلئے بالکل غیر موزوں نہیں جو بڑی پریشانی کے ساتھ کلاک کی طرف دیکھتا ہے۔ اس لئے کہ جانتا ہے۔ اگر میں ساڑھے نو بجے سے دو منٹ پہلے دفتر میں نہ پہنچا۔ تو وہ آسامی جس کی تنخواہ مجھے ۱۸ شلنگ ہفتہ وار ملتی ہے۔ اور جس پر بیوی اور بہت بڑے کنبہ کا گذارہ چلانا پڑتا ہے۔ ضرور ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اوہ! اب معلوم ہوا۔ یہ شخص کسی وکیل کے دفتر میں نقل نویس ہے۔ اور غالباً اپنا کھانا رومال میں لپیٹ کر جیب میں ڈالے دفتر کو جا رہا ہے۔

آپنے دیکھا وہ مغرور رتنوسند آدمی جس کے ہاتھ میں موٹے بید کی زرد چھڑی اور وہ ہکٹ کے ساتھ بھاری زنجیر میں چند عمریں لگی ہوئی ہیں کیسی اکڑ سے چل رہا ہے۔ یہ شخص کسی فرضی ریلوے کمپنی کا دلال ہے۔ اور بیس سال مصیبت کی زندگی بسر کرنے کے بعد اب یکایک مالدار ہوگیا ہے۔ اس کے پیچھے ایک فیشن ایبل شخص بہت سی انگوٹھیاں پہنے فیر معمولی بانکپن کے ساتھ چلتا اس موٹے شخص کے قریب پہنچتا ہے۔ اور اپنے بازو کو اس انداز سے اس کے بازو میں ڈال دیتا ہے۔ گویا دونوں کے تعلقات گہری واقفیت پر مبنی ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ یہ اسی دلال کی کمپنی کا مینجنگ ڈائرکٹر ہے۔ جسے بازار نیوکٹ کی کسی خستہ حال دکان سے نکال کر اس فرضی کمپنی کا صدر بنا دیا گیا ہے۔ دونوں کا جوڑ خوب ہے۔

ذرا اس موٹے تازے بدنما لباس پہنے ہوئے شخص کی طرف بھی دیکھئے جس کی پتلون اس قدر تنگ ہے۔ گویا یہ اس کے لئے بنائی نہ گئی تھی جس کی آنکھوں میں افسردگی کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور زرد پھولے ہوئے چہرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ عادی شراب نوش ہے۔ لڑکھڑاتا ہوا کس انداز سے چل رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ شب گذشتہ کا خمار ابھی دماغ سے نہیں اترا۔ یا اس نے صبح سے از سر نو شراب نوشی کی ابتدا کر دی ہے۔ یہ شخص بنک کے قرب وجوار میں نیلام کی منڈی کے پاس یا کیپل کورٹ کے دروازہ پر اوارہ پھرا کرتا ہے یا اور کوئی کام نہ ہو۔ تو سیدھا شراب خانہ کو چلا جاتا ہے۔ اس کا پیشہ سنی کاٹنے کی ہنڈیاں فروخت کرنا ہے۔ اور اس کی باتیں سنو تو معلوم ہوگا۔ منٹوں میں دس لاکھ جمع کر سکتا ہے۔ حالانکہ اصلی حالت یہ ہے کہ شاید اپنا کوٹ بھی گرو رکھ چکا ہے۔

اس عمر رسیدہ بظاہر نشست پیشہ خاموش صورت شخص کی طرف بھی دیکھئے۔ جس کا سوٹ اچھی طرح برش کیا ہوا اور بوٹ پالش شدہ ہیں۔ وہ اپنی بھاری سونے کی گھڑی نکالکر بوچھ کے گھڑیال سے وقت ملاتا ہے۔ اور اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ کہ دونوں کا وقت بالکل برابر ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں دیکھے بغیر آگے کو چل جاتا ہے۔ کیونکہ وہ چیپ سائڈ کے ہر ایک حصہ ہر ایک دکان یہاں تک کہ بازاروں میں لگے ہوئے لیمپوں کے ہر ایک کھمبہ کو خوب اچھی طرح پہچانتا ہے۔ اس لئے کہ گذشتہ بیس سال سے وہ سوائے اتوار کے ہر روز اسی راستہ سے گذرتا رہا ہے۔ کیا اس کی ظاہری صورت اور اس کے اطوار کو دیکھ کر اس بات کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کہ وہ بنک آف انگلینڈ کے بڑے عہدوں میں سے ایک ہے؟

مگر نہیں ہمارے لئے اس سے زیادہ چیپ سائڈ کے ہجوم کے مختلف افراد کی تفصیلات میں پڑنا بے سود ہے۔ کیونکہ اب ساڑھے نو بج چکے ہیں اور مسٹر گرین وڈ بھی کارن ہل پر پہنچ چکا ہے۔ جہاں رُک کر وہ گہری آہ کھینچتا ہے۔ وہ آہ جو اُس کی طویل دردناک سرگذشت پر خوبی روشنی ڈالنے والی ہے۔ اس آہ سے معلوم ہوتا ہے کس طرح وہ شخص جو کسی زمانہ میں مالدار اور خوشحال تھا۔ انقلابات زمانہ کے زیر اثر سب کچھ ہاتھ سے دیکر اب حد احتیاج کو پہنچ گیا ہے۔ یہ آہ اُس کے اس خیال کی مظہر تھی۔ کیا میں پھر دولت اور عظمت حاصل کرلوں گا؟ اپنے دل سے مخاطب ہوکر اس نے اس خاموش مگر زوردار لہجہ میں جس کا تعلق زبان سے نہیں بلکہ ذہن سے ہوتا ہے۔ کہا "ہاں میں پھر ایک بار دولت اور عظمت حاصل کرنے کی کوشش کروں گا یقیناً میرے اقبال کا ستارہ ہمیشہ کیلئے غروب نہیں ہوچکا ہے! خیر آج کے واقعات سے سارا حال معلوم ہوجائے گا"

اپنے دل کو مضبوط اور طبیعت کو مطمئن کرکے وہ کارن ہل کے ایک مشہور تاجر اور سرمایہ دار کے دفتر میں داخل ہوا۔ دفتر کے کلرکوں نے اسے فوراً ہی نہیں پہچانا۔ کیونکہ آخری مرتبہ جب وہ اس دفتر میں آیا۔ تو ایک شاندار گاڑی میں سہ پہر کے وقت آیا تھا۔ مگر آج ساڑھے نو بجے تھے اور وہ بظاہر آیا بھی پیدل ہی تھا۔ مگر جب اُس نے کلرکوں سے اپنے معمولی تحکمانہ لہجہ میں پوچھا "تمہارے آقا موجود ہیں یا نہیں؟" تو انہوں نے اُسے پہچان لیا اور جواب دیا کہ "ہاں دفتر میں موجود ہیں" گرین وڈ سیدھا اُس تاجر کے پرائیویٹ دفتر کی طرف گیا۔ اور دوستانہ انداز سے اُس کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا "تسلیمات جناب کا مزاج کیسا ہے! مدت ہوئی۔ آپ سے شرف نیاز حاصل نہیں ہوا"

تاجر نے اُس کے آگے بڑھائے ہوئے ہاتھ کی طرف توجہ دیئے بغیر اور گرین وڈ کی دوستانہ مسکراہٹ کی بھی پروا نہ کرکے بڑے اطمینان کے ساتھ صبح کے اخبار سے نظر ہٹا کر جو اُس کے سامنے میز پر پھیلا ہوا تھا۔ سرد مہری کے لہجہ میں کہا "اوہ آپ غالباً مسٹر گرین وڈ ہیں۔ فرمایئے کیا کام ہے؟"

حلقہ رائٹن بروک کے سابق ممبر پارلیمنٹ سے کرسی پر بیٹھنے کی درخواست بھی نہ کی گئی اور وہ ازخود ایک نشست پر بیٹھ کر پراعتماد لہجہ میں دبی زبان سے کہنے لگا "بات یہ ہے میں نے ایک نہایت شاندار تجویز سوچی ہے جس کی بدولت چند ہزار پونڈ کی رقم کو کئی لاکھ کی صورت میں مبدل کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ اس سے پہلے ہم بارہا مشترکہ تجارت کرتے رہے ہیں اور چونکہ وہ

شخصوں کے مل کر کام کرنے سے کامیابی کی زیادہ امید ہوتی ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس تجویز کو آپ کے روبرو بھی پیش کروں۔۔۔"

"مسٹر گرین وڈ میں آپ کا بدل ممنون احسان ہوں۔۔۔" شخص مذکور نے کہنا شروع کیا

"مجھے امید تھی کہ آپ میرے احسانمند ہوں گے۔" گرین وڈ نے بخوشی قطع کلام کرتے ہوئے کہا "کام ایسا ہے کہ جس میں کسی طرح کا خطرہ نہیں اور نفع عظیم اور یقینی ہے۔ معاملہ ہم دونوں کے درمیان ہی رہنا چاہیئے۔۔۔"

"مگر کیا آپ یہ چاہتے ہیں میں اُس کیلئے کچھ سرمایہ پیش کروں؟" تاجر نے مسٹر گرین وڈ سے پوچھا

وہ کہنے لگا "ہاں صرف چند ہزار پونڈ کی ضرورت ہے۔ اور یہ رقم پہلی آمدنی سے نکالکر آپ کو ادا کر دی جائے گی۔"

تاجر نہایت خشک لہجہ میں بولا "معاف فرمایئے میں اس قسم کی سٹہ بازی میں پڑنا نہیں چاہتا"

"سٹہ بازی!" گرین وڈ نے اظہار تعجب کرتے ہوئے کہا "حضرت سٹہ بازی کا کیا ذکر یہ تو ایک یقینی تجارت ہے۔"

"باوجود اس کے میں انکار پر مجبور ہوں اور چونکہ میرا وقت بہت قیمتی ہے۔۔۔"

"اُس صورت میں میں آپ کے وقت کا ہرج کرنا نہیں چاہتا۔" گرین وڈ نے ناراضگی کے لہجہ میں کہا۔ اور وہ دفتر سے باہر نکل آیا۔

بازار میں پہنچکر وہ بڑبڑا کر کہنے لگا "گستاخ! حرامزادہ! اُن بے شمار نیکیوں کا جو میں اس سے کرتا رہا ہوں۔ آج مجھے یہ معاوضہ دیتا ہے۔ مگر کچھ مضائقہ نہیں۔ ایک بار مجھے پھر مالدار ہو جانے دو۔ میں اسے اس گستاخی کا مزا خوب ہی چکھاؤں گا۔"

ہر چند کہ گرین وڈ اس قسم کے الفاظ کہہ کر اپنے دل کو تسلی دے رہا تھا۔ تاہم اُس بدسلوکی سے جو اُس تاجر نے اس کے ساتھ کی اُسے سخت رنج تھا۔ پھر بھی برجن لین میں پہنچنے کے وقت تک جہاں اُس کے بعض اور تاجر دوست رہتے تھے۔ اس کا غصہ بہت کچھ فرو ہو گیا۔ اور طبیعت میں سکون نظر آنے لگا۔

جس سرمایہ دار کے دفتر کی طرف اب اُس نے رخ کیا۔ اُسے ایک زمانہ میں گرین وڈ نے وقت پر روپیہ پیشگی دیکر اگر کامل تباہی سے نہیں تو تباہ حالی سے ضرور بچا لیا تھا۔ اور اس روپیہ کیلئے

گو شخص مذکور کو غیر معمولی رقم بطور سود ادا کرنی پڑی تاہم وہ گرین وڈ کا اس عنایت کیلئے جو اس موقعہ پر اس نے اس سے کی۔ بارہا شکریہ ادا کر چکا تھا۔ ان حالات میں وہ اس سرمایہ دار کے دفتر میں بڑے اعتماد کے ساتھ داخل ہوا۔ گرین وڈ کو دیکھ کر سرمایہ دار نے بھی اظہار مسرت کیا اور کہنے لگا "کیوں دوست کیا حال ہے۔ اب تو تم سے ملے مدت گذر گئی۔ کہو میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں"

گرین وڈ نے معمولی رسمی گفتگو کے بعد وہی تجویز جو اس سے پیشتر ایک تاجر کے سامنے بیان کر چکا تھا۔ پیش کی۔ سرمایہ دار کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔ اور وہ کہنے لگا۔

"اچھا تو تم نے کوئی اور تجویز سوچی ہے جس سے لاکھوں روپے کمائے جا سکتے ہیں؟"

گرین وڈ کہنے لگا "ہاں وہ تجویز ایسی ہی ہے"

"اور تم نے اس کے سارے پہلوؤں پر غور کر لیا ہے؟"

"ہاں میں نے اس کا سیدھا الٹا سب کچھ دیکھا ہے۔ اور مجھے اس میں کامیابی یقینی نظر آتی ہے"

سرمایہ دار نے دوستانہ انداز سے اپنی انگلیاں گرین وڈ کے پہلو میں چبھوتے ہوئے کہا "یار بڑے خوش نصیب آدمی ہو"

[illegible] کے لہجہ میں بولا "میں یہ تو نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں پچھلے دنوں خوش نصیب رہا ہوں کیونکہ مجھے بہت سا نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ لیکن میں ایسا آدمی نہیں ہوں کہ زیادہ مدت تک ان نقصانات کی تلافی سے غافل رہوں"

"بالکل نہیں" سرمایہ دار نے جواب دیا "مجھے یقین ہے کہ مرنے سے پہلے تم پھر بہت سی دولت جمع کر لو گے۔ اور تمہاری سوچی ہوئی یہ نئی تجویز جس کا مختصر سا خاکہ تم نے پیش کیا ہے بجائے خود ایسی ہے کہ اس میں کامیابی حاصل ہونا لازمی ہے"

"تو کیا تم اس میں شریک ہونے کو آمادہ ہو؟" گرین وڈ نے پوچھا۔

سرمایہ دار کہنے لگا "میرے لئے اس سے بڑھ کر خوشی نہ ہو سکتی تھی۔ لیکن افسوس کہ میرا اس تجویز میں حصہ لینا غیر ممکن ہے"

"غیر ممکن!" گرین وڈ نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا "جس صورت میں تم میری تجویز کو تعریف کی نظر سے دیکھتے ہو۔ تو پھر اس میں تمہارے شریک ہونے میں کیا رکاوٹ باقی ہے؟"

سرمایہ دار بولا "رکاوٹ صرف روپیہ کی ہے۔ معلوم نہیں، روپیہ کہاں جاتا ہے اس کا ذکر ہر روز سننے میں آتا ہے۔ انسان اسے ہر روز کماتا بھی ہے۔ لیکن پھر معلوم نہیں یہ غائب کہاں ہو جاتا ہے

روپیہ کچھ ایسی چیز ہے کہ ہوا کی طرح یہ بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔" پھر اس نے اپنی آواز کو پراسرار طریق پر دبا کر کہا "مجھ سے پوچھو۔ تو نقد روپیہ سارے شہر میں اس وقت کسی کے پاس موجود نہیں۔"

"کیسی مضحکہ خیز باتیں کرتے ہو!" گرین وڈ نے کہا "تمہارے جیسے شخص کیلئے یہ شکایت کرنا فضول ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے بعد جب میں نے تمہیں مدد دی تھی۔ ہر شخص جانتا ہے۔ تم نے بہت سا روپیہ کمایا ہے۔"

"ہاں ہاں" سرمایہ دار نے کہا "مجھے وہ واقعہ یاد ہے! اور میں اسے فراموش نہیں کر سکتا۔ خود تم سے بھی میں کئی بار کہہ چکا ہوں۔ کہ میں تا زیست اس احسان کو نہ بھولوں گا۔"

"اگر یہ بات ہے تو پھر دو تین ہزار پونڈ مجھے اس کام میں لگانے کیلئے اپنے حصہ کی رقم کے طور پر دے دو۔"

سرمایہ دار نے اپنی جیبوں کے بٹن بند کر لئے اور کہنے لگا "یار گرین وڈ یہ ممکن ہے۔ دراصل میرے معاملات اس حالت میں ہیں۔ کہ میں ایک پیسہ بھی سٹہ بازی کی قسم کے سودے میں لگانے کو تیار نہیں ہوں۔"

"اچھا اور کچھ نہیں تو یہ رقم مجھے بطور قرض دیدو۔ بتاؤ پھر تمہارے روپیہ کو کیا خطرہ ہے؟"

"قرض!... آہ!... اوہ!... نہیں... گرین وڈ کیسی باتیں کر رہے ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ ہم لوگ جو اس حصہ شہر میں آباد ہیں۔ قرض دیتا نہیں بلکہ لیتا جانتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے سرمایہ دار نے اس طرح پر قہقہہ لگایا۔ گویا اس نے اپنے نزدیک کوئی بڑا پر لطف مذاقیہ فقرہ کہا ہو۔

گرین وڈ کو یہ ہنسی سخت ناگوار گذری۔ اور جس شخص کی مالی حالت ایسی زار ہو۔ اسے دوسرے کی ہنسی ناگوار ہونا قدرتی ہے۔ کہنے لگا "چلو اسے بھی جانے دو۔ مگر یہ بتاؤ۔ تم خود سٹہ بازی میں شریک نہ ہوتے ہوئے قرض بھی نہ دیکر میری عارضی ضرورتوں کو رفع کرنے کیلئے کچھ مالی امداد دے سکتے ہو؟ تم جانتے ہو۔ میری جائیداد میں تمکنت کو بہت دخل ہے۔ اور تم سے سوال کرتے ہوئے مجھے سخت رنج ہوتا ہے۔ لیکن میں حالات سے مجبور ہو کر کہتا ہوں۔ کہ اس وقت اگر تم نہیں تو صرف پچاس پونڈ مجھے دیدو۔ میں اسے تمہاری بہت بڑی امداد سمجھونگا۔"

سرمایہ دار بولا "گرین وڈ تمہارے جیسے دوست کے روبرو انکار کرنا سخت سنگدلی ہے۔ لیکن میں اپنے اصول سے مجبور ہوں۔ سچ جانو کہ میرا اپنا بھائی بھی جیل خانہ میں پڑا ہو تو میں اس کی مدد کیلئے ایک شلنگ تک دینے کو تیار نہیں ہوں۔"

گرین وڈ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ٹوپی سر پر رکھ کر چپ چاپ باہر نکل گیا۔ دل میں محسوس کرتا تھا کہ یہ میرے اعمال کی سزا ہے۔ کیونکہ اپنے زمانہ اقبال میں میں نے بھی بارہا لوگوں سے ایسی ہی سرد مہری کا سلوک کیا تھا۔ میں بظاہر اُن سے بڑی ہمدردی کا اظہار کرتا لیکن مالی امداد کے نام سے ہمیشہ انکار کر دیتا تھا۔ مگر ان سب خیالات کے باوجود اُس شخص کی طرف سے جسے وقت پڑنے پر مالی امداد دے کر وہ اپنا ممنون احسان بنا چکا تھا۔ یہ بے رخی دیکھ کر گرین وڈ کی طبیعت کو سخت صدمہ ہوا۔

اپنے اضطراب کو رفع کرنے کی غرض سے نصف گھنٹہ بازار میں پھرنے کے بعد وہ براڈ سٹریٹ کے ایک اور مشہور ساہوکار اور سٹہ باز کے دفتر میں پہنچا۔ یہ شخص گرین وڈ کے گہرے ملاقاتیوں میں سے تھا۔ اور اُس کے مکان واقعہ سپرنگ گارڈنز میں اکثر اس کا جانا آنا تھا۔ وہ سٹہ بازی کے بہت سے سودوں میں بھی اس کا شریک رہ چکا تھا۔ اور اس شرکت سے اس نے بہت سا روپیہ کمایا بھی تھا۔ اس کے علاوہ وہ ایک اولوالعزم شخص تھا۔ اور نفع کی امید پر روپیہ کی بڑی مقدار لگانے کو ہر وقت تیار رہتا تھا۔ گرین وڈ اُس کے کلرک کے دفتر میں داخل ہوا۔ اور پھر جب اُس نے شخص مذکور کے پرائیویٹ دفتر کی طرف جو ذرا فاصلہ پر تھا۔ نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا کہ وہ شیشہ کے پیچھے سے میری طرف کو جھانک رہا ہے۔ گرین وڈ کو دیکھ کر وہ پرے ہٹ گیا۔ مگر گرین وڈ نے اسے دیکھ لینے کے باوجود اس کی موجودگی سے لاعلمی ظاہر کر کے کلرک سے پوچھا "تمہارے آقا موجود ہیں؟"

کلرک جو اپنے قلم کو درست کر رہا تھا۔ لاپروائی سے کہنے لگا "میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔ گرین وڈ غصہ کے لہجہ میں بولا "تو پھر جاؤ دیکھ آؤ۔ یقیناً تم مجھ سے ناواقف نہیں ہو"

"جی ہاں میں آپ کو پہچانتا ہوں" کلرک نے اسی لاپروائی سے جواب دیا۔ اور اُس کے بعد بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے سٹول سے اٹھا۔ پھر میز پر لٹکتے ہوئے کاغذ کے ٹکڑے کو درست کیا۔ قلم کو نب کو اپنی پتلون سے پونچھا۔ اور بعد ازاں بڑی آہستگی کے ساتھ اپنے آقا کے پرائیویٹ دفتر کی طرف چلا۔ گرین وڈ نے یہ حالت دیکھی تو غصہ کے مارے اُس کے ہونٹ کانپنے لگے۔ پھر بھی ضبط سے کام لیکر کہنے لگا "آج سے دو سال پہلے یقیناً مجھ سے اس قسم کی بدسلوکی نہ کی جاتی۔۔"

اس عرصہ میں کلرک نے سرمایہ دار کے دفتر میں داخل ہو کر بڑی احتیاط سے دروازہ بند

کر لیا تھا۔ گرین وڈ کو دونوں کے آپس میں آہستگی باتیں کرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ باوجود اس کے تھوڑی دیر بعد کلرک نے واپس آکر اسی لاپروائی کے لہجہ میں کہا "مسٹر گرین وڈ وہ دفتر میں نہیں ہیں میرا خیال تھا کہ ہیں لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ یہ بھی معلوم نہیں وہ کب تک واپس آئیں گے۔ بہتر ہو کہ آپ پھر کسی وقت آجائیں۔ بشرطیکہ کوئی خاص کام ہو۔ کیونکہ وہ آجکل مصروف بہت ہیں"۔

اس صریح دروغ بیانی اور سفید جھوٹ کو دیکھ کر گرین وڈ کو ایسا معلوم ہوا۔ کہ اس کا دل ڈوبتا جا رہا ہے۔ کہنے لگا "خیر میں تمہیں یا تمہارے آقا کو زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتا۔ معلوم ہوتا ہے تم مجھے چھوٹے درجہ کا آدمی سمجھنے لگے ہو۔ اور اسی لئے مجھ سے یوں بدسلوکی کرتے ہو لیکن۔۔۔"

کلرک بڑے گستاخانہ لہجہ میں بولا "لو یہ کوئی چھپی ہوئی بات تھوڑی ہے۔ زمانہ جانتا ہے کہ تم ایک مفلس آدمی ہو۔ اور میرے آقا کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ تباہ حال دیوالیوں کو اپنے دفتر کے آس پاس بھٹکنا پسند نہیں کرتے"۔

گرین وڈ کا چہرہ ان طنز آمیز کلمات کو سنکر غصہ سے سرخ ہو گیا۔ ایک بار اس کے جی میں آئی۔ کہ اس گستاخ کلرک کو گردن سے پکڑ لوں۔ اور چھڑی سے مرمت کر کے اس کی گستاخی کا مزا چکھا دوں لیکن چونکہ فطرتاً محتاط اور دور اندیش آدمی تھا۔ اس لئے اس خیال سے رک گیا۔ کہ ایسا نہ ہو کوئی اور مصیبت کھڑی ہو جائے جس سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو گا۔ چنانچہ بڑی کوشش سے طبیعت پر قابو پا کر وہ دفتر سے باہر نکل آیا۔

اب اس پر مکمل طور سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ میری حقیقی حالت شہر کے ہر حصہ میں اچھی طرح معلوم ہو چکی ہے۔ اور میں جن امیدوں کو دل میں لے کر تین گھنٹے پہلے گھر سے نکلا تھا۔ وہ سب فضول ثابت ہو رہی ہیں۔ باوجود اس کے اس نے اپنی تباہ شدہ دولت کو پھر حاصل کرنے کے متعلق ہر ممکن کوشش سے کام لینے کا مصمم ارادہ کر رکھا تھا۔ تازہ بدسلوکیوں کی وجہ سے طبیعت بے حد افسردہ تھی۔ اور دل میں طرح طرح کے مایوسی بخش خیالات اٹھ رہے تھے۔ اس لئے وہ کچھ کھانے اور طبیعت کو سکون پذیر کرنے کی غرض سے ایک شراب خانہ میں داخل ہوا۔

ناظرین ذرا غور سے دیکھنا یہ وہی گرین وڈ ہے۔ جو کسی زمانہ میں فیشن ایبل دنیا کے آسمان کا ایک چمکدار ستارہ تھا جس نے پارلیمنٹ کی ممبری کے ووٹ اپنی دولت سے خریدے تھے۔ اور اپنی موجودگی سے پارلیمنٹ کی چار دیواری میں سنسنی پیدا کر دی تھی۔ یہی وہ شخص ہے جو کسی زمانہ میں انگلستان کے بڑے بڑے امراء کی ہنڈیوں کا روپیہ ادا کرتا تھا۔ اور فیشن ایبل طبقہ کے لوگ اس کی پیش

پرستی کو دیکھ کر عش عش کرتے تھے۔ زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ حلقہ راٹن برو کا سابق ممبر پارلیمنٹ آج ایک ادنےٰ شراب خانے کے بالا کمرہ میں بیٹھ کر پنیر کے ساتھ روٹی کا خشک ٹکڑا چبانے اور سستی پورٹ شراب پینے پر مجبور ہے!

گرین وڈ کے ابروؤں پر بل پڑے ہوئے تھے۔ اور اس کا ہونٹ کانپ رہا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کے دل میں طرح طرح کے رنجدہ خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک دو بار آنسوؤں کے قطرے بھی روٹی کے ان خشک ٹکڑوں پر گرے۔ جنہیں وہ اس وقت سامنے رکھے بیٹھا تھا۔

عالم تصویر میں اُسے وہ زمانہ پھر ایک بار دکھائی دیا۔ جب وہ روپیہ کو ہاتھ کی میل سمجھتا۔ اور شاندار گاڑیوں میں سوار ہو کر نکلتا تھا۔ جب دنیا بھر کے الوان نعمت اُس کی میز پر مہیا کئے جاتے تھے۔ وردی پوش نوکر اس کے اشاروں پر چلتے تھے۔ اور معدر مقام عالم کی پریرو عورتیں اُس کی صحبت میں رہا کرتی تھیں!

شراب خانہ کی چار دیواری میں بیٹھے ہوئے اُسے وہ زمانہ بھی یاد آیا جب اس کی الماریوں میں بے شمار بیش قیمت لباس اور سیکڑوں قسم کے سوٹ بھرے رہتے تھے حالانکہ آج وہ ایک دریدہ لباس پہننے پر مجبور ہے۔ جس وقت وہ سیسہ کی بنی ہوئی پیالی میں گدلی بیر پی رہا تھا۔ اُسے وہ منظر دکھائی دیا۔ جب اُس کے سامنے شامپین کے بلورین جام چھلکتے تھے۔ لٹیں خشک ہوئی اور پنیر کے ٹکڑوں پر لگی ہوئی تھیں۔ مگر تصور اُس زمانہ کا نقشہ پیش کر رہا تھا۔ جب وہ کچھوے کا شوربا اور اسی قسم کے نادر اشیاء استعمال کیا کرتا تھا۔ یہ سب باتیں اس کیلئے سخت رنجدہ تھیں۔ لیکن ان سے بھی بڑھ کر جو خیال اسے پریشان کر رہا تھا۔ وہ یہ تھا کہ باوجود اپنی شاہانہ نمود اور بیش بہا دعوتوں یا بے انداز خرچ کے جس کا میں عادی تھا۔ آج مصیبت کے وقت ایک شخص بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ جسے حقیقت میں دوست سمجھا جا سکے۔ زمانہ ماضی کی تمیز یاد کے زیر اثر اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے گرم قطرے نکلے لیکن گو اُس نے انہیں جلدی سے پونچھ ڈالا۔ اور اپنے جذبات پر قابو پانے کی بہت کوشش کی۔ تاہم رنجدہ خیالات کا ہجوم جو اُس کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہا تھا کم نہ ہوا۔

اُس سے چند میل کے فاصلہ پر ایک شاندار محل میں وہ شخص موجود تھا جس کی حالت اُس کی اپنی حالت سے بالکل متضاد تھی۔ تاریکی سے نکل کر اُس نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ تمام مہذب ملکوں میں اس کا نام ہو گیا۔ اپنی اٹل قوت اور باعزت خواہشات کی مدد سے

وہ فتحمند فوجوں کا سپہ سالار بنا۔ اور دنیا کے نامور شہزادوں میں شمار ہوا۔

گرین وڈ نے جب اس وقت بے ارادہ رچرڈ مارکھم کے عروج اور اپنی تباہ حالی اور مفلسی کا مقابلہ کیا۔ تو اُس کا اثر اس قدر اذیت دہ ثابت ہوا۔ کہ وہ زیادہ دیر تک ضبط سے کام نہ لے سکا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ یہ اثرات اُسے دیوانگی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ شراب خانہ کے اُس تاریک کمرہ میں وہ اس وقت تنہا تھا۔ اور تنہائی میں اُن جذبات پر جو سینہ میں اٹھ رہے تھے۔ غالب نہ آسکتا تھا۔ ناچار سخت اضطراب کی حالت میں وہ شراب خانہ سے نکل کر کھلے بازار میں پہنچا۔ وہاں کی تازہ ہوا ایک حد تک اُس کی پریشانی کو رفع کرنے کا موجب ثابت ہوئی۔ اور دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ اب مجھے زمانہ قدیم کے باقی دوستوں کے آگے دست سوال پھیلا کر مزید توہین آمیز سلوک برداشت کرنے کے خطرہ میں پڑنا چاہیئے یا نہیں۔ چند منٹ پیشتر اُس کے اندر یہ خواہش پیدا ہوئی تھی۔ کہ اس بے سود کوشش سے دست بردار ہو جاؤں۔ لیکن تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد دل نے کہا۔ انسان کو بہرحال مایوس نہ ہونا چاہیئے اس کے علاوہ ایک زبردست خیال اس کے دل میں یہ تحریک پیدا کر رہا تھا۔ کہ جہاں تک دنیاوی مال و دولت کا تعلق ہے۔ میرے لئے ایک بار پھر کوشش کر کے کامیابی حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ بظاہر حالات یہ خیال سراسر دیوانگی پر مبنی معلوم ہوتا تھا۔ تاہم امید یہ کہہ کر سہارا دے رہی تھی کہ اگر موقعہ مل گیا۔ اور قسمت نے یاوری کی تو چند ہفتوں کے عرصہ میں ہی وہی سابقہ عروج حاصل کر لینا بعید از قیاس نہیں۔ لیکن افسوس صرف اس بات کا تھا کہ جس سکیم کو وہ عظیم دولت فراہم کرنیکا ذریعہ سمجھتا تھا جس کی بدولت اُسے لاکھوں روپیہ کمانے کی امید تھی۔ کوئی اُس کی تفصیلات پر کان ہی نہ دیتا تھا۔

مورگیٹ سٹریٹ کی طرف جلد جلد قدم اٹھاتے ہوئے وہ اپنے دل سے کہنے لگا۔ "چاہے کچھ ہو پھر اپنی سابقہ دولت حاصل کرنے اور بگڑی حالت کو درست بنانے کی کوشش ضرور کرنی چاہیئے۔ اگر قسمت نے تھوڑی سی یاوری کی۔ تو میں صرف ایک دن رات کے عرصہ میں مفلس قلاش سے مالدار بن سکتا ہوں۔" اس خیال نے اُس کے لبوں پر پھیکی سی مسکراہٹ پیدا کر دی۔ اور اب چونکہ وہ مورگیٹ سٹریٹ کے ایک مالدار دلال کے دفتر کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا اس لئے اُس نے اپنی رفتار ہلکی کر دی۔ اور چہرہ پر بھی آثار سکون پیدا کر لئے۔

وہ اس دلال کے دفتر میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ وہ اپنے کلرک کی میز کے پاس کھڑا ایک اور

تاجر کے ساتھ گفتگو میں محو ہے۔ حلقہ راٹن برو کے سابق ممبر پارلیمنٹ کو اپنی موجودہ خستہ حال صورت میں دیکھ کر یہ دونوں بہت دیر تک اُس کی طرف حقارت آمیز گستاخانہ نظر سے دیکھتے رہے۔ گرین وڈ نے اپنے چہرہ پر خوشگوار مسکراہٹ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے... گو خدا جانتا ہے کہ اس کا اُس کے اطمینان قلب سے کوئی تعلق نہ تھا۔ کہا "معلوم ہوتا ہے آپ لوگ مجھے بالکل ہی بھول گئے۔ کیا میری صورت ایسی ہی بدل چکی ہے؟"

دلال نے اپنے تاجر دوست کی طرف منہ پھیر کر کہا "ہاں گرین وڈ تم اب یقیناً وہ نہیں رہے۔ جو کبھی ہوا کرتے تھے" یہ فقرہ اُس نے اس انداز سے کہا جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ گرین وڈ کا اپنے یہاں آنا بھی گستاخی میں داخل سمجھتا ہے۔

تاجر جو دلال کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ وہ بھی گرین وڈ کی طرف دیکھ کر بولا "بلاشبہ گرین وڈ تمہاری حالت اب بہت بدل چکی ہے۔ اور سچ پوچھو تو میں اب تمہیں گرین وڈ نہیں بلکہ گرین وڈ کا سایہ سمجھتا ہوں"

"ہا! ہا! ہا!" دلال نے یہ فقرہ سُنکر بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔

گرین وڈ اس بدسلوکی سے سخت آزردہ ہو کر کہنے لگا "صاحبان آپ بے جا مذاق کر رہے ہیں۔ یقیناً شہر کے بازاروں سے میرا کچھ عرصہ دور رہنا اس امر کا موجب نہیں ہو سکتا..."

دلال قطع کلام کر کے کہنے لگا "گرین وڈ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ شہر کی منڈیوں کا کاروبار تمہاری موجودگی کے بغیر ہی بہت اچھی طرح چل رہا ہے تمہاری عدم حاضری میں کسی بنک نے روپیہ کی ادائیگی موقوف نہیں کی۔ ہنڈیاں بھنانے میں کسی طرح کی دقت پیش نہیں آئی۔ اور روپیہ بھی شہر میں وافر موجود ہے..."

گرین وڈ اس شخص کی حیثیت میں جو روپیہ کا طلبگار ہو کر ہر قسم کی بدسلوکی برداشت کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ کہنے لگا "باوجود اس کے ایک مشہور سرمایہ دار نے جو میرا گہرا دوست ہے لارچن لین میں رہتا ہے۔ تھوڑی دیر گذری مجھ سے کہا تھا۔ کہ شہر میں روپے کی بہتات ہے"

"ہا! ہا! ہا!" دلال نے پھر بڑے زور کا قہقہہ لگایا۔

"ہی! ہی! ہی!" تاجر نے بھی اس کی ہنسی میں حصہ لیتے ہوئے آواز نکالی۔

دلال کہنے لگا "گرین وڈ بات یہ ہے کہ تمہارا وہی گہرا دوست کوئی پاؤ گھنٹہ گذرا میرے پاس آیا تھا۔ کہنے لگا۔ گرین وڈ نے میرے سامنے ایک سکیم بیان کی تھی جس کی رو سے وہ لاکھوں

روپیہ پیدا کرنے کا دعوے رکھتا ہے لیکن انجام کار وہ پچاس پونڈ مانگنے کی نوبت تک پہنچ گیا۔"

"ہی! ہی! ہی!" تاجر نے پھر ہنسنا شروع کیا۔

"ہا! ہا! ہا!" دلال نے بھی قہقہہ لگایا۔ اور اپنے تاجر دوست کو بازو سے پکڑ کر اپنے پرائیویٹ کمرہ کو ہو لیا۔ جہاں دونوں کے ہنسنے اور قہقہہ لگانے کی آوازیں دیر تک گرین وڈ کے کانوں میں پہنچتی رہیں۔

کلرک کی میز کے پاس کھڑا ہوا گرین وڈ عرق ندامت میں غرق ہوا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کانوں نے سننے اور آنکھوں نے دیکھنے کا فعل ترک کر دیا ہے۔ ایک دو منٹ کے بعد اُس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کلرک بھی ایک طرف کو منہ کئے ہنس رہا ہے۔ اس انتہائی بدسلوکی سے سخت آزردہ ہو کر وہ بحال پریشان تیزی سے قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل آیا۔

لیکن معلوم ہوتا تھا۔ قسمت کی بے مہری یہیں پر ختم نہیں ہو گئی۔ کیونکہ جس وقت وہ گستاخ دلال کے دفتر سے بے تحاشا نکل کر بازار میں پہنچا۔ تو راستہ میں دو شخصوں کے ساتھ ٹکر ہوئی۔ جو ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے بنک کی طرف جا رہے تھے۔

"اُف... اوہ... حضرت آنکھیں کھول کر چلئے۔" ان میں سے ایک نے اپنے بازو کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"کون! گرین وڈ!" دوسرا حیرت سے پیچھے کو ہٹ کر کہنے لگا۔

گرین وڈ نے ان آوازوں کو سنکر جنہیں وہ اچھی طرح پہچانتا تھا۔ اُن شخصوں کی طرف غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ مسٹر چچسٹر اور اس کا ہم پیالہ دوست اور بیرونٹ اس کو گستاخانہ نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ آخر سر روپرٹ بولا۔ "آہ یار گرین وڈ تم سے مل کر بہت خوشی ہوئی۔ سنا و حلقہ راٹن برو کے انتخاب کنندوں کا کیا حال ہے!... لیکن کیا بات ہے اب تم اتنے فیشن ایبل نظر نہیں آتے جتنے اُس زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔ جب تم نے مہربانی سے میری بیوی کے ساتھ یارانہ گانٹھا تھا..."

"گرین وڈ اور اونی دستانے!" چچسٹر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بہت ہی انمل سی بات معلوم ہوتی ہے۔"

"اور عدا کوٹ بھی تو پرانا ہے گو اسے بڑی صفائی کے ساتھ برش کیا گیا ہے۔" بیرونٹ نے زور کا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "اور بوٹوں کو تو دیکھنا..."

گرین وڈ اس سے زیادہ نہ سن سکا۔ اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ سے چھڑا کر وہ منہ چھپانے کے لئے اندھا دھند کولمین سٹریٹ کی ایک گلی میں گھس گیا۔

پانچواں باب — مصیبتوں کے بادل

گرین وڈ کے ساتھ شہر کے مالدار تاجروں نے جو کبھی اس کے مکان پر حاضر ہونا باعث عزت سمجھتے تھے۔ آج ایسی بدسلوکیاں کیں۔ جو بدرجہ انتہا جگر دوز تھیں۔ لیکن اس نے انہیں برداشت کیا۔ کیونکہ ایک مرد دنیادار کی حیثیت میں وہ اس بات سے اچھی طرح واقف تھا۔ کہ کاروبار کے غلام زر کے متلاشی لوگوں کی نظروں میں مفلسی بہت بڑا جرم ہے۔ لیکن وہ ایسے قابل نفرت شخص کی اس پر ٹھٹھا اڑانا جن کا بجائے خود سوسائٹی میں کچھ وجود نہ تھا۔ اُن شخصوں کا اُس کی تضحیک کرنا جنہیں وہ ہمیشہ نہایت نفرت کیساتھ بھیتا رہا کیونکہ اُنکی چالبازیاں صریحاً فیشن ایبل چکوں کے لفافوں کی صورت اختیار کر چکی تھیں ایسے دو شخصوں محض اسلئے کہ وہ اتفاق سے اسوقت عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے اس پر ہنسی اڑانا اور قہقہہ لگانا یہ ایسا گستاخانہ سلوک تھا۔ جسے گرین وڈ کسی حالت میں برداشت کرنے کو تیار نہ تھا۔ اُن کی ہنسی جگر دوز استہزا جان گسل اور ان کے طنزیہ کلمات روح فرسا تھے۔ بدنصیب شخص کو سب سے زیادہ اُن کی گفتگو سے صدمہ ہوا ان کے فقرے اُس کے دل میں تیر و نشتر کی طرح چبھے۔ اُن کی حقارت آمیز باتیں اُس کے زخم جگر پر نمک پاشی کا موجب ثابت ہوئیں۔ ہرچند کہ فطرتاً بڑا مستقل مزاج آدمی تھا۔ اور دام فریب پھیلانے اور نئی سے نئی سازش گانٹھنے میں کمال رکھتا تھا۔ مگر ان دو شخصوں کی بدسلوکی کے بعد وہ اتنا پریشان ہو گیا۔ کہ اب کی رہی سہی جھلک بھی اس کے سینے سے مٹ گئی۔ اب وہ ہرگز اس بات کے لئے آمادہ نہ تھا۔ کہ کسی اور سرمایہ دار کے دفتر کی طرف رُخ کر کے مزید بدسلوکی برداشت کرتا شہر کے کاروباری حصہ سے وہ اس طرح تیزی سے چلتا ہوا رخصت ہوا۔ گویا اُس سے اُس کے دل کو سخت نفرت پیدا ہو گئی ہو چند گھنٹے پیشتر جب وہ ان بازاروں میں داخل ہوا۔ تو طبیعت میں عزم و استقلال کا ہجوم تھا۔ مگر اب ان کی بجائے یاس اور افسردگی کے بادل چھائے ہوئے تھے۔ بلیک فرئرز کا پل عبور کر کے وہ ہائیڈ سٹریٹ میں داخل ہوا۔ اور وہاں سے گذر کر جان سٹریٹ کے ایک نہایت ادنیٰ درجہ کے مکان کے دروازہ پر ڈرتے ڈرتے دستک دی۔ ایک موٹی تازی گنوار سی عورت نے جس کا چہرہ سُرخ اور پھولا ہوا اور بال الجھے ہوئے تھے۔ بالائی منزل کی کھڑکی کھول کر اپنا سر باہر نکالا۔ اور

گستاخانہ لہجہ میں کہنے لگی "کیوں . . . کیا ہے؟"

اس انتہائی ملامت سے کام لیکر جو اپنے زمانہ عروج میں گرین وڈ کی سازشوں میں کئی بار معاون ثابت ہو چکی تھی۔ اس نے کہا "مسز براؤن مہربانی سے دروازہ کھول دیجئے . . ."

"پہلے یہ بتاؤ تم روپیہ لے آئے ہو؟" اس عورت نے پوچھا۔

بدنصیب شخص نے مصیبت کے یہ تازہ آثار دیکھ کر کہا "مسز براؤن دیکھئے بازار میں کھڑے ہو کر اس قسم کے سوالات کا جواب دینا موزوں نہ ہوگا۔ ذرا تکلیف کر کے پہلے دروازہ کھول دیجئے . . ."

مگر مکان نے اس غرض سے کہ ہمسائے بھی میری آواز کو اچھی طرح سن لیں چلا کر کہا۔ "دیکھو یہ حیلہ سازیاں مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتیں۔ صاف لفظوں میں بتا دو۔ تم میرے کرایہ کے ایک پونڈ سترہ شلنگ پنس لے آئے ہو یا نہیں ہو لے آئے ہو۔ تو میں دروازہ کھول دیتی ہوں نہیں لائے تو میں اپنا مکان کسی اور کو کرایہ پر دے دونگی۔ تمہارے جہاں سینگ سمائے ہوں چلے جاؤ۔"

"لیکن مسز براؤن . . ."

عورت نے جس کا آدھا دھڑ کھڑکی سے باہر جھکا ہوا تھا۔ اور جو اپنے ہاتھ کو بڑے زور سے ہلا کر اشارے کر رہی تھی چلا کر کہا "دیکھو میرے ساتھ بحث نہ کرو۔ میں سیدھی اور صاف بات کرنے والی عورت ہوں . . ."

اتنے میں ایک اور عورت پاس کے مکان سے نکل کر بچہ کو گود میں لئے اس جگہ پہنچی جہاں گرین وڈ کھڑا تھا۔ اور اوپر کی طرف نظر اٹھا کر پوچھنے لگی "مسز براؤن کیا بات ہے؟ . . ."

گرین وڈ کی مالکہ مکان اپنے غصہ کے اظہار کے لئے کسی ایسے ہی سوال کی منتظر تھی۔ جھلا کر کہنے لگی "خاک بات ہے۔ ذرا اس موئے کی صورت دیکھو۔ کتنا بھلا مانس نظر آتا ہے۔ مگر باطن میں کوئی پکا ٹھگ ہے۔ میرے پاس آیا۔ اور مکان کے پچھلے حصہ میں دو کمرے ساڑھے سات شلنگ ہفتہ کرایہ پر لئے۔ مسز سگڈن میں اس بدمعاش کو پہلے ہی اچھی طرح پہچانتی تھی۔ اور اب . . ."

"بڑے شرم کی بات ہے . . ." مسز سگڈن نے سارا معاملہ سننے کے بغیر ہی بدنصیب گرین وڈ پر قہر آلود نظر ڈال کر کہا۔

مسز براؤن کے منہ سے مارے غصہ کے جھاگ نکل رہے تھے۔ کہنے لگی "ہاں شرم کی بات ہی تو ہے۔ یہ شخص ہر دس پندرہ دن کے بعد میرے شوہر کے ہاتھ اپنے صاف ستھرے کپڑے گروی رکھنے کو بھیجتا رہا ہے۔ مگر کرایہ کا سوال آیا تو۔۔۔"

"بڑے ہی شرم کی بات ہے!" مسز سگڈن نے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا۔ گویا وہ اس بات پر متعجب تھی۔ کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنی تن آسانی ہی کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اور دوسروں کی ضروریات کی بالکل پروا نہیں کرتے۔ اور شاید سوچتی تھی۔ کہ ان پر آسمان ٹوٹ پڑے تو اچھا ہو۔

مسز براؤن پھر چلا کر کہنے لگی "اب اس شخص کے ذمہ ایک پونڈ تیرہ شلنگ چھ پنس کی رقم ہے۔ کون روزمرہ اس سے تقاضے کرے۔ اور انکار سنے۔ ذرا ضبط تو دیکھو کیسی ٹھگوں کی سی بنا رکھی ہے۔۔۔"

گرین وڈ اس سے زیادہ نہ سن سکا۔ اس نے سمجھ لیا۔ کہ اب اس مکان میں داخل ہونے کی کوشش بے سود ہے۔ چپکے سے ایک طرف کو چل دیا۔ گو اُسے مسز براؤن کی گالیاں مسز سگڈن کے طعنے اور چھ سات اور ہمسائیوں کے نفرت آمیز کلمات بہت دور تک سنائی دیتے رہے۔

آخر سہ پہر کے چار بجے کا وقت تھا کہ گرین وڈ پھر ایک بار بلیک فرائرز کے پل سے گذرا اُسے معلوم نہ تھا کہ میں کس طرف کو جا رہا ہوں۔ یا میری منزل مقصود کیا ہے۔ اس وقت وہ حقیقی معنوں میں ایک خانماں برباد شخص تھا۔ اُس کی چند قمیصیں یا کچھ اور متفرق چیزیں اُس مکان ہی میں رہ گئیں۔ جس کا دروازہ اُس پر ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا تھا۔ اس وقت دنیا میں اُس کا واحد اثاثہ تن کے کپڑے یا چند پنس تھے۔ پل کے اوپر سے جادہ قدم اٹھاتا۔ اس بات سے غافل کہ میری وحشت آمیز نگاہوں اور عجیب و غریب چال کو دیکھ کر راہ رو میری طرف کس تعجب آمیز نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ گرین وڈ اپنے دل سے کہنے لگا "کیا حالت سچ مچ اس انتہا کو پہنچ گئی ہے؟۔۔۔ کیا یہی میری زندگی کی منزل مقصود تھی؟۔۔۔ بے گھر۔۔۔ بے زر۔۔۔ اس عظیم الشان شہر میں جہاں میں کبھی اپنی گاڑی سے فرش پر پاؤں رکھنا کسر شان سمجھتا تھا۔ اب ایک گداگر کی صورت میں آوارہ پھر رہا ہوں!۔۔۔ لیکن نہیں۔ گرین وڈ یہ نالہ بے سود ہے۔ حقیقت میں تو اسی انجام کا مستحق تھا!"

وہ بدستور تیزی سے قدم اٹھاتا چلتا گیا۔ وحشت آمیز خیالات اُس کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہے تھے۔ یکایک اُسے خیال آیا۔ کہ میں کھلے بازار میں دن کے وقت بے خبری کی حالت میں زور زور سے اپنے ہاتھوں سے اشارے کر رہا ہوں۔ جس سے ہر شخص مجھے دیوانہ سمجھکر میری طرف گھور رہا ہے۔ اس خیال سے اُس کے دل میں شرم اور ذلت کا احساس پیدا ہوا۔ برج سٹریٹ سے تیزی سے گذر کر وہ ان گلیوں میں سے ایک کی طرف ہو لیا۔ جو وہائیٹ فرائرز کی طرف جاتی ہیں۔ . . یکایک ہٹو۔ بچو کی آوازیں اُس کے کانوں میں پہنچیں۔ اور اس کے ثانیہ بھر بعد وہ ایک تیز چلنے والی بند گاڑی کی جھپٹ میں آکر فرش زمین پر گر پڑا!

گاڑی کا پہیہ اس کی دائیں ٹانگ کے اوپر سے گذر گیا۔ اور اُس کے منہ سے ایک دردناک چیخ نکلی۔ گاڑی کو فوراً روک لیا گیا۔ وردی پوش نوکر نے ایک پولیس مین کی مدد سے گرین وڈ کو فرش زمین سے اٹھایا۔ اُٹھاتے وقت پھر اُس کے منہ سے چیخ نکلی۔ غور سے دیکھا گیا۔ تو معلوم ہوا اُس کی دائیں ٹانگ میں سخت ضرب آئی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر پولیس کا سپاہی کہنے لگا "اسے کسی ہسپتال میں پہنچانا چاہیئے"۔

گاڑی میں دو آدمی سوار تھے۔ ان میں سے ایک نے باہر کی طرف جھک کر لاپروائی سے کہا "اس شخص کو کیا ہوا!"

دوسرے نے بھی اپنا سر باہر نکالا۔ اور لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "کیوں پولیس مین کیا معاملہ ہے؟"

گرین وڈ نے یہ دونوں آوازیں پہچانیں۔ اور اُس نے اپنا چہرہ التجائی انداز سے ان شخصوں کی طرف پھرا۔ سر چیری بونس جو گاڑی کے دو سواروں میں سے ایک تھا۔ اپنے معمولی لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "خدا کی قسم سمائیلیکس یہ تو گرین وڈ ہے!"

آنریبل میجر ڈیپر جو اُس کا ساتھی تھا بولا "ہاں چیری وہی ہے دیکھو پولیس مین اس شخص کی ہسپتال میں اچھی طرح خبر گیری ہو گی"

"ہاں ہاں اسے ہسپتال میں لے جاؤ" سری چیری نے تائیدی لہجہ میں کہا۔

میجر بولا "چیری تم نرے گاؤدی ہے۔ اب ذرا چپ رہو۔ دیکھو پولیس مین اگر اس بدنصیب شخص کو کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا تو اس کی مجھے زبانی یا تحریری اطلاع دینا یہ میرے پتہ کا کارڈ ہے۔ اور یہ ایک گنی میں تمہیں اپنے لئے دیتا ہوں"

سپاہی نے شکریہ ادا کیا اور کہنے لگا "مہربانی سے اس کی اجازت دیجئے کہ اس شخص کو

"آپ کی گاڑی میں بٹھا کر سینٹ بارتھولومیو کے ہسپتال میں پہنچا دیا جائے۔"

"نہیں یہ غیر ممکن ہے" سر چیری نے کہا۔

"بے شک ناممکن ہے" میجر ڈیپر کہنے لگا۔ "ہم چند دوستوں کے ہاں جن کے پاس لیڈی بونس میرے دوست کی بیوی ٹھہری ہوئی ہے۔ کھانا کھانے جا رہے ہیں۔ اور ہمیں پہلے ہی بہت دیر ہو گئی ہے اس لئے تم اسے اٹھوانے کا کوئی اور بندوبست کر لینا۔ جان تم ادھر آؤ۔"

"بہت اچھا حضور" نوکر نے جواب دیا اور وہ گاڑی کے پیچھے سوار ہو گیا۔ ایک ثانیہ کے عرصہ میں گاڑی بجلی کی تیزی رفتار کے ساتھ آگے کو چل دی۔

اس اثنا میں بہت سے لوگ زخم خوردہ گرین وڈ کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ مگر اس ہجوم میں دو شخص ایسے تھے جنہیں اس دردناک نظارہ سے خاص دلچسپی تھی۔ ایک فلپو تھا جو اس وقت اسی راستہ سے گذر رہا تھا۔ لیکن وہ عمداً ہجوم کے پیچھے رہا تاکہ گرین وڈ اسے دیکھ نہ لے۔ دوسرا کبڑا گیسٹ تھا۔ وہ بھی اتفاقیہ طور پر اس راستہ سے جا رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ گاڑی کے سواروں نے اس حادثہ کو جو انہی کی لاپروائی سے ظہور میں آیا تھا معمولی کہہ کر نظرانداز کر دیا ہے تو اسے زخم خوردہ شخص سے خاص طور پر ہمدردی پیدا ہو گئی۔ اتنے میں پولیس کے سپاہی نے ایک سٹریچر مہیا کیا۔ اور دو تین آدمیوں کی مدد سے گرین وڈ کو اس پر ڈال کر سینٹ بارتھولومیو کے ہسپتال کی طرف لے گیا۔ فلپو نے جب اپنے سابق آقا کو ہسپتال کی طرف لیجاتے دیکھا تو وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ایک طرف کو چلا گیا لیکن گیسٹ جس نے اس وقت سیاہ ماتمی لباس پہنا ہوا تھا ہجوم کے ساتھ ساتھ اسی طرف کو چلا دیا۔ جدھر گرین وڈ کو لے جا رہے تھے۔

راستہ میں شدت درد کے باعث گرین وڈ بیہوش ہو گیا اور پھر جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا۔ کہ میں ایک آہنی چارپائی کے سخت اور کھردرے بستر پر لیٹا ہوا ہوں اور ڈاکٹر میری ٹانگ کو درست کر رہا ہے۔ یہ ایک لمبا سا کمرہ تھا جس میں بہت سے مریضوں کی چارپائیاں تھیں اور ٹانگ کی ہڈی کو درست کرتا ہوا ڈاکٹر پاس کھڑے ہوئے پولیس کے سپاہی سے پوچھ رہا تھا

"یہ حادثہ کیونکر ظہور میں آیا؟"

وہ کہنے لگا "دو شریف آدمی گاڑی پر سوار بیچ سٹریٹ کی طرف سے آ رہے تھے۔ راستہ میں یہ شخص ان کی گاڑی کی جھپٹ میں آ گیا۔ دونوں میں سے ایک غالباً سر کا خطاب رکھتا ہے اور دوسرا جس کا کارڈ میرے پاس ہے۔ آنریبل اور میجر ہے۔ اگر یہ لوگ اونچے طبقہ کے نہ ہوتے تو

ہیں یقیناً انہیں اس لاپروائی سے ایک غریب آدمی کو زخمی کر کے چلے جانے کا موقعہ دیتا۔"

ڈاکٹر بے صبری سے کہنے لگا "خیر یہ تمہارا فرض ہے۔ اور اسے تم ہی بہتر سمجھتے ہو۔ بہرحال ٹانگ کو بہت زیادہ صدمہ نہیں پہنچا۔ صرف ہڈی اتر گئی تھی۔ جسے میں نے ٹھیک کر دیا ہے۔ اور اب کسی طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا مسز جبکنز۔۔۔"

"ہاں ڈاکٹر صاحب" ایک نرس نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر جس کے پیچھے دو ڈریسر کھڑے تھے۔ جن کے منہ سے شراب اور تمباکو کی سخت بو آ رہی تھی۔ نرس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "مسز جبکنز مریض کو بالکل امن و سکون کی حالت میں رکھنا۔ کل صبح میں اس شخص کی ٹانگ کو سب سے پہلے دیکھوں گا جس شخص کی ہڈی اتر گئی تھی۔ اور جسے تھوڑی دیر گذری یہاں لایا گیا تھا۔ اس کے بعد دیکھوں گا۔ کیوں مسز جبکنز اس آنکھ والے مریض کا آج کیا حال ہے؟"

نرس کہنے لگی "وہ تین گھنٹے سے کچھ کھانے کو مانگ رہا ہے۔"

"اور پسلیوں والے مریض کی کیا کیفیت ہے۔ جسے آج صبح لایا گیا تھا؟"

کہنے لگی "جب سے آپ دوپہر کے وقت اسے دیکھ کر آئے ہیں۔ وہ ہر شخص کو گالیاں دے رہا ہے۔ سن سن کر طبیعت بیزار ہوتی ہے۔"

ڈاکٹر کہنے لگا "مسز جبکنز گالیاں دینا بری عادت ہے۔ کیونکہ اس سے کسی معاملہ کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ گو یقیناً وہ شخص فطرتاً برا نہ ہوگا۔"

نرس بولی "شاید ایسا ہو۔ لیکن اس ناک کے مریض کے لئے کیا حکم ہے؟"

"اسے حسب معمول یہ کہنا کہ اپنے پاؤں گرم پانی میں رکھے۔"

اس کے بعد ڈاکٹر نے گرین وڈ کی نبض دیکھی۔ اور مسز جبکنز کو کچھ ہدایات دیکر دوسرے وارڈ میں ایک اور مریض کو دیکھنے چلا گیا۔ جس کے بازو میں چوٹ آئی۔ اور دماغ کو صدمہ پہنچا تھا کہ اس نے گبٹ کو گرین وڈ کے سرہانے کھڑے دیکھا اور پوچھنے لگا "کیوں تم کیا چاہتے ہو؟"

گبٹ یہ سوال سنکر کچھ گھبرا سا گیا۔ کہنے لگا "جناب میں اس لئے آیا تھا۔۔۔ میں حیران ہوں کہ خود۔۔۔ اپنے یہاں آنے کی وجہ بیان نہیں کر سکتا۔ خیال صرف یہ تھا۔ کہ شاید۔۔۔ اس زخم خوردہ شخص کو اپنے کسی دوست کے ہاں کوئی پیغام بھجوانا ہو۔۔۔"

گرین وڈ نے مری ہوئی آواز میں کہا "بے شک میں ایک پیغام بھیجنا چاہتا ہوں۔"

ڈاکٹر کہنے لگا "اچھی بات ہے تم اس معاملہ کو آپس میں طے کر لو" پھر اس نے گبٹ سے مخاطب ہو کر کہا "مریض کو زیادہ عرصہ باتیں نہ کرنے دینا"

گبٹ نے کہا "نہیں جناب۔ میں بالکل مختصر گفتگو کروں گا"

اب ڈاکٹر فرمس اور ڈریسر سب کے سب وہاں سے چلے گئے۔ پولیس کا سپاہی اس سے پہلے ہی رخصت ہو گیا تھا۔ اس لئے گرین وڈ بلا تامل اس نیک دل گبڑے لڑکے کے ساتھ جس نے اس کے معاملہ سے اس قدر دلچسپی ظاہر کی تھی۔ گفتگو کیلئے آمادہ ہو گیا۔

دیکھنا اس شخص کا بیٹا جو کسی زمانہ میں سرکاری جلاد تھا فیشن ایبل دنیا کے بار بار دعوت لیکن بحالت موجودہ تباہ حال جارج مانٹیگو گرین وڈ کے بستر پر جھکا ہوا اس کی باتیں سننے اور اسے مدد دینے کے لئے تیار کھڑا ہے!

گرین وڈ بڑی مدھم آواز سے بولا "میری ذہنی اور جسمانی حالت اتنی کمزور ہے کہ میں بصورت الفاظ بیان نہیں کر سکتا۔ میں کس درجہ تمہارا ممنون احسان ہوں۔۔۔"

گبٹ نے قطع کلام کر کے کہا "آپ اس کا ذکر جانے دیجئے۔ اور مختصر سے مختصر لفظوں میں یہ فرمائیے کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟"

گرین وڈ کہنے لگا "لوئر ہالووے کے قریب ایک مکان ہے جسے بارکھم پلیس کہتے ہیں۔۔۔"

"بارکھم پلیس!" گبٹ نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں کیا تم اس جگہ کو جانتے ہو؟"

"جی ہاں اور میرا اپنا ارادہ بھی آج رات وہیں جانے کا تھا۔ کیونکہ پرنس آف مونٹونی میرے محسن ہیں"

"خیر یہ بھی اچھا ہوا" گرین وڈ نے اطمینان کے لہجہ میں کہا "شاید تم یہ بھی جانتے ہو گے کہ اس مکان میں ایک نوجوان عورت مس منرو رہتی ہے"

"جی ہاں وہ اپنے والد کے ہمراہ اس مکان میں سکونت رکھتی ہے"

گرین وڈ کہنے لگا "میرا پیغام اس کے نام ہے اسے تنہائی میں ملکر یہ پیغام پہنچا دینا اور دیکھو میں التجا کرتا ہوں۔ سوائے اس کے کسی اور شخص کو حتےٰ کہ پرنس کو بھی یہ بات معلوم نہ ہونے دینا۔ کہ میں زخمی ہو کر ہسپتال میں پڑا ہوں"

"آپ کے حکم کی ہر طرح تعمیل کی جائے گی۔ مگر فرمائیے وہ پیغام کیا ہے؟"

گرین وڈ نے پھیکی سی ہنسی ہنستے ہوئے جس کے اندر تلخی کی جھلک بھی پائی جاتی تھی۔ کہا "بہت ہی مختصر ہے۔ اس کے کان میں میری طرف سے کہہ دینا کہ ایک حادثے کی وجہ سے میں اس ہسپتال میں پڑا ہوں۔ اور کل کسی وقت تم سے ملنا چاہتا ہوں"۔ پھر ذرا رُک کر اُس نے کہا "میرے نیک دل دوست یہ اُس سے ضرور کہہ دینا کہ خطرہ کی کوئی بات نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ وہ بے چین ہو جائے"۔

گبٹ کہنے لگا "آپ کی ہدایات کی ہر پہلو سے تعمیل کی جائے گی"۔

گرین وڈ نے اُس کا شکریہ ادا کیا۔ اور گبٹ لڑکا ہسپتال سے رخصت ہوا۔

چھٹا باب گبٹ اپنے محسن کے قدموں میں

رات کے آٹھ نو بجے کا وقت تھا کہ گبٹ ایک کرایہ کی گاڑی سے مارکھم پیلس کے دروازہ پر اترا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے دروازہ کھٹکھٹایا۔ لیکن جس نوکر نے آکر دروازہ کھولا۔ وہ اس کے ساتھ بڑے اخلاق کے ساتھ پیش آیا۔ کیونکہ اس مکان کے دروازہ پر کوئی غریب سے غریب شخص۔۔۔ کوئی انتہا درجہ مفلس گدا اگر کبھی پہنچ جائے تو کمینوں میں سے کوئی اُس کی طرف گستاخی کی نظر سے نہ دیکھتا۔ یا کوئی سخت کلمہ زبان سے نہ نکالتا تھا۔ گبٹ نے پوچھا "کیا حضور گھر پر ہیں؟"

اس پر نوکر نے بدستور اخلاق کے ساتھ کہا "آپ اندر آجائیے وہ گھر پر ہی ہیں"۔

اُسے نشستگاہ میں بٹھا کر۔۔۔ اُسی نشستگاہ میں جہاں قریباً دو سال پیشتر اُس نے اور اُس کے باپ نے ہمارے ہیرو کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ نوکر پرنس کو اس کی اطلاع دینے گیا۔ اس کے ذرا دیر بعد پرنس خود اس کمرہ میں داخل ہوا۔

اُس کمرہ میں بیٹھا ہوا گبٹ لڑکا رچرڈ کی صفات حسنہ پر غور کر رہا تھا لیکن ہر چند کہ وہ اُس کی عادات نیک سے پہلے بھی پورے طور پر واقف تھا۔ تاہم اس وقت یہ دیکھ کر کہ وہ جو اب ایک عالی نسب شہزادہ ہے۔ ایک حقیر شخص سے ملنے کی اطلاع پاکر فوراً ہی ملاقات کے کمرہ میں آگیا۔ گبٹ کو سخت تعجب ہوا۔ اور جب رچرڈ نے جس کی نسبت کبر سے لڑکے کے دل میں انتہائی ادب اور توصیف کا احساس موجود تھا۔ اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ تو غریب لڑکے کے رخساروں پر شکریہ کے آنسو بہ نکلے۔

مارکھم نے اُسے کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔ اور گھنٹی بجا کر نوکر کو بلایا۔ اسے شراب اور کھانے کی

چیزیں لانے کا حکم دیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ کبڑے نے سیاہ ماتمی لباس پہنا ہوا ہے۔ اُس نے اس کی وجہ دریافت کی گو وہ اس کا مطلب خود بھی سمجھ چکا تھا۔

گبٹ کہنے لگا "حضور میرے والد کا انتقال ہو چکا ہے جب سے حضور نے اسے راہ راست پر ڈالا میرے ساتھ اس کا سلوک ایسا اچھا اور اس قدر مہربانی کا تھا کہ اُس کے مرنے کا مجھے سخت رنج ہے"

رچرڈ نے کہا "میرے نیک دل دوست صبر کرو۔ اور یہ سمجھو کہ تمہارا باپ ایک بہتر دنیا میں چلا گیا"

گبٹ اپنے آنسوؤں کو خشک کرتے کہنے لگا "حضور ابھی ایک ہفتہ گذرا وہ بھلا چنگا تھا حضور نے چونکہ ازراہِ عنایت اس کی اجازت دے رکھی تھی۔ کہ میں کبھی کبھی آپ کو خط لکھا کروں اس لیے آپ کو میرے خطوں سے معلوم ہوا ہوگا۔ کہ میرے باپ نے فرضی نام سے جو تجارت شروع کی تھی وہ بخوبی چل نکلی۔ اور ہماری زندگی بڑی خوشی اور امن کے ساتھ بسر ہو رہی تھی لیکن اس کی طبیعت بدرجہ غایت وہمی تھی۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ وہم ہی اُس کی موت کا موجب ثابت ہوا"

مارکھم نے کہا "مجھے تمہارے معاملات سے بہت دلچسپی ہے ذرا مفصل کیفیت بیان کرو"

جان سمدس یعنی وہی کبڑا لڑکا جس کا نام گبٹ بھی مشہور تھا۔ کہنے لگا "میں حضور سے وہ واقعہ عرض کرتا ہوں۔ جو دو سال گذرے پیش آیا تھا۔ یاد ہوگا۔ آپ نے ایک خط میں ہمیں لکھا تھا کہ وہ راز جو اُس لڑکی کی پیدائش کے متعلق تھا جس کا نام۔۔۔"

گبٹ کچھ کہتا کہتا رُک گیا۔ جس پر رچرڈ نے ملامت کے لہجہ میں کہا "ہاں کہو جس کا نام کیتھرائن ہے۔ تم عنقریب اُس سے بھی مل لو گے۔ اور اگر تم نے اُسے اس نام سے مخاطب نہ کیا۔ جس سے تم برسوں تک اسے مخاطب کرتے رہے تھے۔ تو وہ ضرور ناراض ہو جائے گی"

گبٹ نے پھر ایک بار اپنی آنکھوں کو پونچھتے ہوئے کہا "حضور کی عنایتیں مجھے اپنی کثرت سے دبا رہی ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں عرض کر رہا تھا چھٹی پہنچنے سے ایک دن پہلے رات کے وقت میرا والد خوف زدہ حالت میں میرے کمرہ میں آیا۔ اُس کے ہاتھ میں ایک شمع تھی اور چہرے پر مردنی سی چھائی ہوئی تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ بہت خوفزدہ ہے۔ میں نے اس سے اس کی وجہ پوچھی۔ جب اُس کی طبیعت ذرا سنبھل گئی۔ تو اُس نے کمزور آواز سے سنجیدگی

کے لہجہ میں کہا۔ جان مجھے دوسری مرتبہ تنبیہ ہوئی ہے۔ میں گہری نیند سو رہا تھا کہ کسی چیز نے مجھے یکایک جگا دیا۔ شمع کی مدھم روشنی میں مجھے ہیریٹ ولسٹ کا چہرہ نظر آیا۔ جو بڑے شیریں انداز سے پردوں کے بیچ سے میری طرف کو دیکھ رہی تھی۔ وہ چہرہ چند منٹ تک نظر آتا رہا اور پھر غائب ہو گیا میں نے والد کو سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ کہ یہ محض آپ کا واہمہ تھا۔ مگر وہ افسردگی سے سر ہلاتا رہا اور کہنے لگا کہ بس تم اس کا زیادہ ذکر نہ کرو۔ اور اتنا کہہ کر کمرہ سے باہر چلا گیا اس کے بعد وہ چند دن تک بہت متفکر نظر آتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ افسردہ کن اثر جو اس پر طاری ہوا تھا۔ رفع ہوتا گیا۔ اور وہ پھر پہلے کی طرح خوش اور فارغ نظر آنے لگا۔"

رچرڈ بولا "اب میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔ تمہارے باپ کی موت خوف کی وجہ سے ہوئی لیکن اس بارہ میں تم مزید حالات بیان کرو۔"

گبٹ کہنے لگا "حضور اس کے بعد دو سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور یہ واقعہ زیر بحث نہیں آیا۔ آپ کو معلوم ہے کیتھرائن گاہ بگاہ ہمیں خط لکھا کرتی تھی اور والد کو اس کے خطوں سے یہ معلوم کر کے خوشی ہوتی تھی کہ وہ ہر طرح خوشحال ہے۔ جس روز اپنے اطلاع دی۔ کہ اس کی شادی ایک نیک دل اطالوی افسر سے ہوئی ہے۔ تو ہم نے اس کی خوشی میں ایک دعوت دی۔ والد کی طبیعت بہت خوش تھی۔ اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ اور کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا۔ پچھلے دو شنبہ کا ذکر ہے کہ چند دوست ہم سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ اور اس لئے ہم سوئے تو بہت رات گذر چکی تھی۔ کوئی دو بجے کا عمل تھا۔ اور میں بے خبر سو رہا تھا۔ کہ کوئی میرے کمرہ میں داخل ہوا۔ میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور دیکھا کہ والد کو کمرہ میں داخل ہو کر میرے بستر پر غش آ گیا ہے اسی وقت ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ اور مناسب علاج شروع ہوا۔ مگر سب بے سود۔ دو دن تک وہ بیہوشی کی حالت میں پڑا رہا تیسرے دن صبح کو ذرا سنبھلا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھے پہچانا۔ چہرہ پر ہلکی سی مسکراہٹ پیدا ہوئی اور بڑی شفقت سے مجھے اپنے گلے لگا لیا۔ اس کے بعد بڑی مدھم آواز سے کہنے لگا۔ جان میں اب مر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ میرا انجام قریب ہے۔ مجھے آخری تنبیہ ہو چکی ہے۔ اور میں نے تیسری بار اس کا چہرہ دیکھا ہے۔ لیکن میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ مجھے کس قدر خوبصورت کتنی حلیم اور فرشتہ صورت نظر آئی۔ بس اتنا کہہ کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ اس کی حالت [illegible] گئی۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اس نے دم توڑ دیا۔"

گبٹ کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر رچرڈ کی آنکھوں سے

بھی آنسو کا ایک قطرہ نہ نکلا۔ مگر اُس نے اُسے پونچھتے ہوئے کہا۔" میرے غریب دوست تمہاری داستان سے معلوم ہوا۔ کہ اب تم بے یار و مددگار اور یتیم ہو۔ تم نے میری بہن پر اُس زمانہ میں جبکہ وہ تمہارے پاس رہتی تھی۔ اور جبکہ وہ تمہارے والد کی فیاضی سے پرورش پاتی تھی۔ اس قدر عنایتیں کیں کہ میرے دل میں تمہارے لئے پوری ہمدردی ہے۔ اور میں جہاں تک ممکن ہوگا تمہاری موجودہ تکلیف میں امداد سے دریغ نہ کروں گا۔"

گبٹ کہنے لگا۔" حضور میں آپ کا کس منہ سے شکریہ ادا کروں آپ فرشتہ رحمت ہیں ... آپ مجسم نیکی ہیں۔ کل مجھے اس غرض سے واپس دیہات کو جانا ہے کہ وہ جائداد جو والد کے انتقال پر میرے ورثہ میں آئی۔ فروخت کر کے اُس کی نقدی فراہم کر لوں اور اُس کے بعد ..."

"اُس کے بعد تم نے لندن میں میرے پاس آجانا۔ اور اسی گھر میں رہا کرنا۔" مارکھم نے بڑے اصرار کے ساتھ کہا۔

گبٹ کے سینہ میں جذبات کا ہجوم تلاطم پیدا کر رہا تھا مگر اس نے بڑے استقلال سے کام لیکر کہا۔" نہیں حضور اُس کے بعد میں لورپول ہو کر امریکہ چلا جاؤں گا۔ ... آپ مجھے اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ میری خوشی کا دارومدار اسی فیصلہ پر ہے۔"

رچرڈ نے کبڑے لڑکے کی طرف گہرے تعجب کی نظر سے دیکھا۔ اور تعجب کا یہ احساس اس وقت اور بھی بڑھ گیا۔ جب اُسے نظر آیا کہ کبڑا لڑکا اپنے غیر معمولی جذبات کے زیر اثر اُس کے قدموں میں دوزانو ہو گیا ہے۔ رچرڈ کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر وہ کہنے لگا۔" حضور مجھ سے بے خبری میں جو کچھ ہوا۔ اُس کیلئے میں آپ سے رخصت ہونے سے پیشتر معافی مانگنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کیتھرائن سے مجھے بچپن ہی سے محبت تھی۔ پہلے میں اُس کے ساتھ اس قسم کی محبت کرتا تھا جیسے کسی بھائی کو اپنی بہن کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اُس کے بعد ... لیکن نہیں میں وہ کلمات زبان سے نہیں نکال سکتا ... میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ میں نے اس قسم کے خیالات کو دل میں جگہ دینے کی جرأت کی۔ مگر بات یہ ہے کہ ... مجھے معلوم نہ تھا وہ اپنے نسب کی رو سے مجھ سے بہت اونچا درجہ رکھتی ہے ... مجھے اس بات کی ہرگز امید نہ تھی کہ کسی دن وہ ایک بلند مرتبہ شہزادہ کی بہن ثابت ہوگی ... اس لئے اے حضور اگر بے خبری کی حالت میں میں نے کبھی کیتھرائن سے اُس سے زیادہ جس قدر مناسب تھا۔ محبت کرنے کی جرأت کی تو ... اُس کیلئے میں آپ سے تہ دل سے معافی چاہتا ہوں اور امید ہے ...

آپ اس معافی کو منظور کرنے میں دریغ نہ کریں گے۔۔۔ اے حضور یقین جانئے بیخبری کی حالت میں میں اُن جذبات کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ جو اس کے متعلق میرے دل میں موجود تھے اور ۔۔ اس وقت سے پیشتر کہ اس کی شادی کی اطلاع کا خط والد کے نام موصول ہوا میں کبھی یہ سمجھ نہ سکا کہ اُس کی تصویر کس لئے ہر وقت میری نظروں کے سامنے رہتی ہے۔۔۔ ان حالات میں میں پھر آپ سے بڑے ادب کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے اس گستاخانہ جرأت۔۔۔ اس ناشائستہ حرکت کیلئے معاف کر دیں۔" یہ کہتے ہوئے اُس نے التجا کے انداز سے اپنی نظر پرنس کیطرف اٹھائی

گبٹ نے یہ کلمات اس قدر غیر معمولی تیزی اور متحیر کرنے والے تسلسل کے ساتھ کہے تھے اور ان الفاظ کی بدولت جس راز کا اظہار ہوا اس کا ہمارے ہیرو کے دل پر کچھ ایسا تعجب کن اثر ہوا کہ اُس کے چہرہ کی سنجیدگی کو غریب کبڑے لڑکے نے غلطی سے سختی پر محمول کیا۔ لیکن اس غلطی کا جلدی ہی تدارک ہو گیا۔ کیونکہ مارکھم نے اپنے احساس تعجب پر غالب آکر اُسے فرش سے اٹھا کر ایک چوکی پر بٹھایا۔ اور اس کے اوپر جھک کر بڑی ملائمت کے لہجہ میں کہا "میرے دوست تمہاری طرف کسی معافی کی ضرورت نہیں۔ اور نہ میری جانب سے کسی منظوری کی حاجت ہے میں وہ شخص ہوں جس کے نزدیک پیدائش کے مدارج کچھ ہستی نہیں رکھتے اگر اعمال نیک ہوں تو میری نظروں میں غریب امیر سب یکساں ہیں۔ اس لئے اگر تمہیں میری بہن سے عشق تھا تو میں کہہ سکتا ہوں۔ وہ ایک فیاضانہ اور قابل تعریف جذبہ تھا لیکن" اس نے اُسے تسلی دہ لہجہ میں کہا "مجھے افسوس ہے کہ اس محبت کا انجام حسرتناک ثابت ہوا۔"

"حضور میں اس بات کو اچھی طرح سمجھتا ہوں" گبٹ نے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے کہا "اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں اس راز کو ہرگز زبان پر نہ لاتا۔ موجودہ حالت میں مجھے اس کا ذکر صرف اس لئے کرنا پڑا ہے کہ آپ بار بار دریافت کرتے تھے۔ میں ایک دور دراز ملک میں کس لئے جانا چاہتا ہوں اب آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ سمندر پار کسی بعید ملک میں جا کر میں دیرینہ کی تنہائی میں کسی علیحدہ مقام پر دنیا کی ہماہمی سے دور اپنے اس جذبہ پر اچھی طرح سے قابو پا سکوں گا۔" پھر اس نے یکایک اپنے آنسو پونچھتے ہوئے اظہار سکون کر کے کہا "ان حالات میں آپ میرے انگلستان سے رخصت ہو جانے کے ارادہ میں مانع نہ ہوں۔ اور اس بات کی اجازت دیں کہ یہ ناگوار تذکرہ یہیں پر ختم کر دیا جائے۔"

پرنس کہنے لگا "میرے نیک دل دوست جیسا تمہاری مرضی ہو۔ مجھے کسی طرح کا اعتراض نہیں ہے

لیکن کم از کم آج کی رات تو تم اس مکان میں ضرور بسر کرو۔ اور ہماری مہمانی قبول
گبٹ نے بڑے تامل کے ساتھ رچرڈ کے اصرار پر یہ بات منظور کی۔ اور آخر جب وہ اس لئے
پر اچھی طرح قابو پا چکا۔ تو رچرڈ اسے نشستگاہ میں لے گیا۔ جہاں اسابیلا کیتھرائن اور اس کا شوہر
اور مسٹر منرو سب بیٹھے ہوئے تھے۔

ناظرین یہ کیفیت پڑھکر تعجب سے کہیں گے۔ یہ کیا! ایک ایسی عالی نسب شہزادی کے سامنے
جس کا والد ایک سلطنت کا حکمران ہے۔ ایک سابق سرکاری جلاد کے کبڑے یتیم بیٹے کو پیش کرنا
کیا معنی رکھتا ہے! اگر نہیں رچرڈ مارکھم ان شخصوں میں سے نہ تھا جن کے نزدیک دنیاوی مراتب
فطری خصائل کے آگے کچھ اہمیت رکھتے ہیں۔ وہ اس یتیم لڑکے کو اس لئے کہ وہ بدنما اور ولدیت
کے لحاظ سے اپنے نام پر داغ رکھنے والا تھا۔۔ اس لئے کہ وہ دنیا میں یکہ و تنہا تھا۔ نفرت کی نظر سے
نہ دیکھتا تھا۔ رچرڈ مارکھم اسے اپنے ساتھ اپنے کنبہ میں لے گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ اس بدنصیب
کبڑے لڑکے کے پہلو میں ایک ایسا دل ہے جو کسی بادشاہ کیلئے بھی باعث فخر ہو سکتا ہے۔ اور جیسا ہم
کہہ چکے ہیں ہمارے ہیرو کی نظر میں شکل و شباہت۔ ولادت کے مدارج۔ دولت یا شہرت کو اتنی
وقعت نہ تھی۔ جس قدر ذہنی صفات کو ہے۔

خود اسابیلا نے جو گبٹ اور اس کے باپ کی جن کے ہاں کیتھرائن نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ
گذارا تھا۔ سرگذشت پورے طور سے سن چکی تھی اس نے بھی غریب بدنما لڑکے کے ساتھ ویسا ہی پیار
سلوک کیا جیسا اس کے شوہر نے کیا تھا۔ اور چونکہ وہ بدنما تھا اس لئے وہ خصوصیت کے
ساتھ اس سے مہربانی سے پیش آئی۔

لیکن ہمارے لئے اس نظارہ کی تفصیلات میں پڑنا بے سود ہے۔ اور ہم اس بات کو ناظرین
کے اندازہ پر چھوڑتے ہیں کہ کیتھرائن کو اس لڑکے سے پھر ایک بار مل کر جسے وہ اپنا چچازاد بھائی سمجھتی
تھی۔ اور جو ہمیشہ اس کی تکالیف خود برداشت کرنے کیلئے آمادہ رہتا تھا۔ کتنی خوشی ہوئی اور
اس کے بعد کبڑے لڑکے کے باپ کے انتقال کی خبر سنکر رنج بھی کس قدر ہوا گو آخر کار یہ رنج پھر خوشی میں
بدل گیا۔ کیونکہ رچرڈ نے فوراً ہی یہ بات کہہ دی کہ گبٹ آج رات ہمارا مہمان رہیگا۔

اس کے بعد ایک موقعہ پر گبٹ کو ایلین کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کا وقت مل گیا۔ اور اس نے
مناسب طریق پر رفتہ رفتہ وہ افسوسناک خبر جو گرین وڈ کے متعلق اس نے پہنچائی تھی۔ اسے
پہنچائی۔ ایلین نے جہاں تک ممکن تھا۔ اپنے رنج کو ضبط کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کے ظاہر کرنے

دیر بعد ناسازی طبع کا بہانہ کر کے اپنے کمرہ میں چلی گئی۔ جہاں وہ دیر تک اپنے شوہر کی موجودہ بدنصیبی پر غور کر کے زار زار روتی رہی۔

دوسرے دن علی الصباح گبسٹ اس فیصلہ کے مطابق جو اس نے اپنے دل میں کر رکھا تھا۔ مارکھم پلیس سے رخصت ہو گیا۔ لیکن جاتے وقت محل کے سارے کمینوں نے اسے بے شمار تحائف پیش کئے۔ اور اس کے رخصت ہوتے وقت ان سب کو اسی قدر افسوس ہوا جتنا کسی حقیقی دوست یا رشتہ دار کو ہو سکتا ہے۔

اُن کی بہترین دعائیں سفر میں اُس کے ساتھ تھیں۔

ساتواں باب الزا اسڈنی اور ایلین ہسپتال

الزا اسڈنی صبح کا کھانا کھانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھی ہی تھی۔ کہ ایک گاڑی تیزی سے چلتی ہوئی اس کے بنگلہ کے دروازہ پر ٹھیری۔ اور ایلین اس سے اُتر کر دروازہ کی طرف بڑھی۔

جس وقت وہ نشستگاہ میں داخل ہوئی تو الزا اس کی ملاقات کے لئے آگے آئی۔ اور کہنے لگی "میری پیاری سہیلی میں سمجھتی ہوں تمہارے آج اس قدر جلد آنے کی وجہ کیا ہے۔ اور اگر تم خود نہ آتیں تو میرا اپنا ارادہ تھوڑی دیر میں تمہارے پاس آنے کا تھا"

ایلین نے ان الفاظ کو تعجب کے ساتھ سنا۔ مگر الزا اسلسلہ کلام جاری رکھکر کہنے لگی "تم بیٹھ جاؤ میں سارے حالات جو تمہارے روبرو بیان کرنے ضروری ہیں تفصیل کے ساتھ بیان کئے دیتی ہوں"

ایلین نے اپنی سہیلی کے قریب ایک کرسی لے لی۔ اور اس کی طرف تعجب اور اضطراب کی نظر سے دیکھ کر کہنے لگی "خدا کرے مجھے کوئی بری خبر نہ سننی پڑے"

الزا نے کہا "پیاری ایلین تم گھبراؤ نہیں۔ میرا مدعا تمہاری خدمت کرنے کا ہے۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ اس وقت تمہیں ایک سچے دوست کی ضرورت ہے"

"ہاں یہ بالکل سچ ہے" ایلین نے آنسو بہاتے ہوئے کہا "لیکن کیا یہ ممکن ہے کہ آپ سارے حالات سے واقف ہیں۔۔۔"

الزا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "ہاں میری عزیز سہیلی میں تمہارے سارے حالات سے واقف ہوں"

"سائے!" ایلن نے اس لفظ پر زور دے کر کہا۔

"ہاں سارے لیکن میں تمہیں اضطراب کی حالت میں رکھنا نہیں چاہتی۔ اور اس لئے تمہیں اس بات کا یقین دلاتی ہوں کہ تمہاری زندگی کا کوئی بھی اہم واقعہ مجھ سے پوشیدہ نہیں"

ایلن نے بہنوں کی طرح الزا سے بغل گیر ہو کر کہا "تو اس صورت میں میری عزیز ترین سہیلی کیا تم جانتی ہو میرا شوہر ایک معمولی ہسپتال میں بیمار پڑا ہے۔ اور جب میں دیکھتی ہوں کہ کسی زمانہ میں اس کا رتبہ کس قدر بلند تھا تو اس کی موجودہ افسوسناک حالت کو دیکھ کر آنکھوں سے اشک خون بہ نکلتے ہیں"

الزا کہنے لگی "مجھے اس افسوسناک واقعہ کی اطلاع اس کے ظہور میں آنے سے چند ہی گھنٹے بعد کل شام کو مل گئی تھی۔ اور اس لئے میں آج تم سے ملنا چاہتی تھی مگر اچھا ہوا تم یہاں آگئی ہو کیونکہ اس جگہ ہم زیادہ اطمینان کے ساتھ گفتگو کر سکتی ہیں۔ میری عزیز بہن تمہیں شاید معلوم نہیں کہ آج سے چند سال پیشتر مجھے اس شخص کے ہاتھوں ایک سخت صدمہ پہنچا تھا۔ جو باوجود اس کے اس وقت میری پوری ہمدردی کا مستحق ہے"

ایلن نے تعجب سے پوچھا "کیا آپ سے شوہر کا ذکر کرتی ہیں؟ کیا اس نے آپ کو بھی کسی قسم کا ضرر پہنچایا؟ ہائے افسوس دنیا میں کتنی ایسی ہستیاں ہیں جو اس کے پہنچائے ہوئے ضرر سے نالاں ہیں"

الزا زوردار لہجہ میں کہنے لگی "ایلن دو بار اس نے مجھے تباہ کرنے کی کوشش کی اور دونوں مرتبہ اس قادر مطلق نے مجھے اس کی کوششوں سے بچا دیا۔ معاف کرنا مجھے واقعات اس وقت بیان کرنے پڑے۔ لیکن ان کا ذکر اس لئے ضروری تھا۔ کہ ان کی روشنی میں تم اس سلوک کو جو اس کے بعد میں نے اس کیساتھ مناسب جانا اچھی طرح سمجھ سکو"

ایلن نے کہا "اے بہن اس معاملہ میں کسی معافی کی ضرورت نہیں کیونکہ تمہاری طبعی نیکی ہر شخص کو معلوم ہے اور سب جانتے ہیں۔ دنیا میں جہانتک ممکن ہے تم سے کسی کی برائی نہیں ہوتی"

الزا بولی "بہن ایلن تم حق میری تعریف کر رہی ہو۔ ورنہ خدا جانتا ہے کہ جو کچھ مجھ سے اپنی زندگی میں ہوا۔ وہ بہت ہی حقیر اور ناقابل ذکر ہے۔ لیکن ہمیں ان غیر ضروری معاملات پر وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے اس لئے میں جو چند واقعات تم سے بیان کرنا چاہتی ہوں۔ انہیں ذرا غور سے سنو سب سے پہلا قابل ذکر امر یہ ہے کہ وہ جس کا نام اب تک جارج انٹیگو گرین وڈ

مشہور رہا ہے۔ حقیقت میں۔۔۔"

ایلن چونکی اور کہنے لگی "اچھا کیا تم اس راز سے واقف ہو۔۔۔؟"

الزابوی "بہن ذرا صبر کے ساتھ سنتی جاؤ۔ اور تم معلوم کر لو گی۔ کہ اس معاملہ میں مجھے کہاں تک واقفیت حاصل ہے۔ میں تمہیں یہ بتانے کو تھی۔ کہ جب میں اس شخص کی حقیقت سے واقف ہوئی۔ جسے سر دست ہمیں جارج گرین وڈ ہی کے نام سے یاد کرنا چاہیئے تو ضروری معلوم ہوا کہ اس کی آن بجاوٹ کو جن کی بدولت وہ غیر واجبی طریقوں پر مال و دولت حاصل کرتا اور اپنے شہوانی جذبات کو پورا کیا کرتا تھا۔ اگر بالکل روکا نہ جا سکے تو کم از کم ان پر کچھ پابندیاں ضرور عائد کی جائیں۔ چنانچہ اس نیت سے میں نے کیسل مکالائیں پہنچکر اپنے ایک وفادار کارکن کو لندن بھیجا۔ تاکہ اگر ممکن ہو۔ تو وہ مسٹر گرین کی ملازمت میں داخل ہو جائے۔ وہ اس میں کامیاب ہوا اور۔۔۔"

"تمہارا اشارہ فلپوڈورینی کی طرف ہے؟" ایلن نے حیرت زدہ ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ اس کے دل میں ایک نئی روشنی جو بہت سے واقعات کو منکشف کرنے والی تھی۔ پیدا ہو گئی۔ کہنے لگی "بس اب میں سارے حالات کو اچھی طرح سمجھ گئی۔"

الزابوی نے ملائمت کے لہجہ میں کہا "تم اس بات سے ناراض تو نہیں ہو۔ کہ میں نے تمہارے شوہر کی حرکات کی نگرانی پر ایک جاسوس مقرر کیا؟"

"نہیں بالکل نہیں" ایلن نے کہا "بلکہ اس سے برعکس مجھے اس بات کی خوشی ہے۔ کیونکہ اس ذریعہ سے تم نے اسے بہت سے افعال بد سے روکا۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔ اور سچ پوچھو تو انہی کامیابیوں میں سے جو مجھے اس ذریعہ سے حاصل ہوئیں۔ ایک وہ بھی تھی جس میں تم اس وقت اس کے دام تزویر سے نکل کر فرار ہوئیں جب وہ تمہیں اپنے دیہاتی مکان میں اٹھوا لے گیا تھا۔"

ایلن کہنے لگی "بے شک اس فرار میں مجھے فلپو سے ہی مدد حاصل ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد اس شخص نے اس وقت بھی مجھے مدد دی جب رچرڈ کے دشمنوں نے گلوب ٹون کے قریب نہر کے کنارے اس کے قتل کی سازش کی تھی۔"

الزابوی "ان حالات میں تم اچھی طرح سمجھ سکتی ہو کہ انگلستان میں فلپو کی موجودگی بہت ہی نیکیوں کا موجب ثابت ہوئی۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتی ہوں۔ کہ جب رچرڈ جنرل گرلیشیا

کی مہم فوج میں شریک ہو کر کیسل سکالا کو روانہ ہوا۔ تو مجھے اس مہم کی اطلاع فلپو کے ایک خط سے ہو گئی تھی۔ جس میں اس بات کی تائید کی گئی تھی۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ اُس شخص کی زندگی محفوظ رکھی جائے۔ جس نے اُس کے بعد غیر معمولی شہرت حاصل کی ہے۔ فلپو تمہاری زبانی رچرڈ کی نیکیوں اور فیاضیوں کا اس قدر ذکر سن چکا تھا۔ کہ اُس نے ضروری سمجھا میں ایسے انتظامات عمل میں لاؤں۔ جن کی بدولت اس کے سر کا بال بیکا نہ ہو سکے۔ اور میں جب اس کے بعد کے واقعات پر غور کرتی ہوں تو مجھے یہ جان کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ میری مداخلت کی بدولت ایک ایسی قیمتی جان بچ گئی۔ جس نے دنیا میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔"

ایلین نے پوچھا "لیکن الزا خود میری ذات کی نسبت ساری پوشیدہ باتیں تمہیں کس طرح معلوم ہوئیں؟"

وہ کہنے لگی "اس موقعہ پر جب تم نے گرین وڈ کی پاکٹ بک واپس کی تھی۔ تم دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی۔ اُس کا ہر ایک لفظ فلپو نے سن لیا تھا۔ اور تمہیں یاد ہو گا کہ تم نے گرین وڈ کو ایک ایسے نام سے مخاطب کیا جو جارج نہ تھا۔"

ایلین کے دل میں اس قابل یادگار نظارہ کے واقعات تازہ ہو گئے۔ اور وہ بولی۔ "بے شک اب مجھے وہ سب حالات یاد آ گئے ہیں۔"

الزا اسٹینی نے کہا "اس طریقہ پر فلپو ایک اہم راز سے واقف ہو گیا۔ جس کی اطلاع میرے کانوں تک بھی پہنچی۔ اور میں نے آج تک اس راز کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھا۔ اب بھی میں اس کا ذکر نہ کرتی۔ لیکن اس حادثہ کی بدولت جو تمہارے شوہر کو پیش آیا۔ مجھے یہ جتانا ضروری معلوم ہوا۔ کہ گو میں ہر ممکن طریقہ پر خود اس کی امداد پر بھی آمادہ ہوں۔ تاہم تمہاری مدد کرنا اس سے اور بھی زیادہ مجھ پر فرض ہے کہ تم ایک نیک اور پاکباز بیوی ہو۔ اور جس شخص سے محبت کرتی اور جس سے وفادار رہنے کا تم نے اقرار کیا۔ وہ تمہاری وساطت سے مدد حاصل کرے تو زیادہ موزوں ہو گا۔"

ایلین پھر ایک بار اُس فیاض منش ملکہ سے بڑے جوش کے ساتھ بغل گیر ہوئی اور دیر تک شکرگذاری کے ساتھ آنسو بہاتی رہی۔ آخر کار الزا نے کہا "اب تم بتاؤ میں کس طریقہ پر تمہاری یا یوں کہنا چاہیئے کہ تمہارے شوہر کی مدد کر سکتی ہوں؟"

ایلن بولی "میری پہلی اور سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ اُسے جلد ترکسی پُر آسائش اور با امن مقام میں پہنچا دیا جائے۔ خدا کرے تازہ انقلابات کا اس کے دل پر کچھ اثر ہوا ہو۔ اور وہ اپنے ارادوں کو آئندہ کے لئے نیک بنا سکے"

"ہاں اور دوسرے رچرڈ کی نیک مثال کو دیکھ کر اس سے سبق حاصل کرنے کی کوشش کرے" الزا نے زور دار لہجہ میں کہا۔

مگر ایلن افسردگی کے لفظوں میں کہنے لگی "باوجود اس کے میں اچھی طرح جانتی ہوں اُس کی طبعی نخوت اس کی اجازت نہ دے گی۔ کہ وہ وقت معینہ سے ایک لمحہ پیشتر اس لڑکی ظاہر ہونے دے۔ وہ ہرگز اس مکان میں قبل از وقت جانے پر آمادہ نہ ہوگا جہاں اس کا استقبال سچی خوشی اور دلی مسرت کے ساتھ ہونا یقینی ہے"

تمہیں اس کی پختہ امید ہے؟" الزا نے پوچھا۔

"ہاں" ایلن نے کہا۔

الزا کچھ دیر تامل کے بعد کہنے لگی "اس صورت میں میں ایک اور تجویز تمہارے روبرو پیش کرتی ہوں۔ میں فلپو کو اس بات کی ہدایت کر دوں گی۔ کہ وہ اسلنگٹن کے قریب ایک پُر آسائش مکان کرایہ پر لے۔ اور بعد ازاں تمہارے شوہر کو اس وقت جب ڈاکٹر اس بات کی اجازت دے وہاں پہنچا دیا جائے۔ بہرحال اُسے یہ جاننے کا موقعہ نہ دیا جائے کہ اس کی اس آسائش کا موجب تمہارے سوا کوئی اور ہوا ہے یا وہ خراجات جو اس کی آسائش کے لئے درکار ہوں گے۔ تمہارے علاوہ کسی اور نے برداشت کئے ہیں"

ایلن نے کہا "پیاری سہیلی میں تم سے ایک معاملہ کی نسبت مشورہ لینے آئی تھی۔ اور میں خوش ہوں کہ تم نے میری اپنی مرضی کے مطابق ہی مشورہ دیا ہے۔ باقی رہا مالی امداد کا سوال اس کی نسبت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ رچرڈ میرے والد اور خود میرے متعلق اس قسم کی فیاضی سے کام لیتا ہے کہ میں اپنے شوہر کے لئے ساری آسائشیں مہیا کرنے کے لئے کافی سرمایہ رکھتی ہوں۔ اگر وہ اس تجویز کو منظور کرے تو میں اس طریق پر اس سے اکثر بلکہ روزانہ مل سکوں گی۔ اور مجھے یقین ہے کہ میری تیمارداری کے زیر اثر وہ جلد صحت یاب ہو جائے گا"

الزا کہنے لگی "اس صورت میں تمہیں فوراً ہی ہسپتال میں جا کر اُسے تشفی دینے میں

تامل نہ کرنا چاہیے۔ تھوڑی دیر میں فلپ سے یہاں آئے گا۔ میں اُسے آج ہی اس بات کی ہدایت کر دوں گی۔ کہ وہ تمہارے شوہر کے لئے کوئی پُر آسائش مکان تلاش کرے۔ جہاں اُسے بحفاظت پہنچایا جا سکے"

ایلین نے اپنی سہیلی کا اس ہمدردی کیلئے جو اُس نے خود اُس کے اور اُس کے شوہر کے متعلق ظاہر کی۔ دلی شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد وہ اس سے رخصت ہوئی۔ اور سیدھی ہسپتال کی طرف ہو لی۔ ہسپتال کی گھڑی گیارہ بجا رہی تھی۔ جب ایلین ڈیوک ہسپتال میں ہسپتال کے دروازہ پر گاڑی سے اتری۔ یہ معلوم کر کے کہ حادثات کے مریضوں کو کس حصہ میں رکھا جاتا ہے۔ وہ فراخ صحن کو عبور کر کے اُس طرف روانہ ہوئی۔ جدھر اس کا شوہر زیر علاج تھا۔ ایک فراخ زینہ کے راستہ بالائی منزل پر پہنچکر وہ اس فکر میں تھی۔ کہ مجھے کس کمرہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ کہ اُسے ایک نرس ایک کمرہ سے نکل کر دوسرے میں جاتی دکھائی دی۔ اس سے ایلین نے کہا "میں اُس شخص کو دیکھنا چاہتی ہوں جس کی واگ کو کل سہ پہر چوٹ آئی تھی"

نرس کہنے لگی "میڈم میں ہی اُس وارڈ کی نرس ہوں۔ اچھا ہوا۔ آپ مجھ سے مل گئیں چلئے میں آپ کو اُس کمرہ میں لے چلتی ہوں۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ آپ جیسی خوبصورت جوان عورت کو اتنے مردوں میں جاتے ضرور اضطراب پیدا ہوگا"

ایلین دبی آواز میں کہنے لگی "جس شخص کو حادثہ پیش آیا۔ وہ میرا نہایت قریبی رشتہ دار ہے" اور یہ الفاظ کہتے ہوئے اُس کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔

"افسوس! افسوس! شاید آپ اُس کی بہن ہیں" سسٹر جیکنز یعنی اسی نرس نے کہا۔

ایلین نے اس بہانہ کو معقول سمجھا اور کہنے لگی "ہاں میں اُس کی بہن ہوں"

نرس نے کہا "حسین عورت اُس صورت میں کوئی وجہ نہیں کہ آپ اپنے بھائی سے نہ ملیں لیکن ایک منٹ اس کمرہ میں بیٹھئے۔ میں جا کر یہ انتظام کر آؤں۔ کہ مریض آپ سے ملنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ اس کمرہ میں صرف ایک غریب بوڑھی عورت مقیم ہے۔ آپ ایک لمحہ بھر یہاں ٹھہریں۔ میں ابھی آتی ہوں"

اتنا کہہ کر سسٹر جیکنز نے اس کمرہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور ایلین نے اُس کے اندر قدم رکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اُس نے چپکے سے ایک گنی نرس کے ہاتھ میں

دے دی۔ مسز جیکنز نے شکریہ کے طور پر اپنا سر ہلایا۔ اور یہ کہتی ہوئی ایک طرف کو چلی کہ "میں فوراً ہی واپس آتی ہوں"۔ دروازہ بند ہونے پر ایلین نے اس کمرہ کو جس میں وہ داخل ہوئی تھی۔ غور سے دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا مگر نہایت صاف اور ہوادار کمرہ تھا۔ اور اس کے اندر چار بستر موجود تھے۔ ان میں سے صرف ایک پر کوئی لیٹا ہوا تھا۔ رفع استعجاب کی نیت سے نہیں بلکہ محض سرسری طور سے ایلین نے اس بستر کی طرف نظر ڈالی۔ اور جب اس کی اپنی چمکدار آنکھیں اس بستر پر لیٹے ہوئے مریض کی دھندلے شیشے کی طرح کدر آنکھوں سے چار ہوئیں۔ تو وہ متعجب اور خوف زدہ ہو گئی۔ ایک لمحہ بھر کے لئے اس نے نفرت کے ساتھ اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ لیکن پھر یہ معلوم کرنے کیلئے کہ وہ شبہ جو اس کے دل میں پیدا ہوا کس حد تک صحیح ہے۔ اس نے دوبارہ غور سے اس بستر کی طرف دیکھا۔

بے شک اس کا خیال بالکل درست تھا۔ کیونکہ اس بستر پر نزع کی حالت میں لیٹا ہوا مریض گولڈن ایلین کی بوڑھی دلالہ کے سوا کوئی اور نہ تھا جس کا پہلے ہی خوفناک چہرہ بیماری کے زیر اثر اور بھی زیادہ ہیبت ناک نظر آتا تھا۔

ایلین کو پہچان کر فرحیا کے لاش کے ایسے چہرہ پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور اس نے پپڑی ہوئے منہ کو اس انداز سے کھولا گویا کچھ کہنا چاہتی ہے۔ مگر ایک لفظ بھی اس کی زبان سے نہ نکل سکا۔

بجائے نفرت کا وہ احساس جو نوجوان خاتون کے دل میں اس ذلیل بوڑھی عورت کے خلاف موجود تھا۔ انتہائی رحم میں بدل گیا۔ اور بے اختیار ایلین کی زبان سے نکلا "افسوس ایسے ہسپتال میں بے یار و مددگار جان دینا کس قدر خوفناک ہے"

بستر اس طریق پر ہلتا نظر آیا گویا ان الفاظ کے باعث بوڑھی دلالہ بہت متاثر ہوئی۔ اور اس کا بدن کانپا۔ اس کا چہرہ بدستور ایلین کی طرف اٹھا ہوا تھا۔ اور گو منہ سے آواز نہ نکل سکتی تھی۔ تاہم ان آثار سے جو اس کے چہرہ پر پائے جاتے تھے۔ صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ زبان حال سے کچھ کہنا چاہتی ہے "کیا یہ ممکن ہے کہ تمہارے دل میں میرے لئے رحم پیدا ہوا"

ایلین سمجھ گئی کہ اس وقت بدنصیب فرحیا کے دل میں کیا کیا خیالات اٹھ رہے ہیں

ہیں۔ اُس چارپائی کی طرف بڑھکر جس پر وہ لیٹی ہوئی تھی۔ مین نے دلی جذبات کے زیر اثر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "اگر تم اُس ضرر کے لئے جو تمہارے تباہ کن مشوروں اور خوفناک اثرات سے مجھے پہنچا۔ مجھ سے معافی چاہتی ہو۔ تو میں اس کے لئے تہ دل سے آمادہ ہوں۔ خدا جانتا ہے۔ مجھے تمہارے خلاف کسی قسم کا کینہ نہیں۔ ہر چند کہ ایک بار جادۂ عصمت سے گر جانے کے بعد میں عرصہ تک نیکی کے احساس سے لاپرواہی۔ اور مزید کمزوریوں کا شکار ہونے سے محض اپنی بدنامی کے خوف سے محفوظ رہ سکی تاہم جب سے میں نے شادی شدہ عورت کا درجہ حاصل کیا ہے" اُس نے فاخرانہ انداز سے کہا "شاید تمہیں معلوم نہیں کہ اب میں ایک شادی شدہ عورت ہوں۔ ۔ ۔ اس وقت سے میرے دل میں زیادہ مقدس اور بہتر خیالات پیدا ہو گئے ہیں۔ اور نیکی کی مثالوں نے میرے اندر سچی پاکبازی کے جذبات پیدا کر دیئے ہیں۔ اب میں صاف دل سے اُس ضرر اور نقصان کے لئے جو تمہارے مشوروں سے مجھے زمانہ گذشتہ میں پہنچا۔ تمہیں معاف کرنے کو آمادہ ہوں"

عین اس وقت دروازہ کھلا۔ اور مسز جیکنز کمرہ میں داخل ہوئی۔ مین نے پھر ایک بار بوڑھی دلالہ پر اس قسم کی نظر ڈالی جس میں معافی کا اثر شامل تھا۔ اور اس کے بعد نرس کے ساتھ مردانہ وارڈ کی طرف ہو لی۔ راستہ میں اُس نے دبی آواز میں نرس سے پوچھا "اس بڑھیا کو کیا تکلیف ہے؟" وہ کہنے لگی "مس جو کچھ حالات مجھے معلوم ہوئے اُن سے پایا جاتا ہے کہ اس نے کچھ روپیہ جمع کر رکھا تھا۔ اور چونکہ وہ ایک ایسے حصہ شہر میں رہتی تھی۔ جہاں چور اور بدمعاش زیادہ بستے ہیں۔ اس لئے کسی طرح اس کی دولت کی خبر اُن کے کانوں تک پہنچ گئی۔ اور آج سے ایک ہفتہ پہلے رات کے وقت ایک چور اس کے مکان میں گھس آیا۔ اس نے مزاحمت کی۔ جس پر اُس نے اسے بڑی بے دردی سے زدوکوب کیا۔ اس سے اس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں۔ اور ایک کولھا اتر گیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ چور نے اُسے فرش پر گرا کر اسے مارا پیٹا یا شاید اس کے اوپر چڑھ کر زور سے کودتا رہا۔ بہرحال وہ روپیہ لے کر فرار ہو گیا۔ بعد ازاں پولیس کے ایک سپاہی نے جو گشت لگا رہا تھا۔ مکان میں نقب کا سوراخ دیکھ کر اندر جا کر معلوم کیا۔ کہ بڑھیا قریب المرگ پڑی ہے اسے یہاں پہنچایا گیا۔ اور جب وہ کسی قدر ہوش میں آئی تو اُس نے مختصر لفظوں میں وہ داستان

بیان کی جو میں نے آپ کو سنائی ہے۔" پھر ذرا سوچکر وہ کہنے لگی "اُس نے اس چور کا نام بھی لیا تھا۔ چنانچہ جب اُس بارہ میں اس سے سوالات کئے گئے۔ تو اُس نے چور کا ایک ایسا بھیانک نام لیا جس کی یاد مجھے خواب کی حالت میں بھی خوفزدہ کرتی ہے۔"

ایلن نے کسی قدر متعجب ہوکر پوچھا "وہ کیا نام تھا جو آپ کو اس قدر خوفزدہ کرنے کا موجب ثابت ہوا؟"

"مُردہ فروش" نرس نے جواب دیا۔ اور یہ لفظ کہتے ہوئے اُس کے بدن میں کپکپی پیدا ہوگئی۔ پھر وہ سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہنے لگی "بوڑھی عورت ایک بار یہ لفظ کہہ کر ایسی خاموش ہوئی۔ گویا اُس کے بعد اُس کی طاقت گویائی بالکل سلب ہوگئی۔ اب امید نہیں کہ وہ ایک ہفتہ سے زیادہ زندہ رہے۔ کیونکہ وہ سخت بدنی تکلیف میں ہے۔"

اتنے میں یہ دونوں برآمدہ کے سرے پر پہنچ گئی تھیں۔ وہاں مسز جیکنز نے ایک دروازہ کھولا۔ اور ایلن کو ساتھ لیکر اس کمرہ میں داخل ہوئی۔ جہاں اُس کا شوہر بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ ایک لمحہ کیلئے وہ اُس وسیع ہال کے نظارہ سے جس میں ہر طرف چارپائیوں پر زخمی مریض پڑے دکھائی دیتے تھے۔ خوف سے پیچھے کو ہٹ گئی۔ مگر یہ احساس تھوڑی ہی دیر میں رفع ہوگیا۔ اور وہ مضبوط ارادہ کے ساتھ اُس شخص کو تسلی دینے کی غرض سے جس سے رشتہ مناکحت قائم ہونے کے بعد اُسے گہری محبت ہوچکی تھی۔ نرس کے پیچھے پیچھے اُس مقام کی طرف گئی جہاں وہ لیٹا ہوا تھا۔ راستہ میں اُس نے دائیں بائیں کسی طرف نظر نہ اُٹھائی۔ قریب پہنچکر دیکھا۔ کہ گرین وڈ کا چہرہ بدرجہ انتہا زرد ہے۔ مگر جب اُس نے اپنی حسین بیوی کو چارپائی کے پاس کھڑے دیکھا۔ تو اس کی آنکھوں میں خوشی کی غیر معمولی چمک پیدا ہوگئی۔ وہ ایک ایسی خوشگوار چمک تھی۔ جس کی بدولت ایلن کی روح کو اطمینان اور حقیقی راحت حاصل ہوئی۔ ایلن کو پاس کھڑا دیکھ کر گرین وڈ کی آنکھیں بھر آئیں۔ اُس نے اُس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر دبایا۔ اور کہنے لگا "ایلن میں تمہارا اس عنایت کیلئے بہت ممنون ہوں۔"

ایلن دبی زبان سے کہنے لگی "میرے جان سے عزیز شوہر تمہارے لئے عنایت کا لفظ استعمال کرنا بالکل غیر ضروری ہے۔ کیونکہ تمہاری خبرگیری کو آنا میرا فرض تھا۔ اور میں اس فرض کو ادا کرنے کیلئے ہر وقت تیار ہوں۔ رنج صرف اس بات کا ہے کہ میرا اس وقت یہاں آنا ایسے افسوسناک حادثہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جو تمہیں پیش آیا۔"

گرین وڈ بولا "پیاری ایلن رنجیدہ نہ ہو۔ کیونکہ ڈاکٹر نے کہہ دیا ہے خطرہ کی حالت باقی نہیں۔ عارضی تکلیف ہے وہ گذر جائے گی" پھر ذرا رک کر اس نے کہا "البتہ موجودہ حالت میں جبکہ میں اپنی بگڑی ہوئی حالت کو بنانے کیلئے اس قدر سخت جدوجہد کر رہا تھا یہ عارضی تکلیف بھی میرے لئے سخت رنجدہ ثابت ہوئی ہے"

ایلن کہنے لگی "تم ناحق اس معاملہ میں اپنے دل کو آزردہ کرتے ہو۔ دیکھو میں التجا کرتی ہوں اب تم ان بلند خواہشات اور حریصانہ ارادوں کو ترک کردو جن کا انجام ہمیشہ تکلیف اور مصیبت ثابت ہوتا ہے۔ اور تمہاری اپنی حالت میں بھی ایسا ہی ثابت ہوا۔ کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ اگر تم اس سے بہت زیادہ دولت پیدا کرلو جتنی اس کے پاس ہے۔ تو وہ اس سے ذرا بھی زیادہ خوشی کے ساتھ تم سے ملیگا جس قدر خوشی کہ تمہارے اس سے موجودہ حالت میں ملنے سے اسے ہوسکتی ہے؟ یا تمہاری دولت اس کے دل میں کوئی غیر معمولی جذبہ محبت پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوگی۔ جو اس کے موجودہ جذبات سے مختلف ہو؟ ہرگز نہیں یقین جانو۔ وہ بڑی خوشی سے تمہیں اس رتبہ تک پہنچا دے گا۔ جہاں اس کے اپنے وسائل کی مدد سے تم پھر ایک بار اپنی بگڑی حالت کو آسانی کے ساتھ سنبھال سکو گے"

مدالین خدا کے لئے اس طرح کی باتیں نہ کرو" گرین وڈ نے بے صبری سے کہا۔

نوجوان حسینہ کے چہرہ پر ان رنجدہ خیالات کے زیر اثر جو اس کے دل میں پیدا ہوئے پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور وہ کہنے لگی "اچھا اگر تم ناپسند کرتے ہو۔ تو میں اس ذکر کو جانے دیتی ہوں۔ مگر کم از کم اس بات سے تمہیں انکار نہ ہونا چاہیئے کہ جب تم اس ہسپتال سے باہر جانے کے قابل ہو جاؤ۔ تو میں تمہیں ایک ایسے مکان میں پہنچا دوں جو میں خود تمہاری سکونت کی حیثیت میں تمہارے لئے کرایہ پر لے لوں گی۔ اور جہاں میں ہر روز یا جب تم چاہو۔ تم سے بآسانی مل سکوں گی۔ وہاں ہم دونوں بڑی خوشی سے رہیں گے۔ اور وہاں رہ کر تم بھی اس دن کیلئے پورے طور سے آمادہ ہو جاؤ گے۔ جسے اب تم آزمائش کا دن سمجھ رہے ہو لیکن جس کی نسبت میں تمہیں یقین دلاتی ہوں۔ کہ وہ اس خوشی اور راحت کا دن ہوگا۔ جو اب تک تمہارے دیکھنے میں نہیں آئی"

گرین وڈ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور پیار و محبت کے ان الفاظ اور موثر فقرات پر جو اس کی حسین بیوی نے کہے۔ دل میں غور کرتا رہا۔

سلسلہ کلام جاری رکھ کر ایلین نے کہا "مجھے امید ہے کہ تم میری یہ درخواست نامنظور نہ کروگے۔ میں آج ہی کوئی پُر آسائش مکان اگر ممکن ہوا۔ تو اسلنگٹن کے شمالی حصہ میں تمہارے لئے تلاش کروں گی۔ تاکہ میں وہاں ہر روز تم سے بآسانی مل سکوں۔ اس کیلئے میرے پاس کافی روپیہ ہے۔ اور میرے عزیز شوہر تم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ جو کچھ میرے پاس ہے اسے میں تمہارا ہی سمجھتی ہوں۔ تم میرے لفظوں کو شکر سکرتے ہو میں شکر گذار ہوں کہ تم نے انھیں توجہ سے سنا۔ میں اس قادر مطلق کی احسانمند ہوں۔ جس نے آخرکار تمہارے دل کو اسکی طرف پھیرا۔ جو تمہاری منکوحہ بیوی کی حیثیت میں ہمیشہ تم سے محبت کرتی رہی ہے اور آئندہ بھی دل وجان سے محبت کرتی رہے گی۔"

"ایلین" گرین وڈ نے اس کے ملائم ہاتھ کو لبوں سے لگا کر کہا "اگر میں تمہاری اس درخواست کو نامنظور کروں۔ تو یقیناً انسان کہلانے کا مستحق نہیں ہوں۔ اس لئے جو تمہاری مرضی ہو اسی پر میں رضامند ہوں۔ ایلین آخرکار تو نے اس پتھر دل کو بھی موم کرلیا۔ جو آجتک خود غرضی اور غرور کا مسکن تھا۔ تو نے جو ایک کمزور عورت تھی۔ ایک مغرور اور حریص شخص کی راہ گم کردہ روح کو اپنے تابع فرمان بنانے میں کامیابی حاصل کی۔ تیری نیکیاں اس کی زیادتیوں پر غالب آئیں۔ پشیمانی کے وہ آنسو جو اس وقت اس کے بستر کو تر کر رہے ہیں۔ وہ شرمندہ نگاہیں جو اس وقت تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔ یہ تیری ہی کوششوں کا ثمرہ ہیں۔"

اپنے نیک اثر کی بدولت گرین وڈ کی طبیعت میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنے کے بعد ایلین اس ہسپتال سے رخصت ہوئی۔ اب اس کے سینہ میں زمانہ آیندہ کی خوشیوں اور امیدوں کا ہجوم تھا۔ اسی دن فلپو نے اسلنگٹن کے شمالی حصہ میں ایک مکان کرایہ پر لے لیا۔ اور ایلین نے بڑی خوشی سے وہ سب تیاریاں کیں جن کی بدولت اس مکان کو حتی الامکان پُر آسائش بنایا جا سکتا تھا۔ آخرکار اس کے چند دن بعد وہ غیر معمولی خوشی کے ساتھ اپنے شوہر کو اس مکان میں لے آئی۔ جو اگرچہ ویسا شاندار یا وسیع نہ تھا۔ جتنا وہ محل جس میں گرین وڈ سپرنگ گارڈن میں رہا کرتا تھا۔ تاہم ہسپتال کے سرد اور افسردہ کن منظر سے بہرحال بہتر تھا۔

آٹھواں باب خوفناک انتقام

ماہ جون کے پہلے شنبہ کی رات کو گیارہ بجے کے قریب مردہ فروش یعنی خوفناک ونتھنی ٹڈکنز۔ گلوب لین۔ گلاب ٹون کے کفن فروش مسٹر جنکس کے مکان سے باہر نکلا۔ خود جنکس اُسے دروازہ تک چھوڑنے آیا تھا۔ شب بخیر کہنے سے پہلے اُس نے اپنے دوست گریان سے کچھ امور کہنے لگا "کیا آخر کار تم نے اپنے اُس پرانے مکان میں واپس جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے؟"

مردہ فروش کہنے لگا "ہاں میں گذشتہ دو سال سے اُس ناہنجار گونگی جم کی تلاش میں لگا ہوا ہوں۔ مگر آجتک اُس کا سُراغ نہیں چلا۔ بی گریفڈ کے چالیسوں چور اُس کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ حیرت ہے کہ اُن کی مشترکہ کوشش کے باوجود اُس ملعون کا آجتک پتہ نہیں ملا"

جنکس نے کہا "مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ وہ کسی غیر ملک کو چلا گیا! ایسا کرنا چاہیئے اس وقت تک وہ کہاں مر کر دفن بھی ہو چکا ہوگا۔ اور کیا تعجب ہے کہ دوزخ میں اپنے اعمال کی سزا بھگت رہا ہو۔۔"

"یا ممکن ہے اصیل مرغ کی طرح اُس مال کو جسے وہ میرے ہاں سے لوٹ کر لیگیا کھا کر موٹا ہو رہا ہو" ٹڈکنز نے غرا کر کہا "بہر حال اس کا مجھے یقین ہے کہ وہ اب لندن میں موجود نہیں اور اس لحاظ سے کوئی وجہ نہیں کہ میں اپنے مکان میں واپس نہ جاؤں۔ وہیں رہ کر مجھے اطمینان حاصل ہوگا۔ دو سال اُس مکان کو چھوڑے ہو گئے۔ اور اس عرصہ میں میں نے سوائے اس کے اور کوئی کام نہیں کیا۔ کہ اُس بدبخت کی تلاش میں سرگردان پھرتا رہا۔ جو غالباً اس وقت یہاں سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہے"

جنکس کہنے لگا "اس بیکاری میں تم سے نہ اپنی بہتری ہو سکی نہ دوستوں کی سچ پوچھو تو میرے کنبہ کا گذارہ بھی صرف اس وجہ سے چلتا رہا ہے کہ میں باکفایت اصولوں پر بوٹ تیار کر لیتا ہوں۔ ورنہ میری بجائے کوئی اور ہوتا۔ تو جانے وہ اُس کی کیا حالت ہوتی۔۔"

ٹڈکنز بے صبری سے بولا "تم اُس واقعہ کو تو بھول ہی گئے جس میں ہم نے گولڈن

کی اُس بڑھیا کا بہت سا مال حاصل کیا تھا۔ تمہیں یاد ہے کہ اگرچہ تم خود اس موقعہ پر مکان کے اندر داخل نہ ہوئے۔ اور باہر کھڑے نگہبانی کرتے رہے۔ تاہم میں نے تمہیں برابر کا نصف حصہ دے دیا تھا۔"

مسٹر بینکس نے کہا "ہاں میں تسلیم کرتا ہوں۔ تم نے اس معاملہ میں میرے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ اور ٹونی میں ایسا احسان فراموش بھی نہیں ہوں کہ اُن عنایتی عنایتوں کو بھول جاؤں۔ جو تم وقتاً فوقتاً مجھ پر کرتے رہے ہو۔ لیکن مجھے رنج صرف اس بات کا ہے کہ تم نے ناحق اس غریب کو اس قدر سختی سے زدوکوب کیا۔۔۔"

مردہ فروش غرا کر کہنے لگا "پھر اُس کمبخت نے میرا مقابلہ کیوں کیا تھا؟"

کفنیا بولا "خیر جو کچھ ہو گیا اسے جانے دو۔ بہرحال اب وہ اس جہان سے رخصت ہو گئی۔ اور اُس کی سکڑی ہوئی لاش ہسپتال کے تابوت میں بند ہو کر زمین میں دفن بھی ہو چکی ہے۔۔۔ ان ہسپتال والوں کو اتنا معلوم نہیں کہ باکفایت تابوت کہاں سے حاصل کرنے چاہئیں۔ اگر وہ میرے ساتھ معاملہ کرتے۔۔۔"

ٹڈکنز کہنے لگا "یار تم ان تابوتوں کے جھگڑے کو چھوڑو۔ رات بہت جا چکی ہے اس لئے اب جا کر آرام کرو۔ تاکہ علی الصباح مجھے آٹھ بجے ملنے آسکو۔"

بینکس نے کہا "تم نے جو تجویز مجھ سے بیان کی۔ یقیناً تم اُسے عمل میں لانے کا ارادہ نہیں رکھتے ہو۔ کیونکہ اتنا مجھے بھی معلوم ہے۔ وہ تم سے اس قدر آسانی کے ساتھ مغلوب نہ ہوگا۔ جتنا تم خیال کرتے ہو۔"

"واہ! نہیں کیسے ہوگا!" ٹڈکنز چلا کر کہنے لگا "مجھے اُس سے ایک بہت پرانا بدلہ لینا ہے اور گذشتہ دو سال میں اگر اس کا مجھ سے سابقہ نہیں پڑا۔ تو وجہ صرف یہ ہوئی۔ کہ میں پہلے کرنیکی جم سے انتقام لینے کی فکر میں تھا۔۔۔"

اور اب چونکہ وہ عدم پتہ ہے اس لئے تم نے پرنس کے خلاف کارروائی شروع کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے؟"

"بے شک" ٹڈکنز نے ایسے استقلال کے لہجہ میں کہا جس سے معلوم ہوتا تھا اُس کے دل میں انتہائی شیطانی جذبات کام کر رہے ہیں۔ پھر وہ گلوگیر کھوکھلی آواز سے کہنے لگا "کل صبح تم نے ضرور میرے ہاں آنا۔ میں بتاؤں گا۔ اس بدبخت رچرڈ مارکھم کو اپنے قابو میں

لانے اور اُسے سزا دینے کی میں نے کیسی کارگر تجویز سوچی ہے۔ یہ ابھی بیان نہیں کر سکتا۔ مجھے اُس بدبخت سے کس درجہ نفرت ہے۔ یقین جانو کوئی دن جاتا ہے کہ وہ میرے تھانوں میں سے ایک میں مجبوس دانت پیستا نظر آئے گا۔"

"آخر اُسے زیر حراست لانے سے فائدہ کیا ہوگا؟"

"فائدہ!" ڈاکٹر نے نفرت کے لہجہ میں کہا۔ اور پھر رک کر بنکس سے دبی زبان میں کہنے لگا۔ "میں اُسے ایک بہت بڑی رقم بطور یرغمال ادا کرنے پر مجبور کروں گا۔ اتنی بڑی کہ ہم دونوں کو مالا مال کر دے۔ اور اُس کے بعد۔۔۔"

"ہاں اور اس کے بعد۔۔۔؟"

ڈاکٹر کہنے لگا۔ "تم سمجھ سکتے ہو کہ اُس کے بعد جب میں اُس سے ہر ممکن طریق پر روپیہ وصول کر لوں گا۔ تو پھر اُسے جان سے مار دوں گا۔"

یہ الفاظ خوفناک تندی کے لہجہ میں کہہ کر مُردہ فروش کفینہ کے گھر سے رخصت ہوا۔ آسمان پر غلیظ چھایا ہوا تھا۔ اور طوفان کے آثار پیدا تھے۔ رات انتہا درجہ تاریک تھی۔ اور جس وقت ڈاکٹر جلد جلد قدم اٹھاتا گلیوں سے گذر کر اس مکان کی طرف جا رہا تھا جس سے نکلے اُسے کم و بیش دو سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ بارش کے چند بڑے بڑے قطرے بھی گرنے شروع ہو گئے۔

تھوڑی دیر میں وہ اپنے قدیم مکان میں پہنچ گیا۔ چند منٹ وہ اس کی ظاہری صورت کو دیکھنے کی غرض سے باہر کھڑا رہا۔ مگر رات اس درجہ سیاہ تھی۔ کہ اُسے کچھ نظر نہ آیا۔ آخر جیب سے دروازہ کی کنجی نکال کر جو اب تک اُس کے پاس ہی موجود تھی۔ اور جسے اُس نے اُس دن کے بعد کہ اپنے خزانہ کے گم ہونے کا واقعہ دیکھ کر وہ اس مکان سے رخصت ہوا۔ اب تک سنبھالے رکھا تھا۔ دروازہ کھولا۔ اور مکان کے اندر داخل ہوا۔ دروازہ کو اندر سے باحتیاط بند کر کے اُس نے وہ لالٹین روشن کی۔ جسے ساتھ لیتا آیا تھا۔ اور اُسے اونچا اٹھا کر غور سے دیواروں۔ ڈیوڑھی اور زینہ کو جہاں تک وہ نظر ڈال سکتا تھا۔ دیکھا۔ آثار سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں کوئی متنفس اس مکان میں داخل نہیں ہوا۔ سیڑھیوں پر منوں گرد جمع تھی۔ اور گرد کے اوپر کسی کے پاؤں سے کے نشانات کی عدم موجودگی اس کے سارے شبہات رفع کرنے کو کافی تھی۔

نمی کی وجہ سے دیواروں میں لونی لگ گئی تھی۔ ہر طرح اطمینان کر کے ٹڈ کنز زینہ کی راہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ اور اُس نے محسوس کیا۔ کہ بالائی کھڑکی کو بظاہر گذشتہ دو سال کے عرصہ میں کبھی نہیں کھولا گیا۔ دونوں بالائی کمروں کی اندرونی حالت ویسی ہی تھی جیسی وہ چھوڑ کر گیا تھا تبدیلی اگر کچھ نظر آئی۔ تو صرف اس قدر کہ جا بجا گرد کے انبار جمع تھے۔ نمی کی وجہ سے مٹی جھڑ رہی تھی۔ اور چھت سے کمرہ کا فرش بالکل خراب ہو چکا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر ٹڈ کنز کہنے لگا "اب مجھے یقین ہو گیا۔ کہ میرے بعد یہاں کوئی نہیں آیا۔ مگر لگے ہاتھوں مجھے تہ خانو کو بھی دیکھ آنا چاہیے"

ایک الماری سے کنجیوں کا گچھا اٹھا کر جو سب کی سب نمی کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکی تھیں۔ مُردہ فروش پھر زینہ سے نیچے اُترا۔ اور تیزی سے قدم اٹھاتا اُس گلی کی طرف مڑا۔ جس میں مکان کی نچلی منزل کا دروازہ واقع تھا۔ جب اُس نے اول مرتبہ اس دروازہ کا قفل کھولنے کی کوشش کی۔ تو اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ معلوم ہوتا تھا قفل میں کوئی چیز اٹکی ہوئی ہے۔ لیکن ذرا غور کرنے پر اسے یاد آگیا۔ کہ اواخر ماہ مئی ۱۸۴۱ء میں یہاں سے رخصت ہوتے وقت میں نے ہی اپنے ہاتھ سے قفل میں کنجی توڑ دی تھی۔ قفل بجائے خود زنگ آلود تھا۔ اس لئے اُسے کھولنے میں قریباً دس منٹ لگ گئے۔ لیکن آخر کار وہ کھل گیا اور مُردہ فروش اندر داخل ہوا۔

کوئی معمولی شخص ہوتا تو قفل کی حیثیت سے ہی مطمئن ہو جاتا۔ کہ میرے بعد کوئی یہاں نہیں آیا۔ مگر دور اندیش اور محتاط ٹڈ کنز نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کہ مکان میں سکونت اختیار کرنے سے پہلے اس کا کونہ کونہ دیکھ لینا چاہیے! لالٹین اٹھا کر بڑے غور سے ادھر اُدھر دیکھنے کے بعد وہ کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی ہر چیز اپنی اصلی حالت میں پڑی ہوئی ہے۔ مگر قفل کی نسبت شبہ ہے۔ شاید کسی نے میرے بعد اسے کھولا ہو اور شک دور کرنے کے لئے ممکن ہے اس میں ایک اور کنجی توڑ دی ہو۔ بہتر یہی ہے کہ میں یہاں کا ہر ایک حصہ غور سے دیکھ لوں"

وہ سامنے والے کمرہ میں داخل ہوا۔ وہاں لاٹھیں اکھاڑنے اور نقب زنی کے اوزار بدستور پڑے ہوئے تھے جن میں لکڑی کے موٹے سیاہ جالے لگے ہوئے دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ دو سال کے عرصہ میں کسی نے اُن کو چھیڑا تک نہیں۔ ٹڈ کنز بڑے اطمینان

کے ساتھ عقبی کمرہ میں داخل ہوا۔ جہاں فرش پر گرد کی موٹی تہ جم چکی تھی۔ اور دیواریں نمی کی وجہ سے سبز نظر آتی تھیں۔ خوش ہو کر کہنے لگا "ہر چیز میری مرضی کے مطابق نظر آتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی میری عدم موجودگی میں یہاں نہیں آیا۔ اُس بدذات جم کفن کی نسبت یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُس نے میرا خزانہ لوٹنا ہی کافی سمجھا۔ اور آئندہ وہ مجھے تکلیف دینے یہاں نہ آئے گا۔ مگر قسم ہے شیطان کی۔ اگر اب بھی وہ مجھے کہیں مل جائے"۔ یہ کہتے ہوئے مردہ فروش نے بڑے غصہ سے اپنے دانتوں کو کٹ کٹایا۔ "اگر وہ ایک بار مجھے مل جائے۔ تو میں اس مکان ہی میں اُس کا جھگڑا چکا دوں۔ لندن بھر میں اس جیسا دوسرا مکان نہیں۔ چک لین والا مکان بھی اس سے دوسرے درجہ پر ہے اور اب جبکہ میں پھر اس میں آگیا ہوں"۔ یہ الفاظ کہتے وقت لالٹین کی روشنی میں اُس کا چہرہ نہایت خوفناک اور ابر کی طرح سیاہ نظر آتا تھا۔ "میں بہت جلد ان سرد تہ خانوں میں سے ایک میں رچرڈ مارکھم کو بند کرنے کا سامان پیدا کر لوں گا"۔

یہ خوفناک الفاظ بلند اور وحشیانہ لہجہ میں کہہ کر مردہ فروش نے تہ خانہ کا پتھر اُٹھایا۔ اور سیڑھیوں کے راستہ نیچے اُترنے لگا۔ وہ اپنے دل میں اپنے خوفناک انتقام کی تجویز پر خوش ہو رہا تھا۔ جو وہ رچرڈ مارکھم سے جسے وہ اپنا جانی دشمن سمجھتا تھا۔ لینا چاہتا تھا۔ نیچے اُتر کر جس وقت وہ نم دار فرش زمین پر چلنے لگا۔ تو پہلے اُس نے دائیں طرف والے چاروں دروازوں کو دیکھا۔ اور پھر بائیں طرف والے دروازوں کو۔ گویا وہ اپنے دل میں اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔ کہ ان میں سے کونسی کوٹھڑی رچرڈ مارکھم کی حراست کے لئے موزوں تر ہوگی۔ آخر کار وہ ایک دروازہ کے سامنے رک گیا۔ اور کہنے لگا "بس یہ کمرہ ٹھیک رہیگا میں نے سُنا ہے۔ یہی وہ کمرہ ہے جس میں بہت سے دیوانے اس زمانہ میں کہ یہ جگہ پاگل خانہ کا کام دیتی تھی۔ دیواروں کے ساتھ سر ٹکرا کر مر گئے تھے"۔

یہ کہتا ہوا مسٹر کنز کوٹھڑی کے اندر داخل ہوا۔ اور اُس نے لالٹین کو سر کے برابر اونچا کر کے اس خوفناک قبر نما تہ خانہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ پھر اُس کا اچھی طرح جائزہ لے کر بولا "ہاں یہ مقام رچرڈ مارکھم کے لئے خوب رہے گا۔ مجھ سے اس نے جس قدر بدسلوکیاں کیں۔ اُن کا بدلہ لینے کا وقت اب آن پہنچا ہے۔ اور میں دیکھوں گا۔ اس کا بلند رتبہ۔ اس کی نیکیاں جن پر اُسے اتنا ناز ہے۔ اس کا غیر معمولی اثر یا شہرت۔ یہ سب باتیں [illegible]

کو کس حد تک کم کر سکتی ہیں۔ جو اُسے یہاں رہ کر برداشت کرنا ہوگا۔" یہ الفاظ کہتے ہوئے ٹڈکنز کے چہرہ پر جو عموماً خشونت آمیز نظر آتا تھا۔ شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ اور وہ پھر بولا "بس یہی کوٹھڑی ہے۔ جس میں میں رچرڈ مارکھم کو قید کروں گا۔"

"نہیں اے بدبخت یہ وہ کوٹھڑی ہے۔ جس میں میں تجھے قید کرتا ہوں۔" یہ الفاظ بڑے زور کے ساتھ مردہ فروش کے کانوں میں پہنچے۔ اور اس کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ زور سے بند ہوگیا۔

ٹڈکنز گھبرا کر پلٹا اور اس اضطراب میں لالٹین اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ اس نے بڑے زور کے ساتھ دروازہ سے ٹکر ماری۔ مگر فوراً ہی کسی نے باہر سے اُس کی مضبوط آہنی زنجیر چڑھا دی۔

باوجود بہت بڑی کوشش کے مردہ فروش دروازہ کو کھولنے یا توڑنے سے قاصر رہا۔ تو اس کے منہ سے غصہ اور مایوسی کی ایک ایسی دردناک چیخ نکلی۔ جو اُس بھیڑیئے کی چیخ سے مشابہ تھی۔ جو شکاری کی بندوق سے زخمی ہو چکا ہو۔

کوٹھڑی کے باہر کرنیلی جم نے اپنی جیب سے چھوٹی سی لالٹین نکال کر اُسے روشن کیا۔ اور کہنے لگا "اے بدنصیب تیرے لئے تجھ سے انتقام لینے کا وقت آپہنچا۔ یہ کوٹھڑی ہی اب تیری قبر ثابت ہوگی۔ تو یہاں تدریجی فاقہ کشی کے اثر سے تڑپ تڑپ کر جان دے گا۔ موت تجھے پاس کھڑی نظر آئے گی۔ لیکن اُس سے بچنے کا کوئی ذریعہ دکھائی نہ دیگا۔ دوزخ کے عذاب بھی اُس اذیت کے سامنے ہیچ ہوں گے۔ جو تجھے اس جگہ برداشت کرنی پڑیگی اور تو اُس دن کو یاد کر کے سر دُھنیگا جب تو اس دنیا میں پیدا ہوا۔"

"جم خدا کے لئے ایسا نہ کہو۔" مردہ فروش نے کوٹھڑی کے اندر ہی التجا کے لہجہ میں کہا "یقیناً تم اتنے سنگدل نہیں ہو۔ مہربانی سے مجھے باہر نکال لو۔ ہم تم دوست ہو کر رہیں گے۔"

"یہ قطعاً غیر ممکن ہے۔" جم کفن نے جواب دیا۔ "اور تا ہنجار کیا تو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میں صرف اس لئے برسوں تیری تلاش میں سرگردان رہا۔ کہ جب تجھ سے بدلہ لینے کا وقت آئے۔ تو میں انتقام سے باز رہوں۔ مدتوں میں تیری تلاش میں پھرا کیا۔ دن رات تیری پیچھے پڑا رہا۔ بیچ میں دو سال تو میری نظروں سے غائب ہوگیا مگر آج آخر کار میرے ہاتھ آگیا ہے۔ میں یقیناً ایسا احمق نہیں ہوں۔ کہ تجھے بچکر نکل جانے دوں۔"

مردہ فروش سنت کے لہجہ میں بولا۔ "جم میں تسلیم کرتا ہوں۔ میں نے تم سے برائی کی مگر تم درگذر کرو۔ اور میرا قصور معاف کر دو۔ کیا مجھ سے انتقام لینے کے لئے یہی بات کافی نہ تھی۔ کہ تم میرا جمع کردہ خزانہ۔ سارا زر و مال اور جواہرات کا ڈبہ اٹھا کر لے گئے؟ ..."

"اولعون" کرنیکی جم نے حقارت کے لہجہ میں کہا۔ "کیا تو یہ سمجھتا ہے۔ میں نے تیرا زر و مال اپنے آپ کو دولتمند بنانے کے لئے حاصل کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ میں چار دن کا بھوکا ہوتا ... فاقہ کشی سے میری جان نکل جاتی ... پھر بھی تیری ناپاک کمائی سے روٹی کا ٹکڑا خریدنا منظور نہ کرتا۔ پس جان لے کہ تیری وہ ساری دولت اور وہ تمام زر و مال اس تہ خانے سے نکالنے کے دو گھنٹے بعد میں نے دریائے ٹیمز میں بہا دیا تھا۔"

"کیا اس سے بھی تمہارا انتقام پورا نہ ہوا؟" ڈرکنز نے ایک ایسے لہجہ میں کہا جس سے معلوم ہوتا تھا اس کے سینہ میں غصہ اور مایوسی کے درمیان کتنی سخت جدوجہد ہو رہی ہے۔

کرنیکی جم کہنے لگا۔ "میرا اطمینان تبھی ہوگا جب تو سخت اذیت سے تڑپ تڑپ کر جان دیگا۔ اے شیطان جو باتیں تو نہیں اس نیک مرد کیلئے سوچی تھیں جس کی خوبیاں تیرے گناہوں سے بھی بہت زیادہ ہیں۔ وہ اب تیری اپنی ذات کو پیش آئی ہیں۔"

"مگر جم میرے مرجانے سے تمہیں کیا حاصل ہوگا؟" ڈرکنز نے سنت سے پوچھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کے اندر انتہائی مایوسی جاگزین ہوتی جا رہی ہے۔

جیمز کنن نے سوال کیا۔ "تو بتا کہ رچرڈ بارکھم کی جان لیکر تجھے کیا حاصل ہوتا؟ کیا اس سوال کا تیرے پاس کوئی جواب ہے؟ دیکھ آج وہ تیری مکاریاں ... تیری شرارتیں ... تیری تمام سازشیں کتنی بے اثر ثابت ہوئیں۔ اس آخری وقت میں میں تجھے بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے کس طریق پر آخر کار تجھ پر غلبہ حاصل کیا۔ آج سے دو سال پیشتر ایک رات کو میں بازار میں چھپا تیرا انتظار کر رہا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تو اس مکان میں رہتا ہے۔ اور میں خنجر چھپائے اس تاک میں تھا۔ کہ تو آئے اور میں اسے تیرے سینہ میں گھونپ دوں۔ مگر تو جس وقت آیا تو تنہا نہ تھا۔ ایک اور آدمی تیرے ساتھ تھا۔ اور تم دونوں ایک عورت کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اسے زبردستی گلی کی طرف لا رہے تھے۔ میں بدستور اپنی کمین گاہ میں چھپا رہا۔ اس کے ذرا بعد تم دونوں نکل آئے۔ مگر وہ عورت تمہارے ساتھ نہ تھی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ یا تو زیر حراست رکھا۔ یا قتل کر دیا گیا ہے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ اگر میں تمہیں حوالہ پولیس

کر کے یہ جان لوں کہ تم پھانسی کی سزا پاؤ گے تو میرا انتقام مکمل ہو جائے گا۔ مگر ان دنوں ہالفورڈ کی بیوقوفی سے سارا کام بگڑ گیا۔ اور میں اس سلسلہ میں کئی دن حوالات میں رہا۔ پھر مجھے رہا کیا گیا۔ اور رہائی کی رات کو میں سیدھا اس مکان میں آیا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہو چکا ہو تھا جم زیر حراست ہو کر کوئڈ باتھ فیلڈ کے جیل خانہ میں ہو۔ میں نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ اس مکان کے ہر حصہ کی پورے طور سے تلاشی لوں۔ میرے پاس کنجیوں کا ایک گچھا تھا جن کی مدد سے دروازہ کھول کر میں اندر داخل ہوا۔ اور تھوڑی کوشش کے بعد مجھے تہ خانہ کے خفیہ دروازہ کا پتہ مل گیا۔ میں تہ خانہ میں اترا۔ مگر کوئی عورت اس وقت وہاں موجود نہ تھی۔ مڈ کنز اس طریق پر میں تیرے اس پراسرار مکان کے راز سے واقف ہوا۔ اور تو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ جب میں دوبارہ یہاں آیا۔ تو تیرے خزانہ کا پتہ لگا لینا چنداں دشوار نہ تھا۔"

مردہ فروش گلوگیر اور کھوکھلی آواز میں کہنے لگا "جم اس داستان کو ختم کرو۔ اور مختصر لفظوں میں میرے اس سوال کا جواب دو۔ کیا اس وقت جبکہ میں تمہارے قابو میں ہوں تم اپنی دھمکیوں کو عملی صورت دینے کا مصمم ارادہ رکھتے ہو؟"

"کوئی ترغیب میرے اس ارادہ کو بدل نہیں سکتی" کرنیکی جم نے خوفناک لہجہ میں کہا۔ "اور دیکھ اس کا ثبوت یہ ہے"

دو تین منٹ تک تہ خانہ میں بالکل خاموشی رہی۔ اور اس کے بعد اس خوفناک سناٹے میں اس قسم کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی ہتوڑے سے بڑے زور کے ساتھ میخیں گاڑ رہا ہو۔

کوٹھڑی کے اندر سے مردہ فروش نے چیخ کر کہا "آہ! اے مجسم شیطان تو کیا کر رہا ہے؟"

اس کے لئے یہ سمجھ لینا دشوار نہ تھا۔ کہ کرنیکی جم دروازہ کو اور زیادہ مضبوط بنانے کیلئے اسے آہنی میخوں سے بند کر رہا ہے۔

یہ معلوم کر کے بدنصیب شخص کے دل میں جو خوفناک خیالات پیدا ہوئے اُن کا اندازہ کرنا دشوار نہیں۔ مردہ فروش پر اس وقت دیوانگی کا عالم طاری تھا اس نے اس زور سے دروازہ کے ساتھ ٹکر ماری کہ گو وہ مضبوط کیلوں سے بند تھا۔ اور باہر زنجیر چڑھی ہوئی تھی۔ تاہم ایسا معلوم ہوا کہ کھلنے کے قریب ہے۔

اس پر کرنیکی جم نے چند اور میخیں اس میں گاڑنی شروع کر دیں۔ جوں جوں دروازہ میں

میخوں کے لگنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مردہ فروش کی وحشت بڑھتی جاری تھی۔ کئی بار اس نے اسی طرح اُس قبر میں سے جس کے اندر وہ زندہ دفن ہو چکا تھا۔ نکلنے کی کوشش کی اور بارہا اس نے ایسی وحشیانہ چیخیں ماریں۔ جو کبھی ہم کفن کے سننے میں نہ آئی تھیں۔ مگر آخرکار جب آخری میخ بھی دروازہ کے اندر لگ چکی تو مردہ فروش کی جد و جہد کا خاتمہ ہو گیا۔

اس خوفناک کام سے فارغ ہو کر کرنیکی جم نے مردہ فروش سے کہا "تجھے معلوم ہو گیا ہو گا کہ تجھ سے انتقام لینے کے متعلق میرا ارادہ کتنا مضبوط ہے۔ ایڈکنز تو اس وقت تک یہاں رہے گا کہ تیری زندگی کا خاتمہ ہو جائے۔ یاد رکھ میں تجھے آسانی سے مرنے نہ دونگا اور کبھی کبھی جبکہ میں دیکھوں گا۔ تیری جان نکلنے کے قریب ہے۔ میں تھوڑا سا کھانا اس سوراخ کے راستہ جو کوٹھڑی میں بنا ہوا ہے تجھے پہنچا دیا کروں گا۔ تاکہ تیری تکلیفوں کا خاتمہ آسانی سے نہ ہو سکے"۔

"ملعون ایڈکنز نے چلا کر کہا" تو ہماری غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ اگر مجھے بہر حال مرنا ہے تو اطمینان رکھ۔ میں فاقہ کشی سے نہ مروں گا۔ دیا سلائی میرے پاس ہے۔ اور ان تمام کردوں کے اندر بارود کی نالیاں لگی ہوئی ہیں۔ میں آگ دکھا کر ایک منٹ میں اس سارے مکان اور اس کے ساتھ ہی اس نصف بازار کو اڑا سکتا ہوں"۔

"ایڈکنز ان باتوں سے کون ڈرتا ہے" کرنیکی جم نے بڑے پرسکون اور طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ "جیسا تیرے جی میں آئے کر"۔

جس طرح پنجرہ کے اندر بند کیا ہوا چرخ اپنے ناخنوں سے اُس کی آہنی سلاخوں کو کھرچتا اور باہر نکلنے کے لئے بیتاب ہوتا ہے۔ اسی طرح مردہ فروش نے دروازہ کو اندر سے نوچتے ہوئے چلا کر کہا "خدا تجھے غارت کرے۔ کیا میری التجائیں اور دھمکیاں سب بے سود ہیں! کیا مجھے آخر انتہائی کارروائی ہی کرنی پڑے گی!"

کرنیکی جم خاموش رہا۔ اُسے مردہ فروش کے کمرہ کے اندر ادھر ادھر بے چینی کے ساتھ پھرنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ مگر وہ بدستور دروازے کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔ ہر ایک گالی ہر ایک چیخ اور ہر ایک دھمکی جو مردہ فروش دیتا۔ اور جو اس کی ذہنی اذیت کو ظاہر کرنے والی ہوتی تھی۔ وہ شوق سے سن رہا تھا۔ یکایک اُسے اس قسم کی آواز سنائی دینا بند ہو گئی

کوئی دیا سلائی کو دیوار کے ساتھ رگڑتا ہے۔ اس آواز کو سنکر جیمز کفن کانپا۔ مگر اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔ چند منٹ کے لئے بالکل خاموشی رہی۔ اُس کے بعد ایک مدہم سا دھڑاکا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کوٹھڑی کے اندر باروت کی تھوڑی سی مقدار کو اُڑایا گیا ہے۔ اس کے سوا کوئی واقعہ ظہور میں نہ آیا۔

پھر کوٹھڑی سے ایک خوفناک چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مردہ فروش نے ایک بار اور دروازہ کے ساتھ زور سے ٹکر ماری۔ اور سخت ذہنی تکلیف کی حالت میں چلا کر کہنے لگا "ہائے میری آنکھیں! ہائے میری آنکھیں! اے خدا میں اندھا ہو گیا!"

کرنیکی جم جس کا دل اُس کے سینہ میں پتھر ہو چکا تھا۔ بڑی سرد مہری سے بولا "اس تاریکی میں اندھا اور سوکھا ہونا برابر ہے۔ اس کے علاوہ مرنے کے وقت بینائی یوں بھی جواب دے جایا کرتی ہے"

"او ظالم!... او شیطان! کیا اب بھی تیرا اطمینان نہیں ہوا" مردہ فروش نے چیخ کر کہا "ہائے اس باروت نے مجھے اندھا کر دیا... میری آنکھوں میں کوئلے دہک رہے ہیں!..."

جم کفن نے کہا "معلوم ہوتا ہے۔ باروت مرطوب ہو گیا تھا۔ ایک بار پھر دیا سلائی کو دیکھو"

"ہائے بیرحم ظالم!" ٹڈ کنز نے آخری بار زور سے کراہتے ہوئے کہا۔ اور اُس کے بعد جیمز کفن کو اس قسم کی آواز سنائی دی۔ گویا وہ زور سے فرش زمین پر گر پڑا ہے اور بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رو رہا ہے۔

اس کے پورے دس دن بعد کرنیکی جم نے اس کوٹھڑی کا دروازہ کھولنا شروع کیا۔ کام بہت مشکل تھا۔ کیونکہ میخیں لکڑی کے اندر بڑی مضبوطی کے ساتھ جم چکی تھیں۔ مگر وہ گھنٹے کی مسلسل محنت کے بعد اُس نے دروازہ کھولا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ اب دروازہ کھولنے میں کسی طرح کا خطرہ نہیں۔ کیونکہ اس دس دن کے عرصہ میں وہ کم و بیش ہر وقت دروازہ کے [illegible] موجود رہا تھا۔ اور اُس شخص کی جسے اس نے اس کوٹھڑی میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ چیخوں... التجاؤں... وحشت آمیز گفتگو اور گالیوں کو مزے لے لے کر

سنتا رہا تھا۔ روز بروز آواز میں آہستگی نمایاں اور جوش کی علامات کم ہوتی گئیں۔ نویں رات آدھی گذر چکی تھی۔ ہر قسم کی آوازیں آنی بند ہو گئیں۔ یہ اس بات کی علامت تھی کہ مردہ فروش کی ناپاک ہستی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے دسویں دن صبح کو دروازہ کھولنے میں تامل نہ کیا۔

اور اس وقت جب وہ لالٹین ہاتھ میں لیکر وہ کوٹھڑی کے اندر داخل ہوا تو جو خوفناک نظارہ اس کے دیکھنے میں آیا قلم اس کے بیان سے عاجز ہے! مردہ فروش سرد اور مرطوب فرش پر پیٹھ کے بل پڑا ہوا تھا۔ اس کا بدن سوکھ کر کانٹا ہو گیا تھا۔ چہرہ زرد اور اعضا تشنجی انداز سے اکڑے ہوئے تھے۔ کرنیکی جم نے جھک کر لالٹین کی روشنی میں لاش کے ہر حصہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ اس کے چہرہ پر اس وقت انتہائی اطمینان کی جھلک پائی جاتی تھی۔

اس نے دیکھا کہ مردہ فروش کا چہرہ جھلس کر سیاہی مائل ہو چکا تھا۔ آنکھیں بالکل جل گئی تھیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس باروت کے جزوی طور پر اڑنے سے جو اس کوٹھڑی کے اندر آہنی نالی میں بند تھا۔ وہ اپنی حراست کے پہلے ہی گھنٹہ میں اندھا ہو گیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے باروت کے نمدار ہو جانے کی وجہ سے پورا دھماکا نہ ہوا۔ ورنہ اگر سارا باروت ایک ساتھ اڑتا تو اس مکان کا نام و نشان بھی باقی نہ رہتا۔

اس کے چند گھنٹے بعد ڈاکئے نے ایک خط مارکھم پلیس میں پہنچایا جس میں رچرڈ مارکھم کو مخاطب کر کے لکھا گیا تھا:۔

حضور والا آپ کا جانی دشمن اب اس عالم فانی سے رخصت ہو چکا۔ اور میں نے آخر کار اس سے بدلہ لے لیا۔ انیتھنی ٹڈکنز نہایت خوفناک موت مرا۔ بہرحال وہ زندہ رہتا۔ تو آپ کی سلامتی کا اندیشہ تھا۔

جیمز کفن

نواں باب آخری ملاقات

دس جولائی ۱۸۴۳ء کا دن تھا۔

مارکھم پلیس کی چھت پر لگے ہوئے گھڑیال نے ۹ بجائے تھے۔ اور صبح ایسی فرحت بخش اور دلفریب تھی جیسی موسم گرما میں خوشگوار آفتاب صاف آسمان اور باد نسیم کے چلنے سے ہو سکتی ہے۔ اُس وقت آٹھ آدمیوں کی جماعت مارکھم پلیس کے قریب اُس پہاڑی پر موجود تھی۔ جہاں دو درخت اُگے ہوئے تھے۔

دو بھائیوں کی ملی محبت کی قدیم یادگار یہ دونوں درخت سبز اور ہرے بھرے نظر آتے تھے۔ اور ایک پر جسے رچرڈ کے گم شدہ بھائی نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔ حروف ذیل کندہ تھے:۔

یوجین

۲۵ دسمبر ۱۸۳۱ء

یوجین

۱۷ مئی ۱۸۳۸ء

یوجین

۶ مارچ ۱۸۴۱ء

یوجین

یکم جولائی ۱۸۴۳ء

جیسا کہ اس آخری کتبہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ حال کا کندہ کیا ہوا تھا۔ اور اُسے دیکھ کر رچرڈ کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا۔ کہ میرے بڑے بھائی نے آج کے دن مجھ سے ملنے کا جو وعدہ کر رکھا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔

آج سے بارہ سال پیشتر ۱۸۳۱ء میں رات کے ۹ بجے دونوں بھائی اسی مقام پر ایک دوسرے سے جدا ہوئے تھے۔ اور اگرچہ اس بات کا اندازہ کرنا غیر ممکن تھا کہ بارہ سال کی میعاد ختم ہونے پر آج یوجین کس وقت اس مقام پر واپس آئے گا۔ تاہم اس کا رچرڈ کو پورا یقین ہو چکا تھا۔ کہ وہ واپس ضرور آئے گا۔ اور چونکہ رچرڈ اُس سے ملنے کے لئے بیتاب تھا۔ اس لئے یہ سمجھ کر کہ اُسے بھی مجھ سے ملنے کی ایسی ہی بے چینی ہوگی جو وہ سمجھتا تھا کہ یوجین جلد سے جلد یہاں واپس آنے میں تامل نہ کریگا۔ یہی وجہ تھی کہ ۱۰ جولائی کے دن کے نو بجے ہی پرنس اُس پہاڑی پر پہنچ گیا۔ جہاں اُسے اپنے بارہ سال

کے بچھڑے ہوئے بھائی سے آج کے دن ملنے کا یقین تھا۔ باقی سات، شناس جو اس کے ہمراہ تھے۔ شہزادی اسابیلا ایلین۔ مسٹر منرو۔ کیتھرائن۔ میریو بازانو۔ الزاسٹنی اور وفادار خادم ڈنگلم تھے۔

رچرڈ کے برج میں اس وقت عجیب پریشانی کی جھلک نمودار تھی۔ جسے وہ باوجود پوری کوشش کے چھپا نہ سکتا تھا۔ کیونکہ اگرچہ اب اُسے یوجین کے واپس آنے کا پورا یقین تھا۔ تاہم اس سے رخصت ہوئے اس قدر طویل عرصہ گذر چکا تھا۔ اور اس عرصہ میں اتنے انقلابات ظہور میں آئے تھے۔ کہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ وہ دوبارہ ملاقات ایسے حالات میں ہو جو میرے بھائی کے لئے رنجدہ ثابت ہوں!

شہزادی اسابیلا بھی اپنے شوہر کے بڑے بھائی سے ملنے کی خواہشمند تھی۔ اور اپنے بچھڑے ہوئے جیٹھ کی واپسی کا انتظار کم و بیش ایسے ہی جذبات کے ساتھ کر رہی تھی۔ جو اُس کے شوہر کے سینہ میں موجود تھے۔ جس وقت یہ دونوں اُن درختوں کے بیچ میں بچھی ہوئی بنچ پر بیٹھے تھے۔ اُس نے اپنے شوہر کا ہاتھ دبا کر کہا "رچرڈ کسی افسردگی کو دل میں جگہ نہ دو۔ تمہارا بھائی ضرور ملنے آئے گا۔ اور وہ وقت ہم سب کیلئے عظیم خوشی کا ہوگا!"

کیتھرائن بجائے خود مختلف جذبات کے زیر اثر نظر آتی تھی۔ اسے اس بھائی سے ملنے کا اشتیاق بھی تھا جسے اس نے اول مرتبہ دیکھنا تھا۔ اور اس بات کا اندیشہ بھی کہ شاید وہ واپس نہ آئے۔ ان کے ساتھ تیسرا جذبہ استعجاب کا تھا۔ اور وہ سوچتی تھی کیا یوجین بھی ویسا ہی نیک نہاد اور ملنسار ہوگا جیسا رچرڈ ہے۔ کیا اُسے بھی مجھ سے ویسی ہی سچی محبت ہوگی؟

اور ایلین!۔۔۔ غریب ایلین اُس کے لئے ان جذبات کو جو اُس کے سینہ میں متلاطم تھے چھپانے کا کام بہت ہی دقت طلب تھا۔ اگرچہ باوجود اس کے وہ الزاسٹنی کی اطمینان بخش نگاہوں سے حوصلہ اور امید پاکر بار بار اپنے دل کو سکون اختیار کرنے پر مائل کرتی تھی۔

باقیوں میں سے بازانو اپنی چہیتی بیوی کیتھرائن کی تشویش کو دور کرنے کی ویسے ہی سے کوشش کر رہا تھا۔ اور مسٹر منرو اور ڈنگلم واقعات آئندہ کے شوق اور اضطراب

ساتھ منتظر تھے۔

ٹھیک سوا نو بجے کا وقت تھا کہ مسٹر گرین وڈ سڑک کے کنارے ایک ایسے مقام پر رکا جہاں سے پہاڑی کی چوٹی کا وہ حصہ جس پر درخت اُگے ہوئے تھے۔ صاف طور پر دکھائی دیتا تھا۔ وہ پیدل چل رہا تھا۔ اور اگرچہ گذشتہ حادثہ کے اثرات سے اس کا خیال ہو چکا تھا۔ کہ اس کی چال میں صرف خفیف سی لڑکھڑاہٹ باقی تھی۔ تاہم کمزوری اس قدر تھی کہ اسلنگٹن سے مارکھم پلیس کے قریبی مقام تک آتے آتے اُسے تکان محسوس ہونے لگی۔ اور وہ دم لینے کے لیے رُک گیا۔

اُس جگہ پر کھڑے ہو کر اس نے پہاڑی کی چوٹی کی طرف دیکھا۔ جہاں اُسے منتظر اشخاص کی صورتیں صاف طور سے دکھائی دیتی تھیں۔ انھیں دیکھ کر اُس کے چہرہ پر انتہائی زردی چھا گئی اور آنکھوں سے [illegible] آنسو بہ نکلے۔ مگر چند منٹ کے بعد اُس نے ایک غیر معمولی کوشش سے کام لیکر اپنے جذبات پر قابو حاصل کیا۔ اور اس قسم کے زوردار لہجہ میں جس کے انداز میں یاسی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ وہ قدرے بلند آواز سے کہنے لگا "ایمین میں تجھ سے وعدہ کر چکا ہوں کہ جس طرح بھی ہو اس امتحان سے گذروں گا۔ اس وعدہ کو پورا کرنا میرا فرض ہے ایمین تیرے جذبات نے مجھے تجھ سے محبت کرنے پر مجبور کر دیا۔ تو نے مجھ پر ثابت کر دیا ہے کہ عورت کی سچی محبت اور اس کا حسن سلوک انسان کے اندر کیسی عظیم تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔"

یہ الفاظ جو اس نے حسرت خیز لہجہ میں کہے تھے۔ اور جن سے وہ خود بہت متاثر نظر آتا تھا۔ اُس کے استقلال کو قوی بنانے کا موجب ثابت ہوئے۔ اور اب بلا تامل پہاڑی کی طرف روانہ ہوا۔ چند منٹ کے عرصہ میں وہ ایسے مقام پر پہنچا۔ جہاں سے سڑک یکایک دائیں طرف کو مڑ کر پہاڑی کے ایک پہلو سے ہوتی ہوئی مارکھم پلیس کے پاس سے گذرتی تھی۔ یہاں وہ پھر ایک بار رُک گیا۔ اور اگرچہ اُسے پہاڑی کی چوٹی پر منتظر جماعت صاف طور سے دکھائی دیتی تھی۔ تاہم وہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے جو سڑک اور پہاڑی کے درمیان حائل تھا۔ اُن کی نظروں سے پوشیدہ تھا۔ اب پھر ایک بار اُس کے دل میں تلخی کا عارضی احساس پیدا ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "اوف! کیا وہ خوفناک آزمائش اتنی قریب آچکی ہے۔ اُس کے اور میرے درمیان بمشکل دو سو گز کا فاصلہ حائل ہے۔ جو ابھی طے ہوا جاتا ہے۔ مگر باوجود اس کے۔۔۔"

یکایک اُسے اپنی حسین بیوی کی صورت دکھائی دی۔ جو پہاڑی کی چوٹی پر اپنے ساتھیوں سے چند قدم آگے نمایاں طور پر دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی طرف نظر اٹھا کر وہ کہنے لگا "ایلین تو کتنی بے صبری کے ساتھ میرا انتظار کر رہی ہے! اوہ اب مجھے تامل کس لئے ہے!..."

وہ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر سڑک کی اُس نکڑ پر مڑنے کو تھا۔ جہاں سے وہ لوگ جو پہاڑی پر اس کے منتظر تھے۔ اُسے صاف طور پر دیکھ لیتے۔ کہ ناگاہ اس کی توجہ ایک طرف کو پھر گئی۔ آخری فقرہ اُس کی زبان پر ہی تھا۔ کہ ایک سفری گاڑی جو بڑی تیزی رفتار کے ساتھ لندن کو جا رہی تھی۔ اس مقام سے صرف چند قدم کے فاصلہ پر الٹ گئی۔ جہاں کھڑا ہو کر گرین وڈ پہاڑی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ گاڑی میں صرف ایک ہی شخص سوار تھا۔ اور معلوم ہوا کہ اسے کوئی خاص چوٹ نہیں آئی۔ کیونکہ گاڑی کے الٹتے ہی وہ اس دروازہ کو جس کا منہ اوپر کی طرف کو ہو گیا تھا کھول کر باہر نکلا۔ یہ سارا واقعہ اس قدر جلد ظہور میں آیا۔ کہ گاڑی کے الٹنے کے ایک ہی دو منٹ بعد شخص مذکور باہر نکل کر سڑک پر کھڑا ہو گیا۔

گرین وڈ تقاضائے ہمدردی سے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اُسے چوٹ تو نہیں آئی قریب پہنچا۔ مگر جونہی اُس نے اُس شخص کی صورت دیکھی۔ غصہ اور خوشی کے مشترکہ احساس کے ساتھ اُس کے منہ سے ایک جگر دوز چیخ نکلی۔ اور وہ اُس کی طرف لپکا۔ کیونکہ یہ شخص اس کا اپنا مفرور نوکر لافلور تھا۔

اُسے گریبان سے پکڑ کر گرین وڈ چلا کر کہنے لگا "بدمعاش تو ہی میری ساری مصیبتوں کا موجب ثابت ہوا ہے۔ بتا وہ دولت کہاں ہے جو تو مجھ سے چھین کر لے گیا تھا!"

"مجھے چھوڑ دو" شخص مذکور اضطراب کے لہجہ میں کہنے لگا "ورنہ خدا جانتا ہے..."

"بدبخت! یہ دھمکیاں تو الٹا مجھے دے رہا ہے!" گرین وڈ نے قطع کلام کر کے کہا۔

لافلور نے غصہ سے دانت کٹکٹائے اور جھٹکا دے کر اپنے حملہ آور سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ گرین وڈ ہر چند کہ گذشتہ حادثہ کے زیر اثر بہت کمزور ہو چکا تھا۔ تاہم اُس نے اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا۔ اور مدد کے لئے آوازیں دینے لگا۔ گاڑیبان جو اس عرصہ میں سنبھل چکا تھا نہیں جانتا تھا کہ مجھے کس کی پاسداری کرنی چاہیئے۔ اس لئے وہ غیر جانبدار ہی رہا۔

لافلور کو اپنی حالت نازک دکھائی دے رہی تھی۔ مگر وہ ایسا آدمی نہ تھا۔ کہ انتہائی کوشش کئے بغیر مطیع ہونا منظور کرتا۔ یکایک اپنی جیب سے پستول نکال کر اُس نے اُس کا مضبوط سر گرین وڈ کی کنپٹی پر دے مارا۔ اس کی ٹوپی اس جد و جہد میں زمین پر گر پڑی تھی۔ اور سر ننگا تھا۔

وار اس زور کا ہوا۔ اور چوٹ اتنی سخت آئی کہ گرین وڈ بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اور لافلور بجلی کی تیزیٔ رفتار کے ساتھ ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ گاڑیبان ایک منٹ کے لئے اس شش و پنج میں رہا۔ کہ مجھے مفرور کا تعاقب کرنا چاہیئے یا مجروح کی نگہداشت لیکن جلدی ہی اس نے آخری کام کو مقدم سمجھ کر اول الذکر کا خیال چھوڑ دیا۔ اُس نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا۔ کہ گرین وڈ کی کنپٹی کے پاس گہرا زخم آیا ہے۔ جس سے خون بڑے زور کے ساتھ بہ رہا ہے۔ گرین وڈ اس وقت بالکل بیہوش پڑا تھا۔ گاڑیبان نے رومال نکال کر اس کے زخم پر باندھا۔ اور پھر اُسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا مگر اس میں اُسے کامیابی نہ ہوئی۔ کچھ سوچکر کہنے لگا "اس طرح تو یہ غریب یہیں سڑک پر مر جائیگا۔ بہتر ہے اسے کسی محفوظ مقام پر پہنچایا جائے"۔ اس کے ساتھ ہی اُسے خیال آیا کہ مارکھم پلیس کی کوٹھی قریب واقع ہے۔ گرین وڈ کو گاڑی کے تکیوں کے سہارے فرش پر لٹا کر وہ تیزی سے چلتا اس مکان کی طرف گیا۔ اور نوکروں سے اس واقعہ کی کیفیت بیان کی۔ وہ لوگ یہ جانتے ہوئے کہ ہمارا نیک نہاد آقا اس معاملہ میں ہماری امداد سے ہر طرح خوش ہوگا۔ فوراً زخم خوردہ کی امداد پر آمادہ ہو گئے۔ اور تین نوکر اس مقام کی طرف روانہ ہوئے جہاں گرین وڈ فرش زمین پر پڑا ہوا تھا۔

جب یہ لوگ اس مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ گرین وڈ کسی حد تک ہوش میں آچکا ہے۔ نوکروں میں سے ایک نے اسے مفرح عرق پلایا۔ جس سے اس کی طبیعت پورے طور سے بحال ہو گئی۔ مگر افسوس ہوش میں آتے ہی اُسے سب سے پہلا احساس یہ ہوا۔ کہ مجھے زخم کاری لگا ہے جس سے جانبر ہونا سخت مشکل ہے۔

بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس وقت جب انسان کا دم آخر قریب ہو۔ تو اُسے از خود اپنے انجام کی خبر ہو جاتی ہے۔ کسی ایسے ہی احساس کے زیر اثر وہ مری ہوئی آواز میں ان تینوں نوکروں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میرے نیک دل دوستو میں تم سے ایک آخری درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ یقین ہے تم ایک قریب المرگ شخص کی آخری درخواست کو

نامنظور نہ کروگے"۔

نوکروں میں سے ایک جو باقیوں سے اونچی حیثیت رکھتا تھا۔ کہنے لگا "آپ کو جو کچھ کہنا ہو۔ بلا تامل فرمایئے۔ ہمیں تعمیل ارشاد میں عذر نہ ہوگا"۔

گرین وڈ نے ذرا زیادہ استقلال سے کہا "میں تم سے التجا کرتا ہوں کہ یہ تختہ جو تم اپنے ساتھ لائے ہو اس پر ڈال کر مجھے اس مقام کی طرف لے چلو۔ جہاں تمہارا آقا اور اس کے دوست رشتہ دار جمع ہیں۔ . . تم متامل نظر آتے ہو۔ دیکھو میں التجا کرتا ہوں۔ میری اس درخواست کو نامنظور نہ کرنا۔ اطمینان رکھو کہ پرنس تم سے کبھی اس کیلئے ناراض نہ ہوگا"۔

نوکروں کو معلوم تھا کہ ہمارا آقا اپنے دوستوں سمیت کس لئے پہاڑی کی چوٹی پر ٹھیرا ہوا ہے۔ اس لئے گرین وڈ کی درخواست سے انہیں ایک طرح کا شبہ سا پیدا ہوگیا۔ گو انہوں نے اُسے ظاہر نہیں کیا۔ کیونکہ سوال جواب کا وقت نہ تھا۔ اور زخم خوردہ شخص کی شمع ہستی لمحہ بہ لمحہ مدھم ہوتی نظر آرہی تھی۔ ایک دوسرے پر معنی خیز نظریں ڈالکر نوکروں نے گرین وڈ کو لکڑی کے ڈنڈوں سے بندھے ہوئے اس چوبی تختہ پر رکھ لیا۔ جسے وہ اپنے ساتھ محل سے لیتے آئے تھے۔ گاڑیبان کوئی بڑا ہی نیک نہاد شخص تھا۔ وہ بھی ان کے ساتھ لگ کر گرین وڈ کو اس مقام کی طرف لے جانے پر آمادہ ہوگیا۔

جب یہ چاروں گرین وڈ کو اٹھائے سڑک کے موڑ سے گذرے۔ تو پہاڑی پر کھڑے ہوئے آدمی انہیں صاف طور سے دکھائی دے رہے تھے۔ رچرڈ نے یہ نظارہ دیکھکر سخت تعجب اور اضطراب کے لہجہ میں کہا "الٰہی یہ افسوسناک جلوس کیا معنی رکھتا ہے!"

ایلن بولی "بھائی مضطرب ہونے کا مقام نہیں۔ اس جلوس کا یوجین سے بہرحال کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کسی غریب شخص کو کوئی حادثہ پیش آیا ہے"۔

"مگر کیا بات ہے کہ میرے اپنے نوکروں نے اس شخص کو اٹھایا ہوا ہے"۔ پرنس نے غیر معمولی طور پر مضطرب ہوکر کہا "مجھے ان کے کندھوں پر کوئی زخم خوردہ شخص نظر آرہا ہے جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اور وہ بے حس و حرکت لیٹا ہوا ہے۔ اے راحم خدا! یہ کیا معاملہ ہے . . . میرے دل میں کیوں اس قدر بے چینی پیدا ہورہی ہے"۔ یہ الفاظ کہہ کر رچرڈ فکر سے نڈھال پنج کے اوپر بیٹھ گیا۔

جس بہادر کا دل جنگ کے نہایت خوفناک معرکوں میں کبھی نہیں ڈرا تھا۔ . .

جس کی شجاعت میدان جنگ میں اُس وقت جبکہ گولیاں اولوں کی طرح برس رہی تھیں۔ ذرا متزلزل نہ ہوئی تھی۔۔ جس کی بہادری نے اسے روئے زمین کے نامور جرنیلوں میں شامل کر دیا تھا۔۔ ہاں وہ شخص جس میں دلیری اور جرأت کے وہ تمام جوہر موجود تھے۔ جو انسان کا بہترین وصف سمجھے جاتے ہیں۔ صرف اس خوف سے کہ مبادا وہ امیدیں جو مجھے اپنے بھائی کے متعلق لگی ہوئی ہیں۔ مایوسی بخش ثابت ہوں۔ اتنا مضطرب اور پریشان ہوا کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہوتی تھی۔

عین اس وقت جبکہ وہ بچھڑے ہوئے بھائی کی واپسی کا شوق سے منتظر تھا۔ ایک زخم خوردہ شخص کا یوں بے بسی کی حالت میں چار آدمیوں کے شانوں پر اس مقام کی طرف آنا اس کے دل میں دردناک اندیشے پیدا کرنے کا موجب تھا۔ اُس کی حالت یکایک اس قدر متغیر ہوئی کہ سارے متعلقین اس زخم خوردہ کی طرف سے نظریں ہٹا کر رچرڈ کے گرد جمع ہو گئے خود الین بھی اُس افسوسناک جلوس سے جسے وہ غور سے دیکھ رہی تھی نظر ہٹا کر رچرڈ کی طرف متوجہ ہوئی۔ ایک دن پہلے شام کے وقت جب وہ گرین وڈ سے ملی۔ تو اُس نے اُسے خوش و خرم اور صحت مند دیکھا تھا۔ وہ اپنی پُر محبت گفتگو سے اس کے ارادوں کو قوی کر چکی تھی۔ اور اس کو اسے خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ وہی شخص اس وقت کم و بیش نزع کی حالت میں پہاڑی کی طرف لایا جا رہا ہے۔

چند منٹ کے عرصہ میں رچرڈ کی طبیعت سنبھل گئی۔ اور وہ کہنے لگا "پیاری سابیلا میری عزیز بہن کیٹ اور سیسلی باقی دوستو معاف کرنا کہ اس وقت مجھ سے ایسی کمزوری کا اظہار ہوا۔ مگر کیا کروں مجبور ہوں۔ سیسلی بس کی بات نہیں۔ دل بخود بیٹھا جاتا ہے۔ اور میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس کمزوری کا اظہار مجھ سے کس لئے ہو رہا ہے۔ میں خود اس پر شرمسار ہوں۔۔"

"شرمسار" سابیلا نے پیار کے لہجہ میں کہا "نہیں رچرڈ اس لفظ کا تمہارے کسی فعل یا احساس پر کبھی اطلاق نہیں ہو سکتا۔ بارہ برس تک تم اپنے بھائی سے جدا رہے۔ اُس کے درخت کا آخری کتبہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ضرور واپس آئے گا مگر انتظار کی حالت میں انسان ہر ایسی بات سے بھی بہت متاثر ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم اس وقت اتنے مضطرب ہو رہے ہو"

"بے شک پیاری اسابیلا تم نے میرے جذبات کی صحیح ترجمانی کی"
مارکہم نے اپنی بیوی کا نازک ہاتھ بڑی ملائمت سے دبایا۔
شہزادی مسکرا کر کہنے لگی "اس لئے کہ میں تمہارے دل کو اچھی طرح جانتی ہوں"
کیتھرائن بولی "پیارے بھائی ہمیں کسی فیک و بد فال کی بحث میں نہ پڑنا چاہیئے۔ بھلا غریب آدمی کسی حادثہ میں زخمی ہو گیا ہے۔۔۔"
"مگر کیا وجہ ہے کہ میرے نوکر اسے اس طرف لا رہے ہیں؟" رچرڈ نے بے چین ہو کر پوچھا۔
اس سوال نے سب کے دل میں غیر معمولی فکر پیدا کر دی اور ایسا ہونا تعجب خیز نہ تھا کیونکہ معاملہ کے اس پہلو پر اب تک کسی نے توجہ ہی نہ دی تھی۔
ایلین الزا اسٹدنی سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "بہن میرا اپنا دل گھبرانے لگا ہے۔ گو باوجود اس کے میں سمجھتی ہوں۔۔۔"
اتنے میں نوکر اور گارڈیان گرین وڈ کو اٹھائے اتنا قریب پہنچ چکے تھے کہ ایلین نے فقرہ ختم کرنے سے پہلے اس شخص کی طرف جو نوکروں کے کندھے پر تھا غور سے نظر ڈالی اسے شخص مذکور کا چہرہ صاف طور پر دکھائی دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑی دردناک چیخ مار کر اس طرح گویا کسی نے اس کے سینے میں گولی ماردی ہو۔ الزا اسٹدنی کے بازوؤں میں گر پڑی!
رچرڈ آگے کی طرف بڑھا۔ اور چند قدم اٹھا کر اس تختہ کے قریب پہنچ گیا۔ جسے نوکروں نے اس درخت کے پتوں کے نیچے جس پر یوجین کے ہاتھ کے کتبے کندھا تھے۔ فرش پر رکھا تھا۔ اس نے زخم خوردہ شخص پر ایک نظر ڈالی۔۔۔ اور بس وہی کافی تھی!
"یوجین!۔۔۔ میرا بھائی یوجین!" ہمارے ہیرو نے سخت ذہنی اذیت کی حالت میں اس کے قریب دوزانو ہو کر اور اپنے بازو گرد ڈال کر کہا "خدایا! وہ کیا ہماری ملاقات اسی طرح ہونی تھی۔ لیکن میرے پیارے بھائی حوصلہ رکھو۔ اگرچہ تم زخمی ہو۔ مگر ہم تمہیں صحت یاب کرنے کی پوری کوشش کریں گے جس طرح بھی ممکن ہوگا۔ ہم تمہیں بچالیں گے۔۔۔ کوئی جا کر فوراً ڈاکٹر کو بلا لاؤ۔ ایک لمحہ کی تاخیر نہ ہو۔ کیونکہ میرے جان سے پیارے بھائی کی زندگی خطرہ میں ہے!"

"رچرڈ تمہارا بھائی!" اسابیلا نے سخت اضطراب اور انتہائی حیرت کی حالت میں یہ نہ جانتے ہوئے کہ میں کیا کہہ رہی ہوں زور سے کہا "میرے عزیز شوہر۔ کیا یہ تمہارا بھائی ہے؟ نہیں ضرور اس میں کوئی دھوکا ہوا ہے۔ کیونکہ جس سے تم بغلگیر ہو رہے ہو۔ وہ تو مسٹر جارج مانٹیگو گرین وڈ ہے!"

"جارج مانٹیگو گرین وڈ!" رچرڈ نے اس طرح چونک کر گویا یکایک کسی نے اس کے دل پر مکا مار کر دکھ دیا ہو۔ کہا "نہیں اسابیلا یہ غیر ممکن ہے! یوجین تم اپنی زبان سے اس خیال کی تردید کر دو۔۔۔ تم خود کہہ دو۔ کہ تم وہ شخص نہیں ہو جس کا ذکر پچھلے دنوں اس قدر چرچے میں آتا رہا ہے!"

"افسوس رچرڈ میں ہی وہ بدنام شخص ہوں" یوجین نے جو اس وقت بیکسی کی حالت میں پڑا تھا۔ التجائے رحم سے اپنا چہرہ بھائی کی طرف پھیر کر کہا "مگر اس وجہ سے خدا کیلئے اس وقت میرا ساتھ نہ چھوڑنا۔۔۔ اس وقت مجھ سے نفرت کا سلوک نہ کرنا۔۔۔ اس وقت مجھے ملامت کا سزاوار نہ سمجھنا۔۔۔"

"نہیں اسوار نہیں!" پرنس نے یوجین کے گرد دیوانہ وار اپنے بازو لپیٹ کر کہا "میرے عزیز بھائی میں اور ہم کو ملامت کروں! یہ غیر ممکن ہے۔ یوجین جو کچھ ہو چکا اسے زمانہ ماضی کی تاریکی میں دفن کر دو۔ اور اس طرف دیکھو۔ تمہارے گرد کتنی پیار و محبت کرنے والی صورتیں جمع ہیں۔ یہ دیکھو کیتھرائن ہماری بہن ہے۔۔۔"

یوجین کہنے لگا "رچرڈ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہو چکا ہوں۔ بہن کیتھرائن آؤ مجھ سے بغلگیر ہو جاؤ! اور اپنی زبان سے کہو کیا تم بھی ایک بامحبت بہن کی شفاعت کے ساتھ اس بھائی کو معاف کرتی ہو جس نے دنیا میں سوائے برائی کے کبھی کچھ نہیں کیا۔ اور جس کا نام ہمیشہ بدیوں سے منسوب ہوتا رہیگا!"

کیٹ اس کے پاس دوزانو ہو کر بیٹھ گئی۔ اور بڑے پیار کے ساتھ اس کے گلے میں باہیں ڈال کر کہنے لگی "پیارے بھائی یوجین تم اس طرح کی باتیں نہ کرو۔۔۔"

یوجین اب اپنا ہاتھ اسابیلا کی طرف پھیلا کر کہنے لگا "اسابیلا میں نے تمہارے قابل احترام والد کو عظیم نقصان پہنچایا اس کیلئے میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ بھائی کی حیثیت میں تمہیں اس وقت مجھے معافی دینے سے انکار نہ ہوگا!"

شہزادی کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ وہ کہنے لگی "یوجین تم میرے شوہر کے بڑے بھائی ہو۔ اور میں اس حیثیت سے ہر طرح تمہاری منزلت کرتی ہوں۔ دیکھو اس وقت تمہارے گرد سبھی پیار و محبت کرنے والے دوست اور رشتہ دار جمع ہیں۔ زمانہ گذشتہ کے واقعات کو نظر انداز کر دو۔ اور امید رکھو کہ دوستوں کی نگرانی میں تم بہت جلد پورے طور سے صحتیاب ہو جاؤ گے۔۔۔"

"افسوس۔ میرے لئے اب اس کی امید باقی نہیں!" یوجین نے دبے لفظوں میں کہا۔

اس اثنا میں ایلین الزاسڈنی کی توجہ سے ہوش میں آچکی تھی۔ وہ دوڑتی ہوئی اس مقام پر آئی۔ جہاں یوجین کو لٹایا ہوا تھا۔ اور چلا کر کہنے لگی "میرے عزیز شوہر مایوسی کو دل میں جگہ نہ دو۔ مجھے کامل یقین ہے کہ تم صحت یاب ہو جاؤ گے!"

"ایلین۔۔۔ تمہارا شوہر!" مسٹر منرو اور رچرڈ نے یک زبان ہو کر کہا۔

ایلین کہنے لگی "ہاں رچرڈ یوجین ہی میرا جان سے پیارا شوہر ہے۔ اور اب آپ لوگ سمجھ سکتے ہیں کہ میں نے کس وجہ سے آجتک اس معاملہ کو چھپائے رکھا۔"

یوجین نے ایلین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اس کی آنکھوں میں پھر ایک بار ویسی ہی چمک پیدا ہو گئی۔ جو اس کے زمانہ عروج میں پائی جاتی تھی۔ کہنے لگا "مسٹر منرو آپ کو اپنی بیٹی اور رچرڈ تمہیں اپنی بھاوج کی حیثیت میں اس نیک خاتون کی ذات پر جتنا فخر ہو بجا ہے۔ کیونکہ اسی کے زیر اثر میرے دل میں اپنی گذشتہ غلطیوں کی پشیمانی کا احساس پیدا ہوا۔ اور میں عورت کے اعلیٰ خصائل کا مداح اور پرستار بنا۔۔۔ مگر ایلین ہمارا بچہ کہاں ہے۔ میرے پیارے رچرڈ کو میرے پاس لے آؤ کہ میں اس سے آخری بار پیار کر لوں۔"

ایلین نے اپنے شوہر کے اوپر بڑی محبت کیساتھ جھک کر کہا "یوجین ہم تمہیں مکان پر لیچلتے ہیں وہیں تم نے بچے سے مل لینا"

"نہیں ایلین مجھے یہیں پڑا رہنے دو۔" اس کے شوہر نے کہا۔ "اس درخت کے پتوں کے نیچے جس پر میرا اپنا نام کندہ ہے۔ اور جسے دیکھ کر عہد شباب کی خوشگوار یاد میرے دل میں تازہ ہوئی ہے۔۔۔ ان عزیز دوستوں اور رشتہ داروں کے درمیان لیٹنا بہت ہی راحت بخش ہے۔۔۔"

الزاسڈنی بھی آگے بڑھ کر یوجین کے پاس پہنچی۔ اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیکر کہنے لگی۔ "مجھے بھی تم اپنے دوستوں میں سمجھو۔" پھر یہ دیکھ کر کہ وہ کچھ کہنے کو ہے۔ وہ بولی "زمانہ گذشتہ کے ذکر کو جانے دو۔ سارے ناخوشگوار واقعات فراموش ہو چکے ہیں۔ اور ہمارے سامنے

ایک خوشگوار مستقبل موجود ہے۔"

"اے قابل تعریف خاتون" یوجین نے ہر طرف سے معافی محبت اور ہمدردی کے اس غیر معمولی اظہار کو دیکھ کر کہا "میں ان نیکیوں کا صلہ کس طرح ادا کر سکتا ہوں۔"

اس کے بعد اس کا میر یو بازانو سے تعارف کرایا گیا۔ یوجین اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "میں تمہیں اور اپنی بہن کو برکت دیتا ہوں۔ مدت سے مجھے معلوم تھا کہ میری ایک بہن ہے اور بارہا اسے دیکھنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی۔ رچرڈ یہ معلوم کر کے مجھ سے ناراض نہ ہونا کہ جس وقت تم مارکوئیس آف السفورڈ کے ساتھ کیتھرائن کی ولدیت کے متعلق بعض معاملات کی نسبت گفتگو کر رہے تھے میں پاس کے کمرہ میں چھپا ہوا سب کچھ سن رہا تھا۔ شاید تم اس بات سے خفا ہو جاؤ کہ کس لئے میں فوراً ہی تم سے بغلگیر نہ ہو گیا۔ مگر افسوس میں مرحوم والد کا بندہ بنا ہوا تھا ... مجھے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھنے دو کیونکہ مجھے تم سے بہت سی باتیں بیان کرنی ہیں۔ ... اور خدا کے لئے کسی کو بھیجو۔ وہ میرے بچے کو لے آئے۔ تم سب میرے گرد جمع ہو جاؤ تاکہ میں اپنے آخری الفاظ تم سے بآسانی کہہ سکوں۔"

"آخری الفاظ" ایلن نے چیخ کر کہا "میرے عزیز شوہر تم ایسی باتیں نہ کرو۔ مجھے یقین ہے تم ضرور صحت یاب ہو جاؤ گے۔"

رچرڈ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ کہنے لگا "ہاں پیارے یوجین مجھے امید ہے کہ ہماری نگہداشت اور توجہ سے تم بہت جلد خطرہ کی حالت سے نکل آؤ گے۔"

پاس کھڑی ہوئی کیتھرائن اور اسابیلا بھی زار زار رو رہی تھیں۔ ایک نوکر ڈاکٹر کو بلانے گیا اور دوسرا مکان پر تھے۔ رچرڈ یعنی یوجین کے بیٹے اور خورد سال پرنس البرٹو یعنی رچرڈ کے لخت جگر کو لانے روانہ ہوا۔

اتنے میں ونگھم آگے بڑھا۔ وہ بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔ دیر تک اس نے یوجین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا۔ جذبات کے زیر اثر گلا رکا ہوا تھا اور آواز نہ نکل سکتی تھی۔ یوجین نے اسے پہچان کر شکر گذاری کے چند الفاظ کہے جن سے عمر رسیدہ خانساماں اور بھی زیادہ متاثر ہو کر دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔

تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس کے بعد یوجین نے کہا "میرے اقارب و احباب چند منٹ بھی توجہ دے کر میرے الفاظ کو غور سے سنیں میں قسم کرتا ہوں کہ میری شمع زندگی

اب جھکورے لے رہی ہے۔ اور میں اس عالم فانی میں کسی دم کا مہمان ہوں۔ میری یہ حالت اُس بدمعاش لافلور کے ہاتھوں ہوئی۔ جو دو بھائی سال گذرے میری دولت لوٹ کرلے گیا تھا۔ اور آج اس طرف آتے ہوئے اس کمبخت نے میری جان بھی لے لی۔ مہلت نہیں کہ میں اپنے دو ہستی پر ایک نظر بازگشت ڈال سکوں۔ میری زندگی کی داستان عجیب و غریب ہے۔ گو مجموعی طور پر میں کہہ سکتا ہوں کہ اُس کا خلاصہ خود غرضی اور جرم دو مختصر لفظوں میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ میں نے اپنی آسائش کی خاطر دوسروں کے حقوق یا اُن کی ذات کی پروا نہیں کی۔ ہزاروں کی تباہی پر اپنی دولت کی بنیاد ڈالنے کی کوشش کی۔ باتوں یہ آزاد و دلگیر رہی۔ کہ اپنی بیش قرار دولت اور عزت کی بدولت دنیا میں نام چھوڑ جاؤں۔ اور بھائی رچرڈ تم پر ثابت کر دوں۔ کہ انسان کے اندر اگر قابلیت ہو تو وہ بے یار و مددگار ۔۔۔ با سرمایہ ہی کتنی عزت اور شہرت حاصل کر سکتا ہے۔ مگر اپنی زندگی کے آخری چند مہینوں میں اس محبت فرشتہ خصلت عورت ایلین ۔۔۔ اور رچرڈ تمہاری اپنی نیک مثال کو دور سے دیکھ کر مجھ پر یہ ثابت ہو گیا۔ کہ جب تک قابلیت کے ساتھ نیکی بھی وابستہ نہ ہو۔ انسان عارضی اقبال چاہے حاصل کر لے۔ دائمی شہرت حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔ بھائی رچرڈ خدا شاہد ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں لاکھوں خود غرضیاں کیں۔ مگر تمہاری ذات کو نقصان پہنچانے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ جب اس تاجر کی مشہ بازیوں سے تمہاری دولت برباد ہوئی تو مجھے اس بات کا علم نہ تھا۔ کہ وہ دولت جو میں اس کی معرفت حاصل کر رہا تھا۔ تمہاری ہے۔ مجھے اس کا شبہ تک نہ تھا۔ کہ مسٹر منرو اس شخص سے واقفیت رکھتے ہیں۔ اس معاملہ کی حقیقت مجھے بعد ازاں ایک دن اسابیلا کے والدین کے مکان پر معلوم ہوئی۔ اور خدا جانتا ہے۔ مجھے یہ معلوم کر کے کتنی پشیمانی ہوئی۔ کہ بے خبری کی حالت میں میں نے اپنے عزیز بھائی کے روپیہ پر ہاتھ صاف کیا! ۔۔۔ خدا کے لئے میری گفتگو میں قطع کلام کی کوشش نہ کرو۔ کیونکہ مجھے اس مختصر عرصہ میں بہت سے واقعات بیان کرنے ہیں۔ بارہا اس زمانہ میں جب تم پر مصیبتیں نازل ہوئیں۔ میرے دل میں تمہاری امداد کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر اس خیال سے باز رہا۔ کہ یہ سب معاملات آخری ملاقات کے دن تک ہی ملتوی رہنے چاہئیں۔ مجھے یہ بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ کئی مرتبہ اس بات کی خواہش پیدا ہوتی تھی۔ کہ تم ان مصیبتوں کے زیر اثر مغلوبی

حد تک پہنچ جاؤں۔ اور میں وقت معینہ پر تم سے مل کر پھر تمہیں اپنی دولت سے عروج پر پہنچا دوں اور اس طرح پر ثابت کر دوں۔ کہ جو راہ میں نے اپنی زندگی میں اختیار کی وہی صحیح تھی۔ مگر باوجود ان باتوں کے رچرڈ مجھے تم سے دلی محبت تھی۔ جس کا ثبوت اس درخت کے کتبوں کی صورت میں موجود ہے۔ اور ایک بار میں جرأت کر کے خفیہ طور پر ایک کھڑکی کے راستہ جو کھلی تھی۔ تمہارے مکان کے اندر بھی داخل ہو گیا تھا۔ میں تمہارے کمرہ میں پہنچا! اور دیکھا کہ تم سو رہے ہو۔۔۔"

"اوہ! تو کیا وہ خواب نہ تھا!" رچرڈ نے بلند آواز سے کہا۔ "مگر پیارے یوجین ان باتوں کو جانے دو۔۔۔ زمانہ گذشتہ کے متعلق کسی تشریح۔۔۔ کسی معذرت کی ضرورت نہیں دیکھو یہ تمہارا بچہ اور تمہارا بھتیجا دونوں موجود ہیں۔"

یوجین ایمن کا سہارا لے کر اٹھا۔ اور اس نے بڑی محبت سے دونوں بچوں کو اپنی چھاتی سے لگایا۔ تھوڑی دیر ان کے معصوم چہروں کو غور کی نظر سے دیکھتا رہا۔ پھر کسی فوری خیال کے زیر اثر۔۔۔ غالباً اپنی زندگی کے واقعات کی یاد سے متاثر ہو کر کہنے لگا۔ "خدا کرے یہ دونوں میری بجائے رچرڈ کے نقش قدم پر چلنے والے ثابت ہوں!"

رچرڈ اور ایمن دونوں نے پھر اس سے التجا کی کہ "تم زمانہ گذشتہ کی تلخ یاد کو اپنے دل میں پیدا نہ ہونے دو۔"

یوجین کہنے لگا۔ "میں تمہارا ان عنایتوں کے لئے ممنون ہوں۔ مگر کیا کروں۔ میری زندگی صدہا افعال قبیحہ سے متاثر ہو چکی ہے۔ جن کی یاد دوبارہ کر دل میں تازہ ہوتی ہے سب سے زیادہ بدسلوکی جو مجھ سے سرزد ہوئی۔ وہ اس نیک نہاد شخص کے متعلق تھی۔ جو رچرڈ تمہارا محسن تھا۔ میری مراد طامس آرم سٹرانگ سے ہے۔"

پرنس کہنے لگا۔ "یوجین اطمینان رکھو کہ اس نے دم آخر میں تمہیں معاف کر دیا تھا۔"

"ایمن نے مجھ سے کہا تھا۔ کہ تمہارے پاس ایک کاغذ ہے جو اس نے بستر مرگ پر تمہیں دیا تھا۔"

"اور جسے آج کے دن کھولنے کی شرط ہے۔" رچرڈ نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس لفافہ کو نکال کر جسے وہ آج تک بڑی احتیاط سے سنبھالے ہوئے تھا۔ اس کی مہر توڑی۔ لفافہ سے ایک چٹھی نکلکر فرش زمین پر گر پڑی۔

یوجین کہنے لگا "بھائی رچرڈ اس کا مضمون مجھے بھی پڑھ کر سناؤ۔ تمہارے سب معاملات سے مجھے گہری دلچسپی ہے"

پرنس نے رقعہ کو ہاتھ میں لے کر بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا۔ اس کا مضمون حسب ذیل تھا۔

میں نے فطرت انسانی کا جس قدر مطالعہ کیا ہے۔ اور انسان کے بشرہ سے اس کی خصلت معلوم کرنے کے کام میں جہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کی یقیناً کچھ بھی حقیقت نہ ہوگی۔ اگر میری یہ ایک پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ کہ رچرڈ جس طرح اس وقت ایک نیک آدمی ہے۔ اسی طرح زمانہ آئندہ میں ایک بہت بڑا آدمی بننے والا ہے۔

رچرڈ تم کو میری نصیحت ہے کہ اگر حالات اس قسم کے پیش آئیں۔ کہ تمہیں اس لفافہ کو ۱۰۔ جولائی ۱۸۴۳ء سے پیشتر کھولنا پڑے تو اس روپیہ کو حاصل کر کے بھی جس کا اس خط میں ذکر ہے۔ اپنے اعمال نیک کو اسی طرح جاری رکھنا۔ لیکن اگر یوم معینہ سے پہلے یہ الفاظ تمہاری نظروں سے نہ گذرے تو میں یقینی طور سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ تم اپنی ذاتی کوششوں سے اس قدر عزت اور دولت حاصل کر لوگے۔ کہ پھر تمہیں اس روپے کی چنداں پروا نہ رہے گی۔ جو میں اس خلوص اور محبت کے ثبوت میں جو مجھے تم سے ہے تمہارے نام چھوڑتا ہوں۔

جس وقت یہ رقعہ تم پنیالا واقع کیسل سکالا کے ساہوکار سینیئر ودیانی یا ان کے ایجنٹ مسٹر بگمن اینڈ کمپنی ساہوکاران لندن کے روبرو پیش کرو تو پچھتر ہزار پونڈ کی رقم جو میں نے جولائی ۱۸۴۳ء میں سینیئر ودیانی کے پاس جمع کی۔ اس دن سے یوم ادائیگی تک معہ سود مرکب تمہیں ادا کر دی جائے گی۔

میرے نوجوان دوست تم سے میں صرف ایک لفظ اور کہنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی شخص ایسا ملے جو طامس آرم سٹرانگ کی مذمت کرتا ہو۔ تو اس سے کہہ دینا وہ اپنے دشمنوں کو معاف کر گیا۔ اگر کوئی ایسا شخص جس نے مجھے اپنی زندگی میں ضرر پہنچایا۔ تمہیں نظر آئے تو اسے کہنا میں طامس آرم سٹرانگ کی طرف سے تمہیں معاف کرتا ہوں۔

میرے نیک طینت ہونہار دوست خدا تمہیں خوش رکھے۔ اور اس کی برکات ہمیشہ تمہارے شامل حال رہیں۔

طامس آرم سٹرانگ

اس مضمون کا حاضرین کے دل پر جو اثر ہوا اس پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔ آخر ذرا دیر کے بعد رچرڈ کہنے لگا "بھائی یوجین آرم سٹرانگ کو تمہارے ہاتھوں جو تکلیف پہنچی تھی اس تحریر کی رو سے اس کے لئے تمہیں معاف کیا جا چکا ہے"

یوجین کی آواز جذبات کے زیر اثر کانپتی اور لمحہ بہ لمحہ بڑھنے والی کمزوری کی وجہ سے

مدہم ہوتی جا رہی تھی۔ وہ بولا "جان برادر میں اس اطمینان بخش کلمہ کے لئے تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اب میرے سینہ سے ایک بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ رچرڈ وہ پیشگوئی جو اس خط میں کی گئی تھی لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ دنیا تمہاری عظمت کی قائل ہے۔ اور چار دانگ عالم میں تمہارے نام کا شہرہ ہو چکا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ تمہاری اس عظمت کے ساتھ نیکی کا جوہر بھی شامل ہے۔ ہماری ملاقات کا دن آج کے لئے مقرر تھا۔ وہ ملاقات ہو گئی۔ مگر افسوس کس حالت میں!... ہم دونوں پھر ایک بار ان درختوں کے سایہ میں ایک دوسرے سے ملے تو سہی۔ مگر اس حیثیت سے کہ تم ایک تخت کے ولیعہد ہو اور میں... ایک شکستہ دل شکستہ حال آدمی..."

"میرے پیارے بھائی تم ایسے رنجیدہ کلمات زبان سے نہ کہو" پرنس نے منت کے لہجہ میں کہا "تم پھر ایک بار کوشش کر کے دولت اور اقبال حاصل کر لو گے"

یوجین کے چہرہ پر پھیکی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔ جسے دیکھ کر ایلین نے چلا کر کہا "الٰہی وہ تو آخری دموں پر نظر آتا ہے!"

اور امر واقعہ یہی تھا۔ یہ حالت دیکھ کر سارے دوستوں اور رشتہ داروں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا۔ اس وقت مسٹر ونٹ ورتھ ڈاکٹر بھی موقعہ پر آ پہنچا۔ مگر اس کی ساری کوششیں بے سود ثابت ہوئیں۔ یوجین کی آنکھوں کی چمک لمحہ بہ لمحہ مدھم ہوتی گئی۔ گو اس کے حواس دم آخر تک قائم رہے۔ وہ اس بات سے باخبر تھا کہ میری زندگی کا خاتمہ تھوڑی دیر میں ہوا چاہتا ہے۔

جس وقت ڈاکٹر نے مریض کی حالت دیکھ کر مایوسی کے ساتھ سر ہلایا تو رچرڈ ایلین کیتھرائن الزاسڈنی۔ دونوں بچے میریو بازانو۔ مسٹر منرو۔ اسابیلا اور وفادار خادم و ننگھم سب زار و قطار رو رہے تھے۔ ایلین نے ایک جگر دوز چیخ ماری اور کہنے لگی "میرے شوہر... میرے جان سے عزیز شوہر اس عہد وفا کا خیال کرو۔ جو تم نے شادی کے وقت مجھ سے کیا تھا... اس بچہ کی طرف دیکھو۔ جسے تم آج یتیم چھوڑے جا رہے ہو... کیا اس کا پاس خاطر بھی تمہیں منظور نہیں!... الٰہی ہمارے وصل کی گھڑی کس قدر مختصر ثابت ہوئی!... آج کا دن جو غیر معمولی خوشی کا ہونا چاہیے تھا۔ ماتم برپا کرنے والا ثابت ہوا..."

یوجین نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر الفاظ لبوں تک آ کر رک گئے۔ یہ اس کی آخری کوشش

تھی۔ اس کے لمحہ بھر بعد۔ اُس کی روح وجود خاکی سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گئی!

دسواں باب انجام

لافلور گرفتار ہوا۔ اُس پر یوجین مارکھم کے قتل کا مقدمہ چلایا گیا۔ اور اُسے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی۔

اس مقدمہ کے ختم ہوتے ہی پرنس اور پرنسس آف مونٹونی اپنے شیر خوار بچہ پرنس البرٹو اور بہن اور بہنوئی یعنی سینیئر اور سینیورا بازانو کے ہمراہ دخانی جہاز ٹوریون پر سوار ہو کر جو انہیں لانے کے لئے بھیجا گیا تھا کیسل سکالا کو رخصت ہو گئے۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ وفادار وٹنگھم بھی اُن کے ساتھ تھا۔

الزاسڈنی اب تک اپنے خوشنما بنگلہ واقع ایرکلیپٹن میں رہتی ہے۔ اور اُس کی فیاضی اور نیک دلی کے ہمسایہ میں رہنے والے سب لوگ راج ہیں۔

ارل آف وارنگٹن اور حسین ڈائنا نسبتاً علیحدگی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ مگر دونوں کی زندگی بڑی خوشی سے گذرتی ہے۔ انہیں اس دن پر کبھی اظہار افسوس کا موقعہ نہیں ملا جب دونوں کے درمیان رشتہ مناکحت قائم ہوا۔

قریباً چھ ماہ کا عرصہ گذرا۔ شاہ زنگاری کا انتقال ہو گیا تھا۔ اور اب برطانیہ کی جپسی قوم کا فرمانروا مورکر ہے۔ اُس نے اپنی رعایا کی اخلاقی حالت کی درستی کی پوری کوشش کی ہے۔ اور گو اس کام میں اُسے بہت سی مشکلات کا سامنا پیش آیا۔ مگر امید ہے کہ استقلال اور ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ دیتے ہوئے وہ اس کام میں پوری کامیابی حاصل کر سکے گا۔ اُس کی ایوا ہر وقت اپنے گلے میں اس طلائی زنجیر کو پہنے رکھتی ہے۔ جو اسابیلا نے اُسے بطور تحفہ بھیجی تھی۔ اور اپنے نیک نہاد والدین کے زیر اثر اُن کا بیٹا شب و روز پرنس اور پرنسس مونٹونی کے اقبال اور ترقی عز و جاہ کے لئے دعا کرتا ہے۔

پوکاک آج تک ایک محنتی [illegible]دار اور مستقل مزاج شخص رہا ہے۔ اُس نے لندن کے کاروباری حصہ میں ایک کارخانہ کھول لیا تھا۔ جو اب بڑے وسیع پیمانہ پر چل رہا ہے

بہت سے ملازم اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ اور مضافات ہالووے میں اس نے ایک جائداد بھی خرید لی ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اس ذریعہ سے مجھے گاہ بگاہ اس مکان کی زیارت کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جو اس شخص کے نام سے منسوب ہے۔ جسے وہ اپنا محسن اور نجات دہندہ سمجھتا ہے۔

اور وہ عمارت! ناظرین سوال کریں گے کہ وہ اب کس کے قبضہ میں ہے؟ مسٹر منرو کے۔ اور جب اس کا انتقال ہو جائے گا تو یہ مکان ایلین کی ورثہ میں آئے گا۔ گو ابھی وہ عمر رسیدہ شخص ہر طرح مضبوط اور صحتور ہے۔ اور بارہا سپہ کو جبکہ مطلع صاف ہو وہ اپنی عزیز بیٹی یا الزاسڈنی کے ہمراہ جو بسا اوقات اس مکان میں آتی رہتی ہے۔ سیر کرتا دیکھا جاتا ہے۔

ایلین بدستور جوان اور حسین ہے۔ اور اگر اس کی خواہش ہوتی۔ تو کسی اچھے طبقہ کے آدمی سے پھر شادی کر سکتی تھی۔ مگر اس نے اپنے شوہر کی یاد میں اپنے بچہ کی خاطر بقیہ عمر بیوگی میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ اس کا اکلوتا بیٹا اب ایک خوبصورت ہونہار لڑکا ہے۔ وہ اس کی پورے طور سے تربیت کرتی ہے۔ اور اسے امید ہے کہ وہ اپنے چچا رچرڈ مارکھم کے جس کے نام پر اس کا نام رکھا گیا تھا۔ نقش قدم پر چلنے والا ثابت ہوگا۔

سکیلی گلی اور رٹیل سنیک کا مدت ہوئی باضابطہ نکاح ہو گیا تھا۔ اب وہ ہاکسٹن میں بڑے اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کی چھوٹی سی دکان خوب چل رہی ہے۔ نہ صرف ان کا گذارہ خاطر خواہ ہوتا ہے۔ بلکہ وہ بڑھاپے کے لئے کچھ پس انداز بھی کر رہے ہیں۔

کرنیکی جم مردہ فروش کی روح فرسا موت کے دوسرے دن ان سے ملا تھا۔ اور اس نے انہیں اس واقعہ سے مطلع کیا۔ اس کے بعد معلوم نہ ہو سکا۔ کہ وہ کہاں چلا گیا عام طور پر سننے میں آیا کہ وہ ایک ملاح کے بھیس میں کسی طویل بحری سفر پر روانہ ہو گیا ہے۔

ہنری ہالفورڈ آجتک بیتھلم کے پاگل خانہ میں بند ہے۔ اس کے حواس برقرار ہیں اور دیوانگی کی کوئی علامت اس میں نہیں پائی جاتی لیکن وہ اس گھڑی کو یاد کر کے آج تک پھنستا ہے۔ جب بری کتابوں کے مطالعہ سے فوری جوش میں آکر اس سے اس

حماقت آمیز فعل کا ارتکاب ہوا۔ جس کا خمیازہ وہ آجتک بھگت رہا ہے۔

البرٹ ایگرٹن ایک مالدار تاجر ہے۔ اور اُس کی ایک دوکان مونٹونی اور دوسری لندن میں چل رہی ہے۔ جب کبھی وہ مونٹونی میں جاتا ہے۔ تو ہمارے ہیرو سے قصر شاہی میں ضرور ملتا اور شریک طعام ہوتا ہے۔

لارڈ ڈنسٹیبل پر سٹریٹن سٹریٹ کے واقعہ کے بعد پرنس آف مونٹونی کے الفاظ کا ایسا اچھا اثر ہوا۔ کہ اُس دن سے اُس نے اپنی زندگی دیانت داری اور نیکی کے ساتھ بسر کرنے کا عہد کرلیا۔ چنانچہ اب اُس کی زندگی بڑے اطمینان بخش پیرایہ میں بسر ہو رہی ہے۔

کرنیل چولمونڈلے۔ سر روپرٹ ہاربرو اور مسٹر چچسٹر نے بنک آف انگلینڈ کا ایک جعلی نوٹ پیرس کے صرافہ میں چلانے کی کوشش کی تھی۔ مگر پکڑے گئے۔ اور اب بریسٹ میں دس سال قید بامشقت کی سزا بھگت رہے ہیں۔

میجر اینڈرسن کی زندگی اُس پنشن پر جو پرنس نے اُس کیلئے قائم کردی تھی۔ بڑی دیانتداری اور آسائش کے ساتھ بسر ہوتی ہے۔

مسز چچسٹر قریباً دو سال ہوئے۔ علاقہ ویلز کے ایک خوشنما دیہاتی مکان میں اُٹھ گئی تھی۔ اب وہ اُسی جگہ تنہائی میں زندگی بسر کرتی اور ہر طرح قانع ہے۔

فلپ ڈورسینی نے لندن کے حصہ ویسٹ اینڈ میں غیر ملکی لوگوں کے لئے وسیع پیمانہ پر ایک ہوٹل قائم کر رکھا ہے۔ اور اس کا کاروبار خوب چمک رہا ہے۔

لیڈی بونس کو قریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا۔ سختی اور بدسلوکی کی بنا پر اپنے شوہر سر چیری بونس سے طلاق لینی پڑی تھی۔ اُس نے عدالت میں اُس کے خلاف گذارہ کے لئے مقدمہ دائر کیا۔ جس میں اس کے حق میں ڈگری صادر ہوگئی۔ اور اب وہ اس روپیہ پر گذارہ کرتی ہے۔

سر چیری اور میجر ڈیپر اب تک یار غار بنے ہوئے ہیں۔ اور اُن کی زندگی کم و بیش ویسی ہی آوارہ گردی میں بسر ہوتی ہے۔ جیسی اب تک ہوتی رہی تھی۔

گلوب لین کے کفنے مسٹر نیکس نے اپنی کفایت شعاری کو اس حد تک پہنچایا کہ اُس نے اپنے تابوتوں پر للپیٹنے کا کپڑا انتہا سے زیادہ ارزاں نرخ پر خریدنا شروع کر دیا۔ کچھ مدت تو یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر بعد ازاں ایک گودام سے کپڑے کے کئی تھان غائب

ہونے پر تفتیش شروع ہوئی۔ تو اس کپڑے کا سراغ اُس کے مکان پر ملا۔ مال برآمد ہوگیا۔ اور اسے طوعاً و کرہاً عدالت کے ایک پیادہ کے ساتھ ورشپ سٹریٹ کی عدالت میں پہنچنا پڑا جہاں اُس گودام کا چوکیدار مال کی چوری کے الزام میں پہلے سے زیر حراست تھا۔ مسٹر بینکس نے حسب معمول اپنی طویل بے جوڑ تقریر کے ذریعہ مجسٹریٹ کو اس بات کا یقین دلانے کی کوشش کی۔ کہ میں ایک عابد اور دیانتدار شخص ہوں۔ اور باکفایت اصولوں پر تابوت تیار کرکے روزی کماتا ہوں۔ مگر اس مرتبہ یہ تقریر بے اثر ثابت ہوئی۔ مجسٹریٹ نے اسے سشن سپرد کردیا اور وہاں سے اُسے عمداً چوری کا مال خریدنے کے جرم میں دو سال قید سخت کی سزا ہوئی۔

ٹالنسن اور بڈسے مائیکل مارٹن کی نسبت باوجود بڑی تحقیقات کے ہمیں کچھ حالات معلوم نہ ہوسکے۔ البتہ رابرٹ سٹیفنز کے بارہ میں اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ نیویارک کی ایک دوکان میں فرضی نام سے ملازمت کرکے روزی کماتا ہے۔

جان سمدرز جسے ہمارے ناظرین گیٹ کے نام سے پہچانتے ہیں۔ ایک نئے شہر میں جو گذشتہ تین سال کے عرصہ میں وادی اوہیو (امریکہ) میں آباد ہوا ہے۔ اب ایک نہایت مالدار تاجر ہے۔ اور اُس نے حال میں پرنس آف مونٹونی کو ایک خط میں اطلاع دی تھی۔ کہ میں امید سے بڑھ کر خوشی کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

خاتمہ

بس۔ ہمارا قصہ ختم ہوا۔ نیکوں کو نیکی کا ثمرہ اور بدکاروں کو اُن کی بدی کا خمیازہ مل گیا۔

اس داستان کے آغاز میں ہم نے کہا تھا کہ لندن سے دو سڑکیں دو مختلف مقامات کی طرف جن میں سے ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں نکلتی ہیں۔ کیا ہم نے یہ ثابت نہیں کردیا۔ کہ اُن میں سے ایک کس طرح جرم۔ سازش۔ عیاشی اور اسراف کے پُرشور مقامات سے گذرتی۔ اور دوسری ڈھلوان چٹانوں اور ناہموار گھاٹیوں میں سے ہوکر جاتی ہے۔ مگر اُس کی راہ پر جابجا نیکی اور راست شعاری کی آسائشی فرودگاہیں موجود ہیں۔

دونوجوان ان دو سڑکوں پر ایک ہی جگہ سے ایک ہی وقت روانہ ہوئے تھے۔ بڑا پہلی سڑک پر چھوٹا دوسری پر۔ دونوں نے اُن راستوں کے حسب حال مستقبل حاصل کرلیا ایک آج موسم بہار کے ٹوٹے ہوئے پھول کی طرح زیر خاک سو رہا ہے۔۔۔ دوسرا ایک سلطنت کے حکمران کا ولیعہد ہے!

اور دیکھئے۔ بدنصیب میری این کی پیشگوئی کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی۔ بوشوئی کے قصر شاہی میں زندگی بسر کرتے ہوئے ہماری داستان کے ہیرو اور ہیروئن اپنے دور زندگی کے واقعات پر غور کرتے ہوئے یاد کرتے ہیں۔ جو خود اس دنیا سے مایوس و مغموم حسرت نصیب رخصت ہوئی۔ مگر اُن کے لئے دائمی راحت کی دعا کر گئی۔

اور وہ راحت!۔۔۔ کیا ایسی مکمل خوشی کبھی دنیا میں دیکھی گئی ہے! ایک پیار کرنے والی بیوی کی صحبت میں اس کے والدین کا جن کے سروں پر خود اُس کی کوشش سے تاج شاہانہ رکھا گیا۔ منظور نظر۔ اور اس قوم میں ہر دلعزیز جسے اس نے اپنی دلیری اور شجاعت سے حلقۂ غلامی سے نکالا۔ رچرڈ مارکھم آج دنیا کے سارے تفکرات سے آزاد انتہائی راحت کے ساتھ زندگی بسر کر رہا ہے!

دوسری طرف شہزادی اسابیلا اس محبت سے ہر طرح مطمئن ہے۔ جو اُس نے ابتدا میں ہی رچرڈ مارکھم سے کی۔ اپنے شوہر کی ان نیکیوں سے خوش جن کا اظہار اُس کی طرف سے زیادہ تحسین میں ہوتا رہا۔ اور اُس شاندار جوت سے مسرور جو اُس نے زمانہ جنگ میں حاصل کی اُس خوبصورت بیٹے سے پیار و محبت کرتی ہوئی جس کے اندر اپنے ذی رتبہ باپ کی ساری خوبیاں ظاہر ہو رہی ہیں۔ اور اس حسین دختر پر ناز کرتے والی جو اپنی خوبصورتی میں ماں کی طرح لاثانی ثابت ہونے والی ہے۔ اسابیلا کی زندگی کامل اطمینان اور انتہائی مسرت کی حالت میں گذرتی ہے۔

پیارے ناظر جس نے اب تک اس طویل داستان میں میرا ساتھ دیا ہے ایک لفظ مجھے تم سے بھی کہنا ہے۔ اگر تمہارے حلقۂ احباب میں کوئی شخص اس کتاب کے مطالعہ سے اس لئے اظہار نفرت کرے۔ کہ وہ اس کے نام سے ڈرتا ہو۔۔۔ یا اس نے یہ اڑتی سی خبر سن لی ہو کہ اس کے مطالعہ سے طبع انسانی کی اصلاح کی بجائے اس کی تذلیل کا [illegible]

فسانۂ لندن

سلسلۂ ثانی

مکمل اردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

رینالڈس کے معرکہ آرا ناول مسٹریز آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلہ ثانی سلسلہ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلہ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلہ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے نہایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۶۴ صفحوں سے زیادہ قیمت ۵ محصولڈاک الگ۔

جدا جدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ علاوہ محصولڈاک ہے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

ہے ... یا اُس کا خیال ہو کہ اس کو پڑھنے سے ہمدردی کے آنسو بہنے کے بجائے رخساروں پر شرم کی سرخی پیدا ہونے کا احتمال ہے ... مختصر یہ کہ اگر کوئی شخص بیجا اندیشوں کو پیش نظر رکھکر کسی فرضی تعصب یا غلط فہمی کی بنا پر اس کتاب کی نسبت مخالفانہ رائے قائم کر چکا ہو ... اس کتاب کی نسبت جس کی تصنیف کا مدعا لوگوں کے اخلاق کی درستی اور موجودہ خرابیوں کا انسداد تھا تو اے ہمدرد ناظر اس شخص کو میری طرف سے اتنا کہہ دینا "کتاب کو مطعون کرنے سے پہلے اُس کا مطالعہ کر کے دیکھ!"

مانا کہ ایک طرف ہم نے سوسائٹی کی کثافتوں اور اُس کے قابل نفرت پہلوؤں میں جنبش پیدا کرنے کی کوشش کی مگر کیا دوسری طرف ہم نے اُس کے روشن حصے ظاہر کرنے میں کوتاہی کی ہے؟ اگر ہم نے جرم اور گناہ کے خوفناک مناظر دکھائے ہیں۔ تو نیکی کے دلفریب پہلوؤں کو نمایاں کرنے سے بھی تو قاصر نہیں رہے۔ کیا ہم نے یہ ثابت نہیں کیا۔ کہ ایک شخص کی عمدہ نظیر اور فیاضی روئے زمین کے تمام پادریوں اور واعظوں کی نسبت بہت زیادہ گنہگاروں کی اصلاح اور نجات کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے؟

اس لئے اگر اوراق گذشتہ کے مطالعہ سے پڑھنے والے کے دل میں ایک مفید خیال ... ایک نیک اثر بھی پیدا ہو گیا ہو۔ تو سمجھنا چاہیئے کتاب فائدہ سے خالی ثابت نہیں ہوئی۔ اگر مدعا کی ایمانداری اور پیش نظر مقاصد کی دیانت میں کوئی خوبی ہو سکتی ہے۔ تو اُسے ہم اپنا حصہ سمجھتے ہیں۔

اور اگر ان سب باتوں کے علاوہ جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہم اس خیال کی بھی جرأت کر سکیں کہ قصہ بجائے خود دلچسپی سے خالی ثابت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ اس وسیع حلقہ میں جس کے روبرو بالاقساط پیش ہوتا رہا۔ بہت مقبول ہوا۔ اور ناظرین ہمیشہ اس کے شوق سے منتظر رہے۔ تو ہمیں یقین ہے جن اصحاب نے اب تک ہمارا ساتھ دیا۔ وہ اس فسانہ لندن کے سلسلہ ثانی میں بھی ضرور ہمارے ساتھ رہیں گے۔

جارج ڈبلیو۔ ایم۔ رینالڈس

ختم شد

فسانۂ لندن

سلسلۂ ثانی

مکمّل اُردو ترجمہ ۲۵ جلدوں میں

از منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ڈینالڈس کے معرکہ آرا ناول سٹریٹ آف لندن کے دو سلسلے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ دو جداگانہ داستانیں ہیں جنہیں اس نام سے شایع کیا گیا ہے۔ سلسلۂ ثانی سلسلۂ اول سے بلحاظ نفس مضمون بالکل مختلف ہے۔ اس ناول کا ہیرو جدا۔ کیرکٹر الگ اور پلاٹ بالکل علیحدہ ہے۔ مگر دلچسپی اور سحر نگاری کے اعتبار سے یہ سلسلہ ... اگر ممکن سمجھا جائے ... تو سلسلۂ اول پر بھی فوقیت رکھتا ہے۔

اس سلسلہ کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ جہاں سلسلۂ اول میں امیر طبقہ کی برائیاں دکھائی ہیں۔ وہاں اس میں ان کی خوبیوں کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ قابل مصنف نے یہ ثابت کیا ہے کہ دولت ہر حال میں انسان کی فطری خوبیوں کو تلف نہیں کر دیتی۔ اور آدمی میں فیاضی اور شرافت کا جوہر موجود ہو۔ اور خدا اسے نیکی کی توفیق دے تو وہ اپنی ثروت کو دنیا کی بہتری کے لئے کیونکر صرف کر سکتا ہے۔ پھر دکھایا ہے کہ امیر اپنے غریب بھائی کی مصیبت میں دستگیری کرے تو وہ غریب ایک ایسے زبردست ایثار کا ثبوت دیتا ہے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ضمناً اس داستان میں سیکڑوں نئے کیرکٹر شامل کئے گئے ہیں۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مصنف کے دماغ نے ایک شہر آباد کیا ہے۔ جس کے افراد کی حرکات و سکنات آپ کے لئے نہایت درجہ دلچسپی رکھتی ہیں۔

ضخامت ۲۶۰۰ صفحوں سے زیادہ قیمت مبلغ ۵ محصول ڈاک الگ۔

جداجدا حصے بھی طلب کئے جا سکتے ہیں۔ ہر حصہ کی قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک ہے

لال برادرس، پارسنز روڈ لوئر لاہور

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	فسانہ لندن (۱۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۸	[illegible]
" (سلسلہ ثانی)	" (۲۵ حصے)	" "	۲۶۶۴	[illegible]
پیری سارڈا	باپ کا قاتل (۲ حصے)	منشی شمیم الدین صاحب بلہوری	۵۲۵	[illegible]
سمیٹرس	سوزن عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
[illegible]	طلسمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۱۸	[illegible]
[illegible]	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
[illegible]	شکستہ دل	مسٹر پی ایم کمار	۱۳۶	[illegible]
[illegible]	فسانۃ الدین دلیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۷	[illegible]
[illegible]	[illegible]	منشی [illegible] صاحب	۶۲۴	[illegible]
[illegible]	[illegible]	منشی [illegible] صاحب [illegible]	۱۳۸	[illegible]
[illegible]	[illegible]	منشی [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب [illegible]	۱۴۴	[illegible]
روز المبرٹ	روز المبرٹ (۲ حصے)	منشی جے نارائن صاحب [illegible] لکھنوی	۳۵۶	[illegible]
[illegible]	اسرار (۲ حصے)	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
[illegible]	[illegible]	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۴	[illegible]
[illegible]	[illegible]	منشی سجاد حسین صاحب مرحوم	۳۶۱	[illegible]
[illegible]	[illegible] (۵ حصے)	مولوی صدیق حسن صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible] (۴ حصے)	منشی نوازش علی صاحب	۱۱۱۰	[illegible]
[illegible]	شادکام	منشی امجد حسین خان صاحب مرحوم	۲۱۰	[illegible]
لوز آف دی حرم	اسرار حرم	منشی احمد الدین صاحب بی اے مرحوم	۲۱۰	[illegible]
[illegible]	شام جوانی (۲ حصے)	منشی نوبت رائے صاحب نظر لکھنوی	۶۰۰	[illegible]
[illegible]	[illegible]	سید احمد شاہ صاحب لکھنوی	۹۵	[illegible]

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

[illegible] پریس لاہور میں باہتمام مالہ بوٹا رام لکھنیا پرنٹر چھپا

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. [illegible]

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.